188789

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188789
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۱ Accession No. ۳۱۴۸

Author ۱ حسنی ۔ ۱ شیخ احمد علی

Title حلاوت حسنی

This book should be returned on or before the date last marked below.

TO

THE HONORABLE

JOHN ELLIOT DRINKWATER BETHUNE.

President of the Council of Education.

&c. &c. &c.

IN THE HOPE

THAT THIS TRIBUTE OF

PROFOUND RESPECT AND ADMIRATION

FOR HIS

PUBLIC AND PRIVATE WORTH AND VIRTUES.

WILL BE ACCEPTABLE,

THE FOLLOWING PAGES

ARE,

WITH THE WARMEST SENTIMENTS OF ESTEEM

DEDICATED BY

HIS MOST SINCERE FRIEND,

GHOOLAM MOHAMED,

SON OF THE LATE TIPPOO SULTAN

RUSSAPUGLAH,
21st April, 1849.

سے تعلق رکھتا ہی یعنے ہر کس و ناکس اِس نعمت جلیل و دولت نبیل کا شایستہ نہین خدا کے خاصے و مقبول ہی بندے اُسے بردوز ہوتے ہین ' اور اب از جہت تیسیر طرق تفہیم و تکثیر کتب تعلیم کے لیے دونون باتین اِس دولت ابد مدت کے اعیان و اعاظم کی توجہ و التفات سے بخوبی وقوع مین آئی ہین) علم و ادب اِسقدر دست بدست و متداول ہی کہ جمہور خلائق تا اسافل و ارذل اِس دولت روحانی و ثروت جانی سے تونگر و غنی ہو گئے ہین اِس درجے مین کہ کہہ سکتے ہین اگرچہ ظاہرا گستاخی ہی کہ اِن بزرگوار ان نامدار و سرکردگان عالیمقدار نے علم سی گرامی و عزیز متاع کو مبتذل و خوار اور ارذل ذلیل کو اُسکی جہت سے جلیل القدر و سرمایہ دار بنایا ہی '

الحق مراتب شکر و سپاس کو اس احسان عظیم و امتنان جسیم کے جسکے حقوق ہندوستانیون پر اِن حاکمان جلیل الشان و صاحبان منیع العنوان نے ثابت کیے ہین اُنھون کو کہان طاقت ہی کہ اندکے از بسیار و یکے از ہزاران ہزار ادا کر سکین ' کیونکہ اِن اکابر روزگار نے نہ صرف بدولت تلقین و تعلیم گوناگون ہنر و کمال و بفیض تشریک و تقسیم مناصب ملک و مال ماقضاے وو رشحہ مت و مزید رافت جسے اُنھون کو از جہت علم و ادب ' دولت و ثروت باطنی سے محظوظ و غنی بنایا ہی ویسا ہی نعمت و مکنت ظاہری سے اُنھین بہرہ ور و تونگر فرمایا ہی ' بلکہ بہ سبب استیصال کرنے دزدان حیلتگر و طرّاران خدیعت فن وقلع قمع فرمانے بدمعاشان خیرہ سر وحرامیان راہ زن کے اور رکات ڈالنے جنگل و جھاڑ و ہموار کرنے سنگستان و پہاڑ کے و بکثرت نکالنے شوارع عام و پاک و صاف کرنے طرق آمد و شد جمہور انام کے سرتاسر ممالک وسیع ہندوستان مین اور جابجا قایم کرنے راہداروں و پاسبانون کے اور بٹھانے چوکی و پہرے

ے کے ہر اک مقام و تھکانے مین اور معاف کر دینے محصول و پرمت کے
وال سے اسقدر آسایش و آرامش و امن و امان کو ان و الامنشان
ن نے تمام مرز و بوم مین ہندوستان کے پیدا و نمایان، اور تحصیل معاش کے
ب کو اُسمین ایسا فراخ و آسان کیا ہی کہ اکثر غربا و مساکین اہل فراغت
لذران ہو گئے ہین اور جو کچھ دے تمام روز محنت و مزدوری سے
ہین رات کو خوشی دل سے بے کھٹکے کھاتے اور اُسے تمتع اُٹھاتے ہین
و اگر بیوپاری بنجارہ سوداگری پیشے مسافر بے خوف و خطر ممالک محروسے
تے جاتے ہین جن راہزنمن دن دہاڑے قافلے لٹتے تھے اور بے بدرقہ
ن سیاح و مسافر کم جاتے تھے اب بروز روشن اکیلے سونا اُچھالتے
ہین،

شعـــــر

عدل اُنکا جو آفتاب محشر ہی
شور جسکا جہان مین گھر گھر ہی

جناب احدیت سے اُنھونکی سعادت و بہبود دنیاوی کی تکمیل کے لیے
سوال ہی کہ اُنھین اِسکی توفیق عطا فرمائے کہ جسطرح اُنھون نے اپنے
سان و الامقام کی تعلیم و تلقین کے بدولت فنون علم و دانش و طریقے
ساب مال و نعمت کو اخذ کیے اور سیکھے ہین اُسیطرح راستی و دیانت
نفاق و وفاق کو بھی کہ جان تمدن و حسن معاشرت و اصل مردمی و انسانیت
سرمایہ آسایش ہی اُنسے سیکھین اور خلاف و نفاق سے بحد اجتناب
ہیز کرین،

الغرض اب اس اقل عباد اللہ المنان محمد سلطان ابن ٹیپو سلطان جنت مکان کی، جسنے کمال اعتنا و اہتمام سے اِس کتاب کی تالیف وطبع مین (جو اگرچہ بزبان مقال اخبار و آثار سے اُسکے آباے کرام کے حال کی ہی پر بلسان حال شکر و سپاس اِس دولت علیہ کا عیان و بیان کرتی ہی جسکے عہد ہمایون و روزگار میمون مین اُسنے توفیق تالیف کی پائی و پیرایہ تمامی کا پہنا) سعی و کوشش کی ہی اور یہہ آرزو و التماس ہی کہ یہہ ہدیہ محقر و پیشکش مختصر مقبول نظر صاحبان کونسل تعلیم جمہوری خاصہ صاحب والا مناقب مستجمع فضائل معنوی و صوری گنجور خزائن ہنر و کمال انسانی دستور دیوان نکتہ پردری و سخندانی جان مردمی و مروت نور دیدہ جوانمردی و فتوت علامہ ہمہ دان اسنہ شرقی دیار پاک گہر صحیفہ سیر لغز کار شیرین گفتار اعلم اہل زمانہ واکمل میسجر جارج طربال مارشل کے ہو اور اُسکی جلد بن تعلیم مین صاحبان تازہ وارد اُردو آموز کے کام آوین اور کلکتے آکر سے مدراس بمبئی کے کالجون مین تقسیم کی جاوین،

فہرست حملات حیدری

صفحہ

حمد ایزد پاک ۱

نعت رسول صاحب لولاک ۲

اِس کتاب کی تالیف کا سبب ... ... ایضاً

اجمالی بیان ہندوستان کی سرحدون کا و توصیف بعض
کرانمایہ طبیعی چیزون کی جنھون نے اُسکے رہنے والون
کو غیر ملک سے بے نیاز اور غیرونکو اُسکا محتاج کیا ہی ۱۱

بہ مختصر بیان تاریخ وار ہی قوم انگریز کے تسلط کا ہندوستان
مین کس طرح سے دوسی برس کے عرصے مین اُنھون نے
آہستہ آہستہ دخل و تصرف مین اُسکے ترقی کی ہی ۲۳

تختہ ترتیع یا مساحت سطحی روی زمین ہندوستان
کا ساتھ گونہ تفصیل پرگنون اور ضلعون کے اور تقریبی
شمار آدمیون کی وابستہ سال ۱۸۲۰ع ۲۷

بیان مین اجمالی خصوصیات ملک دکھن کے جو بہ سبب
نزدیکی خط استوا اور اعتدال زمانے ظلمت و ضیا کے
بیشمار خیرات و برکات پر محتوی ہی اور تعریف
مین نواب مکارم انتساب حیدر علی خان فردوس

مکان کے جسنے سر برنگپٹن مین حکومت اسلامیہ کی بنیاد
قایم کی اور انتہاے دکھن تک علم فتح و فیروزی بلند
کیا، اور صفت مین بادشاہ سلیمان جاہ تیپو سلطان
جنت آشیان کے جسنے تاج و تخت کو اِس حکومت
کے آرایش دی، اور توصیف مین جلایل مکارم
ارکان دولت برطنیہ کے جو اب تمام ممالک پر ہندوستان
کے سواحل شرقی سے لے سواحل غربی تک اور نہایت
دکھن سے کوہستان ہمالہ تک تسلّط رکھتے ہین، ۳۰
مملکت میسور اور اُسکے تختگاہ شہر سریرنگپٹن کا بیان
جسمین نواب حیدر علی خان بہادر مغفور نے حکومت
اسلامی قایم کی اور تیپو سلطان مبرور نے اُسکی
آرایش اور زینت دی، ترجمہ کیا ہوا کتاب آتھنتک
ممائرس اف تیپو سلطان سے جسکو ایک منصدار
انگریزی نے تالیف کیا تھا، ۳۵
بیان مین اختلال و نے انتظامی دولت تیموریہ کے جو دکھن
اور ممالک شرقی و غربی کے ریاستون کی بناکا موجب ہوا، ۴۲
بیان مین فطرت ارجمند اور ہمت بلند اور قصد دور و دراز
نواب ہلال رکاب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکے
سلیقے درست خداداد کفایت کرنے مین مہمات
سپہسالاری و ملکداری کے اور کمالات نفسانی اُس
امیر پر تدبیر کے جنھون نے دولت جدید کی بناڈالی ۴۵

اجمالی بیان اسلاف کرام اور آبای والامقام نواب
محامد انتساب حیدر علی خان بہادر مغفور کا جنے دولت
اسلامیہ کی بنا میسور مین قایم کی ۲ ۸
عروج کرنا شیخ فتح علی عرف فتح محمد کا اوج سپہداری
پر اور طلوع کرنا اختر ولادت نواب حیدر علی خان بہادر
کا مطلع توفیق باری عزّ اسمہ سے ۴ ۸
پہلی لڑائی حیدر علی خان بہادر کی انگریزون کے ساتھ اور
سیکھلینا اُسکا اہل فرنگ کی جنگ کے اطوار اور ممتاز
ہونا اُس امرین امیران ہم عہد سے ۶۶
تحریض کرنا حیدر علی خان بہادر کا دستور میسور کو تسخیر
پر چک بالاپور کے اور لشکر کشی کرنا اُسپر اور فتح
پانا اور نئی فوج کو نوکر رکھ اپنی جمعیت کو بڑھانا ۷ ۳
حسد کرنا وزیر میسور کا اُس سپہسالار دولت یار کی
عزت و شان دیکھکر اور کو اکھوڑنا اُسکی راہ مین اور
آپ ہی گرنا اُسمین اور پہنچنا سپہسالار کا مگار کا مرتبہ
جلیلہ وزارت پر راے میسور کے اور تصرّف کرنا امور
معظّمہ بر راج کے ۷ ۸
روانہ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا میر محمد و م علی خان کو
توپخانے سمیت واسطے اعانت فرانسیسون کے قلعہ
پانڈیچیری کی طرف اور تصرّف کرلینا انگریزون کا اُس
قلعہ کو اور ناکام مراجعت کرنا محمد و م علی خان کا وہان

سے اور اس جہت سے اُسکا پہلے مورد عتاب نواب
بہادر کا ہو جانا اور پھر فراسیسون اور منصبداروں کی
شفاعت سے سرفرازی پانا ۷۹
لشکر کشی کرنا بسواجی پنڈت سردار مرہٹے کا میسور پر
اور راجہ میسور کا اُرغلانا پوشیدہ اُسکو واسطے
گرفتار کرنے نواب حیدر علی خان کے اور آگاہ ہو جانا
نواب ارسطو فطرت کا اُس راز مخفی سے اور بچ
کے چلا جانا نواب کا بنگلور کو ۸۳
سپاہ بھیجنا راجہ میسور کا بہ سپہسالاری کناری راؤ
واسطے محاصرہ بنگلور کے اور ہزیمت پانا اُسکا نواب
حیدر علی خان بہادر کی فوج سے اور آنا نواب بہادر کا
سر برنگاپٹن کو اور قید کرنا راجہ کو اور آپ خود بالاستقلال
مسند حکومت پر جلوس کرنا ۸۴
متوسل ہونا نواب بسالت جنگ برادر نواب
نظام علی خان صوبہ دار ملک دکھن کا نواب حیدر علی خان
بہادر سے واسطے تسخیر کرنے صوبۂ سرا اور اُسکے
قلعہ کے مشروط بچند شرط ۸۷
استغاثہ کرنا مہابدھی کا جو بیدر سے بھوراجہ بدنور
دارالملک کنڑہ کا متبنا تھا نواب حیدر علی خان بہادر
سے تا اُس بہادر کی مدد سے مسند راجگی پر جو اُسکا حق
تھا اور رانی بیوہ غصب کی راہ سے مصرف ہو گئی تھی

صفحہ

متمکن ہو ۹۱
کتاب فتوحات برطانیہ مین جو بنام جارجنامہ مشہور ہی
حکایت پیشرفتہ اِس طرح پر لکھی گئی ہی ۹۸
متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تسخیر کرنے پر اُس
نواح کے جو اُس مملکت سے تصرّف مین جماعت
پرطکیشون کے آگئی تھی اور اعانت طلب کرنا قوم
مایلہ کا نواب بہادر سے ساتھہ اور روداد ون کے جو
اُس ضمن مین واقع ہوئین ۱۰۶
قتل کرنا قوم نائر کا جماعہ مایلہ کو اور آنا نواب بہادر کا
واسطے انتقام اُس قوم ناشایستہ کے اور استقبال
کرنا علی راجہ کا اُسکو اور محاربہ کرنا اُس نواب
نامدار کا نائرون کے ساتھہ اور ہزیمت دینا اُنکا ۱۱۳
کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کنانور سے کلی کوٹ
کو اور استقبال کرنا راے حاکم کلی کوٹ کا جسکا لقب
سامودی تھا اور تسلیم کرنا اپنے شہر کو اور ایک برہمن
کا تہدید کرنا اُسے کہ وہ مرتد و اپنے دین مذہب سے پھر گیا
اور مردود قوم کا ہوا اور جاں مرنا سامودی مذکور کا ساتھہ
اپنے اہل و عیال کے اور مسلّم ہو جانا بالکل مالیبار کا
نواب حیدر علی خان بہادر پر ۱۱۴
سرکشی کرنا نائرون کا اطاعت سے نواب بہادر کے اور
بہ سبب آجانے موسم برسات کے اُنھون کا قصد کرنا پھر

لے لینے پر بعضے قلعون کے اور مار ڈالنے پر ایک جماعت
حیدری کے جو وہان کی قلعدار تھی اور لشکر کشی کرنا
نواب بہادر کا عین طوفان آب و طغیان سیلاب مین
واسطے قلع وقمع ناروئکے ١١٦
رشک لیجانا جماعہ مرھٹون کا نواب بہادر کی تسخیر و
فیروزی پر ملک ملیبار مین اور لشکر کشی کرنا بدنور پر ١٢٧
لشکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا راجہ چیتل
درگ وغیرہ پر ١٣٨

از کتاب فتوحات حیدری
تالیف کردہ لالہ کھیم نراین

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا واسطے تنبیہ نواب
عبد الحکیم خان حاکم شانور کے اور شکست پانا خان
موصوف کا ١٢٩
کوچ کرنا مادھو راو پیشوا کا پونان سے واسطے
انتزاع کرنے ممالک محروسہ نواب حیدر علی خان
بہادر کے اور اُسکا ناکام پھر جانا اور منجّر کرنا نواب
نامدار کا اور چند قلعون کو ١٣٤
پہنچنا رگھناتھ راو پیشوا کا ملک بالا گھات کی تسخیر کے
ارادے پر پونان سے اور پھر جانا اُسکا ناکام اور تسخیر
فرمانا نواب بہادر کا ملک بادامی و جالی مال وغیرہ کو اور
دوسرے وقایع جو سنہ گیارہ سو تیرا سی ہجری مین

صفحہ

ظاہر ہوے ۱۴۴
مستحبران وقایع وآثار پر پوشیدہ نرہے ۱۴۹
آنا مادھورا وپیشوا کا دوسری بار پونان سے بالا گھات
مین بقصد استخلاص اور آخرکار صلح کرنا اور پھر جانا
اپنے ملک کو ۱۵۲
بلند ہونا نشان عالیشان کا واسطے تسخیر کورگ
اور کلیکوٹ کے بادیگر وقایع کہ سنہ گیارہ سی اسّی
ہجری مین واقع ہوے ۱۵۹
لشکر کشی کرنا ترمک راو نانا مادھورا و پیشوا کے
ماموں کا اور چشم زخم پہنچنا لشکر کو نواب بہادر کے
اور پھر درستی پانا اُس شکست سے اور معاودت کرنا
ترمک راو نانا کا پونان کی طرف اضطرار و پریشان حالی
کے ساتھ ۱۶۴
قرار پانا صلح کا درمیان نواب نظام علی خان ناظم حیدرآباد
اور صاحبان عالیشان انگریز کے اور وقوع مین آنا سوا تر
جنگونکا درمیان نواب حیدر علی خان بہادر اور صاحبان
عالیشان کے اور آخرکار رفع ہونا نزاع کا ۱۹۳
لشکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کرپہ کرنول
بلّاری کی طرف ۲۰۶
لشکر کشی کرنا نانیا مرہٹہ ناظم مرج کا گوبندراو اور سیوا
راو کھاٹکیہ اور دوسرے سرداران مرہٹہ جمعیت اور

صفحہ

اتفاق کرنا ابراھیم خان دھونسا کا اور گرفتار ہو جانا
سرداران مرھٹہ کا اور ناکام پھر جانا ابراھیم خان کا اور
تسخیر کرنا نواب بہادر کا ملک بناری کو ۲۱۹
تسخیر فرمانا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ گنی کو
اور گرفتار کرنا مرار راو فتنہ انگیز کا جو ایک ہزار ایک سو
ستاسی ہجری مین واقع ہوا ۲۲۱
مسخر ہونا چیتل درگ اور گرفتار ہونا راجہ کا مع دیگر سوانح
جو ایک ہزار ایک سو ستاسی ہجری مین واقع ہوے ۲۲۴
فتح کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ کنچی کوتہ وغیرہ
کو اور گرفتار ہونا نواب حلیم خان حاکم کڑپہ اور تباہ
ہونا اُس خاندان کا ۲۳۹
لشکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان کا پائین گھاٹ
پر بہ موجب ترغیب و تحریص نواب نظام علی خان ناظم
حیدرآباد اور فرمان روائے ریاست پونان کے ۲۳۷
جنرل منرو بہادر کا مدراس سے کنچی کی طرف آنا اور
کرنیل بیلی بہادر کا دنیاے فانی سے گذرنا اور تسخیر
کرنا نواب بہادر کا قلعہ آرکاٹ کو اور اسیر کرنا نواب
عبدالوہاب خان برادر نواب محمد علی خان کا مع حالات
دیگر جو اُس سال مین واقع ہوے ۲۴۲
لشکر کشی کرنا جنرل سرایری کوٹ بہادر کا مدراس
سے بالا گھاٹ پر ۲۵۹

صفحہ

ذکر اُن محاربات کا جو شاہزادہ ٹیپو سلطان سے نواح
ارنی مین ساتھ افواج انگریز بہادر کے وقوع مین آئے
اور اُن واقعات کا جو سنہ گیارہ سو چھیانوے ہجری
مین واقع ہوئے ۲۶۳
وارد ہونا کرنیل پریس بہادر کا معہ فوج تازہ زور
بنگالے سے واسطے نکال لینے ملک آرکاٹ تصرّف
حیدری سے ۲۷۲
آنا جنرل سر ایری کوٹ بہادر کا اور استحکام پانا بنائے
صلح کا نواب حیدر علی خان بہادر کے ساتھ ۲۷۶
اُٹھنا غبار فتنہ و فساد کا درمیان کمپنی انگریز بہادر اور
فرانسیسون کے اور نہشت کرنا نواب بہادر کا واسطے
اعانت گورنر پھلچری کے ۲۸۳
اتفاق کرنا جماعہ مرھٹہ کا نواب نظام علی خان کے
ساتھ اور کمک چاہنا انگریزون سے اور شکر کشی
کرنا اُنھونکا میسور پر اور متحصّن ہونا نواب
حیدر علی خان کا قلعہ سرینگپٹن مین اور پھر جانا مرھٹے
کے شکر کا بعد وصول تھوڑے زر کے اور آشتی
کرنا نواب نظام علی خان کا نواب حیدر علی خان سے اور
چڑھائی کرنا دونون سردارون کا بالا تفاق
انگریز بہادر پر ۲۸۷
یمان مین پیدا ہونے سبب اتّفاق کے درمیان نظام علی خان

صفحہ

وحید ر علی خان کے ۲۸۸

پھر جانا نواب نظام علی خان کا مرافقت سے نواب
حید ر علی خان کے اور موافقت کرنا انگریزون سے اور
نہب و غارت کرنا نواب حید ر علی خان کا کرناٹک کو
شہر مدراس تک اور نہایت بیم و ہراس سے
درخواست کرنا انگریزونکا صلح کو ۲۹۲

شمائل جسمانی اور عادات واطوار زندگانی نواب
حید ر علی خان بہادر کے ۲۹۵

توزک سواری نواب نامدار حید ر علی خان بہادر ۳۰۵

ملحقا نواب میر زا علی خان برادر زادۂ نواب حید ر علی خان
بہادر کا جماعہ مرھٹہ کے ساتھ جو بد سگال دولت حیدری
کے تھے اور آنا مادھورا و پیشوا کا ایک لاکھ پچاس ہزار
سوار کے ساتھ پونان سے بقصد استخلاص صوبہ سرا
وغیرہ ممالک میسور سے ۳۱۰

متوجہ ہونا نواب حید ر علی خان بہادر کا تخریب پرجوار و دیار
سریرنگاپتن کے اور ذخیرہ کرنا اذوقہ لشکر کا اور متفرق
کرنا رسالونکا واسطے راہزنی و یغماگری کے اذوقہ لانے
والون پر اعدا کے اور طیار کروانا ایک بڑا احاطہ
لشکر گاہ کا ۳۱۳

چڑھائی کرنا نواب نظام علی خان کا ممالک میسور پر سننے
سے خبر یورش جماعہ مرھٹہ کی میسور پر اور فراہم ہونا

صفحہ

دونون لشکر کا سیناپتن مین واسطے تاراج کرنے خزانے
حیدری کے ۳۱۷
ناکام ہونا سردارون کا دونون فوج تاراج اندیش کے
اپنی طمع سے اور لاچار ہو کر آشتی کرنا جماعہ مرہٹہ کا
مخفی حیدر علی خان کے ساتھ اور متحیّر رہنا نظام علی خان کا
وبہ حکم اضطرار مصالحہ کرنا اُسکا نواب بہادر کے
ساتھ اور متّفق ہونا دونون نواب کا قلع و قمع پرانگریز
اور نواب محمد علی خان کے ۳۲۰
اظہار پاکدامنی اور تبریہ کا قوم فرانسیس کے مداخلت
سے جنگ حالی کے ۳۲۸
مختصر بیان حال لشکر و مملکت کا نواب بہادر کے جس
ہنگام مین افواج متّفقہ یورش کرناٹک پر متوجّہ تھین ۳۳۳
اظہار اِس امر کا کہ داستان نگار فرانسیسی نے جو
کچھ پردلی و تدبیر جنگی نواب حیدر علی خان کی اُسکے
مشاہدے مین آئی تھین وہی اُسنے لکھین ہین ۳۳۶
بیان چگونگی ملک وحشم کی نواب حیدر علی خان اور
اُسکے ہواخواہون کے اور خصوصیات ملک ولشکر کی
جماعہ انگریز اور اُنکے ہواخواہون کے اُس عہد مین جب
بنائے جنگ کی درمیان دونون دولت کے قایم کی گئی ۳۳۸
بیان خصوصیات کا دونون لشکر کے اور اظہار تفاوت کا
اُن دونون مین ۳۴۵

صفحہ

محاصرہ کرنا افواج حیدری کا کبیری پتن کو اور مسدود کرنا راہ
اخبار کو انگریزون پر اور تعاقب کرنا میر محمد وم علی خان بہادر کا
جنود انگریزی پر جو ترپاتور کی طرف گئی تھی اور کمین کرنا
محمد وم علی خان کا اور بچ جانا جنریل اسمتھ کا اُس
مہلکے سے ۳۵۱

پہنچنا نواب ہلال رکاب حیدر علی خان بہادر کا حوالی
مین کبیری پتن کے جسکو سواران حیدری محاصرہ کر رہے
تھے اور حکم کرنا نواب والاجاہ کا واسطے یورش اور
مورچہ بندی کے اور امان چاہنا قلعہ والون کا بادیگر حالات ۳۵۴
یلغار کرنا نواب حیدر علی خان کا بعد انتزاع کبیری پتن کے
سنگومن کی طرف جہان جنریل اسمتھ انتظار کرنیل
عود کی کر رہا تھا اُنکی تلاقی سے مانع ہوا اور جنریل اسمتھ
کو جبراً ترناملی کی راہ سے پھرا کر ترپاتور اور آرنی کی
طرف متوجہ کر کے وہان ایک میدان وسیع مین اُسکی
فوج کرا پنے سوارون سے مغلوب و مقہور کرے اور
گھوڑون کے سمون سے اُنھین لگد کوب و پامال ۳۵۸
خبردار کرنا رکن الدولہ کا اپنے نقارے کی آواز سے
انگریزون کو نزدیک ہونے پر افواج حیدری کے اور
کوچ کرنا انگریزون کا شتابی وہان سے اور تعاقب کرنا
افواج حیدری کا اور منحصن ہونا انگریزون کا ایک کوہچے
مین اور لڑنا فوج حیدری کا نشیبستان سے اُنکے ساتھ اور

صفحہ

نو سو سپاہیون کا فوج حیدری سے کھیت رہنا ۳۶۰
کوچ کرنا لشکر انگریزی کا رات کے وقت اُس مقام
سے جہان لڑائی واقع ہوئی بعد دفن کرنے مقتولونکے
اور زخمیون کو گاڑیون پر اُٹھا لیجانا اور اکثر اسباب کو
دریامین ڈال دینا اور پہنچنا صحیح سلامت قلعہ ترنامل مین
اور تعاقب کرنا نواب بہادر کا فوج انگریزی کو اور
ترنامل سے ڈیڑھ فرسنگ پر پہنچ کر ڈیرا کرنا ۳۶۲
ضایع کرنا نواب حیدر علی خان کا فرصت مانع ہونے کو تلاقی
سے دونون فوج جنریل اسمتھ و کرنیل عود کے اور
مصاف آرائی کرنا اُسکا ایسے مقام مین جہان فوج
سوارون کی محض بیکار تھی اور ملجانا اُن دونون فوج کا اور
کوچ کرنا جنریل اسمتھ کا ترنامل سے اور روانہ ہونا
نواب کا اپنے سوارون سمیت ایک راہ سے اور
حیدری پلٹنین معہ توپخانہ دوسری راہ سے ۳۶۴
مقام پہنچنا دونون لشکر جنگ جو کا اور بند کرنا نواب
حیدر علی خان کا راہ اذوقے کی لشکر پر اعادی کے اور
قصد کرنا اُنکا عسرت و تنگی کے سبب اُس تنگجے سے
نکلنے کا اور حملہ کرنا لشکرگاہ پر نواب نظام الدولہ بہادر
کے اور خوف کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا بدانجامی
سے اُسکے اور مانع ہونا حملہ کرنے سے ۳۶۸
مامور کرنا نواب بہادر کا شاہزادہ ٹیپو سلطان کو پانچ ہزار

صفحہ

سوار جرّار کے ساتھ واسطے غارت کرنے قرب وجوار
مدراس کے بعد بدگمان ہونے نواب کے سپہدار
فرنگستانی سے ۳۷۱
تشریف لانا نواب حیدر علی خان کی جناب عالیہ والدہ
بیگم کا اپنے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کو اور نواب کا
اپنے لڑکون سمیت اُنکے استقبال کو جانا اور بڑی تعظیم
سے اُنھین اُتارنا ۳۸۶
کتاب ذوحاث برطنیہ مین بہہ حال اِس طرح منظوم ومرقوم ہی ۳۹۰
بیان اُس سازش وبندش کا جسکا انجام یہہ ہوا کہ فرنگستانیون
نے حیدر علی خان کے ساتھ یہہ نمک حرامی اور غدر کیا ۳۹۹
جنریل اسمتھ کا کوشش کرنا صلح کرنے مین نواب
حیدر علی خان بہادر کے ساتھ اور نا اُمید ہونا اُسکا اِس کام مین ۴۱۲
آمادہ ہونا حیدر علی خان کا بنبئی کے لشکر کو مارھٹا نے پر
اور انگریزون کا بنگلور کے لینے کے واسطے تہیّہ کرنا ۴۱۴
دخل کرنا جنریل اسمتھ کا بعضے حیدری قلعون پر حیلے سے
اور پھر لے لینا میر مخدوم علی خان کا اُسکو اُسیطرح کے
حیلے سے ۴۱۵
پہنچنا وکیلون کاڈیون ہلی کے باشندون کی طرف سے امان
نامہ مانگنے جنریل اسمتھ کے پاس اور حسن سلوک اُس
سے سالار کا اُنکے ساتھ اور یہہ ماجرا سنکر حیدر علی خان کا
خوش ہونا ۴۱۸

ایلغار کرکے آپر ٹاٹیپو سلطان کا فوج اعدا پر ہزیمت دینا
اُنھین بیخبری مین پکڑ لینا بہتون کو اسیری مین ' اور اُسی
دن شام کے وقت آپہنچنا حیدر علی خان کا اور شفقت
و پیار سے اپنے فرزند سعادتمند کو آغوش مہر مین لینا اور
چشم گہربار سے قطرے اشک کے نثار کرنا ۴۱۹
سیاست کا حکم تجویز کرنا حیدر علی خان کا پر طکیتھی سوداگرون
کے حق مین اِسلئے کہ اُنھون نے انگریزون کو مدد دی
حال آنکہ حیدری رعایا کہلاتے تھے ۴۲۲
روانہ ہونا نواب حیدر علی خان کا ھسکوٹے کی طرف اور
اُسے مسخّر کرنے کے لیئے ایسی طیّاری کرنی جسّے
محمد علم خان دیکھکر گھبرا جاے ' آخر کو بلایا جانا جنریل
اسمتھ کا اِس اضطراب سے اُسکو بچا مدراس
پہنچاے ۴۲۴
عذرخواہی کو پھر آنا مرزا علی خان نواب بہادر کے
خسرپورے کا بعد اُسکے کہ بعضے بداطوار آدمیون کے
اُرغلان نے سے بہت دنون تک عاصی رہا تھا ' اور پھر
پیدا ہونا اسباب فیروزی و شادمانی کا بعد تفرقے اور
پریشانی کے ۴۲۵
تین غول بنانا حیدر علی خان بہادر کا اپنی سپاہ کو اور مدراس
پر ھلّا کرکے وہان کے گورنر جنریل کو خوف و ہراس مین
ڈالنا ' اور خاطرخواہ اپنے غالبانہ صلح اُن سے کرنا ۴۲۷

صفحہ

مراجعت کرنا حیدری افواج کا مصالحہ ہو جانے کے بعد
کرناٹک کی سرحد سے واسطے دفع کرنے مرھٹے کی فوج
کے جو گوپال راو بھرّا اور بابو رام پھرّ نویس کی
سپہسالاری مین نواب حیدر علی خان کے ملک پر چڑھ
آئی تھی اور جوانمردی و چالاکی سے حیدری سپاہ کی
جسکا سپہسالار فیض اللہ خان تھا، اِس بلا کا مندفع ہونا ... ٤٣٧
تا خت کرنا مرھٹون کے لشکر عظیم کا مادھوراو پیشوا کی
سپہسالاری مین میسور پر اور بہ سبب لاحق ہونے بیماری
صحت کے اُسکا پھر جانا ٤٣٨
سرنو محبت کی راہ و رسم پیدا کرنا نواب حیدر علی خان کا اپنے
ہوا خواہ فرانسیسون کے ساتھ بعد بارہا آزمانے انگریزون
کی عہد شکنی کو کمک و مدد کے باب مین ٤٤٠
قابض و متصرّف ہونا نواب حیدر علی خان کا سرزمین
سُرساور اتھمی اور ریاست زمورین وغیرہ پر سرحد مالیبار مین ٤٤٠
قبضے مین لانا نواب عالیجناب کا قلعہ بالھاری اور گتی کو اور
اُس سبب سے نواب حیدر آباد کی غیرت خوابیدہ کو جگانا،
اور اُسکا امیر ظفر الدولہ کو بھاری لشکر ہمراہ دے کر
نواب رستم دوران حیدر علی خان کے ساتھ لڑنے کو روانہ
کرنا، اگرچہ اِس مہم مین مرھٹون کا بھی ایک بڑا غول
اُسکا مددگار ہوا، لیکن حیدر علی خان نے حکمت عملی سے
اُنکے جماؤ کو توڑ دیا، کہ اُن سے کچھ نہ بن پڑا ٤٤٣

صفحہ

لے لینا نواب حیدر علی خان کا ملک پونان کے دروبست
تعلقات ومحالات کو جو کشنہ ندی کے دکھن طرف واقع
ہین اور آنوگندی وغیرہ کے سرزمینون پر نواب کا دخیل ہونا ۴۴۸
ش مین آنا کینہ دیرینہ نواب حیدر علی خان کا انگریزون کے
و پر جنھون نے ماہی نام قلعے پر جو قلمرو مین اُسکے تھا حملہ کیا
ور وے نواب بسالت جنگ کی اعانت کے لیے کرپہ
ن آئے تھے اور نواب بہادر کا مرھٹون کے سردارون
وتحفہ تحایف اور اِس مضمون کے خطوط بھیجکر مالا لینا
ہم دونون اکٹھے ہوکر انگریزون کو شکست دین اور
ی المقدور ہندوستان سے اُنکی بیخ کنی کرین ۴۵۰
ب چند سطرین انگریزون اور مرھٹون کے درمیان
داوت ہونے کی اور نواب بہادر اور مرھٹون مین برسون
ترنے کے بعد اُنکے مصالحہ کرنے کی بابت مین بطور
ختصار لکھی جاتی ہین اور واسطے ربط سررشتہ سخن کے
رھٹون کے ترقی کرنے کا حال بیان کیا جاتا ہی ۴۵۴

ازکتاب جارج ناصہ

صالحہ کرنا قوم مرھٹے کا حیدر علی خان بہادر سے اور مالا لینا
ظام علی خان آصفجاہ ونجف خان اور سارے ہندوستان
کے امیرون کو اپنے ساتھ انگریزون کی لڑائی پر ۴۵۶
نا انگریزون کے ایلچی کا حیدری دربار مین ملاپ کی اُمید
اور نے نیل مرام اُسکا پھر جانا ۴۵۸

ترجمہ بعضے مقام بارھوین باب کا رسالہ ملیطری بیاگریفی
یعنے تذکرہ بہادران انگلستان مین سے (جو سنہ ۱۸۴۱ ع
مین چھاپا گیا) بیان مین حال جنریل سر ڈیوڈ بیرڈ کے جو
بہت دن تک قید سجان ٹیپو سلطان کی قید مین اور قلعہ
سرنگاپٹن کی تسخیر کے وقت ناخت کرنیوالون کا سرکردہ
تھا مشتمل جنگ کوھستانی کی خصوصیات پر جو کنچی کوتے
کے درمیان واقع ہوئی اور بہ ایک اُن جنگون مین
سے ہی، جن مین طرفین سے ہزارون جنگ جو مارے
جانے کے بعد نواب حیدر علی خان فتح نصیب ہوا ۴۶۲

ازکتاب جارجنامہ تصنیف ملا فیروز

روانا ہونا کرنیل بیلی کا جنریل سر ھکٹر منرو کی یاری
و کمک کے لیئے اور ٹیپو سلطان کے ہاتھ اُسکا گرفتار ہوجانا ۴۷۲
معمور ہونا ساغر حیات نواب حیدر علی خان بہادر کا اور
رحلت کرنا اُس نامدار عالی وقار کا اس جہان بے ثبات
و پرغرور سے عالم راحت و سرور کو اور ذکر اُسکے سیر
حمیدہ و آثار پسندیدہ کا مع بعضے دستور العمل اُس
سکندر ثانی کے ۴۸۸
آثار برگزیدہ اور اطوار سنجیدہ نواب نیک ذات کریم
نہاد کے جو ان انگریزی اور فارسی معتبر کتابون سے
(جیسے نشان حیدری سید حسین کرمانی، فتوحات حیدری
و لکیم نرائن دھلوی، فتوحات برطنیہ مافیروز پارسی

صفحہ

حمید خانی منشی حمید خان ملازم گورنر جنرل از دکار نواس
بہادر، عرف منشی عبد الحق ملازم کپتان کنوی بہادر)
نقل کیے گیے ہین ۴۹۰

نسب نامہ نواب مغفرت مآب حیدر علی خان بہادر کا ۴۹۸

القاب مستطاب نواب والا جناب حیدر علی خان
فردوس نشان کا ۵۰۴

سجع و سکہ نواب نامدار حیدر علی خان بہادر کا ۵۰۵

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرمانا شاہ عالیجاہ تیپو سلطان ظل سبحان و آیہ رحمان کا
دکھن کے تخت سلطنت پر اور لشکر کشی کرنا جنرل
لانگ اور جنرل اسطوارط کا وانڈیواش کی طرف ۵۱۲
متوجہ ہونا رایات نصرت آیات سلطانی کا نگر اور کوریال
بندر وغیرہ کے استرداد کو لوٹ لینا لشکر بنبئی، صلح
مقرر ہونا سلطان ذیشان اور انگریزون کے درمیان
انتقال کرنا محمد علی شجیع کا ۵۱۷

بیان اُس جوانمردی و بہادری کا کہ میر معین الدین بہادر
عرف سید صاحب سپہسالار سلطانی سے جو پائین گھاٹ
مین تعاظا ہر ہوئی اور احوال اُس جنگ و جدال کا جو
اُس مین اور انگریز و فرانسیس مین واقع ہوئی اور
حضور اعلا مین طلب ہونا اُسکا بعد مقرر ہونے مصالحہ
سنہ گیارہ سی ستانوے ہجری کے ۵۲۳

مسخر ہونا کوہ نرکوٹے کا، راجہ بنگور کا شرارت کرنا،
اور بعد تعینات ہونے افواج شاہی کے اُس بداصل کا
مستاصل ہو جانا، رحمان گڑھ کا مرمت ہونا گیارہ سی
اٹھانوے ہجری مین ۵۲۸
فتح ہونا کوہ نرکنڈے کا سیر قمرالدین خان بہادر کی پردلی
سے اور حضور مین بلایا جانا اُس نامدار کا سنہ اور واقعات
کے جو سنہ گیارہ سو اٹھانوے ہجری مین واقع ہوئے ۵۳۰
سر اُٹھانا باغیان کوڑگ کا متوجہ ہونا موکب سلطانی کا
اُس نواح کے مفسدون کی تنبیہ و تادیب کے
لیئے، اسیری مین پکڑ آنا اٹھاسی ہزار مرد و زن کا
سنہ دیگر واردات جو سنہ گیارہ سی اٹھانوے ہجری
مین واقع ہوے ۵۴۳
چڑھائی کرنا نواب حیدرآباد اور مرہٹون کا واسطے مسخر
کرنے ممالک خداداد کے، لے لینا اُن لوگون کا اُس
اطراف کے کئی قلعون کو روانہ ہونا سلطان عالیشان کا
ادھونی ہو کر دشمنون کے دفع کرنے کو سنہ گیارہ سو
ننانوے ہجری مین ۵۳۶
متوجہ ہونا موکب سلطانی کا مرہٹون کی تنبیہ کے لیئے جو
تنب بھدرانڈی کے اُس طرف ہنگامہ مچا رہے تھے،
اور مفتوح ہونا کنچن گڑھ کا اور دریا پار ہونا سپاہ
نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا اعدائے بدخواہ کا ۵۴۵

پیچھے ہمت آنا سلطان دین پناہ کا واسطے مصالحت کے
اور تعاقب کرنے غنیم کے، پہنچنا سلطانی سپہسالار کا
معہ سپاہ نصرت پناہ کے، رسیدلیکر آنا بدرالزمان خان
فوجدار نگر کا، مسخر ہونا شانور و بھاگ جانا نواب حکیم
خان کا اور لشکر کفر و اسلام مین جنگ واقع ہونا ۵۵۵
زخمی ہو جانا اعداکا سپاہ منصور کے ہاتھ سے صلح قرار
پانا فریقین متخاصم مین راجاؤن کے تعلقون کا بندوبست
معہ بعض کیفیتون کے جو سنہ بارہ سی مین واقع ہوئین ۵۵۳
ذکر بندوبست دارالسلطنت اور تمام ممالک محروسہ
کا معزول ہونا میر صادق دیوان کا و مسجد اعلی کی بنا کا سبب
پھر آنا وکیلون کا حضور سے سلطان روم کے جو گیارہ سو
اٹھانوے ہجری مین گئے تھے، جانا وکیلون کا حیدرآباد کو
سنہ بارہ سی مین ۵۵۹
فوجکشی کرنا سلطان کا کلیکوٹ کی طرف، پھر چڑھ جانا
کوچی بندر اور حاکم ملیبار کے تعلقون پر، مجروح و
مقتول ہونا کتنے جوانان مظفر کا، لے لینا اُس بندر کا بارہ
سی پانچ ہجری مین ۵۶۲
چڑھ آنا جنرل میڈوس بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو،
لڑنا فریقین کا ستی منگل کی نواح مین، روانہ ہونا رایات
ظفر آیات کا پائین گھاٹ کی طرف اور وہان کی فتحونکا بیان
منگانے سے آنا گورنر جنرل لارڈ کارنوالس کا، اور ۵۶۴

صفحہ

ملا لینا اپنے ساتھ نظام علی خان اور مرھٹون کا، لشکر
کشی کرنا ان تینون سردارون ہم عہد کا سلطنت
خداداد پر، مسخر کرنا بالا گھاٹ کا، ترائیان جو واقع ہوئین
سلطانیون اور ان تین سردارون کے سپاہیون مین
معہ اور روداد ون کے جو سنہ بارہ سی چھہ ہجری مین
واقع ہوئین، ۵۶۸
ذکر دار السلطنت کے بند وبست و انتظام اور
سزاے عمل کشن راؤ نافرجام کا، پہنچنا سلطان عالیشان
کا دار السلطنت مین ہنگامہ وفتنہ مچانا نواب نظام علی خان
اور مرھٹے کا سلطانی مملکت مین ۵۷۶
پانکل کے گرد و نواح سے آملنا سکندر جاہ نظام علی خان
کے بیٹے کا شیر الملک اور بہت سے سپاہیون سمیت
گورنر جنرل بہادر کے لشکر مین ناراج کرنا شاہ زادہ
فتح حیدر کا مدگیری کی فوج محاصرہ پر، مارا جانا حافظ فرید
الدین خان کا گرم کنڈے مین، دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر
جنرل بہادر کا سر برنگپٹن پر، مرھٹونکا وہان آپڑنا اپنا
لشکر لیکر، مصالحہ ہونا ان دونون ہم عہدون کی صلاح سے
سلطان اور انگریزون مین معہ واردات جو سنہ بارہ سی
ساٹھ ہجری مین واقع ہوئین ۵۸۴
کوچ کرنا سلطانی فوجون کا اطراف کے راجاؤن کی تنبیہ کو،
بند وبست ممالک محروسہ کا، قلعۂ دار السلطنت کی

صفحہ

تعمیر سنہ اور حالات سنہ بارہ سی سات ہجری کے ۵۸۹
مجیر و عافیت مراجعت کرنا شاہزادون بلند اقبال کا سنہ
بارہ سی آٹھ ہجری مین مدراس سے ' مقرر ہونا
بحریون کا اسمای حسنا کے حساب سے سرفراز ہونا
اراکین کا میر میران کا لقب پاکر ' آنا ایران کے
شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت مین ' سرانجام
پانا شاہزادون کی شادی کرخدائی کا بادیگر وقایع جو اُس
شادی کی ابتدا سے لیکر بارہ سو بارہ تک ظہور مین آئے ۵۹۰
فوج کشی کرنا جنریل ہارس کا سرینگپٹن پر بموجب
حکم لارڈ مارنگٹن بہادر اور مشورے ابوالقاسم خان
شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدرآباد کے '
لڑائیان واقع ہونی سلطان اور اِس سپہسالار کے
درمیان ' منتج ہوجانا دارالسلطنت کے قلعے کا ' شہید
ہونا سلطان کا جو سنہ بارہ سی تیرہ مین واقع ہوا ' ۶۰۰
بیان اخلاق و اطوار اور آئین حکمرانی اُس سلطان دین
پناہ فردوس آرامگاہ کا ۶۱۵

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

فوج کشی کرنا لارڈ کارنوالس بہادر کا سرینگپٹن پر
خان خان ہلی کے رستے ہوکر ' اور سختی اُس راہ کی ۶۱۷
محاصرہ کرنا ماکری درگ نامے قلعے کا ۶۲۶
بعضے خصوصیات قلعہ ماکری کے ۶۲۶

صفحہ

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ ٹیپو سلطان کا اور اُسکی
تعلیم و تربیت کا ۶۴۹

قطعہ

تاریخ شہادت متضمن تعزیت بادشاہ سلیمان جاہ
ٹیپو سلطان جنت آشیان جو شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۳
ھجری مین واقع ہوئی ۷۰۰
مجمل احوال سلطان فردوس مکان کی اولاد وغیرہ کا ۷۰۰

قطعہ

تاریخ بناے مسجد جو در سنہ ۱۲۰۱ ھجری مقام رسا مین
بنائی گئی ۷۱۰

قطعہ

تاریخ بناے مسجد جسکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام دھرم
تلے مین در سنہ ۱۲۰۸ ھجری مین اتمام پایا ۷۱۱

ترجمہ جلد ثانی کے بارھوین رسالے کا

مارکوئس ویلزلی کے رسالون مین سے
ارل اف مارنگٹن کی طرف سے، لفٹنٹ جنرل ہارس،
کرنیل ارشر ویلزلی، انریل ہنری ویلزلی لفٹنٹ کرنیل
ولیم کرکپاطرک لفٹنٹ کرنیل باری کلوز جو امور میسور
کے انتظام و بندوبست پر امین تھے ۷۱۲

عہدنامہ یا وثیقہ

عہدنامہ جو ہندوستانی انریل کمپنی بہادر، اور نواب نظام

صفحہ

الدولہ آصفجاہ بہادر، اور پیشوا راو پنڈت پردھان بہادر
کے درمیان آپس مین ہمقول ومتفق ہونے کے استحکام
اور سلطان شہید کے ملکون کے بندوبست وانتظام
کے انجام کے لیئے لکھا گیا تھا ۷۱۹

بیان اُس شورش اور قتل عام کا جو ویلور کے قلعے مین
سنہ ۱۸۰۶ کی دسمبر جولائی کو واقع ہوا، مسطر جونس
سرجنین اور مسطر جے دین سرجنین کی روایت سے جو دونون
اِس واقعۂ شوم کی ابتدا سے انتہا تک وہان موجود تھے ۷۲۶

نامۂ نواب حیدر علی خان بہادر فرمان فرماے ملک دکھن کا
جو شاہ ایران کریم خان کو نوین رمضان سنہ ۱۱۷۹ مین بھیجا تھا

مسودہ لالہ مہتاب راے سرکار حیدری کے منشی کا ۷۳۹
مسودہ اُس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان شاہ نے افغانی
شہریار دکھن ٹیپو سلطان کو لکھا تھا ۷۴۲

ہندی ترجمہ انگریزی عبارت سے خوندکار روم سلطان روم ترکی
سلیم کے عربی مکتوب کا کہ فرمان روا ے دکھن ٹیپو سلطان
کے نام پر آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور
سلطان ممدوح کی سرکار سے مسطر اسپنسر اسمتھ
کو جو اِس دربار مین بادشاہ انگلستان کی طرف سے اُندنون
وزیر فوقطہ مقرر تھا ملا تھا ۷۴۳

جواب خوندکار روم کے مکتوب کا شہریار دکھن ٹیپو سلطان
کی طرف سے جو عربی عبارت مین مرقوم تھا، ۷۵۰

مکتوب مارکوئس ویلزلی گورنر جنرل بنگالے کی طرف سے
ربط انر بٹل و لیم بنٹنک گورنر مدراس کو ۶ اور بہ
ایک سی آٹھنا لیسوان مکتوب ہی اُس جناب ثروت
مآب کی کتاب رقعات و مکتوبات کی تیسری جلد مین سے ۱۵۷

تمـــــــــــام شد



حمد ایزد پاک

سر نامہ حمد خدا ے کریم کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

جواہر آب دار حمد و ثنا نثار بارگاہ اُس بادشاہ حقیقی کے جسکے ایک حکم کن سے زمین و آسمان اور کل مخلوقات ممکن نے جو پیدا ہو چکی یا پیدا ہو گی وجود پایا اور اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ نے ہر موجود کو نئے رنگ ڈھنگ کا خلعت حیات عطا کیا چار و ن عنصر کو کہ ہر ایک اپنی اپنی تاثیر مین مخالف دوسرے کا ہی باہم امتزاج دیگر انسان کو پیدا کیا اور اوہر منصب خلافت کے منصوب فرمایا فضائل اربعہ جو حکمت و شجاعت اور عفّت و عدالت ہین نشان و تمغا اُسکے مقبولون و مقربّون کا ہی جس کسی مین یہہ چار صفتین پائی جاتی ہین وہ مرتبے سعادت کو پہنچتا ہی اور بادشاہ وقت یا وزیر یا رئیس بالضرور ہوتا ہی وہ ایسا حکیم ہی کہ جب کسی قرن و زمانے مین کسی طرح کے فتور و خلل حادث ہونے سے اُسکے بندے تکالیف و اذیّت اُٹھاتے ہین تب اُسکی خواہش کے موافق ایک ایسا شخص ایسے اطوار کا پیدا ہو کر خلق اللہ کی رفاہ و آرام کا باعث ہوتا ہی کہ پچھلے لوگ اُسکا حال سنکر عبرت پکڑنے و پند لیتے ہین

سلیم مولوی عبد الرحیم صانہ اللہ تعالی عن آفات العصر و مصائب الدھر
کو معتبر روایتون سے انگریزی کتابون کے فضایل اور ستودہ صفتین نواب گردون
وقار سکندر طالع ارسطو فطرت سلیمان حشمت رستم زمان نوشیروان
دوران نواب حیدر علی خان بہادر مغفور کی متصل معلوم ہوئین کہ اُس نواب
بہادر مغفور نے صرف اپنی بلند ہمت و حسن سلیقے کے سبب سلطنت اسلامیہ
کی میسور مین بنیاد قایم کی ایسا خلعت خداداد عقل سلیم کا دربار حضرت کریم
سے اُسنے پایا تھا کہ اگرچہ علم ظاہری کی چندان تحصیل نہ کی تھی پر ایسے آئین
اور دستور رعایا کی رفاہیت و ملک کی معموری کے باب مین ایجاد کیے کہ تمام خلایق
اُسکے خیر خواہ ہو گیے اور جان و دل سے مطیع و فرمان بردار رہے ایک نے اُسکی محبت
و مہر کا تخم مزرعۂ دل مین بویا و بغض و عداوت کے درخت کو جڑ سے اُکھاڑا *
سلوک اُس فریدون فرکا سپاہیون کے ساتھ نہایت جوان مردی و مروّت سے
مقرون تھا کہ سپاہ کی بہت دلجوئی کرتا اور اُنھون کے ساتھ خوش معاشرت رکھتا
جب کوئی جان فشانی کرنا عوض مین اُسکے صلہ و انعام دیتا حق تلفی کسی طور
جایز نرکھتا برتری برائیون اور سخت سخت معرکون مین سپاہیون کے ساتھ
آپ محنت و سختیان اُٹھاتا ' بہادرون اور جان بازون کی قدردانی اُس
مرتبے مزاج مین تھی کہ لکھا ہی کہ ایک بار انگریزی فوج نے نواب بہادر کے کسی
قلعے پر حملہ کیا تھا اگرچہ قلعے کی فوج محافظ گولے کے اوڑے برساتی تھی پر انگریزی
سپاہ داد تہور اور پردلی کی دیتی و ہرگز منہ نہ موڑتی تھی نواب بہادر نے دوربین
سے ایک ٹیلے پر چڑھکر یہ حال دیکھا اور فرمایا کہ کاش ایسی فوج دلاور جانباز
میری ہوتی مین ایک سپاہی کو بھی اُسکے کوچ مین پیادہ نہ چلنے دیتا بلکہ شکاری
چیتون کے مانند گاڑیون پر سوار کرکے لیجاتا اور بروقت حملہ دشمنون کے اوپر



HYDER SHAH,

ALIAS

HYDER ALI KHAN BAHADUR.

ل لکھا اور فضایل و پسندیدہ صفات کو نواب بہادر کے من و عن بیان کیا *
ر اُسنے سمجھا کہ ایسے وقایع عجیبہ و سوانح غریبہ کے معلوم ہونے سے
ت فائدہ سب لوگ حاصل کرینگے اور برّا حیف ہی کہ ان واقعات اور
دا دون سے اہل فرنگ تو عبرت و فائدے اُٹھائین اور خاص ہندوستانی واہل
ام اس نعمت سے محروم رہین لہذا سیواسطے موافق حکم شاہزادے عالیشان
ہمت والا خاندان رفیع المرتبت منیع المکان جناب محمد سلطان عرف غلام محمد
طیپو سلطان ابن نواب حیدر علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ وحشمتہ کے جسکے
ق حسنہ و عادات مستحسنہ حاجت مدّاحی کی نہین رکھتے اور ضرب المثل ہو گیے ہین
لہ بہت کام اُس جناب سے ایسے ظہور مین آئے ہین جنکے سبب دنیا مین نیکنامی
ں ہوئی اور اُسکی ذات آفتاب کی مانند مشہور ہو گئی چنانچہ اُنمین سے
ے یہہ کہ دار الامارہ کلکتّے مین دھرم تلے کے چوراہے پر ایک مسجد سنگین
شان خوش قطع موسوم بہ مسجد اقصیٰ جسکی تاریخ خان خانایا سنہ ۱۲۰۶ ہجری
اُسنے بنا کی اُسکے جانب مغرب تھوڑے فاصلہ پر کوٹھی گورنر صاحب بہادر
ی کہ ویسا مکان سارے کلکتے بلکہ تمام بنگالہ مین نہین اور مشرق کی طرف
ی چوک جو تمام بازارونمین شہر کے وسیع و پر رونق ہی اور دکھن کی
ے میدان چورنگی کا جسکی سرکین نہایت وسیع و خوش نما کنارے پر جنکے
ی پختہ دریا کے پانی سے دن رات جاری جنسے تمام سرکین چھڑکی جاتی ہین اور
کا قلعہ اُنکے متّصل ہی الغرض حق تو یہہ ہی کہ ایسا فرح بخش و فضا کا مکان
کم ہوگا سب عماید شہر ہر قوم کے امیر و خوش مزاج تفریح طبع کے لیئے
ن وقت وہان سیر کرنے آتے ہین عجب لطف ہوتا ہی کہ دیکھنے سے تعلّق
ہی اور وہ مسجد نہایت بلند و وسیع و مستحکم ہی اندر و باہر اُسکے سنگ

مرمر و سنگ موسی کا فرش اکثر اہل اسلام مسافر و شہری و تجار و علما وغیرہ صبح و شام زیارت کرنے و نماز پڑھنے وہان آتے اور مسجد کی عظمت و شان کو دیکھ کہتے و مقر ہوتے کہ ایسی مسجد ملک بنگالے مین نہ بنی ہی نہ بنے گی فی الحقیقت یہ مسجد ایسی دل چسپ اور ایسے مقام نشاط بخش پر واقع ہی کہ اہل اسلام کیا بلکہ غیرون کا بھی اُس مسجد کو دیکھ کر یہی جی چاہتا ہی کہ وہان سجدہ کیجئے *

اور اُس جنات فیض مآب نے ایک اور بھی ویسی ہی مسجد بنام مسجد اعلا رسا پگلے مین جو اقامتگاہ اُس شاہزادۂ والا تبار و سائر خاندان سلطان مغفور و مبرور کا ہی بنائی ہی اور دونون مسجدون مین حافظ و موذن واسطے امامت و اقامت پنجگانہ کے مقرر ہین کہ ہر روز وعظ و نصایح خلق کو کیا کرتے اور ماہ مبارک رمضان مین کلام مجید سناتے ہین ہر مسجد کے اخراجات ضروری کے واسطے جایداد معقول وقف ہی اور ایک باغ وسیع معہ تالاب و گھاٹ سنگین واسطے پہنام کرتے تعزیے جناب سیّد الشہدا علیہ السلام کے و گور غریبان کے لیئے وقف کیا ہی اور قاری بھی تلاوت قران مجید کے لیئے مقرر ہین

مولوی موصوف نے وقایع نواب حیدر علیخان بہادر مغفور اور ٹیپو سلطان مبرور کو انگریزی اور فارسی تواریخون سے جنکی تفصیل آتی ہی بسبب کمال دل جوئی و شفقت و حمایت و رعایت شاہزادہ عالیشان کے تین برس کے عرصے مین نہایت مشقّت و زحمت سے معلوم کر کے زبان فارسی مین لکھا اور نام اُسکا کارنامۂ حیدری رکھا اور واقع مین کمال کیا ہی

ہر کہ سخن را بسنجن ضم کند قطرۂ از خون جگر کم کند

حاصی شیخ احمد علی گوپامئوی نے اُس کتاب کے مضمون کا فائدہ عام پاکے اور

یہ سمجھکر کہ زبان فارسی سے اُسکے جولوگ فارسی مین کامل لیاقت رکھے ہین وہی اُس چشمۂ فیض سے بہرہ یاب ہوسکتے ہین اور جولوگ صرف حرف شناس اور کم مایہ ہین اِسکے فائدہ سے محروم رہینگے تعمیم فائدہ کی نیّت سے ساتھ صلاح اور مشورہ مظہر فضیلت مصدر حذاقت مفتح غوامض منطقی و ریاضی گنجینۂ معانی سرآمد حکماے زمانی حکیم مولوی احمد حسین شاہ جہان آبادی کے فارسی سے زبان اُردو مین جو بول چال لکھنو اور دلی والون کی ہی دارالامارہ کلکتے مین سنہ ۱۲۶۳ ہجری یا سنہ ۱۸۴۷ ع مین ترجمہ کیا اور رحملات حیدری اُسکا نام رکھا اور تاریخی نام تواریخ گزیدہ پایا،

۱۲۶۳

تفصیل اُن انگریزی کتابون کی جنسے مولوی موصوف نے ترجمہ کیا اور فارسی تواریخون کی جنسے ضروری چیزین چن لی گئین

۱ ہسٹوری آف حیدرعلیخان دو جلد مین تالیف کی ہوئی موشبرم دل ط کی جو سردار دس ہزار سپاہ مغلیہ کا تھا اور اکثر توپ خانے مین نواب حیدر علیخان بہادر کے افسر حکم دینے والا اور جماعت فرنکستانی پر جو اُس نواب کی خدمت مین تھی سردار رہا اور اُسنے اس کتاب کو دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۷۸۴ ع چھپوایا

۲ بریطش ملیطری بیاگریفی یعنے تذکرہ بہادران انگریزی جو ابسنہ لشکری اخبار اس بادشاہت کے سابق سے حال تک دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۸۴۱ ع پہلی دفعہ چھاپا گیا

۳ آنھنتک ممائرس آف ٹیپو سلطان جو حیدرعلیخان بہادر کی سیرو شمائل پر

محتوی ہی تصنیف کی ہوئی بعضے منصب داران کمپنی کی جسکو فلیپ پریرا نے دارالامارت کلکتے مین دوسری بار در سنہ ۱۸۲۰ع چھپوایا

۴ مارکوئیس ویلزلیس کے سپاچیز پانچ جلد جو در سنہ ۱۸۲۶ع دارالملک لندن مین چھپی

۵ ہسطوری اف نادر شاہ تالیف کی ہوئی جیمس فریزر کی جو در سنہ ۱۷۴۲ع لندن مین چھپی

۶ ہسطا انڈیہ گزیطر تالیف کی ہوئی و الطر ہملطن کی دو جلد در سنہ ۱۸۲۸ع دارالسلطنت لندن مین چھپی ،

۷ اسکرس کپطیو یطی یعنے اسیری اِسکر کی عہد مین نواب حیدر علی خان بہادر اور ٹیپو سلطان کے ،

۸ بطسنس دار یعنے ٹیپو سلطان کی لڑائی جس مین کرنیل بطسن خود حاضر تھا اور اُسنے اسکا حال لکھا ،

۹ جرنل نیول انڈ ملطری مگزین یعنے روزنامچہ اور جہازی اور فوجی ذخیرہ ،

۱۰ ہسطوریکل اسکیچ اف سوتھ انڈیہ یعنے تواریخی نقشہ دکھن کا ،

۱۱ کتاب فتوحات حیدری تصنیف کی ہوئی لالہ کھیم نراین کی ،

۱۲ کتاب نشان حیدری تالیف کی ہوئی میر حسین علی کرمانی کی ،

۱۳ جارجنامہ نظم کیا ہوا ملا فیروز کا ،

۱۴ تواریخ حمید خانی تالیف کی ہوئی منشی حمید خان کی جو دکھن کی مہم مین گورنر جنریل مارکوئیس کارنوالس بہادر کے ہمرکاب تھا ،

List of Authorities from which the following work is either wholly or partly translated.

1.—Memoirs of Hyder Aly Khan, and his son Tippoo Sultan, By Charles Stewart, Esq. M. A. S.

2.—The History of Hyder Aly Khan, Nabob Bahader, By M. M. D. L. T.

3.—British Military Biography, from Alfred to Wellington.

4.—Authentic Memoirs of Tippoo Sultan, By an Officer in the East India Service.

5.—The History of Nader Shah, to which is prefixed a Short History of the Mogol Emperors, By James Fraser.

6.—The Despatches, Minutes, and Correspondence, of the Marquess Wellesley, K. G.

7.—The East India Gazetteer, By Walter Hamilton.

8.—A view of the origin and conduct of the war with Tippoo Sultan, by Lt. Col. A. Beatson.

9.—The United Service Journal, and Naval and Military Magazine for 1841, part 2.

10.—Historical Sketches of the South of India, in an attempt to trace the History of Mysoor, By Lieut. Colonel Mark Wilks.

اجمالي بيان هندوستان کي سرحدون کا و توصيف بعض گرانمايه طبيعي چيزون کي جنهوني اسکے رهنے والون کو غير ملک سے بے نيا زا ور غير ونکو اُسکا محتاج کيا هي

يه ولايت وسيع جنوبي حصے مين براعظم آشيا يا بلاد سمران کے واقع هي (اور بلاد سمران بڑا تيسرا حصه هي ربع مسکون قديم کا جسکے اور دو حصے کو يورپ يا بلاد بيضان اور افريکه يا بلاد سودان کهتے هين) اُتر دکهن يه ولايت درميان آٹهه و پينتيس درجه عرض شمالي کے واقع هي يعني آٹهه درجے کے فاصلے سے شروع اور پينتيس درجے تک منتهي هوتا هي ' اور پورب پچهم درميان اٹهتر و بانوے درجه طول شرقي مين هي ' يعني آٹهتر درجے کے فاصلے سے شروع هو کر بانوے درجے پر منتهي هوتا هي ' ايک درجه ۳۶۰ درجون سے کسي منطقه زمين کے اُنهتر ميل انگريزي سے کچهه زياده هوتا هي ميل انگريزي ۲۸۰۰ فٹ هي جو آدهه کوس هندوستاني سے کچهه کم هي '

پس اس بيان سے ثابت هوا که طول هندوستان کا دکهن سے اُتر کو هي اور نهايت بڑا طول اُسکا قريب ايک هزار نوسي ميل انگريزي کے هي

---

* عرض کسي مکان کا خط استوا سے درجون پر خط نصف النهار کے جو ايک منطقه هي که سمت الراس پر اُس مکان کے هوکر قطب شمالي وجنوبي پر گذرتا هي اُتريا دکهن کهلاتا هي ' اور خط استوا ايک دوسرا منطقه يا خط زناري زمين کا هي جس سے زمين دو نصف شمالي وجنوبي مين منقسم هوتي هي اِسليئے عرض مکان کا کبهي شمالي بولا جاتا هي اگر وه مکان خط استوا سے شمال کي طرف هي اور کبهي جنوبي اگر وه مکان خط استوا سے جنوب کي طرف کو هي اور طول مکان کا انگريزي نقشون مين نصف النهار سے گرينوبچ کے جو رصدگاه ولايت انگلستان کي هي پورب پچهم خط استوا کے درجون پر گنا جاتا هي '

یا قریب آٹھ سی اکتیس کوس ہندوستانی اور عرض اُسکا پورب سے پچھم کو اور نہایت برّا عرض قریب ایک ہزار پان سی میل انگریزی کے ہی یا قریب چھ سی چھپن کوس ہندوستانی چونکہ اس ملک کا طول وعرض سب جگہہ برابر نہین ہی یعنے نہ تو ہر جگہہ طول مین انّیس سی میل ہی اور نہ عرض مین پندرہ سی میل اِسی سبب سے تمام روی زمین ہندوستان کی از روے پیمایش کے بارہ لاکھ اسّی ہزار مربّع میل انگریزی سے زیادہ حساب نہین کیجاتی ' موافق روایت اگلے ہندوون کے برّا طول و عرض ہندوستان کا چالیس چالیس درجے تھا اور جسقدر زمین پر فرنگستان ہی اِتنی ہی زمین پر محیط پچھم کی سرحد اُسکی جسنے اوسے ایران کے ممالک سے جدا کیا تھا سیستان کے پہاڑ تھے اور پورب کی حد چین کی زمین کے حصے تھے اُس سرزمین سے جو پورب کی طرف گنگا کے باہر ایک قطعہ جزیرہ نما ہی اور اُتر کی طرف دشت ترکستان اور خفچاق اور دکھن کی طرف سنڈا کے جزیرے اِن حدون مین برّے برّے پہاڑ تبّت کے اور کشمیر جنّت نظیر کا جنگل اور تمام قدیم ملک انڈوسیتیہ یعنے ہندو تورانی کا اور خطے نیپال کے اور بھوٹان وکامروو آشام معہ سیام وآوا اور اکان یارخنگ اور وے ریاستین جو اِن سے ملی ہوئی ہین جہان تک کہ چین ہندؤن کا اور صین جغرافیا جاننے والون کا عربستان کے ہی اور تمام پچھم کے ممالک زمین جزیرہ نماے ہند اور جزیرے سیلان کے واقع ہین ' براہمہ قدیم جنکا مذہب اور عقیدہ تمام اِس ہندوستان مین پھیلا ہوا اور جاری تھا کبھو اِس ملک کا نام اِس ترکیب توصیفی سے مدھیما یعنے مرکزی حصہ لیتے تھے اِسلئے کہ اُن کے گمان مین ہندوستان کی زمین مرکزی حصّے پر اُس کچھوے کی پشت کے واقع ہی جو تمام زمین کو اپنی پشت پر رکھتا ہی اور کبھو اُسکو اِس ترکیب

ی سے پُنیّا بھوم یعنے زمین خیر پہنچانے کی کہتے تھے اور بیان کرتے کہ یہہ
مین کا بھارتھ کے حصّے مین تھا جو نو بیتون مین سے ایک بیتا یا بیٹے شخص کا
سکے ہاتھ مین سلطنت تمام روے زمین کی تھی اِسلیئے اُسکا نام بھارتھ کھنڈ ہی
نو بھارتھ کے ملک کو مرکزی حصہ جنبو دیپ کا سمجھتے ہین
صو براہمہ اپنی ولایت اس قدر زمین کو جانتے تھے جو کوہستان ہمالہ اور
شرام کے درمیان واقع ہی اور یہہ رامیشرام (یعنے ستون رام)
چھوٹا سا جزیرہ ہی درمیان جزیرہ سراندیپ و زمین جزیرہ نما ہندوستان کے،
ستان کہنیا نام اِس ملک کا ہی فارسی ترکیب ہی یعنے کالے آدمیون
ن اور مدتون سے تمام خلقت اور سب ہندوستانیون مین یہی نام مشہور
اہل اسلام کے مورّخون کے نزدیک ہندوستان وہ ملک ہی جو تصرف
ی کے بادشاہون کے تھا اور یہہ ملک در سنہ ۱۶۸۲ ع جلال الدین اکبر
ساہ کے حکم سے پہلے گیارہ حصون مین تقسیم کر ہر ایک حصّے کا نام صوبہ
اجکی تفصیل یہہ ہی، صوبہ لاہور، صوبہ ملتان، صوبہ اجمیر، صوبہ دہلی،
گرہ، صوبہ اِلہآباد، صوبہ اودھ، صوبہ بہار، صوبہ بنگالہ، صوبہ مالوہ، صوبہ
ت، اور اُسکے بعد جسقدر سلطنت اسلام مین زور آتا گیا ہے صوبے
گئے، صوبہ کابل، صوبہ کشمیر، صوبہ سندھ، صوبہ برار، صوبہ خاندیس، صوبہ
ر، یا اورنگ آباد، صوبہ بیدر، صوبہ حیدر آباد، صوبہ بیجاپور، صوبہ اُڑیسہ،
ب اکیس صوبے آخر عہد عالمگیر تک دہلی کے متعلق اور زیر حکم تھے
ب حد بندیان قدیم ہندوون کی اور اہل اسلام کی تھی اور اب عہد مین
ونکے حد بین ہندوستان کی اُسی طول اور عرض کے ساتھہ جیسی کہ اگلے
مین ہندو جانتے تھے لیے بھی جانتے ہین اِس نقشے کو اور سب نقشون پر

ترجیح اِس سبب سے ہی کہ اِس نقشے کو ایسی سرحدین جو سکندری کے ماتحت مستحکم ہین کبرتی ہین اور نئے سرے سے حد باندھنے کی احتیاج نہین رہتی اس قرارداد پر ہندوستان کا نقشہ اُتر کی طرف تبّت کی زمین سے کوہستان ہمالیا یا نیپال کر جو ملک صندھ سے پینتیس درجے عرض شمالی سے شروع ہو کر اِسی عرض پر سرزمین کشمیر پر پہنچ وہان سے دکھن کو پورب کی طرف مسافت نامعلوم پر جا کر بھوتان کے اُسطرف تک پہنچتا ہی جدا کیا گیا ہی

اور دکھن کی طرف حد ہندوستان کی بحر محیط ہی ' اور پچھم کی طرف رود سند ولیکن پورب کی طرف حد بندی ہندوستان کی بہت مشکل ہی مگر ایسی سرحد جس سے امتیاز حاصل ہو وہ کوہستان اور جنگلستان ہی جو چاٹگانو تپیرا کی زمین کے متّصل ہی اور وہان سے اُتر کو برمپتّر تک پہنچتا ہی برمپتّر نام ایک ندی کا ہی جو وہان سے دور تک سیدھی پچھم کی طرف کو جاری ہو کر ناگاہ دکھن کی طرف کو بہتی ہی ' درمیان اِن حدونکے جو لکھی گئین ہندوستان

اِن برّے برے چار حصّون مین منقسم ہوتا ہی '

پہلا حصہ شمالی ہندوستان

یہ حصّہ وسیع اور ناہموار ہی پچھم کی طرف ستلج سے شروع ہوتا ہی اور وہان سے دکھن کی طرف جھکتا ہوا پورب کو تیستا ندی تک جسکا طول شرقی اٹھاسی درجہ اور تیس دقیقہ ہی جاتا ہی اور اُتر کی حد اُسکی نیپال کے پہاڑ ہین جو جدا کرتے ہین اِس حصے کو ممالک تاتار اور تبّت سے اور دکھن کی طرف قدیم حکومت اسلامی سے اُس سرحد کر ممتاز ہوتا ہی جہان پر سلسلہ پہاڑ و بنکا وسیع جنگل سے جو گنگا کے پورب کو ہی ملتا ہی اور زمین کے ٹکرے جو اِس حصے مین

ہین اِس تفصیل کے ساتھ ہین،

وہ قطعہ زمین جو دریان ستلج اور جمنا کے واقع ہی،

گراول جسکا نام سری نگر مشہور ہی،

وہ خطہ جسکو سرچشمہ یا منبع گنگا کہتے ہین،

کماؤن جو گنگا اور کالی ندی کے درمیان ہی،

بینکھانڈی

بھوٹان

نیپال کا ملک چونکہ اِس پہاڑی ملک کے آدمی اب تک ہندوستانیون سے کم اختلاط رکھتے ہین اِس سبب سے بہ نسبت ہندوستانیون کے تہذیب اور عقل مین بہت ناقص ہین،

دوسرا حصہ ہندوستان خاص

ہندوستان کا بہ نسبت اور تینون حصّون کے بہت وسیع و فراخ ہی کہ دکھن سے نربدہ تک پہنچتا ہی جو دکھن کے ملک کی شمالی حد ہی اور شامل ہی بارہ بڑے بڑے صوبون پر کہ ہر ایک اُن مین سے ایک ریاست یا بادشاہی رہے دو صوبے کشمیر اور سندھ کے بھی اسی مین داخل ہین

۱ بہار ۲ الہ آباد ۳ اودھ ۴ آگرہ ۵ دہلی ۶ لاہور ۷ کشمیر ۸ ملتان ۹ سندھ یا کچھ ۱۰ گجرات ۱۱ مالوہ ۱۲ بے صوبے سے سیر حاصلی اور دولت مین اور سب صوبون سے ممتاز ہین اور انہین مین دار الامارت سلاطین ہند کا تھا اُن اقوام سخت کوش زبردست نے ستان کے شمال مغرب کو رہتے ہین اکثر اِس ملک کو فتح کیا تھا اور

اپنے قبضے مین لائے تھے رہنے والے اس حصّہ کے اکثر دوسرے صوبون کے رہنے والون پر طاقت جسمانی اور ظرافت اور قوت نفسانی مین بالائی اور ترجیح رکھتے ہین قدیم برہمون نے بسبب ترجیح اِس حصے کے شرقی و جنوبی حصّون پر ہندوستان کے اِس حصے کا نام امید ھیادیس یعنے مرکزی حصّہ رکھا تھا،

تیسرا حصّہ جنوبی ہندوستان

اُترکی حد اس حصّے کی نربدا ندی ہی اور تھوڑی سی پورب کو وہ حد خیالی جو اُسی عرض مین کھنچتی ہی تا جنوبی ہوگلی یا پچھم کی شاخ گنگا تک اور دکھن طرف کی حد اِس حصے کی بے دو ندیان کشتنا اور تنبھدرا ہی جو دکھن کی شمالی حد ہی اور پورب کی حد خلیج بنگالہ اور پچھم کی بحر ہند یہ حصہ ہندوستان کا اُن خطون کو احاطہ کرتا ہی جنکی تفصیل یہہ ہی،

١ گنڈوانہ، ٢ اوڈیسہ، ٣ شمالی سرکارات، ٤ خاندیس، ٥ برآر ٦ بیدر، ٧ حیدرآباد، ٨ اورنگ آباد، ٩ بیجاپور،

چوتھا حصّہ دکھن

اِس حصّے کو اکثر بنام جزیرہ نما بولتے ہین بشکل اُسکی مانند ایک مثلّث متساوی الساقین کے ہی کہ اُترکی حد کشتنا ندی اُسکا قاعدہ اور دونو ضلع شرقی و غربی یعنے کرومنڈل اور ملیبار دو اُسکی ساق اور راس کمران اس مثلّث کا سرہی تفصیل اُن خطون کی جو اِس مین ہین یہہ ہی ١، کنڑا، ٢ ملیبار، ٣ کوچین ٤ ترادنکور، ٥ بالاگھاٹ، ٦ میسور، ٧ کوئمبا تور، ٨ سالم و بارامحال، ٩ کرناٹک، اب جانا چاہئے کہ سوائے سراندیب کے اور کوئی جزیرہ

وستان کے متصل قابل اعتبار کے نہین ہی اور وے ممالک جو ہندوستان
متصل ہین اُنکی تفصیل یہ ہی پچھم کی طرف بلوچستان و افغانستان اُترکی
۔ تبّت وشمالی حصہ ہندوستان اور پھستان اور پورب کی طرف آشام اور وے
تین جو متصل آشام کے ہین یعنے آوا اور برھما کا ملک ،

ی اور خوبی ہندوستان کی اُسکی ندیون سے ہی علی الخصوص گنگا جو اکثر اُسکی
مین کو سیراب کرتی اور ایک جگہہ کے حاصل اور پیداوار کو دوسری جگہہ پہنچاتی
اگرچہ بہ سبب اختلاف حاکمون کی زبانون اور دینون کے اکثر خطون اور
ن کے نام مین ہندوستان کے تغیر اور تبدیل ہوئی ہی پر ندیون کے
مین کچھ تغیر ابتک واقع نہین ہوئی ہندوستان کی مشہور ندیون کا نام اور
مسافت تقریبی اُنکے منبع سے مصب دار اور گنگا یا رود سند تک یہ ہی ،

شمالی ہندوستان کی ندیان

			میل انگریزی
سند			۱۷۰۰
گنگا			۱۶۰۰
جمنا	جہانتک گنگا سے ملی	(۷۸۰)	۱۰۰۰
ستلج	جہانتک رود سند سے ملی	(۹۰۰)	۱۴۰۰
جیلم	جہانتک رود سند سے ملی	(۷۹۰)	۱۲۹۰
چناب	جہانتک گنگا سے ملی	(۴۹۰)	۹۸۰

جنوبی ہندوستان کی ندیان

کاوری	۸۹۰

میل انگریزی

۸	کشتنا	۷۰۰
۹	تربدا	۷۰۰
۱۰	مہاندی	۶۳۰
۱۱	تپتی	۴۶۰
۱۲	کاویری	۴۰۰

اور بہت سی ندیان چھوٹی بڑی جنکی مسافت معلوم نہین ملک ہندوستان مین جاری ہین جیسے ۱ برمپتر ۲ گھاگرہ ۳ رابتی ۴ گومتی ۵ سون ۶ راوی ۷ بیاہ ۸ چناب وغیرہ

ہندوستان کے پہاڑون مین سے دو سلسلے شرقی اور غربی وے پہاڑ ہین جو دکھن کے ملک مین بنام شرقی گھات اور غربی گھات جانتے ہین غربی گھات راس کمران سے جو جنوبی نہایت ملک دکھن کی ہی تپتی ندی یا رودسورت تک پہنچتا ہی جو یان ان پہاڑونکی جا بجا پانچ ہزار فٹ سے لیکر چھہ ہزار فٹ تک سطح دریاے شور سے بلند ہی پر چوتیان شرقی سلسلے کی بہ نسبت غربی کے نیچی ہین اور یہ سلسلہ گیارہ درجے بیس دقیقے عرض شمالی سے ناکشتنا سولہ درجے عرض شمالی تک کھنچتا ہی اور زمین بالا گھات کو پائین گھات سے جو دراز ہوتا ہی متواصل شرقی کارومنڈل مین جا کر تا ہی مدراس کے جوار مین نہایت بلند چوتی اس سلسلے کی ہزار ذراع سطح دریاے شور سے بلند ہی اور شہر بنگلور کے پہاڑگی چوتی کے اوپر کی زمین جو قابل رہنے کے ہی سمندر سے تین ہزار ذراع بلند ہی لیکن ہمارا پہاڑ عجائب عالم سے ہی اس لیے کہ اتنا بلند دنیا مین کوئی پہاڑ نہین اور یہ کوہ والا شکوہ دکھن ملک خراسان سے طرف مدھ غربی

کے جاتا ہی اور سامھنے اکثر شہرون کے گذرتا ہی اور ہر جگہہ ایک نیا نام
ں خراسانی اور کابلی جو پچھم طرف رود سند کے رہتے ہین اِس پہاڑ کو
کش کہتے ہین اور اِس رود کے پورب کے رہنے والے اُسکو ہمالہ بولتے ہین
رف کی جگہہ شمال شرقی جانب کشمیر سے یہہ پہاڑ پورب کی طرف ہو سب
رپنجاب کی ندیون کے ستلج چھوڑ اگذرتا ہی اور ان حدون مین سنگستانی
ہور کے خطے کو چھوتے تبت کے خطے سے جدا اور اُسی طرف کچھ
جاکر گنگا جمنا کے منبون کو قطع کرتا ہی اور دونون کو دکھن کی طرف پھیرتا ہی
اِس پہاڑ کے سلسلہ کی اس سے آگے پورب کی طرف خالی پاتی ہی اور
سبب اِس خلل کا یہی ہی کہ کنڈک اور آرن اور کوسی اور رتی نے
بنیاد اور بنا مین نفوذ کیا ہی بھتان کے اُسطرف ایک قطعہ زمین مین جسکا
لوم نہین ہی یہہ سلسلہ پہاڑ ونکا گم ہوتا ہی اور یہہ بھی کہتے ہین کہ بحیرہ چین تک
یہہ سلسلہ جس قدر ہندوستان کے محاذی اور مقابل ہی اُسکی چوٹی کی بلندی
ر رہی کہ تمام روے زمین پر جتنے پہاڑ ہین کسی کی ایسی بلندی نہین اور
سلسلے کی تمام بلند چوٹیون مین چوٹی دھولاگر کی بہت بلند کہ بسیط دریاے شور سے
بیس ہزار ذراع یا قریب پانچ میل انگریزی کے بلند ہی ،
ں قیمت تجارتی جنسین جو خاص ہندوستان مین پیدا ہوتی ہین اور سب
ن کو ن اُن سے فیض پہنچتا ہی تو ابل یعنے کرم مصالح ہین جنکو قدیم سے
ستان کے شرقی جزائر سے سب ملکون کو لیجاتے ہین اور جواہر بیش
اور سیلان کے موتی جنکے سبب تونگری اور زینت اِس ملک کی ہی ،
لام یہہ ہی کہ اِس ملک مین ایسی سودمند اور نفیس چیزین جن سے حاجتین اصلی
ی برآئین خالق مطلق نے اِس کثرت کے ساتھہ پیدا کی ہین جنکے سبب سے

ہر قوم بالطبع قدیم سے ابتک اِس ملک کے ہوا خواہ اور اسکی طرف مائل رہے اور رہتے ہین اور اسکے خیرات و برکات کو اپنے ملک کو لیجاتے ہین چاندی اور سونا بہت دور دور ملکون سے تجارت کے واسطے یہان آتا ہی جسکے سبب اِس ملک کے آدمی تونگر ہین اور سچ تو یہ ہی کہ اگر حکام زر و مال کو اُسکے بیگانے ملکون مین نہ لیجانے دیتے تو ثروت و فراغت اِس ملک کے لوگون کی حساب و شمار مین نہ آتی ،

اگرچہ اس ملک کے محاصل اور محاسن طبیعی نے سرمایہ فراغت اور تونگری کا زیادہ کیا ہی اور انواع اقسام خیر و برکت کے دروازے رہنے والون پر کھولے ہین اور اُسکے ساکنین خاصہ ہنود کو ایسی گزیدہ صفتون سے موصوف کیا ہی کہ شاید غیر قوم مین کم پائی جاتی ہین چنانچہ یے خصال اُنکے قابل ذکر کے ہین نرم دلی ، میادیا ، خاکساری ، مانساری ، جاندار آزاری سے تمامتر پرہیز ، ضعیف جاندارون پر رحم ، کثرت خیرات و صدقات (اگرچہ اِس جہت سے بہ بڑی قباحت پیدا ہوئی ہی کہ ہزارہا فرقے فقیرون و مفت خورون کے جیسے جوگی بیراگی سنیاسی کبیر پنتھی نانک پنتھی وغیرہ ہندؤن مین اور مدار یئے جلالیئے بے نوا آزاد امام شاہی وغیرہ مسلمانون مین اور سیکڑون فرقے بیہکارون کے اور خرافاتیون کے جیسے نجومی رمّال فال کو اہل جفر و ارباب عزایم و اصحاب نیرنگ و افسون وغیرہ موجود ہوے ہین) احتراز لحوم حیوانات سے تعظیم و پرستش عظیم مظاہر یزدانی و مجالی ربانی کی ، جلد سیکھ لینا بیگانی زبان اور طریقہ و دستور غیر قوم کا ولیکن وے رذایل جو فراغت اور تونگری کو لازم ہین اور تنعم اور تن آسانی سے خواہ نخواہ پیدا ہوتے ہین وہ بھی کچھ کم نہین ہین چنانچہ آل اولاد کی کثرت ، نہایت دلدادگی بلوازم عیش و عشرت

خانہ نشینی، کو چکدلی کم ہمتی، تنگ حوصلگی ہنر و کمال مین، چنانچہ جیسا کپڑا سوتی یا ریشمین موتا یا باریک کئی ہزار برس آگے ہندستان مین بنا جاتا تھا اب بھی ویسا ہی بنا جاتا ہی کچھ تفاوت یا ترقی اُس مین نہوئی، حال اور سب پیشے اور ہنر اور زراعت وغیرہ کا بھی یہی ہی کسی مین کچھ ترقی نہوئی مگر تھوڑا سا فرق اہل فرنگ کی تلقین و آمیزش کے سبب بعضے کامون اور ہنرون مین ہوگیا ہی، دونی اور فرومایگی، اور رذیل شیونکا اختیار کرنا، حد سے زیادہ زر کی طمع جسطرح حاصل ہوسکے مکر و فریب سے ہو یا ذلّت و بے عزتی سے اُسے برتھانا یا جمع کرنا، غیرت اور حمیّت ملکی کچھ بھی نہ رکھنا اور بیگانونکی بندگی اور غلامی مین جلد سر جھوکانا، فی الحقیقت اِس سے زیادہ پاجی پن اور دونی اور ذلّت و زبونی کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس مین تو لڑین وغیرونکے پر جاہو کے اُنکی غلامی کرین اپنے زر و زور و قوت سے بیگانونکو اپنا خداوند بنائین اور آپ اُنکے بارسنگین حکومت کے تلے گھسین اور پسین، بہتایت پنتھ اور مذہب کی جو بڑا سبب اختلاف اور نفاق کا اور بڑی عادت دشمنی اور عداوت کی ہوئی ہی اور اسی سبب سے آہستہ آہستہ جمعیت ملکی و غیرت قومی مین اُنکے تفرقہ پڑا ہی، اِنھین جہتون سے اِس ملک کے لوگ قدیم سے مقہور اور مغلوب غیر قوم کے رہے ہین اور چونکہ اِس ملک کے رہنے مین ایسی ایسی خصلتین رذیل انسان مین خواہنخواہ پیدا ہو جاتی ہین اِس باعث سے جن قدیم بادشاہون نے اِس ملک کو تسخیر کرنے کی عزیمت اور ہمت کی ہی اِس ملک کے تو طنّ سے ہمیشہ نفرت اور کراہیت ہی کرتے رہے ہین چنانچہ گرشاسپ نامہ اسدی مین لکھا ہی کہ جب ضحاک نے گرشاسپ اپنے سپہسالار کو ہندوستان کی تسخیر کو بھیجا اُسکو یہ وصیّت کی

ہر قوم بالطبع قدیم سے ابتک اِس ملک کے ہوا خواہ اور اسکی طرف
رہے اور رہتے ہین اور اسکے خیرات و برکات کو اپنے ملک کو لیجاتے ہین
اور سونا بہت دور دور ملکون سے تجارت کے واسطے یہان آتا ہی جسے
اِس ملک کے آدمی تو نگر ہین اور سچ تو یہ ہی کہ اگر حکام زر و مال کو اُسکے
ملکون مین نہ لیجانے دیتے تو ثروت و فراغت اِس ملک کے لوگ
حساب و شمار مین نہ آتی ؛

اگرچہ اس ملک کے محاصل اور محاسن طبیعی نے سرمایہ فراغت اور تونگری
کیا ہی اور انواع اقسام خیر و برکت کے دروازے رہنے والون پر کھولے
اُسکے ساکنین خاصہ ہنود کو ایسی گزیدہ صفتون سے موصوف کیا ہی کہ
قوم مین کم پائی جاتی ہین چنانچہ یہ خصال اُنکے قابل ذکر کے ہین نرم دلی
خاکساری ؛ ملنساری ؛ جانداز آزاری سے تمامتر پرہیز ؛ ضعیف جاندار
رحم ؛ کثرت خیرات و صدقات (اگرچہ اِس جہت سے یہ بری قباحت
ہوئی ہی کہ ہزارہا فرقے فقیرون و مفت خورون کے جیسے جوگی بیراگی سنیاسی
کبیر پنتھی نانک پنتھی وغیرہ ہندؤن مین اور مدار یئے جلالیئے بے نوا
شاہی وغیرہ مسلمانون مین اور سیکڑون فرقے بیکارون کے اور
کے جیسے نجومی رمّال فال کو اہل جفر و ارباب عزایم و اصحاب
وافسون وغیرہ موجود ہوے ہین) احتراز لحوم حیوانات ۔
و پرستش عظیم مظاہر یزدانی و مجالی ربانی کی ؛ جلد سیکھ لینا بیگانہ
اور طریقہ و دستور غیر قوم کا دلیکن وے رذایل جو فراغت اور تونگری
ہین اور تنعم اور تن آسانی سے خواہ نخواہ پیدا ہوتے ہین وہ بھی
نہین ہین چنانچہ آل اولاد کی کثرت ؛ نہایت دلدادگی بلوازم عیش

خانہ نشینی، کوچکدلی کم ہمتی، تنگ حوصلگی ہنر و کمال مین، چنانچہ جیسا کپڑا سوتی یا ریشمین موٹا یا باریک کئی ہزار برس آگے ہندستان مین بنا جاتا تھا اب بھی ویسا ہی بنا جاتا ہی کچھ تفاوت یا ترقی اُس مین نہوئی، حال اور سب پیشے اور ہنر اور زراعت وغیرہ کا بھی یہی ہی کسی مین کچھ ترقی نہوئی مگر تھوڑا سا فرق اہل فرنگ کی تلقین و آمیزش کے سبب بعضے کامون اور ہنرون مین ہوگیا ہی، دونی اور فرومایگی، اور رذیل شیونکا اختیار کرنا، حد سے زیادہ زرکی طمع جسطرح حاصل ہو سکے مکر و فریب سے ہو یا ذلّت و بے عزتی سے اُسے برتھانا یا جمع کرنا، غیرت اور حمیّت ملکی کچھ بھی نرکھنا اور بیگانونکی بندگی اور غلامی مین جلد سر جھوکانا، فی الحقیقت اِس سے زیادہ پاجی پن اور دونی اور ذلّت و زبونی کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس مین تو لڑین وغیرونکے پر جا ہو کے اُنکی غلامی کرین اپنے زور و قوت سے بیگانونکو اپنا خداوند بنائین اور آپ اُنکے بار سنگین حکومت کے تلے گھسین اور پسین، بہتایت پنتھ اور مذہب کی جو بڑا سبب اختلاف اور نفاق کا اور بڑی علت دشمنی اور عداوت کی ہوئی ہی اور اسی سبب سے آہستہ آہستہ جمعیت ملکی و غیرت قومی مین اُنکے تفرقہ پڑا ہی، اِنھین جہتون سے اِس ملک کے لوگ قدیم سے مقہور اور مغلوب غیر قوم کے رہے ہین اور چونکہ اِس ملک کے رہنے مین ایسی ایسی خصلتین رذیل انسان مین خواہ نخواہ پیدا ہو جاتی ہین اِس باعث سے جن قدیم بادشاہون نے اِس ملک کو تسخیر کرنے کی عزیمت اور ہمت کی ہی اِس ملک کے توطّن سے ہمیشہ نفرت اور کراہیت ہی کرتے رہے ہین چنانچہ گرشاسپ نامہ اسدی مین لکھا ہی کہ جب ضحاک نے گرشاسپ اپنے سپہسالار کو ہندوستان کی تسخیر کو بھیجا اُسکو یہ وصیّت کی

مثنوی

وصیّت چنین کرد گرشاسپ را که در ہند پدرود کن خواب
نداری ز خون سیاہان دریغ ہمین کار فرما درخشندہ تیغ
بجستی دہ انجام کار بزرگ بر ایشان چنان زن کہ برگلہ گرگ
نمانی دران بوم سالی تمام کہ لشکر کران گیرد از ننگ و
گرت بگذرد چار موسم دران ز فرہنگ و مردی نیابی نشا

خلاصہ اس وصیّت کا یہ ہی کہ ای گرشاسپ بعد فتح ھند کے زنہار وہان قصد نکرنا کیونکہ اگر چار موسم یا ایک سال تیری لشکر وہان رہیگی پھر مردی ونگ و فرہنگ کا نشان لشکریون مین باقی نرہیگا' اور اگر کسی اس بات مین شک ہو کہ آب و ہوا ہندوستان کی اور معیشت خاص ہندو کی کس طرح نامردی و جبن پیدا کرتی ہی تو چاہئے کہ قدیم خاندانون پر نظ کے تنگ نظر کرے کہ آل اولاد اُن شیر دل عالی ہمت امیرونکی بود و باش اِس ملک کے کیسی ناکس و زنخی ہو گئی ہین اور کیسی پوچ عا خصلتین اختیار کین ہین' صاحبان عالیشان انگریزنے جو خداوند عقل اور د دانایان فرنگ کے درمیان ساتھ مزید تجربے اور آزمون کے ممتاز ہین ملک نامردم خیز کی آب و ہوا کی و بامی تاثیر کو خوب پہچانا ہی اور اُنکی تدابیر ملکی سے ایک یہ ہی کہ اپنی قوم کے رئیسون کو اِس ملک رہنے سے منع کرتے ہین اور کسی طور توطّن اس ملک کا جائز نہین رکھتے بلکہ ہمّت باند اور عقل ارجمند کے باعث حتی الوسع اِس بات مین سعی کرتے ہندوستانیون کو جہالت اور نامردی کی بستیونسے اُٹھاکر جوانمردی اور

کی بلندیون پر پہنچائین اور اپنی پسندیدہ عادتین اور ستودہ اخلاق سکھلائین ،
ولیکن بد نتایج سے مفرط زر دوستی کے موصوف ذاتی شیوہ سوداگری و تجارت کی
ہی اور مفاسد سے زیادتی ناز و نعمت کے کہ لازمۂ عالم تونگری اور امارت ہی
دیرتک بری و پاک رہنا پر مشکل و دشوار ہی ،

یہہ مختصر بیان تاریخ وار ہی قوم انگریز کے تسلّط کا
ہندوستان مین کہ کس طرح سے دوسی برس کے عرصے مین
اُنھونے آہستہ آہستہ دخل و تصرف مین اُسکے ترقّی کی ہی

شہر مدراس باضمیمہ قطعہ زمین پانچ

میل طول مین دریا کے کنارے	سنہ تصرّف
اور ایک میل خشکی کی طرف عرض مین	۱۶۳۹
جزیرہ بمبئی	۱۶۶۴
قلعہ سنٹ دیو ڈ کرناٹک مین سمندر کے کنارے پر	۱۶۹۱
کلکتہ	۱۶۹۶
جاگیر کرناٹک مین	۱۷۵۰ / ۱۷۶۳
جویس پرگنہ	۱۷۵۷
چاٹگانو اور بردوان اور میدنی پور	۱۷۶۱
بنگالہ اور بہار اور چار سرکار اُترکی	۱۷۶۵
سالسی کی بوم و بر	۱۷۷۶
بنارس کی زمینداری	۱۷۸۰
سرکار گنتور	۱۷۸۷

مایبار کنر اکوئنبتور ڈنڈیگل سالم بارامحال وغیرہ جو ٹیپو سلطان کے
ملکون مین سے جدا کیئے گیئے ... ...
سریرنگپتن کی حکومت جو ٹیپو سلطان جنت مکان سے لئی گئی
بالا گھات اور زمین بالاری اور کڑپہ ... ...
خطے دیئے ہوئے نواب اودہ کے عوض مین اعانت دائمی انگریزونکی
مملکت روھیل کھنڈ معہ بریلی مراد آباد شاہجہان پور وغیرہ اور
ملک پائین دوآب کے اور خطہ فرخ آباد اور الہ آباد اور کانپور
اور گورکھپور اور اعظم گڈھ وغیرہ ... ...
صوبہ کرناٹک محتوی ان خطون پر جو تصرف مین نواب کرناٹک کے تھے
دہلی آگرہ دوآب بالا ہریانہ سہارن پور میرٹھ علی گڈھ اناوہ
بوندیل کھنڈ کٹک بالاسور جگرناتھ وغیرہ ... ...
حصہ ملوکہ ڈچ اندر کے حصے جزیرے سیلان سے ... ...
خطے دی ہوئی پیشوا اور گیکوار کے صوبہ گجرات مین ... ...
خطے مفتوحہ نیپال کی سلطنت سے زمین کوہستانی کے ساتھ جو واقع
ہی درمیان ستلج اور جمنا اور گروال اور کماؤن کے ... ...
گانڈی کی ریاست سیلان مین ... ...
انجار اور منڈاوی ساتھ اور نواح کے کچھ مین ... ...
بونان اور سب ممالک پیشوا کے خاندیس ساگر ساتھ اور خطے
صوبہ مالوہ اور اجمیر کے راجپوتانہ مین سنبھلپور سرکوچہ گرامنڈلہ
ساتھ اور نواح دیئے ہوئے راجہ ناگپور کے ... ...

خطّے مفتوحہ برمھا کی مملکت سے آسام کا چارمنی پور رخنگ مارتبان
ویئے تولائے تیناسیرام اور مرکائی جزیرے ' ۱۸۲۶

اِس مجمل بیان سے ہوشمند پر جو ایسے حالات کا منتا شی ہو ظاہر ہوگا کہ اب تمام ہندوستان جو تصرّف مین دولت تیموریہ کے عین قوت و فروغ کے وقت مین تھا بے چار صوبے کابل کشمیر لاہور ملتان چھوڑ اکر باضمیمہ مرزوبوم شرقی برمھا کی مملکت سے اور جنوبی خطے منتہاے دکھن تک معہٗ جزایر شرقی اور اُتر کے نواح نیپال کی مملکت سے سب کے سب بالکل قبضے و تصرف مین دولت برطنیہ ہندیہ کے ہین جنکی چار حدین اِس تفصیل سے ہین پچھم کو ستلج پورب کو بقیہ مملکت برمھا جنوب کو منتہاے دکھن شمال کو نیپال کے پہاڑ گران حدون کے درمیان بعضے حاکمون کو جیسے بادشاہ اودہ اور نواب حیدرآباد اور راجہ میسور اور راجہ ترا ونکور اور راجہ کوچین مصلحت ملکی نے دولت برطنیہ کے نام کو حکومت سپرد کر رکھی ہی اور وے تعابندی کے طور پر اُسے خراج ادا کرتے ہین اور فوج انگریزی اُن کی ریاستون پر متعین ہین تاغیر کی سطوت سے اُنکی حافظ اور مددگار رہے اور اُنکی خانگی خصومت و نزاع مین منصف ہو اور اُنکو راہ عدالت پر رکھے اور کچھ فتنہ و فساد ہونے نہ دے اِن سب حکّام کو ہوا خواہ دولت برطنیہ گنا چاہئے اور بعضے اور چھوٹے راجے جیسے راجہ بھرپتور و مچھری اور کئی سردار دہلی کی نواح والے اور سکھ ستلج پاس والے اگرچہ بے بھی خیر خواہ کمکی دولت برطنیہ کے ہین لیکن فوج انگریزی اُن کے ملک مین نہین رہتی اور بعضے زمیندار اور راجہ قدیم خاندان کے جیسے راجہ بوندی اور کوٹہ اور بھوپال جنکے ملک اور ریاست نے بہ نسبت سابق کے کچھ ترقی کی نہی اور پانچ راجہ نامدار قدیم راجپوتانہ کے راجہ جیپور اور راجہ اودے پور اور راجہ جودہ پور اور راجہ بیکانیر اور راجہ جیسلمیر کہ

یہ سب ہوا خواہ متعاہد دولت برطنیہ ہندیہ کے لکھے جاتے ہین اور سب طرح کی تکلیف سے دولت برطنیہ کے آزاد اور فارغ ہین جیسے سابق مین تھے ویسے ہی رہتے ہین اور اُنکے حال پر نظر مرحمت دولت برطنیہ کی ہمیشہ رہتی ہی

مختصر بیان حاصل زرخراج اور رباج دولت برطنیہ کا در سنہ ١٨٢١ اور سنہ ١٨٢٢ ع

تمام حاصل ممالکت بنگالے اور ہندوستانکا

بابت خراج زمین کے	١٣٣٤٠٥٠٢٠	روپی
ملک مدراس کا حاصل	٥٥٥٧١٢٩٠	روپی
ممالکت بنبئی کا حاصل	٢٨٨٧٢١٠	روپی
جملہ	٢١٧٨٣٣٧٢٠	

سب اکیس کرور پچھتر لاکھ تینتیس ہزار سات سی بیس روپی

در سنہ ١٨٢١ اور سنہ ١٨٢٢ ع

حاصل تجارت خاصہ نمک	٦٠٦٠٧٦٨٠	روپئ
حاصل تجارت خاصہ افیون	١١٢٨٧٢٧٠	روپی
حاصل کاغذ اسطام	٢١٨٧٦٠٠	روپی
باج ممالک قدیمہ	٤٧٩٠٠١٤	روپی
باج ممالک جدیدہ	٨٤٧٤٤٩٠	روپی
جملہ	٤٧٢٨٧٠٨٩	

سب چار کرور بہتر لاکھ ستاسی ہزار اُنسو روپی

٢١٧٨٣٣٧٢٠
٤٧٢٨٧٠٨٩
کل
٢٦٤٨٢٠٧٧٩

چھبیس کروڑ اٹھتالیس لاکھ بیس ہزار سات سو اُناسی روپی، عالمگیر بادشاہ کے عہد مین حاصل خراج اور باج کا بسبب ضمیمہ ہونے ان دو صوبہ مفتوحہ حیدر آباد اور بیجاپور کے ممالک محروسہ مین بہت زیادہ ہو گیا تھا اور کل جمع اُسکے اکیس صوبون کی یہ تھی ۳۱۴۲۹۶۹۲۱ روپی یعنے اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ چھانوے ہزار نو سو اکیس روپی، حال زیادتی زراعت اور حاصل زمین کا عہد دولت برطنیہ مین بہ نسبت سابق کے اس طور پر قیاس کیا چاہئے کہ اب اگر خراج واجب الادا حاکم کی سرکار مین دس روپی آتے ہین تو زمیندار کو پانچ روپی پہنچتے ہین اور سابق عہد مین حاکم دس لیتے تھے اور زمیندار کو ایک پہنچتا تھا اور درمیان پندرہ اور گیارہ کے چار کا فرق ہی پس یہ بات ثابت ہوئی کہ اِس عہد مین حاصل زراعت قریب ایک ثلث بہ نسبت عہد سابق کے زیادہ ہو گیا،

تختہ تربیع یا مساحت سطحی روے زمین ہندوستان کا ساتھ گونہ تفصیل پرگنون اور ضلعون کے اور تقریبی شمار آدمیون کی وابستہ

سال ۱۸۲۹ ع

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
بنگالہ اور بہار اور بنارس	۱۶۲۰۰۰	۲۹۰۰۰۰۰۰
خطّے مضاف ہندوستان کے ممالک سے بعد اِس سنہ ۱۷۶۹ ع کے	۱۴۸۰۰۰	۱۸۰۰۰۰۰۰
گروال اور کماؤن اور وہ عرصہ جو درمیان ستلج اور جمنا کے ہی	۱۸۰۰۰	۵۰۰۰۰۰
جملہ جو بنگالے کی حکومت مین ہی ...	۳۲۸۰۰۰	۵۷۵۰۰۰۰۰

	عدد مربعات میل انگریزی	عد
جملہ جو حکومت مدراس مین ہی	۱۶۴۰۰۰	...
جملہ جو حکومت بنبئی مین ہی	۱۱۰۰۰	..
دکھن وغیرہ کے خطے حاصل کیے ہوے سنہ ۱۸۱۶ ع کے پیشوا وغیرہ کی ریاست سے و بعد اسکے اکثر ان مین سے داخل مملکت برطینہ کے ہو گئے	۶۰۰۰۰	
سب جس قدر سلطنت برطینہ کے تحت تصرف مین ہی	۸۸۳۰۰۰	.

دولت برطینہ کے هواخواهون اورخراج دینے والون کے ملک

	عدد مربعات میل انگریزی	ع
ملک نظام علیخان نواب حیدرآباد	۹۶۰۰۰	.
ملک راجہ ناگپور	۷۰۰۰۰	.
ملک پادشاہ اودھ	۲۰۰۰۰	.
گیکوار کا ملک	۱۸۰۰۰	,
ملک کوٹے کا ۶۵۰۰ ملک بوندی کا ۳۶۰۰ ملک بھوپال کا ۴۰۰۰	۱۴۰۰۰	
ملک راجہ میسور	۲۷۰۰۰	
ملک راجہ ستارہ	۱۴۰۰۰	
ملک راجہ تراونکور ۶۰۰۰ ملک راجہ کوچین ۲۰۰۰	۸۰۰۰	

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
دولت برطنیہ کے حمایتیون کا یعنے راجہ بیکانیر اور اودیپورا اور جودھپور اور جیسلمیر وغیرہ کا جو سردار راجپوتون کے ہین اور ملک ہلکر اور امیر خان اور راو کچھ اور بھرتپور اور مچھری وغیرہ اور امیران سندہ اور سکھون کا اور کنڈوانہ اور بھیل اور کولی اور کاٹی کے راجون کا ...	۲۸۳۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰۰
جملہ ممالک دولت برطنیہ اور اُسکے ہواہ خواہونکا	۱۱۰۳۰۰۰	۱۲۳۰۰۰۰۰۰

مستقل ریاستونکی

تفصیـــــــــــل

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
ملکِ راجہ نیپال	۵۳۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
ملکِ راجۂ لاہور	۵۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
ملکِ امیران سندھ	۲۴۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملکِ سیندھیہ	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰
ملکِ شاہ کابل	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملک سب کاں ہندوستان کا	۱۲۸۰۰۰۰	۱۳۴۰۰۰۰۰۰

تخمینی شمار آدمیون کی بعضے شہرون مین ہندوستان کے

	عدد نفوس		عدد نفوس
بنارس	۶۰۰۰۰۰	دہلی	۱۵۰۰۰۰

	عدد نفوس		عدد
کلکتہ	۵۰۰۰۰۰	مرشد آباد ...	
مدراس حوالی سمیت	۴۶۲۰۵۱	پونان	
عظیم آباد ...	۳۰۰۰۰۰	اکرہ	
لکھنؤ	۳۰۰۰۰۰	بریلی	
حیدر آباد ...	۲۰۰۰۰۰	اورنگ آباد ...	
ناگپور ...	۱۱۵۰۰۰	بردوان	
بروده	۱۰۰۰۰۰	بنگلور	
احمد آباد	۱۰۰۰۰۰	چھپرہ	
کشمیر	۱۰۰۰۰۰	فرخ آباد ...	
مرزا پور ...	۱۰۰۰۰۰	ڈھاکہ	
بمبئی	۱۷۰۰۰۰	سورت	

بیان میں اجمالی خصوصیات ملک دکھن کے جو بسبب نزدیکی خط اس
اعتدال زمانے ظلمت وضیا کے بیشمار خیرات وبرکات پر محتوی ہی، اور
میں نواب مکارم انتساب حیدرعلی خان فردوس مکان کے جسنے سریر نگر
حکومت اسلامیہ کی بنیاد قایم کی اور انتہائے دکھن تک علم فتح و
بلند کیا، اور صفت میں بادشاہ سلیمان جاہ طیپو سلطان جنت آشیان
تاج و تخت کو اس حکومت کے آرایش دی، اور توصیف میں جلائل م
شرائف مناقب ارکان دولت برطنیہ کے جواب تمام ممالک پر ہندوستان کے
شرقی سے لے سواحل غربی تک اور نہایت دکھن سے کوہستان ہمالہ تلک تسلّط رکھ

مثنوي

همایون کشوری خرم زمینی — طربزا مرزبومی دلنشینی
وطنگاهی نشاط و خرمی را — طرب گاهی پرسی و آدمی را
صفای آب شیرینش روان بخش — ریاح بادشکینش توان بخش
مزاجش زاعتدال استوائی — بعنبر پیزی و گوهر فزائی
هوایش را نشاط زعفران زار — نسیمش را شمیم زلف دلدار
جبالش معدن یعقوت و گوهر — بحارش مخزن لولو و عنبر
گیاهش زعفران وعود و سنبل — نباتش فلفل و جوز و قرنفل
گلستان در گلستان لالزارش — گلستان در گلستان نوبهارش
مفاض در و مرجان ساحل او — خراج جمله گیهان حاصل او
اباز یرش بیابان در بیان — ریاحینش خیابان در خیابان
برند ازوی اباز یر و توابل — بکشورها قوافل در قوافل
زساج و آبنوس وعود و صندل — زبان ومشک بیدورند و مبذل
بهشتی گشته اش یابی بیابان — بداغ رشک ازو فردوس رضوان
ندیده کس چنین آب و هوائی — بدین خوبی همانا نیست جائی
زبان در وصف آن فرخنده کشور — بود لال و کند خامه نگون سر
بست این فصل کش بر هر نحو مست — که آدم بوالبشر را زاد بوم است
دکهن زین روشده دار الخلافت — مصون باد از هر آسیب و آفت
خنک باش ای زمین مهر پرور — نواز شکر سعادت بارآور
حمادات تو ها رگردن حور — نباتات توان جان رنجور

نه تنها ناتوانان را توان بخش
که جان را نیرو افزای و ران بخش

بدین خوبی گیاه است و جمادت
چه باشد گلشن و جان بخش بادت

گلت گر باشد این بستان چه باشد
ستانت این بود ایوان چه باشه

چو دهلی را چراغ سلطنت مرد
گل و بستان او افسرد و پژمرد

دکهن مانده تهی از تاجداری
دلیری نامجوی برد باری

بهر بوم و بر آن از تباهی
تهی بر کرده سر از جیب شاهی

نخستین حاکمانش راجه بودند
که بر هر خطّه ذ ادائی نمودند

از ایشان زان سپس بازو دستان
ستد پور علی حیدر علی خان

سپهدار مهین شیر سلحشور
که بنهاده اساس ملک میسور

چو سام اندر توانائی و چستی
جو رستم در کمانداری و دستی

قوی رای و قوی بازو قوی بخت
سرش زیب کلاه پاش افسر تخت

نمود از تف تیغ گند ناگون
دل رایان ملک هند را خون

امیران دکهن از سطوت او
زمان ازوی چنان کز شیر آهو

دکهن بد بیشهٔ آن شیر شرزه
چو روبه دشمنانش زو بلرزه

سمات مهتری پیدا ز کارش
نشان حیدری از کار و بارش

بهر بار و کز مش کرد آهنگ
کلیدش را نهاد اقبال در چنگ

ظفر از چاؤشانِ موکب او
دوان در پیش موکب طرّه گو

چو آن دارای دین رخت از جهان بست
به تختش خسرو آفاق بنشست

شهی سلطان نشان زیبای شاهی
همای سلطنت ظلّ الٰهی

مهی بهرام کین و مشتری خو
طرفدار دکهن سلطان طیو

خدیوی نام جوی و رنجبر دار
دلیری گرم کین و برق پیکا

به کین و مهر زبهر و انگبین ریز — برزم اسکندر و در بزم پرویز
جهان گیری به تیغ هندوی زاد — جهاندارنی به کلک پهلوی زاد
به آب تیغ برق کشت بیداد — زبد دینان جهان را شست و شوداد
رواج دین احمد بود کارش — چو عهد مهدی آمد روزگارش
صناعت خانه ها بنیاد کرد او — جهان از داد و دین آباد کرد او
بسی آئین شاهی کرد ایجاد — بسی دولت سرا بنها د بنیاد
زگوناگون عمارات نو آئین — زرنگارنگ باغات و بساتین
زبس آرایش و سامان و سازش — کربست این مملکت رازان طرازش
شده یکسر دکن چو خلد رضوان — پر از ناز و نعیم و حور و غلمان
ازان غیرت که اورا بد در اسلام — چو پروانه بر آتش زد سر انجام
بمرد و نیکنامی از جهان برد — چو ماند نام نیکو خوش توان مرد
چو دولت نوبت است و خم گردون — بهر نوبت رزد رنگی دگرگون
زمانه آن ورق را در نوشته — بشسته نقش دیگر بر نشته
کنون آن تخت و تاج از داد ذوالمن — در آمد زیر فرمان بر یطن
بیا ای خامهٔ اعجاز پرداز — برافگن برده از روی سخن ساز
فراتر هان منه از حد خود پای — سخن سنجیده گوی و سخته بسرای
نگویم راه مدح و شاعری پوی — هرآنچت فرض شد گفتن همان گوی
زمهر و داد این دولت سخن ران — حدیث شرم و آزرمش فروخوان
زارکان و زاعیانش نشانی — بده با نغز و زیبا تر بیانی
که نبود زو بیانی در دری به — خرد احسنت گوید دانشت زه
چه دولت مطلع اوصاف یزدان — چه دولت

همه آئین و دستورش همایون گزین هنجارش و فرخنده قانو
اساسش بر سداد و مهر و داد ست از ان پاینده چون سرو شد اسه
بنام ایزد خرد پرور گروهی ضیا پرور نوا از شکر گرو
دلیر و چابک و چست و سبک خیز شگرف و کاردان نغز و دلاو
براه نیکنامی گرم پویان بکیش دلنوازی نرم خویا
همه خوشخوی و آزاد و هنرمند همه دل جوی و راد و پاک پیو
همه لطف و همه مهر و همه شرم تهی از کینه و لبریز از آزر
به مهر آمیختن فرخنده دین شان ز کین بگسختن آئین گزین ش
ز حکمت بر همه سرمایه دارند همه شان یکدل از صد گر هزار
چو آئینه مصفّا سینه ها شان عیان زان مهرها و کینه ها ش
جهان پیما چو سیّاحان افلاک چو صحن خانه شان این خطّهٔ خاک
چو مرغان هوا آزاده و خوش به سیر این جهان دلداده و خو
بهر گلشن زمانی خوش بپایند در آیند و سرایند و برآیند
بدان سامان و ساز و رخت و کالا کز ایشان هریکی دارد ز
همه آزاده بزیند و سبکروح گران و تیز رو چون کشتی
سلیمان وار اندر مرکب باد ازین کشور بدان گردند دل
گزین دستورها را تازه کردند ز دانش دهر پر آوازه کر
هنر را عهد شان شد روز بازار چه دانش را که نگر فتند در
شده از فرشان این ظلمتستان فروغ آگین چو یونان حکمت
عجب نبود ازین پس گر ازین بوم صنایع را برند در چین و در
بتدبیر و بدانش کار سازند بتاب فکر خارا را گهد

شکیب و آگہی و دور بینی ہمہ آلات کار شان بہ بینی
قلم در کار یا بی تیغ بیکار سپر حزم و زبان شان تیغ بیکار
فگندہ اسلحہ در تاب آتش وزان زنجیرہا پرداختہ خوش
کزین بندند دست و پاے اشرار نہ زان برند بیخ و شاخ ابرار
سخن کوتہ بسے ہشیار کارند دو روزہ زندگانی خوش گذارند

مملکت میسور اور اُسکے تخت گاہ شہر سرینگپٹن کا بیان جسمین نواب حیدر علیخان بہادر مغفور نے حکومت اسلامی قایم کی اور ٹیپو سلطان مبرور نے اسکی آرایش اور زینت دی، ترجمہ کیا ہوا کتاب آتھنٹک مماٹرس اف ٹیپو سلطان سے جسکو ایک منصبدار انگریزی نے تالیف کیا تھا

میسور ایک صوبہ جنوبی حصّہ ہندوستان کا ہی زمین اُسکی بلند ہموار تین ہزار فٹ سمندر سے مرتفع آب و ہوا وہان کی شیرین و خوشگوار جا بجا اُس مین چھوٹے چھوٹے پہاڑ، چونکہ سرزمین اِس خطے کی بلند ہی آب و ہوا اُسکی صحت آگین اور نہایت اعتدال سے قرین، در سنہ ایک ہزار و سات سو پچاس ع حیدر شاہ عرف نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس مملکت کو راجہ میسور کے تصرف سے جو وہان کا حاکم تھا نکال کر اپنے قبضہ مین لا خود حاکم مستقل ہوا، سریر سرینگپٹن میسور کا دار الملک ایک شہر ہی مضبوط اور استوار غربی سواحل ملیبار کے متصل، کیبی اور کوتہ کے درمیان، گرد و پیش اُسکے زمین سنگستان ہی اور چشمے و ندیان اُسمین جاری و روان اِنھین جہات کے سبب اکثر آفات و اخطار سے ایمن و محفوظ ہی، نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس جگہ کی خوبی و رونق بڑھانی شروع کی اور ٹیپو سلطان نے اُسکی زینت و آرایش

کمال کو پہنچائی ' عرض شمالی اِس دار الملک کا بارہ درجہ پینتیس د
اور طول شرقی گرینوچ سے چھہتر درجہ اکتالیس دقیقہ ' یہہ دار الملک
جزیرے مین واقع ہی جسکو دو شاخ نے کاویری ندی کے احاطہ کیا ہی ط
جزیرہ کا چار میل اور عرض ڈیڑھ میل انگریزی ہی اور سریرنگپتن کا قلعہ جزیرے
حد کے پاس واقع ہی جہان دونو شاخین کاویری کی جدا ہوتی ہین ' اور پ
جہان دونو شاخین پھر ملجاتی ہین لعل باغ نامے ایک بادشاہی .
اگلے زمانے مین ایک شہر گنجام اُس جزیرے مین نہایت آباد تھا جو تمام
کی زمین پر ایک چھوٹا باغ چھوڑا جسکو دولر باغ یا راجہ کا باغ کہتے تے
تھا ولیکن جب سرداران ہم عہد کی فوجون نے سریرنگپتن پر چڑھائی کی
حصہ قدیم شہر کا منہدم کیا گیا تا وہان دمدمے اور مورچے توپونکے بنا
اور چھوٹا حصہ شہر قدیم کا قریب آدھے میل انگریزی مربع کے سوداگ
بود و باش اور افواج سلطانی کی اقامت کے لیئے باقی رکھا گیا تھا اور
باقی جسکو (پیٹہ یعنے آثار باقی شہر گنجام) کہتے ہین اور لعل باغ کے پا
ہی مضبوط چار دیواری سے احاطہ کیا گیا ہی '
یہہ بات اِس مقام مین قابل ذکر کے ہی کہ جزیرے کے باہر ایک میدان
ہی احاطہ کیا گیا ہی سواری اور کانٹون کی بارے بمنزلہ سرحد بیرونی دار
کے کہ وقت ہجوم اور تاخت کرنے دشمنونکی فوج کے اُس شہر اور گردنوا
رہنے والے اِس جگہہ مین کہ بہت قلیل اور مثل ایک قلعہ مضبوط کے پ
پناہ لیتے ہین ' وہ احاطہ جو دکھن کی شاخ کاویری کے باہر ہی سب آبادی
احاطہ اُترکا تصرف مین میسوریہ افواج کے رہتا ہی ' اِس احاطہ کے د
جسکے تکدون کو ایک چوڑی نہر لکوئی ندی کے پیچون نے گھیر لیا ہی چھ

گڑھی مضبوط بلند زمین پر بنائی گئی ہین تاکہ سپاہ حراست پیشہ غنیم کے ہاتھ سے جزیرے کی حمایت و حفاظت کرتی رہے

شہر سرینگپٹن کی عمارتین خشتی اور سنگین بہت خوشنما اور قرینے کے ساتھ ہین مرد وہان کے اکثر موٹے تازے صحیح وسالم عورتین کامل اندام و شیرین شمائل اور اپنی آرایش و زینت کی دلدادہ لباس اُنکے سپید اور فراخ کمر کے گرد بندھے اگلے زمانے مین جسکے دولڑکے ہمزاد پیدا ہوتے تو وہ پہلے لڑکے کو وہان کی رسم کے موافق دریا مین ڈال دیتا تھا مگر عہد مین نواب بہادر کے یہ رسم موقوف ہو گئی تھی اور موافق عقیدہ ہندوون کے اکثر عورتین جو عفیفہ اور پاکدامن ہین بعد مرنے اپنے شوہر کے ستی ہوتی ہین '

سرزمین اِس خطے کی بہت فرح بخش سیر حاصل اور میوہ خیز اقسام طرح کے پھل پھلیری اور غلجات پیدا ہوتے ہین تمام لوگون کی خوراک اغلب مچھلی اور چاول ہی گوشت وہان کا لاغر و ناخوشگوار ہوتا ہی اکثر لوگ وہان کے مالدار اور تونگر چنانچہ گلے بیلون کے اور حلقے ہاتھیون کے رکھتے ہین ممالک میسور اس تفصیل سے تاریخوار تصرف مین نواب حیدر علی خان بہادر کے آئے مملکت میسور در سنہ ۱۷۶۳ و ۱۷۶۵ سونتہ و کنول و کڑپہ و شانور در سنہ ۱۷۶۶ بارامحال درمیان سنہ ۱۷۶۴ و ۱۷۶۵ خطے چھوٹے چھوٹے زمینداروں اور پرگرام بھاو کے درمیان سنہ ۱۷۷۴ و ۱۷۷۷ کرناٹک بالاگھات بیجاپوری در سنہ ۱۷۷۶ بالاگھات حیدرآبادی اور کرناٹک درمیان سنہ ۱۷۷۶ و ۱۷۷۹ طیپو سلطان نے بعد جلوس کے تخت سلطانی پر آدھونی بلاّری کو تک گتی انا کندی وغیرہ کو تسخیر کر کے اپنے والد ماجد کے ممالک میراثی پر اضافہ کیا تھا یہ امیر صاحب مکنت اور جاہ جسکا نام جبّارون مین شرقی ممالک کے بجا مشہور ہوا تھا اپنے پدر

نامدار سے وراثۃً مالک ملک کا ہوا اور بہت نعمت اور مکنت جمع کی
سال ۱۷۸۶ ع مین سلطان موصوف نے ضلع ادھونی کو جو جاگیر تھی مہابت
برادر زادہ نواب نظام الملک کی بزور تصرف مین اپنے لایا اور نواب
اور نواب کڑپہ کے بقیہ ممالک کو بھی اپنے قبضے مین کیا جن کے بڑے حصے کو
پدر بزرگوار نواب بہادر نے سال ۱۷۷۸ و سال ۱۷۷۹ مین لے لیا تھا
وسعت ان ممالک کی بہت بڑی نہ تھی پر یہ بڑی فتوح ہوئی کہ ان کے ض
ایک بڑا نامور قلعہ جو بنام امتیاز گڑھ مشہور اور ہندوستان کے
مضبوط قلعون مین گنا جاتا ہی اور مدتون سے مرہٹھون اور نواب بہادر کا بھی د
اسپر تھا اُسکے ہاتھ لگا سال ۱۷۸۶ کو طیپو سلطان نے اپنے خانگی امور (
ترمیم و تنظیم قلعجات و بازجست احوال سپاہ و دواب و ذخائر و خزائن
کے بندوبست مین بسر کیا نوراً بعد مراجعت سرینگپٹن کے فرمان سلطانی
ہوا کہ تمام اساس و اسباب و نقود و جواہر کو جدا جدا شمار کر کے اُسکا
دفتر منقح تیار کرین، چنانچہ تمام نقود و جواہر اور اوراجناس بیش بہا
اور حساب کئی گئین،

نقود و جواہر	۸۰۰۰۰۰۰۰۰	اسّی کرور روپیہ
فیل	۹۰۰	نو سو زنجیر
شتر	۶۰۰۰	چھ ہزار قطار
اسپ	۶۰۰۰۰	ساٹھ ہزار راس
گاو و نر گاو	۴۰۰۰۰۰	چار لاکھ راس
غنم با بھیڑی بکری	۶۰۰۰۰۰	چھ لاکھ راس
گاومیش	۱۰۰۰۰۰	یک لاکھ راس

تفنگ چقماقی ... ... ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

تفنگ توڑہ دار ... ... ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

شمشیر ... ... ۲۰۰۰۰۰ دو لاکھ قبضہ

توپین مختلف خورد و بزرگ ... ... ۲۲۰۰۰ بائیس ہزار ضرب

ذخیرہ بارود و گولہ اور جنگی اسباب و آلات ان گنت یا حساب سے زیادہ بلکہ بیشمار وے ممالک جو سلطان کے تصرف و اختیار مین تھے عرض و طول اُنکا مربع اسّی ہزار میل انگریزی سے کم نہ تھا جسمین بارہ ہزار جزیرے تھے کہ سالانہ حاصل خراج و باج کا اُنکے بعد وضع اخراجات ملکداری وغیرہ کے تین کرور روپی خزانہ عامرہ سلطانی مین ہرسال داخل ہوتے تھے اور شمار باشندون کا اُنکے ساتھ لاکھ سے زیادہ تھا اُنمین سے ایک لاکھ پینتیس ہزار سوار و پیادے مثل فوج انگریزی کے چابک و چالاک و آداب ورزش سپاہ گری مین نہایت مشاق و بے باک واسطے نگاہبانی و پاسداری اُن ممالک محروسہ کے حصارون قلعون پر پاشیدہ و متعین رہتے تھے کہ حمایت رعایا و حراست سرحدون کی کیا کرین علاوہ اُن فوجون کے اور بھی فوجین تھین جو دارالملک اور اطراف و حدود مین اُسکے واسطے پاسداری ناموس و حریم اور نگہبانی خزاین و اقلیم سلطان مرحوم کے حاضر رہتی تھین شمار سپاہیون کا اُن فوجون کے از روی حساب ایک لاکھ اسّی ہزار تھا تکریان و توپلان اُنکی رنگارنگ و مختلف ہر قوم کی یعنے دکھنی کرناٹکی ہندی ایرانی ترکی حبشی انگریزی فرانسیسی وغیرہ اور معادن زر و سیم اور کان الماس و یاقوت اور انواع و اقسام کے کنکر و پتھر بیش قیمتی کے متعدد اور اشیاے بری یعنے صندل و دندان فیل و فلفل سیاہ و دار چینی و لونگ الائچی وغیرہ و بحری یعنے مرجان و مروارید ممالک مین سلطان منفور کے بیشمار

پیدا ہوتی تھیں اِسیواسطے اُسکے سرکار دولت مدار مین زر و جواہر مثون و پ
تولا جاتا تھا سکہ سلطان مرحوم کا ایک جانب ہوا السلطان الوحید العا
و دوسرے طرف یہہ مصرع دین احمد در جہان روشن ز فتح حیدر ا
اور سجع و سکۂ حیدر علی خان بہادر کا یہہ تھا **بیت**

بہر تسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار
لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

اللّٰہم مالک الملک توتي الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من
وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علي کل شیي قدیر

سلطان اُسکے تھوڑے دنون بعد نیا نظم و نسق اپنے افواج کا عمل مین لا
دفتر سپاہ کا نیا تیار کروایا اِس نئے توڑجوڑ مین سوارونکی جمعیت کو کم
پیادون کی عدّت کو بڑھایا اور سپاہیو نکو حکم دینے کے لیئے پارسی و ترکی الف
ایک کتاب تصنیف کرکے اُسکا نام فتح المجاہدین رکھا تھا جو پہلے انگر
فرانسیسی زمان مین دیئے جاتے تھے، اور قشون و فوجون کی تکریون کے
نئے نام مقرر کیئے، اور کارگزارون کو یہہ فرمایا کہ اِس قدر اذوقہ ایک لاکھ سپ
کے لیئے تمام سال کفایت کرے ذخیرے خانے مین سریرنگپتن کے جمع
اور اِسی طرح اور قلعجات سلطانی مین بھی موافق اُنکے حاجتون اور فراخو
مرتبون کے ذخیرے سالانہ مہیّا کیئے جائین سال ۱۷۸۷ مین ہمت سلطان کی
مصروف اِس مین رہی کہ کوٹگ کا راجہ اور قوم نائر و ملیبار کے حکام
مطیع اور خراج گزار ہون کوٹگ کا راجہ بعد چار برس اسیری کے
قید سے نکل بھاگا مگر ملیبار کے حاکمون سے بعضے بیخ و بن سے مستاصل کے
بزور دین اسلام مین لائے گئے اور بعضے مجبور و مضطر ہو انگریزون یا اُنھو

ہوا خواہون کے ملک مین پناہ جو ہوئے ' راوی روایت کرتے ہین کہ
طیپو سلطان ستّر ہزار نصرانی گرفتار کر کے ملیبار سے اپنے ملک مین لیگیا اور
ایک لاکھ ہندو کو مسلمان کیا اگرچہ دین اِسلام مین آنا اُن غریبون کا اور چھوڑنا
اپنے مذہب و آئین کا اُن پر بہت دشوار اور ناگوار تھا کیونکہ چھوتی ہی وے
مسکین بجبر ختنہ کروائے اور گاے کا گوشت کھلائے گیے ولیکن سلطان کی غرض نکلی
اور مراد اُسکی پوری ہوئی اِس لیے کہ جب وے اپنے کیش و کنش سے
جدا کئے گیے اور خیال ننگ و ناموس کا اُن کے دل سے محو ہونے لگا اُنھین
ضرور پڑا کہ آئین و روش مسلمانون کی اختیار کرین اور اپنے بچون کو اِسلامی
تلقین اور تعلیم دین ' بعضے اُن نو مسلمانون سے بہ سبب دل پانے اور داخل
کیے جانیکے جرگون مین سپاہ کے ایسے سخت اور متعصّب مسلمان ہو گیے کہ اُنکی
جہت سے جماعت اِسلامیہ کو بہت سی ترقی اور افزایش ہوئی سلطان کی
سختگیری اِس بابت مین تنہا ملیباریون پر مخصوص نہ تھی بلکہ کونبا تور کے
باشندون تک پہنچی تھی ' جس کسی ہندو سے ناخوش ہوتا اور اُسکی اسیری
مین وہ پڑتا اُن سب پر تکلیف اِسلام کی کرتا تھا سریرنگپٹن کے رہنے والے دین
اور مذہب مین بہت متعصب ہین اور اپنے خلاف عقیدون سے بہت کم ملتے
اِسی جہت سے اگلے زمانے مین وہان عوام کے اختلاف عقیدون کے
سبب اکثر کشت و خون واقع ہوا ہی اگرچہ باشندہ اُس ملک کے کثرت
مال و نعمت مین مشہور ہین لیکن سبھون کے درمیان صرف اہل خدمات
عالیہ بہت مالدار و تونگر ہین غلجات اور بڑی بڑی اجناس کی تجارت خاص
اپنے سرکار مین کرنا حیدر علی خان بہادر کا شیوہ تھا اور سلطان نے بھی
اُسیکو اختیار کیا '

بیان مبین اختلال و بے انتظامی دولت تیموریہ کے جود کھن اور ممالک شرقی وغربی کے ریاستون کی بناکا موجب ہوا

جب سنگدلی اور قساوت سے اورنگ زیب عالمگیر کے چوپچھلا بادشاہ نامدار دولت تیموریہ کا تھا جسنے اُسکو مذھرک قتل کرنے پر اپنے حقیقی بھائیون کے اور مار ڈالنے پر اپنے پدر بزرگوار شاہ جہان کے قیدخانے مین اور خون ریزی پر بندگان خدا کے دلیر کیا اور اُسکی ازبس جرأت وجسارت اور عرض ازدیاد جاہ ومکنت سے جو اسکو تغلّب و تصرّف کرنے پر ملک قرب جوار کے جنکے رئیس وحاکم اور لوگ تھے لائین اور اُسکی گریزی اور مکاری سے جسنے ہزار طرح کے رنج وعلّت پیدا کر سب مرزبان اور راجون کو ہندوستان کے اُسکا دشمن بنایا پہلے تخت سلطنت تیموریہ کا سست بنیان اور متزلزل الارکان اور اُمرا و اکابر جو اعیان اُس دولت کے تھے بد دل و بد گمان ہو گئے اور بعد اِسکے اُس جنگ و پیکار نے جو بعد انتقال اُسکے اُسکی آل اولاد مین باہم واقع ہوئی اور اُنھون کی ازبس آرام طلبی وآسایش دوستی و شب وروز کی عیش وعشرت وسلطنت کے کار بار مین تکلیف ومشقت سے بیزار ہونے اور زنان نابکار ہندوستان اور کمینون کی صحبت وشب و روز کی مستی اور تمامتر غفلت و بے خبری نے مُہمات ملکی سے روز بروز اِس سلطنت کی جمعیت مین پریشانی اور تفرقہ ڈالا تب تمام ہندوستان کے صوبہ دار جو نیابت کی راہ سے حکومت کرتے تھے مستقل ہو بیٹھے و نافرمانی اختیار کی چنانچہ بسبب بے انتظامی اور خالی رہنے تخت سلطنت کے ایسے بادشاہ کے وجود سے جو حدود و اطراف مملکت کو بخوبی بندوبست کر ظالمون و زبردستون کے ہاتھ کو ظلم و تعدّی سے کوتاہ کرے،

ہر ناحیے مین ایک سردار اور ہر خطے مین ایک دعویدار نے ریاست کا علم بلند کیا ۔ احمد شاہ درّانی نے افغانستان مین، اور فرقہ مرہٹہ نے ملک دکھن مین اور انگریزون کی جماعت نے صوبہ بنگالہ اور سواحل کرومنڈل یا شرقی سرزمین جزیرہ نما ہندوستان مین اور نواب حیدر علی خان مغفور نے ممالک میسور کنڑہ و ملیبار وغیرہ مین اپنی اپنی حکومت کی بنیاد قایم کی وے حوادث اور تقالیب اوضاع روزگار جنھون نے دکھن مین نواب حیدر علی خان کو سپہداری کے مرتبہ سے تخت فرمانروائی اور کشور خدیوی اور حکومت پر بٹھایا تقریباً معاصر اُن سوانح اور تقالیب کے تھے جنھون کا انجام ممالک بنگالے مین یہ ہوا کہ شرقی انڈیہ کمپنی یعنے سوداگران انگریزی نے حالت تجارت مختصر سے منصب بزرگ دیوانی پر اِن تین صوبے بنگالہ اور بہار اور اُوڑیسہ کے متمکن ہوے اور اُسکے بعد تھوڑے ہی دنون مین آفتاب جہان تاب سلطانی نے مطلع دیوانی سے طلوع ہوکر تمام ممالک ہندوستان کو جو فراوان ناز و نعمت سے بھرا اور بیکران خیر و برکت سے معمور تھا نورانی و روشن کیا،

علّت مشترک داعیہ نواب حیدر علی خان بہادر کے صعود کی اُوپر سریر سلطنت دکھن کے اور باعثہ کمپنی انگریز بہادر کے عروج کی اُوپر شرقی حکومت کے وہ ہرج مرج تھا جو بسبب غارتگری و تاراج افواج غریبہ نادرشاہ ایرانی اور احمد شاہ درّانی کے ہندوستان مین ظاہر ہوا، اور بعد اِسکے کہ عالمگیر کے خصال ناستودہ سے (جیسا کہ سابق لکھا گیا) دولت تیموریہ مین پہلے تزلزل و اختلال آچکا تھا اور کشت و خون و جنگ و جدال خانگی سے جو باہم اُسکی اولاد و احفاد مین واقع ہوئین وہ سلطنت فتور اور زوال پر مشرف ہو ہی چکی تھی پہلے نادر شاہ کی غارتگری سے اور پھر احمد شاہ ابدالی کی چند بارہ تاخت و تاراج کے باعث آثار سلطنت

کے کچھ بھی باقی نرہے اور زمانے نے طرح بطرح کی مذلّت اور خو
ماندگان دودمان شہریاری کو دکھائی تب تمام حکّام اور صوبہ داروں نے ہندو
جن کا ایک ایک صوبہ فراخی اور وسعت مین مثل ایک سلطنت کے تھ
اور نیابت دولت تیموریہ سے نافرمانی و بغاوت اختیار کرکے علم ا
خودسری کا بلند کیا اور رشک و ہم چشمی کے باعث ایک دو
بیخ کنی اور استیصال مین مصروف و مستعد ہوے'

اِن حالات کا مشاہدہ نہ صرف کنپنی کو طبقۂ انگریزی کے اور نواب حی
بہادر کو اِس بات پر لایا کہ حکومت کی بنا قایم کرین اور ایسی فرصت
سے نہ ین بلکہ مرہٹون کی جماعت کو بھی جنکی ریاست کی بنیاد اِس
مضبوط اور قایم ہو چکی تھی ایسا انگیز دیا کہ اُنھون نے سرکار شما
حیدرآباد سے دہلی اور آگرے تک اور خلیج کنبہی سے جو زمین جزیرہ
غربی سواحل پر واقع ہی خلیج بنگالہ یا شرقی سواحل بنگالہ تک فتح کرلیا
نے اپنی سطوت و ہیبت ان سب حدود و نواح مین ڈالی' اور اِس
سے کہ مرہٹون کا دارالملک مرکزی حصہ ہندوستان مین واقع ہی
سرزمین کے گھوڑے بالتخصیص گھوڑیان بہت جامد اور برے دھاوے
ہمین اُنھون نے سب گرد و نواح کے ممالک کی مصیبتین اپنے لشکر سے
سوارون کی فوج سے دوبالا کین'

بیان مین فطرت ارجمند اور ہمّت بلند اور قصد و ورد راز نواب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکے سلیقے درست خداداد کفایت کرنے مین مہمات سپہسالاری و ملکداری کے اور کمالات نفسانی اُس امیر پرتدبیر کے جنھون نے دولت جدید کی بناڈالی ،

اگرچہ بے انتظامی و برہمی دولت دہلی کی کتنے طرفدار فرصتِ وقت غنیمت شمار کے ظہور کا باعث ہوئی ولیکن اُن سب مین نواب حیدر علی خان بہادر ممتاز اور قابلیت کشورکشائی اور صلاحیت دارائی مین مستثنا تھا اِسواسطے کہ اُس سپہسالار بختیار نے نہ تو اور نوّابون اور صوبیدارون کی طرح نیابت اور باج گزاری کے بعد دعوا استقلال کا حکومت و فرمان روائی مین کیا، اور نہ ہندوستان کے قدیم راجون کی طرح سرکشی کرکے اپنی حکومت خاندانی کے پھیر اپنے کو قدم ہمت استوار کیا ، اور نہ مانند رئیسان قبائل و ایالات کے جو باعیۂ تحصیل ناموری و اعتبار اور افزایش حشمت و اقتدار ، اپنے خاندانی جتھے اور قبیلون کی مدد سے (جیسے توران اور ایران مین اکثر اتفاق ہوتا ہی) مصدر امور جلیلہ کے ہوتے ہین رئیس ہوگیا اور نہ عالم امامت یا ولایت کا بلند کر خلایق کو دعوت و ارشاد کے بہانے سے فراہم لاکے (جیسے اگلے لوگ اکثر اِس وسیلے سے مرتبۂ ولایت اور پیری سے درجۂ حکومت و امیری کو پہنچے ہین) مدارج امارت پر ترقی کی بلکہ بسبب محض سعادت طالع اور بلندی فطرت و علوّہمت و خواہش جاہ و مکنت اور فرط آرزو سے بلند نامی و رفعت کے کہ زورآوری اور تنومندی اعضا و تیزی حواس ظاہر اور نیرومندی و اصابت قواے باطن اور کمال فراست و فطانت اور کثرت ہوشیاری

و بیداری مہمّات ملکداری مین اور اطّلاع و آگاہی آثار و اخبار پر دور و نز
بلاد و عباد کے اور تفحّص اسرار اعدا اور برداشت و احتمال زحمتو
جنگ کے اور بخشش و کرم بجا اور تدبیر و مشورت مہمّات عظیمہ مین ان
صفتون نے اُسکو نہایت شایستہ و لایق اِس خواہش و آرزو کے بن
رتبہ سپہداری سے اوپر بلند مرتبہ کشورخدیوی اور شہریاری کے ترقی اور صا
ہمت والا نہمت اُسکی خواہش ملک گیری مین صرف اِسی پر مقصور
دولت خاندان تیموریہ کو جسکی آب و تاب جاتی رہی تھی اگلی رونق و فرو
لاوے اور شان و شکوہ باغیون کو اُس کے توڑے اور پھر اس دول
آمدہ کا رخ اپنے خاندان کی طرف پھیرے بلکہ وہ امیر دولت یار اپنی عقل و
بردر باب کشورکشائی اور تمہید بنیاد حکومت اِس قدر اعتماد رکھتا تھا کہ اُسہ
بلند وقطرت ارجمند کو یہہ منظور تھا کہ از سرنو اُس دولت کی بنا ایسی ا
کرے اور احاطے کو اُسکے ایسی وسعت دے اور مدت کو اُس دولہ
ایسی ممتد اور پایندہ کرے کہ بنا اُسکی بہ نسبت سابق مضبوط و فراخ و پاید ا
اور امیران باغی سست بنیاد و صوبہ داران طاغی خدیعت نہاد
وسیلہ سمجھتا تھا اور سرمایہ سے مردی و مردانگی کے جورزم آرائی اور د
شکنی کے لیئے روز میدان مین کام آئے اور پیرایہ سے کفایت و درایہ
جو مصالح ملکی و رعیت پروری کے لیئے امور دیوان مین چاہئے اُنھین ایسا
جانتا تھا کہ وے اصلا اُس منزلت اور مقام کے لایق نہین جسے برسبیل
اُنھون نے پایا تھا اور اُن امیران پست فطرت کو اپنے بزرگ ارا
عزیزون کا خلل انداز نہ جان کر اپنی تدبیر شایستہ کے آگے اُن کی دولت و
کو باعث اُن کی نکبت اور وبال کا ایک نہ ایک دن سمجھتا تھا صرف جماعہ

مخل اپنے مقصد و ارادے کا خیال کرتا تھا، اور چونکہ مدت تک اُن غافلان ناعاقبت اندیش کے ساتھ ایسے حریفانہ حیلے و فسون عمل مین لایا کرتا تھا جن سے اُنکی حکومت کی وضع بآسانی برہم ہو جاتی اور خود فیروز اور منصور ہوتا اور مطلب کو پہنچتا، اُسکو اِس بات سے مایوسی نتھی کہ بوسیلۂ زر اُن کو قابو مین لاے یا کچھ فتنہ و فساد اُن مین ڈال کر اُن کے اتفاق و اختیار کو بیکار کرے جب تلک کہ اُس کا اقتدار اُنکے ظلم کے ہاتھ کو تمامتر بستہ اور اُنکی سعی و کوشش کے پانو کو جو اسکی کسر شان کے لیے تگ و دو کرتے تھے یکسر شکستہ کرے، لیکن سب اُسکے اندیشے دور دراز و رباب افزونی دولت و جاہ اور تمام منصوبے اُسکے ناتمام رہگئے اُس جنگ و جدال متمادی ملالت انگیز کے سبب سے جو بہت دنون تک ملک کرناٹک مین ہوا کی،

مگر اُسنے دیش بینی سے یہہ معلوم کیا تھا کہ اگر انگریز اور مرھٹون مین بالفعل صلح و آشتی نہوئی احتمال قوی ہی کہ تھوڑے دنون کے بعد ہو جایگی اور دلایل عقلی کی راہ سے وقوع کے پہلے یہہ بات اُسکے نزدیک ثابت ہوگئی تھی کہ مطمح نظر اُس اتفاق سے اُن دو فریق دشمن کا جو ترقی سے اُسکی جاہ و جلال کی تپ رشک مین جلتے ہین اور جنھون نے بارہا اُسکے ہاتھون سے زکین پائین اور شکستین اُٹھائین تھین تقسیم کرنا اسکے ممالک محروسہ کا ہی، اور اُسنے اپنی نظر دور بین سے یہہ بھی معلوم کیا تھا کہ انگریز تمام فوج اُسکی طرف متوجہ کرینگے اور فوج بمبئی اور بنگالے کی بالکل بر رغم اُسکے حدود ملیبار مین جہان تک ہو سکے سعی و کوشش کریگی اور چونکہ سپاہ حمایت پیشہ اسکی اُس نواح مین بہت کم ہی البتہ اس نواح بے پناہ مین اُنکی فوج سے تباہی آئیگی،

القصہ اُس صلح و صلاح کا عقد جسکا نواب نامدار بہادر اندیشہ رکھتا تھا

درمیان دونون فریق اعدا کے بوساطت مادھوجی سیندھیہ اور بسبب کار
سابقہ شعاری مسٹر انڈرسن کے محکم بندھا' نوین شرط شرایط سے
عہد و میثاق کے یہہ تھی کہ نواب بہادر تمام ملک اور بوم و بر کو جو دولت
سے تصرف مین لایا ہی پھیر دے اور سب اُنکے اسیرون کو چھو
اور آیندہ تاخت و یورش نکرے اور موافق پیش گوئی نواب بہا
جسکا ذکر سابق لکھا گیا بنیئی سے ایک جمعیت سپاہ کی سرکردگی مین جنرل
کے سواحل مالیبار مین واسطے مدد کرنیل ھنبرسٹون کے جو عین اضط
غائب اور خاسر پلاچری سے جاتا تھا روانہ ہوئی اور ٹیپو سلطان یہہ خبہ
ایلغار کے طور پر کرناٹک سے جلد گیا تاراہ تاخت کی اُنکی بند کرے چنا
جمعیّت کے ساتھہ معہ موشیر لالی سپہدار فرانسیسیہ بہیئت مجموعی ا
فوج پر حملہ کیا ولیکن بسبب دلیرانہ مدافعہ کرنیل مالیوڈ کے ناکام پھر
تب وہان سے پلاچری کے رستے جلد مراجعت کی اور موجب اُسکے جلد پھر جانیکا
سلطان سے خبر وحشت اثر بیماری یا وفات پدر نامدار کی سنی تھی خبر وفات
بہادر اگرچہ چند روز چھپائی گئی ولیکن گمان غالب یہہ ہی کہ اخیر سنہ ۱۸۸۲ء
واقعہ ناگزیر ظہور مین آیا حق تو یہہ ہی کہ نواب حیدر علی خان بہادر رہنہ وستا
حاکمون مین ایک حاکم عظیم الشان اور سپہسالار بدیع العنوان تھا اسکی عقل کوایک
اور وسعت تھی کہ ایک نظر اُسکی تمام خصوصیات سپہسالاری اور شہریاری
اور میدان کے واقعات اور دیوان کے مہمات کو احاطہ کر لیتی تھی کاروبار سے اُ
معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام ہنر و کمال جو سلطنت کے قایم رکھنے کو چاہئے مانند عطایا
یا قضایاں طبیعی کے اُسکی جبلّت ہی سے پیدا ہوے تھے کمال موشگا
تیز نگاہی کا اُسکے یہہ عالم تھا کہ اندک نمودار یا آغاز سے کسی کام کے اُسکے انج

سمجھ جاتا اور کوئی دقیقہ اُسکی نظرشامل سے غایب اور پوشیدہ نرہ سکتا تھا،
ہندوستانی سپاہیون سے ایسی لشکر جرّار چالاک وچست کہ ویسی ہندوستان
مین نہ کبھو بنی تھی اور نہ بنیگی طیار کرنا، اور تسخیر کرنا بعضے ملکون کو تلوار کے
زور سے اور بعضے مین لانا بعضون کا راے وتدبیر سے اور اپنے ممالک محروسہ
کو اُس مرتبے آبادی اور رفاہیت اور ایمنی اور شگفتگی مین رکھنا جسکا سابق
اُسمین نام ونشان نہ تھا عقل وکفایت اور فطنت و فراست سے نواب
بہادر کے ایک شمہ تھا، علاوہ تاسیس سلطنت اور حکومت جلیلہ کے ہمیشہ
اُسکو یہہ منظور نظر تھا کہ طبقات اہل فرنگ کو جنھون نے اُس عہد مین سوداگری
وتجارت سے اِمارت وحکومت مین سر اُٹھایا تھا انکی پہلی حالت تجارت اور کارخانہ
داری پر پھیرلاوے تاوے اور رعایا کی طرح ہندوستانی سلطنت کے فرمان بردار
اور مطیع ہوکر رہین،

ایسا عالی ہمت اور بلند نظر تھا کہ بدل خواہان اِس امر کا رہتا کہ مرتبہ عظیمہ ملک
التجاری کو جسّے بزرگتر درجہ عالم تجارت مین نہین دولت ہندیہ کی طرف سے بلاد
سُمران مین قایم کرے بلکہ ہمت اُسکی اِس مرتبے سے بھی بلند پروازی کرکے
اُس اوج پر پہنچی تھی کہ ممالک شرقیہ مین ابتک کسی سلطان عظیم الشان نے
کمند عزیمت اُسکے کنگرون پر کبھو نہ ڈالا تھا یعنے اُسے یہہ منظور تھا کہ حلقہ جہازات
جنگی کا طیّار کرواے جسکے وسیلے سے ہندوستان کے سواحل غربی و شرقی
کے ممالک تاخت وتاراج اور تغلّب وتصرّف سے غیرون کے ہمیشہ مامون
ومحفوظ رہین،

اگرچہ نواب بہادر نے قانون بنانے کا طریقہ نہین اختیار کیا تھا لیکن اپنے ملک
مین کمال ہنر ذاتی وسلیقہ فطری سے ایسے دستور حکمرانی اور قانون سلطنت

کے مقرر کیے تھے کہ نہ فقط رعایا و برایا ممالک محروسہ کے بدل ہو
اُسکے وجود کرامت آمود کے تھے بلکہ رہنے والے اُس جوار دیار کے جو
ممالک محروسہ کے ہمسائے مین واقع تھے کمال آرزو رکھتے تھے کہ
حمایت اور پناہ دولت مین آکر بود و باش اختیار کرین اور اُسکی عہ
عام کے سایہ تلے خوش و خرم زندگی کرین سارے رعایا مین اُسکے صرف
فرقہ جو قدیم سے سرکشی و تمرّد مین شہرہ آفاق ہمین متمرد و سرکش تھا کیونکہ یہ
اگرچہ بآسانی مطیع و منقاد ہو گئے تھے مگر اُنکی طبیعت بغاوت پیشہ ا
و فرمان برداری سے ہمیشہ ابا ہی کرتی رہی'
حریفان جنگ جو کہ نواب بہادر کے ساتھ ہمیشہ بازار کارزار کو گرم رکھتے ۔
جنگ و جدال ہی کے امور مین اُس سے خوف و ہراس رکھتے و ترسان و
جیتے تھے بلکہ ملکداری کے فنون و تدبیرون مین بھی اسکو یکتا گنتے اور اُ
بھرم و سہم رکھتے تھے'
الحق کچھ شک و شبہہ اِس مین نہین کہ وہ اپنے عہد کا ملکداری اور سپہ
کے امور مین فرنگستان اور ہندستان کے امیرون مین مستثنا ہے
اُسکے شرایف ملکات سے ایک یہہ ملکہ تھا کہ ظلم و بیرحمی و مردم آزا
اسقدر بیزار و متنفّر تھا کہ کہہ سکتے ہمین کہ وہ اس مقدمے مین تمام حاکما
سے ہندوستان کے جنکی خبر ہم تک پہنچی ہی ممتاز تھا وہ بے انباز
چون خود راست باز و امانت دار تھا اور خیانت و ناہنجاری سے سخت
اور جنگ و پیکار کی سرحدون کو بحد رعایت کرتا تھا اس واسطے
اور خائنون کی سزا مین سخت گیری کیا کرتا اور زنہار مسامحہ جائز نرکھتا یہا
کہ بعضے صورتون مین ظاہر بینون کے نزدیک جو حقیقت حال سے

نہ تھے اور دریافت کرنے مین حقیقت کے انکو کچھ کاوش اور تدقیق نہ تھی وہ عدالت پیشہ زمانہ، جبّارون یا سنگدلون کے طبقے سے گنا جاتا، نواب موصوف نمایش بیہودہ اور حشمت و نخوت آمیز شان و شوکت سے تمامتر نفرت رکھتا تھا اور اپنے دوستون اور درباریون اور منصبدارون سے ساتھ کمال ہمدمی و اختلاط رکھتا،

اگرچہ انگریزونکے طبقہ کا بسبب اُنکے خلاف انداز ہونے اُسکے منصبون مین دشمن جانی تھا اور انکی عداوت نہایت کو پہنچائی تھی اُسکے ہنر و کمال گوہری کو اِس جہت سے چھپانا یا قلم انداز کرنا اِس مورّخ یا سیر نگاری دونی و کمظرفی پر محمول و منسوب ہوگا اگرچہ یہ مورخ قوم انگریز سے ہی ہان ایک بڑا عیب جو سب ہنرون کو نواب بہادر کے داغدار کرتا ہی اُس مین یہی تھا کہ واسطے افزونی سرمایہ ثروت و غنا کے دات و شہرون کے لوٹنے اور بندگان خدا کے قتل و خونریزی مین کسیطرح کا تامل و توقف نکرتا تھا اور اِس جہت سے نام جبّاری اور لقب قہاری کو اپنا نقش نگین کیا تھا ولیکن اس نشأت ظلمانی اور پیکر انسانی مین آکر بمضمون اِس بیت فارسی کے،

بیت

سیر کردیم درین دیر ز مہ تا ماہی
ہیچ کس نیست کہ بے داغ بود در عالم

کون کہہ سکتا ہی کہ وہ عیوب بشری سے تمامتر پاک و بری ہی،

اجمالی بیان اسلاف کرام اور آبای والا مقام نواب محامد الدولہ حیدر علیخان بہادر مغفور کا جسنے دولت اسلامیہ کی بنا میسور مین قایم ک

نواب فرخندہ القاب کے اجداد قریشی نسب تھے لیکن یہ نہین معلوم ہو کس زمانے مین کون شخص اِس خاندان عالیشان کا عربستان سے پہلے ہندو مین وارد ہوا' آبای عظام ہمایون فرجام اُسکے قصبہ کولار مین رہتے اور واحترام سے زندگی کرتے تھے اور بعضے اُنسے قضا کے منصب پر سرفر اپنے اقران و امثال مین ممتاز تھے'

نشان حیدری مین یون لکھا ہی کہ شیخ ولی محمد نواب سعادت یار کا پ زیارت بقاع متبرکہ کی نیّت سے صوفیہ کے لباس مین اپنے وطن شریف نکل کر محمود بن ابراہیم عادل شاہ کی حکومت مین جو حاکم بیجاپور دکھن کا تھ گلبرگہ مین وارد ہوا اور قریب مزار سید محمد گیسو دراز کے جو ایک م سے شیخ نصیر الدین چراغ دھلی کے ہی اور اس ملک کے لوگ اعزاز و اکرام سے اس بزرگ کو بلقب شاہ بندہ نواز یاد کرتے ہین سَ اختیار کی خود تو مسجادہ قناعت و توکّل پر بیٹھکے عبادات اور تلقین و ارشا مشغول ہوا اور اپنے فرزند سعادتمند کو جسکا نام محمد علی اور شیخ م کے ساتھ آیا تھا تحصیل مین علوم دین و معارف یقین کے مشغول اُس نونہال سعادت و اقبال نے سرمایۂ فضائل و کمالات کے جمع کر فراغت پائی اور سن شباب کو پہنچا پدر عالی مقدار نے اس درگاہ عرش کے متولّی کی لڑکی کو جو شرافت نسب و بزرگی حسب مین ممتاز تھا فرزند ارج سلک ازدواج مین لایا' اِس صدف بحر عفّت و شرف سے چار گوہ

اس ترتیب سے پیدا ہوے' ۱ شیخ محمد الیاس ۲ شیخ محمد علی ۳ شیخ محمد امام ۴ شیخ فتح علی' عرف فتح محمد' شیخ ولی محمد بہت دنون آدلشاہ علی عادل شاہ تک عبادت اور طاعت مین جناب احدیت کے مصروف رہا تب اس تیرہ خاک سے طرف جوار ایزد پاک انتقال فرمایا' شیخ محمد علی جو بنام علی صاحب مشہور تھا بعد انتقال پدر بزرگوار کے شہر کلبرگہ شریف سے مع عیال و اطفال بیجاپور کو تشریف لے گیا' اور وہان محلہ مشایخ پورہ مین اپنے سالون کے گھر مین جو ہفت تن شیخ منہاج الدین سپہسالار والی بیجاپور کی رفاقت مین رسالہ دار تھے رہنے لگا' وے سب اس جہت سے کہ اپنی بہن کے ساتھ نہایت محبّت رکھتے تھے شیخ محمد علی کے آنے اور وہان سکونت اختیار کرنے کو نعمت غیر مترقب جانکر لوازم خدمت گزاری مین جان و دل سے کوشش و سعی کرتے اور کوئی دقیقہ ملاطفت و دلجوئی کا دریغ نہ رکھتے تھے شیخ نیکنام پر ہنوز کئی دن اس مقام مین اُنکے ساتھ آرام و آسایش سے نگذرے تھے کہ زمانے کی گردش بوقلمون نے تفرقہ اُنکی جمعیت مین ڈالا دے ساتون بھائی ایک لڑائی مین جو درمیان فوج بادشاہ دلّی کے جو استخلاص کے لیئے بیجاپور کے آئی تھی اور فوج والی اِس ملک کے جو سرگردگی مین منہاج الدین کے اُسکے مدافعہ و مقابلہ کے لیئے تعین کی گئی تھی' سوادشہر کلبرگہ مین واقع ہوئی بہادرانہ لڑکر سب کے ساتون شہید ہوے' اور نام نیک مردی و مردانگی کا یادگار چھوڑ گیئے شیخ علی صاحب اس واقعہ جانگداز سے نہایت خستہ خاطر اور تنگ دل ہو وہان کی بود و باش سے مزہ جاتی کیونکہ خاتون غمزدی سوگ مین ناگہانی موت سات جلیل القدر سورمان بھائی کے ہردم بیکسی اور کراہتی اور آثار باقی ماندہ کو اُنھون کے جو عنقریب نظر سے غائب

ہو گئے تھے ہر وقت دیکھ گریہ و زاری کرتی تھی ' اس سبب سے آ
شیخ فتح صاحب نے اپنی دکھیاری بی بی اور تمام لواحق و وابستون
ساتھ وہان سے طرف کرناٹک بالا گھات کے روانہ ہو کر قصبہ کولار مین آ
محمد دکھنی نے جو ایک مرد ستودہ صفات اور حاکم اُس سرزمین کا تھا بہ
اکلی شناسائی کے جو شیخ موصوف سے رکھتا تھا قدوم کو شیخ کے غنیمت
نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا اور ایک مکان شایستہ اُسکی سکونت
لیے مقرر کیا بعد چند روز کے جب وہ دیانت و امانت پر شیخ عالیمقدار
بخوبی واقف ہوا تب زمام نظم و نسق تمام اپنے کاروبار کی کف کفایت
اُسکے سونپی چنانچہ اُس نیک نہاد نے مدت مدید تک اُس مقام مین
و حرمت سے زندگی کی اور جب وہ ۱۱۰۹ سنہ ہجری مین اِس جہان فانی
سراے جاودانی کو سدھارا بڑا بیٹا اُسکا شیخ محمد الیاس قایم مقام ہوا
مانند اپنے والد مرحوم کے سربراہ کاری کے امور کو کفایت شعاری و ہوش
سے انتظام دیتا اور خویشون و برادرون اور تمام منتسبون کو اپنے
پرورش کرتا تھا '

عروج کرنا شیخ فتح علی عرف فتح محمد کا اوج سپہداری
پراور طلوع کرنا اختر ولادت نواب حیدر علی خان
بہادر کا مطلع تو فیق باری عزّاسمہ سے

جب شاہ محمد حاکم کولار نے اس جہان فانی سے رحلت کی شیخ فتح
بموجب حکم جوانمردی اور عالی ہمتی کے جو اُسکی ذات مین مرکوز تھی
بیکار بیٹھنے کو ناموری و مردانگی کا ننگ جانکر لیے اجازت اپنے بڑے

کے جو مرد درویش قناعت پیشہ تھا کرناٹک پائین گھاٹ کی طرف چلا گیا اور وہان اپنی خوش سلیقگی سے جو تحصیل معاش مین رکھتا تھا بہت جلد نواب سعادۃ اللہ خان صوبہ دار آرکاٹ کی سرکار مین دخل پیدا کر پہلے عہدے پر سرداری پان سو پیادہ اور پچاس سوار کے ممتاز ہوا اور بلقب سپہدار سرفراز، اور پھر تھوڑے ہی دنون مین سعی و کوشش شایستہ ظہور مین لا اِس مرتبے سے ترقی کر سرگردگی پردو ہزار پیادہ اور پان سو سوار کے سربلند ہوا جس معرکہ مین وہ رستم زمان جاتا مظفر و منصور ہی ہوتا یہان تک کہ آخر عہد مین حکومت نواب موصوف کے ایک جنگ مین جو در مقام چنجی مضافات سے کرناٹک کے راجہ سیوکہ کو نواب کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور راجہ مذکور چودہ سوار نیزہ گذار کے ساتھ سکر تبرت مذی سے عین طغیان مین اُتر کر اپنے تئین نبے محابا ہاتھی تک نواب کی سواری کے جو در میان جمعیت پانچ ہزار سوار اور تیرہ ہزار پیادون کے دوسرے کنارے پر مذی کے پرا باندھے ہوے مستعد جنگ کا تھا پہنچکر چاہتا تھا کہ سنان نیزہ کو نواب کے سینہ سے پار کرے کہ اِس مین شیخ فتح علی سپہدار نامدار تمام سپاہ کے در میان سے جلد آگے گھوڑا بڑھا کر اُس طعن جان ستان سے نواب کی سپر حمایت ہوا اور ایک ہی ضرب شمشیر مین راجہ نبے باک کو ہلاک کیا صلہ مین اِس جان فشانی اور بہادری نمایان کے علم و نقارہ پاکر سربلندی حاصل کی بعد چند سے جب نواب سعادۃ اللہ خان نے وفات پائی اور بسبب جنگ و پرخاش کے جو در میان اُسکے خویشون اور عزیزون کے وقوع مین آئی اُس ریاست مین تمامتر فتور و اختلال پیدا ہوا تب شیخ فتح محمد نے آرکاٹ کی بود باش سے دل برداشتہ ہوکر ساتھ تمام اپنے حشم و خدم کے بالاگھات کو پھر آیا اور اہل و عیال کو

کولار مین چھوڑا اپنے بھتیجے حیدر صاحب شیخ محمد الیاس کے بیٹے کی ملاقا
کو جو ملک میسور مین بعزت و احترام خرم و شادمان زندگی کرتا تھا گیا اور و
مین راجہ میسور کے ایک عمدہ خدمت حاصل کر بلقب نائک (جسکے معنی ز
سنسکرت مین سپہدار ہی) معزز و ممتاز ہوا' اور بعد اُسکے کارو بار
میسور کا درہم برہم ہو گیا فتح محمد نائک نے اُس خدمت سے استیفا دے
کو مراجعت فرمائی اور چند روز وہان آرام سے رہا ہنگام سکونت کولار حضہ
آفریدگار نے اُسکو دو لڑکے عطا کیئے بڑے بیٹے کا نام شہباز صاحب رکھا گ
دوسرا ہوتی ہی مہد فنا مین سو گیا' چونکہ ہمت والا نہمت فتح محمد نائک کی ہنوز جو
نام بلند و مرتبہ ارجمند کی تھی اس جہت سے وہ سپہدار بختیار سا تھہ تمام
فوج کے نئے منصب کی تحصیل کے لیئے صوبہ دار سرا کے پاس جو ایک بڑ
سو میل انگریزی پر سر برگنپتن کے اُتر واقع ہی گیا' صوبہ دار قدر دان مردم ش
نے اُس سپہدار نامدار کو اوپر قلعہ داری قلعہ بالاپور کے منصوب فرمایا
ساتھہ اپنی جمعیت کے وہان جا بند و بست و انتظام مین مشغول ہوا او
آب و ہوا وہان کی موافق اُسکے مزاج کے آئی اپنے متعلقون اور وابس
قصبہ کولار سے اپنے پاس بُلا نہایت خوشی و خرمی کے ساتھہ رھنے لگا' ایز
آفرین نے اُسکو اِس مقام مین ایک فرزند بخت بلند عطا کیا جسکے فروغ
و نورانی جبہت سے تمام خاندان درخشان و منوّر ہو گیا اور اُسکے طالع
کے شاہدون اور زائچہ میمون کی دلیلون سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لعل ش
شہریاری کے تاج کا زیب دینے والا ہوگا چونکہ آثار سرداری و ریاس
نشان جوانمردی و شجاعت کے اُسکی پیشانی سے ہویدا و روشن تھے ا
اُسکا نام حیدر شاہ عرف حیدر علی رکھا گیا' یہ روایت عوام کی ہی جو لکھی گ

راویان ثقات یہہ کہتے ہین کہ شیخ محمد علی جد بزرگوار نواب حیدر علی خان بہادر جب سید پارسا کی لڑکی کو جو اشراف و رئیسون سے کولار کے تھا اپنے حبالہ نکاح مین لایا تب اپنے متعلقون کو بلاکے کولار مین سکونت اختیار کی اِس بی بی سے یک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام فتح علی رکھا گیا اور ایک لڑکی جو ہنوز پیدا نہوئی تھی کہ شیخ محمد علی نے اِس جہان فانی سے انتقال کیا چونکہ فتح علی نے اپنے نانا کے گھر مین تربیت و تعلیم پائی تھی بسبب ننہالی سیادت کے اُسکو میر فتح علی کہا کرتے تھے میر فتح علی بہت اوصاف نامی اور خصال گرامی سے موصوف تھا جب سن جوانی کو پہنچا فوج اپنے والد مغفور کی ہمراہ لے نواب دلاور خان حاکم سرا کے پاس گیا اور چندے اُسکی رفاقت مین عزت و احترام کے ساتھ رہا اور وہان اکثر کام شایستہ و نمایان اُس سے ظہور مین آے آخرکو وہ سپہدار نامدار سرکردگی مین دو ہزار سپاہی اور پان سو سوار کے ممتاز ہوکر ساتھ لفظ نائک کے ملقب کیا گیا،

اتفاقاً ایک مرتبہ حاکم سرا نے میر فتح علی نائک کی تنخواہ کے مبلغ خطیر زر نقد کی برات میر علی اکبر خان زمیندار نامدار خطّہ سرا پر لکھی، جب میر فتح علی نائک زر تنخواہ کے وصول کرنیکو وہان گیا، میر علی اکبر خان اُس قدر زر ایک مشت ادا نہ کرسکا، اِس واسطے اُس نے قطعہ تمسّک بقیہ زر اِس قرار پر کہ چھہ مہینے مین سبکا سب ادا کرونگا، میر فتح علی نائک کو لکھ دیا، ہنوز برات کی مدّت تمام نہوئی تھی کہ میر علی اکبر خان کی برات حیات پوری ہوئی، جو کچھ نقد اور جنس اُسنے چھوڑا تھا، سو سب بقیہ خراج کے بہانے سے سرا کے حاکم نے ضبط کرلیا، نائک موصوف نے میعاد معیّن پر تمسّک مذکور لیجاکر میر مرحوم کی بی بی سے بہ التماس کیا کہ اگر زر تمسّک آپ دے سکتین ہمین تو بہتر ورنہ بندے کو اپنی

دامادی مین قبول کیجئے' بی بی بیچاری مصیبت کی ماری اِس بات کو فوزعظ
جان کے اپنی دختر معصومہ مجیدہ بیگم کو برسم کدبانوی نانک موصوف
ساتھ عقد کر دیا'

مشہور ہی کہ ایامِ حمل مین اس خاتون زمانہ کو حیدر شاہ نامے درویش
مستجاب الدعوات کی خدمت بابرکت مین واسطے طلب دعا کے لیگئے تھے
اُس ولی خدا پرست غیب دان نے مژدہ پیدا ہونے فرزند ارجمند بلند اقبال
صاحب جاہ و حشمت' سکندر بخت' ارسطو فطرت' حاتم زمان' رستم
دوران کا دیا اور زبان صداقت بیان سے ارشاد کیا کہ اُس بخت بلند کا
حیدر شاہ رکھنا' چنانچہ مطابق فرمانے اُس بزرگ کے وہ طفل سکندر
در سنہ مقدسہ گیارہ سو انتیس ہجری موضع دیو نہلی مین جو متصل
کے ہی پیدا ہوا اور دروازہ فتح و اقبال کا خاندان پر اُس برخو
سعادت آثار کے کھلا'

فتح علی سپہدار رفاقت مین حاکم سرا کے مدت تک باجمعیت تمام خرسند و
رہا اور اِس عرصے مین کبھو ترقی مرتبہ اور جاہ کی حرص اُسکے دل کے گرد نہ پھ
جب نواب دلاور خان کی حکومت کے کاروبار مین فتور پڑا' تب باقتضا
ضرورت سپہدار موصوف اور خدمت کی تلاش مین سرینگپٹن کو گیا'
و اقبال تو اُسکے ہمرکاب ہی تھا' راجہ میسور نے سپہدار مذکور کی رفاقت
اور جمعیت کو اُسکی فوج کے اپنا نفع کثیر سمجھکر بعہدہ سپہداری د
پیادے اور پان سو سوار جو ہمراہ رکھتا تھا' اُسے اپنی رفاقت مین رکھا' یہ
جو سرمایہ اُسکی تمام جاہ و مکنت اور شان و شوکت آیندہ کی تھی' سن گیارہ سو
ہجری مین مطابق سترہ سو پچاسی عیسوی کے' ظہور مین آئی'

راجہ میسور کے خاندان مین قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب کوئی راجا لاولد مرتا خویش و اقربا تمام چھوٹے بڑے لڑکون کو اُس راجہ کے خاندان سے دیوان خاص مین جمع کر اُن سبھون سے ایک لڑکے سہ سالہ یا پنج سالہ کو چن کر راجہ بناتے اور جبتک وہ لڑکا جوان اور ہوشیار ہوتا، وے آپ اُس راجہ صغیر سن کے نام سے سب مہمّات کے کفیل اور سربراہ کار رہتے اور سب محاصل مملکت کو درمیان اپنے خاندان کے سردارون مین تقسیم کر لیتے اور ایک شخص کو اپنے درمیان سے وزیر اور وکیل مطلق کرتے،

جب فتح علی نایک سرکار میسور مین آیا تھوڑے دنون کے بعد وہان کے راجہ نے جامۂ عنصری کو چھوڑا اور کوئی اُسکا جانشین نہ تھا، دستور مسطور کے موافق ایک لڑکے کو راجہ متوفّا کے خاندان سے چن کے چک کشنہ راجا اُسکا نام رکھا اور بندوبست راج کا گوراچری نند راج کو سونپا یہ وزیر خیانت پیشہ فن و فریب کی راہ سے تھوڑے ہی دنون مین راجگی کے اقتدار کا خود متصرف ہو بیٹھا، فتح علی نایک نے اپنے حسن سلیقہ سے بخوبی سربراہ کرنے مین اُن امور کے جو سرکار سے اُس کے حوالے ہوتے تھے ایسی جگہ وزیر کے دل مین پیدا کی کہ اُس نے انجام دینے مین تمام مہمّون کے فتح علی نایک کو سپہسالار اور سب مضبداردون کا مختار کیا،

جب فتح علی نایک سنہ سترہ سو سینتیس عیسوی مین اس سرای فانی سے سرائے جاودانی کو سدھارا، اُسکی فوج کی سپہداری اور حشم و خدم کی سرگردگی میراث کے طور پر علی نائک شہباز خان اور حیدر علی خان کے ہاتھ مین جو اُسکے فرزند تھے آئی، اور یہ دونون جوان چالاک نے تھوڑے دنون مین اپنی پر دلی و شجاعت کے سبب بلند نامی حاصل کی،

شروع جوانی مین حیدر علی خان نواب میر معین الدین حاکم قلعہ کرپہ کی بیٹی کو میر علی رضا خان کی بہن تھی سلک ازدواج مین لایا تھا اور اُسی بانوے نیک کے بطن سے سنہ ۱۷۴۹ سترہ سو اُنچاس عیسوی مین ایک بیٹا گرامی منش صاحب اقبال وجود مین آیا جسکا نام طیبو سلطان رکھا گیا ؛

حیدر علی خان کی دوسری زوجہ میر مخدوم علی خان کی بہن سریرنگپٹن کے قاضی القضاۃ کی بیٹی تھی جب بعد انتقال اپنے بھائی شہباز خان کے سارے مال واسباب پر اپنے باپ کے قابض و متصرف اور تمام فوج و حشم کے اُوپر بالاستقلال فرمان فرما ہوا پھر تو سب لوگ اُسکو تمام سرداروں اور سپہداروں مین ممتاز سمجھ اور حیدر علی نائک ملقب کرنے لگے ؛

جب حیدر علی خان باپ کی جگہہ سپہسالاری کے مرتبے پر پہنچا وزیر کار میسور کا اُسکی عقل و کفایت پر بہت اعتماد رکھتا تھا اور وہ دلاور نامجو بھی بھا کامون مین خوب سعی و کوشش کرکے ہر روز اپنا استحقاق زیادہ ثابت کرتا آخر حق گزاری اور شگرف کاری اُسکی وزیر میسور کے دل پر یہان تک منقش و راسخ ہوگئی کہ جو مہم پیش آتی اُس مین اسکی راے سے استصواب کرتا اور لڑائی مین اُس رستم زمان کے دست و بازوے مردانہ سے مدد و اعانت لیا کار گزاری حیدر علی خان کی زبان زد خاص و عام اور شہرہ آفاق ہوا اور اُسکی خوش خلقی و ملاطفت کے سبب جسے وہ عموماً خلایق کی دلجوئی اور خصوصاً مسلمانون کی خاطرداری مین مصروف کرتا تھا سب لوگ اُسکے دام محبت مین اسیر ہو گئے ؛ اِس جزو زمانے مین صورت حال اس نواح کی طور پر تھی کہ بسبب سستی اور تزلزل کے جو درمیان سولہ سو عیسوی کے دولت بیجا کی بنا مین واقع ہوا تھا ؛ سب راجا اور باجگزار اِس دولت کے اپنی اپنی گر

بندِ بندگی اور اطاعت سے خلاص کر ہر ایک نے اپنا نام راجا رکھا اور اطاعت کے ننگ سے اپنے تئیں آزاد کیا' اُن راجاؤں مین لچھمن راج نام راجا بنگلور کا بہت تونگر و مال دار اور اوپر مرز و بوم وسیع و فراخ اُتر پچھم کی طرف ملک میسور کے حکومت کرتا تھا اور علاوہ اپنے دارالملک کے جو ایک شہر مُحکم بنیاد اور مضبوط تھا سیون درگ کے قلعہ پر بھی جو بہت قلعب اور نہایت مستحکم تھا متصرّف اور قابض تھا اُس راجہ سادہ دل نے اِس جہت سے کہ اپنے اقتدار و حشمت پر مغرور تھا اور کار پردازان میسور پر جو قدیم سے اسکے ساتھ موافقت رکھتے تھے بدگمان نہ تھا اس قدر فوج کے نگاہ رکھنے مین جو اُسکے سارے ملک کی حفاظت اور حمایت کر سکے' سستی اور غفلت کی اور انجام بد سے کچھ اندیشہ نہ کیا' جب راجہ بنگلور کی یہ غفلت سپہسالار میسور کو معلوم ہوئی وہ تو ایسی خبر ڈھونڈھتا ہی تھا اور وقت فرصت کا متلاشی رہتا تھا' کارفرمائے میسور کو ملک و مال کی طمع پر دلگرم کر ستر و سو چھیالیس عیسوی مین ساتھ جمعیت بیس ہزار مرد جنگی کے سر بر نگاپٹن سے واسطے تسخیر کرنے بنگلور کے کوچ کیا' بنگلور کے راجا نے جب یہ خبر پائی اپنے تئیں در عین بے سروسامانی' بلائے ناگہانی مین گرفتار دیکھا کچھ تدبیر نہ سوجھی' سوا اِسکے کہ اُس قلعۂ استوار کے درمیان جا کر پناہ لے' چنانچہ ایک مہینے تک اُس مین محصور اور فوج مخالف کے آسیب سے محفوظ رہا' بعد اِس مدت کے سپہسالار میسور نے اس شرط پر کہ راجہ بنگلور کا چار لاکھ روپیہ نقد ابھی دے اور آٹھ لاکھ روپیہ ہر سال خراج کے طور پر راجۂ میسور کو دیا کرے' قلعے کے محارے سے ہاتھ اُٹھا سنبھونا تھ کو اپنا نایب بنگلور مین چھوڑ مظفّر و منصور طرف میسور کے کوچ کیا' میسور کا راجا اُس روداد نصرت بنیاد سے ایسا مسرور اور خوش ہوا کہ سپہسار نامدار کا بڑی تکریم و تعظیم

سے استقبال کیا اور انواع اقسام کے الطاف و اشفاق بہ نسبت اُس کے مبذول فرما ساتھ لقب بلند فرزند ارجمند کے اُسے ممتاز و ملقّب کیا'
بنگلور کے راجہ نے جب اُس بلا سے نجات پائی اور میدان کو دلیرون سے خالی دیکھا انتقام کے لیئے مستعد ہوکر نئی فوج کی نگاہداشت پر ہمّت باندھی اور ساز و سامان جنگ طیّار کرنے لگا بعد آمادہ کرے آلات طعن اور ضرب سے نقارہ بغاوت و عصیان کا علانیہ بجایا' اور حیدر علی خان کے نایب کو زندان میں قید کیا' جب یہ خبر میسور مین پہنچی' فی الفور حیدر علی خان ساتھ جمعیت بیس ہزار پیادے اور سوار نیزہ گذار کے بنگلور کو متوجّہ ہوا' چھبیسی صفر سنہ گیارہ سو ساتھ ہجری مین مطابق سترہ سو سینتالیس عیسوی کے ایک مقام پر جہان سے دار الملک بنگلور بیس میل رہتاہی راجا کی فوج سے مقابلہ ہوا' راجا ناآزمودہ کار اپنی پر دلی اور نئی فوج کے بھروسے پر سپاہ پختہ کار آزمودہ کارزار میسور کے ساتھ لڑنے لگا اور اِس طرف سے بہادران شیر جنگ — داد بہادری کی دی'

نظم

ہم جنگ جو دونون لشکر ہوئے ہزارون جدا تن سے وان سر ہوے
ہوا گرم بازار رزم و ستیز ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس

آخکار راجہ بنگلور کی فوج نے گھونگھنت کھایا اور خود راجہ اسیر ہوا' سپہسالار نامدار نے فرصت پاکر دار الملک بنگلور کو محاصرہ کیا' وہان کے لوگ محاصرے کی تاب نا لاکر شہر کو فی الفور تسلیم کیا' اِسی طرح پر اور قلعے اور پرگنے اُس

مملکت کے تصرّف مین میسوریون کے آئے سپہسار نامدار نے فتح نامہ معہ غنایم اور قیدیونکے میسور کو روانہ کیا اور کچھ فوج خاص اپنی، واسطے حراست اور حمایت اُس دارالملک کے اپنے نائب سنبھونا تھ کی سرگردگی مین متعین کی، جب اِس امر سے جمعیت خاطر حاصل ہوئی، تب وہ سپہسار دولت یاروہانکے دستورات مالی اور ملکی کے دریافت کرنے پر متوجّہ ہوا، کئی دن مین سب حال کلی اور جزوی معلوم کر ایک دستورالعمل واسطے تحصیل خراج اور باج کے مقرّر کیا اور نقل اُسکی میسور کو بھیجی، وزیر میسور سعی اور کوشش سے اُس سپہسالار بختیار کے نہایت خوش ہوا پر اِس خوف سے کہ مبادا خویش و اقارب اُس اسیر راجا کے شورش اور بلوا کر کے اِس بلا دمفتوحہ کے پھیر لینے کے قصد پر لشکر کشی کریں مملکت بنگلور کو اُس سپہسالار نام جو کی وجہ تنخواہ سپاہ خاصہ مین جاید اد کے طور پر لکھ دیا، اُس بہادر نامدار نے اِس روداد کو غنیمت جان کر اس ملک کی حفاظت کے لیئے جتنی فوج ضرور تھی اُس سے دوچند نوکر رکھی اور آہستہ آہستہ سرحدون کو اُس ملک کے بڑھانا شروع کیا اور قرب جوار کے راجون اور زمیندارون کو اپنا مطیع کرنے لگا اگرچہ بہ سبب ایک نئے سانحے کے جو اُن دنون ظہور مین آیا تمام قصد جو مطمح نظر اُس سپہسالار جاہ طلب کے اپنی مکنت اور شوکت کے بڑھانے مین تھے تھوڑے روزون موقوف رہے، ولیکن چونکہ اقبال اُسکا یار اور بخت بیدار تھا آخرکو وے سب موانع رفع دفع ہو گئے،

توضیح اِس مقال اور تفضیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ سن سترہ سو اِکاون عیسوی مین محمد علی خان کرناٹک کا نواب جب کئی طرح کی مصیبت مین مبتلا ہوا اور چندا صاحب کی فوج نے جو اُسکا حریف غالب تھا اور جماعت فرانسیسون نے

اُسکو ترچناپلی کے قلعے مین محصور کیا، تب اُس نے ایک سفیر اپنا میسور کے راجا کی خدمت مین بھیج کر اُس سے سپاہ و زر کی مدد مانگی سفیر کو بتاکید یہہ تعلیم کی تھی تا وہ راجۂ میسور کو امداد اور اعانت پر جس طرح ہوسکے سعی اور کوشش سے انگیز دے اور اُس دشمنی اور عداوت کو جو چندا صاحب نے اُس راجا کے ساتھ سابق مین ظاہر کی تھی اور ترچناپلی کی حکومت کے وقت کئی محال آباد کو میسور کے مضافات سے لوٹا اور تاراج کیا تھا اور کئی مہینے تک قلعۂ کاآرور متعلقۂ میسور کو محاصرے مین رکھا تھا اُسے یاد دلاوے اور آخر کو یہہ کہے، اِس صورت مین مصلحت ملکداری یہی اقتضا کرتی ہی کہ جس طرح ہوسکے بیخ اور بنیاد سے اِس دونون سرکار کے دشمن کو اُکھاڑ دین نہین تو اگر اُس نے کرناٹک لے لیا تو بیشک تمہارے ملک پر بھی وہ ظلم جو پہلے نہین کیا کریگا، اور اُس نے سفیر کو یہہ بھی اختیار دیا تھا کہ اگر میسور کا راجا اِن انگیزون سے امداد اعانت کی حامی بھرے تو مبلغ خطیر زر کا وعدہ او جو شرط کہ وہ چاہے قبول کرکے اُسکو بہرطور اعانت و امداد پر لاوے،

راجۂ میسور کا وزیر کہ مرد ذوفنون و عیّار اور حیلہ گری مین یکتاے روزگار تھا مدّت سے مرکوز خاطر رکھتا تھا کہ میسور کی ریاست کو بڑھاوے اور تمام پرگنون کو متعلقہ ترچناپلی کے اُسکے منضاف کرے اس سبب سے کسی شرط کو منظور نہ کیا اور سفیر سے کہا کہ اگر نواب محمد علی خان قلعہ ترچناپلی مع اسکے پرگنون کے دینے کا وعدہ کرین تو البتہ اِس سرکار سے اعانت ہوگی، اگرچہ قبول کرنا اس شرط کا نواب پر شاق تھا لیکن سفیر مذکور نے باقتضاے ضرورت قبول کیا کہ بعد اسکے کہ چندا صاحب کو شکست دی جاوے اور دشمن نواب ممدوح کے ممالک محروسہ سے اُسکے نکال دیئے جاوین تب قلعہ ترچناپلی مع پرگنجات متعلقہ اہلکاران میسور کو

تسلیم کیا جائیگا اور اِس اقرار کو سوگند و حلف سے مضبوطی بخشی ' القصہ موافق اِس عہد و پیمان کے میسور کی فوج مقام کاڑوتر مین جمع ہوئی اور وزیر میسور نے چھہ ہزار سپاہی مرھٹون کی جماعت سے نوکر رکھ تمام حشم اور سپاہ لے شروع سال سترہ سی ترہن عیسوی مین کرناٹک کو کوچ کیا اور چھٹی فبروری کو ساتھ جمعیت بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار سپاہی کے ترچناپلی مین جا پہنچا اور اُس فوج سے جو محاصرے مین سرگرم تھی مقابلہ کیا لڑائی شروع ہوئی کوئی تو اپنے مخالف کو تیر کا ہدف بناتا اور کوئی گولی کا نشانہ کرتا کوئی کسی کی پیاس آب خنجر سے بجھاتا اور کوئی کسی کو زخم پیکان کھلاتا نوک نیزہ نے بہتون کو خاک سے اُٹھایا اور تلوار نے کتون کو خاک پر گرایا '

مثنوی

سواران جنگی و مردان کار — ہوئے قائم آکر یمین و یسار
ہوا گرم بازار کین و ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
جوانون کا سر تھا اور گرز گران — دلیرون کا پہلو و نوک سنان
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ — وہان کام تھا سبکو با گرز و تیغ
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار — زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار

لیکن تائید الٰہی سے میسوریون کو فتح نصیب ہوئی اور چند اصاحب نے معہ اُسکے ہواخواہ فرانسیس ہزیمت پائی اکثر تو کھیت رہے باقی بھاگ نکلے ' صحیح روایتون سے ثابت ہی کہ اِس لڑائی مین جو ترچناپلی کے محاصرہ میں ہوئی حیدر علی خان بہادر ساتھہ اپنے رسالۂ خاص کے چالاکی اور دست برد مین تمام سپہداراور سردارون پر فایق رہا کبھی تنہا اور کبھی تھوڑے ہمراہیون کے ساتھہ مخالف

کی صف مین گھس جاتا اور نامی سردار اور مردان کارزار کو فوج دشمن کے اپنے ہاتھ سے مار کر اُنکے سرکاٹ اپنے لشکر مین بطور نشان اپنی فیروزی کے لے آتا ایسی ایسی بہادری اور مردانگی سے زمانے مین آوازہ ناموری کا اُسکے بلند ہوا' بعد مارے جانے چندا صاحب اور شکست پانے جماعت فرانسیس کے وزیر میسور نے نواب محمد علی خان سے ایفاے وعدہ کی درخواست کی لیکن نواب موصوف نے بلحاظ بے انتظامی اپنی سرکار کے اور بپاس حزم کے بھی اُس استوار قلعے کو ویسے حریف زبردست کو دینا مناسب نجانا اور عذر نادل پذیر درمیان لاکر عوض مین اُس قلعے کے چاہا کہ قلعہ مدراس کو مع اسکے پرگنون اور پیشکش قیمتی کے دیوے لیکن میسور کے کارگزارون نے اُسکا لینا قبول نکیا آخر اُن دونون فرقون مین کہ باہم دوستی اور رفاقت کا دم بھرتے تھے دشمنی کا قدم درمیان آیا سچ ہی'

بیت

دوستی جس مین ہی غرض کا قدم
نام مین شہد ہی اور کام مین سم

پہلی لڑائی حیدر علی خان بہادر کی انگریزون کے ساتھ اور سیکھلینا اُسکا اہل فرنگ کی جنگ کے اطوار اور ممتاز ہونا اُس امر مین امیران ہم عہد سے

اگرچہ تناوری و شجاعت و ہوشمندی و والاہمتی وغیرہ مین راویان حالات حیدر علی خان بہادر کے سب کے سب اِس بات پر متفق وہم داستان ہین

کہ وہ بہت قوی جثّہ و زور مند اور جوانمردی و ہمّت بلندی و ہوشیاری و چالاکی و جفاکشی مین اور دلجوئی کرنے مین سپاہ کے اور اطّلاع حاصل کرنے مین دشمنان کینہ خواہ کے اخبار و اسرار پر اور اور گزیدہ صفتون مین جو ملک داری و سپہسالاری کے لیئے ناگزیر و پر ضرور ہین وہ بے مثل و یکتا تھا اور بے فضائل اُصمین بہ تمام و کمال جمع تھے ولیکن اِس خصوص مین کہ قواعد جنگ اور دشمن شکنی کے اور طریقی فتح کرنے قلعون کے اُن آلات سے جو اہل فرنگ نے ایجاد کیئے اور اسلوب حراست و طلایہ داری اور ہوشیاری روزمیدان کے جس مین فرنگستان کے لوگ خوب ماہر ہین اور اِسی سبب سے تھوڑی فوج اُنکی بڑی لشکر پر غالب ہو جاتی ہی اور بے فنون نامدار بدون ممارست اور مشاقی کے حاصل نہین ہو سکتے ہین کیونکر نواب حیدر علی خان بہادر کی ذات مین جمع ہو گیئے اور کب اور کس طرح اُسنے سیکھے اختلاف رکھتے ہین نگارسی وقایع نگار تو اِس بات مین کچھ بھی بیان شافی نہین رکھتے لیکن ملّا پیروز صاحب فتوحات برطنیہ در ممالک ہندیہ جسکی روایتون کا سلسلہ حقایق نگاران انگریزی کو پہنچتا ہی اِس طور پر لکھتا ہی،

مثنوي

ز گاہ مسیحا شمارہ ز سال	چو شد ہشت با بیست برغین وذال	۱۷۲۸
ز مادر جدا گشت آن نامور	شدہ شاد زان پور فرخ پدر	
چو می تافت زو فرۂ پہلوی	در انام بنہاد حیدر علی	
بہ پرورد تا شد ز خوردی بزرگ	بہ رزم و بہ پیکار کردن سترگ	
دہ و بیست سالہ چو شد نامور	سوی فلچری شد بہ گفت پدر	

به همراه او بود پنجه سوار دو صد هم پیاده ورا بود یار
که بوده فرانسیس را یار جنگ پدید آور رسم و راه پلنگ
رسیده بدانجا یگه سرفراز بیاسوده از رنج راه دراز
به دیدار آن شهر بنهاده روی بدیده دژو بارهٔ و شهر و کوی
ز بس گونه گون ساز و سامان جنگ همان راه و آئین جنگ فرنگ
سپه دیده هر روز در رشق کین فراوان شکفتید و کرد آفرین
درخشان چو آئینه آلات حرب همان راه و آئین پیکار و ضرب
چو بیدار بد بخت هشیار مرد پسندید آن رسم و راه نبرد
خود و لشکر خویشتن نامور دل و جان بپرداخته از خواب و خور
هنرها که آید گه کارزار دلیران پیکار جو را بکار
یکا یک بیاموخته آن هنر به پیش فرانسیس پرخاش خر
چنان شد که در هند از هندیان نه بد کس که با او به بندد میان
مر آن را که یاور بود کردگار گزیند همه نغز و شایسته کار
نه دارد ز آموختن هیچ ننگ اگر رفت باید به چین و فرنگ
فرومایه مردم شود از هنر گرامی تر از کان گنج و گهر
خداوند ساز دهنر بنده را سر افراز مرد سرافگنده را
هنر بی نیازی دهد از نژاد کسی از نژادش نیارد بیاد
اگر شاهزاده بود بی هنر به ننگ آورد دودمان پدر

اور سر طرچارلس اسٹوارط تذکرے مین نواب حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان کے جس سے بے اوراق ترجمہ کیے گئے اس طرح لکھتا ہی کہ حیدر علی خان بہادا

نے پہلی لڑائیون مین جو وہ بہادر سطرلارنس اور کلیو سے لڑا سب ہنر اور دیدہ وری کو امور جنگ آوری مین سیکھے تھے جنکے سبب اُن سرداروں اور رئیسون پر ملک دکھن کے جو اِسکے بعد اُس سے لڑے مظفّر و منصور ہوا اور قتل عام کرنے پر دو پلٹن انگریزی کے ایکبار جنگ مین قادر ہوا اور مقابلہ کرنے پر ساتھہ تمام افواج ہندیہ برطنیہ کے میدانِ جنگ مین دلیر اور توانا، سترھوین تاریخ ماہ آگسٹ سنہ سترہ سو چوّن عیسوی مین ترچناپلی کے پاس ایک بڑی لڑائی انگریزون اور فرانسیسون مین واقع ہوئی جس مین دونون فریقون نے اپنے اپنے خیرخواہون کی فوج بھی مدد کو بلائی تھی اِس لڑائی مین حیدر علی خان سپہسالار نے (جسکو سطرآدم سب دکھن کے سردارون مین بہتر لکھتا ہی) جب یہہ دیکھا کہ بہیڑ و بنگاہ شکار انگریزی کی محض بےپناہ اور بدرقہ سے خالی ہی ایک ٹولی کو اپنے سوارون سے یہہ حکم دیا کہ سوارون پر مخالف کے جو ہراول فوج انگریزی کے ہمین حملہ کرے اور اُنکو لڑائی مین مشغول اور غافل رکھے اور خود ساتھہ ایک رسالہ سواران چابک و چست کے گھوڑے اُٹھارستے اور مقابلے سے کترا پھیر کھا غنیم کو بھلاوے مین ڈال چند اول پر فوج انگریزی کے پیچھے سے آکر مار دھاڑ شروع کی اور آشوب قیامت اُس فوج مین برپا کیا بیتیس چھکڑے ہتھیار اور ساز و سامان جنگی اور اذوقے سے بھرے ہوے لوٹ لایا، جب دونون فریق جنگ جوے فرنگستان (یعنے فرانسیسون و انگریزون) مین تھوڑے دنون کے بعد صلح و آشتی درمیان آئی اور لڑائی بھڑا کا دروازہ بند ہوا کچھہ روزون تک آثار بہادری و دلاوری میسوریون کے جو ہوا خواہ فرانسیسون کے تھے اور بناچار نتایج پر دلی نواب حیدر علی خان بہادر کے جو اُن کا سپہسالار تھا ظہور مین نہ آئے آخرکار وزیر میسور بہ سبب عہد شکنی نواب

محمد علی خان کے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اُسکی دوست داری و ہوا خواہی سے کنارہ
اور انتقام کشی مین مستعد ہو کر تسخیر کرنے پر قلعہ ترچناپلی کے ہمّت باندھی
اور بہت دنون تک اُسکو محاصرے مین رکھا لیکن بہ سبب ذو فنونی نواب ممدوح اور
مدد جماعت فرانسیس کے جو بعد برہم ہو جانے کار و بار چندا صاحب کے ہوا خواہ
نواب محمد علی خان کے ہو گئے تھے محاصرے کی مدّت بڑھ گئی اور ہنوز کچھ فائدہ
اُسپر مترتّب نہ ہوا اِس درمیان مین ناگاہ وزیر میسور کو یہ خبر وحشت اثر
پہنچی کہ مرھٹون نے بڑی فوج لیکر میسور کی سرحدون پر تاخت کر فتنہ و فساد اُس ملک مین
برپا کیا ہی اور وے چاہتے ہین کہ میسور کی مملکت پر ایک خراج سالانہ مقرّر کرین بہ حکم ضرورت
اُسنے اِس مہم سے ہاتھ اُٹھا معہ لشکر میسور ترچناپلی سے میسور کو کوچ کیا
اور سرداری چند اول فوج کی نواب حیدر علی خان بہادر کو دی اور کہا کہ حدود
میسور مین لشکر کے پہنچتے ہی اپنی فوج کے ساتھ جلد دَنتِ یکال کو جو ایک محال
ہی دکھن کی طرف سریرنگپٹن کے روانہ ہووے اور اعادی کی غنیمت اور تاراج
سے اس نواح کو بچاوے جب وہ وزیر باتدبیر دار الملک سریرنگپٹن مین پہنچا
راجہ میسور کو، جو کتنے روزون سے ایّام غیر حاضری وزیر مین خود تمام کار و بار ریاست
کا متکفّل ہوا اور تھوڑی سپاہ سے جو میسور مین تھی دار الملک کو محفوظ رکھا تھا،
دشمنون کے حملون سے بہت پریشان و سراسیمہ پایا اسواسطے آراے
کارگزاران دولت میسوریہ کی اس پر متّفق ہوئی کہ سپاہ کینہ خواہ واسطے
دفع کرنے مرھٹون کے تعین کی جاے لیکن چون سپاہ نے کئی مہینے کی تنخواہ نہین پائی تھی
اِسلیئے سرکشی اور بغاوت پر مستعد ہوی اور بے تنخواہ پاے اُس مہم پر
جانے سے اِبا کیا آخر بہت بحث و تکرار کے بعد جب باقی تنخواہ کے روپی کا
سرانجام کیا گیا اور سپاہ راضی ہوی وزیر میسور نے اپنی فوج کے سب سردارون

کی طرف خطاب کر کے کہا کہ کون ایسا صاحب ہمّت و دلاور تم مین سے ہی
جو بیڑا مرھٹون سے لڑنے اور کینہ کشی کا اُن سے اُٹھاوے چون کر مرھٹے
کی بھاری تھی اور جس قدر فوج مقابلے اور مدافعے کو معیّن ہوئی تھی قلیل کسی
شخص نے اُس مُہم کے سر کرنے کا بیڑا نہ اُٹھایا آخر کار حیدر علی خان بہادر
جو واسطے محافظت سرحد جنوبی مملکت کے بھیجا گیا تھا اور اُسکی جرأت اور جلادت
پر اُس عہد مین بہت اعتماد تھا اِس مُہم کی کفایت کرنیکو بلایا گیا، وہ شیر دل
تو ایسے کام کا جس مین جوہر مردی و شجاعت کا اُسکے نمایان ہو خود خواہان
اور متلاشی رہتا تھا اِس پیام نصرت انجام کو سنکر جلد دار الملک سریرنگاپٹن
کو روانہ ہوا اور پہنچتے ہی سپہسالاری پر اُس فوج کے جو مرھٹون کے دفع کرنے کو
متعیّن ہوئی تھی ممتاز اور سربلند ہوا ولیکن اِسی عرصے مین اپریل کے
مہینے سنہ سترہ سو چھپن عیسوی مین مرھٹے پُر متّصل دار الملک میسور کے آکر
ارکان دولت میسوریہ کو ایسا تنگ کیا تھا کہ اُنھون نے اِس شرط پر
کہ وے ایذا و اضرار سے وہان کی رعیت کے دست بردار ہو اپنے ملک کو
پھر جاوین بیس لاکھ روپی نقد دیکر اُس بلا کو دفع کیا اگرچہ نواب حیدر علی خان
بہادر بعد سرفراز ہونے منصب پر سپہسالاری کے مصدر کسی امر نمایان کا نہوا
کیونکہ کام کا وقت جا چکا تھا تب بھی اِن جہتونسے کہ اُسنے اِس منصب
سپہسالاری کو بطیب خاطر اختیار کیا اور اُسکے سرانجام دینے و اہتمام کرنے
مین جلد آمادہ ہوا تھا اور قبل اس واقعہ کے اُسنے آداب و قواعد میدان جنگ
ایجاد کروہ اہل فرنگ کو فرانسیسون سے سیکھے اور سب سپاہ میسوریہ کو تعلیم کر
بڑی مہمّون اور بھاری کامون کے لایق بنایا تھا سبھون کے نزدیک معزّز و محترم تھا،
اُسی سال کے آخر مین محفوظ خان بڑے بھائی نواب محمد علی خان صوبہ دار

کرناٹک سے سرکشی اور تمرّد کی راہ سے خطّہ تینوالی پر جو ایک پرگنہ جنوبی بہرہ زمین جزیرہ نمائے ہندوستان سے ہی قابض و متصرّف ہوا اور اُسنے دولت میسوریہ کے کارگزارون سے مدد چاہی اگرچہ اِس مقام مین روایت ساعدت نہین کرتی کہ دولت میسوریہ کی طرف سے نواب محفوظ خان کی اعانت و امداد عمل مین آئی یا نہین لیکن اکطوبر مہینے سنہ سترہ سو ستاون عیسوی مین نواب حیدر علی خان اپنی فوج لیکر محال ڈنڈیگل مین گیا اور بعد ایک مہینے کے وہان سے طرف دکھن کے تاخت کی اور شولاونڈن کے قلعہ کو تسخیر کر محال مدرا مین جو قریب محال تینوالی کے اُتر طرف ہی گیا، لیکن اِس مقام مین بعد تھوڑے روز کے محمد یوسف نے جو کمیدان تھا انگریز کے لشکر کا حملہ کر حیدر علی خان کو ڈنڈیگل کی طرف بھرایا اِس محل مین سپہسالار فوج میسور نے ایک جماعت فرانسیسونکے ملنے کا سال آیندہ تک انتظار کھینچا جب وہ جماعت اُسکے ساتھ آملی شہر مدرا اور مضافات پر اُسکے دو تاری اگرچہ آخر ماہ جنوری سال سترہ سو آٹھاون عیسوی مین ایک فوج جماعت فرانسیسونکی معہ منصبدار موشبر اشترک شہر ڈنڈیگل مین پہنچی لیکن اس سبب سے کہ مرہٹے پھر میسور پر تاخت کر تمام ملک کے خراج کی چوتھ طلب کرنے لگے اور دولت میسوریہ سے حیدر علی خان بہادر کو یہ خط پہنچا کہ وہ تسخیر کرنا بلاد دور دست کا بالفعل ملتوی رکھ جلد دارالملک سریرنگپٹن کو جس مین مرہٹے قسم قسم کے ظلم و بیداد کر رہے ہین متوجّہ ہو اُسکی محافظت اور حمایت کرے، حیدر علی خان اپنے قصد سے باز رہکر ساتھ جماعت فرانسیس اُن حدود کے جو جلد قصد اپنے لشکر سے ملنے کا جسنے اُن دنون مین قلعہ ترچناپلی کو سخت محاصرے مین گھیر رکھا تھا رکھتے تھے کوچ کیا،

پر نواب حیدر علی خان بہادر کے سریرنگپٹن مین پہنچنے کے پہلے ہی معاملہ مرھٹون کا یون طی ہو چکا تھا کہ کارگزاران دولت میسوریہ نے کچھ روپی نقد اور کچھ اشیاے قیمتی اُن کو دیکر اُن سے جنس امان اور ایمی کی خرید کر لی تھی اور جب نواب حیدر علی خان دارالملک مین داخل ہوا سب طرح مرھٹون کے فساد سے اطمینان حاصل ہو چکا تھا تب اُس سپہسالار نام جو نے واسطے نظم ونسق امور خطّہ بنگلور کے جو اُسکی خاص جاید ادتھی اور بہ سبب اُسکی غیر حاضری کے وہان بہت سی نے انتظامی پیدا ہو گئی تھی بنگلور کو روانہ ہوا ۔

تحریض کرنا حیدر علی خان بہادر کا دستور میسور کو تسخیر
پرچک پالاپور کے اور لشکر کشی کرنا اُسپر اور فتح
پانا اور نئی فوج کو نوکر رکھ اپنی جمعیّت کو بڑھانا ۔

بعد چند روز کی اقامت کے بنگلور مین اُس سپہسالار پر دل نے جو عزم و رزم کا دوست و آرام و راحت کا دشمن تھا ایک فتح تازہ کی راہ وزیر میسور کو دیکھائی ، اور اسطرح اُسکو تحریض کر فوج کشی پر مستعد کیا کہ اس فتح سے جو میرے خاطر مین مرکوز ہی جو زہ دولت میسوریہ کا وسیع اور خزانہ اُسکا جو بہ سبب خرچ ہونے مبالغ خطیر کے آرکاٹ کی لڑائی مین اور اِس صرف بیجا سے جو مرھٹون کو نقد دو بارہ دینے مین خالی ہو گیا ہی معمور ہو جائیگا ، وزیر میسور کو نواب حیدر علی خان بہادر کی ان باتون نے بھلاوے مین ڈالا اور اُسنے اِس بات کی نہ کو نہ سمجھ طمع زر سے اُسے بے تامّل قبول کر لیا ،

تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ ستّر میل کی مسافت پر بنگلور کے پچھم اُتر

ایک خطّہ چک بالاپور (یا کوچک بالاپور) نام واقع ہی اور یہہ خطّہ ایک سر
زمین دل چسپ سبز حاصل زرخیز ہی جاسو سون نے سپہسالار نامدار کو یہہ
خبر پہنچائی کہ نراین شوامی نام وہان کا راجہ بہت مالدار اور خداوند نعمت بسیار
ہی اور باوجود اِس قدر نعمت وثروت کے ہمّت اور جرأت سے جس سے
وہ اپنی حراست و حفاظت کرسکے بالکل بے نصیب اور محروم سپہسالار
جاہ طلب نے بہ مجرّد سنّے اِس اخبار مسرّت بار کے قصد تسخیر اِس
خطّے کا اپنے دل مین مصمّم کیا اور وزیر میسور کی راے سے ایک جمعیّت شایستہ
سپاہ میسوریہ سے چنکر سنہ سترہ سو آٹھاون عیسوی مین بنگلور سے کوچک
بالاپور کی طرف کوچ کیا اور قبل اِسکے کہ اُس خطّے کے راجہ کو اُسکی غربت پر
اطّلاع حاصل ہو دفعتہً اُس خطّے مین جا پہنچا راجہ بیچارہ پہلے تو نندی درگ
کے قلعہ مین جا گھسا پھر دو روز کے بعد افواج میسوریہ کے محاصرے کی تاب نہ لا
قلعہ سے بھاگ گیا اور سارا مال اور اسباب وہین چھوڑ دیا سپہسالار
نامدار وہ سب اپنے قبضے مین لا اُس مین سے کتنی نادر چیز۔ ساتھہ فتح نامہ
کے دار الملک میسور کو بھیجین اور بقیّہ اموال سے ایک حصّہ تو سپاہ
پر بطریق اِنعام تقسیم کیا اور باقی اپنی سرکار خاص مین رکھا اور اپنی طرف سے
عامل کارگزار واسطے بندوبست کے اُس تمام علاقون مین متعیّن اور مامور کر
اُس نواح کو اپنی جایداد قدیم مین منضاف کیا نواب حیدر علی خان بہادر نے
جب وضع زمانے کی اس طور اپنے موافق پائی اور فلک کو یار دیکھا اور اپنی
سعی اور کوشش کے پودھون کو نامورى کے باغ مین میوے خوش گوار
کے ساتھہ پھلتے پایا تب اپنی ریاست کے احاطے کو بڑھانا چاہا اور ممالک مفتوحہ کی
حفاظت کے بہانہ سے سپاہ قدیم کی جمعیّت کو فوج نونگہداشت سے زیادہ کی اور

ایک رسالہ نیا ایسے اشراف سواروں سے جنگی وفاداری اور بہادری قابل اعتماد کے ہو بھرتی کر اپنی خدمت خاص مین رکھا،

حسد کرنا وزیر میسور کا اُس سپہسالار دولت یارکی عزّت و شان دیکھکر اور کُوا کھودنا اُسکی راہ مین اور آپ ہی گرنا اُس مین اور پہنچنا سپہسالار کا مرتبہ جلیلہ وزارت پر راے میسور کے اور تصرّف کرنا امور معظّمہ پر راج کے

جب خبر فتح اِس مُہم کی جو سپہسالار بختیار سے ظہور مین آئی وزیر کو پہنچی خواب غفلت سے چونکا اور راجہ میسور کو اِس طور پر اغوا کیا کہ یہ سپہسالار حریف پر کار ہی لطایف الحیل اور فریب سے اُسکو دارالملک سریرنگاپٹن مین بلا کر قید کیا جاوے چنانچہ بموجب اِس تجویز کے پیشگاہ دولت میسور یہ سے ایک اشتیاق نامہ بھرا ہوا انواع اقسام تعریف اور تملّق سے اُس سپہسالار یگانہ کی خدمت مین اُسکے تشریف لانے کے واسطے بھیجا گیا نواب حیدر علی خان بہادر تو اُمرا اور وُزراے روزگار سے عموماً اور مکر و فریب سے وزیر و راجہ میسور کے خصوصاً سابق سے آگاہ و واقف تھا اور اِسی واسطے بحکم احتیاط اور حزم کے ایک اخبار نویس تیز ہوش کو اوپر پیش قرار مشاہرہ کے اپنی طرف سے خفیہ میسور مین متعیّن کر رکھا تھا تا ہمیشہ وہان کی خبر لکھتا رہے چنانچہ اُس نامہ خدیعت ختامہ پہنچنے کے آگے ہی اُس خفیہ اخبار نویس نے وزیر کی مکّاری کو اور حضور طلبی کے باعث کو نواب حیدر علی خان پر ظاہر کر دی تھی اِس سبب سے اس بہادر نے نامہ پاتے ہی

بعد غور اور تدبیر کے بالا پور سے بنگلور کو کوچ کیا اور وہان پہنچ کر تمام اپنی فوج کو جمع کر متوجہ دار الملک سرینگپٹن کا ہوا اور جب منزل مقصود کو پہنچا حوالے شہر مین مقام کر شام کے وقت ساتھ چند بہادر سپاہیون کے جن پر اعتماد کامل رکھتا تھا وزیر کی ملاقات کو گیا اگرچہ وزیر پختہ کار سپہسالار نامدار کے پہنچنے سے پہلے اُسکے پکڑنے اور قید کرنے یا مار ڈالنے کی بہت سی تدبیر بن کر رکھی تھین لیکن جب وہ نامدار وہان پہنچا کچھ اُس سے بن نہ آئی سب اُسکا اندیشہ خام اور سودا تمام رہگیا سچ ہی جس کو خداوند علی الاطلاق شوکت و شکوہ دین یگانۂ آفاق بنا تا ہی ہر ایک روباہ منش اور خدیعت پیشے کا خدع اور مکر اُسکے آگے پیش نہیں جاتا بلکہ وہی مکر وفریب اُسکی ترقی کا باعث ہو جاتا ہی الغرض نواب حیدر علی خان بہادر اُس سے رخصت ہو اپنے خیمے مین داخل ہوا اور فرصت وقت جاتی رہی جب اُس وزیر پر تزویر نے دیکھا کہ اول ملاقات مین اُسکی بد سگالی کا منصوبہ عمل مین نہ آسکا اور مرکوز خاطر نے اُسکے کچھ ظہور نہ پایا بار دیگر یہہ چاہا کہ دوسری ملاقات مین پھر اِسی طرح کا بساط مکر اُس سکندر طالع کی راہ مین بچھاوے اور اپنے حریف غالب کو مات کرے لیکن دوست ہوا خواہ اِس سپہسالار نامدار کے جو اُسکے دربار مین تھے اُس راز سربستہ سے واقف ہو گئے اور فوراً پیش از وقوع اُس مکر وفریب کی اطلاع اُس رستم وقت کو پہنچائی اگرچہ وہ دلاور نامدار بد اندیشی سے وزیر مکّار کے اِس واقعہ کے پہلے ہی خبردار ہو چکا تھا تو بھی پختہ کاری کی راہ سے تجاہل عارفانہ کر اُس حال کو سنکر بہت متعجّب ہو حیرت کی راہ سے کہا کہ ایسے عاقل و نیک خواہ سے ایسے اندیشے تباہ کہ سزاوار تھے تب اپنے رفیقون اور مشیرون سے مشورہ لے یہہ عزم جزم کیا کہ

وزیر خیانت پیشہ کو اوج وزارت اور کام گاری سے حضیض معزولی اور خواری مین ڈالے ،

بعد چند روز کے وہ سپہسالار واسطے ظہور مین لاے اپنی عزیمت کے ملاقات کے بہانے وزیر کے گھر گیا ایک ٹکری کو اپنی سپاہ سے تو اُسکے دروازے پر بٹھا دیا اور تھوڑے سے بہادر سپاہی جو تمام فوج مین دلاوری اور جانبازی مین منتخب تھے ساتھ لیکر وزیر کے مکان مین جا بے لڑے بھڑے اُسکو قید کرلیا اور ایک جماعت کو اپنی سپاہ سے واسطے گھیر لینے راجہ میسور کی دولتسرا کو بھیجا راجہ میسور نے اِس واقعہ سے کچھ تنگدلی اور پریشانی کو اپنی خاطر مین راہ نہ دیا بلکہ نواب حیدر علی خان بہادر کو بُلا کر بہت اِعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور سر دربار یہہ فرمایا کہ چلن تندوراج کی تھوڑے روزون سے ایسی راہ راست و اعتدال سے منحرف ہوگئی تھی اور کئی کام خلاف مرضی اُسنے ایسے کیئے تھے کہ پیش نہاد میری خاطر حق گزین کے یہی تھا کہ وہ معزول ہو اور ایسے سپہسالار کفایت پیشے کو عہدۂ وزارت سونپا جاوے الحمد للہ کہ اِس مُہم نے بے مداخلت اِس نیازمند درگاہ احدیت کے نیک سرانجام پایا اب کمال خوشی اور رضامندی سے مین چاہتا ہون کہ حکومت کا اختیار اس سپہسالار کارگزار سلیقہ شعار کو سونپون جب نواب حیدر علی خان بہادر نے میسور کے راجہ کو اس واقعہ مین یون ترسان لرزان پایا زبان ملاطفت بروکو واسطے دلجوئی راجہ کے کھولا اور مراتب محبّت و ہواخواہی کو اپنے اچھی طرح اُسکے ذہن نشین کیا اور کہا کہ اگر وزیر پرتزویر میری جان کا قصد نہ کرتا تو مین ہرگز مصدر اِس شورش اور اُسکی ایذا رسانی کا نہارتہ ہوتا آخر نواب حیدر علی خان بہادر نے وزیر کو معہ اُسکے دونون لڑکون کے قلعہ میسور مین مقیّد

کر و ظیفہ شایستہ اُن کے واسطے مقرّر کر دیا چنانچہ وہ بیچارہ تیرہ برس تک بعد مبتلا ہونے اس نکبت اور وبال کے قید حیات مین تھا آخر کو انتقال کیا ؛

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب حریف کو اپنے جہاں خانہ مین بھیجا تمام مناصب جلیلہ پر دولت میسوریہ کے خود متصرّف ہوا سب ملکی اور مالی کام کو اپنی تجویز اور رائے سے انجام دینے لگا بعضے زمیندار اور راجاؤن نے جو دارالملک سے مسافت بعید پر تھے اُسکی اطاعت سے سرکشی کی اور اُسکی حکومت اور اقتدار پر معترف نہ ہوئے لیکن اِن سب کی ناخوشی کو وہ کچھ حساب مین نہ لاتا تھا اور اِس نافرمانی کی کچھ وقعت اُسکے نزدیک نہ تھی کیونکہ مے کے مہینے سال ستر سو ساٹھ مین جب موشیر لالی حاکم پانڈیچیری نے اُس نواب صاحب اقتدار سے اس طور پر درخواست کمک کی تھی کہ وہ فوج وظیفہ پرور اپنی معہ توپ خانے کے جو تحت حکم اُسکے بھائی میر محمد وم علی خان کے تھا واسطے مدد فرانسیسون کے بھیج دے اُس نواب عالیقدر نے اپنے دست و بازوے مردانہ پر اعتماد کر کے بہت فوج مدد کو اُسطرف روانہ کر صرف تین سو سوار سے جو ہمیشہ واسطے حفاظت اور حمایت اُس عالی جاہ کے ہمرکاب رہتے تھے بہت دنون تک مقام دریا دولت باغ مین جو تین میل کے فاصلہ پر قلعہ سریرنگپٹن سے واقع ہی اقامت کی ؛

روانہ کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا میرمخدوم علی خان
کو توپ خانے سمیت واسطے اعانت فرانسیسون کے قلعہ پانتی
چیری کی طرف اور تصرّف کرلینا انگریزون کا اُس قلعہ کو
اور ناکام مراجعت کرنا مخدوم علی خان کا وہان سے اور اِس
جہت سے اُسکا پہلے موردِ عتاب نواب بہادر کا ہوجانا اور پھر
فرانسیسون اور منصبدارون کی شفاعت سے سرفرازی پانا ؛

سترہ سو ساٹھ عیسوی مین جب نواب حیدر علی خان بہادر سطوت و یغما گری
سے مرھٹون کی اپنی مکنت و اقتدار کی حمایت وحفاظت مین مشغول تھا پانڈے
چیری اقامت گاہ جماعت فرانسیسون کی انگریزون کی صولت سے بڑے
خطرے مین تھی جب موشیر لالی وہان کے حاکم نے اُس سے کمک طلب کی
نواب حیدر علی خان بہادر نے سات ہزار مرد جنگی سوار اور پیادے توپخانے
سمیت بسرکردگی میرمخدوم علی خان اُسطرف کو روانہ کیا میرموصوف نے اثنائے
راہ مین ایک جمعیّت کو فوج انگریزی کے جو اُسکی فوج کو مدّی کے اُترنے
سے مانع ہوئی تھی پیچھے ہٹا دیا اور حوالی پانڈیچیری مین پہنچکر دو مہینے تک
وہان اقامت کی اور اِس عرصے مین کئی مرتبہ اپنی سپاہ قلعے کے درمیان واسطے
حمایت قلعے کے بھیجی اور بارہا موشیر لالی کو تحریض کی کہ قلعے سے نکل میدان
مین صف باندھ کر انگریزون سے لڑے لیکن اسکے دل پر ایسا انگریزی فوج کا
رعب غالب ہو گیا تھا کہ میرمخدوم علی خان کی تحریض اور اُسکی اپنی سپاہ
کی دل دہی اور انگیز نے مطلق فایدہ نہ بخشا آخرکار نامردی وجبن کے باعث
ویسے مضبوط قلعے کو انگریزی فوج کے سردارون کو تسلیم کر وہان سے چلا گیا ؛

جب میر مخدوم علی خان نے یہ حال دیکھا لاچار وہان سے پھر کر بنگلور کو گیا اور سب فرانسیسی سواروں کو جو سیوس آلن ھیوکل کے رسالے مین تھے اور تمام اہل حرفہ اور پیشہ وروں کو جو وہان رہتے تھے ساتھ لے گیا آنا اُس جماعت فرانسیسہ کا واسطے نواب بہادر کے فوز عظیم تھا جنکے سبب اُسکی فیروزی اور نیک سرانجامی زیادہ ہوئی اِسواسطے کہ اکثر اُن پیشہ وروں سے زرہ و جوشن بنانے والے اور لوہار اور صیقل گر و برھی تھے جن کو فرانسیس واسطے توپخانے اور سلاح خانے پانڈیچیری کے بڑی تلاش سے بہت زر خطیر خرچ کر کے لے آئے تھے چونکہ نواب موصوف قوم فرانسیس سے بہت خوش گمان اور اُنکی چالاکی و دلیری کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اِسواسطے اُنکے آنے اور داخل ہونے سے اُسکی سپاہ مین بہت شاد ہوا اور زیادہ اِس جہت سے کہ اُن فرانسیسون کے ساتھ ایک جماعت پیشہ وروں کی تھی جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا اگرچہ نواب بہادر آنے سے اس جماعت فرانسیسون کے بہت خوش ہوا تھا لیکن اس جہت سے کہ میر مخدوم علی خان پانڈیچیری سے ناکام پھر آیا اور کچھ کام نکیا بہت ناخوش ہوا اور خان موصوف کے ساتھ نہایت سرد مہری سے ملاقات کی اور مورد عتاب کر کے یہ کہا کہ کیون کام کو ناتمام چھوڑا اور پانڈیچیری کی ملک سے ہاتھ اُٹھایا اور غایت طیش سے قبل اِسکے کہ اُس سے کچھ جواب سنے اُسکو سپہسالاری کے منصب سے معزول کر سوار ان سرسری کے جرگے مین داخل کیا اور فرمایا کہ اصلا یہ شخص لیاقت حکومت اور سپہسالاری کی نہین رکھتا ہی جب نواب نامدار نے اپنے برادر نسبتی کے ساتھ یہ سلوک کیا سب لوگ حیران ہو گئے اور جتنے منصبدار اور سپاہی جو پانڈیچیری کی مہم مین میر مخدوم علی خان کے ساتھ

تھے بہت غمگین و دلگرفتہ ہوے اُن مین سے بہتون نے اور اُن فرانسیسون نے جو نازہ وارد تھے میر مخدوم علی خان کی شفاعت کی چونکہ اس رستم نامدار کا یہہ دستور تھا کہ اگرچہ کسی امر ناشایستہ پر کسی سے ناخوش ہو جاتا لیکن انصاف سے ہرگز عدول نکرتا تھا اِسی سبب سے جب اُن رفیقون کو تبریہ و اظہار ملے قصوری مین خان مذکور کے متفق پایا میر مخدوم علی خان کی فوج کے سب منصبدارون کو بُلا کر راہ و روش خان موصوف کی اور تمام کیفیت مہم پانڈیچیری کی اچھی طرح اُنسے پوچھی سب نے ایکدل و ایک زبان میر مخدوم علی خان کی پردلی اور عقل کی تعریف کی اور کسی طرح کا قصور اُسکا اُس مہم مین بیان نہ کیا بعد تحقیق ہونے اِس امر کے نواب بہادر نے حکم کیا کہ سواری خاص معہ تمام ساز و سامان شوکت اور توزک کے جلد طیّار ہو، حکم پاتے ہی جھٹ پٹ فیلبانے سے ہاتھی ہاتھیان زردوزی جھولین پڑی ہوئین جراؤ عماریان طلائی ہودے گدیان باناتی مخملی کھنچی ہوئین آکر در دولت خانے پر جھومنے لگین اور اصطبل سے ترکی تازی گھوڑے پوزی پٹے دمچی ہیکل جیسے نقرۂ طلائی مرصّع کار سے آراستہ جراؤ کاٹھی کار چوبی چارجامے کھنچے ہوئے آنے لگے سوارون کے غٹ کے غٹ رستون پر آکر کھڑے ہو گئے اور پیادے برقنداز اپنی اپنی وردی رنگ برنگ کی پہنے ساز سنگر انگائے بند و قین لئے تلوار بن پر تلون مین ڈالے ہوے در دولت سرا پر جمع ہوے اور نقیب چوبدار عصے بردار طلائی و گنگا جمنی عصے سونپتے ہاتھ مین لئے حاضر الغرض نواب حیدر علی خان بہادر اِس شوکت و توزک سے ساتھ کوکبہ پرشکوہ و شان کے اپنے رفقا و ارکان دولت حمیت میر مخدوم علی خان کے گھر اُسکی ملاقات کو سوار ہوا تھوڑی ہی دور سواری گئی تھی کہ بازار کے درمیان خان موصوف

کو پیادہ جاتا دیکھا نظر پڑتے ہی فی الفور نواب قدر شناس ہاتھی سے اُتر خان موصوف کو آغوش شفقت مین لے کئی مرتبہ بدل معانقہ کیا اور یہہ کہکر اُسکی دل جوئی اور اپنی طرف سے معذرت کی کہ تمھارے ہوا خواہونکی تقریر سے اب مجھپر ثابت ہوا کہ عتاب میرا آپ پر بیجا تھا اِس لیئے مین تمھارے یہان معذرت کے لئے چلا تھا اب جو مین نے تم کو رستے پر بازار مین پایا بہت خوش ہوا اِس لئے کہ یہہ اعتذار بر سر بازار تمھاری بے قصوری سب لوگون کے نزدیک ظاہر کردیگا تب نواب قدر دان مُہر پرور نے خان موصوف کو اپنے خاص سواری کے ہاتھی پر سوار کیا اور خود اپنے خاصے گھوڑے پر سوار ہو سب کوکبہ اور توزک سواری سمیت اُسکے ہاتھی کے آگے آگے جاتا تھا اور سب لوگ اور سپاہ پیچھے چلی آتی تھی نواب بہادر کے اِس رفع ملال اور صفائی سے ساتھہ میر مخدوم علی خان کے سب لوگ نہایت خوش ہوئے ،

اگرچہ اس غضب اور رضامندی سے بہ نسبت میر مخدوم علی خان کے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ عادل زمان راہ انصاف و عدل پر چلتا اور ظلم و جور سے اعراض کرتا تھا لیکن حقیقت حال یہہ ہی کہ اسطرح کا خطاب اور عتاب اُسکا مصلحت پر ملک داری اور سپہسالاری کے متضمّن تھا اِسواسطے کہ چون دل اُسکا جاہ طلب و اقتدار دوست تھا اور سر کو اُسکے تاج داری اور کشورخدیوی کی آرزو تھی پس یہہ عتاب اُسکا بموجب مضمون اِس مصرع کے ،

ای دربتومی گویم دیوار تو ہم بشنو ،

سب منصبداروں کے لیئے ایک تعلیم تھی تاکہ وے سب اِس بات کو خوب یاد رکھین کہ جب اُس نواب ذی اقتدار نے تو ہم سے قصور کے مہم شکر

کشی مین اپنے بھائی کو جو اُسکے نزدیک جان کے مانند عزیز تھا عہدے سے معزول اور موردعتاب کیا اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ کردیا اور کسیکو ایسے کامون مین کب مزا دینے سے درگذر کریگا ؛

لشکر کشی کرنا بسواجی پنڈت سردار مرہٹے کا میسور پر اور راجہ میسور کا اُرغلا نا پوشیدہ اُسکو واسطے گرفتار کرنے نواب حیدر علي خان کے اور آگاہ ہوجانا نواب موصوف کا اُس راز مخفی سے اور بچ کے چلا جانا نواب کا میسور سے بنگلور کو ؛

جب سترہ سو آٹھ عیسوی مین فوج مرہٹون کی بسرگردگی بسواجی پنڈت بجیلہ طلب چہارم حصّہ خراج ملک میسور کے جسکا حال اوپر لکھا گیا سریرنگپٹن کی سرحدون مین پہنچی میسور کے راجہ نے ایک سفیر رازدان کو مخفی بسواجی پنڈت کے پاس بھیج کر حال اپنی نکبت اور ذلّت کا اظہار کیا اور کمال عاجزی سے اُسے درخواست کی کہ وہ اُسے موذی مسلمان زبردست کے پنجے یعنے حیدر علی خان کی قید سے چھوڑانے مین سعی اور کوشش کرے سپہدار مرہٹے نے بہ سبب تعصّب دین وطمع زر اُس امر کو قبول کرلیا اور سب اپنی سپاہ ساتھ لیکر دارالملک سریرنگپٹن کی طرف یورش کے قصد پر چلا چونکہ نواب نامدار اُس راز سے آگاہ نہ تھا پہلے مرہٹے کی فوج کے آنے کو واسطے مطالبے چوتھ کے سال گذشتہ کی طرح خیال کیا تھا لیکن کئی ساعت قبل روانگی فوج کے تمام منصوبون پر راجہ اور سپہدار مرہٹے کے واقف ہوگیا اور یقین جانا کہ اُن دونون کو میری تباہی منظور ہی وقت کو ضایع نکیا اور فی الفور وہان سے سوار ہوساتھ کئی رفیق بہادر

چالاک جان نثار کے مخفی بنگلور کی طرف جہان اپنی سپاہ خاص واسطے ضبط وحراست قلعہ کے متعین کر رکھی تھی روانہ ہوا' جب نواب قلعہ سریرنگپٹن سے نکل کر بنگلور کو چلا تب راجہ کے لوگون نے مطلع ہوکر اُسکی طرف جانے سب خالی گئے اور بہت سے مرھٹون کے سوارون نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پہنچا اور وہ سپہدار نامدار صحیح وسالم قلعہ بنگلور مین داخل ہوا'

سپاہ بھیجنا راجہ میسور کا بہ سپہسالاری کناری راو واسطے محاصرہ بنگلور کے اور ہزیمت پانا اُسکا نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج سے اور آنا نواب بہادر کا سریرنگپٹن کو اور قید کرنا راجہ کو اور آپ خود بالاستقلال مسند حکومت پر جلوس کرنا'

جب نواب حیدر علی خان بہادر بنگلور مین پہنچا چھوٹتے ہی ایک قاصد بادرفتار سیر مخدوم علی خان کی طرف روانہ کیا اور یہہ فرما بھیجا کہ بہت جلد تمام اُس جمعیت سوار وپیادہ کے ساتھ کہ سابق فرانسیسون کی کمک کے لیئے پانڈی چیری کو بھیجی گئی تھی آرکاٹ سے بنگلور مین آکر حاضر ہو اور سب گڑھونکے قلعہ دارون کو جو اُسکے حکم مین تھے لکھ بھیجا تا سب اپنے اپنے محالات اور پرگنون کی حراست اور حفاظت مین بخوبی مشغول ومصروف رہین اور جس قدر سپاہی اور کام کے آدمی وہان کی حاجت سے زیادہ ہون بنگلور کو جلد بھیج دین'

راجہ میسور نے چڑھائی کی فرصت کو نواب بہادر پر جو ایک حریف زبردست لڑائی کی گھاتون سے خوب ماہر تھا قبل اِسکے کہ اُسکی فوج آرکاٹ سے پہنچے غنیمت جانکر جلد جس قدر فوج جمع ہو سکی سپہسالاری مین کناری راو کے

بنگلور کو روانہ کی تا وہ شتابی سے پہنچکر قلعہ بنگلور کو سخت محاصرہ کرے نواب بہادر نے اسی عرصے مین پہلے پہنچنے فوج دشمن کے ایک اچھی جمعیّت سوار و پیادون کی جمع کر لی تھی اور جب فوج مخالف کی قریب پہنچی اسکو نہایت ہی محقّر اور ناچیز سمجھ بمقتضاے تہوّر ذاتی اتنے انتظار کرنے کو کہ فوج مخالف کی آوے اور قلعہ کو محاصرہ کرے نامردی جان مع سپاہ قلعہ سے باہر نکل آگے بڑھکر اُنکا مقابلہ کیا دونون مہابھارت دلین جیسے سانون بھادون کے بادل گھمن گھور چارون طرف سے اُٹھتے ہین ایک دوسرے کی مقابل ہوین پہلے تو دور سے گولیان اور گولے تگرگ اور اولے کی طرح دونون طرف سے برسنے لگے گولون کی گڑگڑاہٹ اور گولیون کی کڑکڑاہٹ بادل کی گرج اور رعد کی کڑک تھی اور رنجک کا اُڑنا وہتابی کا پھکنا برق کی جھلک اور بجلی کی چمک دھان دھان سے توپونکے ہنگامہ محشر کا پیدا تھا اور دھمک سے اُسکے زلزلۃ الارض آثکار جب دونون فوجین لڑتے لڑتے نزدیک آئین اور نوبت کوتہ براق کی پہنچی تب تو تیغ تبر خنجر جمدھر پستول طپنچے چھوری کٹاری بھالے برچھی کی بوچھاڑین چلتی تھین اور لہو کی پھواڑین اُڑتی ایک لمحہ مین خون کی ندیان اور نالے بہنے لگے اور ہاتھی گھوڑے اُونٹ ناو بحر ونکے مانند اُسمین نظر آنے قتیلون کے سر حباب کے مانند تیرتے پھرتے تھے اور کشتیونکے مانند لاشین موجونکے مارے بہہ کنارے لگتی تھین، آخرکار نواب رستم شوکت اسفندیار صولت نے راجہ میسور کے لشکر کو ہزیمت فاحش دی اور کنارہ راو سپہسالار کو پکڑ لیا، اِس لڑائی مین معلوم نہین ہوتا ہی کہ مرہٹے شریک تھے یا نہین کسی راوی نے کچھ اِس باب مین نہین لکھا، نواب حیدر علی خان بہادر نے مظفّر و منصور معہ سپہسالار اسیر بنگلور کو مراجعت فرمائی تھوڑے دنونکے بعد جب

میر مخدوم علی خان معہ فوج وہان پہنچا تب نواب بہادر تمام سپاہ کینہ خواہ کو ساتھ
لے وہان سے کوچ کر سرینگپٹن کو روانہ ہوا اور لے مقابلہ اور مزاحمت قلعہ مین
جا راجہ میسور کو حرم سرا مین قید کر لیا اور سپہسالار میسور کو لوہے کے پنجرے
مین مقیّد کیا اور کارگزارون کو اُسکے قلعہ سے باہر نکال تمام مکنت اور اقتدار پر
راجگی کے قابض و متصرّف ہوا یہ واقعہ جلیلہ در سنہ سترہ سو ساٹھ عیسوی ظہور مین آیا
پیشتر انتزاع کرنے انگریزونکے پانڈیچیری کو فرانسیسون کے ہاتھ سے جو سنہ
سترہ سو ساٹھ عیسوی مین واقع ہوا موشیر لالی نے اُسقف مالیکار ناسیرس
کو بسواجی پنڈت سپہسالار مرہٹون کے پاس جو اُن دنون صوبہ کرناٹک
مین تھا بھیج کمک اور مدد مانگی تھی اور واسطے زیادتی شان و شکوہ اُس
سفارت کے تین ہزار سپاہی فرنگی بسرکردگی موشیر آلین، سفیر مذکور کے
ہمراہ کیئے تھے، لیکن چون فرانسیسون کا کام تھوڑے ہی دنون مین بالکل ابتر
اور دفتر اُنکی حکومت کا گاؤخورد ہوا گویائی و زبان آوری نے اُسقف کے کچھ فائدہ
نہ بخشا اور قبل اِسکے کہ موشیر آلین مرہٹون کی لشکر سے مراجعت کرے
اُسکو خبر پہنچی کہ پانڈیچیری کو انگریزون نے لے لیا اِس جہت سے موشیر آلین
اپنی تمام جمعیّت کے ساتھ سرینگپٹن کو گیا اُسکے پہنچتے ہی نواب بہادر نے
اُن سب کو نوکر رکھ لیا اور لے لوسک اُس سرکار مین اچھے اچھے کار و خدمت کے
بانی ہوے اور پیادون کو آداب اور قواعد لڑائی کے فوج فرنگ کے طور پر
سکھایا اور توپخانہ کو اپنے دستور پر خوب ہی صاف ستھرا بنایا،

متوسّل ہونا نواب بسالت جنگ برادر نواب نظام علی خان صوبہ دار ملک دکھن کا نواب حیدر علی خان بہادر سے واسطے تسخیر کرنے صوبۂ سرا اور اُسکے قلعہ کے مشروط بچند شرط،

جب حکومت میسور کی نواب حیدر علی خان بہادر پر بالاستقلال مسلّم و مقرّر ہوئی اُس عالی حوصلہ نے تمام محالات اور پرگنے میسور کے جو بہ سبب گوشہ گیری راجہ اور بد دلی و بد تدبیری وزیر نے تدبیر کے تصرّف مین اور حاکمان غالب کے آ گئے تھے ہر ایک کے قبضے سے نکال مملکت میسور کے منضاف کیے اور کانو تر و کڑپہ و شانور وغیرہ کو بھی جو افغانان زبردست کے قبضے مین تھے بزور لیکر اپنے ممالک محروسہ مین داخل کیا، اِس لڑائی کی جہت سے کہ نواب بہادر انتزاع کرنے مین اُن تینون ریاستون کے افغانونکے ہاتھ سے جو دربارۂ پردلی و تہوّر تمام ہندوستان مین ضرب المثل ہمین اُن پر غالب ہوا اور غاصبون و متمرّدون کو جیسا چاہیئے مقہور اور مخذول کر مظفّر و فیروز ہوا اُسکے شیر دلی کا شہرہ اور جرأت و بہادری کا آوازہ تمام ہندوستان مین پھیلا سب امیر و رئیس و سردارون نے دور و نزدیک کے اُسکا لوہا مانا اور اُس سے بیم و امید رکھنے لگے چنانچہ نواب بسالت جنگ برادر نظام علی خان صوبہ دار دکھن نے جو حاکم خطّہ ادھونی کا تھا اور اُن دنون قلعہ صوبہ سرا کے محاصرے مین جو بہت دنون سے قبضے مین مرھٹون کے آگیا تھا مشغول تھا اِس لڑائی کی فتح کو جو پیشوا نون سے ہوئی سنکر نواب بہادر سے مدد طلب کی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب گیارہ سو چھاسٹھ ہجری مین نواب نظام علی خان نے بعد مار ڈالنے اپنے بھائی نواب صلابت جنگ کے جسنے بعد مارے جانے

نواب ناصر جنگ ابن نظام الملک مرحوم حاکم دکھن کے افغانون کے ہاتھون سے چند روز حکومت کی تھی مسند پر جلوس کر ثروت و نعمت کے اسباب بڑھانے کی لالچ اور دین و مذہب کی غیرت سے یہ ارادہ کیا کہ شہر پونان پر جو دارالملک پیشوایان قوم مرہٹے کا ہی چڑھائی کر اُسے تاراج کرے اِسی واسطے جسوقت اُسکو یہہ معلوم ہوا کہ بالاجی راو پونان کا حاکم اپنی سب لشکر صمیت واسطے بندوبست ملک خاندیس کے گیا ہی فرصت کو غنیمت جان ایک بھاری لشکر لیکر جا پونان کو جا پہنچا اور بہت مال و اسباب لوٹ شہر مین آگ لگا دی اور بتجا نے ہندوون کے جلا کر خاک سیاہ کیئے اور کوئی امر خواری و بیحرمتی کا باقی نہ رکھا لیکن جب یہہ خبر وحشت اثر بالاجی راو پیشوا نے سنی ایلغار کے طور پر ساتھہ بڑی جمعیّت سیاہ کینہ خواہ کے مرگ ناگہانی کے مانند عین غفلت مین لشکر پر نظام علی خان کے ہمنا باد کے متّصل آ کر اُسکی فوج کو فرصت ہتھیار اُٹھانے کی نہ دی اکثر سردارون کو نواب نظام علی خان کی فوج کے مار ڈالا اور کتنون کو پکڑ لیا نواب نظام علی خان جان کے خوف سے تمام ساز و سامان حشمت وجاہ اور خیمہ وخرگاہ چھوڑ پہلے تو ایک قلعہ مین جو وہان سے قریب تھا جا کر پناہ لی اور آخرکو اسّی لاکھ روپی نقد سربہا بھیج کر اپنے تئین بچایا اور اُس زر نقد کے سوا صوبۂ برہان پور و دولت آباد و احمد نگر اور صوبۂ سرا کو کارگزاران دولت پیشوا کے تصرّف مین چھوڑا اُسی عہد سے بے صوبے قبضے تصرّف مین پیشوا کے تھے اُن دنون بالاجی راو پیشوا کا اقتدار اُس مرتبہ کو پہنچا تھا کہ کسیکو امیران ہندوستان سے کچھ چیز نہ سمجھتا بلکہ کسی کو عالم مین موجود نہ جانتا تھا چنانچہ بعد تھوڑے روز کے اپنے بیٹے بسواس راو کو سداشیو پنڈت (عرف بھاؤ) کے ساتھہ پتن لاکھ سوار کی

جمعیّت اور بہت خزانے اور بھاری توپ خانے سے واسطے تسخیر کرنے دار الخلافت شاہ جہان آباد اور اُسکے قرب جوار کے ملکون کو مامور کیا چنانچہ بسواس راو اور سدا شیو نے نواح دار الخلافت مین پہنچ کر لوٹ مار شروع کی اور تمام سرزمین دلّی اور لاہور کو گھوڑیون کی تاپ سے کھود ڈالا اُنھونکا تسلّط اُس نواح مین اِسی طرح رہا یہان تک کہ احمد شاہ دُرّانی افغانستان کا حاکم ایک لشکر خون خوار لیکر کابل سے ہندوستان کو متوجّہ ہوا اور پانی پت مین افغانون کی سپاہ اور مرھٹّون کے سوار دن کا مقابلہ ہوا جب ساٹھ ہزار نفر مرھٹّون کی فوج سے معہ بسواس راو مارے گئے باقی فوج مرھٹّونکی پٹھانون کی لڑائی کی تاب نہ لا گھونگھٹ کھا تمام ساز سامان و مال اسباب مخالف مظفّر کے ہاتھ مین چھوڑ بھاگ گئی جب یہہ خبر نکبت اثر بالاجی راو پیشوا کو پہنچی سراسیمگی اور وحشت کے سبب مجنون ہوگیا اور اُسی تاریخ سے پونان کی دولت مین اختلال اور بالاجی راو کی مکنت و اقتدار مین زوال آیا زمانے کی ہوا اور دنیا کا رنگ دیکھ نواب بسالت جنگ برادرِ نظام علی خان حاکم گنتی افغانان کرنہ کو ہمراہ لے بھاری لشکر معیت ھکومت کی تسخیر کو متوجّہ ہوا اور اُسکے قلعہ کو محاصرہ کیا ولیکن چونکہ بسالت جنگ خود لڑائی کے طریقے اور قلعہ کشائی کی ڈھب سے محض ناآشنا تھا اور سپاہ اُسکی سایہ پرور اور مکند سربت نام جو قلعہ دار تھا سپاہیگری کے فنون مین خوب ماہر تھا اِس واسطے باہر کی فوج کے مدافعہ مین ایسی سعی و کوشش کی کہ نزدیک تھا کہ نواب بسالت جنگ کمال بدنامی و رسوائی کے ساتھ محاصرے سے دست بردار ہو، اِسی مابین مین بسالت جنگ نے اپنے بعضے مشیرون اور صلاح کارون کے مشورے سے ایک نامہ محبّت ختامہ نواب حیدر علی خان بہادر کو کہ اُن دنون

آوازہ اُسکی سپاہی گری اور شیر زوری و دشمن شکنی و قلعہ گیری کا جہان
مین مشہور ہو گیا تھا لکھا اور اُسّے مدد چاہی نواب بہادر نے جو ملک گیری
و ملک داری مین یگانۂ روزگار و برا پختہ کار تھا قبل اعانت و امداد نواب کے
لئے شرطین اُسکے ساتھ استوار کرلین کہ یورش کے وقت وہ رستم زمان
اپنی لشکر اور توپ خانہ ضمیمت ہمراہ لشکر نواب موصوف قلعہ محصور کی
تسخیر و فتح مین مشغول ہوگا اور جب قلعہ فتح ہو چکے تب جو فریق فریقین سے جس جانب
پر قلعہ سے حملہ کیا ہو وہی اُس جانب کا مالک و متصرّف ہوگا اور تمام توپخانہ اور
ذخیرہ و ساز و سامان جنگی اور ہر طرح کا مال و متاع جو فوج حیدری کے ہاتھ مین آئیگا
سب کا سب ملکِ نواب بسالت جنگ کا ہوگا اور وہ رستم زمان اِس جد و
جہد کی عوض قلعہ ھکوتہ اور پرگنون کو اُسکے تصرّف مین اپنے لائیگا آخر کو
نواب بہادر کہ قواعد لڑائی اور اصول سے قلعہ کشائی کے خوب واقف تھا
اور جنگ کی صعوبات و سختیون کا برا متحمّل ساتھ اپنی لشکر ظفر پیکر اور
توپ خانہ آتشبار کے جسکے گولندا ز سب فرانسیس تھے باتّفاق فوج نواب
بسالت جنگ مُہم مین قلعہ کشائی کے مشغول ہوا اور تھوڑے ہی عرصے
مین سُرنگین کھود باروت سے بھردو برج اور تھوڑی سی دیوار قلعہ کی
اوڑا دی قلعہ والون نے جب یہہ حال دیکھا مضطر ہو فوراً قلعہ کو خالی کر دیا
اور اپنی جان سلامت بچا وہانسے بھاگ نکلے ' نواب بسالت جنگ کو نواب
حیدر علی خان بہادر بعد اُس فتح کے بلقب تاجر یاد کرتا تھا کیونکہ اُسنے
اسباب و آلات جنگی سب جو اُس قلعہ سے اُسکے ہاتھ لگے تھے نواب بہادر
کے ہاتھ زر نقد پر بیچ ڈالے تھے ' خیر اب نواب بسالت جنگ نے
حیدر علی خان کے ساتھ یہہ عہد کیا کہ تمام عمر اُسکی دوستی کی راہ سے سر مو تجاوز

نہ کریگا اور وہ اپنی عرضداشت کے وسیلے سے بنائے دوستی و اتفاق اور یک جہتی اور وفاق کی درمیان اُس رستم ثانی اور پادشاہ دہلی کے قایم کریگا، چنانچہ بعد گذرنے چند روز کے محمد شاہ بادشاہ دہلی کا سفیر معہ اتحاد نامہ آیا اور سپر اور شمشیر مرصّع کار اور پالکی جھالردار و چنر جواہرنگار اور ماہی مراتب اور نقّارہ و نشان و انواع و اقسام کے ہدیے اور نادر چیزیں اُس سکندر بخت کے واسطے لایا، آوازہ اُن فتوحات تازہ اور بلند نامی کے اندازہ کا تمام ہندوستان اور عرب و عجم میں پہنچا، اور اُس رستم شوکت نے بعد تسخیر کرنے قلعہ مکوٹہ کے مرھٹوں سے لڑ بھڑ کر قلعہ مرگسرا اور مگھیری کو جو صوبہ سرا کے برے پرگنوں سے اُنکے قبضے میں تھے بزور چھین لیا اور آبسنگر کے خطّے کو جسے یاسا بھی کہتے ہیں اپنے تصرّف میں کر لیا،

استغاثہ کرنا مہابُدّھی کا جو بیت رسنبھور اجہ بتنو رد ارالملک کنڑہ کا متبنّا تھا نواب حیدر علي خان بہادر سے تا اُس بہادر کی مدد سے مسند راجگي پر جو اُسکا حق تھا اور رانی بیوہ غصب کي راہ سے متصرّف ہوگئی تھی متمکّن ہو،

سترہ سو باستّھ عیسوی میں بیدرسنبھو راجہ بدنور لاولد مرگیا اُسنے مرنے کے پہلے موافق کیش ہندوون کے مہابُدّھی نام ایک برہمن بچے کو اپنی فرزندی میں لیا اور متبنّا کیا تھا لیکن راجہ متوفّی کی بیوہ خود تمام امور ریاست پر متصرّف ہو راج کی گدّی پر بیٹھی اور مہابُدّھی کو مطلق دخل نہ دیا،
چونکہ کنڑہ مضافات صوبۂ سیرا سے تھا اسواسطے مہابُدّھی نے استغاثہ حق تلفی کا

نواب بہادر کے پاس جو حاکم اُس صوبے کا تھا کیا اور اُسے مدد چاہی تا وہ رانی کو مسند پر سے اُٹھا اُسکو بٹھاوے، اور صورت حال معلوم کرکے آنے کی حضور مین نواب بہادر کے یون ہی کہ جب نواب حیدر علی خان بہادر بالاپور کے سفر سے فراغت پاکر شہر سرا کو آیا مرہٹے کے سردار نے جو وہان کا قاعدار تھا نواب سے کچھ جنگ نکی اور قلعہ کو تسلیم کیا نواب موصوف نے اپنا تھانہ اُس قلعہ مین بٹھایا اور آپ بعد چند روز اقامت کے وہان سے کوچ کرکے درگ کو آیا اور اُس قلعہ کو بھی فتح کر شہر بدنور کو روانہ ہونے کا قصد رکھتا تھا کہ اتنے مین ایک ہرکارے نے نواب کے حضور مین آکر عرض کیا کہ بدنور کا احوال مجھے خوب معلوم ہی نواب نے فرمایا بیان کر ہرکارے نے کہا مین بدنور کے راجہ کا رشتہ دار ہون راجہ تو مرگیا اب اُسکی رانی راج کرتی ہی کیونکہ اس راجہ کا کوئی فرزند نہین اور رانی جوان ہی راجہ کے دیوان سے مختلط ہی اور عیش وعشرت مین ملک کا بندوبست چھوڑ دیا ہی ملک سے خراج وباج آنا موقوف ہوگیا فوج کے طلب چڑھ گئی غرض حال ریاست کا تمام برہم وابتر ہوگیا ہی مین نے اُس نے حیا رانی کو بہت نصیحت کی باتین کہین کہ ایسی غفلت اہل دولت کو مطلق مناسب نہین اگر یہ کیفیت دوسرے ملک کے حاکم سُنین تو ہمارے ملک پر چڑھ آوینگے ہمارا ملک ہاتھ سے جاتا رہیگا ملک کا بندوبست کرنا ضرور ہی غرض مین نے ایسی ایسی نصیحت کی بہت باتین رانی کو کہین پر اُسنے اپنے بیوقوفی سے یہ سمجھا کہ میرا بھید اِسپر کھُلا اب اِسکو کسی طرح سے مار ڈالنا چاہئے نہین تو وہ مجھے مار ڈالیگا الغرض ایک رات دو چار آدمی کو فرمایا کہ اِس چھوکرے کی گردن مروڑ کر قلعہ کے باہر جوگی کے مٹھ مین دفن کردو اُن آدمیون نے نیند مین میری گردن مروڑی لیکن خوب نہین مروڑی

مین تو اُس درد سے بے تاب ہو گیا تھا پر اپنی چترائی سے کچھ دم نہ مارا اُنھون نے سمجھا کہ مین مرگیا تب ایک کمل مین مجھے گٹھری باندھ کر اُس جوگی کے ہتھ کو لیجا جلدی جلدی میرے تئین مدفون کر کے چلے گئے جب مجھپر اُس مٹی کا بوجھ بہت معلوم ہوا اس قبر مین مین آہستہ آہستہ کراھنے لگا چونکہ جوگی نے یہہ میری حالت تمام اپنے آنکھون سے خوب دیکھی تھی میرے کراھنے کی آواز سنکر نزدیک آیا اور اپنے ہتھ سے پھاوڑا لا مجھے اس قبر سے نکال کر اپنے گھر لیگیا چراغ کی روشنی مین میرا منہہ دیکھہ پہچانا اور اُسی وقت گرم پانی کروا کر میری گردن خوب سینکا اور ایک کوٹھری مین سُلایا جب صبح ہوئی مجھ سے پوچھنے لگا کہ کہو بھائی تم پر کیا حالت گذری مین نے اُس بے تابی مین اُس سے کہا ابھی میری خوب حفاظت کرو جب مجھے بات کرنے کی طاقت ہوگی تو تمام کیفیت تم سے ظاہر کرونگا جب جوگی نے یہہ بات سنی اپنی چیلے سے فرمایا کہ اِسکی گردن تیل سے خوب مالش کر چند روز مین میری گردن درست ہوئی اور بدن مین طاقت آئی تب مین نے اپنا احوال تمام اُس جوگی کو کہہ سُنایا جوگی یہہ تمام ماجرا سن کہنے لگا کہ اب تیرا یہان رہنا مصلحت نہین چنانچہ اُسنے میرا بھیس بدل کر چور راستے سے مجھے روانہ کیا اور آپ بھی تھوڑی دور میرے ساتھہ آیا اور کچھ خرچ راہ مجھے دیکر آپ وہان سے پھر گیا مین اُس سے رخصت ہو تمام روز جنگل مین سو رہا جب رات ہوئی خدا کو یاد کر جوگی کے اِحسان کا شکر کرتا ہوا چلا اِسی طرح سے کئی روز و شب کے بعد آپ کے حضور مین آپہنچا ہون ۔

نواب حیدر علی خان بہادر نے جو ایسے امور کو غنیمت و فتوحات غیبی سمجھتا تھا رانی کو طلب کیا چون رانی زنانے برقع مین دل مردانہ و ہمت بہادرانہ رکھتی تھی اور از جہت آب رسیدہ ہونے دولت دہلی کے مدت سے کسی کے حکم احکام

کو نہین مانتی تھی نواب عالیجاہ کے ایلچی کو یہ کہا کہ مین اپنے ملک کی خود مالک و حاکم ہون کسی کو میرے اوپر حکم رانی نہین پہنچتی، جب خبر عدول حکمی اور سرکشی رانی کی نواب بہادر نے سُنی ارادہ تسخیر کا اُس ملک کے مصمّم کیا و لیکن چونکہ راہ دشوار گذار اور زمین وہان کی کوہستانی و ناہموار ہی سدّ راہ لشکر کی ہوئی، اب جانا چاہیئے کہ بدنور دارالحکومت ملک کنرہ کا ہندوستان کے ایک مشہور شہرون سے ہی اور اُس زمانے مین پچاس ہزار آدمی اُس شہر مین رہتے تھے، اگرچہ سکونت اِس قدر قلیل لوگونکی اُس شہر کی وسعت اور فراخی کے لحاظ سے جسکا دورہ تین فرسنگ سے زیادہ ہی کچھ مناسبت نہین رکھتی ولیکن اگر اُس شہر کی آبادی کے خصوصیات کو دیکھیئے تو بیان مین شہر کی فراخی و وسعت کے مبالغہ نہین معلوم ہوتا کیونکہ اِس شہر کے کوچے اکثر دو فرسنگ تک سیدھے چلے جاتے ہین اور اکثر محلّون مین اشراف و ارکان دولت کنرہ کے رہتے ہین جنکے گھرون کے درمیان ایسے ایسے وسیع باغ ہین جس مین تالاب وحوض واقع ہین اور انواع اقسام کے درخت بلند جنکا سایہ شاہراہ پر پڑتا ہی لگے ہوئے ہین اور شہر مین کوچے کے دونون طرف نہرین میٹھے اور صاف پانی کی ایسی روان جنکے دیکھنے سے آنکھونکو نور اور دلکو سرور حاصل ہو اور سارے کوچون مین فرش سنگین یا صرف سنگریزونکا ہی،

یہ سہاونا شہر ایک ایسے پہاڑ کے متصل واقع ہی جسکی چوٹی پر ایک قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہی اور بعد اُسکے کہ وہ قلعہ تصرّف مین اولیاے دولت حیدریہ کے آیا اُسکی مضبوطی و اُستواری مین زیادہ تر اہتمام کیا گیا عرصہ قلعہ کا پانچ یا چھ فرسنگ ہی اور گرد اُسکے پہاڑ اور جنگل گھنا،

جو ہر طرف بیس فرسنگ سے زیادہ طول و عرض مین ہی اس طرح پر کہ گذرنا اُسمین بیگانی فوج کو سوا ایک راہ تنگ کے جس مین تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھوٹے چھوٹے قلعہ راہ کی محافظت کو غنیم کی فوج سے واقع اور اِس طرح کی بہار یلان تیلے ہر قدم پر بیگانی لشکر کو سدّ راہ اور مانع ہین کہ تھوڑی سی فوج اِس راہ تنگ مین مخالف کی فوج کثیر کو روک سکتی ہی سوا اِس راہ تنگ کے اور کوئی جگہ قابل ٹھہرنے اور مقام کرنے کے نہین اور اُسکے ساتھ اُس ملک کے رہنیوالون کے حملون سے ایمنی میسّر نہین کیونکہ وے وہان کے تنگ رستون اور پگ ڈنڈیون سے خوب واقف ہین ہر دم دشمن پر اپنے کمین کرسکتے ہین اور جنگل مین ایسی گھنی بنسواڑیان ہین کہ کاٹنا اُنکا دشوار ہی اور جلا دینا مشکل شیر چیتے ریچھ ہاتھی گینڈے بندر سانپ اژدہے اور سب طرح کے حشرات الارض زہردار وغیرہ اِس جنگل مین رہتے ہین'

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب اُس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا ہزار سوار جرّار اور ایک جمعیّت پیادون کے ساتھ جو جنگل پہاڑون کو بخوبی طی کرسکین مہابُدّھی کو ہراولے آبسنگر سے بدنور کی طرف جلد کوچ کیا چونکہ مہابُدّھی جو راجہ متوفّا کا متبنّا تھا اور سب لوگ وہان کے اسکو اپنا امیر سمجھتے اور اُس سے محبّت رکھتے تھے ہم رکاب وراہ بر تھا کوئی اُس سکندر جاہ کو روک نہ سکا اور کسی نے رانی کی طرف سے تعرّض نہ کیا' قبل اُسکے کہ رانی کو خبر اِس کوچ کی پہنچی لشکر ظفر پیکر سوادِ بدنور مین جا پہنچا اِس لشکر کشی مین سپاہ کے اذوقہ کے لیئے صرف بہت سے بیل چاول سے بھرے ہوے لشکر کے ساتھ تھے حیدری سواردن نے جو ہر طرح کی لڑائی دیکھے ہوے تھے گھوڑے پھیر پھار کر اپنی ہیبت بدنوریون کے دل مین جنھون نے اِس طرح کی سپاہ کدھو

نہ یکھی تھی قایم کی ' مشاہدے سے ورزش و قواعد فوج حیدری کے اور ساتھ ہونے سے مہابد ھی کے نواب بہادر ہر جگہہ مقبول خلایق ہوا بلکہ اُس ملک کے سب لوگ اُسکو قطب محافظ اس ملک کا سمجھکر نہایت احترام و تعظیم کے ساتھ پیش آئے '

جب فوج حیدری بدنور کے سوادمین پہنچی ایک جمعیّت شایستہ سوار پیادون کی لے کر رانی واسطے مدافعہ و مقابلہ کے پیش آئی حیدری سوارون نے گھوڑونکو اُٹھا آگے برھکر مقابلہ کیا دونون لشکر مین بازار مقاتلہ کا گرم ہوا اور ہنگامہ محشر برپا آخرکار رانی کی فوج مقابلے مین حیدری سوارونکے نہ ٹھہرسکی ایک مرتبہ سب کے پانو اُکھڑ گیئے جب فوج رانی کی منتشر ہوگئی رانی نے اِتنی فرصت نپائی کہ بھاگ کرکسی مامن مین جا چھپے عین حالت اضطرار و فرار مین سپاہ مظفّر کے ہاتھ مین گرفتار ہو کر حضور مین لائی گئی ' اور دوسری روایت یہہ ہی کہ رانی پہلے ہی فوج حیدری کے مقابلے کی تاب نالا کر قلعہ مین چھپی تھی چنانچہ فوج حیدری نے اُس قلعہ کا محاصرہ کیا اور رانی ستایس روز تک محاصرے کی سختیان اُٹھا آخرکار مضطر ہو سر جھکا راجگی کی سند سے ہاتھ اُٹھایا تب مہابدّھی فارغ البال سند حکومت پر بیٹھا لیکن چون اُسنے بعد جلوس سند کے رانی کی بد مشورت بسمع رضا سُنی آخرکار سند امیری سے محبس اسیری مین گرفتار ہوا تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ رانی کے لڑنے سے پہلے مہابدّھی نے نواب بہادر سے یہہ عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اِس امداد و اعانت کے عوض مین بندر منگلور کو اُس خطے سمیت راج کے جو مملکت میسور کے متّصل ہی کارگزاران دولت حیدری کے قبضے مین چھوڑ دیگا ' جب نواب نے مہابدّھی کو گدّی پر راج کی بیٹھایا اور کچھ فوج اپنی بدنور کے سوادمین چھوڑ باقی کو ساتھ لے بدولت و اقبال منگلور

کے تصرّف اور نظم و نسق کے لیئے روانہ ہوا' رانی تو اس واقعہ سے خستہ خاطر ہو ہی رہی تھی اور اسی فکر مین غلطان پیچان رہتی تھی کہ اپنے حریف غالب کے ساتھ جسنے اُس سے حکومت چھین کر دوسرے کو دی کیا کرے اور کیونکر اُس سے اپنا بدلا لے جب کچھ بات اور نہ بنی سب آخر لاچار ہو مہابدّھی کے ساتھ آشتی کی اور استحقاق راجگی کو اُسکے قبول کیا اور اپنے تئین اُسکا خیرخواہ ظاہر کرکے میٹھی میٹھی باتین خوشامد آمیز اُسے کہتے کہتے ایکدن دل سوزی کے رنگ مین اُسے یون ملامت کرنے لگی کہ تو نے بہ سبب ناتجربہ کاری مغرسن کے کچھ عاقبت اندیشی نکر صرف راجگی کے خشک نام پر قناعت کی اور اپنا اختیار و اقتدار بالکل ایک ایسے مسلمان سفّاک و بے رحم کے حوالہ کیا جو یقین قوی ہی کہ تھوڑے ہی دنون مین تجھسے سب راج چھین کر اپنے تصرّف مین لائیگا جب رانی نے فریب کی راہ سے اُسکے یون خاطرنشین کیا وہ سادہ دل اُسکی مکر آمیز باتون کو دریافت نکر سکا اور یکبارگی سب عہد و پیمان کو جو نواب بہادر کے ساتھ کیا تھا تو رانی کے منصوبے کو جیسے اُسنے اُس سکندر طالع کی بد اندیشی مین ٹھہرایا تھا پسند کیا'

چونکہ نواب بہادر نے شہر بدنور مین راجہ کنزہ کی دولت سرا مین اقامت کی تھی اِس لیئے رانی کو یہہ یقین ہوا کہ جب وہ رستم وقت منگلور سے پھریگا' غالب ہی کہ اُسی دولت سرا مین پھر مقیم ہوگا اور رانی کو یہہ معلوم تھا کہ دولت سرا سے بڑے بت خانہ تک ایک راہ مخفی ہی جس سے اور کوئی واقف نہین اِسلئے یہہ منصوبہ باندھا کہ بنیاد اور زمین سے اس دولت سرا کے خشت اور سنگ نکال باروت بھروا دے اور جب وہ نامدار منگلور سے پھرے اور رات کو اپنے رفقا اور منصبداروں کے ساتھ خاصہ کھانے مین مشغول ہو اُس مکان کو

اور آوے اور اُسی وقت ریاست کنڑہ کی فوج کو مہابُدّھی لے کر موقع پر پہنچے فوج حیدری کو قتل کرے اِس منصوبے کے ظہور مین آنے کا سارا سامان مُہیّا اور تدبیر سب ہو چکی تھی کیونکہ اُس برہمن نے جوانی کا آشنا تھا اُس بت خانے کے سب برہمنون کو موافق کر لیا تھا اور وے اُسکے ہوا خواہ ہو گئے تھے لیکن جب نواب نامدار نے منگلور سے مراجعت کی اور وہ وقت معہود قریب آیا اتّفاقاً ایک برہمن نے اُس نواح کے برہمنون سے جو آشنائی سے برہمن زانی اور رانی زانیہ کے واقف اور اِس امر سے تمام نفرت رکھتا تھا کسی حیلہ سے اپنے تئین اُس مجلس مین جہان نواب نامدار معہ امرا و ارکان دولت جلوس فرما تھا پہنچایا اور اس سکندر طالع کو تمام راز اور منصوبے پر رانی کے آگاہ کیا حاضرین مجلس تو سنتے ہی حیرت مین آگئے پر نواب حیدر دل نے اصلا مضطر نہو اُس حال کے تحقیقات کو حکم فرمایا اور جب ثابت ہو گیا رانی کو معہ اُسکے آشنا برہمن اور بہت آدمیون صمیت جو اُس منصوبے مین رانی کے محرم اور شیر کار تھے قتل کیا اور مہابُدّھی کو گرفتار کر قلعہ گھیری مین بھیج دیا اور وہ سب ملک تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کی آگیا،

کتاب فتوحات برطنیہ مین جو بنام جارجنامہ مشہور ہی حکایت پیشرفتہ اسطرح پر لکھی گئی ہی ،

مثنوي

شگفتی ز کردار حیدر شنو نوای نو آئین دیگر شنو
جو آورد بوم سرا را بدست سر سرکشان کردہ یکبار پست

و وان بود اختر به بهروزیش
فزایش همین داد و روزیش

کنارا که بدکشوری بس بزرگ
نشیمنگه را جگان ستر گ

زبس خوبی خاک آن پاک بوم
شدی آشکار انگبین از زقوم

درختش همه صندل و ساج وعود
کشید و همه سر به چرخ کبود

پر از میخک و فلفل و جوز و هیل
همه بیشه و دشت و راغ و سبیل

درانجا یکی رای بد کد خدای
چوزین خاکدان شد بدیگر سرای

بجایش یکی خورد کودک گذاشت
بجز وی دگر جانشینی نداشت

پسر نارسیده بد ازانش مام
گرفته بکف کار ها را زمام

چو مردان بپا داشت کار جهان
به هر شهر و جا داشت کار آگهان

ز کشور همانديش پوشيده راز
چه از راه کوته چه راه دراز

سپهر را به آئین نگه داشتی
ره و رسم شایسته نگذاشتی

کشاورز و بازارگان سر بسر
ز هرگونه گون مردم پیشه ور

گرفته همه را بزیر پناه
به نیکی نبوده به هرکس نگاه

چو رایان و فرماندهان سترگ
جهان را ندانا گشت خودش بزرگ

رسیده چو شد کودک نارسید
دلش مهر پیوند شاهی گزید

نشستن بجای پدر کرد رای
زمادر نشد آرزویش روای

پدر چون شود خاک در قعر گور
کم از خاک گردد پدر مرده پور

به خوردی ممیراد کس را پدر
کشاورز باشد اگر ناجور

چوزن از زنی سر بشاهی کشید
بجز خود سر اورا شاهی ندید

بشاهی دلش چون شده شیفته
جوان را بامید بفریفته

امروز و فردا گشادی زبان
زبانش نبود آشنا با روان

سخن بود زو راستی ناپدید — زمادر چو فرزند شد ناامید
بیازرد از مام و پژمرده روی — زحیدر ازان درد شد چاره جوی
بگفت ار بروی به بندی کمر — مرا بر نشانی به جای پدر
زماهی به مه سر فرازی سرم — کشاده کنی دست برکشورم
سپاس ترا پاس دارم بجان — بگنج پدر آنچه باشد نهان
سپارم فراوان ازان خواسته — بگوهر همه چیز آراسته
جدا کرده از کشورم منگلور — به بخشم نباشم زفرمانت دور
تو باشی بر آن مرز و بر مرزبان — چنان چون بود تن بفرمان جان
مر آن شهر باشد بفرمان تو — کسی سر نه پیچد زپیمان تو
چو بشنید حیدر سپه برنشاند — به سوی کناره به تندی براند
به نزدیک آمد چو از دور راه — زن رای آمد برون با سپاه
دو لشکر چپ و راست سر برزده — زمین گل شد از خون هر دو رده
پس از آنکه بسیار پیکار شد — زن از بخت وارون گرفتار شد
نه تابید با شیر نر ماده شیر — بیفتاد در چنگ حیدر اسیر
برخویشتن خواندش آن سرفراز — نه کرده به بد دست بروی دراز
پسر را بیاورده نزدیک مام — نهوسی آشتی نیز بسپرده گام
دل هر دو از کینه پرداخته — دو سینه زکینه تهی ساخته
دو ناساز گر را بهم سازگار — نمود و ز دو داز رو انها غبار
دل مام خوشنود شد از پسر — به آئین بدو داد جای پدر
نشیمن شد ش جایگاه مهی — کشاده دو دستش زفرمانهی
ز بازوی حیدر رسید او بکام — همش مهربان گشت آشفته مام

چو شد رای زاده برائی بلند — به عهد او به پیمان شده کار بند
بجا آورده همه سر بسر — نه کرد ایچ از گفتهٔ خود گذر
وفا پیش خوانده جفا کرده دور — سپردش دژ و بارهٔ منگلور
جدا گشته زو حیدر نام جوی — بدان سوی با لشکر آورده روی
که آن جایگه را بگیرد بدست — بدانسان که شاید دهد بند و بست
نشاند ز خود مرزبان جایجا — گمارد ز نزدیک خود پیشوا
چو شد حیدر از زادهٔ رای دور — برغمش سخن راند مادر بپور
چه گفتش بگفته که ای پور خام — نه دانسته از سروری جز کنام
نه بایست با او ترا گشت دوست — ترا در جهان بدترین دشمن اوست
بد آید به انجام زین کار کرد — به پیش آیدت رنج و تیمار و درد
بود او مسلمان و بیگانه دین — به بیگانه دینان بود پرزکین
مسلمان اگر چون فرشته بخوست — چو با بنگری بدتر از دیو اوست
بود نیک شان بدزبدشان سخن — سراید اگر کس نیاید به بن
بگیرد همه کشورت را بدست — به کیش نیاگانت آرد شکست
شود زو تبه کشور و دین ما — بر افتد از و نام و آئین ما
دلیری که همتای او اژدها — نباشد از و چون شوی تو رها
اگر تو بگردون برآئی بلند — کشد بر زمینت به خم کمند
شوی گر بدریا ز بیمش نهان — چو ماهی به شستت آرد بیگمان
چو او باز گردد بدین جایگاه — ورا ساخته باید نهانی تباه
برآورد باید ز جانش دمار — بدستان و نیرنگ نے آشکار
تنش چون شود از روان خشک و تهی — نماند ترا فرّ فرمانده‌ی

وگرنه تو مرخویش را مرده گیر
سر و تن به خون اندر آورده گیر

جوان چون زمادر شنید این سخن
فرو شد به اندیشه سر تا بن

به گفتار مادر نهاده دو گوش
سپرده روان ودل وجان وهوش

گذشته ز رسم وره راستان
به کردار بد گشت هم داستان

به پاداش نیکی چو شد بد سگال
بزندان بسر برد بسیار سال

سگالید باهم دگر مام و پور
که چون وارهد حیدر از منگلور

بکاخی بیاورده او را فرود
گسسته نهان کاخ را تار و پود

فرود آوریم آن سر ابر سرش
بخاک اندر آید سر و افسرش

سگالش بدین گونه آمد بجای
میان زن و پور ناپخته رای

کنون حال زن بشنوای نیک خوی
که چون بود کارش پس از مرگ شوی

چو جویندهٔ کام بود و هوا
چنان چون بود راه ناپارسا

گزیده به کاشس یکی برهمن
از و شاد زان سانکه از بت شمن

ورا خواند نزدیکش آن چاره گر
بگفت آنچه بودش بدل سر بسر

برهمن پرستار بت خانه بود
به نزدش یکی خانه شاهانه بود

فراوان به آذین بیاراسته
به زینت چو فردوس پیراسته

پی حیدر آن خانه کرده پسند
که بر جانش آرد بدانجا گزند

بگفتش زبت خانه تا آن سرا
نماید زمین را تهی جا به جا

کشاید بزیر زمین ره فراخ
رساند سر نقب تا زیر کاخ

بدانسان که فرمود آن شوم زن
به انجام آورد آن برهمن

چو حیدر به پرداخت از منگلور
بیامد بجائیکه بد مام و پور

پذیره شده پور و مام و سپاه
دران کاخش آورده از گرد راه

به پیوسته با او ز هرگون سخن
همی جست هنگام آن خیره زن

که ایوان ز مردم چو ماند تهی
سحیدر فرود آرد از ابلهی

کسی را که ایزد بدارد نگاه
نگردد ز دستان دشمن تباه

به فرمان دارندهٔ جان و تن
بکاخ اندر آمد یکی برهمن

نشسته دران جای بدرای نو
همان مادر کشور آرای نو

جز اینان سران سپه سربسر
نشسته یکی ایستاده دگر

به حیدر سخن گفتن آغاز کرد
سر راز پوشیده را باز کرد

نهان بنجه افگند بر روی کار
برو نقب پنهان نمود آشکار

شنید و روانش برآشفت سخت
بران مادر و پور گم کرده بخت

کسانیکه بودند انباز کار
به فرمود بستند و کشتند زار

همان دم زن و رازداران او
دران کار انباز و یاران او

به وژ خیم فرمود کز تیغ تیز
برانگیزد از جان شان رستخیز

به بسته به بندگران پای راے
فرستاده در شهر و بوم سراے

برو کرده زندان یکی از حصار
نشانده پاسش بسی استوار

سوی رانه بد نورشد با سپاه
که آن شهر بد راے را تخت گاه

شد آن شهر و کشور مرورا رهی
فره مند را شد فزون فرّهی

بدست آمدش خواسته بیشمار
ز رایان و نام آوران یادگار

که آنرا کران و کناره نه بود
شمردی اگر کس شماره نه بود

ز رو سیم آموده انبارها
ز هرگون گهر بود خروارها

طرایف ز هرگون به انبوه بود
نفایس بسے توده چون کوه بود

نگاو رپیونان و پیلان مست
ز رو گوهر آموده جای نشست

چو الماس شمشیر زر بین نیام ززر بین و سیمین رکیب و ستام
ز درع و ز خنجر ز خفتان و خود بہ کس ہیچ اندازہ پیدا نہ بود
ز بسیار کس گنج اندوختہ بہ اندوختن در جگر سوختہ
چو فرخندہ بدروز فیروز مرد بدستش بیفتاد بے رنج و درد
ازان کشور و گنج و آن خواستہ فراوان بشد کارش آراستہ
ز گردون ورا بود چون یاوری رسانیدہ بہ شاہان سر ہمسری
مہان جہان ز و گرفتہ شمار زناشش ہراسان بسے نامدار
چو زان بوم آمد بدستش زمام بگردانیدہ از زانہ بتو رنام
بہ فرمود تا مردمان سر بسر مر آن شہر خوانند حیدر نگر

حاصل کلام یہ ہی کہ رانی کے مکر و فریب کا ظاہر ہو جانا مملکت نواب بہادر
بڑھنے کا باعث ہوا طرف اُن سواحل کے جن مین گوناگون محاصل پیدا ہوتے
اور طرف ایسے بنادر کے جن مین بہت نادر چیزین حاصل ہوتی ہین اور منا
ہوا بہت سی تازہ فتحون کا مرز بوم ملیبار مین الحق تمام ملک کنڑہ کا سیر حا
بھرا ہوا انواع خیرات آسمانی اور اقسام برکات خاکی اور آبی سے ہی جو
بحری و کانی گنجون کا خزانہ ہی چاول جو اکثر غذا اُس ملک کے رہنے والو
ہی وہان بکثرت پیدا ہوتا ہی مرچ سیاہ دارچینی چاہی پھل لونگ الائچی وغیرہ
موتی مونگا صندل عود ہاتھی دانت وغیرہ کا تو وہ سرزمین مولد و معدن ہی وہین
سے سب چیزین دور و نزدیک کے شہرون مین لیجاتے ہین اسی لیئے اُس ملک
ذخیرہ گاہ و انبار خانہ تمام ہندوستان کا کہتے ہین وہان کے پہاڑون مین سو
الماس یاقوت لعل اور اور اقسام جواہر پیدا ہوتے ہین رانہ بہ

کے خاص قلعہ مین جو دارالملک اس مملکت کا ہی ایک بڑی کان سونے کی ہی ،
جب نواب حیدر علی خان بہادر اُس قلعہ پر متصرّف ہوا بہت بڑا خزانہ
روپے اور سونے کی اینٹین اور پتلیان مرصّع و زیورات و موتی اور جواہرات
نادر کے ذخیرے اُسکے ہاتھ آئے فرانسیس لوگ جو اُس لڑائی مین ساتھ
تھے لکھتے ہین کہ نواب بہادر نے وہان یہ حکم دیا تھا کہ خزانے موتیون اور جواہرات
بیش قیمت کے اُسکے روبرو تولے جاوین فوراً کارپردازون نے اقسام جواہرات
و مروارید وغیرہ کے بہت سے تودے و انبار لگائے (کہ گھوڑے کے سوار کا
سر ایک طرف سے دوسری طرف نظر نہ آتا تھا اور بے زر و جواہر بطور غلّے
کے منون و پنسیر بون مین تولے اور وزن کیئے گئے) اِس فتح مین نواب
حیدر علی خان بہادر نے سب سپاہ اور منتسبون اور مقرّبون کو اپنے دیڑھ
برس کی تنخواہ انعام عطا کر کے خوش کیا اور جو جو قلعہ دار اور سپاہی کہ باہر
صوبون پر متعیّن تھے اُنکو بھی اس عطیّہ شاملہ سے محروم نہ کیا اور نام منگلور کا
لوڑیال یا شاہ بندر اور رانہ بدنور کا حیدر نگر رکھا اور اپنے تئین ساتھ لقب
دشاہ کنڑہ و کارگس کے ملقّب کیا کارگس بھی ایک ریاست ہی سرحد پر
کنڑہ کے اور اُن پہاڑون سے جو اُسکو کنڑہ اور مملکت میسور و مرزوبوم ملیبار
سے ممتاز و جدا کرتے ہین احاطہ کی گئی ہی ،

متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تسخیر کرنے پرأس
نواح کے جواُس مملکت سے تصرّف مین جماعت پرطکیشون
کے آگئي تھی اور اعانت طلب کرنا قوم ماپلہ کا نواب بہادر سے
ساتھہ اور روداد ون کے جواُس ضمن مین واقع ہوئین ،

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب بند وبست سے دارالملک کنڑے
فراغت پائی اطراف و نواح مین اُسکے جاکر سب حال وہان کا دریافت کیا جو
وہ سکندر ثانی گیا حکومت اُسکی ہر جگہہ و ہر شخص کے نزدیک مقبول ہوئی
اُسکے اِس عالی ہمّت نے یہہ اِرادہ کیا کہ جو خطّے کہ پرطکیش نے مملکت کنڑہ سے
کرکے اپنے قبض وتصرّف مین لائے ہین اُن پر متصرّف ہو کر پھر اُس مملکت مین د
کرلے جب پرطکیشون کو یہہ حال معلوم ہوا تسلیم وانقیاد سے اُسکے پاس آیا تب
نامدار نے بے تامّل حملہ کرتھوڑی ہی زحمت مین ناحیہ کاڑوار اور اُسکے قلعہ کو ج
زمین مین سند کے واقع ہی اور سابق مملکت کنڑہ مین داخل تھا پرطکیش کے
سے نکال اپنے تصرّف مین لایا اور جب اُس عالی ہمّت نے قلعہ رامہ
(جو سرحد مین راس رامہ کے واقع ہی) محاصرہ کرنیکا تہیّہ کیا (کیونکہ یہی ا
مانع اور سنگ راہ تھا اُسکے آگے جانے کا شہرگووہ کو جو مسکن قدیم پرطگ
کا ہی) تب تمام مردم فرنگستان فرانسیس وغیرہ نے مدد کرنے سے اُس نا
کو اوپر لڑائی پرطکیش کے پہلو تہی کیا چونکہ اُس ارسطو فطرت کو یہہ یقین
ہندوستانی فوج سے وہ قلعہ فتح نہین ہوسکیگا اِسلیئے پرطکیشون سے صلح کرلی
پرطکیشون نے بھی اِس مصالحہ کو غنیمت جان ناحیہ کاڑوار کو اس بہادر نامدار سے
مین چھوڑ دیا جب حیدر علی خان بہادر مظفّر و منصور پرطکیش کے ملک سے مراج

کر کے بنگلور مین داخل ہوا ایک سفیر قوم مایلہ کا بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ
اسکے حضور مین آیا'

قوم مایلہ تازی نژاد ہین یعنے اصل و نسب اُنکا عرب سے ملتا ہی پر شکل
و صورت اُن کی عربون سے چندان مشابہت نہین رکھتی اور یہ لوگ مدّت
مدید سے تمام سواحل ملیبار مین رہتے ہین اور سوائے سوداگری کے اور کوئی
پیشہ نہین کرتے تجارت خشکی اور تری اُس ملک کی اُس قوم پر منحصر ہی
اور چونکہ سب سردار و رئیس اُس ملک کے بروقتِ ضرورت اُن لوگون
سے بہت سود پر قرض لیتے ہین اِس لیئے تمول اُس قوم کا نہایت بڑھ گیا ہی
کیونکہ پہلے تو سود زیادہ مقرّر کرتے اور تب ہر مرتبہ حساب کر اُس سود کو اصل دین پر
اضافہ کر کے سبکو اصل ٹھہراتے ہین اور رئیس اُس ملک کے ایسے قرض
اور سود کے باعث مفلوک ہو گیئے ہین چونکہ مال کی بہتایت اکثر خود بینی اور
غرور کا باعث ہو جاتی ہی اور علی راجہ کے عروج دیکھنے سے بھی جو ایک جوان
اُسی قوم سے تھا اور ناگاہ اُس ملک کا حاکم ہو گیا اُس قوم کے لوگون نے
دفعتہً اپنے طریقے کو چھوڑ دیا اور سرداری کی خواہش ہر ایک کو پیدا ہوئی
علی راجہ ایک تونگر زادہ تھا مایلہ کی قوم کا بہت خوب صورت اور اقبال مند جب
وہ جوان ہوا کانانور کے راجہ کی بیبی جو قوم نائر سے تھی اُسپر عاشق ہوئی'
جب راجہ کانانور کو حال عاشق ہونے اُسکی بیبی کا علی راجہ پر ثابت ہوا باوجود
اختلاف دین اور مذہب برعکس طریقہ اپنی قوم کے جو رشتہ اور پیوند دوسری
قوم کے ساتھ جایز نہین رکھتی اپنی لڑکی بنجو شی اور رضاعلی راجہ کے ساتھ بیاہ
دیا اور اپنے مرض موت مین وصیّت کی راہ سے حکومت کانانور کی علی کو دیکر
اُسے علی راجہ بنایا' سب سردار قوم نائر کے تغیّر وضع و تکبّر طبقہ مایلہ کا

دیکھکر رشک اور غیرت مین جلنے لگے اور اکثر لوگ اُن مین سے خصوصاً

قدیم تواریخ کي کتابون سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قوم ناٹر سواحل ملیبار کے قدیم شرفاؤن سے ہین ایک عجیب رسم اس قوم مین یہ ہی کہ سوائے بھانجے کے بیٹے و غیرہ کو اپنا وارث نہین کرتے اور وجہ اِس دستور کي جوخلاف دستور جمہور کے ہی یہ لکھي گئی ہی کہ اُس قوم مین غیرت اور حرص دشمن شکني کي زیادہ ہی پس اگر آل و عیال نہ ہونگے تو ہر شخص واسطے مقابلہ و مقاتلہ اپنے دشمن کے خوب آمادہ و مستعد رہیگا اور جب اُنکے بھانجے قابل لڑنے کے ہوتے ہین اپنے ماموں کي پیروي لڑائیون مین کرتے ہین اور دوسري عجیب رسم اُس قوم مین یہ ہی کہ جیسے اہل اسلام کے مرد چار نکاح کرتے ہین عورتین اُس قوم کي چار مرد اختیار کرتي ہین اور عورت کا گھر اُنکے مکانون سے جدا اور اُس مین چار دروازے ہوتے ہین جب کوئي ایک مرد اُن چارون سے اُس عورت کي ملاقات کو وہان جاتا ہی اُسکے گھر کے گرد پھرکر اپني تلوار کو سپر پر اسطرح زور سے ٹھونکتا ہی کہ اُسکا گھر کا سنکر عورت اُسکا خاص دروازہ کھول دیتي ہی اور وہ مرد اپنے چاکر کو معہ اپنے ہتھیارون کے دہلیز مین بٹھاکر خود گھر مین گھس جاتا ہی اور اُس عرصہ مین اگر کوئي مرد دوسرا اس ڈیوڑھي پر آتا ہی اور قصد جانے کا کرتا تو وہ چاکر اس کو اطلاع کرتا ہی کہ بي بي مشغول ہی ہفتے مین ایک روز چارو دروازے کھلتے ہین اور چار مرد اُس عورت کي ملاقات کو مانند عناصر اربعہ کے ایک جسم مین جمع ہو باہم کھانا کھاتے اور صحبت رکھتے اور ہر ایک اِن چارون سے کچھ روپیہ واسطے خرچ کے اُس عورت کو دیتا اور اولاد کي پرورش ذمہ مین اس عورت کے رہتي ہی ناٹر زادے اپنے باپ کا نام خاص نہین جانتے بلکہ ماں کے چار شوہرونکو باماموں کو یا باپ کہتے ہین،

جو سردار اور صاحب حکومت و اقتدار تھے ادا کرنے مین قرض کو اُنکے مضایقہ کرنے جب حیدر علی خان بہادر مملکت کنڑ اور جوار سواحل ملیبار پر جس کی سرحد مین ریاست کانانور و ناگور و ناسک پتن واقع ہی حاکم ہوا علی راجہ اور سرداران قوم مایلہ نے اِس خیال سے کہ نواب حیدر علی خان بہادر بہ سبب اشتراک دین اور مذہب کے البتہ حمایت اور رعایت اُنکی کریگا اور قوم نائر سے زر قرضہ دلانے مین اُنکی امداد و اعانت فرمائیگا اپنا سفیر نواب ممدوح کی خدمت مین بھیج کر مدد مانگی اور اپنے تئین پناہ اور سائے مین اُسکے رکھنا چاہا اِس سفارت کو حیدر علی خان بہادر نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کیا اور سفیرون کو خلعت گران مایہ و جواہر بیش قیمت عنایت کرکے سرفراز فرمایا اور اپنی حمایت اور رعایت اُنکے خاطر نشین کی چونکہ مایلے جہاز رانی کے کام سے واقف تھے اور علی راجہ نے اُس عہد مین کئی جہاز تجارتی مال اسباب سے بھرے ہوئے روانہ کرنے کو طیار کیئے تھے نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس مصلحت ملکی کے واسطے کہ ایک حلقہ جنگی جہازون کا اپنی سرکار سے مہیّا اور طیّار کر ممالک محروسہ کے ساحلون پر متعیّن کرے نارعایا ناخت اور ناراج مرھٹون اور رہزنون سے دریا کے محفوظ رہین علی راجہ کو بزرگ امیر البحر اپنا مقرّر کیا اور شیخ علی بھائی کو اُسکے امور دریائی اور اپنے ملکون کے بندرون کی تجارت دریائی کا سربراہ کار معیّن کیا اور مبلغ خطیر اُسکو دیئے تاوہ نئے جہاز خریدے اور طیّار کرے ،

نواب حیدر علی خان بہادر نے مملکت کنڑ کو بہترین عطیّہ الٰہی اپنے حق مین اور بہترین میراث جو اپنے وارثون کے لئے چھوڑ جاے سمجھا تھا اِسی لحاظ سے یہ چاہا کہ حیدر نگر کو اپنے تمام ملک کا دارالملک قرار دے چنانچہ بعد اُسکے

حمام متعلقات اور اپنے خانوادے کے لوگون کو وان بلایا اور ارادہ صمیم
اُس بہادر کا یہ تھا کہ اُس مملکت مین اِس طرح کی حکومت مکرمت آئین مرحمت
قرین کی بنا ڈالے کہ اُس سبب سے اپنے تئین وہان کے رہنے والون کا محبوب
بناوے اور وے لوگ اطاعت اور انقیاد کی جگہ دل سے محبّت اُسکے ساتھ
کرین (فی الحقیقت یہی بڑی سعادت ہی جو سلاطین کو اس جہان مین حاصل
ہو سکتی ہی) یہ لکھا گیا ہی کہ نواب موصوف اپنی اِس آرزو سے
زیادہ کامیاب ہوا اور حکومت ممالک محروسہ کی اپنے عزیزون و قریبون پر
اِس طرح تقسیم کردی،
حکومت بنگلور اور اُسکے توابع کی اپنی چچا ابراہیم علی خان بہادر کو تفویض کی
چنانچہ وہ مدت مدید تک اس ریاست سے فائدہ اُٹھاتا رہا اور میر مخدوم
علی خان کو جسے مملکت بخشی کی سند مین ساتھ لقب مخدوم علی خان بہادر کے
یاد کیا تھا ساتھ فرمان فرمائی سلطنت میسور کے عزّت بخشی اور مرزا صاحب کو
ساتھ مرزبانی مملکت سرا اور مضافات اُسکے نامزد فرمایا اور اپنے بھتیجے
امین الدولہ عرف امین صاحب کو فرماندہی پربسنگر کے ممتاز کیا، چونکہ علی راجہ
امیر البحر نے ایک حلقہ جنگی جہازون کا حسب الحکم نواب بہادر کے جمع کیا
تھا اور سپاہ و نشان حیدری اُن مین منصوب جہان کہین دریا مین جانا لوگ
وہان کے باکرام پیش آتے تھے آغاز موسم مین سفر دریاے ہند کے جزائر
مالدیوہ کو اِس بہانے سے کہ اُسکی قوم پر اُن جزیرون کے رہنے والون کی طرف
سے نہایت ظلم و ستم واقع ہوا ہی فتح کیا اور جزائر کے راجہ کو اسیر کر غایت
سنگدلی سے دونون آنکھین اُسکی نکلوا ڈالین،
جب علی راجہ نے سنا اپنے جہازات مظفّر کے منگلور کو مراجعت کی اور واسطے

ادا کرنے وظائف خدمت گزاری کے نواب بہادر کے حضور مین آیا اور راجہ مالدیو کو بھی حاضر کیا چونکہ نواب بہادر ظلم سے اجتناب کرتا تھا اُس ستمگری کو جو علی راجہ نے راجہ مالدیو کے ساتھ کی تھی دیکھکر اس قدر غضب مین آیا کہ فی الفور علی راجہ کو مرتبہ امیری سے جہازات کے معزول فرمایا اور بہت متاثر ہو راجہ مالدیو سے عفو چاہا اور اپنا بہت تالّم اور غم اُس ظلم سے ظاہر کرکے بہت طرح کی استمالت اور دل جوئی کے ساتھ ایک مکان عمدہ مکانات پادشاہی سے واسطے سکونت راجہ مظلوم کے معیّن فرمایا اور ایک جاگیر معقول جسکی آمد وبسے معزّز شخص کے اسباب معیشت و دل خوشی کے لئے کفایت کرسکے واسطے اُسکے مقرّر کی،

مستخر ہونے نے مملکت کنڑہ کے جسکی تسخیر کرنے مین اورنگ زیب عالمگیر نے بہت سعی کی تھی اور سب اکارتھ گئی اور کچھ مفید نہ ہوئی اور فتح ہونے نے جزائر مالدیوہ کے جو شمار سے زائد ہین اور اکثر سلاطین مغولیہ اُن جزائر کے نام سے بھی واقف نہ تھے اِس قدر مکنت اور جاہ نواب حیدر علی خان بہادر کو زیادہ کیا کہ تمام ہندوستان کے امیرون اور سردارون نے اپنے سفیر واسطے ادا کرنے رسوم تہنیت اور مبارک باد کے اُس سکندر طالع کے حضور مین بھیجے اور شاعران مدحت سرا نے اپنے قصیدون مین اُسکے مرتبہ کو اوپر رتبہ اسکندر ذوالقرنین اور تیمور گورگان کے ترجیح اور بالائی دی ایک شاعر شیرین بیان دولت حیدری مین بمشاہرہ ہزار روپیہ سرکردگی مین ہزار نفر کے مقرّر تھا اور واقعات شایستہ اور فتوحات بایستہ کو اُس نامدار بہادر کے سلک نظم مین منظوم کیا کرتا تھا،

ایک سال سے زیادہ تخمیناً نواب حیدر علی خان بہادر حوالی نگر سے دور نہین گیا

اور اُن دنون بہ سبب اِسکے کہ وہ نامدار مہمّات متعلّق دیوانی و لوازم عشرت اور کامرانی مین مشغول تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ذوالعزم ساتھ دواعی عیش اور آرام کے جن سے ہمیشہ بیگانہ وار زندگی کرتا تھا شادمان اور مسرور ہی ایسے زمانے عیش و نشاط مین جس مین کشش اور کوشش حرب و ضرب سے جہان آسایش مین تھا اور ساقی زمانہ کا شراب خوشدلی اور سرور کی ندیمان اور مقرّبان بزم حضور کو پلا رہا تھا یکایک اِس عہد و پیمان کے یاد آجانے نے جو نواب بہادر نے قوم ماپلہ کے ساتھ اُنکی حمایت و رعایت کے لئے کیا تھا اُسکی ہمّت والا نہمت کو اِس طرف متوجّہ کیا کہ فرش عیش و نشاط کو اُلٹ دے اور پٹکا زحمت کشی کا کمر مین باندھ شمشیر آبدار خون آشام ہاتھ مین لے ؛

قتل کرنا قوم نائر کا جماعہ ماپلہ کے تئین اور آنا نواب بہادر کا واسطے انتقام لینے اس قوم ناشایستہ کے اور استقبال کرنا علي راجہ کا اسکو اور محاربہ کرنا اس نواب نامدار کا نائرون کے ساتھہ اور ہزیمت دینا اُنکا

جب ماپلے واسطے وصول کرنے اپنے زر قرضہ کے نائرون پر ستم کرنے لگے اور بہت سے نائرون کو مقیّد کیا تب تمام قوم نائر باہم جمع ہوئے اور مشورت کر کے یہہ ٹھہرایا کہ سب ماپلون کو مار ڈالئے اور ملیبار کے ملک مین کسی ماپلے کو زندہ نہ چھوڑئے اور عاقبت اندیشی نہ کی کہ نواب بہادر ایسا ستم مسلمانون پر ہونے نہ دیگا اور ہر دو ماپلون کی کر کے اُن سے انتقام لیگا چنانچہ ایک مرتبہ سب نائرون نے قتل عام کے ارادے سے تلوار کھینچی اور ماپلون

کو حیران جسنے پایا قتل کرنا شروع کر دیا گلی کوچون مین ماپلون کے خون سے مالے بھالے ہزارون تن و سر مین مفارقت ہو گئی اور ہر جگہ لاشون کے تودے مانند پہاڑون کے زمین پر نظر آنے لگے جب ماپلون نے یہہ حال دیکھا کپڑے پھاڑ سر پر خاک ڈالروتے پیٹتے نواب بہادر کے حضور مین جا داد خواہ ہوے اُس دادرس کا دل یہہ حال تباہ ماپلون کا دیکھہ دریا کے مانند جوش مین آیا اور حکم کیا کہ کوچ کی کرنا پھنکے حکم ہوتے ہی فوراً میدان مین خیمے کھڑے ہو گئے اور سوار و پیادے جمع ہونے لگے آخر کار اُس عالی جاہ نے بیس ہزار سپاہ چیدہ اپنے ساتھہ لے کنانور کو کوچ کیا اثناے راہ مین علی راجہ استقبال کر ملازمت سے مشرّف ہوا نواب نامدار شہر کنانور کے قریب پہنچ مدّی کے اِس کنارے پر ڈیرے کھڑے کروا دیے اور اُسطرف نائرون نے بھی سپاہ اور جمعیّت اپنی فراہم کی دونون جانب سے صف آرائی ہو جنگ و پیکار شروع ہو گئی ؛

نظم

ہوا بوق اور کوس کا یہہ خروش — کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
ہوا گیر ہو کر غبار زمین — گیا تا سر سقف چرخ برین
دو لشکر بہم حملہ آور ہوے — ہزارون تن اکدم مین بے سر ہوے
بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ — رہا گرم تا دیر بازار جنگ
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون — ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون

انجام کار بسبب اُسکے کہ فوج حیدری لڑائی کی خوگردہ کار آزمودہ قواعد جنگ سے واقف تھی اور سپاہ نائرون کی ناتجربہ کار سایہ پرورودہ علاوہ اِسکے وے سوار ان جنگی سے کبھو نہین لڑے تھے اور اُنکی لڑائی بھی نہین دیکھی جب ناگاہ حیدری سوارون کو گھوڑے دوڑاتے دیکھا سب کے سب ہیبت کھا

بھاگ کھڑے ہوئے تب حیدری سواروں نے سپاہ مغلوب کے کھیت کو کاٹ لاشوں کے کھلیان لگائے اور بہتوں کو پامال کیئے نقارہ فتح و فیروزی کا لشکر ظفر پیکر مین بجنے لگا ؛

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کنانور سے کلی کوٹ کو اور استقبال کرنا راے حاکم کلی کوٹ کا جسکا لقب ساموری تھا اور تسلیم کرنا اپنے شہر کو اور ایک برھمن کا تہدید کرنا اُسے کہ وہ مرتد و اپنے دین و مذھب سے پھر گیا اور مردود قوم کا ھوا اور جل مرنا ساموری مذکور کا ساتھ اپنے اھل و عیال کے اور مسلم ھو جانا بالکل ملیبار کا نواب حیدر علی خان بہادر پر ؛

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے نائرون کی لڑائی کو فتح کیا عنان توجّہ کی کلیکوٹ کی طرف جو ملیبار کی سرزمین کا پایہ تخت تھا اور وہان کا حاکم پشتہا پشت سے ساموری لقب رکھتا تھا پھیری اثنائے راہ مین جو شہر آیا بہ زور مسخّر کیا جب کلیکوٹ کے متّصل پہنچا وہان کے حاکم ساموری نے دیکھا کہ سب ملک تو اُسکا پہلے ہی نواب بہادر نے مسخّر کر لیا ہی صرف کلیکوٹ شہر ہی باقی رہ گیا اور سپاہ سب پریشان و متفرّق ہو گئی ہی نہ کوئی عزیز رہا نہ یار اور جو لوگ کہ اُسکے پاس تھے اُنکو لڑنے پر مستعد نہ پایا اپنی جگہ سے حرکت نکی بلکہ شہر کا دروازہ بھی بند نکر وایا نہ ارادہ باہر نکل کے لڑنے کا کیا جب نواب گردون قباب معہ فوج شہر مین داخل ہو چکا راے ساموری نے آگے بڑھکر استقبال اور بہت جواہر موتی نثار کیا اور بکمال تعظیم سے آداب بجالا کر اپنے دیوانخانے مین لے

اُسکو تخت پر بیٹھایا اور التماس کیا کہ یہہ سب ملک آپ کو مبارک ہو مین بندہ
فرمان بردار ہون اور بہت سی باتین عاجزی کی گڑگڑا کر عرض کین نواب بہادر
نے اُسپر رحم کھاکر زبان فیض ترجمان سے یہہ ارشاد فرمایا کہ تم مطمئن رہو کیطرح
کی زیادتی تمھارے اوپر نہین ہونیکی بلکہ یہہ ملک تم ہی پر مسلّم رکھا جائیگا اور ملک پر
بھی اکیطرح کا گزند نہین پہنچیگا ایسی ایسی تشفّی آمیز باتون سے نواب
والا مناقب نے سامودی کو تسلّی دیکر شکرگاہ کو معاودت فرمائی اور راے
سامودی دیوانخانے سے اپنے محل سرا مین گیا تب ایک برہمن ع بد اندیش
وبدکیش و ناپاک راے سامودی کے پاس آیا اور اُس سے یہہ کہا کہ تو تو
ایک سخت مسلمان گاے کھانے والے بتنخانے کھودنے والے سے مل
گیا اپنے دین و مذہب کو چھوڑا اِس سے زیادہ گناہ دنیا مین کوئی نہین ہی
اب تمام قوم نائر تجھ کو ذات سے نکال دینگے اور اپنے دین و مذہب سے بیگانہ
جانینگے جب تک تو جیتا رہیگا کوئی تیرے پاس نہ بیٹھیگا نہ تیرے ساتھ کھانا کھائیگا
نہ کھلائیگا اور جب تو مریگا کوئی کریا کرم نہ کریگا جب راے سامودی نے اُس
برہمن کی یہہ گفتگو سنی نہایت سہمزدہ ہوا اور عالم بیخودی و سراسیمگی مین
اپنے گھر مین آگ لگا لڑکے بالون اور تمام منتسبون کے ساتھہ جل مرا ایک
عالم اِس حال تباہ کو دیکھہ آبدیدہ ہوا اور ہاتھہ ملا اور برہمن بدکیش پر جسنے یہہ
آگ لگائی نفرین کی جب راے سامودی کلیکوٹ کا حاکم یون جل مرا اور
اُسکے عیال و اطفال سے جو وارث ملک و راج کا ہو کوئی باقی نہ رہا قوم نائر
جو لڑائی مین شکست اُٹھاکر پریشان ہوگئے تھے پھر جمعیّت کثیر مثل مور و
ملخ جمع کر مستعد لڑنے کے ہوئے نواب نامدار سب فوج حیدری سمیت
میدان مین آکر مستعد جنگ کا ہوا ؛

نظم

دلیرون نے تب کھینچ کر تیغ تیز کیا گرم بازار کین و ستیز
بطعن سنان و بزخم خدنگ عدو پر کیا عرصۂ جنگ تنگ

ایکدم مین ہزارون سر تن سے جدا ہوئے اور نے شمار لاشین خاک و خون مین لوٹنے لگین، الغرض بہت سے نابکار مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ نکلے ایک مرتبہ اعادی سے میدان خالی ہو گیا نواب ظفر انتساب کی فتح ہوئی اور وہ تمام ملک دولت حیدری کے متعلق ہو گیا،

سرکشی کرنا ناٹرونکا اطاعت سے نواب بہادر کے اور بسبب آجانے موسم برسات کے اُنھونکا قصد کرنا پھر لے لینے پر بعضے قلعون کے اور مار ڈالنے پر ایک جماعت حیدری کے جو وہان کے قلعدار تھے اور لشکر کشی کرنا نواب بہادر کا مین طوفان آب وطغیان سیلاب مین واسطے قلع وقمع ناٹرونکے

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے اسطرح جل مرنے کا حال راے ساموری کے سنا نہایت متاثر ہو کر ساموری کے بھانجون پر جو اُس واقعہ کے بانی ہوئے تھے بہت خشمگین ہوا اور سر دربار قسم کھائی کہ ہرگز ملک اُنکا اُن کو پھیر نہ دونگا کالیکوٹ کے امیرون نے ترآونکور اور کوچین کے راجہ کی مدد سے ایک جمعیت کثیر سپاہ جنگی پانیا نے ندی کے کنارے پر جو بارہ فرسنگ کالیکوٹ سے ہے جمع کی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نابرابر نسبت اگلی لڑائی کے جو کانور کے متصل واقع ہوئی تھی زیادہ لڑینگے لیکن جب مقابلہ ہوا کچھ بھی نہ لڑسکے

بھاگ گئے نواب بہادر نے مدّی اُتر کر قلعہ پانیانی پر حملہ کیا اگرچہ یہہ قلعہ اُس ملک کے سب قلعون مین زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا تو بھی قلعہ والے حملہ حیدری کی تاب نہ لاسکے آخر اطاعت و انقیاد اختیار کی تب نواب نامدار دشمن کی سپاہ کے تعاقب کو آگے بڑھا جب لڑنے بھڑنے کو چین مین پہنچا اُس ملک کے حاکم کو اپنا مطیع اور فرمان بردار کیا اُسکے دیکھا دیکھی سب نائرون کے فرقے حکم حیدری کے مطیع و منقاد ہو گئے اور نواب بہادر نے اِس شرط پر کہ وے مطیع اور خراج گزار دولت حیدری کے رہین اُن کے کشت وخون سے ہاتھ اُٹھایا اور سب ملک اُنکو پھیر دیا، بعد اُسکے سپاہ و قلعہ دارون کو واسطے حفاظت اور نگہبانی کلیکوٹ و پانیانی کے متعیّن کیا حکومت اُس ناحیہ کی کو ٹنبا تور کے راجہ کو دی یہہ راجہ قوم کا برہمن اور ایک ریاست کا جو مضافات میسور سے تھی اور اُس مین و میسور مین فقط کوہستان درمیان حاکم تھا نواب بہادر نے اِس سبب ملک کا اُس راجہ کو حاکم کرنے مین یہہ مصلحت ملکی دیکھی تھی کہ چونکہ وہ راجہ قوم کا برہمن ہی اور سب نائرونکی قوم مین معزّز اور اُس ملک کی راہ و رسم اور وہان کے رہنے والون کی عادات سے واقف ہی سبھون کو موافق رکھیگا چونکہ موسم برسات کا جو ملیبار کی نواح مین دیرتک رہتاہی اور اُن دنون مین وہان ہمیشہ آندھی چلتی اور سیلاب رہا کرتا ہی شروع ہوگیا تھا نواب بہادر نے لاچار ہو اس ملک کو چھوڑا لیکن اِس لیئے کہ وہ ملک حال مین مفتوح ہوا تھا بہت دور وہان سے جانا مناسب نجان کو ٹنبا تور مین جو دارالامارت راجہ مذکور کا تھا جاکر اُسکے دولت سرا مین اقامت اختیار کی اِس جہت سے کہ یہہ ملک اُن پہاڑون مین واقع ہی جنکا نام گھات ہی اور اُس مین بارش و سیلاب ویسی نہین جیسی سواحل ملیبار مین اپریل کے مہینے سے

آخر ستمبر تک رہتی ہی نواب نامدار کو یہ یقین تھا کہ نائرون کی جماعت اُسکی لشکر کا طمطراق اور سخت حملہ دیکھکر ڈر گئی ہی اِس صورت مین چون وہ اُنکے ساتھہ راہ نرمی و مواسات کی چلا ہی بالضرورت وے اُسکے حکم سے سرتابی نہ کرینگے اور غاشیہ اطاعت کا اُسکے اپنے دوش پر اُٹھا لینگے وہ نامدار ابتک رسم و راہ سے اُس جماعہ خودبین کے خوب آگاہ نہ ہوا تھا کہ یہ لوگ جب ایکبار کسی سے آزردہ ہو گئے اگرچہ خطا اُنکی کیسی ہی بڑی ہو جو اُس آزار کا باعث ہوئی تھی تو بھی درگذر کرنا نہین جانتے اور جب تک اپنے آزار دینے والے سے انتقام نلین آرام نہین پاتے ہنوز مہینا مئے کا تمام نہ ہوا تھا کہ تمام سواحل ملیبار مین نائرون کی بغاوت و خروج کا آوازہ حکومت حیدری پر مشہور ہو گیا اِس خروج کی ابتدا مین ایک جمعیّت قلیل قلعداارون کی قتل ہوئی اور قاتل اُنکے رہنے والے قصبہ کلان پانڈہ پکاری کے تھے اُن باغیان تبہ کار نے یہ ستمگری اس حد کو پہنچائی کہ چند سپاہی فرانسیس کے جو قلعہ ماہی کو چھوڑ لشکر حیدری کو جانا چاہتے تھے اور اُس قصبہ مین دوسرے روز قتل عام کے پہنچے اُنکو بھی قتل کر ڈالا ' آثار ظاہر سے یہ معلوم ہوا کہ خروج قوم نائر کا راجہ نراونکوراور سامودری متوفّا کے بھانجونکے سبب واقع ہوا کیونکہ اگر راجہ کولتناتور اور علی راجہ اور بھائی اُسکا شیخ علی جنکو نائرون سے قوم ملیالی کے انتقام لینے کا کام سپرد ہوا تھا بہت سختی اور ظلم نہ کرتے تو یہ بغاوت اُس حد کو نہ پہنچتی '

چونکہ بہ سبب کثرت بارش کے سواحل ملیبار مین برسات کے موسم مین چھوٹی نالیان بھی بڑی ندیان ہو جاتی ہین اور سیلاب کے باعث برسات بھر راہوں مین اِس قدر ندی نالے بھرے رہتے ہین کہ کوئی شخص مسافر اجنبی را

چل نہین سکتا اِس لیئے نائرون نے جو اُس ملک کے رہنے والے اور ویسے طوفان و سیلاب کے عادی ہو رہے تھے اور نینگے برسات بھر پھرا کرتے اور جہان چاہتے چلے جاتے ایسا سمجھا تھا کہ وے کالیکوٹ اور پانیانی کو پیشتر اُسکے کہ فوج حیدری وہان پہنچے اپنے دخل مین لا تمام قوم مالپلے کو مار کر تباہ کر دینگے لیکن اُنکو یہہ خبر نہ تھی کہ اُنکے انتقام لینے والے کو سیلاب اور طوفان باد و باران کیسا بھی سخت ہو مانع انتقام نہین ہوسکیگا اور اُنھون نے اس عصیان اور بغاوت مین ایسا اخفا اور کتمان عمل مین لائے تھے کہ میر رضا علی خان سردار مادیگیری اور نواب بہادر کو مطلقاً اِس ارادے سے اُنکے خبر نہ ہوئی'

آگے اُس سے کہ خبر اُس واقعہ کی نواب بہادر کو پہنچے نائرون کی فوج نے کالیکوٹ اور پانیانی کو محاصرہ کیا تب قلعہ دار پانیانی نے ایک ملّاح یا جہاز کے خلاصی کو پرطکیٹون کی جماعت سے بہت اشرفیان و روپی انعام دے کر واسطے اطلّاع کرنے اِس حال کے روانہ کیا وہ شخص جانبازی کی راہ سے اُترے پرود پانیانی کے جو کمال جوش و خروش مین تھی جرات کر چھوتی کشتی* پر سوار ہوا اور اندھیری رات مین جنگل اور بیابان جن مین جانور درندے اور کیڑے موذی زہردار ہر طرح کے رہتے تھے رات دن طی کرتا ہوا اگرچہ لوئی شخص

---

* کشتي بانس سے مثل ایک بڑے ٹوکرے کے بنتي اور چمڑے سے مڑھي جاتي ہی لیکن وہ چمڑا اور ٹوکرا علحدہ علحدہ ہوتا ہی دو جنّال ایک کشتي کے کالبد کو اور دو آدمي اُسکے چمڑے کو خشکي مین اُٹھاتے اور عند الضرورت پاوسا عت مین قابل استعمال دریا کے بنالیتے ہین ایک کشتي مین پچیس آدمي سوار یا ایک ضرب توپ بار ہوسکتي ہی اسطرح کي کشتیان سواحل مالیبار مین بہت ہوتي ہین اور فوج مین اکثر رہتي ہین'

اُسکا راہبر جیسی قطب نما کے سوا نہ تھا بعد زحمت و مشقّت کے مقام مادیگھری مین پہنچا اور میر رضا علی خان کو واقعہ سے نائرون کے خروج کرنے اور معرض خطر مین ہونے فوج حیدری کے کلیکوٹ و پانیانی مین مطّلع کیا میر رضا علی خان نے اُس ملّاح کو تو فوراً کوٹنیاتور کو روانہ کیا اور خود جلد سے اُس قدر فوج کے جو اُسکے متعیّن تھی اُسی کثرت بارش اور سیلاب مین پانیانی کی طرف کوچ کیا، اُس لشکر کی دوڑ کی خبر جماعہ باغیہ کو پہنچتے ہی تیزی اور تندی اُسکی فی الجملہ تو ٹوٹ گئی لیکن جب اُنھین یہہ معلوم ہوا کہ فوج جو میر رضا علی خان کے ساتھہ ہی سوارون کی جمعیّت سے مطلقاً خالی ہی تب ایک جماعت اپنی فوج سے واسطے مدافعہ کے بھیجی چنانچہ وہ جماعت بروقت عبور کرنے ہرندّی سے رضا علی خان کی فوج کو تشویش و پریشانی مین ڈالتی رہی آخر کو راہبرون کی خطا کے سبب وہ فوج ایک بڑے خطرے مین جہان پانڈیا گھری کے نزدیک دو ندیان ملی ہین اسطرح پر گئی تھی کہ گویا مخالف اپنی مراد پر مظفّر ہو گئے اور رضا علی خان اُس خطرگاہ مین ایسا پھنس گیا کہ دریا کے عمق اور پانی کی تیزی کے سبب اُسکو عبور کرنا دشوار ہوا اور طرفہ تر یہہ کہ فوج اعدا نے اُسکے پیچھے پھرآنے کی راہ بھی بند کردی تھی اور اُس راہ تنگ مین کہ وہان تک آیا تھا درمیان اُس گھنے جنگل کے جسکے درختون کے سر اوپر سے باہم ملے ہوئے تھے اُنھون نے بہت سے درخت کاٹ کر عرض مین اس راہ کے ڈال دئیے اور اکثر جاوان پر اپنی سپاہ کمین گاہ مین بتھار کھے تھے تا وہ اُس راہ سے اصلا پھر نہین سکتا تھا اور طے کرنا اُسکا دشوار ہو گیا تھا،

جب نواب بہادر نے نائرون کے عصیان اور بغاوت کی خبر سنی اپنے سوارون کے رسالے کو جو حسن اتفاق سے نزدیک کوٹنیاتور کے قول سے جدا رہگیا

تھا بلوا لیا اور میسور وغیرہ کی نواح سے اپنی مملکت کے بھی ایک بڑی جمعیّت انبوہ سوار اور پیادون کی طلب کر معہ اُن چست و چالاک پلٹنون کے جو اُسکے پاس حاضر تھین ایک جیش شایستہ جمع و طیّار کر کے اِس لیئے کہ اپنی ایسی فوج دلاور کو جو واسطے بڑی مہمّون کے بنائی گئی تھی درمیان ویسے سیلاب و طوفان کے بلا توقّف خطرے مین ڈالنا ہرگز مناسب نہ سمجھا تھا اُس طرف کی صحیح خبرون کا منتظر رہا'

جب میر رضا علی خان نے اپنا سارا حال لکھا نواب بہادر تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بفنگچی ساتھ لے سیل جوشان و باد تند کے مانند اُس طوفان و بارش مین روانہ ہوا اور تمام رسالہ دار اور سوارون کو یہہ حکم کیا کہ گھوڑون پر زین نہ باندھین ننگی پیٹھ پر سوار ہون اور پیادون کو یہہ فرمایا سوائے زیر جامۂ سبک اور جوتے کے کچھ نہ پہنین ہر پیادے کو ایک بارانی موم جامے کی سرکار سے دئی گئی تا اُس سے اپنے کیسہ گولی باروت کو پانی سے محفوظ رکھین اور سپاہیان فرنگ کو جو تازہ پانڈیچیری اور کلنبو سے آئے تھے ہر نفر کو ایک چھتری موم جامے کی عنایت ہوئی بارہ ضرب توپ میدانی ہاتھیون پر لدوا کر اُس لشکر کی مدد کو ساتھ کی گئین اُس کوچ کا حال جس مین نواب بہادر خود اس لشکر کا قائد تھا اِس طور پر لکھا گیا ہی کہ پندرہ ہزار مرد جنگی سپیدہ صبح سے لے شام تک اُس ملک کوہستانی مین درمیان ایسی دشوار گذار راہونکے جن کے عرض مین تین آدمی سے زیادہ چل نہین سکتے تھے طوفان کی شدّت اور رات دن کی جھڑی مین جو برق اور رعد کے ساتھ ہوتی تھی بھیگتے ہوئے چلے جاتے تھے اور باوجود اُسکے ہر روز بعد دو پہر کے آفتاب نکلتا تھا اور تین گھنٹے تک ایسی سخت دھوپ پڑتی اور گرمی ہوتی

کہ ویسے ملک گرم سیر مین کوئی غریب یا مسکین بھی اصلا متحمل اُسکا نہین ہو سکتا اور در اثنائے راہ ایسی میدان اُترتی پرتی تھی کہ کسی کے پانی زنخدان تک پہنچتا اور کوئی تیر کر جاتا تھا اور رات کو اُن قصبون اور ویران گانوُن مین اُنکے رہنے کا اتفاق ہوتا جہان کے رہنے والے اپنے گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن کھانے پینے کی چیزین بکثرت وہان ہاتھ آتی تھین ؛

نواب نامدار نے سب سپاہ کو یہہ حکم دیا کہ جس آبادی مین پہنچو لوٹ کرجلا دو ؛ اِس کوچ سے جو ناگاہ عمل مین آیا باغیون نے خبر پاکر اپنے جتھونکو جمع کیا اس جہت سے میر رضا علی خان کے لشکریون کو فی الجملہ تسلّی ہوئی لیکن بہت لوگ اُسکی فوج سے بہ سبب نہ میسر آنے آذوقہ اور راہ کے مہلکون سے ہلاک ہوے تھے نائرون کے سردار اپنی بغاوت و برخلافی کے نتیجیکے خوف سے جسکے مفاسد کو دیکھ چکے تھے خائف و ہراسان تو تھے باوجود اُسکے واسطے پشتی وحمایت اپنے لشکر کے گرد مورچے باندھے اور خندق کھودلی تھی اور بائین طرف اُسکے ایک ایسا گانون تھا جسکے گرد چار دیواری اور خندق اور احاطہ لکڑیون کا بہت استوار ومضبوط اور توپ خانہ سنگین جسکے گولنداز ایک جماعت پردل تھے سب نے آپس مین یہہ عہد و پیمان کیا کہ جان دین پروہ جگہہ نہ دین اور جاتھتے تھے کہ فوج حیدری سے مقابل ودوچار ہون ؛

نواب بہادر نے چار ہزار مرد جنگی کو اپنی سپاہ سنگین سے داہنے طرف کو حملہ کرنے اُس گانون پر مامور کیا اور لفٹننٹ کرنیل کو جو پرٹکیش کے طبقے سے اُنھین دنون بہت سردار ان پرٹکیش سمیت گووہ سے آیا تھا اُنکا سپہدار بنایا اور بائین طرف کو جو سپاہ حملے کے لیئے مامور ہوئی اُسکی سرداری ایک سپہدار انگریز کو تفویض فرمائی اور قول کا سپہسالار خود نواب بہادر ہوا پیچھے

اُس قول کے التمش سپاہ فرانسیس کی تھی ساتھ ایک چیدہ جمعیت جوانان طبقۂ اُمراو اکابر دولت حیدری کے یہ جماعت برگزیدہ کے مردان جنگی سب پیادے تھے اور سوائے سپر و شمشیر کے کچھ ہتھیار پاس نہ رکھتے تھے،

چونکہ سواروں کی جمعیت کا اِس یورش مین کچھ کام نہ تھا اِسواسطے وے پیچھے رہی موافق اِس ترتیب اور انتظام کے سپہدار پر طکیش پہلے ساتھ چار ہزار اپنی سپاہ خاصہ کے اُس گانو کی طرف متوجّہ ہوا اور بڑی چستی و چالاکی سے اپنی فوج کو خندق کے کنارے پر پہنچایا لیکن آگے نہ بڑھکر اُسی قدر یورش پر کفایت کر اپنی سپاہ کو حکم کیا کہ بندوقین چلائین چنانچہ وے گولیون سے مخالف کی فوج کو مارنے لگے لیکن چونکہ اُس فوج کو اِس خندق پر کچھ آڑ یا پناہ نہ تھا اِس لئے بہت لوگ مخالف کی بندوقونکی گولیون سے جو دیوار کے رندون مین سے مارتے تھے مارے گئے جب دو ساعت تک فوج حیدری نے بندوقون سے آتشباری کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا تب نواب نامدار بہت دل گرفتہ و آشفتہ ہوا اور اپنی اس فوج کے بےمحل تلف ہونے پر نہایت تاسف کھایا سپہدار فرانسیس سرگروہ فشون فرنگستانی نے جو تازہ ملازم ہوا تھا اور ہنوز کوئی محل قابل ظاہر کرنے اور دیکھانے اپنے کمال و ہنر سپاہیگری کا اب تک نہین پایا تھا درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو مین اپنی التمش فوج کو لیکر اِس مہم پر اقدام کرون نواب بہادر نے اُسکی عرض کو قبول کرکے فرمایا کہ جو کچھ مناسب جانو عمل مین لاؤ تب اُس سپہدار نے فوراً سب اپنی سپاہ صمیمت جو واسطے لڑائی کے بیقرار اور نائرون سے انتقام لینے پر جنھون نے سابق اُسکے کمال قساوت سے کئی نفر فرانسیس کو بےسبب باندیگھری مین قتل کیا تھا سرگرم تھی جنگ پر مستعد ہوا چنانچہ فوج فرنگ ساتھ سپہسالاری اُسی بہادر کے مع جمعیت امیرون

اور اکابر دولت حیدری واسطے انتظام کے دو تر کر خندق مین بیدھڑک کود پڑی اور جھٹ پٹ اُس سے عبور کر چار دیواری کو توڑ دشمنون کے مقابل ہوئی اور قتال کرنا شروع کر دیا جب مخالفون نے اِس طرح کی سختی دلاوران حیدری کی خون ریزی مین دیکھی بدون اِسکے کہ واسطے مقاومت اور مدافعت کے ہاتھ پانو ہلاوین مقتول ہوے تب فوج منصور نے گانو کو آگ لگادی اور شعلہ بلند ہوا اُسکو دیکھکر اور نشان سے گولون کے بھی جو نائران بغاوت نہادی طرف جاتے تھے نواب بہادر کو یقین ہوا کہ وہ گانو اولیاے دولت منصورہ کی تسخیر مین آگیا اِس بات کو معلوم کرتے ہی تمام لشکر نے ساتھ ہیئت مجموعی کے حرکت کی تاکہ اُس لشکر کی جگہہ پر جہان خندق کھدی ہوئی تھی حملہ کرے لیکن جب دشمنون نے دیکھا کہ لشکر حیدری نے اُس گانو کو جو مضبوط پشتیبان لشکر گاہ کا تھا ساتھ یورش کے لیا دل باختہ ہوکر گروہ گروہ کمال ہراس اور خوف سے ہر طرف بھاگے اور پریشان و متفرق ہو گئے،

بیت

گریزان ہوئے چھوڑ میدان کو
بچا لیگئے اپنی وے جان کو

چونکہ نواب بہادر جانتا تھا کہ اِس مہم مین سب دشمن جان سے ہاتھ دھوکر بہت لڑینگے اِسلئے یہ یورش پردلانہ جسنے جرأت و دلیری سے امیران دولت حیدری کے جو اُس یورش مین مددگار تھے آب و تاب پائی تھی موجب کمال دل خوشی اور مسرّت کی نواب بہادر کو ہوئی سپہدار فراسیس کو جسنے دروازہ فتح کا کھولا تھا ساتھ لقب بلند بہادر کے امتیاز و عزت بخشی اور اُسی روز شام کو اُوسے سند سپہسالاری دس ہزار سوار کی جو دولت مغولیہ مین

واسطے سرداروں کے بہت بڑا مرتبہ تھا عطا کرکے اقران و امثال کا محسود اور ساتھ منصب میر آتش یا سرخیل توپخانہ کے احترام اور احتشام کو اُسکے دوبالا کیا ہر ایک سپاہی کو تیس روپیہ عطا اور ہر زخمی کو جو شمار میں بہت تھے فی نفر ساتھ روپیہ انعام عنایت کیا سپاہ مجروح سے صرف ایک آدمی اِس لشکر ضرور میں شہید ہوا تھا،

فرنگستانی آدمیوں نے اِس کشش اور کوشش سے بڑا خوف دلوں میں جماعہ مرہٹوں کے ڈالا اور واسطے زیادہ کرنے ہیبت کے نواب والاجناب نے یہ مشہور کروادیا تھا کہ کئی ہزار سپاہ عنقریب فرنگستان سے لشکر حیدری میں داخل ہونے والی ہی اور اِس ہیبت و دہشت کو ساتھ مشہور کرنے اِس غلغلہ کے کہ سپاہ فرنگستان کی سخت ستمگار اور آدم خوار ہی دوبالا کیا تھا یہ شہرہ بسبب اُس درشتی و شدّت کے جو انگریز و فرانسیس ملازم حیدری نے انتقام لینے میں اپنے سپاہ ناحق مقتول کے قوم نائر سے عمل میں لائے اعتقاد میں ساکنان اُس ملک کے خوب جم گیا اِسی سبب سے جسطرف کو فوج حیدری کا کوچ ہوتا دشمنوں کے وجود سے مطلقاً آدمی کا کچھ نشان نہیں پایا جاتا تھا سب مکان خالی و ویران دکھلائی دیتے اور رہنے والے وہاں کے جلاوطنی اختیار کرکے جنگل و کوہستان میں جا چھپتے تھے اور دور سے حسرت کی نظروں سے یہ دیکھتے کہ اُن کے گھر تمام جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور درخت میوہ دار زمین پر کاٹ کر ڈال دیئے گئے اور مواشی چراگاہ سب تباہ و برباد کئی گئی اور بت و بت خانے جلا دیئے، بدعہدی و خیانت نائروں کی اُس درجہ کو پہنچی تھی کہ نائروں نے اصلا قول پر اُن برہمنوں کے جنکو نواب بہادر نے جنگل و کوہستان میں واسطے پھیر لانے کے اُنکو اپنے وطنوں میں

بھیجا تھا اعتماد نہ کیا تب نواب والاجناب نے اُس تردّد وعدول حکمی کے مکافات مین یہہ حکم کیا کہ جہان کہین جوکوئی اُن فراریون کو پاوے بید ربیغ لٹکا دیوے اور عورتون بچون کو اُنکے اسیر کرکے غلام بناوے لیکن سختی و نرمی دونون پھیرلانے مین اُن شقاوت شعارون کو اُنکے وطنون مین بے فایدہ تھی اِسی واسطے علی راجہ وغیرہ سردارون نے متفق ہوکر نواب نامدار سے صواب اندیشی کے طریق پر عرض کیا کہ اگر سپاہ حیدری وہان سے کوئنبا تور کی طرف کوچ کرے تو شاید اِس سبب سے خوف جو نائرون کے دلون مین بیٹھ گیا ہی کم ہوجاوے قبل وہان سے کوچ کے پیشگاہ نواب نامدار سے یہہ حکم صادر ہوا کہ جماعت نائرون کی تمام اپنے القاب اور حقوق قدیم سے محروم کیے جاوین اور جنکا مرتبہ عزّت مین بعد برہمنون کے ہی وے سب قبائل سے اپنے پست کیے جاوین اور اُنکے کمتر طبقون کے لوگون کو بزرگان نائر تعظیم و تواضع کرین اور جیسے سب ملیباری نائرون کے آگے جلو مین دوڑتے تھے اب نائر جماعہ پریہ وغیرہ کے آگے جلو مین چلین اور جس طرح کہ اِسکے آگے صرف نائر ہتھیار باندھنے مین مخصوص تھے اور کسی طبقیکو اجازت نہ تھی اب سب فرقے وطبقے کے لوگ ہتھیار باندھین اور نائر سلاح پوشی نہ کرین اور یہہ حکم عام دیا کہ جوکوئی قوم نائر کو ہتھیار باندھے دیکھے مار ڈالے ۔

نواب نامدار کو ایسے حکم سخت دینے سے یہہ منظور تھا تاکہ اگر نے قبائل ملیبار کے جنکو جماعہ نائر اِس سے پہلے حقارت کی نظرون سے دیکھتے تھے نائرون کے دشمن ہوجاوین اور دیکھنے سے اِس انقلاب دل خواہ کے دل مین خوش ہون اور سمجھین کہ جو قوم جبّار اور متکبّر اُن پر حکومت کرتے تھے ساتھہ اِس ذلّت کے مغلوب ہوگئے تو اِس صورت مین بالضرور غرور نائرون کا جاتا رہیگا

مگر یہ حکم شدید بعد صدور کے پیشگاہ نواب نامدار سے نفاذ نہ پایا اسواسطے کہ جماعہ نائر موت کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتے تھے اسواسطے بالضرورت نواب سہلا القاب نے ایک دستور نیا یہہ ایجاد کیا کہ جو کوئی نائرون سے دین اسلام کو قبول کرے اُسپر تمامی حقوق و رسومات قدیم اُسکے خاندان کے بحال و برقرار رہین چنانچہ اِس حکم کو سنکر بہتون نے شرفاے نائر سے اسلام اختیار کرلیا لیکن اکثر اُس قوم سے آوارہ رہے اور قبول کرنے پر پہلے حکم کے جلاوطنی کو ترجیح دی ' اگرچہ بہ سبب نزدیک پہنچنے فصل خوش و خرّم کے اور رعب بیٹھ جانے اُنکے دلون مین توہمّ بغاوت کا پھر جماعہ نائرون سے جو سب وطن سے آوارے گوناگون مصیبت کے مارے تھے مطلق نہین رہا تھا لیکن نواب موصوف نے حزم و احتیاط کی راہ سے کئی پلٹن و رسالے سوارون کے اُس سرزمین مین چھوڑ کئی مقام مناسب مین اُنکو تعین کیا تا ضرورت مین ایک دوسرے کی کمک و مدد آسانی سے کرسکین اور باقی پیادون کی سپاہ کو مادیگھری کے متّصل رہنے کو حکم کیا اور خود بدولت و اقبال صرف جماعہ سوارون کو ہمراہ لئے کوئنبا تور کو کوچ فرمایا '

رشک لیجانا جماعہ مرہٹون کا نواب بہادر کی تسخیر و فیروزی پر ملک ملیبار مین اور لشکر کشی کرنا ہت نور پر

طبقۂ مرہٹہ جو بہ سبب نزدیک و متّصل ہو جانے سرحد مملکت حیدری کے اُنکے ملک سے رشک کی آگ مین جلتے تھے موافق درخواست کرنے بدنوریون کے واسطے اُنکے امداد و اعانت کرنے کے در بارہ دست درازی نواب بہادر

سال سترہ سو ترستھ عیسوی مین ایک لشکر جرّار ساتھ ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادے کا جمع کر واسطے تسخیر کرنے ملکون کو نواب والا مناقب کے روانہ کیا نواب نامدار نے افواج مرہٹہ کا مقابلہ نکرنا مصلحت وقت جان محافظت پرشہر مدّنور کے ہمّت مصروف کی چنانچہ وہ نامدار آغاز موسم برسات تک دفعہ کرنے پر افواج غنیم کے بخوبی قادر رہا جب موسم برسات آگیا مرہٹے محاصرے سے اُس شہر کے ہاتھ کھینچ کر پھر گئے ،

لشکرکشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا راجہ چیتل درگ وغیرہ پر ،

سنہ سترہ سو پینسٹھ عیسوی مین نواب بہادر نے محال پر پالیکارون اور راجہ چیتل درگ کے لشکر کشی کی اور اُس نواح کو بہت آسانی سے اپنے تصرّف مین لایا لیکن جب قلعہ چیتل درگ کو پانچ مہینے تک محاصرے مین رکھا سبب اور ضروریات کے فتح کرنا اُسکا دوسرے وقت پر موقوف رکھ پھر آیا اور سال آیندہ دوبارہ وہان جا اُس قلعہ کو محاصرہ کر فتح کیا ،

ازکتاب فتوحات حیدری
تالیف کردہ لالہ کھیم نراین

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا واسطے تنبیہ نواب عبدالحکیم خان حاکم شانور کے اور شکست پانا خان موصوف کا

قبل اِسکے کہ نواب بہادر نے واسطے استیصال کرنے رانی بدنور کے کوچ فرمایا عبدالحکیم خان حاکم شانور نے دو ہزار سوار و چار ہزار پیادے واسطے کمک اُس رانی کے بھیجے تھے اور خود کنارے پر ندی بلاری کے اپنے لشکر حمیت ذیرہ کر رسد مارنے مین لشکر حیدری کے مشغول رہا تھا چنانچہ ھیبت جنگ بخشی حضور سے واسطے مقابلے خان موصوف کے مامور ہو کر ہمیشہ افغانون کے ساتھ بازار زد و کشت کا گرم رکھتا اور خان مذکور ہرچند سعی کرتا تھا کہ ہیبت جنگ کی فوج کو گھیر اُسکا کام تمام کرے لیکن وہ رستم دل فضل ایزدی پر تکیہ کر اُس سے دلیرانہ لڑتا رہا چونکہ جمعیّت مخالف پناہ مین ایک گھنے جنگل اور گھاتیون مین پہاڑ کے چھپکر قابو پا اُسپر حملہ کرتی تھی اِسواسطے ہیبت جنگ کی کوشش اُس لڑائی مین فائدہ نہ بخشتی اِسی طرح دو برس کے عرصے تک دونون لڑتے بھڑتے رہے اور فتح و شکست کسی طرف کی متمیّز نہ ہوئی بعد برسے عرصہ کے جب نواب والاجناب کو بندوبست سے ملک بدنور کے اور دوسرے قلعون کی تسخیر اور اُس نواح کے راجونکی گوشمالی و تنبیہ سے اطمینان و فراغ کلی حاصل ہوا چون جسارت کرنا عبدالحکیم خان کا مزاج اقدس پر ناگوار ہوا تھا ایلغار کے طور پر بافوج قاہرہ کوچ کر رات کو ہیبت جنگ کی فوج سے ملحق

ہوا اور پیادگان کرناٹکی و دکھنی پلٹن اور سواران خنجرگذار و توپخانہ آتشباز کو کمین گاہ مین رکھ پنڈاروںکے سوارون کو یہہ حکم کیا کہ پٹھانون کے مقابلے مین جاکر اُن اجل گرفتون کو جنگ زرگری سے توپخانہ کے منہہ پر گگالاوین صبح کے وقت جب سوار پنڈارون کے لڑائی کے میدان مین نمایان ہوے جماعہ افغان جو لشکر منصور کے وہان پہنچنے سے بے خبر تھے اِن سوارونکو ھیبت جنگ کے سوار سمجھکر دلیرانہ آگے بڑھے پنڈارے حکمت عملی سے جنگ زرگری کرتے ہوئے اُنکو کمین گاہ کے مقابل لگالائے یکایک گلندازانِ سحرپرداز اور تفنگچیان قادر انداز نے توپون اور بندوقون کی شلک سے بہتون کو اُڑا اور کتنون کو خاک پر لٹا دیا اور جو کچھ باقی بچ کر بھاگ چلے تھے اُنکو سوارون نے تلوار و نیزے سے عدم کو روانہ کیا نواب عبدالحکیم خان نے جب رایات نصرت آیات نواب بہادر کے وہان پہنچنے سے اطلاع پائی سب خیمے اسباب توپ خانے جو جہان تھے وہین چھوڑ بڑے حواس شانور کے قلعہ کی طرف بھاگا نواب مستطاب نے یہہ مژدہ سن شادیانے فتح کے بجوادئے اور سواران تازہ زور کو یہہ حکم فرمایا کہ گھوڑے اُٹھا فراریون کا تعاقب جہان تک دے جاوین کرین چنانچہ سوار بموجب حکم پاشنہ کوب اُس قلعہ تک گئے اِس اثنامین نواب فریدون فرخ دبدولت و اقبال وہان پہنچا اور حکم محاصرہ کرنے قلعہ اور دمدمے بنانے کا کیا نواب عبدالحکیم خان کو جب یہہ یقین ہوا کہ اب فکر قلعہ داری کی کرنا دروازہ سلامتی وزندگی کا اپنے اوپر بند کرنا ہی اور ایسے فولاد بازو سے پنجہ کرنا اپنے ساعد و بازو کو توڑنا اپنے کردار سے پشیمان و نادم ہو عاجزی کرنے لگا اور اپنی جان کے بچانے کے لئے ایک کرور روپی دینا کیا نواب بلند اقبال اگرچہ دلیری اور

گستاخی سے مشار الیہ کے آزردہ خاطر تھا رحم اور مصالحت کی راہ سے
درخواست اُسکی قبول کی پر خان مذکور سے اُس قدر زر نقد کا سرانجام
نہ ہو سکا اِسلئے سارا اسباب اپنے توشک خانے کا جو جمع کیا ہو احکّام سلف
کا تھا مع فیلان کوہ تمثال اور اسپان صبا رفتار اور اتواب قلعہ شکن زر نقد
صمیت حضور مین بھیجا نواب عالیقدر نے وہ سب لے وہان سے کوچ کیا اور
اِس احتیاط سے کہ مبادا خان مشار الیہ کسی کے اغوا سے پھر اپنی کملی سے
باہر پانون پھیلاوے تھانہ مستحکم اپنی طرف سے مقام بنکاپور وچرّونی وہرّونی
وہرّونی مین جو توابع شانور کے تھے بیٹھا کر سامان کھانے پینے اور لڑائی کا بہ قدر
مناسب ہر مقام مین طیّار و آمادہ رکھوادیا اور خود بدولت و اقبال سوار غربی نگر مین
پہنچکر مقام کیا اور بندوبست مین قلعون کے جو متعلّق بدنور کے سواحل دریا پر
واقع ہین مشغول ہو ہیبت جنگ بخشی کو یہہ حکم فرماکہ بہت سی فوج لیجاکر
صوبہ سرا کا نظم و نسق عمل مین لاوے اور زر واجب سرکار کا اُس ملک
کے راجاؤن سے وصول کرے بعد چند روز کے مرزا حسین علی بیگ جو چھوٹے
شاہزادے کریم شاہ کابرادامون تھا واسطے تسخیر کرنے بسواری درگ
کے رخصت پاکر ساتھہ بھاری فوج کے روانہ ہوا جب اُسنے ساحل پر پہنچ کر
دیکھا کہ قلعہ بسواری درگ دریا کے کنارے سے دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ
کے اوپر دریا مین واقع ہی اور دریاے شور کا پانی چارون طرف سے اُسکے
محیط تسخیر اُس قلعہ کی لڑائی سے مشکل جان کر کشتیون پر سب اپنے مردان
کاری سمیت بیٹھہ دامن کوہ مین پہنچ ایک خط متضمّن وعید نافرمانی و وعدے
اضافہ مشاہرہ وجاگیر پر اور مفصّل حقیقت پر اسیر ہونے رانی اور فتح ہوجانے
پر سب قلعجات اُس ملک کے اور قصد پر نواب بہادر کے واسطے تسخیر اُس

قلعہ کے لکھکر ایک سفیر دانا کے ہاتھ پہاڑ پر اُس قلعہ مین بھیجا وہان کے قلعہ دار نے پڑھنے سے اُس پروانہ وعدہ وعید آمیز کے بہت خوف کھا کر امان مانگی اور بعد تین روز کے قلعہ مرزا حسین علی بیگ کو تسلیم کیا مرزا موصوف نے سب مال اسباب ذخیرہ کیے ہوے شوم سنگر متوفّا کو جو شوہر رانی کا تھا جس مین دس صندوق بھرے ہوئے مروارید شاہوار و یاقوت و لعل آبدار سے اور دس صندوق بھرے ہوئے زیور مرصّع بیش قیمت سے اور دو عدد جھول ہاتھی کی جس مین کلابتون و ابریشم کی جگہ چاندی اور سونے کے تارون سے گل دوزی کی ہوئی تھی اور دو عدد زنجیر طلائی اور دو عدد گلوبند مرصّع و اسطے آرایش گردن ہاتھیون کے اور دو عدد زین مرصّع بیش قیمت تھے تصرّف مین لا کر اپنی طرف سے تھانہ اُس قلعہ مین بیٹھا وہان سے مراجعت کی اور قدم بوس سے نواب معلّا القاب کے سرفرازی حاصل کی اور صلہ مین اس خدمت نمایان کے حضور سے عطیّہ جزیل پاسرخرو اور ہم چشمون کا محسود ہوا نواب والاجناب کو جب انتظام کرنے سے ملک بندنور کے اطمینان کلی حاصل ہوا قلعہ مرجان وانگولہ مین جو تعمیر کیا ہوا سیف الملک (یکی از امراے عادل شاہیہ) کا تھا اور کوتیال بندر وسدا شیو گڑھ ونکی مولیر و دھنا وروا ینگل مین جو قلب مکانون سے اُس ملک کے ہمین اپنے تھانے بیٹھا طرف دارالحکومت سریرنگپٹن کے فتح و فیروزی کے ساتھ معاودت فرمائی اور سایہ ہمایہ کو اپنے سرون پر منتظران قدوم میمنت لزوم کے دالا ہیبت جنگ بخشی جو حضور انور سے شرف رخصت حاصل کرو اسطے انتظام نواح صوبہ سرا کے گیا تھا اُسنے پہلے تو کتک گری پر تاخت کر دو لاکھ روپی پیشکش اور خراج سہ سالہ کا باقی وہان کے راجہ سے وصول کیا پھر ہرپن ہلی کی طرف متوجہ ہو کر وہانکے حاکم سے چھ لاکھ

روپی معرض وصول مین لاچیتل درگ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے راجاؤن سے چودہ لاکھ روپی لیکر راے درگ کے سوادمین پہنچا وہان کے راجہ سے جب پیشکش کے روپی طلب کیے اُسنے عذر ناداری کا پایمالی ملک کو ظلم سے راجہ بلّاری کے بیان کر پیشکش کے روپی دینے مین تساہل و تغافل کیا ہیبت جنگ کی خاطر پر اُسکا عذر ناگوار گذرا اور واسطے چشم نمائی کے قلعہ آنیگل کو جو مضافات سے راے درگ کے ہی محاصرہ کیا وہان کے راجہ نے حمیّت ننگ و ناموس کے باعث پانچ چھہ سو سوار و دو ہزار پیادے کی جمعیّت سے لڑنیکو مستعد ہو قطع کرنے پر راہ رسد کو لشکر ہیبت جنگ سے سعی کی اِس اثنا مین پروانہ نواب بہادر کا بخشی ہیبت جنگ کو اِس مضمون کا صادر ہوا کہ ایک ہزار جوان قوی و چالاک اپنے لشکر سے منتخب کرکے بے ہتھیارون کے حضور مین بھیج دے ہیبت جنگ نے بموجب حکم ایک ہزار جوان بے سلاح اپنی فوج سے چن اور پان سو سوار و دو پلٹن سپاہی واسطے اُنکی حفاظت کے ہمراہ کرحضور عالی مین روانہ کیا جب اُس جماعت نے دو فرسنگ کے فاصلہ پر جا ڈیرے کیے راجہ کے سوار رات کو جنگل سے نکل اُس سوتی ہوئی جماعت پر غفلت مین آتوٹے اور کوئی دقیقہ خونریزی و قتل کے باب مین باقی نہ رکھا اور بہتون کو اُن جوانان بے سلاح سے بار ہستی سے ہلکا کیا اگرچہ سواران بدرقہ نے ساتھ پلٹنون کے متفق ہو کر بندوقونکی شلّک کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور وے لوٹیرے راجہ کے ملازم جدھر سے آئے تھے اُدھر کو صحیح و سالم چلے گئے علی الصباح جب وہ سانحہ عبرت افزا ہیبت جنگ نے سنا اپنی فوج کو طیّار کر راجہ کے سوار و پیادونکی جماعت کو جا گھیر لیا اور ہزارون آدمی کو ذلّت اور

خواری سے مار ڈالا اور ایک خط اِس مضمون کا اُس راجہ کو لکھ بھیجا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ حضور مین نواب بہادر کے تمھارے گناہون کا کچھ عذر معقول لکھکر فکر تمھارے جان و مال و ناموس کے امان کی کرین مگر اب تمھاری اس شوخی و گستاخی سے ہمکو معلوم ہوا کہ تمھاری عافیت کا زمانہ آخر ہوا اور برے دن آپہنچے بہرحال اب نوبت رفق و مدارا سے گذر چکی تم اب اپنی سزاے لایق و قرار واقعی کو پہنچائے جاؤگے اُس خط کے پڑھتے ہی راجہ کا زہرہ آب ہوگیا اور جانا کہ دوسری فوج تازہ زور ہیبت جنگ کی کمک کو حضور سے آویگی تب اُسنے لاچار ہو امان مانگی اور اپنے دیوان کو چھ لاکھ روپی کے ساتھ ہیبت جنگ کے پاس بھیجا وہ شجاع دیوان کو معہ زرپیش کش ساتھ لے سعادت ملازمت مین پہنچکر مقصنی المرام ہوا'

کوچ کرنا مادھوراو پیشوا کا پونان سے واسطے انتزاع کرنے ممالک محروسہ نواب حیدرعلی خان بہادر کے اور اُسکا ناکام پھر جانا اور مسخّر کرنا نواب نامدار کا اور چند قلعون کو'

جب بالاجی راو حاکم پونان کا بعد مارے جانے اُسکے دو بیٹون کے بسواس راو و شمشیر بہادر جنھین مدا شیو پنڈت عرف بھاؤ کے ساتھ تسخیر کرنیکو ممالک دھلی و لاہور کے معہ حشر بیشمار پیادہ و سوار بھیجا تھا اُس جنگ مین جو متصل پانی پت کے درمیان اس لشکر اور افواج احمد شاہ درّانی کے واقع ہوئی تھی اور اُس لشکر بیشمار کا کچھ اثر باقی نرہا سُنّے سے اُس واقعہ ہایلہ کے مجنون ہو کر تھوڑے دنون مین (چنانچہ اگلے ورقون مین مسطور ہوا) مرگیا تب

مادھو راو بالاجی راو متوفّا کا بیٹا پونا ن کی مسند حکومت پر بیٹھا چونکہ ان دنون خطہ شوکت وجاہ نواب حیدر علی خان بہادر کا اور شہرہ اُسکی تسخیر کرنے کا ملکون کو مادھو راو کے کان مین پہنچا یا عنہ طمع ساتھ ایک لاکھ سوار اور ساتھ ہزار سپاہیان پیادہ اور سواران پندارہ اور پچاس ہزار پیادگان تفنگچی دکھنی کے مصحوب علی بہادر پسر شمشیر بہادر اُسکی فوج صمیمت معا اپنے توپخانہ عظیم پونان سے طرف کرناٹک بالا گھاٹ کے متوجّہ ہوا اور پہلے شانور مین پہنچ وہان کے حاکم کو جو اصل فساد و منبع عناد تھا اُس مہم مین اپنے ساتھ لیا جب سوادمین چیتل درگ کے خیمہ کھڑا کیا وہان کا راجہ زمینداری کے دستور مستمر پر چلا اور اُسکے ساتھ مل گیا جب صوبہ سرا مین داخل ہو کر قلعہ کے محاذی علم اپنے لشکر کا بلند کیا میر علی رضا خان نے جو وہان کا ناظم تھا متحصّن ہو کر بارہ روز بازار جنگ توپ و تفنگ سے گرم رکھا آخر کو مقابلہ ایسے بڑے لشکر کا اپنی طاقت سے زیادہ دیکھ قلعہ مادھو راو پیشوا کو سپرد کر آپ اُسکی نوکری اختیار کر لی اور مادھو راو نے جو ایک مرد زیرک تھا میر موصوف کو بہت عزّت کے ساتھ اپنے لشکر مین جگہ دی پھر مادھو راو نے وہان سے مادیگھری کی طرف کوچ کر ایک مہینے کے عرصے مین جنگ وجدل سے اُس کو ھستانی قلعہ کو مسخّر کیا،

جب یہ خبر بین نواب بہادر کو پہنچی ہم دارالامارت سرینگپٹن سے کوچ کر کے بنگلور مین آیا اور اُسکے قلعہ مین ساز و سامان جنگی اور آذوقہ لشکری جمع کر پھر طرف مقرّ حکومت کے معاودت فرمائی اور چونکہ فوج مرھٹے کی بہت بڑی تھی اپنی فوج کو اُس الاوکا پتنگا بنانا آئین ہوشیاری سے بعید جان اپنے خاص رسالہ کے سوار اور پندارون کو یہ حکم فرمایا کہ وے سب درمیان گھنے جنگل ماکڑی درگ کے چھپکر مرھٹے کی لشکر پر دو تمارا کرین اور جتنا ہو سکے اُسکے تاراج

مین کوتاہی نکرین اور آپ خود دارالحکومت کے قلعہ مین داخل ہو اُسکے
گرد بہت سی کمین گاہ ساتھ توپون اور بندوقون کے مستحکم کر کے
منتظر فضل الٰہی کا رہا اِس ضمن مین مادھوراو ماکرتی درگ کے سوا دین پہنچ
ایک خط اپنا ترغیب و تہدید آمیز سردار خان قلعدار کے نام پر جو فدوی جان نثار
سرکار حیدری کا تھا لکھکر قلعہ مین بھیجا سردار خان جو مرد باوقار و عالی خاندان اور
بارہا اُسکی شجاعت کا زر کسوٹی پر امتحان کے کامل عیار نکلا تھا اپنے ولی نعمت
قدیم سے پھر جانا اور قلعہ کو بے لڑے بھڑے غنیم کے حوالے کرنا عار و ننگ
جان اُس خط کے جواب مین کئی گولے قلعہ سے پیشوا بہادر کی ضیافت کی
تقریب مین مارے مادھوراو نے اُس قلعہ دار کی دلیری سے سخت غضب مین آ
اپنے لشکر کے دلاوزونکو حکم کیا کہ برج و دیوار قلعہ کے ڈھانے کی فکر چھوڑ
سب یکبارگی حملہ کر کے پہاڑ پر چڑھ جائین اور قلعہ کو مسخّر کرین چونکہ نوکرون کو
اطاعت سے چارہ نہین کئی ہزار سوار نے گھوڑون سے اوتر تفنگچیون کو ہمراہ
لے دامن ہمّت کا کمر مین باندھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب یہ خبر سردار خان کو
پہنچی اُس بہادر رستم جگر نے اپنے رفیقونکو اور کئی ضرب توپ ہمراہ لیکر
قلعہ سے نکل توپون کے گولون سے بہتونکو اُڑادیا اور اکثرون کے سینہ کو
جنھون نے مانند بھڑون کے اپنی بھن بھناہٹ گنبد فلک مین ڈالی تھی شہد کے
چھتے کی طرح شبک و سوراخ سوراخ کیا اور جو متصل آگئے تھے اُنکو طعمہ شمشیر
برّان اور خنجر جان ستان کا بنایا باقی ماندہ یہ حال دیکھ پہلے فراری ہوے پر دوبارہ
کمک تازہ زور کے پہنچنے سے قوّت حاصل کر اخوان الشیاطین کے مانند اُس پہاڑ
فلک سا پر ارادہ چڑھنے کا کیا مگر سردار خان فرشتہ خصال نے ساتھ مارنے
شہاب ثاقب بان و تفنگ کے ایسا اُنکو سنگسار کیا کہ ہزارون اُن مین سے

شہباز اجل کے پنجے مین گرفتار ہو گیے لاشون کی ڈھیر لگ گئی تیسرے روز مادھوراو پیشوا نے غیرت کو کام فرمایا اور خود ہاتھی پر سوار ہو نکل کر اپنی تمام فوج کے سرداروں کو حکم کیا کہ سب جان سے ہاتھ دھو کر ایکبارگی قلعہ پر حملہ کرین سردار خان اِس مرتبہ بھی پاس نمک کو حفاظتِ جان پر مقدّم رکھہ مردانہ پیش آیا اور ایسے گولے اور گولیان توپ و بندوق سے برسائین کہ کسی کو پہاڑ پر چڑھنے نہ دیا اور جو چڑھا غار عدم و فنا مین گرا مادھوراو پیشوا یہ حال دیکھہ شرم کے عرق مین غرق ہو گیا بجز اسکے اور کچھ چارہ نہ دیکھا کہ راجہ چیتل درس کئی شخص کو جو اُس پہاڑ کی راہون سے واقف تھے واسطے فتح کرنے اُس قلعہ کے نامزد و مامور کرے چنانچہ یے لوگ جس حالت مین سردار خان غنیم کے مقابلے مین مشغول تھا قلعہ کی فصیل پر نردبان لگا کر چڑھ گیے اور کتنے سپاہیون کو جو قلعہ مین تھے مار ڈالا سردار خان نے جب بلا کے سیلاب کو اپنے گرد آتے دیکھا لاچار ہو با کمال جانبازی دشمنون سے مقابلہ کیا سب اُسکے رفیقون نے جام شہادت کا پیا اور اُسنے خود زخم کاری کھا کر خون تازہ کو روے شجاعت کا غازہ بنایا مادھوراو نے خان شجاعت نشان کی سے جانبازیان دیکھہ اُسکو رزم گاہ سے اپنے پاس بلا کر بہت سی تعظیم و تکریم کی اور اُسکی پردلی و مردانگی کو بہت سا سراہا اور اپنے لشکر مین رہنے کو اُسے جگہہ دی اور ماہر جرّاحون کو واسطے اُسکے مرہم پٹی کے تعین کیا اور دوسرے روز اپنا تھانہ اُس قلعہ مین بیٹھا کر آگے بڑھا اگرچہ پندارے اور سواران رسالہ خاص حیدری جنکا مامور ہونا واسطے غارت گری لشکر مرہٹے کے آگے لکھا گیا ہی غارت گری مین لشکر مرہٹہ کے کسی طرح سے کوتاہی نکرتے تھے مگر چون حشر مرہٹون کے لشکر کا مور و ملخ سے زیادہ تھا اِس لیے اُس قدر زدوکوب سے اعدا کی بشت کو شکست نہ پہنچی تھی

مادھو راو نے جب بتدریج و تامّل بندوبست بالاپور کلان کا عمل مین لایا تب اِس نیّت سے کہ پہلے اُن قلعجات اور پرگنون کو جو اطراف مین دار الحکومت سریرنگپٹن کے ہمین اپنے دخل مین لاوے پھر دار الحکومت خاص کی تسخیر کرنیکا ارادہ کرے بالاپور خورد کی طرف عنان عزیمت کی پھیری جب اُس مقام کے قریب پہنچا بدر الزمان خان وہان کا قلعہ دار اُس لشکر انبوہ کا مقابلہ نہ کر سکا بناچار قلعہ کو معہ سب کار خانجات غنیم کو تسلیم کیا اور غنیم سے رخصت لیکر کڑپہ کی طرف چلا گیا مادھو راو پیشوا نے بعد تسخیر کرنے اُس مقام کے کولار کی طرف متوجّہ ہو نواب دلاور خان جاگیر دار سے کچھ روپیہ لیکر اُسکی جاگیر بحال رکھی اور کوہ مراکل کو جہان حیدری تھانہ تھا محاصرہ کر کئی یورش متواتر مین اُسکو مسخّر اور وہان کے قلعہ دار کو سب متحصّنون سمیت قتل کر کے گرم کندہ کی جانب ناخت کر اُسکو بھی بزور فتح کیا اور میر علی رضا خان کو جو اُسکی ملازمت مین حاضر اور کئی پشت سے وہ اُس حدود کی تعلّقہ داری کرتا چلا آتا تھا اُسی جاید اد مین واسطے نوکر رکھنے ایک ہزار سوار تین ہزار سپاہی کے حکم دے کر اُسطرف سے پھرا جب جاسوسان معتبر کی زبانی یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی حمایت ایزدی کو اپنا پشتیبان سمجھ سب سواران جگر دار ہژبر شکار کو ہمراہ لے کوہ ماکری کے جنگل مین ٹھہر کر وقت و قابو کا منتظر رہا اچانک غنیم کی فوج کے ہراول نے ساتھ جمعیّت پچاس ہزار سوار اور پیادون اور بڑی بڑی توپون کے کمین گاہ سے نواب بہادر کے غافل مقفّل اُوتری درگ کے آکر ڈیرہ کیا اِس ارادے سے کہ دوسرے روز وہان سے کوچ کر دار الامارت سریرنگپٹن کے قلعہ کو محاصرہ کرے نواب بہادر نے اِس نوید کو سن تمام دن اُس صحرا مین بسر کر آدھی رات کو اُس ہراول کے پیچھے

سے آکر شب خون مارا اور اُن خون گرفتون کو جو بے خبر بستر خواب آسایش پر سوتے تھے خواب عدم مین سولایا لشکر خیر و زی اثر کے بہادرون نے شجاعت اور حمیّت کو کام فرما بہزارون مردان بہادر کو قتل کیا تیر کی ترنگ اور تلوار کی صلیل اور گھوڑون کے ہیہل اور مردون کی للکار سے ہنگامہ روز محشر کا برپا ہوا

نظم

کرون کیا بیان ماجرا ے ستیز — کہ برپا تھا اُس جا پر اک رستخیز
سر و حلق مردان جنگ آزما — شار دم خنجر و تیغ تھا
روان خون تھا مانند دریاے آب — سر پہلوانان تھے مثل حباب
جوان مرد جتنے تھے اُس فوج کے — سبھی دفعتہً وان پہ مارے گئے
ہوے کشتہ اعدا بہت وقت جنگ — زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
کوئی لوٹتا تھا پڑا خاک پر — کوئی کھا کے نیزہ گرا آہ کر
ہوے کشتہ جتنے کرون کیا بیان — سوا اُس کے کچھ نہ وہان تھا عیان
مظفّر ہوئی غازیون کی سپاہ — ہوئی فوج یونان سراسر تباہ

آخر کار باقی فوج بہ سبب نہ پہنچنے وعدہ موت معیّن کے اپنے ہتھیار و گھوڑے چھوڑ بھاگی اور اُس مہلکہ سے جان بچا اپنا بہت سا مال و اسباب عوض مین نیم جان کے چھوڑ گئی تب نواب نامدار نے نقّارہ فتح کا بجوایا اور صبح کے وقت غنایم کو ضبط مین لا غازیان اُسلام کو صلہ و انعام شایستہ دے مابقی سر برنگپتن کو روانہ فرمایا جب اِس شکست کی خبر مادھو راو کو پہنچی رنگ چہرہ کا اُسکے اُڑ گیا مار سر کوفتہ کے مانند بیچ و تاب کھانے لگا اتّفاقاً اُسی وقت پانچ چھ ہزار سوار جو حسب الحکم اُسکے بارا محال کی طرف تاخت کو گئے تھے جبدی پندارون کے تاخت سے خستہ و پریشان حال مسلوب المال اُسکے لشکر

مین جا داخل ہوئے اُنکا یہہ پریشان حال دیکھنا زیادہ تر موجب رنج و کاہش کا مادھو راو کو ہوا پر پیشوائی کے نام کی غیرت کے سبب ایسی ناکامی سے پونان کو جانے کا لاچار ساتھہ دل سوگوار و چشم اشکبار کے مقام چنتامنی سے کوچ کر داسن کو ہستان انباجی درگ مین مانند جمادات کے بے حس و حرکت ہو کر اقامت کی جب یہہ خبر نواب بہادر کو جو عقل کامل اور اقبال شامل رکھتا تھا معلوم ہوئی مآل کار کو خرد خدا داد کی میزان مین تولا اور یہہ سمجھکر کہ دو سال کے عرصے سے تمام ملک متعلّق دارالامارت مرھٹون کے لشکر سے پامال ہو رہا ہے اور اُس مدّت مین اُنکی تاخت و تاراج کے باعث دانہ کیا بلکہ گھاس بھی زمین پر اُگنے نپائی اِس صورت مین اگر چندے اسی طرح لڑائی بھڑائی اِس ملک مین قایم رہیگی تو رعایا کا حال بہت ابتر و خراب ہو جائیگا اور بزرگون نے فرمایا ہی کہ صلح و صلاح بہرحال جنگ و جدال سے بہتر ہی چنانچہ موافق حکم رائے صواب نمائے کے ایک شخص کو جو مشیر محفل خاص اور محرم خلوت سرائے صدق و اخلاص کا تھا عہدے پر سفارت کے منصوب فرما کر ایک نامہ اِس مضمون کا مادھو اراو بہادر کو لکھا کہ دنیا ایسی متاع نہین ہی جسکے لیئے دو عاقل باہم نزاع کرین اور رعایا و برایا جو بدایع ودایع ایزدی ہین اُنکو عبث پامال کرنا اور لوٹنا اور خون ناحق کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر ڈالنا جوانمردان حق شناس کی آئین سے بہت بعید ہی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جب تک ایک رمق بھی اِس طرف کے مجاہدون کے تن مین باقی رہیگی تمہارے لشکر کو آرام و راحت سے بہرہ لینے نہ دینگے اور اگر سو برس اِس کوہستان مین سر ٹکراؤ گے تو بھی ممکن نہین کہ تمہاری ریاست کا نقش اِس ملک مین درست بیٹھے اسواسطے صلاح دولت اسی مین ہی کہ آپ

پونان کو ساتھ خیر و عافیت کے مراجعت کرین اور اگر تھوڑے روز اور خوشامدیان خانہ براندازکی اِغوا سے اپنے دارالملک سے دور اِس ملک مین تاخیر کرینگے دشمنون کے ہاتھ سے جو مترصّد فرصت ہین اُس ملک مین رنگ رنگ کے فتنہ و فساد سر اُٹھاوینگے تب سوائے افسوس ہاتھ ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ دارالحکومت تک پہنچنا دشوار ہو جائیگا اور چونکہ عالم اتحاد مین دوستانہ ضیافت کرنا مناسب ہوتا ہی اِس لئے کچھ نقایس اور کچھ روپی نقد بھیجے گئے ہین اُسے قبول کر اپنے دوست دار کو مشکور کیجئے والسلام جب نامہ مصالحت ختامہ مہرخاص سے مزّین و مرتّب ہو چکا مہ سات لاکھ روپی نقد اور کچھ نقایس اقمشہ کے ساتھ جو دو تین روز کے آگے مادھوراو کی فوج ہراول سے لوٹ مین ہاتھ لگے تھے منتخب کرواسطے مادھوراو کے ہدیہ کے طور پر سفیر بانہ بیر کو حوالہ فرمایا گیا اُس فدوی اخلاص شعار نے سب نقد اور اجناس مع نامہ مادھوراو کی خدمت مین پہنچایا مادھوراو تو ایسے مایدہ پر فایدہ کے حاصل ہونے کی دعا ہی مانگ رہا تھا نامہ و نقود و اقمشہ کے وصول ہونے کو فتح غیبی سمجھ نواب بہادر کے ارشاد کو دامن جان مین باندھا اور نواب بہادر کی طرف کے اسیرون کو انعام و خلعت دے کر سفیر مذکور کے ساتھ روانہ کر خود فی الفور وہان سے پونان کی طرف کوچ کیا جب میدان ملک کا مرھٹہ کی فوج سے خالی ہوا نواب بہادر نے مادھوراو کے پیچھے پیچھے بالاپور خورد کی طرف کوچ کیا اور وہان پہنچکر رعیتون پر جو مرھٹون کے ہاتھ سے ستم رسیدہ ہو رہی تھین توجّہ کی نظر مبذول کی اپنی سرکار سے زرتقاوی دے خراج یکسالہ معاف کر سب کو خوش کیا پھر خود بدولت و اقبال بنگلور کی طرف عنان تاب ہوا اُن سوانح سے جو اِس مقام مین وقوع مین آئے ایک یہ ہی کہ

علی زمان خان نابطہم زلف بدر الزمان خان نے وکالت مین محمد یوسف کمیدان قلعہ دار مدھیرا کے جسکو نواب محمد علی خان نے بغاوت مین متہم کرکے واسطے استیصال اُسکے فوج بھیجی تھی نواب بہادر کے حضور مین حاضر ہو کر مدد طلب کی لیکن چونکہ ضمیر منیر مین ارادہ انتظام کرنے نواحی بنگلور و صوبہ سرا کا مصمم ہو گیا تھا علی زمان خان کو حکم حاضر باشی کا ہوا جب وقایع کی فردون سے معلوم ہوا کہ نواب محمد علی خان نے محمد یوسف کمیدان کو پکڑ کے دار پر کھینچا اور قلعہ مدھیرا فتح ہو گیا نواب بہادر نے علی زمان خان کو جو نہایت حسین الخلقت گھوڑے کی سواری سے معذور تھا ایک فیل فلک شکوہ معہ عماری اُسکی سواری کو عنایت کیا اور ندیمان خاص کے زمرہ مین ممتاز فرمایا اُنھین دنون مین فیض اللہ خان ھیبت جنگ نواب دلاور خان سابق صوبہ دار سرا کا داماد اپنے خسر سے ناخوش ہو سایہ دولت حیدری مین پناہ جو ہوا تھا جب اُسنے اُن روزون بہ سبب رفع ہو جانے فساد مرھٹون کے خاطر انور کو نواب بہادر کے خوش دیکھا فرصت کے وقت مین اپنے دعوی کو ظاہر اور اپنے خسر کو طغیان مین متہم کرکے مزاج کو نواب بہادر کے برہم کیا اور آپ ساتھ چند سوار اور ایک فیل کے واسطے حاضر لانے نواب دلاور خان کے پیشگاہ حیدری سے کولار کو روانہ ہوا دلاور خان جو مرد جہاندیدہ تھا بے تامل حضور مین حاضر ہو کر اپنے داماد کی کیفیت مفصل حضور مین ظاہر کی اور ھیبت جنگ کے لڑکون کو جنھین ہمراہ اپنے لایا تھا حاضر کیا نواب بہادر نے باتون کو دلاور خان کے سچ یقین کر لڑکون کو آگے فیض اللہ خان کے بھجوا دیا اور دلاور خان کو حکم فرمایا کہ چونکہ فیض اللہ خان تربیت طلب ہی نصیحت کرنے مین اُسکے خاطر عاطر مصروف رکھا چاہیئے بعد اِس گفتگو کے نواب دلاور خان علحدہ ایک خیمہ مین جو موافق حکم کے ساتھ فرش

نفیس اور سامان ما یحتاج سے مرتب و آراستہ ہوا تھا داخل ہوا اور دونون وقت نواب کے ساتھ الوان نعمت مین شریک ہوتا تھا علاوہ اُسکے سرکار کے دیوان کو یہہ حکم دیا گیا تھا کہ جب تک نواب دلاور خان لشکر مین تشریف رکھین ایک ہزار روپی ہر روز واسطے مصارف ضروریہ کے سرکار سے پہنچاتا رہے اور از بسکہ خاطر انور نواب دلاور خان کی ملاقات سے مسرّت اندوز ہوی نواب نور الابصار خان کو جو نواب دلاور خان کا بھتیجا تھا اپنی دامادی مین افتخار بخشا اور بہت سامان جہاز کا جو لایق سلاطین کے اور فایق اوپر رتبہ اعاظم و اکابر کے تھا عنایت کر سرفراز کیا بعد تھوڑے روز کے خود بدولت چھہ مہینے تک نواحی بنگلور و مدن پلّی و کبسر مین تشریف رکھ راجگان سرکش و متمرّد کنٹین قرار واقعی سزا کو پہنچا مستقر حکومت کی طرف رونق افزا ہوا اور دو برس کے عرصے تک کسی طرح کے فتنہ و فساد نے اطراف و جوانب مین سر نہ اُٹھایا بتری دل جمعی سے ہمت عالی کو آراستہ کرنے پر سپاہ جنگی اور جمع کرنے پر مقصر بار و سامان حرب کے مصروف رکھا اور اُسی زمانے مین خبر فوت ہونے محمد عمر کمیدان کی حضور مین پہنچی نواب بہادر نے اُسکے لڑکے کو جسکا نام محمد علی تھا بمقتضاے بندہ نوازی اُسکے باپ کی جگہہ کمیدانی پر اُسی رسالون کے منصوب و مقرر فرمایا ؛

پہنچنا رگھناتھ راو پیشوا کا ملک بالاگھاٹ کی تسخیر کے ارادے
پر پونان سے اور پھر جانا اُسکا ناکام اور تسخیر فرمانا
نواب بہادر کا ملک بادامی وجالی مال وغیرہ کو اورد وسرے
وقایع جو سنہ گیارہ سو تیراسی مجری مین ظاہر ہوے

جب نراین راو پیشوا اپنے چچا راگھو کے ظلم کے سبب محمد یوسف کمیدان کے ہاتھ سے مارا گیا راگھو راو جو بالاجی راو اور مادھوجی راو کے عہد سے قید مین دن رات بسر کرتا تھا اپنے بھتیجے کے قتل کو موجب استقرار اپنی دولت کا جانکر پونان کی مسند ریاست پر بیٹھا اور بہت سے اُمرا و ارکان دولت مرھٹہ کو بہ پیشکشِ زر نقد اور وعدہ احسان آیندہ ستمال و موافق کر فوج بیشمار اور توپخانہ آتشبار لے حیدر آباد کی طرف متوجّہ ہوا ناظم حیدر آباد اِس خبر کو سنکر اپنے لشکر کے ساتھ اُسکے مقابلے مین آیا اور دونون طرف سے صف آرائی ہوئی ناظم حیدر آباد کی فوج بہ سبب آرام طلبی و آسایش دوستی کے جنگ و جدال کی تاب نہ لا میدان سے بھاگ گئی اور رکن الدولہ نے بھی جو دیوان مستقل اور امورات جزوی وکلی کا مالک تھا اپنی سلامتی مقدّم جان پہلو تہی کیا نواب نظام علی خان بہادر یہ حال دیکھکر گرداب حیرت مین پڑ گیا موشیر رموفرانسیس نے مع دو پلٹن سپاہی نواب کی سواری کے ہاتھی کو درمیان مین لیکر جنگ کرتا ہوا اُسے بیدر کے قلعہ مین سلامت پہنچایا راگھو نے جلد تعاقب کر قلعہ کو محاصرہ کیا کئی روز مین نواب نظام علی خان نے تسلیم کر دینے پر کئی ملک سیر حاصل کے (جیسے بیدر اورنگ آباد احمد آباد برار) رگھناتھ راو سے مصالحہ کیا نب راگھو نے بعد اُس فتح نمایان کے دماغ فرعونی

پچا کر طرف ملک بالا گھاٹ کے جو قبضہ حیدرنی مین تھا کوچ کیا اِس عرصے مین
ترنویس رکن اعظم دولت پونان نے جو نراین راو کے مارے جانے اور
ا پانے سے راگھو کے ناخوش ہو تمارض کر کے پونان مین رہ گیا تھا حیدرآباد
ناظم کو لکھا کہ راگھو کو خلل دماغ ہو گیا ہی اُسنے اپنے حقیقی بھتیجے نراین راو
ایک جوان نیک ذات تھا ناحق ظلم سے قتل کیا مستاصال کرنا اُس بے باک
ر خون ناحق کا قصاص لینا صاحب دولتون پر لازم و واجب ہی اِسواسطے
ت یہہ ہی کہ ہم اور تم بالاتفاق ساتھہ تدابیر شایستہ اور مساعی بایستہ
قتل پر اُسکے ہمت باندھین اور نانا موصوف نے ایک نامہ اتحاد آمیز
ی منصمون کا نواب حیدر علی خان بہادر کے حضور مین بھیجا نواب بہادر نے
لو جواب مین لکھا کہ اگر راگھو اِس طرف آئیگا ہم تمھارے لکھنے پر عمل
نے مین قصور نہ کرینگے،

سکے نواب حیدر علی خان بہادر نے اپنی جوانمردی کی شہرت کے
واسطے حاضر کرنے تمام لشکر فیروزی اثر کے حکم کیا نانا پھرنویس
ب نامہ نواب کا پہنچا پڑھکر بہت ممنون و مطمئن ہوا اور فکر و
کر لشکر کے سرداروں کو جو راگھو سے سازش رکھتے تھے یہہ
بھیجکہ ایسے خونی کی رفاقت جسنے قطع رحم کر کے اپنے بھتیجے رشید کا
خنجر بیداد سے چاک کیا اختیار کرنا مردانگی کی حمیّت سے بعید ہی اور
ظالم سے جسنے خون اپنے جگر گوشہ کا کمال بیرحمی سے خاک پر ڈالا توقع
فلاح کی رکھنا عقل مآل اندیش کے نزدیک بہت غریب مقتضا آدمیت
ہی کہ رفاقت کو اُسکی ترک کر کے پونان کو سب چلے آو اور نراین راو
کے دروازے پر حاضر ہو اُس مظلوم کی رانی جو حمل سے ہی اُسکی نوکری

اختیار کرو، جب یہ پیغام سرداروں کو پہنچا بمقتضا ے خرد مصلحت اندیش اکثر لوگ تو کسی لطایف الحیل سے راگھو کی اجازت سے پونان کو سدھارے اور کتنے ہراولی و یزکداری کے بہانے لشکر سے نکل کر پونان کو چلے گئے غرض کہ بیدر سے لے راے درگ کے پہنچنے تک کوئی متنفس لشکر یون سے راگھو کے ساتھ نرہا تب ناچار دل شکستہ تاسف سے ہاتھ ملتا ہوا ساتھ بیس ہزار سوار پندارہ کے جو اُسنے خود جمع کیے تھے آہستہ آہستہ منزلونکو قطع کرنے لگا اِس درمیان مین جب جاسوسون سے اُسنے یہ خبر پائی کہ حیدر آباد کا ناظم موافق صواب دید نانا پھرنویس کے بڑی فوج صمیت ایلغار کیے ہوئے آتا ہی تب مضطر ہو نواب بہادر سے التجا کرنی مصلحت وقت جان ایک وکیل دانا کو حضور مین نواب بہادر کے روانہ کیا اور ایک نامہ اِس مضمون کا لکھا کہ اگر آپ اِسوقت مین میری کمک و دست گیری کرین اور چہارم حصہ خراج کا جو معمول ہی لطف فرماوین تو سراسر کرم و عنایت ہی،

نواب بہادر نے جواب مین لکھا کہ ترمک راو کے ظلم سے رعایا مین کچھ حالت باقی نہین رہی ہی مال واجب ادا نہین کرسکتین تمہارے واسطے حصہ کہان سے بھیجا جاوے اور جو تمنے کمک چاہی ہی اُسکا یہ حال ہی کہ اگر تم کو کسی غیر کے ساتھ منازعت ہوتی تو کمک کرنا مضایقہ نہ تھا مگر اِس صورت مین کہ یہ نزاع و خصومت تمہارے گھر ہی سے اُٹھی ہی ہم کو تمہارے امورات خانگی مین دخل کرنا نہین پہنچتا آیندہ ہم کو ایسی تکلیف مالا یطاق سے معاف رکھیئے راگھو نے مکرر لکھا کہ اِس وقت مین فتنے کا بازار سب طرفون سے گرم ہی اگر دس لاکھ روپی مہربانی کی راہ سے عنایت کرین تو اُسکے عوض مین تمام صوبہ سرا اُس طرف کشنا ندی کے بادامی و جالی مال وغیرہ تک

ینگان حیدری کو ہم تفویض کر دینگے نواب بہادر نے اِس پیام کے جواب
اگھو کے وکیل سے فرمایا کہ اگر تمہارا موکل اپنے لکھے پر عمل کرے اِسطرف
بھی تمہارے مقصد کے سرانجام کر دینے مین فروگذاشت نہ ہوگی راگھو نے
یہہ مژدہ سنا خوش ہوا اور باجی راو اپنے نسبتی بھائی کو معہ تین سو سوار
یک پروانہ بابوجی سیندھیہ صوبہ دار مہرا کے نام پروانسطے خالی کر دینے
کے روانہ کیا جب باجی راو قلعہ کے حوالی مین پہنچا اور پروانہ قلعہ مین صوبہ دار
اس بھیجا وہ فی الفور اُسکو پڑھکر آگ ہوگیا اور یہہ جواب دیا کہ راگھو راو
راد رزادہ کون ہی جسکے حکم سے ہم قلعہ کو خالی کر دین اگر وہ اپنی خیریت
ی صحیح و سالم پھر جاوے نہین تو مارے گولون کے اُڑا دیا جائیگا باجی راو تو
سے لڑنیکی طاقت نہین رکھتا تھا وہان سے مراجعت اور نواب بہادر کی ملازمت
کر کمک کی استدعا کی نواب بہادر نے موافق اُسکی تمنّا کے
زادہ فیروزبخت کو فوج شایستہ دے واسطے فتح کرنے قلعہ سرا کے
ت فرمایا اِس اثنا مین کئی نامے نانا پھڑنویس کے پونان سے اِس
ن کے ملاحظہ مین حضور کے گذرے کہ ہرگز ہرگز جھوٹے قول و فعل پر
کے التفات و اعتبار نفرمانا اور جس طرح ہو سکے قلع و قمع مین اُس
کے جس نے ریاست پونان کو مختل و برہم کر دیا ہی سعی کیا چاہئے
ء اللہ تعالی بعد استیصال اُس خونی و خیم العاقبت کے جو امر آپ کی دولت
د کے استحکام کے لیئے ضروری ہوگا اُس مین خیرخواہ امداد و اعانت کریگا،
نواب بہادر نے جسکے ضمیر مین ملک گیری کا خیال مکنون و مضمر تھا
ار اور سرداروں کو پونان کے ممنون احسان رکھنا موجب افزایش
ی اپنی دولت کا تصوّر کر کے دارالریاست سے نکل فوج قاہرہ سمیت

سواد برجن راے پتن مین علم اقبال کو بلند کیا شاہزادہ بلند بخت نے جو ہمراہ رکاب پدر بزرگوار کے تھا قلعہ سر اکو محاصرہ کیا اور مرحلہ دسیہ (یعنے دیوار جسکے آر سے فوج لڑتی ہی) مرتّب و طیّار کر ساتھہ ضرب گولون کے قلعہ نشینون کو تباہ کرنا شروع کیا تین مہینے کے عرصے مین بڑی کوششون سے وہ قلعہ فتح ہوا اور تھانہ مستحکم قلعہ مین بتھامد گیری کی جانب متوجّہ ہوا چار روز کے عرصے مین بزور اُس قلعہ کو بھی مسخّر کر چجن راے درگ کے قلعہ کو گھیر لیا بعد محاصرے ایک مہینے کے بہادران شیر صولت اور غازیان رستم صلابت نے قلعہ پر ہلّا کر بزور بازوی مردی اُسے مفتوح کیا اِس عرصے مین نواب بہادر نے بھی کوچ فرما آہستہ آہستہ جنگل میدان طی کرتا ہوا تمکور کی نواح مین آیا راگھو نے جب خبر فتح ہو جانے کی قلعہ کے شاہزادہ بلند اقبال کی پردلی و تدبیر سے سنی اور فوج ظفر موج حیدری کو بھی مانند سیل بلا کے اپنی طرف متوجّہ دیکھا بھاگنے سے بہتر کوئی تدبیر اُسے نہ سوجھی سولہ ہزار سوار سے جو اُس اضطرار کی حالت مین اُسکے ساتھہ رہگئے تھے پیچھے ہٹ کر ارادہ ہندوستان کے جانے کا کیا لیکن پونان اور حیدرآباد کی فوجون نے اُسکا تعاقب کیا اور اُسکو فرصت اُدھر جانے کی نہ دیکر پہلے تو برہان پور تک وہان سے خاندیس اور وہان سے گجرات تک اُسکا تعاقب کیا نواب بہادر نے اِس فرصت کو غنیمت جان گوپال و بہادر بندہ و مودکی درگ و کیچندر گڑہ کو جو سب قلعون مین مضبوط اور محالات توابع اُنکے جو سیر حاصل تھے اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا راجہ سرہتی کو جسنے اطاعت و انقیاد اختیار کی تھی خلعت فاخرہ وجواہر گران بہا عطا کر کے اُسکی سرفرازی اور واسطے توفیر خزانہ و آبادی اُس ملک کے اُسکو ناکید بہت فرمائی چند روز مین نول کنڈہ و جان ہلّی کو مفتوح کر طرف جوبلی دھارواڑ کے لشکر کشی کی ؛

ب اگلے دنون مین نواب بہادر نے قلعہ نگر کو مفتوح کر کے تمام ملک
رکو اپنے تصرّف مین لایا میر رستم علی خان فاروقی نے جو نواب
ت جاہ کی طرف سے قلعدار حویلی دھارواڑ کا تھا حلقہ عبودیت نواب
کا اپنے کان مین ڈال کر قلعہ کے تئین اولیاے دولت کو تسلیم
یا اور خود ساتھ شاہ پان سو روپی کے عہدہ بخشی گری پر سوار ان
ر کے ممتاز ہوا بعد گذرنے تھوڑے روز کے جب مادھو راو پیشوا نے
بالا گھاٹ مین آکر فتنہ و فساد برپا کیا وہ قلعہ گماشتگان حیدری کے
ت سے نکال کر مرہٹے کے تصرّف مین آگیا اُس عہدے سے بسونت راو نام
شخص گوپال راو کے خویشون سے اُس قلعہ کا قلعدار تھا در پنولا جب
ی لشکر کا گذار اُس طرف ہوا وہان سے سرسری چلا جانا اور
و غیرہ کے قبضے مین چھوڑنا حمیت سرداری و بہادری سے بعید جانکر
الا واسطے محاصرہ کرنے اُس قلعہ کے صادر ہوا اور گلندازون کو حکم
یا کہ دو رسے گولے مارے رہین چونکہ فتح کرنا مستحکم گڑھون کا شتابی ممکن نہین
لیئے نواب بہادر نے اپنی خرد دوربین سے بہتدبیر شایستہ ٹھہرا کر
خط آپاجی رام کارپرداز نواحی مرج کی طرف سے اسمی بسونت راو
ارحویلی دھارواڑ کے اِس مضمون کا لکھا کہ ظاہرا نواب بہادر عزم
سخیر کرنے کا قلعہ حویلی دھارواڑ کے رکھتا ہی تم ہرگز بیدل نہو اور جنگ پر
ستعد رہو ہم جلد فوج واسطے کمک کے بھیجتے ہین جب خط لکھا گیا
ب بہادر نے آپاجی رام نام ایک اپنے ملازم کی مہر جو لشکر فیروزی

اثر کے ہاتھ تھا بہت کردو نفر ہرکارے کو لباس مرھٹون کا پہنا اور وہ خط اُنکو دیکر قلعہ کو روانہ کیا جب ہرکارے آگے قلعہ دار حویلی دھارواڑ کے پہنچے اُس نافہم شامت رسیدہ نے اُس خط کو بھیجا ہوا آپاجی رام کا پیرداز نواحی مرج کا جانا اور کمک پہنچنے کی امید پر بہ نسبت سابق زیادہ استحکام کرنے مین قلعہ کے مشغول ہوا بعد چار روز کے نواب بہادر وقت شب کے دو ہزار سپاہی تین سو سوار قوم مرھٹہ و راجپوت کے اپنے لشکر سے منتخب کر تین ضرب توپ اُنکی ساتھ دے اور ایک رسالہ سوارون کا واسطے احتیاط کے تعین فرما ایک شخص معتمد کو سپہدار اُس فوج کا مقرّر کر رخصت فرمایا اُس فوج نے جنگل مین گھس کے اُس راہ سے جو مرج سے قلعہ کو آتی تھی سر نکال قلعہ کے نزدیک آکر کئی توپ و بندوقین بے گولے و گولی کے چھوڑین قلعہ والون نے جو کمک کے پہنچنے کی انتظار مین راہ دیکھ ہی رہے تھے آواز توپ و بندوقون کی سنتے ہی کمک پہنچنے کا یقین کر بہت خوشی سے دروازہ قلعہ کا کھول سب سوار اور پیادون کو قلعہ مین راہ دی سپہسالار فوج جعلی نے قلعدار کو کہا کہ سب اپنے سپاہیون کو قلعہ سے نکالو تا وے جا کر مورچون پر نواب کے شب خون مارین اور جو لوگ ہمارے ساتھ مرج سے آئے ہین قلعہ کی حفاظت اُنکے حوالے کرو وہ قلعہ دار اندھیری رات مین دوست دشمن کی تمیز نکر سکا اپنے سپاہ کو قلعہ سے باہر نکال سپاہیان تازہ دار کو واسطے حفاظت قلعہ کے متعیّن کیا جو ہمین قلعہ کے سپاہیون نے حصار سے باہر قدم رکھا سپہسالار حیدری نے بے تکلّف ہاتھ دگردن قلعہ دار اور کئی اُسکے ملازمین کی اچھی طرح مضبوط باندھ تمام غلّہ و آلات حرب جو قلعہ مین تھے اپنے ضبط مین لا مبارکباد کی شلکین چھوڑین جب قلعہ اُس حیلے سے

سے بھرے قبضے مین آگیا علی الصّباح نواب بہادر گھوڑے پر سوار ہو
ن داخل ہوا اور وہان کے مکانون کی سیر کر کے اشیای نفیسہ
ب فرماجو قابل انعام کے تھین سپاہ رزم خواہ کو عطا کین اور ایک
کے عرصے تک اُس ملک کی سیر و گشت فرماوہان کے راجاؤن سے
خطیر معرض وصول مین لا کر تالیف قلوب کے واسطے جو فی الحقیقت
نظم سرداری کا ہی باجی راو برادر نسبتی راگھوکو جو لشکر ظفرپیکر مین
احضور مین طلب کر کے فرمایا کہ اگر تمکو جانا منظور ہی جاؤ کچھ مزاحمت و
ہ تمسے نہ کیا جائیگا اُس درماندہ بیابان سرگردانی نے عرض کی کہ راگھوکا
مارا برہم ہوا پونان کے سرداربسبب میری قرابت قریبہ کے راگھو کے
سب میرے خون کے پیاسے ہین اب مین سوا سے سایہ دولت کے ملجاو ماوا
کھتا نواب بہادر نے اُسکی بیکسی کی حالت پر ترحّم فرماعہدے پر رسالہ داری
سو سوار کے اور ساتھ عنایت کرنے فیل و نقّارہ و نوبت کے
سرفراز فرماملازمان خاص مین داخل کیا اُنھین ایام میمنت التیام مین کہ سارا
ب دولت کا مہیّا وآمادہ اور فتح واقبال مانند چاکران خاشیہ بدوش اور
حلقہ بگوش کے درد ولت سرا پر حاضر تھے پورنیا برہمن کو جو ساتھ جوہر عقل
راستگی رکھتا اور بہ مشاہرہ پچاس ہون ایک شخص کے پاس
صرّافان لشکر حیدری سے تھا اوقات بسری کرتا تھا اور تحریر و تقریر
بہت دنون سے منظور نظر شکل پسند نواب عالی جناب کی تھی
ے ذرّہ پروری حضیض نکبت سے نکال کر اُسے اوج سرفرازی پر پہنچا
لنرّی زبان کا اُسکو تفویض فرمایا اور مواجب معقول مقرّر کر اُسے
مناس عالم کا کیا بعدا نتظام کرنے اور سب کارخانجات کے خاطرنور بہ نسبت

سابق کے بیشتر آراستہ کرنے پر سپاہ رزم خواہ کے متوجہ ہوئی چنانچہ عرصہ قلیل مین جنگ کے آلات شمار سے زیادہ فراہم کیے گیئے اور شہرہ قدردانی و سپاہ دوستی کا نواب نامدار کے بلاد و قصبات مین گوشوارے کے مانند بہادران جان سپار کے کان کا آویزہ ہوا جوق جوق سوار پیادے اچھے اچھے سلاح گھوڑون سمیت آکر نوکر ہونے لگے چنانچہ اب دستے دستے سوار خاص طویلون کے جگ مگے اور چمکیلے ہتھیارون کے ساتھ رنگ برنگ کے لباس پہنے جولانگاہ مین گھوڑے پھراتے پیادے بند و قچی و ردی سرخ و زرد و سبز باناتون کی پہنے ہوئے مانند ابر موسم بہار کے ہر جانب خرامان ہوتے اور سوار زرہ بکتر خود چار آئینے پہنے ہوے دریاے موّاج بحر اخضر کو عرق خجالت مین ڈباتے الغرض عرصۂ قلیل مین اتھاون ہزار سوار جرّار ساتھ پلٹن سپاہی و پینتالیس ہزار پیادے کرنائکی جو برقندازی کے فن مین بے خطا تھے اور پانچ ہزار باندار و دس ہزار گولندار قادر انداز علم آسمان سا کے تلے مجتمع ہوئے اور توپخانے کے علاوہ دو ہزار اُونٹ منتخب جوانان روئین تن کے حوالے ہوئے کہ عراق و ترکستان کی فوج کی طرز پر شتر نال اُنپر باندھکر لڑائی مین مانند ابر کے جوشان و خروشان و برق افشان رہین جب خاطرخطیر سب اسباب سروری کے انجام کرنے سے جمع ہوئی مستقر سریر دولت کی طرف معاودت فرماکر سایہ عاطفت کا شہر خجستہ بہر کے رہنے والون کے سر پر ڈالا اور مناصب مناسب و روزینے اور مواجب و خلعت و جواہرات ہاتھی گھوڑے عطا کرکے تمام اُن لوگونکو جو سایے مین دولت و اقبال کے رہتے تھے عرق ریزی اور جانفشانی پر آمادہ و مستعد کیا،

آنا مادھو راو پیشوا کا دوسری بار پونان سے بالاگھات مین
بقصد استخلاص اور آخرکار صلح کرنا اور پھرجانا اپنے ملک کو

نواب حیدر علی خان بہادر نے بعد مراجعت مادھو راو کے ایک لشکر
مین مردان جنگی اور لڑاک سے جمع کر اور بڑا توپخانہ آتش بار بہم
تک بقنور کے بند و بست کو کوچ کیا صوبہ سرا کے ناظم کو جو
او کی طرف سے مقرّر تھا اِس کوچ سے اُسے یقین ہوا کہ نواب حیدر دل
نگر کے بند و بست سے فراغت کر صوبہ سرا کی تسخیر کا ارادہ کریگا اِسلئے
بچاو کے واسطے اِس واقعہ کا علاج وقوع سے پہلے کرنا مصلحت جانکر
رضی کے ذریعہ سے مفصّل حال اُسکا مادھو راو پیشوا کے حضور مین
یا اُس سردار صاحب اقتدار نے بھی نواب بہادر کی جمعیّت کو اپنی
کی پریشانی کا سبب جانکر ایک حشر عظیم سوار و پیادون سے جمع کر کے
است محروسہ کی طرف نواب بہادر کے متوجّہ ہوا اور اپنی فوج کے
ارون کو بڑی جمعیّت کے ساتھ واسطے فتح کرنے ان قلعون کے جو
بہادر کے علاقے مین تھے تعینات کیئے نواب بہادر نے اُسکے آنے سے
ذرہ اندیشہ نہ کر تمام فوج ظفر موج اور توپخانہ کے ساتھ ہمو کر لواتین
سے تنب بھدراندی اُتر کر شکارپور کے سواد مین خیمہ کیا
چیتل درگ کا اس مہم مین ہمرکاب نواب بہادر کے تھا) غنیم کی
نے بھی یہہ اطلاع پاکر قلعون کا محاصرہ ملتوی رکھ ایک کوس کے فاصلے
کیا اور شب بسر کر کے نور کے تڑکے میدان مین آپہنچے اِس طرف سے
بہادر توکّل کا خود سر پر رکھ حفاظتِ حافظ حقیقی کا جوشن پہن میدان

مین آیا اگرچہ درمیان افواج غنیم کے جو مور ملخ کے مانند بیشمار تھی فوج نواب بہادر کی محصور ہو گئی تو بھی غازیون نے اُسدن کو لڑتھڑ کے بسر کیا شام کو مخالف کی فوج اپنے ڈیرون پر پھر گئی اور نواب بہادر نے سپاہ کو فرصت کھانے پینے کی دیکر رات کو وہان سے کوچ کر چرولی و نوزلی وچراگی کے مقام پر خیمہ کیا اور گھنے جنگل کو پشت پر رکھکر لشکر کی چارون طرف کمین گاہ دشمنون کے شکار کے لیئے مقرر کر جا بجا سوار پیادون سے محافظت اور مضبوطی کی اور اُسطرف سے مادھوراو نے بھی شانور کے حاکم صمیت جو اِس مرتبہ بھی بدعہدی کر کے اُسکے ساتھ ہو گیا تھا آکر لشکر حیدری کے سامنے ڈیرہ کیا ہر روز تولی تولی بیر اور سورمان سوارون کی دونون فوجون سے نکل نکل میدان مین آ لڑتھڑ کوئی شہادت کا شربت پینا اور کوئی دوزخ کی آگ کا کندا بنتا تھا کئی دن پیچھے جب مادھوراو نے گولے اولے کے مانند برسانے تب اُردوے مبارک سے بہتون نے مرتبہ شہادت کا پایا نواب نامدار نے اِس سے پہلے ہی رات کو پانچ ہزار بندوقچی اچوک پندرہ سو سوار جان نثار چار ضرب جلوی یا میدانی توپین ہلکی ہلکی ساتھ لیکر سارا اسباب واساس عظمت و شوکت کا دلاورخان بہادر کے اعتماد پر چھوڑا اور باقی لشکر ہیبت جنگ سپہسالار کے حوالے کر شبخون کی نیت سے شیر کی مانند جنگل مین گھسا اور دل مین یہ ٹھہرایا کہ پہلے دشمن کے توپخانے پر گر اُسکو قابو مین لا پیچھے دشمنون کو گولے و گولیون کا نشانہ اور نہنگ شمشیر کا طعمہ بنایا چاہئے لیکن بیچ یہہ پر گیا کہ جنگل سے نکلتے نکلتے رات آخر ہو گئی طلیعہ روشنی صبح لشکر فتح پیکر کا ہراول ہوا غنیم کی فوج خواب غفلت سے چونکی اور نواب حیدرعلی خان بہادر کی لشکر کے مقدمے کو شہد کا چھتا سمجھ مکھیون کی طرح چارون طرف سے بھن بھنا کر آچمٹے اور مار مار للکارنے

ب بہادر نے اُسوقت مین گولندازون کو حکم دیا کہ توپ کو مہتاب دکھائین
جب فلیتہ دکھایا توپون نے آگ نہ لی ہرچند گولندازون نے جوفن گولندازی
ے مثل و یکتا تھے سو طرح کی تدبیرین کین لیکن بموجب اِس مصرع کے

تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

توپ بھی نہ چلی آخرکار خود نواب نے گھوڑے سے اُتر فلیتہ دکھایا اُن
اؤن سے ایک نے بھی مہرہ نہ اُگلا لاچار توپون سے ہاتھ اُٹھا کر بندوقچیون کو
نھون نے بارھین مارغنیم کی فوج سے بہتون کو جہنّم واصل کیا اور کتنونکو
پر چونکہ مرھٹے کی فوج شمار سے زیادہ تھی اِسواسطے اس قدر زدوکشت
ال مین نہ لائے اور جب کسی طرح اُنکو معلوم ہوا کہ نواب بہادر
نفیس اُس معرکہ مین حاضرہی اُسی روز کو لڑائی کے تمام ہونیکا
راجانون سے ہاتھ دھوگھوڑون کی باگ اُٹھا آتوتے اور غازیون کے ساتھ
ونیزے سے لڑے اور لڑائی رستم واسفندیار کی بھلانے لگے اُسی
ی مین یکبارگی راو دیوان نواب بہادر کی سرکار کا یکبارگی باشی ہوا اور
انخان نے چہرے پر زخم کھا کر ہم چشمون مین سرخروئی حاصل کی جو غازی کہ بچے
ن نے مرکر شکر اسلام مین ملنے کا ارادہ کیا مرھٹون نے تعاقب کیا
ے کروے سب کام آئے نواب بہادر نے جب لڑائی کا رنگ اِس ڈھنگ
تے دیکھا اکیلے اُس بلاسے نکل ایک جانب درخت کے سائے مین کارساز
کی تائید کے منتظر اور اقبال کی مدد کے امیدوار کھڑا ہو رہا اتفاق سے
طنبورچی لشکر حیدری کا اُس میدان جنگ سے نکل کر اُسی درخت
یچے جا پہنچا نواب بہادر اسکے پہنچنے کو فال فتح کی سمجھا اسکو حکم طنبور
نے کا فرمایا جو ہمین اُسنے طنبور پر چوب دی طنبور کی آواز سنتے ہی مرھٹے کی

فوج کو یقین ہوا کہ غازیون کو تازہ مدد پہنچی اِس تصوّر سے پانون سبھون کے اُکھڑ گئے ہتھیار گھوڑے غازیون کے جو اُنکے ہاتھ آئے تھے کچھ اپنے اسباب سمیت جا بجا چھوڑ ہلکے پھلکے بھاگ کھڑے ہوے نواب بہادر ساتھ کئی بہادرون کے جو طنبور کی آواز سنکر اُس درخت کے نیچے پہنچ گئے تھے میدان مین نکل آیا فی الفور پشت کی طرف سے ایک بڑا غبار اُٹھا معلوم ہوا کہ ھیبت جنگ بخشی فوجین اعدا کے خون کی پیاسی اور توپخانہ لیئے بطور ایلغار کے آپہنچا نواب بہادر نے بخشی کی عزّت بخشی کر کے لشکر تازہ زور اور توپخانہ ساتھ لے مخالفون کی فوج کا پیچھا کیا اور تلوار جو اعدا کے خون کی پیاسی تھی میان سے نکال شتاب کی اور قتل عام کا حکم کیا حکم پاتے ہی گولندازون نے جو اپنے کام مین برق کے مانند آتشدست تھے گولون کے اولے برسا کر اعدا کے کھیت کو جلا دیا اور برق اندازون نے جو شتاب شجاعت سے مست تھے دشمنون کے کھلیان پر گولیون کے صاعقے ڈال کر خاک سیاہ کر دیا سوارون نے باگ اُٹھا دشمنون کے سر سے نیزون کے لتّو اور مخالفون کی جسد کو تلوارون کے میان و غلاف بنا اُن گران جانون کے نقد و جنس پر لوٹ پاٹ کا ہاتھ بڑھایا،

نظم

ہوا اُس گھڑی اِس قدر کشت و خون — کہ حیرت مین تھا چرخ دیرہ زہ گون
عدو اِسقدر وہان پہ کشتے ہوئے — کہ میدان مین کت تونکے پشتے ہوئے
گریزان مخالف ہوئے لیکے جان — نہ ہرگز رہا وہان کسیکا نشان

آخرکار مادھوراو نے جب حیدری لشکر کے تلاطم امواج سے اپنی کشتی اُمید کو تباہی کے بھنور مین پڑی ہوئی دیکھا باوجود اُس کثرت فوج کے فراری ہوا

بنکاپور سے اِس طرف کہین نہ رُکا نواب بہادر نے جب تائید غیبی سے اُس
ن کو مخالفون کے وجود سے خالی دیکھا شادیانے فتح کے بجوا اُسی مقام پر
ھرا کرنے کا حکم دیا اور مرہم سے انعام نقد و جنس کے گھائلون کے
ن پر پھاھے لگائے اِس عرصے مین برسات کے موسم نے واسطے رفاہ عالم کے
ہ شروع کیا نقارچی نے رعد کے کوس آپہنچنے لشکر باران کا بجا کر ہنسیا لونکو
سفلی کے آگاہی دی چوتھے آسمان کے حاکم آفتاب جہانتاب نے تہدید کے لئے
ان اور سرکشان عالم کے برق کی شمشیر نکالی مادھوراو نے بنکاپور
اج مین قیام کیا اگرچہ بارش کی کثرت کے سبب عالم آب تھا اور چھوٹے
ٹے نالے بھی اتھاہ ہوگئے تھے مادھوراو نے اِس شکست فاحش کی
ت کے مارے گوپال راو مرج کے ناظم کو حکم کیا کہ جس طرح ہو سکے
بھدراندی اُتر کر نواب بہادر کے ملک کو تاراج کرے گوپال راو نے
ب حکم چار ناچار فوج سمیت ہورّل گھاٹ سے اُتر کر جتنے گانو پرگنے
ب بہادر کے علاقے سے سامنے پڑے لوٹے اور جلا کے خاک سیاہ کئے
راجہ ہرپن ہلّی اور راے درگ سے بہ زور و تعدّی مبلغ خطیر لیکر چیتل
ے کے علاقون مین ظلم کرنے لگا جب اِن سانحون کی خبر نواب بہادر نے سنی
لضرور برسات اور رندیون کی طغیانی کے اندیشہ کرنیکو آبرو ریزی رعایا کی
بے تامّل سارا ساز و سامان لشکر کا مقام پر چھوڑ صرف چھہ ہزار جرّہ سوار
ھوڑون کے دو ہزار سوار سلحدار و چار پلٹن سپاہی چھہ ضرب توپ ساتھ
جلی کے مانند اُن ظالمون کی طرف تاخت کی تین دن کے عرصے مین تکلیف
کر اُس راہ پرخطر کو طی کیا اور اچانک جس حالت مین گوپال راو اور
لے ساتھی بے خبر تھے مرگ ناگہانی کی طرح اُن کے سر پر جا گرا فرصت زین

باندھنے اور ہتھیار اُٹھانے کی اُنھین نہ دی تلوار و خنجر آبدار سے ایک ایسا خونکا دریا بہایا جو دریاے سرخاب کی طرح موج مارنے لگا سپاہ غنیم نے اگرچہ میدان جنگ سے منہ نہ موڑا پر محاصر کے سبب بند ہو کر تو پخانہ فرنگی کے ہدف ہوئے گھوڑے تھان پر بندھے کے بندھے رہ گئے گوپال راو نے جب اپنے تئین چار موجے مین کشت و مات کے پایا منصوبہ جنگ کو بے فائدہ سمجھ بساط لڑائی کی اُلٹ سب مال اگلا پچھلا اور خیمہ اقمشہ نفیسہ جو کچھ راجاؤن اور عیّتون سے بہ ظلم و تعدّی لیا تھا جا بجا چھوڑ اپنے رفیقون کے ساتھ جان لیکر بھاگا اور بہادرون کی دستبرد سے بچکر قلعہ سرا مین جو مادھو راو کے قبضے مین تھا جا کر پناہ پکڑی اور اُسکی سپاہ اور عورتین جو قتل عام سے جانبر ہوی تھین وہان قایم نہ رہ سکین بھاگ کر مادھو راو کے لشکر سے جا ملین تب نواب شیر جنگ نے اُن بزدلون کے تعاقب کو بیہودہ سمجھ نقّارہ فتح کا بجوایا اور وہین اِستقامت فرمائی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ حیدری لشکر کے پنڈارے جو طلایہ کے طور پر ہمیشہ بہ موجب دستور فوج کے آگے آگے رہتے ہین رخصت پاکر بہ تبدیل لباس و لہجہ گوپال راو کے سوارون مین جیسے پانی شراب سے جلد ملجاتا ہی مل گئے تھے جب گوپال راو بھاگا تب اُنھون نے قابو اور فرصت پا بہت سے مخالفون کو پکڑ کے کر پانچ ہزار گھوڑے جلدرو اور اُنتیس ہاتھی بڑے بڑے اور نوّے اونٹ لوٹ کر صحیح سالم بھرے پورے حضور مین آحاضر ہوئے اور بہت سا انعام نقد و جنس پاکر امتیاز و سرفرازی حاصل کی مادھو راو نے جب دیکھا کہ باوجود اِس قدر جمعیّت فوج کے کچھ ہو نہین سکتا اور پانی کے طغیان اور سیلابی کے باعث راہ پونان کی بھی نظر نہین آتی تب پہنچنا اپنا پونان تک مشکل بلکہ غیر ممکن سمجھکر ہوشیار دکیلون کی معرفت طالب صلح کا ہوا اور

کہ روپی پر انقطاع معاملہ کرکے نواب بہادر سے آشتی کی اور بعد برس کئی مہینے کے نا اُمید خوار ہمّت ہار اپنے دار الحکومت مین پہنچا نواب بہادر بعد جانے مادھو راو کے اُس نواح کا بند و بست قرار واقعی کر فتح نصرت ساتھ حافظ حقیقی کے سائے مین نگر کی راہ سے سریرنگپتن مین داخل ہوا ن لوگون نے اُس لڑائی مین جانفشانی کی تھی اُنکو خلعت و جواہر اور نقد یر دیکر آرام کرنے کی رخصت دی تھوڑے روز کے پیچھے نواب خان نے جو نواب بہادر کے سائے حمایت مین خوش اور خرّم زندگی کرتا ہان شیطان کے ورغلان سے بے سبب عذر بیماری کا ظاہر کرکے کولار ا اور وہان سے اپنا سب اسباب لیکر گپ چپ آرکاٹ مین جا وہان ت اختیار کی نواب بہادر نے اِس خبر کو سنکر بہت تاسّف کیا اور کولار ملاقے کو ضبط کرکے ایک حاکم حضور سے وہانکے انتظام کو مقرّر فرمایا،

لند ہونا نشان عالیشان کا واسطے تسخیر گوتگ اور کلیکوت کے ا دیگر وقایع کہ سنہ گیارہ سی اسي ہجری مین واقع ہوئے

مانے مین جب بیجاپور کے سلاطین کی سلطنت قایم تھی کوتگ اور ت کے حاکم اُنکے مطیع رہتے اور خراج دیا کرتے تھے جب اُنکی سلطنت سیدھی اور نواب آصف جاہ بادشاہ دہلی کے حضور سے دکھن کا صوبہ اکوتگ اور کلیکوت کے مرزبان دستور کے موافق مقرّری خراج کرتے تھے اور آخر کو جب درمیان آصف جاہ و مرہٹے کے جنگ وجدال کی ی نواب موصوف جزئیات پر متوجّہ نہوا اور صوبہ سرا کے ناظمون نے

جو اُس کی طرف سے سر کش زمینداروں کی تنبیہ کو مامور تھے رشوت لے سرکار کے نفع و نقصان کا کچھ خیال نکر سرکشوں سے کسی امر مین متعرّض نہوے قابو چی زمینداروں نے حاکمون کی سستی دیکھکر خودسری اختیار کی اور خراج گزاری سے اِبا کیا اگرچہ نواب بہادر کو اُس ملک کی تسخیر سابق سے مرکوز خاطر تھی لیکن بسبب تردّد کے جو مرھٹے کے آنے سے لاحق رہا وہ ارادہ قوت سے فعل مین نہ آتا تھا جب بالا گھاٹ نواب بہادر کے تشریف رکھنے سے باغ ہمیشہ بہار ہوا اور مرھٹے سپاہ حیدری سے صدمے اُٹھا بھاگ گئے سزا دینی اُن شریرون کی جنھون نے اِس عرصے مین فرصت پاکر سرکاری تھانون کو لوٹا اور لوگون کو قتل کیا اور اپنے اپنے خطون مین مستقل ہو کر زر خراج کچھ بھی سرکار مین نہ بھیجا تھا واجب ولازم جان کر واسطے حاضر ہونے لشکر کے حکم کیا جب فوج جمع ہو گئی نواب بہادر خود بدولت نگر کی راہ سے دریا کے کنارے پر آیا اور سات سی کشتیون پر سامان رسد کا دریا سے منگایا اور جب رسد کی طرف سے اطمینان حاصل ہوا رسالے اور توپخانے ساتھ لیکر اُن باغیون کے سر پر اجل ناگہانی کے مانند پہنچا اوّل فوج جان نثار کو بیل کے راجہ کی تنبیہ کے لیئے حکم کیا جسنے اُنھین دنون مین دار الامارت کے علاقون پر تاخت کر رعایا کا مال لوٹا اور مواشی ہانک لیگیا تھا راجہ مذکور نے یہہ خبر سنکر پہلے تنہا افواج حیدری سے لڑنا مناسب نجان قلعے کو خالی کر لڑکے بالے اور اسباب ساتھ لے بھاگ کر جنگل مین جا گھسا اور بعد اُسکے کوڑک کے حاکم کی فوج سمیت جنگ پر مستعد ہو اجب حضور مین نواب بہادر کے یہہ خبر پہنچی ایک جماعت کو مردان معتمد سے اُس قلعے مین چھوڑ خود جنگل کی راہ سے سرکشون کے سر پر جا پہنچا اور شیر کے مانند اُس نیستان سے نکل کر بے تامّل مار دھاڑ شروع کر دی

ن طرف سے ہتھیار چلنے لگے باغیون نے جب اپنی مخلصی مشکل دیکھی جان
ا تھ دھو کر خوب ہی لڑے اور بائین طرف کی فوج پر بڑے زور سے حملہ
ئے یہان تک کہ قریب تھا بہادرون کے پاے ثبات مین لغزش آجاوے
نواب خود چار ہزار سوار خون خوار لیکر قلب لشکر سے دھاوا کرو ہین
ا اور پشت کی طرف سے ساتھ تلوار خونخوار کے باغیون کے بار سر کوتن سے
نے لگا اُسی روز جسکو نوروز اقبال کہا چاہئے شاہزادہ بلند بخت
لطان نے جو پہ رہزگوار کے ہمرکاب تھا زبانی مخبرون کے جب معتبر خبر پائی
ن باغیون نے وہان سے ایک کوس کے فاصلے پر گھنے جنگل مین اپنا مال اور
اب لڑکے بالون سمیت لا رکھا ہی اگرچہ عمر اُسکی تب اٹھارہ برس
لو بھی نہ پہنچی تھی لیکن چونکہ شیر بچی کو شکار کی تعلیم دینی ضرور نہین نے
دو تین ہزار بہادر ساتھ لیکر وہان سے باگ اُٹھا گھنے جنگل کو طی کر اُس
مین جا پہنچا اُن سپاہیون کے ساتھ جو باغیو کی طرف سے وہان محافظ تھے مقابلہ
نون طرف سے پہلے تو دیر تک گولی برسا کی اگرچہ اُن سرکشون نے
ردور لڑے اور مارنے مین قصور نہ کیا آخر کار اکثر مارے پڑے کچھ لوگ
بھاگ نکلے تب شاہزادے نے سب عورتون کو گرفتار کر لیا اور تمام مال
باب جمع کر صحیح و سالم ساتھ فتح و فیروزی کے حضور مین پہنچا
ب بہادر نے اُس فتح کو سب اگلے پچھلے فتحون سے بہتر اور مقدمہ
ت آیندہ کا جان کر شاہزادے بلند ہمت کو آغوش شفقت مین لیا اور
سا اعزاز و اکرام کیا جب اُس راجہ نے اپنے لڑکے اور عورتون کی گرفتاری
ام مال و اسباب کے ہاتھ سے جانے کی خبر سنی مجبور ہو کر ساتھ چند خواص
ا کے حضور مین حاضر ہو کر سعادت زمین بوس حاصل کی اور باقی خزانہ مال

اسباب نفیس اور ہاتھی دانت جو اُسکے باپ دادون نے جمع کر رکھا تھا پچاس اونٹ بھر نذر دیکر اُسکے ذریعہ سے اپنی جان بخشی چاہی نواب بہادر نے رحم کر اُسکے ناموس کے چھوڑ دینے کا حکم دیا اور قسم و قول مضبوط و سخت ملک کی آبادی اور رعایا کی حفاظت کے باب مین اُس سے لیکر راج کو اُسکے نام پر بحال رکھا اور دوسرے روز وہان سے آگے کوچ فرمایا کوڑگ کے راجہ نے جب اُس طوفان بلا کو اپنے ملک کی طرف متوجہ دیکھا اور سارا احوال قلعہ بیل کے راجہ کا اور گرفتار ہونے اُسکے لڑکے اور عورتون کا سنا اپنے بچاؤ کی فکر مین پڑا اور اطاعت قبول کرنیکے سوا کچھ چارہ نپا کر بہت سے روپی اور چیزین نفیس اُس ملک کی نذر بھیج مطیع و منقاد ہوا نواب بہادر نے فساد کے رخنے کو بند کرنا مصلحت وقت جانکر قلعہ برکرا مین جسے زیادہ قلب اُس نواح مین کوئی قلعہ نہ تھا بہادرون کا تھانہ قایم کرکے آگے بڑھا علی راجہ کنانور کے مرزبان نے جو مرد مسلمان قوم مایلہ سے تھا نواب بہادر کے وہان تشریف لانے کو جسنے وہان علم محمدی کھڑا کیا اور اُس ملک تاریک کفرستان مین ہدایت کی شمع روشن کی تھی غنیمت سمجھکر ملازمت کی سعادت کے حاصل کرنیکو فرض جان حضور مین حاضر ہوا اور جو کچھ نقد و جنس رکھتا تھا قدم مبارک پر نثار کیا نواب بہادر نے اُسکی حسن عقیدت پر بہت تحسین و آفرین کرکے اُسکو اُس ملک کا واقف کار سمجھ اپنی ہمرکابی مین ممتاز فرمایا اور اسقدر انعام و اکرام سے اُسکو خوش کیا کہ اُسنے اپنی گذری زندگی پر تاسف کیا پھر نواب بہادر نے سپاہ کے آرام دینے کے لئے اُس سرزمین دلنشین مین دو تین مقام کرکے وہان سے بھی کوچ کرکالیکوٹ مین جا داخل ہوا اور عزیمت ازالۂ فساد اس ملک کے سرکشون اور مفسدون کی خاطر مبارک مین لاکر خون سے

نائر کے جو برسے سرکش جاہل دلیلے تھے پیاسی زمین کو سیراب کیا
کے راجہ نے شوخی کے گریبان سے سر نکال لڑنے کی جرأت کی تھی
ان حیدری نے ہو جب حکم ہر طرف سے گھوڑے اُٹھا کر اکثر اُن کو تہ
ون کے خون کو خاک مین ملایا اور آخرکار راجہ خود جہالت کی زرد پہن کر
وانہ کے شمع پر شمشیر درخشان کے آگرا اور جلکر خاک تر ہو گیا اُسکے
ے جانے کے بعد بہادرون نے اُسکے مال و اسباب کو ضبطی مین لا اُسکے
جو سات برس کا تھا قید کر حضور مین پہنچایا اور انعام پایا اور وہ لڑکا
ب الرحم اسلام سے مشرّف اور ایازخان خطاب دیا گیا پھر چند روز مین
ہادر نے ملک راجہ مقتول کے بندوبست سے فراغت پاکلیکوٹ کے
محاصرہ کرنیکے قصد پر علم ہمّت بلند کیا وہان کے حاکم نے جب سرکشونکا
نا دیکھا ہوش و حواس باختہ ہوا اور طاقت لڑنیکی اپنے مین ساقط دیکھکر
وکیل ہوشیار کو حضور مین بھیجا اور زر نقد و اسباب اور چیزین غریب
ے جو اُسکے پاس تھین نذر بھیج کر اپنی جان بخشی چاہی اور بعد عنایت
عہد نامے کے حضور کی ملازمت سے مشرّف و ممتاز ہوا اور
خواہون مین گنا گیا اُسکی خطا معاف کرنے سے غریب پروری و عفو
ی نواب بہادر کا آوازہ سب وہان کے باشندون کے کان مین پڑا
روہ قوم مالہ اور نائر ہر روز حضور مین حاضر ہونے اور نواب خلیل نوال
ن نعمت سے سب طرح کی نعمتون سے بہرہ ور اور محظوظ ہونے لگے
ہ نواح فتنہ و فساد سے مدّتون کے صاف و پاک ہو گئی اور
طرح کا کچھ تردّد باقی نرہا نواب بہادر نے کنجی بندر تک جا وہان سے
طرف باگ پھیری وہان کے ناظم نے جب حیدری فوج کے دریا کو

موج مارتے دیکھا اپنے دولتخانے کے گرجانے سے ذرا اتھائیس ہاتھی اور سات لاکھ روپی نقد نذر بھیج دیئے تب نواب بہادر نے اُس سے اور اُسکے ملک سے کچھ تعرّض نہ کیا اور بعضے نائروںکو جو کونبا تور کی طرف پہاڑون کی گھاتیون مین چھپ کر مصدر شرارت وفساد ہوے تھے نیست و نابود کر کے سردار خان کو جو فدوی اعتقاد کیش شجاعت اندیش تھا وہان کا صوبہ دار مقرّر کیا اور بہت فوج وہان پر انتظام کے واسطے چھوڑی اور تمام اُس ملک خارستان کو دو برس کے عرصے مین رشک گلزار بنایا پھر مدگل کے سرکشون کی تنبیہ و استیصال کے لیئے اُس طرف متوجّہ ہوا'

لشکر کشی کرنا ترمک راو نانا مادھوراو پیشوا کے مامون کا اور چشم زخم پہنچنا لشکرکو نواب بہادر کے اور پھر درستی پانا اُس شکست سے اور معاودت کرنا ترمک راو نانا کا پونان کی طرف اضطرار و پریشان حالی کے ساتھ

جب سنہ ماضیہ مین مادھوراو پیشوا دو مرتبہ ساتھ لشکر جرّار اور خزاین و توپخانے بیشمار کے واسطے انتزاع ممالک محروسہ نواب بہادر کے بالاگھات کے ملک مین آیا اور باوصف کدوکاوش بے غایت کوشش و سعی نے اُسکی کچھ فائدہ نہ بخشا اور اخراجات بے نہایت کے بار کے تلے دب کر ناکام پونان کو پھر گیا لیکن جب تک زندہ رہا رات دن کباب کی طرح ساتھ دیدہ گریان و سینہ بریان کے اپنے غصّہ کی آگ پر لوٹتا رہتا تھا اور آخرکو خفقان کے مرض مین مبتلا ہوکر قعر عدم مین گرا تب نارابن راو اُسکا بھائی اُسکے

کے بعد پونان کی حکومت کا سند آرا ہوا وہ بھی اپنے بھائی کے طریق پر
د پونان سے حرکت نہ کرترمک راؤ کو جو اُسکا خال اور اُسکی دولت
خارے کا خال تھا ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار سوار نیزہ گذار اور
زار پیادے اور ایک سو ضرب توپ قلعہ شکن کے واسطے نجیر
سور اور تمام دیار بالا گھاٹ کے روانہ کیا ترمک راو بعد طی کرنے
ن کے جب سر زمین بالا گھاٹ کے وارد ہوا مرار راو حاکم گتی اور
اجاؤن کو جیتل درگ و رتن گیری و مرکنی و نیگیت گیری و کاستری
کے جو قابو و فرصت کے وقت گرگ حیلتگر کے مانند رعایا سے بیچارہ کو
واذیت دیتے اور جب پنجے مین شیران لشکر نواب بہادر کے گرفتار
گربہ مسکین کی طرح خوشامد سے دم لاگی کرتے تھے اپنا رفیق بنایا اور
کا حاکم بھی اپنے دستور قدیم کے موافق عہد و پیمان کی کتاب کو طاق
پر رکھ اپنی فوج صمیت ترمک راو کا شریک حال ہوا اور اُن سبھون نے
لشکر کو رسد پہنچانے کا ذمہ کیا تب ترمک راو اذوقہ و رسد کی طرف
مان حاصل کرکئی قلعہ سر برنگپتن کو جن مین آلات حرب و اذوقہ چندان نہ تھا مستحر
طرف سے عامل واسطے انتظام کے تعین کر دار الامارت سر برنگپتن کو
ا اور اُس شہر کے سواد جمجمتہ بنیاد کو اپنے قدمون کی شامت سے
بوم کا بنایا جس زمین مین اُسکی لشکر گذری سبزی اور زراعت
نشان وہان نرہا اور جس مرز بوم مین وہ شوم گیا گھاس خشک تک
ے چھیرون کی بھی نہ چھوڑی اور چونکہ نواب بہادر کی فوج دار الامارت
ت فاصلہ پر تھی اور نواح مین اُس شہر فیض بہر کے ایسی کوئی فوج جو اُسکے
رو کے حاضر نہ تھی اِس سبب سے مرہٹون کی فوج نے رعایا کو اذیت

دینی شروع کی اور اُن بیچارون سے جن لوگون نے واسطے حفاظت جان
و مال و ناموس کے ہتھیار پکڑے مفت مارے گئے جب یہ خبر وحشت افزا
نواب بہادر کو پہنچی تمام لشکر و سامان جنگ کے ساتھ سرینگپاتن مین داخل
ہوکر سب اسباب قلعہ داری کا جمع کر مطمئن ہو چیناپتن کی راہ سے داسن کوہ مکری
درگ مین اقامت فرمائی اور یہ ارادہ کیا کہ جب فوج مرہٹے کی دارالحکومت
کے محاصرہ مین مشغول ہو پشت کی طرف سے لشکر غنیم مین راہ در آمد کی پیدا
کرکے اُنپر اچانک توپ پرنا چاہیئے مرہٹے کے ہرکارون نے جب خبر ورود رایات
نواب بہادر کی ترمک راو کو پہنچائی اور جوتہ بیر کہ نواب حیدر دل نے خاطر عاطر
مین مرتکز کی وہ بھی ترمک راو پر ظاہر ہو گئی تب ترمک راو لشکر و توپخانے حشمت
اُس طرف کو عازم ہوا نواب روشن ضمیر متوجہ ہونے سے ترمک راو کے
خبردار ہوکر رات کو فوج ہراول پر غنیم کے ایک اچھی دست برد ظہور مین لا
اور پہاڑ میلکوٹہ کے اُوپر چڑھکر نشان کو بلند کیا صبح ہوتے ہی ترمک راو نے بھی
ساتھ لشکر قاہرہ کے باگ اُٹھائی اور وہان پہنچکر اُس پہاڑ کو محاصرہ کیا
نواب بہادر نے چشمک زنی دشمن کی برق توپ و تفنگ کو معاینہ فرما رعد
خروشان و سیل دمان کے مانند پہاڑ سے اُترا ولے گولے کے برسا کر فوج برگی
کو ساتھ کمال بے برگی کے پریشان کیا ہر روز صبح سے شام تک اِسی طرح
جنگ کا تنور گرم ہوتا و طرفین سے لوگ کام آتے بیس روز کے عرصے تک
نواب بہادر نے کوہ کے مانند پاے ثبات قایم رکھکر اعدا کی خونریزی مین کوئی
دقیقہ نامرعی نہ چھوڑا ترمک راو نے جب دیکھا کہ اُسکی سپاہ کے حملہ کرنے
سے کچھ کام نہین نکلتا اور سیل خون کا اُسکی فوج کے سپاہیان اجل گرفتہ
سے ہر روز روان ہوتا ہی جنگ کو ملتوی رکھ اُس کوہ کو درمیان مین لیکر

محاصرہ کرنے پر ہمّت کی اور لشکر اسلام کی رسد بند کردی نواب بہادر
ب دیکھا کہ رسد کسی طرف سے نہیں پہنچ سکتی مراجعت کرنا دارالامارت
ملحت جانکر توپخانہ کو پہاڑ کے پیچھے سے بعد قطع کرنے گھنے جنگل کے
روانہ فرمایا اور خود سوار و پیادون کے ساتھ دامن کوہ سے نکل کر
مقصود کو کوچ فرمایا چونکہ راہ دامن کوہ کی بہت ناہموار اور تمام زمین
ب سے جا بجا کنکر گڑھے غار پڑ گئے تھے اِس لیئے توپخانے کا جانا
شکل بلکہ متعذّر ہوا ہزار مشقّت سے جب دو تین فرسنگ گیا
آخر ہو گئی کچھ لوگ غنیم کی فوج سے جو طلایہ پھر رہے تھے اِس حال سے
ہوئے اور فی الفور ترمک راو کو مطلّع کیا اُسنے اُسی وقت ایک
ی زور کو واسطے چھین لینے توپخانے کے رخصت کیا اور خود بھی سوار
س طرف کو دوڑ پڑا اِس عرصے مین نواب بہادر جب متّصل گڑھی کورہ کے
سے دارالامارت تین چار فرسنگ رہ جاتا ہی پہنچا ہرکارون نے عرض کیا کہ ترمک
رحمندر کے اپنے تئین آتشخانہ پر ڈالکر غازیونکی آبرو برباد دینے کے درپی ہی
شیر دل اُس خبر سے کچھ خوف نہ کرفوراً پھرا اور فوج مخالف کو جو گرد پیش
پخانے آتشبار کے دھوئین کی طرح منڈلاتی تھی جلد صرصر سے حملون کے
ن و متلاشی کر دیا اور میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کو باتوزک تمام آراستہ
ت اور توپون کو آگے کر کے شلّک کرتے ہوئے دارالحکومت کی
روانہ ہوا غنیم کی فوجین ہر چند ہر طرف سے ہجوم اور حملہ کرتی تھین پر
ا سے تیر و گولون کے منتشر و فراری ہو جاتین جب سواری خاص
بہادر کی موتی تالاب پر پہنچی اور یہ نظر آیا کہ گروہ مفسدون کی آتش ضرب
کو تالاب کے باندھ پر چڑھا کر واسطے بند کرنے راہ لشکر حیدری

کے سعی و کوشش کر رہی ہی تب اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا فدویان جان نثار نے مردانہ حملہ کیا اور توپین گولے بارود سمیت چھین کر اپنے تصرّف مین لائے نواب ظفر انتساب اِس کامیابی سے خوش ہو کر اُن بہادرون کو جنھون نے توپون کے چھین لینے مین سعی کی تھی بہت سی اشرفیان و جواہر عطا کیا بعد اُسکے کئی ساعت مین جب تمام توپخانہ و سوار و پیادے اور اہل بنگاہ جمع ہوئے خود بدولت نے خاصہ تناول فرمایا اور سپاہ نے بھی ناشتا کیا تب ہوا خواہان دولت نے عرض کی کہ چونکہ سپاہ نے کئی دن سے بہت زحمت و مصیبت اُٹھائی ہی صلاح دولت یہ ہی کہ آج اِسی جگہہ خیمے قایم کیے جاوین اور علی الصباح حضور میمنت و فرخی کے ساتھہ دارالامارت مین داخل ہون لیکن چونکہ ہر دولت کے واسطے زکات واجب وہر راحت کے پیچھے رنج لگا ہوا ہی اِس نظر سے کہ وہان سے دارالامارت قریب ہی اور باگ اُٹھا کر جلد پہنچ سکتے ہین اور وہان سب سپاہ آرام پاوینگی ہوا خواہون کی عرض پذیرانہ ہوئی اور جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر دارالامارت کو کوچ فرمایا سپاہ کو اطاعت سے چارہ نہ تھا پر چونکہ لڑتے لڑتے و چلتے چلتے تھک گئی تھی کمال بیدلی و سستی سے ہر کاب ہو کر چلی اِس اثنا مین مرھٹہ کی فوجون نے جو مورو ملخ سے زیادہ تھی پھر دلیری کر کے کئی توپ بڑی بڑی سامنے لا کر لشکر جلادت اثر پر گولہ اندازی شروع کر دی قضا کار ایک گولہ غنیم کی توپ کا اوپر سرکاری اونٹون کے جن پر بان لدے ہوئے تھے آگر اور بانون مین آگ لگ گئی اور اونٹون کے اُچھلنے کودنے سے دو تھین ایک اونٹ کے بانون سے دوسرے اونٹ کے بانون کو آگ لگ گئی اور تمام بان چھوٹنے لگے ہزارون سوار و پیادے بنگاہ کے اُن بانون سے جل مرے

وہ اُسکے ایک بڑی مصیبت اور یہ ہوئی کہ کئی بان اُڑکر باروت مین جو
یون پر بھری ہوئی تھی جا پڑے اور باروت مین آگ لگ جانے اور اُسکے
نے سے ہول محشر اور ہنگامہ روز حشر کا پیدا ہوا بانون کے اُڑنے سے
ت سے لوگ مارے پڑے اور باروت کے جلنے سے ہزارون سپاہی
مرے اِس ہنگامے مین غنیم کے سوارون نے فرصت وقت کو منتظم جانکر ہوا
مانند دھوؤن مین مل گئے اور ہزارون مردان کار واہل بنگاہ کی خونریزی
لا لامیان داماد جناب شہباز صاحب نے جو شجاعت مین رستم کو زال
منے عرصے نبرد کا جانتا تھا اِس حالت پر آفت مین حتی المقدور اعدا کے مارنے مین
رنہ کیا آخرکار شہادت کا شربت پیا اور فوج غنیم نے خیرہ ہو کر
علی رضا خان و علی زمانخان وغیرہ کئی شخص کو اعیان دولت سے کمند مین
یری کے کھینچا اور یاسین خان جو فدوی جان نثار اور اُسکا چہرہ و باز و
البجملہ ساتھ چہرہ و باز و نواب نامدار کے مشابہ تھا کئی آدمی کو اُن گمراہون سے
ح ویسے روح کرکے داد جوانمردی کی دی اور خود زخم شمشیر کھاکر خون سے
نہ شہادت کا منہ پر لگا کے میدان مین گرا غنیم کے سوار جو نواب بہادر کو
ڈھونڈھتے پھرتے تھے جب اُس بردل کے سر پر جا پہنچے اُسکا نام پوچھا
مصلحت اندیش و فاکیش نے حیلہ کی راہ سے کہا کہ نواب حیدر علی خان
ہی ہون دشمن کے سوارون نے اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھ طمع کی
سے نواب بہادر کے دھوکھے مین اُسے میدان سے اُٹھا کر ترمک راو
حضور مین بھجوا دیا اور خود نواب بہادر کے مال و اسباب پر جو برسون کا
لیا ہوا تھا ہاتھ لوٹ کا دراز کیا جب نواب بہادر نے یہ حال دیکھا سمجھا کہ
قضا کی شست سے چھوٹا پھر نہین سکتا اُس آشوب گاہ سے اپنا دور

ہو ناحضور جانکر وہان سے نکل کوہ چرکونی پر چڑھگیا اِس اثنا مین غازی خان
سر خیل سرکار کے پندارون کا تھا حضور مین آکر عجز و منّت سے واسطے
مراجعت فرمانے طرف دارالامارت کے عرض کرنے لگا اگرچہ نواب بہادر
عزم یون تھا کہ اگر اُسوقت بھی ایک جماعت سپاہ کی اُنکلیون کی مانند باہم جمع
ہو جاوے تو ایک گھوسا دشمن کے کلّے پر مارے لیکن چونکہ سپاہ کا کام ہاتھ سے
اور ہاتھ اُنکا کام سے جاتا رہا تھا پہلا مرمیسّر نہ ہوا تب اُس عزم کو دوسرے
وقت پر ملتوی رکھ پہاڑ سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ساتھ چودہ سوار کے
جو ہرکاب تھے باگ اُٹھا متّصل قلعہ سرنگپتن کے پہنچ کر میر اسماعیل خان
قلعہ دار کو اپنے آنے کی خبر کردی اور چونکہ اُس ہنگامہ محشر آشوب مین
بارود وبان کے دھوئین اور چپقلش سے فوج کی جہان تیر دوتار ہو رہا تھا اور
کسی کی صورت پہچانی نہ جاتی تھی اور شاہزادہ عالیشان طیپو سلطان نظر سے نواب
بہادر کے دور ہو گیا تھا انتظار مین دیدار اُس تابندہ اختر کے نرگس کے مانند آنکھ
کھولے راہ دیکھ رہا تھا تنہا قلعہ مین داخل ہونا گوارا نہ فرما کے مشہد مقدّس پیر
قادر ولی کے جو نہر کاویری کے کنارے پر واقع ہی آرام فرمایا جب قریب
وقت عصر کے شاہزادہ برہبری خردخدا داد غنیم کے لوتیرے سوار اور
کے لباس مین دو تین سوار کے ساتھ پاشنہ کوب وہان پر جا پہنچا اور پدر
بزرگوار کی آنکھ کو اپنے جمال سے روشن کیا نواب نامدار فرزند جگر بند کے
ساتھ سوار ہو قلعہ مبارک مین داخل ہوا خزانہ کا دروازہ کھول کر وفور عطا
وجود سے کارنامہ حاتم کا نمودار کیا جو شخص سپاہیون سے پیادہ پہنچتا تھا اُسکو
ایک مُٹھی بھر اشرفی اور جو معہ گھوڑے اور ہتھیار کے آتا اُسکو ایک
خلعت اور پانچ مُٹھی اشرفی انعام فرماتا اور اُسکا پایہ بڑھاتا شہر کے اکا

سب جمع ہو واسطے ادا کرنے شکرانہ سلامتی ذات بابرکات کے حاضر ہوے اور مستحقّیہ و محتاجین تصدّق سے سر مبارک کے دامن بھر بھر زر لے گئے نواب بہادر نے سب اپنے لشکر کے منصبداروں کو کلمات تسلّی افزا سے تشفّی بخشی اور مضمون اِن فارسی شعروں کا اپنی زبان گوہربار سے گوش گذار حاشیہ نشینان بساط فیض مناط کے کیا؛

نظم

سعادت مساعد بہ بخت منست — فلک چتر و آفاق تخت منست
عنان تابم موجب عار نیست — کہ بی جزر و مد بحر زخّار نیست
ز صرصر اگر شعلہ لرزد چہ باک — نماید بدم وادی و شہر خاک
اگر خصم البرز باشد بہ تن — بہ من دادہ حق گرز گردن شکن
اگر نیزہ بالا بہ کین آورم — مہ از آسمان بر زمین آورم
اگر سوخت باروت و بان و شتر — ازان جنس دارم بسے قلعہ پر
چو باشد بعالم خدا مہربان — ندارم غم از سوخت باروت و بان
مرا بیخ دولت چو مستحکم است — دو شاخ ار بیفتد چہ جای غم است
اسیران من نیک خواہ من اند — ہوا دار فرّ کلاہ من اند
خزاین بہ من دادہ حق بیشمار — بپاشم بفرق یلان وقت کار
چو یکدل شتابیم در روز جنگ — شود دشمن ما دو دل بیدرنگ
چنان رخنہ بندیم بر بہ سگال — کہ ترمک چو کرمک شود پایمال
چو شمشیر ما برق ریزان شود — بہ پونان چو دونان گریزان شود
چو نبود مرا در خزاین کمی — فراہم بہ زر می شود آدمی
فراہم کنم لشکر تازہ زور — کہ از جان اعدا برآرند شور

بپیروزم آتش ز تیغ و سنان
که ترک چو کرمک بسوزد دران

ازینم چه غم گرعدو ترک است
منم شمع سوزان واو کرمک است

نباشد اگر خیمه ام نیست ننگ
بود خیمه ام آسمان روز جنگ

وگر فرش نبود ازان ننگ نیست
بمردان بسیط زمین تنگ نیست

ندارم غم از خانهٔ خوب و زشت
بود مرد را خانهٔ زین بهشت

به حور بهشتی مرا نیست کار
عروس ظفر بایدم در کنار

اگر تن نیارا ستم نیست غم
بود زینت مرد تیغ و عَلَم

روان لشکرم را چو جیحون کنم
ز هر موج او سیلی از خون کنم

یالارک برافواج اعدا کشم
سر نیزه را بر ثریّا کشم

نمایم اگر دشمنم خیبری
نمایم به او حملهٔ حیدری

سر و پای دشمن به بند آورم
بچرخ ار رود در کمند آورم

زنم گر به قوت گران گرز را
کمر بشکند کوه البرز را

چو جولان کنم اسپ در روز جنگ
شود کار بر ابلق چرخ تنگ

چو خنگ جهان گرد راهی کنم
بشبدیز پای صبا پی کنم

فلک هم نتابد شتاب مرا
هوا کی ببود سد رکاب مرا

ثباتم چو خاک و روانم چو آب
شتابم چو باد و چو آتش بتاب

یالانم که دشمن کشیده به بند
بیارم بتایید بخت بلند

زاموال رفته نه گردم دژم
ز کاتی گر از مال کم شد چه غم

دگر گنج و گوهر بدست آورم
به زنجیر فیلان مست آورم

گران خواب را بر عدو بشکنم
سر نیزه در چشم او بشکنم

چو اول مدد کرد ما اقبال من
به آخر همایون بود فال من

الا ای سواران شمشیر زن — جوانان شیر افگن و پیل تن
سواری بر اسپان تازی کنید — ز فرق عدو گوی بازی کنید
برآرید شمشیر کین از نیام — کز از خصم لازم بود انتقام
به نخچیر گه گرم آرید رو — به فتراک بندید فرق عدو
به بندید بر بارهٔ برگستوان — بگیرید بر دوش گرز گران
بپوشید خفتان و خود و زره — بگیرید پس ناچخ نه گره
به بخشید طعمه ز تیر و سنان — جگر بند دشمن به زاغ کمان
حرام است آرام در روز جنگ — برآئید از خانها چون خدنگ
سنان ها بروی فغان برکشید — شرر بهر دفع خسان برکشید
به بندید پرچم به زین و درفش — سیاه و سفید و کبود و بنفش
به فوج عدو تیر باران کنید — هوا را چو ابر بهاران کنید
به پیلان به بندید کوس و درای — که تا گاو ماهی به جنبد ز جای
چو سر برکشد آفتاب برین — من و ترمک و تیغ و میدان کین

لشکر کے سرداروں نے جب ایسے کلمے تہوّر افزا نواب رستم خصال ہمایون فال کی زبان سے سنے ایکدل سے ہزار دل ہوگئے انقیاد کا زین پوش دوش پر اُٹھا جانفشانی کے لئے مستعد و آمادہ ہوے اب احوال افواجِ پس ماندہ کا سنا چاہئے جب نواب بہادر موافق التماس غازی خان کے دارالامارت میسور کی طرف متوجہ ہوا توپخانہ و توشکخانہ سرکار کا اور بہت سامال دوسرے نامداروں کا مرہٹوں کے ہاتھ لگا اور آگ سے بان و باروت کے ہزاروں آدمی کی ہستی کا خرمن جل گیا محمد علی کمیدان نے جسکے قامت کے لئے خیّاط قضا

نے شجاعت کا جامہ درست سیا تھا جب اپنی امید کی کشتی کو گرداب تباہی
مین دیکھا اور میدان جنگ کو وجود فیض آمود سے نواب بہادر کے خالی پایا
بمقتضاے جوہر ذاتی ساتھ بے ہمتی کے مرھٹہ کی قید مین پڑنا گوارا نہ کر اپنی ہمراہیون
اور ملازمان سرکاری سے جو لوگ زندہ رہے تھے ساتھ لیکر دامن ہمت کمر مین
باندھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور عین بھوک پیاس مین باوجود اُٹھانے تین زخم کاری
شمشیر کے بہتون کو شکر سے غنیم کے جنھون نے اُس پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا
ضرب سے تفنگ کی گولیون کے عدم کو روانہ کیا اور بزور شمشیر آبدار بہادری
کی آبرو نگاہ رکھی ترمک راو اُس شجاع کی دست برد دیکھ دل سے اُسکا
خواہان ہوا اور اُسکی جوانمردی پر آفرین کہکر محمد علی نام اپنے نوکر اور محمد یوسف
اپنے کمیدان کو معہ قول نامہ اُسکی امان و حفظ آبرو کے باب مین اُس غازی
نامدار کو بھیجا وے سب پہاڑ پر جا عہد و پیمان کو اپنی قسم سے موکّد و مضبوط کر
اُس قوی دل کو اُسکے ہمراہیون سمیت نیچے اُتار لائے اِس عرصے مین جب ظلمت لیل
نے تیرگون پردہ آفاق کے منہ پر کھینچا ترمک راو نے ہتھیار اُسکے ہمراہیون
سے لیکر اسباب کھانے پینے کا موافق حاجت کے محمد علی کمیدان کو بھیج کر
واسطے قبول کرنے نوکری سرکار پیشوا بہادر کی بہت سی ترغیب
و تحریض کی محمد علی نے جو مرد زیرک و دانا تھا انکار صریح مصلحت
وقت نہ جانکر یہہ جواب دیا کہ بالفعل مجھکو رخصت کیجیئے کیونکہ اپنے عیال
و اطفال کو جو سرینگپٹن مین ہین وہان چھوڑنا عقل مآل اندیش اور
حمیّت مردی کی رخصت نہین دیتی ہی بعد مستظل ہو جانے زخمون کے سب
اپنے متعلقون کو وہان سے نکال کر جو شرط خدمت ہی بجا لاونگا ترمک راو
اُسکی چرب و ابلہ فریب باتون سے راضی ہو گیا اور اُسکو رخصت دی

کمیدان قوی دل نے بعد تمام ہونے شب کے ایک روز اُسی میدان مین بسر کرکے شام کو سو لہ سو بہادر لیے ہتھیار ساتھ لے سریرنگپتن کی طرف روانہ ہوا اتفاقاً کمیدان شجاعت نشان کا گذر اُن دو ہزار پیادگان تفنگچی پر جو ہراول کے طور پر لشکر مرہٹہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی بندوقون کا سرپایہ باندھکر خواب غفلت مین سو رہے تھے پڑا محمد علی نے جو جان و دل سے ہوا خواہ دولت حیدری کا تھا لیے تحفہ سفر داخل ہونا قلعہ مین ہمت سے بعید جان کر پہلے تو آپ معہ اپنے ہراہیون کے پتھرون سے اُن اخوان الشیاطین کو زخمی کر اُنکے سر پر غرور کو بار مغز سے سبک کیا اور تب اُنھون کی بندوقین لیکر ایسی شلکین متواتر ماریں کہ ایک بھی اُن مین سے زندہ نہ بچا بعد قتل عام کے بہ فراغت تمام ہتھیار و سامان اُن مقتولون کا اپنے سپاہیون پر تقسیم کرا اور اُن سب لے سلاحون کو مسلح بنا نیچے دیوار قلعہ سریرنگپتن کے جا پہنچا اور مبارک باد کی شلک کی نواب نامدار نے محمد علی کے پہنچنے کی خبر پاکر اُسکو حضور مین بلایا اور ساتھ خلعت گران بہا کے معہ جواہر اُسے سرفراز کیا اور نئی بندوقین کارخانہ سے سرکار کے اُسکو عنایت کین تا وہ نئے سر سے جمع کرنے مین جوانان رزم آزما کے مشغول ہوا اور فوج کے بخشیون کو یہ حکم دیا گیا کہ جتنے سوار و پیادے بہم پہنچین نوکر رکھین اور تنخواہ کے روپیے پیشگی اور ہتھیار سرکار سے عطا کرین بعد اُسکے خود بدولت قلعہ کے گرد سوار ہو کر کمین گاہ مین توپین دشمن کوب اور جوانان کار دیدہ تعین کیے اور قلعہ کی اطراف مین دیوارین جسکی آڑ مین مخالف سے جنگ کرنے ہمین مستحکم بنا فرما کر آلات حرب اُس مین جمع کر مرہٹون کے آنے کا منتظر رہا جب ترمک راو کو محمد علی کمیدان کے جانے کی خبر سریرنگپتن کو اور قتل ہونے اپنے دو ہزار سپاہی پیادے

کی اُسی لشکر شکن کے ہاتھ سے پہنچی مانند مار سر کو فتنہ کے پیچ و تاب کھایا اور چونکہ میر علی رضا خان سے اِس لیئے کہ اُسنے پہلے نوکری مادھو راو کی قبول کی اور تب فرصت پاکر نواب بہادر کے حضور مین چلا گیا تھا آزردہ اور مکدّر تھا اِس سبب سے میر موصوف کو روبرو طلب کر دفتر شکایت کے کھولے اور الفاظ ناملایم جو لایق شان اُس سردار کے نہ تھے طیش طبیعت و سفلہ مزاجی سے زبان پر لا اُسکو مقیّد کرمعہ تمامی اسیران لشکر نواب بہادر کے جو اُسوقت تک اُسکے اختیار مین تھے پونان کو روانہ کیا اور یاسین خان کو کہ نواب بہادر کے شبہے مین اُسکو ایک علحدہ خیمہ مین رکھا تھا ساتھ لطایف الحیل کے بہت تسلّی دیکر کہا فتح و شکست آسمان کی طرف سے ہی بالفعل کہ زمانہ پیشو ابہادر کے موافق ہی لازمہ خردمندی کا یہ ہی کہ صبر کیجیئے اور سب پردہ نشینان حرم سرا اور شاہزادون کو یہان بلا لیجیئے تا باہم متّفق ہوکر پونان کو چلین وہان پہنچکر جس طرح پر رائے صواب نما پیشو ابہادر کی آپ کے باب مین اقتضا فرمائیگی عمل مین آویگا لیکن یاسین خان مرد جہاندیدہ تھا بموجب اِس رباعی کے

رباعی

گر عاشق صادقی ز نایاب منال، پیدا گردد
وین عقدہ کہ بستہ است وہمت بخیال، ہم وا گردد
در آبلہ افتاد بپای طلبت، زنہار مایست
شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد پر و بال، عنقا گردد

اگرچہ خبر صحّت و عافیت نواب بہادر کی کچھ نہ رکھتا تھا لیکن صرف خدا پر توکّل کر کے اور مرنے کو اپنے واسطے سلامتی ذات مقدّس نواب بہادر کے رزّاق مطلق نے سلسلہ ایک عالم کی روزی کا اُسکے ہاتھ مین سپرد کیا ہے

پر ترجیح دیکر ساکت رہا اور اصلا و نعم زبان پر نہ لایا اگرچہ راہ خبر پہنچنے کی
الامارت سے ترمک راو کی لشکر کو ایسی مدد و تھی کہ ہوا کو بھی مجال
کا نہ تھا مگر جیسے نور شمس کا ابر کے پردے مین چھپ نہین سکتا ہی بعد
عشرہ کے غنچہ راز کھل گیا اور ترمک راو کو خبر ورود فرمانے نواب
ر کی قلعہ سر برنگپتن مین اور فکر کرنی لشکر کشی کی پہنچی کا منتے حسرت کے
کے دل مین چبھے اور اُن کلمون سے جو اُسنے یاسین خان سے کہے تھے
ت نادم ہو اپنی فوج سمیت وہان سے کوچ کر کر قلعہ سر برنگپتن کے اُتر کر
نے مین دمدمہ اور مورچے کے مشغول ہوا اور دونون طرف سے آمد رفت
ن کے سفیرون کی شروع ہوگئی اُس عرصے مین کہ کئی روز جنگ نے امتداد پایا
تفاق واقع ہوا کہ شہرہ زرپاشی و قدردانی نواب بہادر کا جو خلق خدا کے
ن مین پہنچا تو کئی سردار لشکر سے ترمک راو کی ملازمت سے نواب بہادر کی
ت کو مایل ہو ترمک راو کی نوکری کو اپنی شجاعت کی کساد بازاری سمجھ
رحیدری مین آملے اور اسی طرح ہر طرف سے سوار و پیادے حلقہ عبودیت
ن مین ڈالے ہوئے بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ لوائے آسمان سائے
ہیجے جمع ہو گئے ایک شب کو نواب بہادر نے محمد علی کمیدان کو فرمایا چونکہ
ن غنیم کی حد سے گذری رائے صواب نما یہہ اقتضا کرتی ہی کہ فوج عدو سوز
ساتھ دشمنون کے مقابلے پر گھوڑے اُٹھائیے محمد علی نے منت کی راہ سے
ن اِس بیت کو

بیت

نمی زیبد کہ خورشید جہان گیر
بتاراج سہا برزہ نہد تیر

اور کہا کہ قدوی جان نثار یہہ امید رکھتا ہی کہ اُسے رخصت ملے تا ترمک کے

ساتھ اپنے دست و پنجے کا زور آزماوے نواب بہادر نے اُس نہنگ لجۂ شجاعت کو تحسین و آفرین کر کے اجازت دی تب کمیدان شجاعت نشان دو ہزار برقند از ہمراہ لیکر میسور کے دروازے سے نکل عیدگاہ کے متصل تین ہزار ہمراہی پیادون پر راجہ چینل درگ کے اور دو ہزار پیادون پر ملازم مرار راو کے جنھون نے ساتھ چار ضرب توپ اور ایک ہزار سوار کے اُس راہ پر ایک سدّ مستحکم بنا کی تھی تاخت کی اور اچانک اُن خفتہ بختون کے سر پر پہنچ فتنہ عظیم بپا کیا اور بہتون کو اُس جمّ غفیر سے گرفتار اور اکثرون کو کوس حیات سے برہنہ کیا اور باقی ماندہ وہان سے بھاگے تب کمیدان شجاع نے ہتھیار اسباب مقتولونکا اسیرون کے سر پر رکھوا معظّم و منصور حضور مین حاضر ہوا صبح کو غنیم نے پیچ و تاب کھاکر گڑی گتّہ شمالی طرف ندّی کے کنارے دمدمہ وسیع باندھکر خاص مورچہ اُسکا نام رکھا اور بڑی بڑی توپین اُسپر چڑھاکر لڑنی شروع کر دی اور چونکہ وہ دمدمہ بہت بلند تھا اور گولے اُسکے حصار مین پہنچتے تھے قلعہ کے رہنے والون کو بہت ضرر پہنچنے لگا تب محمد علی کمیدان نے جو سرمست شراب شجاعت کا تھا غنیم کی دلیری دیکھنے کی تاب نہ لاکر مکرّر لڑائی کی اجازت مانگی آخر کو حضور سے رخصت پاکر تین ہزار سپاہی بار آور ایک ہزار پیادہ کرناٹکی ہمراہ لے غنیم کے سامنے سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ندّی اُتر شیر گرسنہ کی مانند گھنے جنگل مین گھسکر غنیم کے دمدمے کے متصل آنکلا اور محافظون کو اُس مقام کے یہ کہا کہ ترمک راو نے ہمکو واسطے بدل کرنے سپاہ متعیّنہ مورچہ کے بھیجا ہی وہان کے لوگ جو بہ سبب متواتر پہنچنے گولون کے قلعہ سے اپنے تئین ہر دم کام نہنگ مین مبتلا دیکھتے تھے اپنی تبدیلی کو حیات دوبارہ سمجھ بہت خوش ہوے اور محمد علی کمیدان نے جب تقدیر کو موافق

تدبیر کے پایا یہ اندیشہ اُس مورچے مین داخل ہو کر ضرب سے گولیون کے اہل مورچہ کا کام تمام کیا اور اُن تیرہ بختون کو پروانہ کی طرح جلا کر خاکستر کر دیا بعد اِس قتل و غارت کے جب تھوڑے سے آدمی جو بچے تھے فراری ہوے کمیدان دلاور نے بڑی توپون کو زمین مین مدفون اور چھوٹی توپون کو طرف دار الحکومت کے روانہ کیا اِس خبر کلفت اثر کے سنّے سے اگرچہ ترمک راو نے ایک دوسری جماعہ مسلّح کو واسطے کمک کے بھیجا لیکن چونکہ اقبال نے اُنھون سے منہ موڑا تھا سبھون نے پیٹھ دکھائی اور کمیدان شجاعت توأمان نے آفتاب عالمتاب کے طلوع ہونے سے پہلے خاص مورچہ کو چہ سلامت غنیم کے بنائے ہوؤنکو کھدوا ڈھاکر زمین کے برابر کر دیا اور پست مکانون کو آگ لگا وہان سے معاودت کر آقاے رفیق پرور کی سعادت ملازمت حاصل کی اور ساتھ عطیّہ خلعت فاخرہ و جواہر و اسلحہ گران بہا کے محمود اقران کا ہوا آفرین چھوٹے بڑے کی زبان سے سنی ترمک راو وقوع سے اِس حادثے کے مظفّر ہو کر اپنے ہاتھ کو مورچہ بندی سے کوتاہ کر پندارون کو اپنے واسطے ناخت و تاراج کرنے ملک متعلّقہ بالا گھاٹ کے حکم کیا اور آپ اپنی فوج کثیر کے ساتھ میدان مین دامن کوہ چھترپاسی کے اقامت کی اتفاقاً دو تین روز کے بعد ایک ایسا دن آیا جس مین ہنود اپنے مذہب کے موافق جہان کہین دو ندّی ملتی ہین وہان پر غسل کرنا نہایت حسنات سے جانتے ہین چنانچہ روز مہود کو ترمک راو سوار ہو کر پوربی کو ہیچہ گرتی گھاٹ کی راہ سے روانہ ہوا اور اُس طرف سے نواب بہادر نے جاسوسون کی زبانی خبر پاکر معہ سپاہ رزم خواہ قلعہ سے کوچ کر مانا سنڈف کے قریب قیام کیا اور شاہزادہ سکندر طالع کو معہ سواران جان نثار کے کمین گاہ مین بٹھایا تاکہ بھاگتے وقت اُن

یاجوج صفتون کی سد راہ ہووے اور محمد علی کمیدان کو معہ غازیخان سردار پندارو
اور دلیر خان کابلی کو ساتھ چار پلٹن صف شکن اور چار ضرب توپ کے ہراول
کے طور پر آگے رخصت کیا جب ترمک راو مقام موعود پر پہنچا اپنے خواص ور
حمیت مچھلی کی مانند آب بازی و شناوری مین مشغول ہوا اور ایک بڑی جمعیت
سپاہ کی پیچھے اسکے بے فکر و اندیشہ آہستہ آہستہ چلی آتی تھی محمد علی نے اُ
سے آگے کر وہ جماعت نزدیک پہنچے اعدا شکنی کی یہ تدبیر کی تھی کہ توپون
تفنگچیون کو ایک نہر خشک کے کمین گاہ مین بٹھا دیا تھا جب دیکھا کہ غنیم
سپاہ قریب پہنچی غازیخان کو اشارہ کیا تا اُس نے ساتھ دو تین سو سوار
سنگستان کی پناہ سے نکل فوج غنیم کا مقابلہ کیا فوج مخالف نے اس جماعت
قلیل جان کر اُسکی طرف تاخت کی غازیخان اُن مقہورون کو ساتھ جنگ زرگ
کے کمین گاہ کے منہ پر لا کر آپ کنارے ہو گیا کمیدان شجاعت شعار
فی الفور کمین گاہ سے نکل سب فوج غنیم کو توپون اور بندوقون کی شلک
لیا اور اُن آب کے تشنون کو پانی سے غسل کرنے کے پہلے بطریق نا
شکنی مہمانی سے گلولہ تفنگ کے آسودہ کر خوابگاہ عدم مین سولایا اِس ہنگا
قیامت اثر مین تین ہاتھیون نے فوج غنیم سے اپنے سوارون حمیت بان کے
کھا عدم کو سدھارے اور نشان اور نقارون کے بھی کئی ہاتھی گولہ
ضربون سے پاش پاش ہو گئے جب اعدا کی جمعیت مین غازیون کی دست برد سے
طرح قفرقہ پڑا اُنھون نے ہزیمت کو غنیمت سمجھا شاہزادے جوان بخت نے غازی
ہراول ان بخت برگشتون کا تعاقب کیا اور جوہر شمشیر شجاعت کا ظاہر
ہزار سپاہی کو غنیم کے نہنگ اجل کا طعمہ بنایا اور پانچ ہزار سوار اور دو
پیادے اسیر کرلایا ترمک راو نے اُس حال خسران مآل کو دیکھکر

دھوتی پہنے جس سے ہنوز پانی ٹپکتا تھا ایک گھوڑے پر ہو ار ہو کر اس میدان سے بھاگ موتی تالاب کے سواد مین اپنے لشکر پریشان کو پھر جمع کرنے لگا اور نواب بہادر فتح کا شادیانہ بجاتا قلعہ مبارک مین داخل ہوا دوسرے روز پھر جنگ قراولی در پیش ہوئی اور اسی طرح ہر روز ایک ایک جماعت دونون طرف کی سپاہ سے میدان مین آتی اور شمشیر و خنجر کو خون سے آبدار کرتی تھی آخر کو ترمک راو نے جب دیکھا کہ کوئی کام پیش رفت نہین جاتا ہی مقابلے اور محاربے سے دل تنگ و دست بردار ہو کر تاخت و تاراج کرنے پر بعضے پرگنون کے پائین گھاٹ و بالا گھاٹ مین جو نواب کے تصرّف مین تھے ارادہ کیا اس اثنا مین زبانی ہرکارون کے اُسنے یہ سنا کہ اسباب رسد کا ایک طرف سے نائرون کے بدرقہ مین لشکر حیدری کو جاتا ہی اور سوار پیادے بھی اس نواحی سے جمع ہو کر لشکر مین نواب بہادر کے ملتے ہین یہ امر زیادہ تر اُسکی خاطر کا شورش افزا ہوا طوفان بلا کے مانند اس سمت کو تاخت کی اور اس ناحیہ کو ایسا ویران و خاک سیاہ کیا کہ دانہ بلکہ گھاس بھی باقی نہ چھوڑی مگر قلعداروں نے نمک کا پاس کر کے بروج و قلعون کی دیوارون کے مضبوط کرنے مین ایسی ہمّت باندھی کہ ترمک راو نے ہرچند سر پٹکا اور کاوش کی کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگا بعد گذرنے چند روز کے جب لوٹتے ہوئے آدمی پائین گھاٹ سے حضور مین پہنچے اور اُنھون نے زبانیان اور بدعتین افواج مرھٹہ کی ظاہر کر کے اپنی داد چاہی نواب بہادر نے حال پر اُن ستم رسیدون کے ترحّم فرما کر ارادہ کیا کہ خود بنفس نفیس واسطے مقابلہ ترمک راو کے سوار ہو مگر محمد علی کمیدان نے جو قدوی جان نثار تھا یہ عرض کی کہ اِن دنون مین اِس دولت خداداد کے بہت دشمن کمین مین ہین خود بدولت کا دارالحکومت

سے دور جانا قرین صواب نہین ہی مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادے جوان بخت کو رخصت فرمائین یہ خانہ زاد اُسکی رکاب سعادت مین حاضر رہکر بجا لانے مین شرایط جان نثاری و مراتب حق گزاری کے قصور نہ کریگا نواب بہادر نے اُسکی عرض کو درجہ اجابت و پذیرائی عطا کرکے شاہزادے کو آٹھ ہزار سوار جوشن پوش تندرخروش اور بائیس ضرب توپ کے ساتھ اُس طرف کو رخصت فرمایا اور محمد علی کمیدان نے ساتھ جمعیت چار ہزار سپاہی بار اور دو ہزار پیادہ کرناٹکی اور چھہ ضرب توپ کے بعد کوچ فرمانے شاہزادے کے کوچ کرمعبر راے کوتہ مین سعادت ملازمت شاہزادۂ بلند اقبال کی حاصل کی اور باہم مشورت کرکے شاہزادے بلند بخت نے میدان کاویری مین خیام اقبال نصب کروائے اور کمیدان بہادر نے کشن گری کو اپنا محل اقامت مقرر کیا اِس اثنا مین زبانی جاسوسون کے یہ معلوم ہوا کہ قریب پانچ ہزار سوار لشکر غنیم سے بموجب حکم ترمک راو کے مال منروتہ کو جو بالاگھات و پائین گھات مین پایا تھا معہ اور اسباب و اموال اور بہت خزانے کے جو جنگ چرکولی مین لشکریون سے نواب بہادر کے غنیم کے قبضے تصرّف مین آیا تھا پونان کو لئے جاتے ہین اور ساہوکار لشکر ترمک راو کے بھی نقود و جواہر جمعیت اُس جماعت کے ساتھ ہین اِس نوید کے سنتے ہی کمیدان شجاعت دثار نے پان سو جوان بار اور ایک ہزار پیادے کو ساتھ لے کنکڈی کی راہ سے جہان کا راجہ نواب بہادر کے فدویان راسخ الاعتقاد کے زمرے مین داخل تھا رات کے وقت صحراؤن کو طی کر معبر بیل ہلّی سے عبور کرکے شارع عام پرکرن پاٹ کے ایک پہاڑ کے دامن مین جا اقامت کی اور دریا کے کنارے اُس معبر پر جہان کا حاکم ظاہر مین تو نوکر محمد علی خان کا اور باطن مین حلقہ بگوش

تو اب بہادر کا تھا ایک گروہ بہادران جان نثار کو تعین کیا اور وہ جماعت لے
مزاحمت نگاہبانانِ معبر دروازے کی راہ سے جو معبر کی طرف تھا گذر کر کے
اُن برجون کے کمین مین جو سابق سے طیار رکھے جا چکے دوسرے روز جمعیّت غنیم کی
ساتھ کئی گلے بیلون قاطرون اور خیل گھوڑون اور قطار شترون کے بھرے ہوئے
مالون کے اُس معبر کو پہنچے جہان محمد علی کمیدان کی کمین گاہ تھی گذری کمیدان
نے جب معلوم کیا کہ وہ گروہ اپنے پانون سے نہنگ اجل کے کام مین آئی اُسنے
پاسبانون کو معبر کے یہ کہلا بھیجا کہ وے معبر پر سدّ راہ ہو راہ کو تنگ کر کے
غنیم کے قافلے کو تباہ کرین جب قافلہ مرھٹون کا سب مجتمع ہو کر معبر کی طرف متوجّہ
ہوا فوج ہراول نے آگے سے اور کمیدان نے پیچھے سے ان سب کو گھیر کر بندوقون
کی شلّک سے اُنکے سینہ پر کینہ کو ایسا مشتبک کیا کہ مرغ روح نے قفص تن سے پرواز
کی منصبدارون نے سپاہ غنیم کے جب راہ عافیت کی دیدہ مور سے تنگ تر
دیکھی اپنے مین تاب سر پنجہ شیران فیل شکار کی نپا کر پہاڑ کے دروں مین
جا گھسے پر اُن ہزیمت نصیبونکو ہر قدم پر ادبار کی خاک سر پر ڈالی گئی کمیدان شجاعت
نشان نے بعد بہت خونریزی کے فراریونکا تعاقب چھوڑ کر سب نقد و جنس و مواشی
اور گھوڑے اونٹ اور بہت سے اسیرون کو اپنے قبضے اختیار مین لا کر
معبر کی قریب ایک میدان وسیع فرح افزا مین عزم اُترنے کا کیا اِس درمیان
مین ایک جماعت سپاہ غنیم سے جو آہستہ آہستہ سب کے پیچھے آتی تھی
متّصل پہنچ کر جب تباہی اپنی جمعیّت کی اور تمام مال لُٹا دیکھا متحیّر ہو کر حسرت
سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگی اور حیرت سے اُنگلی دانتون مین دبانے اور کمیدان کی
جمعیّت کو چشم ظاہر بین سے کم دیکھکر یکبارگی باگ اُٹھا کر لڑنے لگی محمد علی
کمیدان نے بیخوف و بیم ایک جماعت کو واسطے اسباب مال کی محافظت

کے وہان چھوڑ کر ایک خار بست کی پناہ سے جو وہان تھا نکلکر صرصر سے
کی شلک کے قریب تین سو جوان کو سوارون سے مانند برگ خزا
گرا دیئے بعد فتح و فیروزی کے کمیدان رستم دل نے سب نقد و ج
ہوئی کو لدوا کر بڑی دلجمعی سے کشنگری مین پہنچ کر کمر کھولی جب
ہوش ربا ترمک راو کے کان مین پہنچا خبر عبور کرنے محمد علی غازی کی کرن پا
سبر سے جو صوبہ آرکات سے متعلق ہی اور مزاحم نہ ہو نا وہان کے محافظون کا
کر کے غریق لجّہ تفکّر کا ہوا اور یہہ سوچا کہ اگر نواب محمد علی خان بھی ساتھہ نوا
کے ایکدل و متّفق ہو جائیگا تو بہت مشکل ہوگی اور پھر یہہ عقدہ ناخن تد
کسی طرح نہ کھل سکیگا اِس گمان پر فی الفور وہان سے بطور ایلغار کے
گھاٹ سے عبور کر قصبہ اونال گیر کے متّصل آدیرا کیا محمد علی کمپ
غنیم کے چلے جانے کی خبر پاکر ایک قاصد سریع السیر کے ہاتھہ
شاہزادے سکندر فر کے یہہ حال لکھہ بھیجا شاہزادے نے اِس خبر کے
ہوتے ہی سب اسباب زائد و احمال و اثقال سریرنگپتن کو روانہ فرما
چار ہزار رجّہ سوار سے پاشنہ کوب قضاے مبرم کے مانند شک
کے تاخت کی یغما گران لشکر غنیم نے دھرم پوری کے اطراف مین
اُتھار کھا تھا اور کئی موضع لوٹ کر گھاس لکڑی اور اموال منروتہ گھوڑ
کر رہے تھے شاہزادے نے اعدا کے مغالطہ دینے کو خود بھی ایک موضع کو
کر دیا اور حکمت عملی سے گھاس لکڑی جمع کرنے فرمایا غنیم غافل او
گھوڑون پر اشیای منروتہ بار کر چلے شاہزادے غضنفر فر نے سب لکھہ
گھوڑونکی پشت پر سے زمین پر ڈلوا اُن مقہورونکی جمعیّت پر پہنچکہ
میندھ برھایا تلوارون کی برق سے دریا خون کا بہایا لشکر غنیم کے سوا

اِس حملۂ جانستان کی تاب نلا سب اجناس مغروبہ کو وہین چھوڑ تباہ و
پریشان اپنی شکر گاہ کی طرف بھاگے تب شاہزادے نے چار ہزار گھوڑے
اور سیکڑون بیل اور شتر توشک خانہ ترمک راو کے اجناس
نفیسہ سے بھرے ہوئے جو اثنائے راہ مین ہاتھ لگے اور بیس ہاتھی لوٹ
کر ماکرتی درگ کے صحرا کی طرف شبرنگ جہان پیما کی باگ پھیری
ترمک راو نے تاسّف سے پشت دست کاٹے اور کاویری پتن کے سوا
مین خیمہ کیا اُسی رات کو محمد علی کمیدان نے نزدیک پہنچنے سے لشکر غنیم
کے خبر پا کر اپنی جمعیّت ساتھ لے شبخون مارنے کے ارادے پر تاخت کی
لیکن چونکہ اُن بسترمدہوشی کے سونے والونکی حیات مین چند نفس اور
باقی تھے اُس گھنے جنگل دامن کوہ سے نکلنے مین لشکر اِسلام کو اِس قدر دیر
لگی کہ صبح ہو گئی تب اُس رستم دل نے جنگل سے نکلنا اپنا خلاف مصلحت
وقت دیکھکر دامن کوہ گنگن گڑہ مین اقامت کی ترمک راو تو حال نزول سے
اِس آفت آسمانی کے واقف نہ تھا اُس روز اُسی مقام مین رہا جب شام
ہوئی اور عرصۂ آفاق کا بخت غنیم کے مانند سیاہ ہوا کمیدان شجاعت تو امان
نے اپنی جمعیّت ساتھ جنگل سے نکل کر دشمن کی فوج میمنہ پر حملہ کیا بندوقونکی
شلّکون سے اِس اندھیری رات مین گولیون کے ستارے نمایان ہوئے
اور شور یوم النشور کا عیان کمیدان نے ہزارون آدمی کو مجروح و بیروح کر غنیم
کے توشک خانہ کو تصرّف مین لا لشکر اسلام کے اسیرونکو جو چرکولی کی
لڑائی مین دشمنون کے پنجے مین پھنس گئے تھے قید سے نکالا اور اہل خیمہ
کو لوٹ خیمون اور غنیم کے لشکر کے علمونکو آگ لگادی پان سی گھوڑے
چھ ہاتھی بڑے بڑے گیارہ شتر خزانے سے بھرے ہوئے قبضے مین لا اور وہانسے

کوچ کر وقت طلوع ہونے آفتاب عالمتاب کے صحیح و سالم دامن کوہ
راہ سے راے کوٹہ مین داخل ہو مجروحونکو تیمارداری اور بہادرونکو کھانے
فرصت دیکر دو پہر رات کو وہانسے کوچ کر کے انی گاں مین پہنچا نرمک راوا پہنے سپ
تباہی کے باعث نہ توپونان مین جاکر منہ دیکھا سکتا تھا اور نہ لڑکر بہادران
سے عہدہ برہو سکتا پر اس جہت سے کہ سرداری کا نام اجل موعود کے
اُسکا گریبان گیر ہوا تھا پھر اپنی فوج ہراول کو محمد علی کے تعاقب مین
کی اور خود بھی اپنی لشکر سمیت وہان سے روانہ ہوا جب محمد علی کمیدان
سے کوچ کر کے خان خان ہلّی مین پہنچا تمام فوج غنیم کی نمایان ہوئی اور
شجاعت نشان کو نرغے مین ڈال نکلنے کی چارون طرف سے راہ بند کی
نے تب بڑی چوکسی و ہوشیاری سے ایک چھوٹے قلعہ مین جو دشمن
دل سے بھی زیادہ ویران تھا پناہ لی افواج غنیم نے اُسے تنگ محاصر
مبتلا کیا جب محمد علی کمیدان کے نکلنے کی راہ سب طرف سے بند کی وہ
خاطر کے ساتھ تمام دن وہین رہا اور جب رات ہوئی دشمن کو بھلاوا دے
کپڑے پہنے پرانے کپڑے اُس قلعہ کے برجون دیوارون کنگرون پر ٹانکا کر
بہت سی جابجا انبار کر اُن مین آگ لگا وہان سے روانہ ہوا اور قلعہ
گھنے جنگل مین گھس کر لشکر اعدا کی پشت پر جا علم بلند کیا فوج غنیم نے آگ
روشنی مین سفید کپڑون کے ہلنے کو دور سے دیکھکر یقین کیا کہ محمد
حصار کے درمیان ہی اور کلہ علی الصباح اُسے زندہ پکڑ لینگے چنانچہ
خام مین فراغت سے اپنے کھانے پینے کی فکر مین لگ رہے تھے کہ اچانک
کمیدان شیرژیان کے مانند آپڑا اور اُنھین بڑے تہلکے و پریشانی مین ڈا
اثنا مین پانچ چھہ ہزار سوار فوج مخالف سے جان سے ہاتھ دھو کمیدان شجاعت

کو درمیان مین اپنے گھیر لیا محمد علی نے کئی توپون مین جو شکر غنیم سے چھین لی تھین چھرا بھر کر اُس گروہ شقاوت پژوہ پر ایسا مارا کہ ہزارون آدمی کو خاک و خون مین لتا دیا ہرچند غنیم کے سپاہیان رزم آزما نے بھی اُس اندھیری رات مین جور و زمحشر کا نمونہ تھا جانفشانی اور عرقریزی مین کسی طرح قصور نہ کیا اور محمد علی کے پانچ چھہ سو سپاہی کو ہلاک اور زخمی کیا مگر چونکہ عقدہ بربستہ قضا ناخن تدبیر سے کھل نہین سکتا آخرکار بقیۃ السیف فوج غنیم کے بھاگ نکلے محمد علی کمیدان نے فتح پائی سب مال و اسباب غنیمت لیکر صحیح سالم پٹن مین بشرف حضور سے نواب بہادر کے آنکھون کو نورانی اور خلعت زرنگار و لآلی آبدار سے آفرین و تحسین کے اپنے اسباب افتخار کو دوبالا کیا ترمک راو نے فوج ہراول کے شکست پانے سے دلشکستہ ہو وہان سے کوچ کیا اور میسل کوٹہ کی طرف جا کر اقامت کی جب خبر کوچ کی ترمک راو کے حضور مین پہنچی باقتضای رائے صواب نما اُسے زیادہ خرابی ملک اور تباہی رعایا کی جو ودیعت الٰہی اور رفاہیت اُنکی موجب زیادتی خزانے کی ہی گوارا نہ فرما کر ایک وکیل کاردان کو ترمک راو کے پاس روانہ کیا تاوہ ایک مفرّح تلخ و شیرین باتون سے ترکیب دیکر اُسکو چکھاوے اور اُسکے دماغ کا تنقیہ مواد سودا وی سے عمل مین لاوے اور مالیخولیا سے تسلط ملک بالاگھاٹ کے بوسیلہ نوشدارو سے پند و نصیحت اصلاح پر لاوے سفیر دانا نے ترمک راو کے پاس پہنچکر ہرچند چاہا کہ طبیب مشفق کے مانند اول رفق و مدارا کا منہج کام مین لاوے اور تب تنقیہ کامل مغز قلوس و شربت دینار سے مواد فاسد کو اخراج کرے ولیکن چون اِس مریض کے خون نے بہ سبب ہیجان مواد سودا وی کے احتراق پایا تھا اور بہ سبب زیادہ کھانے غذاے ردی الکیموس مال رعایاے بیچارہ کے علت جوع البقر کی اُس

مین پیدا ہو گئی تھی یہ معالجہ موثر و مفید نہوا چنانچہ اُسنے جہل مرکب سے وکیل
آنیکو جس مین اُسکا اصلاح حال تھا نواب بہادر کی عاجزی و درماندگی
کر کے نخوت و استکبار کے کلمے جیسے کوئی ہذیان او رحالت بحران مین
زبان پر لاکر وکیل کو حکم حاضر باشی کا دیا اور بعد تھوڑے ہی دنون کے با
تاخت و تاراج ملکت بدنور جو ہر طرح کی ناز و نعمت سے معمور تھا اُس طر
پیش خیمہ نکلوایا وکیل کارشناس جب اُسکی عزیمت پر آگاہ ہوا ا
واقعہ کو حضور مین عرض کی نواب بہادر نے اِس خبر کو سنکر اپنے امیرا
ساتھ مشورت کی اور آخرکار یہ مہم بھی محمد علی کمیدان کو مفوض ہوئی اِ
میدان جنگ نے ساتھ رضا و رغبت کے اِس کارزار پر مستعد و آمادہ
نواب فیروز طالع نے کمیدان موصوف کو معہ چھ ہزار بند و قچی حکم ا
بارہ ہزار سوار اصطبل خاصہ کے چنے ہوئے اور بیس ضرب توپ دشمن کوب
ڈھانے قصر شوکت غنیم کے رخصت فرمایا کمیدان کارداں پر پاٹن کی ا
کو ترک کے معبر پر پہنچا کو ترگ کے راجہ نے جو اُن دنون مرھٹون سے
کے باعث طوق اطاعت نواب بہادر کا اپنی گردن سے نکال غنیم کے ہواخوا
زمرے مین منسلک ہو گیا تھا اِس معبر پر ساتھ تیرو تفنگ کے اِنسداد
کوشش کی اور مانع ہوا محمد علی نے جو عقلمند کامل اور شجاعت مجسم
کو چھوڑ کر جزئیات کی طرف متوجہ ہونا خلاف عقل صواب اندیش سمجھ
لینا اِس راجہ سے دوسرے وقت پر موقوف رکھ منزل مقصود کو ر
بہ سبب زیادتی احمال و اثقال اور تنگی راہ اور انبوہی درختان صحہ
گذار توپخانے کا وہان سے مشکل و متعذر دیکھ کر فقط چار پاٹن سے
بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے باقی فوج معہ توپخانہ اسد خان کمیدان و

رسالہ دار کے ساتھ حضور حیدری میں روانہ کیا اور خود اپنی جمعیّت کے ساتھ مقابل فوج غنیم کے پہنچکر پیچھے ایک پہاڑی کے ایک زمین بلند پر لوا ے اقامت بلند کیا ترمک راو نے جب روانہ ہونے سے توپخانے و پنگاہ محمد علی کمیدان کی خبر طرف سریرنگپتن کے پائی ایک توپ لی کو اپنے لشکر سے واسطے چھین لانے توپخانے کے روانہ کیا علی الصّباح کمیدان شجاع کے دید بانون نے جو پہاڑ پر سے ہر طرف نظر کر رہے تھے اُسے خبر دی کہ ایک جماعت سوارون کی لشکر غنیم مین سے جس طرف کو توپخانہ گیا ہی جاتی ہی کمیدان باشعور نے فی الفور اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ بندوقین بھر کر ہوا مین سر کرین تا فوج غنیم کی ہمارے یہان رہنے سے خبردار ہو کر اِس طرف متوجّہ ہو چونکہ تقدیر موافق تدبیر کے تھی بندوقون کی آواز سنتے ہی غنیم کے سوارون نے آتش خانہ کی جانب سے دل سرد ہو کر بندوقون کی آواز کی طرف باگ پھیری اور محمد علی کمیدان اُنکے آنے سے پہلے ہی ایک فکر معقول کر چار ہزار سپاہیون کو ایک ایسی نشیب زمین مین کہ چشم بد غنیم سے محفوظ و مصئون تھی کمین مین بٹھا کر خود اپنے سوارون کے ساتھ آہستہ آہستہ صحرا کی طرف چلا اِس اثنا مین ترمک راو آپ میدان مین پہنچا چونکہ محمد علی کے مارے جانے کو اپنی فتح کا باعث جانتا تھا ساتھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے محمد علی کمیدان کا سر تن سے جدا کرین یا اگر ہاتھ لگے تو زندہ پکڑ لاوین فوج مخالف جان سے ہاتھ دھو کشش قضاسے عنان گسستہ اُس کمینگاہ پر پہنچی صیّاد ان خونریز نے جب اُنھین دامگاہ مین پہنچا پایا کمال چابکی سے ایسی باڑھ ماری کہ گنبد فلک دھوئیں سے بھرا اور ملک الموت کا دم جانون کے اژدحام سے بند ہو گیا،

نظم

ہوا موتکا وان پہ بازار گرم دلونمین نہ رحم اور آنکھونمین شر
برستی تھین یون گولیان اُسگھڑی کہ بھادون کی جسطرح برسے جھڑ
چلاخونسے یہ ایک دریا شتاب پڑے بہتے سر جسمین تھے جون حباب
ہوا تیر سینے سے اِس طرح پار کہ عاشقکے دل سے ہو مژگان یا
زرہ خونمین دوبے تھے یون سر بسر کہ جون موج سرخاب آوے نز
پس و پیش پڑان تھے تیر اسطرح کہ نگین ہوا مین اُڑین جسطر
چلے بان اور تیر پھر اُسکے بعد گر جنے لگی توپ مانند ر
گرے چھرّونسے یون ہزارون جوان کہ ہون برگ ریزان بباد خزا

جس دم کہ سپاہیون نے اعدا کے سر پر ہنگامہ قیامت برپا کیا محمد ع
دو ہزار سوار سے جلو ریز صحرا کے کنارے سے وہان پہنچا غنیم کے ش
نے جب اپنے تئین نہنگ موت کے منہ مین دیکھا جان بچانے کو غنیم
بھاگ نکلے تب ترمک راو نے تو پخانہ آگے لیکر میدان مین پہنچا اور کما
ہو کر توپون کی شلّک کو حکم دیا گولندازون نے بڑی توپین شک
کے مقابل لا دفعۃً گولون کے اولے برسانے صدمہ عظیم لشکر ظفر پ
دیر تھے سو بہادر گولون کی ضرب سے شہید ہوئے محمد علی چونکہ توپین ا
نہ رکھتا تھا اپنے سپاہیون کو یہ حکم دیا کہ مقتولونکی لاشون سے ایک
صورت چن اُسکی پناہ مین بندوقون کی باڑھین مارتے رہین اور
خشوع وخضوع درگاہ الٰہی سے دریوزہ حمایت کا کیا عنایت ایزدی اُ
شاملحال ہوئی کہ پھر کسیطرح کا ضرر غازیون کو نہ پہنچا اگرچہ گولندازون
مارے مین کچھ قصور نہ کیا الغرض شام تک یہ حال رہا اور مرھٹونکی سپا

کثرت وانبوہ کے کچھ بن نہ آیا اور بتائید ایزدی محمد علی کے سپاہیونکی بندوقونکی
باڑھ سے ہر بار سیکڑون اعدا عدم کو سدھارتے تھے جب شام ہوئی
ترک راو نے وہان سے معہ توپخانہ مراجعت کرا اپنی لشکرگاہ کو جو وہان سے تین
کوس پر تھی گیا بعد اُسکے محمد علی نے اِس سبب کہ تمام دن بھوکھارہ ابروی
مردانگی کی نگاہ رکھی تھی اپنا رہنا اُس مقام پر صلاح وقت نہ دیکھکر مجروح سپاہیون
کو جو وہان سے چل نسکے اُسی میدان مین چھوڑا اور اُنکی تسلّی کے لیئے یہہ ظاہر
کیا کہ ہم استارہ کی آبادی مین راتی رات پہنچ کر تمھاری سواری کے لیئے دولیان
بھیجتے ہین تب سب پیادے اور سوارون کو ساتھ لے بسرعت تمام میسور
کو گیا اگرچہ ایک توپ غنیم کے طلایہ کی گرد پھر رہی تھی اندھیری رات مین
اُس سے مزاحم نہو سکی اور محمد علی بے مزاحمت اعدا کے قلعہ میسور مین داخل
ہوا صبح ہوتی ہی ترک راو میدان جنگ مین آیا جب کسی کو افواج اسلام
سے وہان نہ پایا زبانی مجروحون کے خبر کوچ کی طرف استارہ کے سن
اُس طرف دوڑا ری اُسی روز اقبال کی مدد سے یہطرف ماجرا وقوع مین آیا کہ
سلطان فیروز بخت نے صحراے ماکری سے چھہ ہزار سوار خنجرگذار اور تین
ہزار پیادے خونخوار کے ساتھ غنیم کی رسد کے قافلے پر جو سات ہزار سوار
دس ہزار پیادے کی جمعیّت سے معہ اٹھتیس ہاتھی اور کئی شتر خزانے اور
اسباب سے بھرے ہوے اور سیکڑون بیل گولے بارود کے راے پٹن
کی مڈی کے قریب پہنچ کر اُترا ہوا تھا اور بہت سوداگر مالدار بھی
معہ اجناس گران بہا اُس بدرقہ کو اپنا حامی و مددگار سمجھکر اُسکے ساتھ ہو لیئے تھے
شب خون مارا اور ضرب شمشیر آبدار و خنجر جوشن گذار سے بہتون کو اُس
گروہ سے جو بیہوش سوتے تھے کھیرے اور ککڑی کی مانند کاٹ ڈالا ایک متنفس

بھی فوج اعدا مین سے زندہ باقی نہ رہا آخرکار شاہزادہ والا مرتبت نے بعد قتا
کے سب نقد و جنس غنیمت سیر پرنگپتن کو روانہ فرمایا اور خود نگر کی طرف
ہوا جب یہہ خبر ترمک راو کو پہنچی تب نہایت متحیّر ہوا کہ کیا کرے ہنوز یہہ ز
ماتم نہوا تھا کہ فلک نے نمک تازہ اُسکے زخم پر چھڑکا کہ یونان سے یہہ خبر ا
اُسکو پہنچی کہ نراین راو پیشوا اُسکا بھانجا جو جماعہ مرھٹہ مین بڑا سر
اپنے چچا رگھناتھ راو کے ظلم سے مارا گیا اور رگھناتھ عرف راگھو
کام کی درستی کے لیئے نراین راو کے قدیم امیرونکو شکنجے مین عذاب
کھینچ رکھا ہی یہہ خبر سنتے ہی ترمک راو کا رنگ اُڑ گیا اور دہشت و
اُسپر مستولی ہوئی ناچار مجبور ہوکر بوسیلہ وکیلان نواب بہادر
اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا صلح کا طالب ہوا اور حرف مطالبہ زر خ
جو اِس سفر سراسر خطر مین اُسنے اُٹھایا تھا زبان پر لایا بعد ایک ہف
حضور سے نواب کے اِس مضمون پر جواب پہنچا کہ جو کچھ مال تھا چرک
لڑائی مین تمہارا سے گھر اِس سے آگے داخل ہو چکا اور تمہاری تما
تمام ملک پایمال ہو گیا ہی بالفعل صلاح یہی ہی کہ تم پہلے مال لئے ہو
قانع ہو اور اِنتفاع صلح حال کا زمانے استقبال پر منحصر رکھکر خیرو
سے یونان کی طرف پھر جاؤ آخرکار بعد بہت سی رد و قدح کے
روپی پر معاملہ رفع پایا'

قرار پانا صلح کا درمیان نواب نظام علیخان ناظم حیدر آباد اور صاحبان عالیشان انگریز کے اور وقوع مین آنا متواتر جنگونکا درمیان نواب حیدر علي خان بہادر اور صاحبان عالیشان کے اور آخرکار رفع ہونا نزاع کا

جب نواب نظام علی خان نے ساتھ صاحبان عالیشان کے عہد آشتی و صلح کو درمیان مین لاملک سیکاکول اور راج بندری جسکا مداخل تیس لاکھ روپیا تھا اُنکے حوالے کیا دو مہینے تک جنگ وجدال موقوف رہی بعدازان جنریل اسمتھ بہادر نے موافق فرمانے ناظم حیدرآباد کے عزم تسخیر ملک بالاگھاٹ کا مصمم فرمافوجین جمع کین اور نواب محمد علی خان کو بھی ساتھ لیکر انبور گڑھ سے آگے کوچ کیا نواب بہادر نے اپنی سپاہ کو توپخانہ انگریزی سے ضایع کرنا مصالح کشورگیری سے دور سمجھکر قابو اور فرصت کا منتظر رہا اور سب احمال و اثقال اور اہل بنگاہ کو انیگل و ماکرّی کو روانہ فرماسوارا ن خون خوار اور سپاہیان بار اور کرناٹکی پیادون کو اپنے ساتھ رکھا جوقت قابو پاتا بہیر و بنگاہ کو انگریز کے تاراج وغارت کرتا تھا اِس اثنامین ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ نتھرنگر کی طرف سے تری رسد معہ مواشی ساتھ بدرقے دو ہزار سپاہی اور ایک پلٹن انگریزی اور چار سو سوار اور دو ضرب توپ کے انگریز بہادر کی لشکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے فی الفور سوارون کے رسالونکو ساتھ لے اُسطرف کو تاخت کی اور یکایک شیر ژیان کے مانند جنگل و پہاڑ کی پناہ سے نکل کر بدرقے کی جمعیت کو پریشان اور سب اسباب رسد اور مواشی کو قبضے مین لاکر غالم وغانم مراجعت کی سردار انگریز بہادر نے ترپاتور کی نواح مین مقام کر کے

فوج جدید اور اذوقہ لشکر کا مدراس سے طلب فرمایا بعد چند روز نواب
کی حضور مین یہہ خبر پہنچی کہ فوج انگریزی نے بنبئی سے ایلغار کرکو زیال
لے لیا اور قریب ہی کہ نواح نگر بھی اُنکے قبضے تصرّف مین آوے اُنھین
عامل کو نُنبا تور و کلیکوٹ کی عرضی سے یہہ معلوم ہوا کہ تین پلٹن انگریزی
کی اور چار ہزار مرد جنگی رام راجہ حاکم ملیبار کے اُس نواح کے محالات
تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر سے کسی طرح کا اند
خاطر مین راہ نہ دیا اور ایزد بیہمال کے فضل پر تکیہ کر شاہزادہ ٹیپو سلطان
جمعیت دو ہزار اسوار خون خوار و چار ہزار سپاہی و ایک ہزار پیادے کو
نگر کی طرف رخصت فرمایا اور ہیبت جنگ بخشی کو چار ہزار سوار سے وا
مقابلے راجہ اور حفاظت ملک کے کو نُنبا تور و کلیکوٹ کی طرف روانہ کیا
شاہزادہ جوان بخت کو زیال بندر مین پہنچا معلوم ہوا کہ جنریاں لشکر انگ
کا قلعہ کو مستحکم اور اذوقہ و اسباب جنگ ذخیرہ کرکے جنگ کرنیکو
ہی شاہزادہ پر دل نے اِس قدر جماعت سے جو ہمراہ تھی محاصرہ و فتح کر
کا متعذر دیکھکر ایک قطعہ عرضداشت مین مفصّل حال اُسکا حضور انور مین
کیا نواب بہادر نے اِنتظام کو اُس نواحی کے تمام مقصدون پر ترجیح
ہزار تفنگچی قادر انداز و دو ہزار سوار منتخب اور چودہ ضرب توپ
لے اور باقی لشکر میر علی رضا خان و محمد علی کمیدان کے ذمّے مین چھو
و باد سے بھی جلد تر ایک ہفتے مین مسافت بعید کو طی فرما قلعہ نگر مین وا
اور دو ہفتے کے عرصے مین آٹھ ہزار بندوق چوبین آبنوسی طیّار کروا آٹھ ہزا
فراہم کرکے اُنھین وہ بندوقین دبن اور رنگ برنگ کے علم نمودو شکا
لیئے اُن کے ساتھ دے کو زیال بندر کی طرف نہضت فرمایا منزل مقا

پہنچتے ہی انگریزی دمدمون کے مقابل جو قلعہ کے گرد باندھا تھا نزول کیا اور شاہزادے نے موافق حکم حیدری ایک دمدمے پر حملہ رستمانہ کر وہانکے محافظون کو بعد کشش وکوشش کے مقہور کیا سرداران انگریز بہادر نے سپاہ آبنوسی بندوقونکی دور سے دیکھ بھاری فوج سمجھکر لڑنیکو حزم سے دور جانا اور اپنے سب باہر کے لوگون کو جمع کر قلعہ کی طرف چلا اُسوقت دو سپاہی لشکر انگریزی سے بھاگ کر حضور مین شاہزادے کے پہنچے اور وہان کا سارا حال عرض کر دیا شاہزادہ قبل داخل ہونے فوج انگریزی کے قلعے مین ایک رسالہ سوارون کا ساتھ لیکر باگ اُٹھا قلعے مین داخل ہو گیا قلعہ کے محافظون کو تہ تیغ کیا نواب بہادر بھی اِس خبر کو سنتے ہی جلد شاہزادے کی مدد کو پہنچ تیروبان وگولہ کا مینہ برسانا شروع کر دیا بہت سے اعدا اٹھکانے لگے جو باقی بچے سو قلعہ مین پہنچنے سے مایوس ہو کر ساحل دریا کی طرف سدھارے اگرچہ اِس گروہ مین سے بہت لوگون کی حیات کی کشتی فنا کے بھنور مین ڈوب گئی مگر سردار انگریز بہادر نے چابکی وچستی کی راہ سے جہاز پر جو وہان موجود تھا سوار ہو اِقامت کالنگر اُس ملک سے اُٹھا بندر بنبئی کی طرف پال اُڑائی تب نواب ہمایون بخت نے بھاری تھانہ قلعہ مین بٹھا کر بعد ڈیڑھ مہینے کے معہ شاہزادہ سوا دبنگلور مین عام اقبال بلند فرمایا اور اِس عرصے مین جنرل ولکرنیل بہادر نے یاوری اقبال سے قلعہ وانم باڑی وترپاتور وگنگن گرھ وچکدیو کو برتی جوان مردی سے مفتوح کر بعد چند روز کے قلعے دھرم پوری کو محاصرہ کیا پاینده خان رسالہ دار نے جو تھانہ دار اُس مقام کا تھا دادجوان مردی کی دی آخر کو شربت شہادت پیا صاحبان عالیشان نے اُس قلعے کو بھی مسخر کر عبدالرشید خان کو جو نواب محمد علی خان کا دیوان تھا واسطے اِنتظام بارامحال کے متعین فرما کر قلعہ ہوڑ وباسنی

وسورتا کرو کولار و ھسکوٹہ کو بھی فتح کرلیا اور نواب محمد علی خان خود کولا
اِقامت کر مرار راو حاکم گنی کو اپنی اعانت کے لیئے طلب کیا جب وہ آیا
اُس نواح کے نظم ونسق مین مشغول ہوا اِس عرصے مین نو
بہادر بنگلور سے کوچ فرما اُس لشکر سے جو سرکردگی مین میر علی
خان وغیرہ سردارون کے چھوڑ گیا تھا جا ملا اور جنریل بہادر
مرار راو کے جو فوج جدید اپنے ساتھ لایا تھا نرسی پور کے سوا
علم شوکت بلند کیا نواب بہادر نے قابو پاکر ایک شب کو مرار راو
لشکر پر شبخون مار بہت سے لوگونکو اُسکے مجروح و بیروح کیا مرار
نے زخم شدید کھا معالجے کے حیلے کو اپنی نجات کا وسیلہ سمجھ عار فرار کو
کیا تب تو فوج حیدری نے اُس خوان یغما پر فراغ خاطر سے تصرّف
بڑھایا اُس ھنگامۂ محشر آشوب مین تھوڑے آدمی لشکر انگریز بہادر
اور بہت سوار نواب محمد علی خان کے مارے پڑے بعد اِس زد و کشت
جب نواب بہادر ھسکوٹہ کی طرف متوجّہ ہوا صاحبان انگریز بہادر باڑھہ
ہوئے اُس طرف کو چلے اور بڑے استقلال سے مسافت طی کرکے ھ
کی پورب طرف میدان مین لوا سے شوکت بلند کیا محمد علی خان بہ سبب مار ڈھ
دوڑ دھوپ لشکر قیامت اثر حیدری کے اور صحرا نوردی کے مصائب
متاعب اُٹھانے سے عاجز ہوا اپنے تئین بیمار بنا ساگندھ مین چلا گیا اور اپنے
کو بھی نہنگ اجل کے منہ سے بچانا صلاح دیکھ بار امحال سے اپنے پاس
اِس بیچ مین محافظان اطراف ترچناپلی کے عریضے سے نواب بہادر کو یہ
ہوا کہ فوج انگریزی نے ڈنڈیگل و کوئنبا تور و بالاگھاٹ واھر و ڈھا
کو مسخّر کرلیا اور اب یہہ قصد رکھتی ہی کہ بعد پہنچنے سامان رسد اور

کے جو اُس طرف ترناملی و دھرا وترچناپلی کے پہنچکر قلعہ مین کرّور کے جمع ہوا ہی کچل تھی کے معبر سے اُتر کر میسور و سرینگپتن کے نواح کو تاراج کرے اگرچہ سوار ان غارت گر جو حضور سے متعیّن ہمین جان بازی مین قصور نہین کرتے پر بدون توپخانے کے انگریزی فوج کا مقابلہ نہین کرسکتے بمجرّد دریافت ہونے مضمون عریضے کے نواب بہادر نے تمام لشکر شاہزادے شیرشکار کے ہمراہی مین چھوڑ خود ساتھ چھ ہزار سپاہی و چار ہزار سوار پندرہ ضرب توپ قلعہ کوب کے تاخت فرمادھرم پوری مین اِقامت کی اور شب کے وقت یورش کر قلعہ کو فتح اور قلعے دار کو اسیر کیا پھر وہان سے روانہ ہو کرناٹک منگل کی راہ سے کوچ بکوچ سوادکرّور مین پہنچ ایک چھوٹے قلعہ کو جسکی سپاہ انگریزی محافظ تھی محاصرہ کیا اور جست دمدمہ باندھ توپین چڑھا گولون سے قلعے کی دیوار کو گرادیا قلعے کے لوگون نے اگرچہ دوپہر تک ثابت قدم رہ نمک حلالی مین قصور نہ کیا پر قلعے کی دیوار ٹوٹ جانے سے اُن کے پانون ثبات کے ہال گئے اور قلعے سے بھاگ نکلے بعد اِسکے ازروے اخبار نواب کو یہ معلوم ہوا کہ چار ہزار بیل خالی چار پانچ سو سپاہی کی حمایت مین بموجب حکم کپتان کے رسد لانے جاتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر کے سنتے ہی ایک ہزار تفنگچی کو معہ دو ضرب توپ سر راہ پر متعیّن کیا اور وے فی الفور جا کر وہان کمین گاہ مین بیٹھے جب اہل بدرقہ غافل اُس مقام پر پہنچے دلاورون نے بندوقون کی شلّک اور توپون کے چھرّے سے بہتون کو صحراے عدم مین بھیجا اور بیلون کو حضور مین لا اپنی حسن خدمتی ظاہر کی نواب بہادر نے بیلون کو توپخانون پر تقسیم فرماتین روز کے بعد وہان سے ہرّور کی طرف کوچ کیا کپتان انگریزی نے جو رسد آورون کی تباہی سے خبر نہ رکھتا تھا چھ سو سپاہی دو سو

جوان و لایتی معہٗ چار ضرب توپ رسد کی حراست کے لیئے کرور کو روانہ کیا ہنوز اُنھ
چار فرسنگ راہ طی نہ کی تھی کہ نواب بہادر کو یہہ خبر پہنچی تب فوراً تو پخا
ایک زمین نشیب مین پوشیدہ رکھہ سوارون کو حکم دیا کہ جب فوج انگر
اُس مقام پر پہنچے تم جنگ زرگری کرتے ہوے اُنکو توپخانے کے منہہ پر
سردار انگریزی جو ورود سے نواب بہادر کے مطلّع نہ تھا جب وہان
ندھرک چلا جاتا تھا سوارون نے حسب حکم نواب بہادر کے کئی بان چھو
فوج انگریزی کے سپاہیون نے اِن سوارون سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور
ہو گیئے پر اُنھون نے اُس جماعت کو جُل دیکر توپخانے کے منہہ پر
گولندازون نے توپین مارنی شروع کین تفرقہ عظیم اُس گروہ مین پڑ
نواب بہادر نے کرناٹکی پیادون کو تو بعد چھین لینے ہتھیار اور لباس کے
سے امان دی مگر دو سو سپاہی ولایتی کو قتل کا حکم دیا اِس جنگ مین دو
نو دس برس کے زندہ پکڑے گیئے تب نواب ممدوح نے وہان سے
فرما قلعہ کرور کے نواح مین خیمہ کیا نواب حیدر علی خان نے جو حیلہ اور فنو
دشمن شکنی کے یکتاے عصر تھا یہہ تدبیر کی کہ دونون لڑکونکو جو اسیر
آئے تھے بڑی خوشی وخرمی کے ساتھہ چند اشرفیان دے اُنھین بند سے آزاد
ساری گذری باتون پر تباہی رسد لانے والون کی اور پریشانی نواب
علی خان کی اور مفتوح ہونے کی قلعون کے اُنکو مطّلع کریہہ ارشاد فرما
کپتان سے جا کر کہو کہ اگر اُنکو اپنی زندگی منظور ہی تو ہماری خدمت
پہنچہین نہین تو کل اِس قلعے کے لوگ بھی رسد لانے والون سے جا ملینگے
لڑنے کے اگر صلح و امان طلب کرینگے ہرگز نہ ملے گی اِس تعلیم کے
دے دونون لڑکے سپرد دے اُس قلعے مین گیئے اور کپتان سے د

مارے جانے سپاہیان ولایتی کی جو اُنھون نے دیکھی تھی اور اُن تمام باتون کو جو سنی تھین من وعن ظاہر کی کپطان نے جب دیکھا کہ رسد کسیطرح نہین پہنچ سکتی اور سپاہی کام کے بہت کام آئے اور نواب حیدر علی خان بہادر بہ شرط ملاقات امان کا وعدہ فرماتا ہی اِس تصوّر پر ایک شخص کو اپنی جگہہ قایم کرکے تکلّف پالکی پر سوار ہو دو سوار وچند نفر سپاہی ہمراہ لے حضور مین نواب کے حاضر ہوا نواب بہادر نے اُسکی بہت سی خاطر داری فرما علیحدہ خیمہ رہنے کو دیا بعد ایک لمحہ کے حضور کے متصدّیون نے کپطان سے کہا کہ اب آپ سے کچھ عداوت نہ رہی اور اگر آپ نواب بہادر کے استرضا کی راہ چلیئے تو کسی طرح مضرّت آپ کو نہ پہنچیگی اِسواسطے یہ بہتر ہی کہ ایک خط اِس قلعے کے سردار کے نام پر لکھہ بھیجیئے کہ قلعہ معہ اسباب تسلیم کرے کپطان نے ہرچند چکنی چپڑی باتین بنائین اور کہا کہ مین خود قلعہ مین جا اسباب کا تعلیقہ کرمعہ قلعہ نواب کے گماشتون کو سونپ دونگا کچھ مفید نہوئی آخر کپطان اپنی حرکت طفلانہ سے بہت نادم ہوا اور جب کچھ چارا نہ دیکھا ناچار اپنی جان کی حفاظت مصلحت جانکر ایک رقعہ اُسی مضمون کا بنام سردار محافظ قلعے کے لکھدیا اور نواب کا مکّار نے اُس خط کو اپنے ایک معتمد کو دیکر پانچ ہزار سپاہی کے ساتھہ قلعہ کو بھیجا جب کپطان کا رقعہ سردار محافظ قلعہ کو پہنچا اُسنے فوراً قلعہ معہ تمامی اسباب حوالے کردیا تب نواب منظفّر منصور وہان سے اپنی لشکر گاہ کو روانہ ہوا شاہزادہ بلند بخت کی ملاقات سے مسرّت حاصل کر لشکر انگریزی کے اسیرون کو جو اِس تگ وتاز مین ہاتھہ آئے تھے اپنے قلعون کو روانہ کیا اور دو تین روز مین سب ساز وسامان اپنے لشکر کا درست کرمعہ تمام خدم وحشم

جنریل اسمتھ بہادر کے مقابلے کو روانہ ہوا اثنائے راہ مین یہہ معلوم
جنریل ممدوح نے اسکوتہ سے مراجعت فرمانواحی کولار مین خیمے ا
کیے ہمین اور دو پلٹن سپاہی ہندی اور چار سو جوان ولایتی کو واسطے
رسد کے جو قلعہ ھسوڑ مین جمع تھی روانہ کیا نواب بہادر نے فی الفور
کمیدان کو چار ہزار سپاہی اور کئی ضرب توپ واسطے فتح کرنے قلعہ
کے رخصت فرما خود مقام انی گل سے سواران خوش اسپہ کو لئے صاعقہ
مانند اُس جماعت پر جو رسد لئے اسکوتہ سے آتی تھی جا گرا ہنگامہ محشر برپا
حیدری لشکر کے یغماگرون نے جو اُس اذوقہ کو نعمت غیر مترقب جان
وہان جا پہنچے تھے جب دونون فوج کو جنگ مین مشغول دیکھا سب بار
بیلو نکو اور توپ کشی کے بیلون کو بھی بار توپ سے سبکدوش کر
لیکن اِس جماعت کے سردار نے بحکم شجاعت ذاتی پناہ مین ایک چھو
کے جو اِس میدان مین خالی پڑا تھا پائے ثبات محکم کیا بندوقونکی باڑھ مار
مردانہ لڑتا اور حیدری فوجونکا مقابلہ کرتا رہا اس مین محمد علی کمیدان نے اسو
قلعہ میں پہنچکر اپنا تھانہ قایم کیا اور اہل قلعہ سے بہت لوگونکو اسیر
بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا اور فی الفور واسطے محاصرہ کرنے اس قلعہ
جو سردار انگریز کا مامن تھا مرخص ہوا اُس دلاور نے اُسی وقت جا گولے مار
دیوار کو توڑ ڈالا اور قریب تھا کہ ہلّا کر قلعے کے محصورون کو تہ تیغ کرے
فوج انگریزی تازہ زور جسکو جنریل اسمتھ بہادر نے توپون کی آواز سنکر دا
کی راہ سے واسطے مدد رسد لانے والون کے روانہ کیا تھا وہان پر جا پہنچ
والے اُس فوج کی کمک سے قوی دل ہوگئے اور شدت محاصرے سے
پائی پھر دونون جماعت سابق وحال قلعے سے نکل باڑھ مارتے ہوئے ش

جنریل بہادر کے جا ملے تب نواب بہادر نے اِس مقام پر زیادہ مقیم رہنا
تضیع اوقات جان اسکوٹہ کی تسخیر کو جس مین انگریزونکا تھانہ تھا چڑھ دوڑا اور
محاصرہ کیا طون میکر برج وبارہ کو مستحکم کر توپ و تفنگ سے بہادرون کے حملون کو
روکتا تھا جب یہ خبر جنریل بہادر نے سنی کولاہ سے اسکوٹہ کی طرف متوجہ
ہوا نواب بہادر نے جنریل کی روانگی سے آگاہی پاشاہزادہ اور میر علی
رضا خان کو ساتھ فوج اور توپخانے سنگبن کے جنریل بہادر کی راہ روکنے
رخصت فرما واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے بہادران رزم خواہ کو بہت سی
تاکید فرمائی تب محمد علی کمیدان قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگا جرأت کر
چڑھ گیا اور علم حیدری اُسپر بلند کیا قلعہ والون نے امان مانگی نواب بہادر نے
اِس جماعت کی جان فشانی سے خوش ہو کر اُن کی جان بخشی کر سب کو قلعہ سے
نکال دیا اور اپنا تھانہ وہان قایم کروا واسطے مقابلے فوج طوفان موج جنریل بہادر
کے متوجہ ہو قریب عیدگاہ کے لواے شوکت بلند کیا توپخانہ جنگ کے قاعدہ
سے وہان پر لگایا اِس طرف سے جنریل بہادر جو چھن جانے سے قلعہ کے ہنوز
آگاہ نہ تھا اسکوٹہ کے متصل آپہنچا نواب بہادر نے لشکر انگریزی کے وہان
پہنچتے ہی خود سبقت کر توپخانے کو لشکر جنریل بہادر کے مقابل کیا اور ایسی
باڑھین بندوقون و توپون کی متواتر مارین کہ باروت کے دھوئین سے زمین
آسمان تیرہ ہو گیا اور آنکھین گرد و غبار سے خیرہ چونکہ فوج انگریزی دھاوا
کر اُسی وقت وہان پہنچی اور شدت سے ماندی وکوفتہ تھی اِس سبب سے
اُس ہنگامۂ قیامت اثر مین بہت انگریزی طرف کے اوگ مارے پڑے جنریل
بہادر نے باقی فوج کا تلف و ضایع کرنا عقل مصلحت اندیش کے خلاف
دیکھکر اپنی فوج کو غارون اور نشیب زمین مین پوشیدہ کیا اِس ارادے پر

کہ جب حیدری سوار یورش کرین وے اُنھہ کر اُن کو باڑھہ مارین اور خود گولون اور بانون کی ضرب سے محفوظ رہین جنریل بہادر نے اِس طرح سے اُس روز میدان مین تاشام جنگ قایم رکھی جب رات کی تاریکی دلیرون کو رزم سے مانع ہوئی ہر ایک نے اپنے مقام مین جا آرام کیا شب کے وقت نواب والا فطرت نے کئی آدمی کو قلعہ ہاسکوٹہ وغیرہ کے اسیرون مین سے جنکو قید کر رکھا تھا رہائی بخشی اُن مین سے کئی آدمی حضور مین جنریل بہادر کے جا فتح ہو جانے سے قلعہ ہاسکوٹہ وغیرہ کے اُسکو مطّلع کیا جنریل بہادر اِس خبر کو سنکر بہت سا اندیشہ مند ہوا صبح کو جنگ موقوف رکھی اور بعد شام کے کئی توپین ازکار رفتہ اُس میدان مین ڈال کولار کی طرف روانہ ہوا نواب بہادر نے بھی اِس رزم گاہ سے کوچ کر نرسی کے سوا دین جا پڑا دو تین روز کے بعد ہرکارون نے حضور مین عرض کی کہ ساتھہ بدرقے ایک ہزار سوار اور دو پلٹن کے رسد جنریل بہادر کی لشکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے یہ مژدہ سنکر جلد کئی ضرب توپ جلوی اور دو رسالہ سوار خوش اسپہ لیکر اسپر تاخت کی اور ہر بن ہلّی کے گھاٹ پر پہنچکر گھات مین گارہا جو ہمین رسد والے گھاٹ سے اُترے فوج حیدری سے مقابلہ ہوا بدرقے کے سوار و پیادون نے حتی الوسع جنگ کی اخرکار رسد کی محافظت سے ہاتھہ اُٹھایا اور نواب بہادر اُس سب غنیمت کو ساتھہ لے اپنی لشکرگاہ مین داخل ہوا جنریل بہادر نے جب رسد لت جانے کی خبر سنی بے قوتی اپنی فوج کی دیکھہ اذوقہ کے بہم پہنچانے کو سب کامون پر مقدّم جانکر چند روز تک جنگ ملتوی رکھی نواب بہادر نے جب جنریل بہادر کے ارادے پر اطّلاع پائی ایک شب اپنے لشکر کے سردارون کو جمع کر

اِس امر مین مشورت کی کہ جنریل بہادر نے ملک بالاگھات مین اپنے پانو کو قایم کیاہی اور بالفعل یہانسے اُسکا مراجعت کرنا معلوم نہین ہوتا اور یقین ہی کہ چند روز مین سپاہ انگریزی نایابی اذوقہ کے باعث لوٹ کا ہاتھ اِس ملک کی رعایا پر دراز کریگی تمام ملک بالاگھات کا ایسا خراب و تاراج ہو جائیگا کہ غلہ کا تو کیا ذکر نباتات بھی زمین پر باقی نہ رہیگی اور جو کچھ کہ سپاہ انگریزی کی حاضری سے بچیگا ہماری فوج اُس سے ناشتا کریگی پس اِس صورت مین رعیت اِس ملک کی مطلقاً نیست و نابود ہو جائیگی اور اپنی رعیت کو خود پامال کرنا کسی شرع و ملت مین جایز نہین ہی اِسواسطے عقل مآل اندیش یہی فرماتی ہی کہ جب تک جنریل بہادر ملک بالاگھات سے دست بردار ہوکر پھر نہ جاوے ہم بھی تاخت و تاراج کرنے مین ملک پائین گھات کے جو نواب محمد علی خان اور انگریز بہادر سے علاقہ رکھتا ہی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین سب سرداروں نے ہاتھ جوڑ یہ عرض کی

مثنوي

کہ ما بندگانیم فرمان پذیر	مداریم از حکمت ای شہ گزیر
نہ خوفی ز آتش نہ بیمی ز آب	نشینیم بر باد پایان شتاب
بر آریم از حکم تو بیدرنگ	ز صحرا ہز بر و زدریا نہنگ
اگر خصم چون سنگ گیرد قرار	در آئیم در قلب او چون شرار
تو ئی سایہ پرورد فضل خدا	نباشیم چون سایہ از تو جدا
جہاندار گیتی نگہدار تست	بروز و غایا و رویار تست

نواب بہادر نے جب یہ بائین دولت خواہی و فرمان پذیری کی سپہداروں سے سنی تب تمام سپاہ کینہ خواہ سمیت واسطے تسخیر کرنے ملک پائین گھات

کے لوائے اقبال بلند کیا اور راے کوتہ کے معبر سے اُترا اول کشنگر یکو تصہ
مین لا قلعہ ترپاتور و دانم باڑی مین اپنا تھانہ قایم کیا اور مواضع و قریات
انبور گڈھ کو خاک سیاہ کرنوا حی انبور گڈھ سا تگڈھ اُپلی ایلور اد ھونی گ
ارنی پرلوت کا تھ در از اور ترنا ملی مین جا خیمہ و خرگاہ کھڑا کیا پھر شاہزاد
نصرت مند کو مدراس کی طرف و میر علی رضا خان کو فوج شایستہ سر
تنجاور و نتھرنگر کو اور غازی خان اور مہامرزا کو چتّور و نیلور کی جانب مرخص
اِن دلاوروں نے تھوڑے ہی دنون مین وہان کے دیہات لوٹ پاٹ
خاک سیاہ کر دیا جب یہہ خبر متواتر جنریل بہادر کو پہنچی چونکہ سجیہ
اس قوم کا یہہ ہی کہ بعد فتح کرنے ملک کے رعایا کو ہرگز نہین لوٹنے بالا گ
کو صحیح و سالم چھوڑ کر تباہی پر ملک نواب محمد علی خان کے جو حقیقت
سر کار کنپنی انگریز بہادر سے متعلق تھا ترحّم کر جلد کرنپات کا گھا
اُتر سا تگڈھ سے گذر راے ویلور کے سواد مین جا مقام کیا نواب محمد علی
نے جب دیکھا کہ نواب حیدر علی خان بہادر و جنریل دلاور مانند دو
ہاتھی اور شیر ژیان کے آپس مین لڑتے اور زور آزمائیان کرتے ہین
کشاکش سے اُن دونون رزمخواہ کے ہزارون بلکہ لاکھون رعایا
مفت پستی ہین اور ہوس مین ملک بالا گھات کے اقلیم پائین گھات کا
بے چراغ ہوتا ہی اور بجز مصالحہ نواب حیدر علی خان بہادر کے کوئی چار
نہین آتا تب ایک خط اِسی مضمون کا جنریل بہادر کو بھیجا جنریل بہاد
اُسکے جواب مین ارقام فرمایا کہ ہم اتنی جنگ و جدل صرف واسطے حف
ملک اور پاس خاطر تمہارے کرتے ہین نہین تو ہم کو نواب حیدر علی خا
ساتھ کسی طرح کا کینہ نہین اور کئی برس کے عرصے سے ایسا کوئی

سلسلہ عناد و فساد کا محرّک ہو طرفین سے ظہور مین نہین آیا ہی اب جو تم صلح کرنے پر راضی ہوئے ہو ہم کو کسی صورت آپ کی رائے کی مخالفت منظور نہین جو امر کہ موجب امنیّت خلایق و رفاہیت رعایا معلوم ہو عمل مین لائیے نواب محمد علی خان نے بعد مطالعہ کرنے اس جواب کے نجیب خان و دانشمند خان کو جو اُسکی سرکار مین زیادہ متہم تھے ایک ملاطفہ محبّت آمیز کے بہت سے تمنایس اور تخایف اور چودہ لاکھ روپی نقد صمیت خدمت مین نواب بہادر کے روانہ کیا اور مصالحہ کا سلسلہ جنبان ہوا جب یہ لوگ حضور مین پہنچے اور خط معہ ہدایا و زر نقد اُنھون نے نذر گذرانا نواب بہادر جو اپنے ملک کی پایمالی سے نہایت آزردگی رکھتا تھا اِس معاملے کے پیش آنے کو محض فتوحات غیبی و نایدات لاریبی سے سمجھ اِس پیغام کو قبول فرمایا اور ایک مکتوب اتحاد اسلوب کے ساتھ علی زمان خان و مخدوم علی خان نایط کو اپنی طرف سے عہدے پر سفارت کے مقرّر فرما رخصت کیا و کیلان خردمند حضور مین نواب محمد علی خان کے پہنچکر صلح کی بنا کو ساتھ عہود و مواثیق کے مستحکم کیا نواب محمد علی خان نے کرور کے علاقے کو بھی سرکار حیدری کے کارگزارون کو تفویض کر دیا اور چندا صاحب نایط متوفّا کے اہل و ناموس اور امام صاحب بخشی کو جو مدّت سے قید مین تھے رہائی دی بعد حاصل ہونے اطمینان خاطر کے نواب بہادر نے اکثر جاگیردارون کو جیسے مہدی خان جاگیردار اول کنڈہ مرتضی حسین خان منصب دار کرگنہ پالہ محمد تقی خان جاگیردار تونڈوسی و محمد سعدی خان منصب دار برموکل گڈھ جو محمد علی خان سے مطمئن نہ تھے اپنی عنایت شامل سے راضی و شاکر اُن سب کو سلک مین ملازمان سرکار دولت خداداد کے منسلک فرما ساتھ فرّخی و خیروزی کے ملک بالاگھاٹ مین داخل ہو سایہ اپنی شفقت کا وہان کے

رہنے والون کے سر پر جو قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے ڈالا

لشکر کشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کڑپہ کرنول بلاّری کی طرف

جس زمانے مین نواب بہادر ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے جنگ مین مشغ
تھا نواب عبدالحلیم خان کڑپے کے مرزبان نے نخوت و غرور کی راہ سے ا
سوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُن مواضع و دیہات کے جو حیدر
ممالک محروسہ سے قریب کڑپے کے واقع تھے تعین کر بہت اذیّت
نواح کے رہنے والون کو دی تھی اور اسی طور پر نواب منوّر خان حاکم
نے بھی ساتھ نواب عبدالحلیم خان کے ہمراستانی کر کے ظلم کا ہاتھ بیچار
رعایا پر دراز کیا تھا اور اسیطرح راجہ بلاّری نے بھی راے درگ کے
میں شورش و ہنگامہ مچا کر خلایق کو بہت سی ایذا پہنچائی تھی اُ
بے سب خبر بن متواتر نواب بہادر کو پہنچتی تھین لیکن اُسنے بے ا
کرنے کلیاّت کے جزئیات کی طرف متوجہ ہونا آئین سرداری و
گیری سے دور جان کر اغماض اور چشم پوشی فرمائی تھی و رینولا کہ فضل
سے صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ مصالحہ ہو گیا نواب بہادر نے
و بنا ان شوخ چشمون کا ذمّہ ہمّت والانہمت پر اپنے لازم و
جان کر تمام احمال و اثقال لشکر کو معہ ناموس سرداران ا
کے جو قید سے نواب محمد علی خان کے مخلصی پاکر آئے تھے دار الحکومت سریر
کو روانہ فرما خود بدولت و اقبال ساتھ فوج سوار و پیادون کے جو زیادہ چھ

سے تھی معہ توپخانہ واسطے گوشمالی عاصیان سرکش کے وہان سے کوچ فرما سیروشکار کرتے ہوئے پہلے کرپے کی طرف تاخت کی اور اپنے یغما گرسواروں کو واسطے لوٹنے جلانے مواضع متعلقہ کرپے کے حکم فرمایا فوراً سواران کینہ خواہ نے اُن حدود پر تاخت کر بہتوں کو باشندوں سے اُس ملک کے خاک و خون مین غلطان کیا حاکم کرپہ یہہ سانحہ ہوش ربا سن مضطر ہو ایک وکیل آداب دان کو معہ پانچ لاکھ روپی نقد اور دو فیل کوہ شکوہ چار گھوڑے عربی معہ زین مرصّع اور ایک عریضہ عبودیت طراز متضمّن استدعاے عفو جرایم نواب عطا پاش خطا پوش کے حضور مین روانہ کیا اور یہہ عہد کیا کہ آیندہ نقش عبودیت دل سے زایل نہ کرونگا اور ایک ٹکڑی کو اپنی سپاہ سے ہمیشہ حضور انور مین حاضر رکھونگا نواب بہادر کو چونکہ انتظام اور امور مملکت کا منظور تھا اُس پیشکش کو شرف اجابت اور معروضہ کو درجہ قبولیت عطا فرما ایک پروانہ فیض نشانہ نصایح آمیز معہ خلعت خاصہ عنایت کر وکیل کو رخصت کیا اور ایک ملازم معتبر کو یہہ حکم دیا کہ وہ نواب عبدالحکیم خان کے پاس عہدے پر اخبار نویسی کے مستعد رہ ہمیشہ وہانکا حال قلم بند کر حضور مین بھیجتا رہے اور بدرالزمان خان کو (جو ایّام سابق مین حضور کی طرف سے بالاپور خرد کا قلعدار تھا اور جب مادھوراو پیشوا آیا تب اُسنے جُبن کی راہ سے اُس سے ملکر قلعہ اُسکے حوالے کیا تھا اور بعد منطفی ہونے آتش فتنہ و فساد کے خجالت کے مارے حضور مین نہ آیا اور کرپہ کے حاکم کی سرکار مین جا نوکر ہوا تھا) اُسکی قدیم النخدمتی پر نظر کر فیض عام سے اپنے محروم رکھنا مناسب نہ جانکر علی زمان خان کی معرفت جو اُسکا حریف تھا ایک پروانہ متضمّن خوش خبری جان و آبرو کی امان کے معہ خلعت خاصہ بھیج کر طلب فرمایا

اور جب وہ حاضر ہوا بہت سی مہربانی اُسکے حال پر مبذول کیا چنانچہ بد
سابق جاگیر و خدمت بخشی گری پانے سے امثال و اقران مین سربلند ہوا
نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر پیکن ہلّی کی طرف نہضت کی میر غلام علی جو
قلعدار تھا جہالت کی راہ سے ایک توپ کا گولہ نواب بہادر کے ہاتھ
جسکا نام گجپون اور اُسوقت وہی سواری مین تھا مار کر آتش غضب حید
کو بھڑکایا لشکر ظفر پیکر کے سواردن نے حسب الامر اُس کی گوشمال
کے لیئے تاخت کی اور پلک مارتے اُن دیہات مین جو قلعہ کے گرد تھے آگ
لگا خاک سیاہ کردیا تب میر غلام علی نے خواب غفلت سے چونک ایک
کو معہ عریضہ متضمّن معاذیر ناموجّہ اور دو لاکھ ہون اور پچاس ہزار روپی با
جرمانہ اُس حرکت بیجا کے حضور مین ارسال کیا نواب ممدوح نے
عذر پذیرا کر اُسکی نذرون کو درجۂ اجابت کا بخشا میر حسن علی خان
اسد علی خان برادر زادون نے میر غلام علی کے سعادت ملازمت حاصل
عہدے پر بخشی گری دستہ سواردن کے سرفراز و ممتاز ہوئے آخرالامر پیش
وہان سے کرنول کی طرف روانہ ہوا وہان کے راجہ نے دیدہ وری کے
سے آئینۂ خیال مین اپنے مآل کار کو دیکھکر ایک سفیر باتدبیر معہ عرضد
و دو لاکھ روپی نقد حضور مین ارسال کیا اور بوسیلہ پیشکش لطمون
اُس بحر موّاج کے صحیح وسالم کنارے کو پہنچا پھر وہان سے کوچ کر لشکر ظفر
سرحد پر مرار راؤ کے آیا ہر چند اُس منافق کا سزا دینا امر ضروری تھا پر بانظر
مصلحت وقت نواب نے اپنے لشکر کے سردارون کو یہ حکم دیا کہ مطلقاً
شخص اُس نواح کے متنفّس کی اذیّت کا روادار نہ ہو جب وہان سے
مواد کنول مین ڈیرہ پڑا نواب منوّر خان وہان کے حاکم نے جو شاہ سے

مجذوب سے بیعت و اعتقاد رکھتا تھا اپنے پیر روشن ضمیر کو ورود سے
افواج حیدری کے مطلع کیا شاہ سکین نے زہر خند کر کے کہا منوّر تو خوش ہو کہ
ہم تیر سے دشمنون کو منہزم کرتے ہین منوّر خان تو درجہ اُس صاحبدل کا
مافوق بنی اور تھوڑا ہی کم خدا سے جانتا تھا قول کو حضرت مرشد کے راست
سمجھا اور اپنی تمام جمعیّت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل رات بھر تو درست کرنے
مین سرانجام حرب کے مشغول رہا اور صبح ہوتے ہی میدان مین آصف آرا
ہوا جب یہ حال نواب بہادر کو معلوم ہوا لشکر ظفر پیکر کو آراستہ و مسلّح کر
میدان جنگ مین پہنچا جو ہمین دونون جانب سے صف آرائی ہوئی شاہ سکین
ایک ہاتھی برہنہ پشت پر سوار ہو کر دیو آتش بازی کے مانند دو تین سو رفیق
سمیت صف سے باہر نکل میدان مین آیا جب لشکر نصرت اثر کے لوگون نے
وہ صورت موحش مشاہدہ کی چونکہ طبیعتین مختلف ہمین اور ستاسائی فقیر صاحب
کمال کی ہر ایک کو نہیں بعضے مقرّبون نے حضور مین عرض کی کہ مقابلے مین ایسے
لشکر خونریز کے تھوڑی جمعیت سے لڑنا کام ہر کسی کا نہین شاید کہ یہ درویش
اولیا یا ابدال و اوتاد مین سے ہی جو واسطے اعانت اپنے مرید کے آیا ہی چونکہ
سلف کے بزرگون نے رنجش خاطر اولیاء اللہ کی کسی طرح جایز نہین رکھی ہی یہ
اندیشے کا مقام ہی مبادا چشم زخم لشکر فیروزی اثر کو پہنچے یا ذات شریف و عنصر
لطیف کو کسی طرح کی ناخوشی لاحق ہو مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضور
تسخیر کرنے سے اِس ایک قطعے زمین کے جو نواب منوّر خان کے تصرّف
مین ہی ہاتھ اُٹھائین نواب بہادر نے اِس بات کو سنکر غضب سے چین
بجبین ہو حاضرین سے فرمایا کہ تم سب نے سنا ہوگا کہ خداوند کارساز جسپر
اپنا سایہ مرحمت کا ڈالتا و ایک خلایق کی روزی اُسکی روزی کے ساتھ باندھتا ہی

البتہ ایک یا دو ولی اُسکی حفاظت کے لیئے غیب سے متعیّن فرماتا ہی پس
خدائے جہان آفرین نے جو مجھ بندے پر اپنی مہر سے نظر کر تین لاکھ سے زیا
آدمی کو میرے متعیّن کیا کیا اِس لشکر مین کوئی شخص ولی یا قطب نہوگا سمجھون۔
عرض کی کہ البتہ کوئی شخص مردان خدا سے اِس لشکر مین بھی حاضر ہوگا یہ با
سنکر نواب بہادر نے متبسّم ہوکر فرمایا کہ اگر ایسا جان تے ہو پس مف
کیون ہوتے ہو اگر ولی سپاہ نواب منوّر خان کا آگے آتا ہی ہمارے لشکر
ولی اُس سے جنگ کریگا حاضرون کا دل اِس بات سے قوی ہوا اور نواب بہا
نے بعد اِس گفتگو کے اپنی سواری کے فیل کوہ شکوہ کو کیجکی
کی ضرب سے آگے ہولایا حضرت حقایق پناہ معارف آگاہ نے جون ہ
نواب بہادر کا فیل رود نیل کے مانند جوش وخروش مین دیکھا فوراً پھ
اور جہت قلعے مین داخل ہوا ایک حجرۂ تاریک مین نواب منوّر خان کو بلا یہ ارشاد
ہمارے فرمانے پر عمل کر جو کچھ نقد و جنس تیرے گھر مین ہی نواب بہاد
نذر کر مگر خاطر جمع رکھ کہ تیرا قلعہ ہم ہرگز نہ دینگے اور ہم تیرے حال پر رحم کر۔
قلعے مین پھر آئے ہمین اگر ہم باہر رہتے تو یہ بھی گیا ہوتا نواب منوّر خان نے ا
مرشد کامل و ہادی آگاہ دل کی کرامت معاینہ کر بہت خجل ہوا اور فی الفور دیو
کو سمہ قطعہ عرضی و اسباب ضیافت حضور کو روانہ کیا اور پیشکش دو سہ
روز پر موقوف رکھا نواب رحیم الطبع نے نوازش کی نظر دیوان کے حال
مبذول فرما اپنے لشکر کو حکم دیا کہ آج جنگ موقوف رکھین چنانچہ حسب
افواج قاہرہ جنگ سے دست بردار ہو تنبھدرا ندّی کے کنارے جو قلعہ کی
طرف جاری ہی خیمے کھڑے کیئے علی الصباح نواب منور خان نے پچاس
روپی نقد و جنس و نفایس و نوادر پیشکش حضور مین بھیجا تو

بہادر نے اُسے قبول کیا ایک پروانہ متضمّن عفو و بخشایش نواب منور خان کے نام پر صادر ہوا پھر نواب بہادر دوسرے روز وہان سے کوچ کر نہی کنڈہ و پنڈی کنڈہ کی راہ سے سواد بلّاری مین داخل ہوا اِس عزیمت کا منشا یہ تھا کہ سابق مین نواب بسالت جنگ حاکم ادھونی مرار راو سے سازش کر کے کئی موضع کو ممالک محروسہ سے لوٹ لیا تھا اب مطمح نظر نواب بہادر کا یہ تھا کہ اگر اُس سے اب بھی کوئی حرکت منافی صلح کے ظہور مین آوے تو مجازات اُسکی جہت سے بھی قرار واقعی کی جاوے نہین تو فقط راجہ بلّاری ہی کو جو ایّام جنگ مین صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ ملکر نواح مین راے درگ کے مصدر گستاخی کا ہوا تھا گوشمالی دیا جاوے جون نواب بسالت جنگ کی طرف سے کوئی امر خلاف صلح کے وقوع مین نہ آیا اِس لیئے فوج ظفر موج پر یہ حکم صادر ہوا کہ پہلے قلعہ پائین کو گولون کی ضرب سے مسمار کر حصار کو جو پہاڑ کی چوٹی پر راجہ کا ملجا اور ماوا ہی مفتوح کرین بہادران جان نثار موافق امر کے تھوڑی ہی عرصے مین دمدمہ باندھ گولہ زنی شروع کر ایک ہی روز مین ایک برج کو ڈھا دیا اور شب کو ہلّے کی نیّت سے تاخت کی مگر راجہ پر دلی و شجاعت سے تمام رات آبروے مردی کو نگاہ رکھ لڑتا رہا علی الصباح بموجب فرمان حیدری گولہ اندازون نے بڑے بڑے پتھر غبّارون مین بھر قلعہ کی اُتر جانب ایک کوہچہ پر جو سرکوب قلعہ کا تھا چڑھا کر آگ دیکھائی پتھر بارود کے زور سے ہوا مین اُڑ کر قلعے مین جا گرے جن سے بہت حرم سرا کے لوگ زخمی و مجروح ہوے اور ایک شور محشر برپا ہو گیا عورتین راجہ کا دامن پکڑ فریاد کرنے لگین کہ خدا کے واسطے تو ہماری حرمت کو بچا اور جو کچھ تیرے پاس نقد و جنس ہی نواب کے حوالے کر آخر کار راجہ مضطر ہو اپنے

وکیل کو سہ ایک قطعہ عریضہ و دو لاکھ روپی نقد حضور مین بھیج کر امان مأ
نواب بہادر نے اُسکی پیشکش کو قبول فرما کر ایک قطعہ پروانہ ت
بخش لکھوا کر وکیل کے حوالے کیا اور ایک اخبار نویس حضور سے وہان مت
فرمایا اِس اثنا مین اُس روز اخبار نویسون کے معروضات سے حضور
ظاہر ہوا کہ سردار مرہٹہ ناظم مرج بہ سبب اغوا گوبند راو اور امرت راو کے نو
دھارواڑ و بادامی مین جو متعلّق دولت خداداد کے ہی لوٹ پاٹ مچا رکھی ہ
نواب بہادر نے صیانت اُس ملک کی تسخیر کرنے پر اِس دیار کے مقدم ؛
فوراً تنبب بھدراندی کو عبور فرما ایلغار کر قریب پنکاپور کے لوائے حیدری
کیا غنیم ہیبت سے لشکر قیامت اثر کے خوف زدہ ہو اپنے مقرّ حکومت کو
گیا تب نواب بہادر نے اُس راہ سے ہمنہ گیتی نورد کی باگ پھیر سواد ش
مین جا دیرا ڈالا نواب عبد الحکیم خان چونکہ کئی بار زک کھا چکا تھا اِس مرتبہ خرد
اندیش کے حکم سے اپنا خلوص و اعتقاد ظاہر کر قدم اعتذار سے راہ راست
چلا اور اپنی آمدنی قلیل و خرج کثیر کا اظہار کر ایک لاکھ پینتیس ہزار رو
خرج یکروزہ لشکر ظفر پیکر تخمین کر خزانے حیدری مین داخل کیا تب نوا
حیدر دل نے وہان سے کوچ کر اور سرھتی و دامل وکیل کے راجاؤن سے پیش
شایان وصول مین لا بیجانگر عرف انا گندی کی نواح مین خیمہ جاہ و جلال کا بلند
راجہ تمراج کو جو وہان کا حاکم تھا حضور مین طلب فرمایا تمراج وکشن را
رام راج قوم چھتری سے ہین کسی کو سلام کرنا اُس قوم کا دستور
ایّام سابق مین تو تمامی ممالک کرناٹک و ملیبار کنارہ رود کشنا تک اُنکے
تصرّف مین تھا پر آخرکار سلاطین قطب شاہیہ و عادل شاہیہ و نظام ؛
کی لڑائیون مین بہت ملک اُن کے قبضے تصرّف سے نکل گیا پھر بھی

اورنگ زیب عالم گیر کے بہت صعوبت اِس خاندان کو پہنچی مگر اب کئی محال پر قانع ہو ایّام حیات بسر کرتے تھے جب فرمان حیدری راجا کو واسطے حاضر ہونے کے پہنچا کچھ چارہ نہ دیکھا بجز اِسکے کہ خود تعارض کر اپنے بیٹے کو ساتھ نذرانے ایک لاکھ ہون کے حضور مین روانہ کیا نواب عالی ہمّت نے اُسکے آباؤ اجداد کی عزّت بر نظر کر اُسکو حاضر ہونے کی تکلیف سے معاف رکھا اور ایک اخبار نویس سرکار سے مقرّر کر وہان سے کوچ فرما بوکاپتن کی راہ سے سوادہ کل داری مین نزول کیا چونکہ بلاہت وسفاہت وہان کے راجہ کی خارج سے اکثر سمع مبارک مین پہنچی تھی واسطے تفریح و انبساط خاطر کے راجہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اُس ملک کے لوگ راجہ کو ساتھ حماقت کے منسوب کرتے تھے یہ اتّہام اُنکا بر غلط نہ تھا چنانچہ ایک حماقت اُسکی یہ تھی کہ سب محاصل اپنے تعلّقات کا افیون کی خرید مین صرف کرتا تھا اور کبھو گھر سے باہر نہ نکلتا ہر دم افیون کا خواہان اور پینک مین غرق رہتا اُسکے مکان کی پشت پر ایک تالاب وسیع اور اُس طرف کے کنارے پر ایک چھوٹا پہاڑ واقع تھا جب کبھی بتقریب سیر اپنے قصر کے بام پر چڑھتا تالاب و پہاڑ کو دیکھ اپنے کارپردازون سے کہتا کہ مجھکو دنیا مین کوئی ہوس نہین مگر یہ کہ سارا پہاڑ افیون ہو جاوے تا مین اِس تالاب کے پانی مین گھولکر ہفتہ عشرہ مین پی لون اور جب اُسکے رانی کھانا کھانے کو محل مین بلاتی لونڈیان خواصین پہرون تقاضا کرنے کے بعد ہاتھ پکڑ کر اُٹھا کھینچ لیجاتی تھین تب قدرے قلیل شیر برنج کھاتا اور اگر کبھو سیر کو باغیچے کے جو اُسکی حویلی سے ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر تھا قدم رنجہ کرتا تو صبح سے چلکر دوپہر کے عرصے مین باغ مین داخل ہوتا اگر کبھو آنکھ کھولتا تو خادمون سے پوچھتا کہ کتنے روز ہوئے

کہ ہم محل سے نکلے ہمین معلوم نہین کہ کب پھر پہنچینگے جب کوئی کہتا کہ اگر آ۔
قدم اُٹھائین تو مسافت محل کی چند قدم سے زیادہ نہین ہے اختیار ہنس پڑتا اور کہ۔
ایسا جلد چلنا کسی کبوتر کا کام ہی الغرض جب اُسے حسب الحکم حضور مین
نواب بہادر نے اُسکی بو العجب ہیئت دیکھ اُسسے پوچھا کہ کیا حقیقت
اور کیا نذر لایا اُسنے پنیک سے سر اُٹھا عرض کیا کہ دو تین سو من افیون موجود ہ
اور کئی مادہ گاو شیر دار بھی ہمین اور رانی صبری آپ کی کنیز کچھ زیور بھی رکھ
ہی اگر آپ کو مطلب ہی اور قدردان افیون کے ہمین تو اُنمین سے
دے سکتا ہون اور آپ خاطر مبارک جمع رکھین کہ دو تین سو مادہ گاو شیر
بھی جو افیون کے لوازمون سے ہی نذر گذرانونگا نواب نامدار نے اُس
عجایب المخلوقات کو دیکھ۔ تبسّم فرمایا اور ایک شخص امین دیانت
واسطے تحصیل مال واجب کے اُسکے علاقے پر مقرّر کیا اور اُس راجہ
افیون کے خرچ کو ایک موضع سیر حاصل جدا فرمایا جب نواب بہادر کو نظم ونسق
سے اُس نواح کے فراغ کلّی حاصل ہوا تب فرخّی و فیروزی کے ساتھ
دار الامارت سرنگپتن مین آیا ہر ایک صغیر و کبیر و برنا و پیر نے جمال باکما
اُسکا دیکھ۔ دل و جان کو نورانی کیا اور ہر کوئی کام دل کو پہنچا،

لشکرکشی کرنا تا ننیا مرہٹہ ناظم مرچ کا کوبندرا و اور سیوا راو کھاتکیہ
اور دوسرے سرداران مرہٹہ سمیت اور اتّفاق کرنا ابراہیم خان
دھونسا کا اور گرفتا رہوجانا سرداران مرہٹہ کا اور ناکام پھرجانا
ابراہیم خان کا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا ملک بلّاری کو

درینولا کہ گردش آسمان نواب حیدر علی خان بہادر کے موافق تھی اور بخت بیدار
اور فتح و فیروزی روزافزون خار عناد و رشک ہرایک حاکم کے سینے مین جو
اِس دولت خداداد کے قرب و جوار مین تھے چبھنے لگا خاص کر نواب بسالت
جنگ ناظم ادھونی اور مرار راو ناظم مرچ جو جُگ کے مانند باہم قران رکھتے تھے
ہردم اُنکا یہی منصوبہ تھا کہ کسی طرح سے نواب بہادر کو چارخانۂ مات مین لائین
اور جس طرح ہوسکے اُس شاطر بساط جنگ و رزم کو بردوین ہمیشہ عزم
کے گھوڑے دوڑاتے اور کسی تدبیر سے رخ نہ پھیرتے پر خود ششدرے
ادبار مین پھنستے کوئی فرزین بند تدبیر کام نہ آتا نواب بہادر کا پیادۂ اقبال
اکثر اُن کو کشت دیتا اور فرزانگی سے آخر کو مرتبہ فرزین کا پاتا آخرکار نواب
بسالت جنگ نے بوسیلہ عریضہ حضور مین ناظم حیدرآباد کے تسخیر
ممالک محروسہ حیدری کو ایک امر آسان ظاہر کر اُسکو اِس پر لایا کہ اُسنے
ابراہیم خان کو جسکا دھونسا لقب تھا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ سے کوس
رستمی بجاتا تھا واسطے فتح اُس مہم کے جو ایک امر بڑا مشکل تھا روانہ کیا
اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی نواب بہادر پر واضح ہوا کہ نواب بسالت جنگ
نے صفدر جنگ اپنے سپہسالار لشکر کو ساتھ موشیر لالی فرانسیس کے جو
رستم جنگ کہاتا تھا واسطے تسخیر کرنے قلعہ بلّاری کے بھیجا چنانچہ اُن

سرداروں نے اُس قلعہ کو محاصرہ کیا ہی اور وہان کا راجہ حالت محصوری میں پانوں شجاعت کا استوار کرزبانی سفیران تفنگ وتوپ کے اُن کی جواب دہی کررہا ہی اور ابراہیم خاں بھی اپنی شجاعت کا غلغلہ بلند کیئے ہوئے وہانکو آتا ہی نواب شیر دل نے اِس خبر کو سن محمد علی کمیدان کو پانچ ہزار سپاہی خونخوار اور سات ہزار سوار خنجر گذار کے ساتھ اور باجی راو خرپورہ ترمک را کو جو ایک مدّت سے زمرۂ ملازمان حیدری مین منسلک تھا اُسکی فوج سمیت واسطے کفایت اِس مہم کے خلعت عطا کر رخصت کیا چنانچہ محمد علی کمیدا ابلغار کر پندرہ روز کے عرصے مین دھارواڑ میں پہنچ قلعے کے محاذی ایک میدا وسیع کو جس مین ایک خشک نالا تھا فرودگاہ کے لیئے پسند کر سپاہیو کو سمہ توپ خانہ اُس خشک نالے کی کمینگاہ مین چھپا خود کنارے اُسکے جو مرتفع تھا خیمون کے نصب کرنے مین مصروف ہوا اتفاقاً وہ روز دسہرے کا تھا جس مین مرھٹون کا دستور ہی کہ کپڑے سرخ وز پہن اپنے اپنے گھوڑون ہاتھیون کو رنگین ساز وبراق سنہلے روپہلے سے آرا کر سوار ہوتے اور میدان وسیع مین پھرتے رقص وسرود کا تماشا د خوشی کرتے ہین اور ایک یا دو موضع کو اگر ملک دشمن سے ہون تو خو نہین تو اپنے ہی ملک سے جلاتے لوٹتے اور اِس امر شنیع کو ا لیئے فال نیک جانتے ہین الغرض ہنوز محمد علی کمیدان نصب کرانے خیمون کے مشغول تھا اور بیلون اور شترون کی پشت سے بار بھی اُتار نہین کیئے تھے کہ مرھٹے کا سردار تیس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادے جمعیّت اور سولہ ضرب توپ لیئے سمہ اطفال ونسوان زیور پوش گھوڑے سوار خرامان خرامان اُس میدان مین آپہنچے اور چونکہ دو روز پہلے ہرکارون

زبانی اُس میدان کی وسعت کو پسند کر ارادہ نزول کا اُس مین رکھتے تھے
بے محابا ایک تیر کے فاصلے پر اُس خشک نالے سے پہنچکر اطمینان خاطر کے
ساتھ خوش خرامی کرنے لگے اور باوجود اِسکے کہ محمد علی کمیدان کے سوار اُنکو نظر
آئے مگر قضا کی سلائی اُنکی آنکھون مین ایسی پھر گئی تھی کہ اُنھون نے اِن
سوارون کو بھی تماشائیون مین سے جان بے تکلّف جو رولڑکون خمیت ھنستے کھیلتے
ہوئے آگے بڑھے محمد علی کمیدان نے اپنے سپاھیونکو جو کمینگاہ مین تھے اشارہ کیا
گولندازان آتشدست اور تفنگچیان قادرانداز نے یکبارگی کمینگاہ سے سر نکال شلّک
توپون اور بارھ بندوقون کی مارنی شروع کی اور دوسری طرف سے محمد علی کمیدان
خود اپنے سوارون کے رسالے ساتھ خیل اعدا مین جا گھسا اور تیغ و تبر سے ہزارون
مرد سرخ پوش کو گل و لالہ خزان دیدہ کے مانند خاک مین تہ بہ تہ گرایا اِس
ھنگامے قیامت آشوب مین تانتیا بہادر راس الزنیس اُس جماعت کا حواس
باختہ و بیخود ہو گھوڑے سے گر پڑا سوارون نے محمد علی کمیدان کے لشکر غنیم کو
لوٹ تانتیا بہادر کو سمہ بارہ سردار مرھٹہ اور بہت سی عمدہ عورتین سیمین تن
زندہ گرفتار کیا باقی فوج مرھٹہ نیم جان اموال واسباب کو چھوڑ چھاڑ صحرائے
ادبار کو رہ نورد ہوی تب محمد علی کمیدان نے نقّارہ فتح و فیروزی کا بجوا
سجدے شکر ادا کیئے جس قدر مال غنیمت نقد وجنس ہاتھ آیا سب کو
جمع کر نصف فقرا و دعاگوؤن کو جو ہمراہ اُسکی فوج کے رہا کرتے تھے اور
مجاہدان نصرت شعار کو جن سے اِس روز وہان کارنمایان ظہور مین آیا تقسیم کیا اور
نصف باقی کی فرد طیّار کر واسطے ارسال حضور کے محفوظ رکھا پھر ایک شب وہان
اِستراحت اور تیمار مین مجروحون کے بسر کی علی الصباح اموال مغروتہ مع ایک
عرضداشت مشعر تہنیت فتح حضور کو روانہ کیا جب عرضی اُس دولتخواہ بلا اشتباہ کی

نظر اشرف مین گذری نواب بہادر نے آفرین و تحسین کر ایک
خلعت گران بہا مع جواہرات بیش قیمت اور مالہ مروارید و کمر مرصّع
واسپ تیچاق بازین طلائی کمیدان کے واسطے ارسال فرمایا درین اثنا
عرضی سوانح نگار راے درگ کی مکرّر اِس مضمون کی حضور مین پہنچی
کہ سپہسالار نواب بسالت جنگ بہادر کا کہ تین مہینے کے عرصے سے قلعہ
بلّاری کو محاصرہ کیے ہوئے سر مار رہا ہی اور وہ قلعہ ہنوز مفتوح نہین ہوا اور را
وہان کا متحصّن ہوکر داد دلاوری کی دے رہا ہی اور ابراہیم خان دھونسا جو د
انا ولا غیری کا مار تاہی اپنی فوج سمیت کنک گری وکپل مین آپہنچا نواب بہاد
نے فی الفور ایک شقّہ خاص بنام محمد علی کمیدان اِس مضمون کا صادر فرما
کہ چونکہ ہندی زبان مین مشت کو گھونسا کہتے ہین اُس شجاعت دستگاہ کو ہ
اِس خطاب گھونسا کے ساتھ سرفراز فرمایا چاہئے کہ اپنے نام کی رعایت
اپنی تائین دھونسا کے منہ پر مارے تا خلایق کے نزدیک اسم با مسمّ
جاے ہم بھی جلد راے درگ کی راہ سے وہان پہنچتے ہین کُمک کی طرف سے
خاطر جمع رہو گو شمالی پر اعدا کے ہمّت باندھو اور اسیرون کو حضور ر
روانہ کرو کمیدان شجاعت نشان بمجرّد ورود شقّہ مال غنیمت کو تا
ہزار سپاہی بدرقے کے ساتھ حضور مین روانہ کیا اور خود بر جناح استعجا
دھونسا کی فوج برتاخت کی نواب بہادر نے بعد کئی روز کے دار الامار
سے نہضت فرما سوادر تن گڑی مین خیمہ کیا بہرہ و بنگاہ اور توپ خانے کو پورنیا دیوا
کے ذمّے چھوڑ جریدہ سپاھیون کو حکم دیا کہ دو روز کی خوراک ساتھ لین اور تہ
بطریق ایلغار دو روز و شب کے عرصے مین بادیہ وصحراطی کر تیسری شب لشکر
نواب بسالت جنگ کے جانو تابندوقون کی شبلک شمشیرون کی چمکا چاک تیر و

کی شپاشاب سے شور قیامت برپا کیا،

نظم

شب تیرہ از تیغ رخشان شدہ — سنانہا چو انجم درخشان شدہ
شب تیرہ از شدّت بعث و نشر — خبردار بیکر داز روز حشر
ز بس کشتگان خفتہ اندر مغاک — نماندہ دگر جای در بطن خاک
سواران رستم دل و شیر گیر — تن چاک را دوختندی بہ تیر
فرو بردہ سر ساچمہ در بدن — چو زنبور در خانۂ خویشتن
شب تیرہ از گرد شد تیرہ تر — سلامت نہ ماندہ نہ پا و نہ سر

اس ہنگامے قیامت آشوب مین کسی کو خبر خویش و بیگانے سے نتھی فوج مخالف کی سپاہ ہتیار گھوڑے چھوڑ پریشان حال بھاگ نکلی اور سپہسالار اُس لشکر ہزیمت خوردہ کا سر و پا برہنہ تنہا افتان و خیزان سپاہیون مین موشیر لالی فرانسیس کے جو اپنی ولایت کے قاعدے پر چوکی پہرے مین چوکس تھے جا ملا فرانسیسون نے اُس نیم جان کو توپون کی پناہ مین لیکر اُس رزمگاہ سے باہر نکالا اور صحیح و سالم ادھونی مین پہنچایا اِدھر نواب حیدر علی خان نے نقّارہ فتح کا بجوایا راجہ محصور کو اِس اثنا مین ہرکارونکی زبانی حال ورود نواب بہادر اور ہزیمت اُتھانا لشکر کا اور سپہسالار کا موشیر لالی کے ہمراہ وہان پہنچنا معلوم ہوا ایسا رعب و ہراس اُسکی خاطر پر غالب ہوا کہ تھوڑا سا خزانہ و جواہر اپنے ناموس کے ساتھ لے چور دروازے سے نکل بیجاپور کی طرف ایسا بھاگا کہ پھر کسی نے اُسکی مرگ و زیست کی خبر نپائی علی الصّباح جب نواب بہادر کو جو ضبط کرنے مین اساس و اسباب سپہسالار

فراری کے مصروف تھا خبر بھاگ جانے کی راجہ کے اور بے جنگ خالی
ہونے قلعے کی گوش حقیقت نیوشں مین پہنچی معتمدون کو واسطے جمع کر
اسباب مفرو تہ لشکر سپہسالار کے چھوڑ خود اُس قلعے مین داخل ہوا اور بلا
منازعت و ممانعت اموال و اسباب بے شمار جو اسلاف نے راجہ کے
قرنون سے اُس حصار مین جمع کیا تھا تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کے
آیا تب نواب بسالت جنگ کی تحذیر واجب و لازم جان سوادا دھونی یہ
جا تدبیر اکیا اور دوسرے روز نواب بسالت جنگ کو زبانی ایک معتمد کے
یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ دو مہینے کے عرصے سے سپاہ سفر کی تاب و تعب
گرفتاری اور دارالامارت سے خزانہ منگانا متعذّر و دشوار اِس لیئے
مبلغ دس لاکھ روپی بالفعل واسطے انجام مصارف ضروری فوج کے ہ
دو نہین تو جسطرح ہو سکے اِسقدر روپی وصول کرنے کی فکر ع
مین آئیگی نواب بسالت جنگ نے جب صورت رہائی اِس کام نہنگ
سے کچھ نہ دیکھی بے چون و چرا مبلغ مطلوب بھیج دیا اور زمانہ سازی کو کا
فرما کے ایک مکتوب اتحاد اسلوب لکھکر دوستی کی بنا کو قایم کیا بعد انقضا
اِس معاملے کے نواب بہادر ابراہیم خان دھونسا کی طرف طہاں کو
بھجوایا اور اِس عرصے مین محمد علی کمیدان بھی اپنی فوج صمیت وہان آن پ
تھا جو ہمین صدا ے آمد آمد لشکر ظفر پیکر کی دھونسا کے کان مین پہ
سپہسالار کے لشکر کی تباہی اور بسالت جنگ کی فرمان برداری کو ا
حال کا ترجمان جان کر بدون جنگ و پیکار بر جعت قہقری حیدرآباد کو سد ھ
یغما گران حیدری نے دھونسا کے لشکر پر گرا سے زیروزبر و درہم و برہم کیا
چالیس پچاس شتر محمولہ اشیاے نفیسہ دس ضرب توپ بیس ہاتھی

تصرّف مین لاکر مارتے مارتے راے چورتک تعاقب کیا مرار راو اور نواب حلیم خان حاکم کڑپہ اور راجہ چیتل درگ ان تینون حیلت گرون نے جو ابراہیم خان دھونسا کو نواب بہادر کے ممالک محروسہ کی تخریب پر ترغیب و تحریض کرتے تھے جب دیکھا کہ اُس نقّارے مے صفر سے کچھ آواز نہین نکلتی اُسسے جدائی اختیار کر ہر ایک اپنے اپنے مقام کو پھر گیا تب نواب بہادر نے ساتھہ فتح و فیروزی کے بالّاری کی طرف نہضت فرمائی ۔

تسخیر فرمانا نواب حیدر علي خان بہادر کا قلعہ
گُتّي کو اور گرفتار کرنا مرار راو فتنہ انگیز کا
جو ایک ہزار ایک سوستّاسی مجری مین واقع ہوا

مرار راو نواب بہادر کی ترقی دولت خداداد کو دیکھہ تخم حسد کا اپنے سینے مین بویا کرتا اور منہدم کرنے مین اُسکے قصر شوکت کے درم و قدم و قلم سے قاصر نہوتا تھا چنانچہ جن روزون کہ ترمک راو مادھوراو پیشوا کا مامون پونا سے آکر ممالک محروسہ حیدری مین مصدر فتنہ و فساد کا ہوا تھا اور نواب موصوف باقتضاے مصالح ملکداری محرّک سلسلہ صلح ہوا اور ترمک راو نے اپنے لشکر کی تلف اور اخراجات کثیر لشکر کشی پر نظر کر کے چاہا کہ نواب بہادر سے مصالحہ کر مراجعت کرے مرار راو نے ترمک راو کو تسخیر پر ملک بالا گھاٹ کے ترغیب کر فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا تھا چنانچہ اُسی سبب سے چرکولی کی جنگ مین صدمۂ عظیم فوج حیدری کو پہنچا اور ترمک راو نے نیل مقصود جان سلامت لیجانا غنیمت جانا اسکے ساتھہ بھی نواب دریادل نالیف

قلب پر مرارراو کے متوجہ رہا لیکن وہ حاسد ناتوان بین شب و روز تدبیر مین بر
دولت خداداد کے رہا کرتا تھا جب اور کسی طرف سے اُسکو صورت کا
کار نظر نہ آئی تب نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی کو عداوت پر قایم کیا
ابراہیم خان کو جو حیدرآباد مین بستر استراحت پر سویا ہوا تھا ملک بالا گھات
تسخیر کے لیئے جگایا نواب والا قدر اگرچہ اِس امر سے بخوبی آگاہی رکھتے
مگر سزا دینا اُس بدکردار کا اور وقت پر موقوف رکھا تھا دریغ نولا کہ فضل
کریم کارساز کے بسالت جنگ کے لشکر نے گوشمالی واجبی پائی ا
دھونی نے بھی جب اُسپر چوب قرار واقعی پڑی صدا الحفیظ کی دے مید
سے منہ پھیرا نواب بہادر نے اُکھیڑ ڈالنا خارون کا اپنے گلشن اقبال
مصلحت جان قلعہ گنّی کی طرف جس مین مرارراو معہ عیال واطفال رہتا تھا نہضہ
فرمائی اور جب سوادشہر مین نواب بہادر کا ڈیرہ پڑا ایک معتمد کی زبانی مرار
کو پیام بھیجا کہ اگر قلعہ گنّی اولیاے دولت کو تسلیم کردے تو تعلقہ سوندھ کر
سیر حاصل ہی اُسکے عوض مین اُسے عنایت ہوگا اور وہ تعلقہ صدمہ تاخ
وتاراج لشکر حیدری سے ہمیشہ محفوظ رہیگا لیکن راو موصوف نے مع
اِس نصیحت کو جو سراپا موجب اُسکی جمعیت خاطر کا تھا گوش
مین جانہ دی نواب بہادر نے جب دیکھا کہ کام مدارا سے گذر چکا تب بہادر
لشکر شکن کو حکم فرمایا کہ قلعہ کو محاصرہ کرین بہادران نصرت شعار نے توپین
کوب بلندی پر چڑھا پیام دندان شکن زبانی سفیران گولے کے متحصّنین قلعہ
بھیجا اور اُس طرف سے مرارراو بھی جسکا دماغ دودنخوت سے بھر رہا تھا
جواب وکیلان ہم جنس کے حوالہ کرتا تھا آخر کار جب مرارراو نے آتش دستہ
حیدری گولندازون کی دیکھین اور معلوم کیا کہ گولون سے توپون اور غبار

کے ضرر کلی قلعہ کے مکانون اور رہنے والون کو پہنچتا ہی حفاظت کرنے مین برج
وبارہ کے مشغول ہو جنگ کو طول دیے اور ہر روز خطوط پونان کو روانہ کرو ان
سے اعانت طلب کرنے لگا مگر جاسوسان حیدری مرارراو کے قاصدون کو
معہ مراسلات گرفتار کرحضور مین لاتے آخرالامر جب ایام محاصرہ طول کھینچا اور
کسی طرف سے مدد و کمک نہ پہنچی اور تالاب کا پانی جو درمیان قلعے کے
موجب زیست خلایق کا تھا خشک ہوگیا مرارراو عاجز ہو ایک وکیل اپنی جانب
سے حضور مین نواب بہادر کے بھیج عفو جرایم کی استدعا کی نواب بہادر
نے اُسکے حال زار پر رحم کرایک عنایت نامہ مشعر نوید جان بخشی اُسی
وکیل کے ہاتھ عنایت فرمایا تب مرارراو ایک پالکی پر سوار ہو چند خدمتگار ساتھ
لیے لشکر ظفر پیکر مین آیا کارپردازان درگاہ نے حسب الحکم اُسکو ایک
علاحدہ خیمہ مین اُترنے کو جگہ دی اور بہادران قلعہ شکن نے بموجب ارشاد
نواب ممدوح کے تھانہ قلعہ مین قایم کیا مرارراو نے ہرچند لجاجت کی اور مستدعی
ملاقات کا ہوا دعوت اُسکی قرین اجابت نہوی بعد دو تین روز اُسکو بعزت
تمام معہ ناموس سر برنگپتن کو روانہ کیا بعد اس فتح نمایان اور ضبط کرنے
مال اموال کے نواب بہادر واسطے انتظام کرنے تعلقہ سوندر کے متوجہ
ہوا انھین دنون جاسوسون نے یہ عرض کی کہ پونان کے کارپردازون نے بسالت
جنگ کے نوشتجات سے خبر محصور ہونے مرارراو کی سنکر چالیس ہزار سوار
اُسکی کمک کے لیے روانہ کیے تھے جب وے قریب کورتک کے پہنچے خبر مسخر
ہونے قلعہ گنتی اور مرارراو کے مقید ہونے کی سنکر پونان کو پھر گئے اس مابین
مین نواب بہادر کو محمد علی کمیدان کی طرف سے گونہ رنجش پیدا ہوئی سبب اُسکا
یہ تھا کہ طبیعت کمیدان کی مدت سے اسراف پر مائل تھی اور چونکہ وہ کسیطرح

اپنی فضول خرچی سے دست بردار نہوتا تھا اور اکثر بے اجازت سرکاری اموال کو بیجا صرف کرتا چشم نمائی اُسکی واجب جان رسالہ داری سے اُسے معزول کر وظیفہ شایستہ ماہواری اُسکے لئے مقرّر فرمایا اِس عرصے مین قلعہ ہرپل اور تعلّقہ نیگت گری جو مرار راو نے بزور راجہ کے تصرّف سے نکال اپنے قبضے مین لایا تھا اولیاے دولت خداداد کے ضبط مین آیا'

مسخّر ہونا چیتل درگ اور گرفتار ہونا راجہ کا معہ دیگر سوانح جو ایک ہزار یکسو اسّی ہجری مین واقع ہوے

اگلے دنون مین جب نواب بہادر مظفی کرنے مین نائرہ فساد راکھو پیشوا کے تعلّق خاطر رکھتا تھا ایک شخص کارپردازون سے ہرپن ہلّی کے جو نواختہ و پرداختہ راجہ چیتل درگ کا اور حالات لشکر و ذخایر و اموال سے اُسکے واقف تھ اپنے آقا سے بغاوت کر حضور مین آیا یہ شخص ہمیشہ اُس راجہ کی شکست مین سعی اور نواب ممدوح کو واسطے تسخیر کرنے چیتل درگ کے ترغیب وتحریض کیا کرتا چنانچہ نواب بہادر نے ہیبت جنگ بخشی کو معہ فوج اُسر طرف روانہ فرمایا چنانچہ تفصیل اِس واقعے کی اوراق سابق مین مبیّن ہوئی ہی ب چند روز کے راجہ نے چیتل درگ کے اُس شخص کے رہنے کو جو اُسکے را کا غمّاز تھا حضور مین نواب بہادر کے موجب زوال اپنی دولت کا جان ایک عرضداشت اِس مضمون کی ارسال کی کہ اگر وہ شخص حضور سے یہان بھیج جاے تو مین پیشکش لایق حضور مین گذرانونگا نواب بہادر نے راجہ کے معروضہ کو قرین صدق تصوّر کر اُس کارپرداز کو مرزبان اپنی کے ساتھ رخصت

فرمایا جب وہ کارپرداز خدمت مین شوم شنکر راجہ چیتل درگ کے پہنچا راجہ نے پہلے اُسکی استمالت کے لیئے ایک خلعت گران مع مالۂ مروارید و پدک الماس وغیرہ عطا کر تمامی امور مالی و ملکی بر اپنے اُسکو اختیار دیا چونکہ وہ تنگ ظرف و کم حوصلہ تھا چند روزہی کے عرصے مین اکثر آدمیونکو بے آبرو کیا راجہ اگرچہ اُسکے تعدّی سے تنگ تھا پر اغماض کر جویاے فرصت کار رہا جب بیباکی و سفّاکی اِس کارپرداز کی نہایت کو پہنچی اُسکو ایکدن برّے تپاک سے اپنے حضور مین بلا کر عیّارونکو اِشارہ کیا کہ اُسے قتل کرین پر اِس اندیشہ سے کہ ایسا نہو کہ اُس کارپرداز کے مارے جانے کی خبر سنکر غضب حیدری مشتعل ہو اپنے اُنگلی کاٹ لباس خون آلودہ کر اپنجی کے مرزبان کو فی الفور اپنے پاس بلا یہ ظاہر کیا کہ اِس کارپرداز نے حق نمک فراموش کر مجھپر خنجر چلایا تھا جسّے میرا ہاتھ زخمی ہوا مگر میرے نوکرون نے چالاکی کر مجھکو اُسکے شر سے بچایا اور اُس وخیم العاقبت کو جہنّم مین بھیجا لازم ہی کہ اب تم مہربانی کی راہ سے حضور مین نواب بہادر کے اِس روداد سے اطلّاع دو اور بے تقصیری میری ظاہر کرو جب یہ واقعہ زمیندار اپنجی کے معروضہ سے نواب بہادر کو پہنچا بہ سبب اشتغال نظم و نسق پرگنات اور قلعجات اُس نواح کے اغماض فرما راجہ چیتل درگ کا سزا دینا دوسرے وقت پر ملتوی رکھا تھا اِن دنون کہ تنظیم و تنسیق سے مہمّات ملکی کے فراغت حاصل و عنایت ایزدی ہرصورت سے شامل حال تھی نواب بہادر نے فیض اللہ خان سپہدار کو واسطے گوشمال اُس راجہ کے مع فوج کثیر رخصت کیا خان موصوف نے بے لڑے بھڑے اُس سفیہ ناعاقبت اندیش کو طرف مسلک سلامتی کے رہبری کی نا اُسنے ایک ہزار اشرفی و ستّر ہزار روپیہ بابت جرمانۂ گستاخی علاوہ

پیشکش مقرّری کے دینا قبول کیا جب یہ سب باتین فیض اللہ خان کے معروض
سے حضور مین منکشف ہوئین اُس ریاست قدیم کی برہمی منظور نظر
ایک خلعت معہ سند بحالی ملک سابق دستور اُس راجہ کو عنایت کیا اور یہ
حکم دیا کہ راجہ ایک فوج اپنی طرف سے لشکر ظفر پیکر مین متعیّن رکھے جب اُس
راجہ کو یہ سند بحالی کی پہنچی خوش و خرّم اپنے دارالحکومت مین قیام کر دو ہزار
پیادے اور چھ سو سوار اُردوے معلّی کو روانہ کیا جب نواب بہادر کو گورہ
کوٹہ و مکابل و دوبری وغیرہ کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی اور اپنے تھانے
وہان بٹھا چکا تب راجہ چیتل درگ کو حضور مین طلب کیا راجہ حیلہ جو نے نامو
عذرون کو پیش کر حاضر ہونے سے تقاعد کیا نواب حیدر دل نے اور راجو
کی معرفت جو لشکر فیروزی اثر مین حاضر تھے اِس راجہ سفیہ کو یہ کہلا بھیجا
کہ خیریت اُسکی اِسی مین ہی کہ قلعہ چیتل درگ کو تسلیم
خود حلقہ اطاعت کا کان مین ڈال عسکر نصرت اثر مین حاضر ہوے او
پچاس ہزار روپی کی جاگیر پر جو اُسکو عنایت ہوگی قناعت کرے مگر اُس
ابلہ نے قلعہ کی متانت واذوقہ کی کثرت وطیّاری آلات حرب پر مغرور ہو گو
مواعظ کو گوش رضا مین جگہہ نہ دی اور دوسرے ہندو سردارون کو جو موا
اپنی آئین کے جنگ کرنے کو ساتھہ اہل اسلام کے موجب منویات اخرد
تصور کرتے تھے اپنے ساتھہ متّفق و ہم عہد کیا اور پہاڑون کی گھاٹیون کو اپنے
پیادون سے مضبوط کر خود استحکام دینے مین برج و بارہ قلعے کے مشغول ہوا جب
یہ وقائع ناملایم حضور مین معروض ہوے نواب بہادر معہ توپ خانۂ آتش
بار و افواج خون خوار اُس طرف متوجّہ ہوا اور عرصے مین ایک سال کے مساعی جمیلہ
کشور کشائی سے ہزارہا ہزار کفّار نابکار کو تہ تیغ کر تمامی کمین گاہ اطراف

کو اپنے قبضے تصرّف مین لا قریب قلعہ کے پہنچکر نزول فرمایا اور حسب الفرمان بہادر ان قلعہ شکن نے اُس حصار فلک آثار کو محاصرہ کر توپ مارنی شروع کر دی ہر روز قلعہ سے ایک گروہ جانبازون کا باہر نکل کر داد مردانگی کی دیتا تھا اگرچہ لشکر قاہرہ کے یلدارون نے اطراف قلعہ کے درختون کو کاٹ محصورین کے نکلنے کی راہ پر خار بست مستحکم کھینچا تھا اور گولندازان چابکدست نے ایک چھوٹے پہاڑ پر جو قلعہ کی اُتر جانب تھا توپین چڑھائین پر ہر روز جس قدر یے لوگ دیوار قلعہ کی منہدم کرتے محصورین شبانہ شب دیوار جدید بنا لیتے اور گاہ گاہ شب کو حیدری مورچون پر پہنچ کر شربت شہادت غازیون کو پلاتے اور شہیدون کے سرون سے مالا بنا اپنے گلون مین پہنتے اور راجہ سے اُسکا انعام و صلہ لیتے تھے نواب بہادر نے بسبب زیادہ طول کھینچنے عرصے محاصرے اور فتح نہ ہونے قلعہ کے محمد علی کمیدان کے احضار کا حکم دیا کمیدان مذکور نے فوراً حاضر ہو شرف قدم بوسی حاصل کیا نواب بہادر نے حاضرین سے مخاطب ہو فرمایا کہ محمد علی گھوڑے ہاتھی فقیرون کو دینا ہی پس ہم غازیون اور مجاہدون کو جو تیغ زنی کرتے ہین کیا دین کمیدان نے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ اِس سے کیا بہتر ہی کہ مجھسا کمترین بندگان سرکار دولت مدار گھوڑے ہاتھی فقیرون کو دے اور خداوند نعمت منصب و جاگیر جنکا بخشنا حضور ہی سے متعلق ہی غازیون اور مجاہدون کو عطا فرمائین نواب بہادر نے یہ جواب سن تبسم فرمایا اور محمد علی کو بعطای خلعت فاخرہ مع یدک مرصّع و مالۂ مروارید بیش بہا سرفراز اور فی نفر دو روپی اضافہ ماہواری اُسکے سپاہیون کا کر واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے حکم دیا چون محمد علی کو فقیرون کی صحبت کے فیض سے چندان دل بستگی دنیا کی مال سے نہ تھی بمجرّد پہنچنیکے اپنے خیمہ مین سب اجناس واشیا کو جو حضور سے انعام پایا

بھا بیچکر دو ستون فقیرون اور سپاہیون کی ضیافت کی اور فقرا سے ہمّت
طلب کر مسلّح ہو اپنی فوج سمیت اُسی شب کو ایک مکان پر جو قلعہ کی
حفاظت کے واسطے اُس سے زیادہ مستحکم کوئی مقام نہ تھا حملہ کر تصرّف
مین لایا اگرچہ جماعہ مخالف نے کوشش مین قصور نہ کیا مگر بہادران اسلام کے
ہاتھ سے یہان تک عاجز ہوے کہ قلعے سے نکل آئے اور لڑنا موقوف کیا جب
بہادران لشکر ظفراثر قریب قلعے کے پہنچے ترس و ہراس محصورون کی خاطر پر
اِس قدر غالب ہوا کہ گروہ گروہ لکڑی گھاس وغیرہ سامان خوراک لانے کے
بہانے قلعے سے نکل لشکر حیدری مین داخل ہو سایۂ عاطفت مین رہنے لگے لیکن
قریب چھ ہزار پیادے کے جو ہم جنس راجہ اور قدیم الایّام سے اُسکے نمک خوا
تھے جان سے ہاتھ دھو قلعے کے برجون کی پناہ سے عسکر حیدری کو ہنوز صدمہ
پہنچاتے تھے جب عرصہ دراز منقضی ہوا نواب بہادر پانچ ہزار پیادے
کرنا ٹکی دو ہزار سپاہی و ایک ہزار سوار واسطے تاخت و تاراج نواح قلعہ
کے تعین فرما خود بدولت وہان سے کوچ کر چار فرسنگ پر خیمے قایم کیے
علّت غائی اِس اِرادے کی یہ تھی کہ اگر راجہ بے باکانہ قلعے سے نکل میدان
مین آوے تو یکبارگی حملہ کر اُسکو اسیر کرلین اِسی عرصے مین یہ قضیہ اتّفاقیہ
وقوع مین آیا کہ راجہ کا سسرا اور اُسکے دو لڑکے جو اُسکے ساتھ قلعے مین محصور
تھے ایک روز وہ دونون لڑکے چند سوار و پیادون کے ساتھ واسطے پرستش
کے ایک بتخانے مین جو قلعے کے باہر ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا گئے
فتنہ انگیز غمّازون نے راجہ سے یہ ظاہر کیا کہ تمھارے دونون نسبتی بھائی واسطے
ملازمت نواب بہادر کے گئے ہین راجہ نے اِس بات کے سنتے ہی بے تامّل
اپنے بے گناہ سسرے کا سر کاٹ ڈالا اور مال و اسباب اُسکا لوٹ اُسکے گھر

جلا دیا جب یہ واقعہ جگر سوز اُن دونون برادر نے سنا اپنے مشیر کار سے مشورت کر لشکر مین نواب بہادر کے پہنچے تب نواب بہادر نے اُنکی بیچارگی پر ترحّم فرما معرفت راجہ ہرپن ہلّی کے دونون بھائیو نکو حضور مین بلا دو خلعت فاخرہ معہ جواہر گران بہا دو نونکو عنایت کیا اور ساتھ بخشنے سند بجاطی تعلّقہ موروٹی کے اُنھون کو امیدوار فرمایا جب اُنکو اطمینان حاصل ہوا فوج حیدری کو ساتھ لے ایک راہ سے جو بخیلون کے دل سے بھی زیادہ تنگ اور کاکل سے عنبرین مویون کے زیادہ پرپیچ تھی چوٹیون پر جبال فلک تمثال کے چڑھ گئے غازیان شیر دولت نے ایک ہفتے تک محنت رات و دن کی اختیار کر بڑے بڑے پتھر غبّارون سے اُڑا کر بہتونکو تستی سے سبکدوش کیا اور ہر طرف گلندا زبرق سے آگ باروت کے مخالفین کی آنکھونکو خیرہ کرتے اور جو قلعے سے نکل گریز کا عزم کرتے سپاہ حیدری اُنکے سلاح و اموال چھین لیتی جب مخالفین کی پریشانی حد سے گذری اور غلغلہ اُنکی فریاد و فغان کا راجہ کو پہنچا جوش جہالت سے مسلّح ہو جب قلعے سے نکلا تو کیا دیکھا کہ اُسکے کام کے لوگ سب کام آئے اور اُسکے لشکر کے سب نامدار غازیون کے ہاتھ کی ضرب کھا خاک پر اکثر تو بے حس وحرکت اور بعضے زندہ زخمون کے درد سے بیقرار لوٹ رہے ہین اور باقی فرار پر مستعد ہین راجہ نے ہر چند کہا کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو پھرو ٹھہرو لیکن کسی نے نہ سنا اور ہر ایک نے اپنی راہ لی اِس اثنا مین محمد علی کمیدان ساتھ بہادران لشکر نصرت قرین کے بے ممانعت اغیار درمیان قلعے کے جا داخل ہوا اور راجہ کی حرم سرا اور سب کارخانون پر اُسکے اپنے محافظ معتمد بیٹھا راجہ کو ساتھ لے بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا نواب بہادر نے راجہ کو معہ اُسکے لواحق سرینگپٹن کو روانہ کر شادیانہ فتح کا بجوا

محمد علی کید ان کا پایۂ عزّت و اعتبار بلند کیا اور اُن مجاہدین کو جنھون نے قلعے کے فتح کرنے مین داد شجاعت کی دی انعام شایستہ عطا فرما خوشدل کیا،

فتح کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ کنچی کوتہ وغیرہ کو اور گرفتار ہونا نواب حلیم خان حاکم کڑپہ کا اور تباہ ہونا اُس خاندانکا

جب نواب بہادر نے بعد کد و کاوش تین برس کے ایک ہزار ایک سو توّے ہجری مین تسخیر سے قلعے چیتل درگ کے اور انتظام سے اُس نواح کے فراغ کلی حاصل فرمایا خاطر عاطر مین گذرا کہ دولت خواہون کے طلاے اخلاص کو امتحان کی کسوٹی پر جانچیئے اور مکنون ضمیر معاندان اِس دولت خداداد کو معلوم کیجیئے چنانچہ اسی جہت سے دو تین روز تک اپنے تئین بیمار مشہور کر خیمۂ خلوت سے باہر نہ آیا اور امیرون نے موافق حکم کے اُسکے انتقال کی خبر اِس جہان فانی سے شائع کرا ایک صندوق مخمل سیاہ سے مذہّب عنبرو کافور سے اندودہ اور معطّر کر مولودخوانون کے ساتھ سر پرنگپٹن کو روانہ کیا اگرچہ اِس عرصے مین اہل کاران خردمند ضبط و ربط مہمّات مین ایسی چوکسی کی کہ امور ملکی و مالی مین مطلق خلل واقع نہ ہوا مگر لشکر کے لوگ جو شمار سے باہر تھے تابوت کو دیکھکر سر پیٹنے اور واویلا کرنے لگے جب اِس واقعہ ناملایم کی خبر منتشر ہوئی سب امیران دولت خواہ اطراف و جوانب کے عزا داری مین مشغول ہوے مگر نواب حلیم خان حاکم نے کڑپے کے جو نواب بہادر کی طرف سے دل مین کینہ رکھتا تھا اِس خبر کے سنتے ہی سجدۂ شکر ادا کر قسم قسم کی شیرینی اپنے حمام شہ

والون پر تقسیم کی اور شادیانے بجوائے جب یہہ خبر نواب بہادر کو
پہنچی نائرہ غضب حیدری مشتعل ہوا اور جیسے خورشید نیم روز
ابر کے پردے سے ناگاہ نکل آتا ہی خلوت سے ساتھہ کمال جاہ و جلال کے
برآمد ہوے سرداران لشکر اور قلعہ داران اطراف کو جنھون سے آثار
نمک حلالی و اخلاص کیشی کے ظہور مین آئے تھے خوش دل و مطمئن ہو فراخور
حال ہر ایک کے خلعت فاخرہ و جواہر و اسپ و فیل و سلاح و جاگیر عنایت فرمایا اور
پیش خیمۂ کرّے کی طرف روانہ کیا اِس اثنا مین میر علی رضا خان کی عرضداشت
سے یہہ منکشف ہوا کہ نواب حلیم خان جمع کرنے مین سپاہ و آلات حرب و پیکار
کے مشغول ہی اِس منصوبون کے دریافت ہونے سے دریاے غضب حیدری
کا اور بھی جوش مین آیا فوراً معہ فوج دریاموج کرّے کی طرف نہضت فرمائی
نواب حلیم خان نے جب اِس سیل جوشان کو اپنی طرف متوجّہ دیکھا گھبرا کر
محمد غیاث نام ایک معتمد کو سفارت کے عہدے پر حضور مین بھیجا اُس
سفیر کاردان نے سعادت باریابی کی حاصل کرچاہا کہ کسی طرح بھڑکی ہوئی آتش
غضب حیدری کو تسکین دیکر آشتی وصلح کی بنابہ ستور سابق مستحکم کرے لیکن چونکہ
مکنون ضمیر حلیم خان کا تمام فاش ہو چکا تھا نواب بہادر نے چین بجبین
ہو کر وکیل سے یون کہا کہ حلیم خان نے ہمارے حقوق سابق کو خوب ادا کیا و
دوستی ومحبّت کی خوب ہی داد دی سبحان اللہ جب ہمارے انتقال کی خبر سنی
شیرینی تقسیم کی اور نوبت بجائی اب تو جاکر اپنے موکّل سے کہہ کہ اب
وقت صلح کا گیا جنگ کا سامان طیّار کرے کہ ہم پہنچتے ہین محمد غیاث نے جب
دیکھا کہ نواب بہادر کے غضب کی آتش تسکین پانے والی نہین ناچار بے نیل
مقصود وہان سے پھرا اور جو کچھ دیکھا سنا تھا اپنے آقا سے بیان کیا بعد چند روز کے

یہ خبر پہنچی کہ نواب حلیم خان نے فوج کو اپنے بھتیجون کی سرکردگی مین دھور کی طرف بھیجی تھی میر علی رضا خان سے جنگ واقع ہوئی اور افغان غالب رہے نواب بہادر نے اس خبر کو سن اُسطرف کو تاخت کی اور صاعقے کی طرح شب تار مین دشمن پر جا گرا شمشیر بن برق کے مانند چمکنے لگین اور بان شہاب ثاقب کے طرح گرنے،

نظم

عدو بخت خوابید و پرنا گہان ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وہان

اجل جو کمینگاہ مین تھی کہین سو وہ آگئی اُن کے سر پر وہین

وہان برق شمشیر جسپر گری جلی زیست کی اُسکی کھیتی ہری

برادر زادون نے حلیم خان کے جب شیرازہ اپنی فوج کا تو تا دیکھا ناتجربہ کاری سے پانون جرأت کا قایم کیا اور جہان تک ہوسکا جنگ کی آخرکار جب ابو اب بلا کو ہر چہار طرف سے کشادہ دیکھا ہتھیون پر حرکت کرنے کی راہ لی نواب بہادر نے خود بدولت معہ سواران تیز جلو اُنھون کی تعاقب کی اور جسوقت چار فرسنگ راہ طی ہوئی اور سواری خاص قریب آبادی بانس ہلّی کے پہنچی صبح روشن ہوئی اور صورت خویش و بیگانے کی معلوم ہونے لگی تب دشمنون کو ہر طرف سے گھیر بازار ستیز و آویز گرم کیا افاغنہ اگرچہ کمتر تھے مگر چونکہ تقدیر نے دماغ کو اُس قوم کے نخوت سے بھر دیا ہی مطلق کثرت سے فوج حیدری کے ہراسان نہوے اور ضرب تیغ دو دستی سے میدان پیکار کو نمودار لالہ زار بنا دیا حلیم خان کے بھتیجون نے بھی داد تیراندازی کی دی کوئی دقیقہ تہوّر سے باقی نہ چھوڑا طلوع آفتاب سے دوپہر تک جنگ قایم رہی یہان تک کہ دو ہزار جوان فوج حیدری سے کام آئے آخرکار باقی افاغنہ ایک قلعے مین جو راہ کے قریب

تھا جا کر پناہ لی پر گولندا زان حیدری نے حسب الامر توپین لگا گولون سے حصار کی
دیوار گرادی بہادران مظفّر نے بہتون کو تہ تیغ کیا اور بقیّہ السیف تین سو جوان
زندہ اسیر ہوئے شادیانے فتح کے بجنے لگے نواب بہادر نے بعد ضبط غنایم کے
وہان سے پیشتر کوچ فرمایا اور ایک ہی حملہ رستمانہ مین شہر کرے کو مسخّر کر کار پردازان
درگاہ کو فرمایا کہ دونون برادر زادون کو حلیم خان کے علیحدہ خیمے مین اور باقی
اسیران افاغنہ کو اور خیمون مین نظر بند رکھین اور جوانان پردل اُن کے
محافظ رہین علی الصّباح نواب بہادر نے ابو محمد کو جو ملازم قدیم اور سردار
چوبداروں کا تھا حکم فرمایا کہ حلیم خان کے برادرزادون پاس جانرمی اور چرب
زبانی کے ساتھ اُنسے سلاح دستیاب کرے حسب الحکم اُسنے اُن ناتجربہ
کارون کے پاس جا ظاہر کیا کہ نواب بہادر کو دیکھنے سے تمھاری جلادت
دنہوّر کے ایسا منظور رہی کہ تم دونون کو عمدہ کامون پر سرفراز فرماوے
اِس صورت مین سلاحون کا اپنے پاس رکھنا باعث بدگمانی ہی لازمہ دانائی
یہہ ہی کہ اُنھین مجھکو دیجئے تا حضور مین پہنچادون اور خاطر سے نواب بہادر کے
دغدغہ عنادو اندیشۂ فساد کو رفع کرون اُن جوانون نے باقتضاے بہالت
جبلّی یہہ کہا کہ عمر گذشتہ کی خیر و خوبی کا پھر حاصل ہونا تو معلوم بالفعل
جب تک جان تن مین ہی ہم سے سلاحون کے لینے کی توقّع نرکھا چاہئے
جب ابو محمد نے یہہ جواب ناصواب حضور مین عرض کیا تب ایک جماعت
پیادگان نیزہ گذار اور بندوقچیان قادرانداز کو یہہ حکم ہوا کہ وے اپنے
رعب وہیبت کو اُن پر ظاہر کرین شاید اِس جہت سے وے ہتھیار
حوالے کرین جو نہین پیادے اُس خیمے کے نزدیک پہنچے وے سب جان شیر بن
سے ہاتھ دھو لڑنے پر مستعد ہو گئے اور اُن مین سے جبّار خان و رحمان خان

وستّار خان و قادر خان نے جو چار برادر حقیقی اور نواب عبدالرّزاق خان دولت زئی کے بیٹے تھے تلوار بن میان سے کھینچکر نیزہ داروں اور تفنگچیون پر حملہ کیا اور کتنے آدمیون کو قتل کر نواب کے خیمے پر آ گرے دربانون کے ہاتھ سے تین شخص تو مارے گیئے پر جو تھے نے جو نہین جرأت کر طرف خلوت خانے کے جہان نواب بہادر بیٹھا تھا قدم برھایا اوہمین ایک ملازم حضور نے اُسکو بھی بارہستی سے سبکدوش کیا نواب بہادر نے جب جرأت و جہالت اُن چارون کی دیکھی اُس قول مشہور پر عمل کر کہ ریاست بے سیاست نہین ہوتی اِن سبھونکے قتل کا حکم دیا چنانچہ وے سب فوراً مارے گیئے مگر وے چند نفر جنھون نے اپنے تئین شیخ و سیّد ظاہر کیا تھا اس سیاست عام سے بچگیئے تب نواب بہادر نے واسطے حفاظت شہر کے ایک جماعت سوار اور پیادون کی تعین فرمائی اور سواران یغما گر کو حکم دیا کہ سدھوت پر جو حلیم خان کا مامن ہی تاخت کرین مگر خان مذکور سوارون کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج کی تباہی اور مارا جانا برادرزادون کا سب سرداروں کے ساتھ اور دخل حیدری مین آنا شہر کرنے کا سن برج و بارہ قلعہ سدھوت کو مستحکم کر شہر مین منادے کر دی کہ سب ملازم و رعایا اور شہر کے رھنے والے رات کو اپنے مال و ناموس قلعہ چیتل مین جو مقام محفوظ ہی لیجاوین جب سب لوگ اپنے اسباب و ناموس لیجانے لگے حلیم خان نے زر و جواہر اپنا بھی شہروالون کے اسباب کے ساتھ قلعے سے نکال روانہ کیا جب یہ خبر سواران یغما گر حیدری نے سنی جلد گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے راہ مین اِس خوان یغما پر جا پہنچے بہتون کو قتل کیا اور باقیون کو اسیر کر دوسرے روز حضور مین مع اموال مغرونہ حاضر ہوئے نواب بہادر نے اُن سوارون کو بہت سا انعام و صلہ عطا کر سدھوت کو نہضت فرما جلد اُس حصار کو محاصرہ کیا نواب حلیم خان

مجبور ہو محمد غیاث کو دوسری بار واسطے دریوزہ عفو جرایم کے روانہ کیا سفیر مذکور حضور مین آمنت و سماجت نواب حلیم خان کی طرف سے ساتھ ایسی خوش بیانی کے پایہ عرض مین لایا کہ فوراً دریاے کرم و ترحم حیدری جوش مین آیا اور زبان گوہر فشان سے یہ ارشاد ہوا کہ اگرچہ گناہ حلیم خان کا قابل عفو نہین مگر عاجز نوازی کے روسے یہ حکم کیا جاتا ہی کہ اگر اُسکو اپنے جان کی سلامتی اور ناموس و ملک کی حفاظت منظور ہی تو قلعہ کنجی کوٹے کی کلید اور دس لاکھ روپی سرکار مین داخل کرے نہین تو پھر پشیمانی کچھ فایدہ نہ بخشے گی محمد غیاث نے اپنے موکل کو نواب بہادر کے پیام سے آگاہ کیا مگر چونکہ سرانجام دس لاکھ روپی کا حلیم خان کی طاقت سے باہر تھا اِس سبب اُسنے لب کو اپنے لاو نعم سے آشنا نکیا جب عرصہ تین چار روز کا منقضی ہوا اور اُس گنبد بے در سے کسی طرح کی آواز نہ آئی مادہ غضب نواب بہادر کا ہیجان مین آیا میر علی رضا خان کو ساتھ افواج قاہرہ کے واسطے فتح کرنے قلعہ کنجی کوٹے کے حکم دیا خان مذکور منزل مقصود کو پہنچ ایک ہفتے کے عرصے مین قلعے کو ساتھ کلید شمشیر و خنجر خارا شگاف تدبیر کے فتح کر عرضداشت متضمن نوید فتح حضور مین بھیجا اِس نوید کے پہنچتے ہی واسطے شلک مبارک باد کے حکم ہوا اور امین کاردان واسطے انتظام کے وہان روانہ کیا اور میر علی رضا خان کو حضور مین بلا کر مورد نوازشات فرمایا جب یہ خبر نواب حلیم خان کو پہنچی ماہی بے آب کی طرح مضطر ہو اپنے دیوان عبدالرسول خان کو محمد غیاث کے ساتھ تیسری بار واسطے طلب عفو کے روانہ کیا اُن دونون نے حضور مین آکر عرض کی کہ حلیم خان غایت ندامت سے عرق انفعال مین غرق ہو رہا ہی اور اصلا درگاہ مین حاضر ہونے کا ارادہ نہین کرتا سب اپنے عیال و اطفال کو ایک حجرے مین جمع کر نیچے باروت بچھا توڑا ہاتھ مین لیے مستعد ہی کہ

باروت لو دیکھاوے اگر حضور سے از راہ عاجز نوازی نوید امان جان و ناموس
کی اُسکے کان مین پڑے تو اُسکی کشتی حیات اور اُسکے عیال و اطفال غرقاب
بلا سے ساحل نجات کو پہنچتے ہین نہین تو آتش غضب حیدری سے طرفۃ العین مین
جلکر خاکستر ہو جائینگے نواب بہادر اگرچہ وجود حلیم خان کو خار دامنگیر اپنی ریاست
کا جانتا تھا تو بھی ہلاک ہونا اُسکا معہ قبائل طبع رحیم پر اُسکے گوارا نہوا
اور عبد الرّسول خان و محمد غیاث کو یہہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ ملک و دولت
دنیا معرض زوال مین ہی اور سوائے ثبت کرنے اپنے نام کے نگینے پر روزگار
کے کوئی اور امر ہمین منظور نہین اگر حلیم خان خواہان امان مال و جان کا ہی اُسکو
چاہیئے کہ ہماری افواج قاہرہ کو قلعے مین جانے دے تاوے نشان حیدری اُسپر بلند کر
فتح کا نقّارا بجاوین اگر اِس امر مین تمھارے موکّل سے اطاعت وقوع مین آوے
تو البتّہ خط عفو کا اُسکے جریدۂ جرایم پر کھینچا جائیگا سفیرون نے جب یہہ نوید پائی
قلعے مین جا حلیم خان کو سنائی چونکہ اُسکے عقل کا چراغ صرصر حوادث سے گل
ہو گیا تھا اور بموجب تاکید اپنے پیر روشن ضمیر کے جسکا نام رزّاق شاہ تھا
اُسنے تمامی محافظان قلعہ اور سرداران افاغنہ کو جو طالب نام و ننگ و خواہان
جنگ کے تھے قلعے کے باہر بھیجا اُس جماعت کے باہر نکلتے ہی چار ہزار سپاہی جرّار
معہ دو نشان ظفر توأمان حسب الحکم نواب بہادر کے قلعے مین داخل ہو حلیم خان کو
جو دیوان خانے مین سنگ فرش کی مانند مسند پر عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا جا
گھیرا بہادران قانون شناس نے دروازون پر حصار و حرم سرا و کارخانجات کے محافظ
معتمد تعین کر خان کو پالکی مین بیٹھا بارگاہ حیدری مین لائے نواب بہادر نے خان ذی
شان کو معہ اہل حرم علحدہ خیمون مین ساتھ عزّت و آبرو کے رکھا میر علی رضا خان
کو واسطے حفاظت و انتظام شہر کرنے کے سرفراز فرما خود ساتھ فتح و فیروزی

کے طرف دار الامارت سریرنگپٹن کے کوچ کیا اور منزل مقصود مین پہنچ منتظرونکے دیدۂ انتظار کو نور اور سینہ کو سرور عطا فرماکار پردازون کو یہہ حکم دیا کہ نواب حلیم خان کو معہ اُسکے توابع و لواحق شہر گنجام مین عزّت و احترام کے ساتھہ رکھین اور ضروریات و لوازم ماہیحتاج مین کسی طرح کی تصدیع و تکلیف اُسے نہ پہنچے چنانچہ خان مذکور نے اُس مقام مین چند روز کے بعد رحلت کی اور تبعہ و لحقہ نے اُسکے بھی ایک بعد دوسرے کے انتقال کر کشاکش مکروہات دنیاوی سے مخلصی پائی

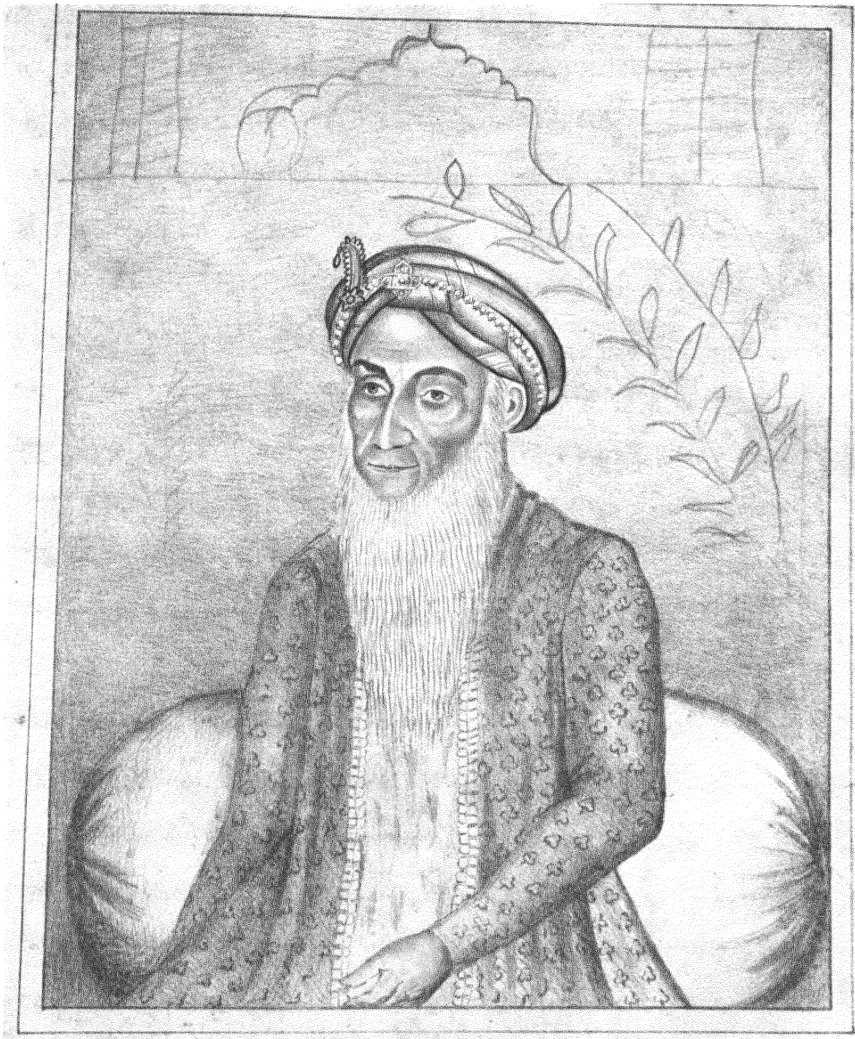
فوج کشی کرنا نواب حیدر علي خان بہادر کا پائین گھاٹ
پر بموجب ترغیب وتحریض نواب نظام علی خان ناظم
حیدر آباد اور فرمان روائے ریاست پونان کے

ہر چند داناؤن نے بغض و عناد و حسد و حرص کو خصال رذیلہ و افعال ذمیمہ مین شمار کیا ہی مگر اہل دولت اور جاہ طلبون کو واسطے تو فیر خزانے و تکثیر اسباب جاہ و حشمت کے ان ذمایم کے ارتکاب کرنے سے چارہ نہین بلکہ لاکھون آدمی کا قتل کرنا اور عالم مین ساتھہ صرصر قہر کے طوفان بلا کا اُٹھانا لوازم سے اُلوالعزمی کے سمجھتے ہین درینولا کہ دولت و اقبال نے مانند بندگان حلقہ بگوش کے جبین عجز و نیاز آستانہ حیدری پر رکھا تھا اور فتح و نصرت ملازمان خدمت گزار کے مانند بارگاہ مین اُسکے حاضر رہتی جسطرف فوج ظفرموج اُسکی متوجّہ ہوتی فتح و فیروزی ہمراہ دوڑتی اور جو سردار گردن اُسکی اطاعت سے موڑتا جلّاد قضا وہین اُسے مروڑتا تھا سارے حکّام اطراف

کے اُسکی جاہ و حشمت روز افزون کی ترقی دیکھکر علی العموم خار کھاتے اور حسد کرتے علی الخصوص ناظم حیدرآباد و حاکم یونان جو دولت نواب حیدر علی خان بہادر کے کمال کو اپنی شوکت کا زوال سمجھتے تھے اِس واسطے باہم متفق ہو شب و روز اِسی تدبیر مین رہتے کہ کسی طور سے ریاست و دولت حیدری کی اساس کو متزلزل کرین اور چونکہ اُنکو یہہ یقین تھا کہ نواب بہادر سے میدان مین مقابلہ و جنگ کر کے عہدہ برآنہ ہوسکینگے لہذا ارادہ لڑنیکا بھی اُس سے نہ کرسکتے تھے آخرکار بعد بہت سے تامّل و تفکّر کے اُن دونون کی راے اِس امر پر قرار پائی کہ چونکہ شہد بز ہمّت و شجاعت صاحبان انگریز بہادر میدان کشور کشائی مین گرم تہمیز اور توپ خانہ آتشبار اُنکا خرمن سوز و بلا انگیز ہی اِس صورت مین مصلحت یہہ ہی کہ نواب بہادر کو واسطے جنگ صاحبان انگریز کے ترغیب دیجئے اور خود دست بردسے دونون سردار خون خوار کے محفوظ و تماشائی رہکر بستر راحت پر آسایش کیجئے یہہ تدبیر ٹھہرا ناظم حیدرآباد و فرمان روا ے یونان نے متفق ہو کر ایک مکتوب تحایف و نوادر سمیت حضور مین نواب حیدر علی خان بہادر کے اِس مضمون کا بھیجا کہ تسلّط صاحبان انگریز کا اِس ملک مین بہت بد ہی اور آخرکار منجر طرف فساد عظیم کے ہوگا اور چونکہ ملک وسیع بنگالے کا ہمّت اور شجاعت کے سبب قبضۂ اختیار مین اِس گروہ کے آگیا ہی اور حاکم نے ملک پائین گھاٹ کے زبردست سمجھ اُن کی حمایت لی ہی یقین ہی کہ اب وے ہاتھ تصرّف و تغلّب کا اقلیم پربالا گھاٹ و یونان و حیدرآباد کے بھی دراز کرینگے اِسواسطے لازمۂ ہوشمندی کا یہہ ہی کہ اِس سیلاب بلا کے آنے سے پہلے ہی ایک سد باندھا چاہئے اور چونکہ وہ گروہ قابو جو راگھو شفق کی حمایت پر جسنے اپنے برادرزادے رشید کو خنجر بیداد سے ذبح کیا مشغول ہی

اِس سبب اِختلال کلّی ریاست پونا مین واقع ہوا ہی اِن سب وجوہات پر نظر کر ہم نے اِرادہ تسخیر کرنے بندر بمبئی کا جو انگریزونکے جہاز ونکا مقر ولنگر گاہ ہی مصمّم کیا ہی امید ہی کہ آپ بھی اِس معاملے مین ہمارے شریک و موافق ہون نواب بہادر نے اِن باتونکو خوب ملاحظے مین لاد ونون سردارونکو یہہ لکھا چونکہ آپ دونون صاحبون نے اپنے مہمّات مالی وملکی کو اختیار مین کاریردازان نادان کے چھوڑ دیا ہی اِسی سبب سے امور آپ کے سب برہم درہم ہو رہے ہین اور تجربون سے یہہ بات معلوم ہوئی ہی کہ آپ لوگون کے عہد وپیمان پر وثوق کرنا نادانی سے خالی نہین اور حال آپ کے فوجون کا یہہ ہی کہ جنگ کے وقت نام ونانگ کی پاسداری مین مطلق کوشش نہین کرتین اور مشقّت و زحمت کی زنہار متحمل نہین ہوتین اور کمال خوف وہراس کی جہت سے اپنی جان بچا میدان جنگ سے کنارہ کرتی ہین اور ساتھ جن لوگون کے کہ ارادہ مخاصمت و منازعت کا پیش نہاد خاطر عاطر ہی وے لوگ ایک دل و ایک زبان ہین ہر لمحہ اپنے کام مین ہوشیار ظاہرا اگرچہ کم دیکھائی دیتے ہین پر حقیقت مین بہت ہین اِس سبب سے کہ اُن مین جوش وحمیّت مردانکی ہی بھاگنے کو عار جانتے اور جام ہمّت و پردلی سے ایسے مست ہین کہ میدان جنگ مین مرجانے کو حیات جاودانی سمجھتے پس ایسے پردلون اور صاحب جگرون سے لڑنا ہر بدل وجہان کا کام نہین ہی اور اِس قوم قوی بازو وہوشمند کے ساتھ مقابلہ کرنا آسان نہین اگر فی الحقیقت آپ کو فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کرنا ہی منظور ہی تو خوب مشورت اِس بات مین کر فوج وخزانہ جمع کر اپنے دار الملک سے پائین گھاٹ مین آئیے اُسوقت یہہ دوستدار بھی شراکت سے پہلو تہی نہ کریگا اگر یہہ عزم بھی مثل سابق کے نقش بر آب ہی تو مخلص کو اِس تکلیف مالا یطاق سے معاف رکھیئے

جب یہ جواب ناظم حیدرآباد و فرمان روائے یونان کو پہنچا باہم مشورت
و پیمان کو بحلف و سوگند مستحکم کر نواب بہادر کو لکھ بھیجا اور یہ آخر کو قرا
کہ ناظم حیدرآباد تو واسطے انتزاع و تسخیر راج بندری و مچھلی پٹن کے متو
اور فرمان روائے یونان بندر بنبئی کی تسخیر پیش نہاد خاطر کرے اور تو
بہادر آرکاٹ پر جو پائین گھاٹ کا دارالامارت ہی تاخت کرے اگرچہ تو
بہادر کو اِس بات کا یقین تھا کہ ناظم حیدرآباد و کارفرمائے یونان کا قول را
سے لیے بہرہ ہی تب بھی واسطے امتحان کرنے عہد و پیمان دونون دولت مند
اپنے لشکر کی طیّاری کا حکم دیا اور چند روز مین جب سنا زوسامان حرب کا مہیّا ہوا
اور لشکر حیدری مجتمع ہو چکا اور بخشیون نے فرد موجودات کی گذ
اُس سے یہ واضح ہوا کہ بارہ ہزار سوار رسالۂ خاص و بیس ہزار سوار
پندرہ ہزار سوار سلحدار اور چوبیس ہزار سپاہیان بارتھوڑ شعار سو
افواج راجگان مطیع کے آستانہ دولت پر حاضر ہین تب رجّب کے
سنہ گیارہ سو چورانوے ہجری مین نواب بہادر نے ساتھ اُن افواج قاہ
ستّر ضرب توپ قیامت آشوب اور کئی ہزار شتر محمولۂ زنبورک
اور کئی ہزار جزائل بردار کے بحر زخّار کی مانند آرکاٹ کی طرف مو
ہو معبر حکم سے عبور فرما نواح مین کلپاک کے قبّہ بارگاہ بلند فرمایا ش
کہین کریم شاہ بہادر کو معہ فوج و سواران یغما گر محمود بندر کو روانہ ک
خود وہان سے کوچ کر کوہچہ ترنامل کو ناظم آرکاٹ کے تصرّف
باہر کیا اور بعد اِسکے قلعہ چیت ھٹہ کو کریم بخش نام قلعدار کے قبضے سے
محاصرہ و زدوخورد کے مستخلص کیا اور اس مقام سے شاہزادہ والاشان ٹیپو
کو معہ فوج قوی واسطے تسخیر کرنے ارنی اور تمری کے نام زد فرماخود



کریم شاہ بہادر برادرِ بادشاہ خلد مکاں ٹیپو سلطان شہید در عمرِ ہشتاد و دو سالگی در سنہ ۱۲۴۶ ہجری برحمتِ حق پیوستند

فوج کرایا اور توپخانہ آتش فشان ساتھ لے شہر آرکاٹ کی طرف متوجہ
ہوا اور جلد وہان پہنچ اطراف غالب پورہ کو مضرب خیام اور حصار عالم پناہ
کو محاصرہ کر غلامان جان نثار اور فدائیان شیر شکار کو واسطے بنانے مورچے
و دمدمے کے حکم دیا قلعدار اُسکا راجہ بیربر اور نجیب خان سالار جنگ
بہادر ساتھ جمعیت پانچ ہزار سپاہیان بار اور دو ہزار سوار اور چار سو مرد
اشراف کے اُس دارالامارت مین ذخیرہ ماحتاج و آلات حرب جمع کر مستعد
رزم و پیکار ہوے علاوہ اِسکے تین ہزار آدمی شہر کے رہنے والے جنکے
عیال و اطفال شہر مین تھے پاس حرمت کے اقتضاسے فدائیون کے مانند جان
سپاری پر کمر باندھ برج و بارہ پر حصار کے چڑھ حمایت و حراست پر اُسکے
مستعد ہوے اور دونون طرف سے آتشباری شروع ہوئی اب حال لشکر
شاہزادہ ٹیپو سلطان اور شاہزادہ کریم شاہ بہادر کا سنیئے جبکہ شاہزادہ کہین سے
حضور سے پدر والاقدر کے رخصت ہو محمود بندر پر چڑھائی کی اور اُس معمورہ کو جو ملجا و ماوا
تجار مالدار کا تھا محاصرہ کیا اور اقسام پشمینہ وغیرہ اجناس تجارتی اور نقود
جواہر نامعدود اور تمام اثاث البیت محمد مکرم کے گھر کا جو وانکا ملک التجار تھا
اور اُسکے سارے اسباب تجارتی کہ دو تین روپیون کے جونین جہاز مین بھرے
ہوے تھے اور پینتیس ہاتھی ساتھ پیگو کے تانگن بے سب اپنے قبضے مین لا ہاتھیون
اُونٹون چھکڑون پر لد واسیر کر سالم و غانم حضور مین حاضر ہو سرمایہ
مفاخرت حاصل کیا اور ٹیپو سلطان جوارنی کی طرف گیا تھا اُس قلعے کو محاصرہ کیا اور
بدرالزمان خان بخشی نے حسب الحکم ایک روز مین دمدمہ باندھ توپین قلعہ شکن
اُس پر چڑھائین اور گولے مارنے شروع کیے حسین علی خان قلعہ دار گولون
کے پہنچنے سے ہراساں ہو بدرالزمان کے پاس بہ کاپد قلعہ حاضر ہو اُسکے ذریعے

سے ملازمت شاہزادے ہمایون طالع کی حاصل کر عرض کیا کہ قلعے مین سادات ؛
رہتے ہین اُنکی حفاظت ناموس پر نظر کر کے مینے قلعہ ملازمان عالی کو تفویض
نہین تو میر سے جیتے قلعہ کا فتح کرنا ممکن نہ تھا شاہزادہ والا گہر اُسکی بیہودہ
پر تبسّم فرما کر تو نظر بندی کا حکم دیا اور قلعے مین تھانہ مستحکم اور سید مہ اما
قلعہ دار اُسکا مقرّر کر تمری کی طرف کوچ کیا وہان کے قلعہ دار نے بھی سنے ج
وجدال قلعہ اولیاے دولت کو تسلیم کر دیا بعد اِسکے شہزادہ فیروز بخت
قلعہ تروا پورا اور کاوا ور کاویری پاک کو مسخّر فرما اور اپنا تھانہ بیٹھا اُرووے
طرف معاودت کی ؛

جنریل منرو بہادر کا مدراس سے کنچی کی طرف آنا اور کرنیل
بیلی بہادر کا دنیاے فانی سے سدھارنا اور تسخیر کرنا نواب
بہادر کا قلعہ آرکاٹ کو اور اسیر کرنا نواب عبدالوّہاب خان برادر
نواب محمد علیخان کا معہ حالات دیگر جو اُسی سال مین واقع ہوئے

جب برّے برّے قلعہ مستحکم پائین گھاٹ کے تصرّف مین اولیاے دولت حید
کے آگئے اور محاصرے کی تنگی اور سختی سے محصوران قلعہ آرکاٹ کا حال
و پریشان تھا نواب محمد علی خان جو ایک اور قلعہ مین دارالامارت سے دو روز
تاب مقاومت کی اپنے مین پنا صاحبان انگریز بہادر سے استعانت طلب
صاحبان والا عزم نے جنریل منرو بہادر کو چھ ہزار سپاہی پندرہ سو ترک
دو پلٹن گورے کے ساتھ رخصت فرمایا اُونھین روز ون نواب بسالت جنگ
ادھونی نے اندیشہ تاخت وتاراج حیدری سے کوپور کے تعلقے کو انگریز بہادر

حوالے کر دیا تھا اور کرنیل بیلی بہادر نے واسطے انتظام اُس علاقے کے کوچ فرمایا
مگر اثنائے راہ مین خبر تقرب جنریل منرو بہادر کی سنکر معہ تین پلٹن سپاہی اور
چار سو جوان ولایتی و آٹھ ضرب توپ آرکاٹ کی طرف معاودت کی جب یہہ خبر
نواب بہادر نے سنی سلطان جوان بخت کو ساتھ سواران و سلاحداران خاص
کے معہ چار ضرب توپ واسطے مقابلے کرنیل موصوف کے رخصت فرمایا اور
پندارون اور باندارون کو جنکا سرگروہ سیدی ہلال تھا یہہ حکم ہوا کہ سدود
کرنے مین راہ رسد کے خوب کوشش کرین اور اگر فوج دوسری اُسکی
کمک کو پہنچے تو اُن سے ترین جب سلطان کی فوج کا کرنیل بہادر کی فوج کے
ساتھ سوادین آبادی ستویر لے سامنا ہوا جنگ شروع ہوئی اور سوارون
نے ایسی کوشش کی کہ رسد پہنچنی بالکل موقوف ہو گئی تب بھی کرنیل بہادر نے
مطلقا ہراس خاطر مین نہ لا قلعہ کنجی سے چھہ کوس کے فاصلے پر جا بقصد جنگ
دیرا کیا اور حال حسرت اذوقہ گھاس لکڑی کا جنریل منرو بہادر کو لکھا
جنرل موصوف نے خط پڑھتے ہی ایک پلٹن اور چار کمپنی سپاہی گورہ مع سامان
رسد و باروت و گولہ روانہ کر خود بھی قصد کیا کہ کرنیل بہادر سے ملحق ہو مگر تقدیر
کی شعبدہ بازی سے یہہ اتفاق ہوا کہ بعد پہنچنے سپاہ کمکی و اذوقہ کے کرنیل
بہادر شب شب کنجی مین جو ہان سے قریب تھی نہ گیا اور اپنی سپاہ رزم خواہ
کے آرام پر نظر کر اُس روز اُسی جا پر مقام کیا جب زبانی جاسوسون کی یہہ حال
نواب بہادر پر ظاہر ہوا آرکاٹ کا محاصرہ معطّل رکھہ پانچ ہزار سوار واسطے غارتگری
ملک راجگان نواح آرکاٹ کے تعین فرما خود بدولت معہ تمامی فوج دریا موج
ایلغار کر وقت صبح جسوقت کرنیل بہادر کوچ کر کنجی کو جاتا تھا میدان مین پہنچکر
بہادران نشان کو حکم دیا کہ فوج انگریزی پر راہ کنجی کی سدود کرین

فوراً دلاوروں نے اُسے گھیر قتل و غارت شروع کی ،

نظم

چو شد صبح نواب گردون جناب — علم زد دران دشت چون آفتاب
برآراست بر تن سلاح نبرد — پر از شور شد گنبذ لاجورد
زبار سمندش به میدان کین — خم افتاد در پشت گاو زمین
وزان سوی کرنیل صاحب وقار — نگاور برانگیخت در کارزار
برآشفت آن میر عالی جناب — ز صرصر گرو برد اندر شتاب
بفرمان او جملہ فوج فرنگ — کشیدند صف ہای کین بیدرنگ
بغرّید کرنیل در پیش صف — نہنگے بزیر اژدہاے بکف
دو لشکر بہ میدان کین آمدند — ز غیرت جبینہن پرز چین آمدند
جوانان بہ میدان کشیدند صف — دہادہ برآمد ز ہردو طرف
چو غرّید توپ دمان در مصاف — بلرزید سیمرغ در کوہ قاف
چو زنبورک جان ستان شور کرد — تن پردلان شان زنبور کرد
خدنگ پرگرگسین وقت جنگ — پس و پیش پرّان چو خیل کلنگ
روان بان ہا در ہوا بی حساب — بر جم شیاطین چو تیر شہاب
بناوبق مردان عالی دماغ — صدا متّصل دادہ چون خیل زاغ
ز خون دلیران بمیدان جنگ — سراسر زمین گشت یکجادہ رنگ

اِس جنگ مین سپاہ لشکر انگریز بہادری کی ایسے لڑی کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کو بھلا دیا قریب تین ہزار آدمی نے بہادران حیدری سے شربت شہادت کا پیا کرنیل بہادر نے ہرچند قصد کیا کہ لڑتے بھڑتے معمورۂ کنجی تک پہنچے مگر چونکہ محمد علی کمیدان و شیخ انصر و موشیر جانی فرانسیس عساکر اپنی

فوجون کے اور موشیر لالی فرانسیس جو بسالت جنگ ناظم ادھونی کے پاس سے نوکری چھوڑ سعہ دو ہزار تفنگچی اور پان سو کلاہ پوش اور ایک سو پچاس سوار قوم الیمان کے زمرۂ ملازمان حیدری مین منسلک ہوا تھا چارون طرف سے ہجوم لاتوپون کی شلیک بندوقون کی باڑھ اور آتش دنبالہ دار بانون سے شور قیامت برپا کیا تھا بہت لوگ فوج انگریز بہادر کے مجروح و بیروح ہوئے اور کرنیل بہادر پناہ مین ایک باغ کے باقی ماندون کے ساتھ پائے شجاعت قایم کر اُن سب صدمون کا متحمل ہو تمام فوج کو جواب دیتا تھا اِس اثنا مین ایک گولہ توپ کا ذخیرے مین بارود لشکر کرنیل بہادر کے جو درختون کی پناہ مین گاڑیون پر بار تھا جا گرا اور آتش فتنے کو مشتعل اور بہت سے جوان جنگی کو جلا بھسم کر دیا کرنیل بہادر نے جب اِس طرح آتش فتنہ کو شعلہ زن اور اپنی جمعیت کو پریشان دیکھا دل قوی رکھ باقی ماندہ فوج کو جمع کر تقیّد بارھ مارنے کی کرتا تھا کہ ناگاہ موشیر جانی و موشیر لالی فرانسیسون نے اپنی فوج سے اُسے گھیر لیا اور کرنیل بہادر کو اسیر کیا سوار ان حیدری نے باقیون کو قید کر اہل بنگاہ و تمام لشکر کو لوٹ لیا اور حیدر علی خان بہادر بعد اِس فتح نمایان کے شادیانہ فتح بجوا کرنیل بہادر کی طرف جو سوار کنچی مین تھا نہضت فرما دو فرسنگ کے فاصلے پر مقام کر سوار ان یغما گر کو واسطے بند کرنے راہ رسد فوج انگریزی کے حکم دیا جب خبر اسیز ہونے کرنیل بیلی بہادر اور پامال ہونے اُسکے لشکر کی جنریل بہادر کو پہنچی اپنی فوج قلیل کے ساتھ افواج کثیر حیدری سے مقابلہ کر فوج کو ناحق کام نہنگ مین ڈالنا کاردانی سے بعید تصوّر کر جنگ کو وقت قابو پر موقوف رکھ رات کو جنگل و بیشے کی طرف کوچ کیا سوار ان حیدری جو اِس خبر کو سنکر اُسکے تعاقب مین دوڑے تھے نیل مقصود سعادت کرار دوی معلّی مین پھر جا ملے

تب نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر شہر آرکاٹ کو محاصرہ فرمایا بہادرون نے حسب الحکم دمدمہ باندھ توپین چڑھا قلعہ شکن گولون اور آتش افگن بانون سے آشوب قیامت برپا کیا محصوران خستہ جان اُس حالت اضطرار مین بھی کمال جگر داری سے دفع کرنے مین حملہ بہادران حیدری کے ہر دم سعی کرتے تھے دو کنپنی سپاہی جو تر بیت یافتہ انگریز بہادر کے تھے قلعے کی فصیل پر چڑھ اِس طرح سے رستمانہ لڑتے تھے کہ آنکھین نظارگیونکی اُنکی چالاکی دیکھکر خیرہ ہوتی تھین اِس جنگ مین نواب حافظ علی خان داماد نواب بہادر نے معہ چند نامی سردار و سواران کار شربت شہادت پیا اور محصورین مین سے سید فریدالدین خان بھی جو شہر اور تمام صوبہ کا کوتوال حلیہ شجاعت سے متحلی تھا شہید ہوا جب محاصرے پر تین مہینے گذرے اور مدد نہ پہنچی اسباب وسامان جنگ کا نہ رہا گیا دیوار قلعے کی گولون کی ضرب سے مشبک ہو گئی تب نواب بہادر نے بہادرون کو واسطے تسخیر حصار کے تاکید فرمائی جماعہ جان نثار زینے لگا فصیل پر چڑھ برج وبارہ کے محافظون کو تہ تیغ کرا چناپنڈت کو معہ عیال و اطفال دام اسیری مین لائے ارشد بیگ خان اور حسینی یار خان اور شریف زادے شہر کے جو واسطے مدد اچناپنڈت کے جمع ہو گئے تھے اور سید حمید کمیدان معہ چند اشخاص جو شہر کے اعزہ سے تھے مقید کئے گئے مگر نجیب خان ساتھ سپاہیان انگریزی کے قلعہ ارک مین جا دروازہ بند کر جان سپاری پر مستعد ہوا علی الصباح جب نواب بہادر خوشی و شادمانی کے ساتھ شہر مین داخل ہو حکم دیا کہ منادی کی جاوے کہ کوئی شخص مال و ناموس پر رعایا کی دست درازی نکرے بعد دو روز کے ایک شخص معتمد معہ قولنامہ امان جان و ناموس نجیب خان اور تمام سرگروہ سپاہیان انگریزی کے پاس جا دل جوئی کر اُن سبکو حضور مین لایا نواب

بہادر نے اپنے قولنامے کا پاس کر اُن سبکو عزّت و اکرام شایستہ سے رخصت فرمایا اور دو سو سوار بطریق بدرقہ اُنکے ہمراہ کیا تا چیناپٹن مین اُنھین بخیریت پہنچا دین سید حمید کمید ان نے نوکری کی ۔ ستد عا کی نواب بہادر نے اُسکو ایک پالکی و خلعت خاصہ عطا فرما چار ہزار تفنگچی کی منصبداری پر اُسے ممتاز کیا علاوہ اِسکے شرفا و نجبا کو لایق قدر و منزلت ہر ایک کے خلعتین اور جواہر عطا کر رو زینہ مقرّر فرمایا اور میر محمد صادق کو جو اولاد سے میر احمد خان جاگیردار صوبہ سرا کا اور ایک مدّت سے کو تو الی شہر آرکاٹ مین اوقات بسر کرتا تھا عہدے پر صاحب صوبگی آرکاٹ کے مامور کر اُسکے فرق عزّت کو بلندی بخشی بعد اِسکے جب نواب بہادر فکر سے رفاہ حال رعایا کے مطمئن اور انتظام قلعے سے فارغ ہو چکا شاہ کریم اللہ چشتی و علی رضا خطیب و نور علی شاہ نے جو روضہ مقدّسہ مقبول درگاہ ایزدانی خلاصہ موجودات سبحانی گنجور اسرار ایزد منّان حضرت ٹیپو سلطان قدّس سرہ العزیز کے متولّی تھے حضور مین نواب بہادر کے آ تبرّکات اُس درگاہ کے اور تسبیح خاک پاک اور ایک جلد کلام مجید بخط ولایت ہدیہ گذرانا نواب قدر شناس نے اُن بزرگون کے ساتھ در بارہ حالات و کرامات حضرت ٹیپو سلطان مبرور دیر تک گفتگو کی اور رخصت کے وقت ہر ایک کے دامن امید کو زر و جواہر سے مالامال کیا اور ایک سو ایک اشرفی نذر اور شامیانہ زربفت معہ استادہای طلائی واسطے درگاہ حضرت ٹیپو سلطان علیہ الرحمۃ والغفران کے بھیجا اور داروغہ مطبخ خاص کو یہہ حکم ہوا کہ درگاہ مین جاکر الوان نعمت شاہانہ طیّار کرواوے اور اسباب اور اقسام مصالح و عطریات وغیرہ جو طعام اور فاتحے کے لیئے چاہیئے کارپردازون سے ہرکارخانے کے لیکر ساتھ لیجاوے کہ وقت حاجت کے کسی چیز کی تلاش کرنی نہ پڑے

چنانچہ حسب الحکم عمل مین آیا اِس اثنا مین جاسوسونکی زبانی حضور مین واضح
عبدالوہاب خان برادر نواب محمدعلی خان نے قلعہ چنّور مین اذوقہ و اسباب
کاجمع کراپنے دیوان اورچند راجاؤن کومحافظت کے لیئے چھوڑ خود قلعہ چنا
مین قیام اختیار کیاہی اور اِرادہ رکھتاہی کہ عنقریب چیناپتن مین پہنچکر
انگریز بہادر سے اِستمداد کرآرکاٹ کی طرف متوجہ ہو اِس خبر کے سے
نواب بہادر کا شعلۂ غضب بھڑکا چاہا کہ واسطے استیصال کرنے عبدا
خان کے چڑھ دوڑے اِس مین میر علی رضاخان نے شفیع ہوکرعرض
عبدالوہاب خان نے تو اپنے بھائی سے رنجیدہ ہوگوشۂ قناعت اختیار
اُس بیچارے کی کیاقدرت کہ خیال جنگ کا دل مین باندھے بلکہ یقین
اگرحرف طلب کاحضور کی زبان پرگذرے توسر کے بل حاضر ہو اِسباب
سنتے ہی میر معین الدین کو یہہ حکم ہوا کہ نواب عبدالوہاب خان کو حضو
حاضرکرے اور میر علی رضاخان کو واسطے گوشمالی راجگان نواح آ
اور انتظام دینے اُسکے روانہ کیا اور شاہزادہ فیروزبخت کو ساتھ جمعیّ
ہزار سپاہیان بار ودس ہزار پیادہ و پانچ ہزار سوار کے واسطے فتح
غربی قلعجات آرکاٹ اور ضبط کرنے مضافات اُسکے رخصت فرما
سید صاحب اُس جنود قاہرہ کے ساتھ قلعہ چنّور کومحاصرہ کرقلعدار کو
دینے قلعہ کاپیام بھیجا قلعدار نے عذرعدم اجازت نواب عبدالوہّاب خان کا
کیاسید صاحب نے دوسرے روز کمال مردانگی و شجاعت سے اپنے
جوانون کے ساتھ قلعے پرچڑھ گیااور سب قلعے والون کو بضرب تیغ و سنا
رفعت سے غاربستی میں ڈالااور ویسا حصار فلک آثار جسکا فتح ہو
سرعت کے ساتھ فہم و وہم مین نہ آتاتھا مفتوح ہوگیا سید موصوف .

مال و متاع و آلات جنگی تصرّف مین لا ایک قلعہ دار معتمد اپنی طرف سے قلعے مین چھوڑ قلعے پر چند رگری کے تاخت کی اور وہان پہنچکر عبد الوہّاب خان کو واسطے حاضر ہونے حضور حیدری مین لکھ بھیجا چونکہ وہ شوش وحواس خان ذی شان کے سنّے سے خبر مسخّر ہو جانے قلعے چتّور کے تھکانے نہ تھے اور اُسکے مشیر بوقلمونی روزگار کو دیکھکر عالم حیرت مین بنا چار خان امارت نشان نے اپنے اہل حرم سے دربارۂ صلح و جنگ مشورہ کر تحریر کرنے مین جواب مکتوب سیّد صاحب کے تاخیر کی دوسرے روز ایسا اتّفاق ہوا کہ چند سوار و پیادے لشکر سے سیّد صاحب کے جو لکڑی گھاس کے واسطے دامن کوہ مین گئے تھے قلعدار سادہ لوح نے جب قلعے کے اوپر سے اُن سوار پیادون کو دیکھا یورش کا گمان کر توپ چلایا اِس حرکت کا واقع ہونا جو منافی آثار صلح کا تھا طبع پر سیّد صاحب کے ناگوار ہوا فی الفور ایک عرضداشت متضمّن بغاوت عبد الوہّاب خان حضور مین ارسال کی اور ایک بڑی توپ پہاڑ پر چڑھا گولہ زنی شروع کردی اتّفاقات سے پہلا ہی گولہ خان رفیع المکان کی حرم سرا مین جا گرا وہان زلزلہ پڑ گیا اِس مین دوسرا گولا چھت پر مطبخ کے پہنچا چھت گر پڑی اور واویلا مستورات مین مچ گیا اِس حال تباہ کو معاینہ کر خان عالی مقدار بے حس و حرکت ہو بستر مدہوشی پر گرا مستورات نے جب خان صاحب کو چراغ صبحدم کی مانند حالت نفس شماری مین دیکھا ایک خط اِس مضمون کا لکھکر سیّد صاحب کو بھیجا کہ اگر آپ کو قلعہ اور ملک مقبوضہ ہمارا لینا منظور ہی تو حاضر ہی مگر چونکہ ہمارے خاوند کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہی اِس لئے چاہئے کہ آپ گولندازونکو حکم دین کہ توپونکی صدا سے دماغ کو اُسکے زیادہ تر پریشان نکرین جب وہ مکتوب سیّد صاحب کو پہنچا اُنکو یہہ جواب لکھ بھیجا کہ آپ لوگ معہ نواب صاحب باطمینان خاطر یہان

تشریف لاوین کوئی دقیقہ پاس داری مین عزّت وحرمت کے فروگذاشت
جب یہہ مکتوب وہان پہنچا خان والا شان معہ عیال و اطفال قلعے سے نکل
مین سیّد صاحب کے آیا تب سیّد صاحب نے ایک قلعدار امانت شعا
طرف سے قلعے مین چھوڑ تمام مال اسباب ضبط کر معہ خان رفیع المکان
حضور مین پہنچکر سرمایہ مفاخرت حاصل کیا اور نواب بہادر
رفیع المکان کو معہ اُسکے تبعہ و تحفہ بدرقہ معقول ہمراہ کر سر برنگپتن کو روا
اور سلطان جوان طالع ایک مہینے کے عرصے مین قلعہ ماہی مندل و کیلاس گ
مفتوح کر لشکر فراوان اور اسباب حرب مے پایان کے ساتھ ساگر تھ
جسکی حصانت و رزانت ہفت اقلیم مین مشہور ہی متوجّہ ہوا اور محا
کے میدان وسیع مین فیل سوارہ جیسے مہر انور کوہ خاور سے طلوع
ساتھ۔ کمال جاہ و جلال توزک سواری کے جلوہ فرما بد بینونکی آنکھونکو خیہ

نظم

سواران اسپان تازی نژاد — بہ سرعت گرو بردہ از تند باد
ز سہم سواران زرّین رکاب — زرہ پوش گردید ماہی در آب
سنان ہای نیزہ بروی ہوا — چو انجم درخشان شدہ بر سما
علم ہای سرخ و سفید و سیاہ — بگردانندہ رنگ از رخ مہر و ما
بہ بستہ بہر توپ گل گون لوا — چو آتش فشاند لب اژدہا
ز خیل جوانان بندوق بند — فزودہ دران دشت رونق دو چند
قباہای رنگین بمیدان جنگ — چو ابر بہاری شدہ رنگ رنگ
درخشیدن چار آئینہ ہا — شدہ صیقل زنگ از سینہ
کمان کیانی یلان کردہ زہ — بہ ابرو زکین بر فگندہ گرہ

بدوش یلان نیزہ دارش سناہا بہ سم یافتہ پرورش
درخشان بناویق زہر آبگون چو مارے کہ از پوست آید برون

اگرچہ ولی محمد خان قلعہ دار اُس حصار فلک آثار کا اور سیّد مخدوم رسالہ دار اور محمد مولا جو معتمدون سے نواب محمد علی خان کے معہ دو ہزار سپاہی اُسکی حراست کے واسطے مامور تھے اور قلعہ بھی اذوقہ واسلحہ سے معمور تھا مگر معاینہ کرنے سے کوکبہ جاہ و جلال سلطان کے اُن سب کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا اپنی جان کی حفاظت قلعہ کی صیانت پر مقدّم جان اُسنے آگے کہ نوبت شمشیر زنی کی پہنچے حضور مین حاضر ہو کلید قلعہ حوالہ کر نوید امان پا مطمئن ہوے سلطان ایک معتمد جان نثار کو معہ فوج جرّار واسطے حفاظت قلعے کے متعیّن کر خود بدولت واسطے تسخیر کرنے انبو رگڑھ کے جو وہان سے تین کوس پر تھا متوّجہ ہوا اگرچہ اُس حصار مین صرف ایک کپتان معہ چند کمپنی سپاہیون کے مقیم اور اذوقہ بھی کم تھا باوجود اُسکے وہ رستم جگر پندرہ روز تک جنگ کرتا و دادتہوّر قلعہ داری کی دیتا رہا آخرکار جب دیوار حصار کی گولون کی ضرب سے گر پڑی ناچار قلعے کو تسلیم کر دیا سلطان قلعہ داری اُس قلعے کی زین العابدین خان نائط کو تفویض فرما وہان سے مراجعت کر سعادت مین پاے بوس والد بزرگوار کے فائز ہوا چونکہ لوح خاطر عاطر بر نواب بہادر کے یہ منقوش تھا کہ جس طرف سلطان اقبال مند سمند گیتی نورد کو مہمیز کرتا ہی شاہد فتح مرآت تمنّا مین منہ دیکھاتا ہی اِس سبب ثانیًا حکم ہوا کہ وہ کمک کو محمد علی کمیدان کے عازم ہو اور تسخیر کرنے مین قلعے رائے ایلور کے تدبیر و کوشش شایستہ عمل مین لاے اگرچہ سلطان کو زبانی مخبرون کے مفصّل یہ معلوم ہوا تھا کہ اُس قلعے مین کرنیل لانگ بہادر نے پاے ثبات بقایم کر ماکولات و مشروبات و آلات حرب ذخیرہ کیا ہی اور جب تک

تمام لشکر متوجّہ نہو گی محاصرہ اُس قلعے کا متعذر رہی مگر چونکہ حکم سے والد بزرگوا
کچھ گزیر نہ تھا پھر سامان سفر کا درست کر کوچ کیا اور محمد علی کمیدان کو معہ اُ
فوج ہمراہ لے راے ایاور کی طرف تاخت کی جب کرنیل بہادر نے و
سے شاہ زادے روشن اختر کے خبر پائی فی الفور سپاہیان قادر انداز کو اُ
ساجرہ گوپرہ و مرتضی گڈھ کے تعین کر تو پین صاعقہ بار اُسپر چڑھا ایسا
کسی طرح کمند تدبیر کی اُسکے ذروے پر پہنچ نہ سکی اور اگرچہ محمد علی کم
نے مکرّر حملے مردانے کیئے اور چاہا کہ کسیطرح کوہ ساجرہ پر چڑھے پر بند
اور توپوں کی شلیک سے اُسپر صعود کرنا میسّر نہوا تب شاہ زادہ فیروز بخت
فتح ہونا اُس قلعے کا بغیر بڑی بڑی توپ اور فوج کثیر کے متعذّر سمجھ حضور و
عرض داشت اِس حال کی روانہ کی نواب روشن ضمیر نے اُس نور دیدہ کی
نظر سے دور رکھنا اور کام کے مردون کو پروانہ وار آتش پر ڈالنا مصلحت
دیکھ پروانۂ کرامت نشانہ درباب مراجعت صادر فرمایا اور سردار کو یہ
پیغام گرے یہ حکم دیا کہ تین سو سوار اور ایک ہزار سپاہی ہمراہ لے انگریز
رسد مارتارے بعد اِسکے نواب بہادر کو تسخیر کرنا ملک جنوبی آرکا
منظور ہوا رستم علی خان فاروقی کو معہ دو ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کرناٹکی
ہزار سپاہی واسطے فتح کرنے کوہستان چنجی کے رخصت فرمایا اور روشن
دستہ دار نے معہ دو ہزار پیادہ اور ایک پلٹن سپاہی و ایک ہزار سوار خ
اسپہ واسطے مسخر کرنے کوہ موکل کے مامور ہو منزل مقصود کی طرف
چنانچہ اِس قلعے کے پورب طرف میدان ہموار مین اُسنے جاکر ڈیرا کیا اور
جوزف کو جو انگریز بہادر کی طرف سے قلعہ داری مین مامور تھا پیام بھیجا کہ
ساتھ نواب بہادر کے راہ اطاعت کی چلو اور قلعے کو ہمارے حوالے

موشیر لالی کی طرح منصب و جاگیر شایستہ تمکو بھی عنایت ہو گی مگر مسطر موصوف نے حمیّت مردی کو کام فرما پیام صلح کو بگوش رضا نسن جنگ پر آمادہ ہوا روشن خان نے یہ حال دیکھ آبادی کو دامن کوہ کے جلا خاکستر کیا اور عیال و اطفال کو سپاہیون کے جو قلعے مین آمادہ جنگ تھے اسیر کر لیا اِس توقّع پر کہ وے اپنے عیال و اطفال کی اسیری کی خبر سن لڑنے سے باز آئینگے مگر اُن جوانون نے پاس نمک کو اپنے عیال و اطفال کی رہائی پر ترجیح دے بندوقون کی باڑھین مار بہتون کو ہلاک کیا اِس درمیان مین رستم علی خان نے ایک ہفتے کی سعی مین کوہ کشن کنڈہ و جنید کنڈہ جو سب پہاڑون سے زیادہ بلند اور اور کئی قلعے جو باہم متّصل تھے فتح کیا اور محیّ الدّین خان قلعہ دار والاجاہی کو معہ ایک شخص عہدہ دار انگریزی اسیر اور قلعون کو حیدری دولت خواہون کے سپرد کر ترناملی کی طرف عازم ہوا اور شاہزادہ بلند اقبال جو ساتھ فوج ظفرموج کے واسطے تسخیر کرنے کرناٹک گدّھ وغیرہ کے گیا تھا دھونی گدّھ و علی آباد مین محاذی قلعے کرناٹک گدّھ کے پہنچکر گولندازون کو حکم دیا کہ حصار کی دیوار کو گرادین توپچیان بہرام صولت نے اگرچہ توپین پہاڑون پر چڑھائین پر بہ سبب غایت ارتفاع کے گولے دیوار حصار مین نہ لگ سکتے تھے اِس لیئے شاہزادے نے چوتھے روز حکمت عملی سے چند آدمی کو اسیرون سے متوطّنان آرکاٹ کے بانعام واکرام خوش دل کر رہائی بخشی اِن اسیران احسان دیدہ نے قلعے مین پہنچکر کیفیّت مستحر ہونے شہر آرکاٹ اور چھپ جانے نواب محمد علی خان کی معہ خصوصیات فتح ہونے بہت سے قلعون کی قلعہ دار اور کلیدان محافظ قلعہ پر ظاہر کر اُن سب کو گرداب اضطراب مین والاتب اُس جماعت نے واسطے دریوزہ امان جان و ناموس کے ایک شخص معتبر کو حضور مین شاہزادہ بہادر کے بھیجا اُسنے فی الفور قولنامہ عنایت

کیا اہل قلعہ اُسکو دیکھتے ہی قلعہ اولیاے دولت کو تسلیم کر خود نکل گئے شا
بہادر سب مال و اسباب قلعے کا ضبط کر قلعہ دار معتبر وہان تعین فرما بعد نظم و
مضافات قلعے کے کوہ راوت و نیلور کی طرف لواے شوکت باند کیا اور رو
مین اُسکو بھی مفتوح فرما پاک گدھ کی طرف متوجہ ہوا اِس قلعے مین صہ
عالیشان کی طرف سے ایک کپتان دو سو جوان سے محافظت مین اُسکے مے
جب اُسنے قلعے پر سے دیکھا کہ شاہزادہ تالاب کے کنارے جنوب غربی قلعے پر
کو آمادہ ہی ایسی گولہ زنی شروع کردی کہ بہادران لشکر کو اِتنی فر
نہ ملی کہ پہاڑ پر صعود کر مورچے بنائین الغرض قلعہ دار نے غنیم کے مدافعہ کر
کسیطرح کمی نہ کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ تالاب قلعے کا جو مایہ حیات اِن سبھ
خشک ہو گیا بناچار وے سب مضطر ہو کر اپنے سردار سے مستدعی ا
امر کے ہوئے کہ شاہزادے سے صلح کی استدعا کرین قلعہ دار نے اہل
بیدلی دیکھ یہ پیام بھیجا کہ اگر آج کی شب گولہ اندازی موقوف فرمائین
قلعہ تسلیم کر دیا جائیگا شاہزادہ اِس پیام سے خوش دل ہو تو پیچیون کو منع فرما
شب اتفاقاً ابر سیاہ بے موسم گھیر آیا اور اِس قدر برسا کہ تالاب خشک
بھر گیا علی الصباح قلعہ دار نے ہراہیون سے مشورہ کیا سبھون نے عرض
قلعے مین اذوقہ گولہ و بارود کی کچھ کمی نہین اور پانی جو موجب حیات ہی
الٰہی سے موجود اب صلح کرنی کچھ ضرور نہیں لڑ مرنا آبروریزی سے بہتر
ہی سردار نے جب سپاہ کو طالب رزم دیکھا بساط صلح کو اُلٹ گولہ و
زنی پر مستعد ہوا شاہزادے نے جب رنگ معاملہ کا دگرگون دیکھا غضبناک
توپچیون کو حکم دیا کہ چوٹی پر پہاڑ کے توپین چڑھا گولون کے اولے قلعے پر برساو پر
جوانان قوی بازو ہر دو زمورچے آگے بڑھاتے جاتے تھے پر محصورون کے ہاتھون

ہر روز ایک صدمہ عظیم اُنھین پہنچتا تھا وہ مردار دلاور اسی طرح اتھائیس روز تک کارنامہ رستم و اسفندیار کا نمایان کرتا اور فوج دریا موج سے لڑتا رہا آخر کو جب تالاب قلعے کا پھر خشک ہو گیا اور سوائے آبروے مردان جنگی کے پانی کا نشان وہان نرہا پیاس کے مارے طاقت سپاہیون کی طاق ہو گئی تب پھر سب مجبوری سے خواہان امان ہوے لیکن چونکہ کار مدار اسے گذر چکا تھا اور بہت سے بہادران نامی حیدری بھی کام آئے تھے محصورونکے معروضہ نے درجہ اجابت کا نہ پایا اور فوج ظفر موج کو یورش و قتل عام کا حکم صادر ہوا جوانان شیر شکار نے فوراً حصار پر چڑھ آب شمشیر سے اُن جگر سوختگونکو سیراب کیا اور قلعدار کو عزّت و احترام کے ساتھ حضور مین لائے بعد فتح شاہزادہ والاشکوہ اُس ملک مین قلعدار کارگزار و امین کاردان مقرّر کر معہ نقود و اجناس فراوان حضور حیدری مین حاضر ہو سعادت کونین حاصل کی ؛

لشکر کشی کرنا جنریل مرابری کوط بہادر کا مدراس سے بالا گھاٹ پر

جب شاہزادہ ہمایون طالع معہ غنایم موفور بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا جاسوسونکی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ جنریل کوط بہادر جو فنون صف آرائی مین یگانہ زمانہ اور بعد تنظیم و تنسیق ملک بنگالے کے ولایت کو گیا تھا دریغولا پھر وہان سے واسطے کفایت مہم جنگ نواب بہادر کے مامور ہو مدراس مین آکر نواب محمد علی خان کے ساتھ ملاقات کر دو ہزار تفنگچی اور تین سو سوار اُسکے ہمراہ لے معہ خزانہ و ساز و سامان جنگ اب اُسنے نواح مین وکل و یلور کے خیمہ کیا ہی نواب بہادر نے یہہ خبر سن اپنے سواروں کو ہر کروگی مین سیدی ہلال

و غلام علی خان بخشی کے سفارش کے طریق پر رخصت کر خود بدولت بھی
اُنکے آرکاٹ کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر نے نواب بہادر کے
سے پہلے ہی قلعہ کرنگ پالہ کو جو ملازمان حیدری کے تصرّف مین تھا محا
اور صبح ہوتے ہی بہادران لشکر انگریزی نے ہمّت کر ساتھ مدد
و زینے کے اُس قلعے پر چڑھ محافظان حصار کو تہ تیغ کیا قلعہ دار دو ساعت
داد جوانمردی کی دے شہید ہوا جنریل بہادر بعد فتح اذوقہ وغیرہ جو کچھ قلعے
سب اپنے لشکریان منصور پر تقسیم فرما وہان سے کوچ کر سواد اجراوا
خیمہ کیا اور روشن خان دستہ دار واسطے فتح کرنے برموکل گڈھ کے
حیدری سے رخصت ہو باتفاق رستم علی خان فاروقی قلعے کو محاصرہ کیا
یہ خبر پائی کہ بہ سبب قریب پہنچنے لشکر قاہرہ جنریل بہادر کے قلعہ دار کو ا
کلّی بہم پہنچا محاصرے سے ہاتھ اُٹھا اُردوے معلّی کو روانہ ہوا اور جنریل بہ
برموکل گڈھ مین بے مزاحمت و منازعت پہنچ قلعہ دار کو عوض مین اُس جگہ
کے انعام و اکرام سے بہت سرفراز کر اپنے ساتھ لیا اور دوسرے
کو وہان کے قلعہ داری پر مامور فرما وہان سے پھلچری کی طرف کوچ کیا او
تاجر سے اسباب رسد کا بہت سا خرید فرما کوہ مور کی طرف تاخت کر محاذ
کے جا ڈیرا کیا اور واسطے بھیجنے سامان جنگ و آذوقہ کے دریاکی ر
کونسل مدراس کو لکھ بھیجا اِس عرصے مین نواب بہادر نے بھی معہ حشر
مور و ملخ سے زیادہ تھا دو فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کر واسطے دریافت
مکنون ضمیر جنریل بہادر کے چند روز صف آرائی نہ کی جب معلوم ہوا کہ
بہادر جب تک جہاز مدراس سے نہ پہنچے جنگ مین سبقت نہ کریگا نوا
نے میر علی رضا خان کو ساتھ اُس قدر فوج کے جو اُسکے ساتھ متعیّن تھی ا

ہلال کو معہ پانچ ہزار سوار اور غازی خان کو معہ سواران یغماگر واسطے مقابلے جنریل بہادر کے چھوڑ معہ توپخانہ و لشکر محمود بندر کی طرف نہضت فرمایا اور شاہزادہ جوان بخت کو سات ہزار سوار خونخوار اور پانچ ہزار سپاہی جرّار اور پچیس ضرب توپ صاعقہ آشوب کے ساتھ رخصت کیا کہ نواح نتھرنگر و تنجاور مین نیران عناد مشتعل کر جو کچھ تر و خشک نظر آوے سب جلا خاکستر کرے چنانچہ شاہزادے نے پہلے نواح تنجاور مین جو رشک باغ ارم تھا اِس قدر آتش زنی و غارتگری کی کہ آشیان گاہ بوم بنایا؛

نظم

بہر جا کہ طوفان لشکر رسید — تو گوئی کہ صرصر بہ آذر رسید
ازان بوم کندند اشجار و باغ — در و بام شد آشیان گاہ زاغ
ز بس سوختن در تمامی دیار — نماندہ یکی چوب جز چوب دار

بعد قتل و غارت اجناس مغروتہ حضور مین روانہ کروانے واسطے مرمّت کرنے قلعے ترکاتپلی و شاکوتہ کے کارپردازون کو تقیّد فرما نتھرنگر پر تاخت کی اولیاپور و دیارپالے مین تھانہ چھوڑ وہان سے شبانہ کوچ کر ساحل پر رودکاویری و کورڈم کے معابد قدیم کو ھنود کے جو اقرنشہ نفیسہ اور جواہر نادرہ سے پر تھے خالی کیا اور بعد قتل عام اور منہدم کرنے بتخانون کے دونون ندی پار ہو کلی کوتے کی طرف جو حصار سے ترچناپلی کے چھہ میل مشرق کی طرف واقع ہی کوچ کیا ہنوز منزل مقصود کو نہ پہنچا تھا کہ کوکبہ نواب بہادر کا نمایان ہوا سلطان دولت قدم بوس حاصل کر ہرکاب ہوا نواب بہادر نے حدود دین ترچناپلی کے پہنچ سوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُس نواح کے حکم دیا اور اُن یغماگرون نے کوئی دقیقہ نہب و غارت سے فروگذاشت نہ کیا اِس اثنا مین ایک سردار انگریزی

میجر ہال نام جو قلعے سے نکل چھہ سو سپاہیان نوملازم کو قواعد جنگ تعلیم کر
معہ دو ضرب توپ ناخت کر شیلکون سے گرمی بازار غارت گرون کی سرد کر اُ
کے تعاقب مین روانہ ہوا اور وے آہستہ آہستہ چرکل کی طرف
اور سوار معہ توپ خانہ کمین گاہ مین منتظر تھے لگا لیچلے چونکہ میجر ہال حال کمین گا
خبردار نہ تھا لے باکانہ شیلک مارتا آگے چلا جاتا تھا جو نہین قریب کمین گاہ کے
فوج حیدری چارون طرف سے اُسکو نرغے مین لا بندوقون اور توپ
بارھین مارنے لگی سپاہیان نو آموز اکثر کشتہ و زخمی ہوے میجر حال ۔
نقشہ دیکھہ کتنے آدمیون کو مار کر قلعے کی طرف جلد گھوڑا اُٹھایا! اس حالت
نوازنام ایک سوار حیدری نے جھٹ پہنچکر کئی وار شمشیر کے میجر پر کیے گ
صیانت ایزدی نے سپر داری کی کچھ آسیب اُسکو نہ پہنچا اور وہ شبہ
پناہ صحیح و سالم قلعے مین داخل ہوا نواب بہادر بعد فتح سوادچرکل پارھہ میر
اقبال نصب کروا تبردارون کو حکم دیا کہ لکریان مورچے باندھنے کے لا
کرین اور قلعے مین میجر ہال وکرنیل لگسن بہادر و شادی خان تحصیلدار سبا
قدیم و سکنہ شہر کو جمع کر قلعے کی حراست مین مشغول ہوے دو تین رو
عرصے مین لشکریان حیدری اسباب قلعہ کشائی کا مہیا کر ہر ارادہ رکھتے
کہ شب کو قلعے پر ہلّا کرین کہ ناگاہ عرض داشت نواب میر علی رضا خان وغ
نظر سے نواب بہادر کے گذری جسکا مضمون یہہ تھا کہ جنریل کوٹ بہادر
سپاہ و سامان کثیر محمود بندر کی طرف نہضت فرمائی نواب بہادر نے واسطے
جنریل کے اُسطرف کی روانگی کو مقدّم جان معہ توپ خانہ و تمام فوج در
قلعے کے محاصرے سے ہاتھہ اُٹھا کوچ فرمایا جب کئی منزلین طی ہوئین سید ی
بخشی جو مقدّمۃ الجیش تھا سوادباکو رین ساتھہ فوج قاہرہ انگریز بہادر کے دو

اور داد جوانمردی کی دے معہ تین سو جوان جام شہادت پیاتب جنریل بہادر نے بسرعت تمام راہ طی کر محمود بند و بین داخل ہو شب بہ آسایش بسر کر علی الصباح قلعے سلنبر پر یورش فرمایا چونکہ یوسف خان قلعہ دار پاے ثبات قایم کرتیر و تفنگ سے لشکر انگریز بہادر کو جواب دیتا تھا اِس سبب سے جنرل بہادر نے ضایع کرنا بہادرون کا مناسب نجان محمود بند کی طرف پھر مراجعت کی اِس اثنا مین نواب بہادر معہ لشکر و توپ خانہ راہ مین حایل ہو تو دون پر ریگ کے جو ساحل دریا پر واقع تھے توپین چڑھا حکم شیلک کرنے کا دیا اور خود بدولت سائے مین ایک تودے کے کرسی پر بیٹھ بہادرون کو جنگ پر تاکید و تحریض کرنے لگا میر علی رضا خان بہادر کو فرمایا کہ سپاہ انگریزی کی پشت پر تضییق محاصہ سے مین سعی کرے اور شاہزادے کو حکم ہوا کہ موشیر لالی کو معہ فوج و رسالون کو سید حمید و شیخ انصر و شیخ عمرو شجاع الدین کے ہمراہ لیکر جنریل بہادر سے مقابلہ کرے اور اُسطرف سے جنریل بہادر نے بھی اپنی سپاہ کی صفین باندھے ہوئے توپین صاعقہ بار پیش کیے ساحل دریا سے روانہ ہوا جو نہین دونون فوجین مقابل ہو لڑنے لگین صدمے سے توپون کی شیلک اور بندوقون کی باڑھ کے زمین ہلنے اور برق سے بانون کے آنکھین خیرہ ہوئین صبح سے دوپہر تک بازار موت کا گرم رہا یہان تک کہ اُس ریگستان مین سوا ے لاشہ مقتولون اور اجساد مجروحون کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا اِسی حالت مین جب ہرکارون کی زبانی نواب بہادر کے سائے مین تودۂ ریگ کے بیٹھنے کی خبر جنریل بہادر نے سنی معہ اپنی سپاہ اُس طرف چڑھ دوڑا اور دو جہاز جو مدد اس سے کمک کو آدریا مین لنگر ڈالے ہوئے تھے اُن کے گولندازون کو یہ حکم دیا کہ فوج حیدری پر گولون کا مینہہ برساوین اِس اثنا مین میر علی رضا خان بہادر نے دریا کے کنارے

پر لشکر انگریز کے پہنچکر لوٹ پاٹ کا ہاتھ اہاں بنگا
برھاوے کرنا گاہ ایک گولا جو مانند تیر قضا کے بے خطا تھا جہاز سے اُس شجاعہ
پناہ کے بازو پر لگا عنان اختیار ہاتھ سے جاتی رہی پشت زین سے زمین پر گر پڑا اُ
رفیقون نے اُسکو حالت نزع مین ایک پالکی پر ڈال حضور مین لائے نوا
بہادر نے جب پالکی کھولی دیکھا کہ طایر روح میر موصوف کا قفس عنصری سے
اُڑ گیا ہی دل نواب بہادر کا مفارقت سے اُس رفیق قدیم کے نہایت غمگین
اور اُس مرحوم کی نعش کو صندوق مین رکھوا سرینگاپٹن کو روانہ فرمایا چونکہ شاہ ز
تیپو حقیقی بھانجا میر منصور کا تھا اُسکی ساری فوج جنود مین شاہزادے کے مضاف ہو
اور اُسکا سب اسباب معہ گھوڑے ہاتھی وغیرہ شاہزادیکے حوالے کیا گیا اور
مرحوم کے فرزند نواب قمرالدین خان کو نواب بہادر نے خلعت ماتم پرسی کا عط
تربیت کے واسطے اُسکا ہاتھ ہاتھ مین شاہزادے کا سگار کے دیا اور
روز واسطے تیمارداری زخمیون اور آسایش دواب کے جنگ مناسب
نجان نیکناپٹنم کی طرف متوجہ ہو مجروحون کو بحفاظت تمام ارکاٹ کو روانہ کر
پردازونکو حکم دیا کہ جرّاح حاذق واسطے معالجے کے تعیّن کرین اور سیّد صاحب
کو حکم ہوا کہ اپنے دستہ سوارون کے ساتھ معہ کئی ہزار پیادے نواح تنجاو
نتھرنگر کے انتظام کو روانہ ہو جنرل بہادر نے پھلچری کی طرف نہضت
بر موکال گڑھ کی راہ سے فرنگی کوہ مین داخل اور وہان کے محال و پرگنون
بند و بست مین مشغول ہوا نواب بہادر نے کئی روز نواح نیکناپٹنم مین
وشکار کرتے ہوے ترواڈی کی راہ سے منزلین طی کر سوادِ پنڈی مین متّ
ایک باغ کے جو پہاڑ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا لوا اقبال
کیا اُس پہاڑ کے سردار نے ایک جماعت دامن کوہ مین دیکھ اپنی سپا

حکم دیا کہ اُنھون نے پہاڑ پر سے اُتر لشکر حیدری کے سواروں کو جو لکڑی گھاس جمع کرنے کو پہاڑ کی گھاٹیون مین پھر رہے تھے بندوقون کی باڑھ مار کر زخمی کیا اور گھوڑون کو پکڑ لیگئے جب یہ خبر نواب بہادر نے سنی بہادران لشکر شکن کو اُس پہاڑ کی تسخیر کا حکم دیا اور اُس کوہ سے دور ایک میدان وسیع مین خیمے کھڑے کروائے گولنداازون نے توپون کو دامن کوہ مین ایک موقع مناسب پر لگا گولہ زنی سے کوہستانیون کو عاجز کیا اور پیادون نے سنگستان کی پناہ مین بندوقون کی باڑھون سے اُنھین گھبرا دیا اگرچہ اُس طرف سے ایک شخص صوبہ دار عبدالقادر نام نے چھ روز تک جنگ رستمانہ کر بہت سے آدمیون کو زخمی کیا تھا مگر سردار اُس پہاڑ کا جو عشق مین ایک بیوا کے شیدا و مسلوب العقل تھا جب محبوبہ اُسکی متحمل آواز توپون کی نہو سکی ناچار پاس خاطر اُسکے سر اطاعت و تسلیم پیش رکھ اُس مکان کو حوالے کیا اِس اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ جنریل کوظ بہادر قلعے دندا اوسی مین مقیم ہی اور سواران حیدری اطراف و جوانب مین اُسکے تاخت و تاراج کرنے مین دیہات و مواضع کے مشغول اِس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر دندا اوسی کی طرف متوجہ ہوا اور تین چار روز تک انواع تدبیرین قلعہ کشائی کی کین آخر جب صورت فتح کچھ نظر نہ آئی کفایت اور مہام دولت و بندوبست شہر آرکاٹ کا اِس مہم پر مقدم جان موشیر لالی فرانسیس و شیخ انصر و شیخ حمید کو معہ فوج کثیر واسطے محاصرے قلعے کے وہان چھوڑ آرکاٹ کی طرف نہضت فرمائی بعد روانگی نواب بہادر کے اگرچہ موشیز لالی فرانسیس نے قلعہ شکنی مین قصور نہ کیا بلکہ تھوڑی سی دیوار قلعہ کی بھی گولے مار مار گرادی مگر سردار نے قلعے کے جو مرد تجربہ کار تھا ایسی داد جوانمردی کی دی کہ دندان طمع موشیر

لالی کے کند ہو گئے آخر موشیر لالی نے اپنے رفیقون سے بہ مشورہ کیا کہ
مدّت محاصرے کی بہت ممتد ہوئی اور ابتک کوئی کمند نہ بیرکی ذروے تک اس
حصار کے نہ پہنچی اب مناسب یہی ہی کہ اسکو مکر و فریب سے فتح کیا چاہیئے
چنانچہ ایک فرانسیسن کو اپنے ہمراہیون سے جو تحریر و تقریر انگریزی مین مہارت
کلّی رکھتا تھا افسر فوج مقرّر اور کئی ہزار سپاہیون کو بلباس انگریزی آراستہ
کرکٹ پالے کی راہ سے قلعے کی طرف رخصت کیا اُس شخص نے قلعے کے قریب
پہنچکر ایک خط منصبدار لشکر انگریز بہادر کی طرف سے بنام قلعہ دار
کے اِس مضمون کا لکھ بھیجا کہ ہم مدراس سے تمہاری مدد کو متعیّن
و مامور ہو کر فوج تازہ زور و سامان رسد وافر آپہنچے ہمین علی الصّباح قلعے مین
داخل ہونگے قلعہ دار ہوشیار نے خط پڑھکر تو شادمانی و مسرّت ظاہر کی پر جب
نام راقم خط کا دیکھا اُسکو یاد آیا کہ وہ سردار جنریل بہادر کے حکم سے سیکاکول
و گنجام کی طرف واسطے لانے اذوقہ وغیرہ کے روانہ ہوا ہی شک مین پڑ
کہ مبادا موشیر لالی نے فریب کیا ہو اُسنے تمام شب بیقراری مین بسر
علی الصّباح جب آواز توپون کی سنی فی الفور دوربین سے دیکھتا کیا ہی کہ ایک
گروہ سپاہ شاہ راہ کرکٹ پالے کی طرف سے آکر مقابلے مین فوج موشیر لالی کے
صفین آراستہ کین اور دونون طرف سے شیلک بندوقون اور توپون کی ہو۔
لگی مگر سوائے دھوین بارود کے ایک آدمی بھی دونون طرف سے نظر نہ
آتا اِس حال کے دیکھتے ہی گمان نے فریب کے جو موشیر لالی کی طرف سے
دل مین قلعدار کی گذرا تھا درجہ یقین کا پایا جھٹ پٹ برج حصار کی توپو
مین گولے چھرّے بھر کر منتظر وقت رہا بعد ایک ساعت کے وہ سردار قلعے کے
قریب آکر قلعے دار کو یہ پیام بھیجا کہ ہم ساتھ خیریت کے پہنچے اب دروازا

قلعے کا کھول دو کر قلعے مین داخل ہو آرام کرین قلعدار نے جواب بھیجا چونکہ دروازون کو قلعے کے ہم نے بند کر دیا ہی اِس واسطے چاہئے کہ بالفعل تم کنارے پر خندق کے قیام کرو ہم دیوار توڑ کر تمکو قلعے مین بلا لیتے ہین سردار جعلی نے اِس پیام سے جانا کہ افسون اُسکا موثّر و کارگر ہو گیا دل جمعی کے ساتھ گھوڑون کی پشت سے زین اُتروا سپاہیون کو حکم دیا کہ مطمئن ہو کمر کھول ڈالین جب سب کی کمرین کھل گئین قلعہ دار کنگرہ حصار کے پیچھے سے اُن کی گفتگو پر کان لگا جونہین لہجہ کلام کا اُن کے سنا و طرز و وضع کو اُس جماعت کے خلاف طور افواج انگریزی کے دیکھا تو پیچیون کو حکم شلیک کا دیا اُنھون نے حکم پاتے ہی ایسے چھرّے اور گولے مارے کہ سوائے چند آدمی کے اور کوئی اُس مہلک سے بچ کر نہ گیا سب کے سب تھکانے لگے تب قلعدار نے اپنے لوگ قلعے کے باہر بھیج گھوڑے ہتھیار مقتولون کے منگوالئے جب یہ واقع ہایلہ نواب بہادر نے سنا بے تدبیری پر موشیر لالی کے بہت سا آشفتہ ہوا اُسکو معہ اُسکے توابع حضور مین طلب اور دوسرے سواران معتبر اور افسران پرتدبیر کو واسطے محاصرہ کرنے قلعے کے تعین کیا،

ذکر اُن محاربات کا جو شاہزادہ ٹیپو سلطان سے نواح ارنی مین ساتھ افواج قاہرہ انکریز بہادر کے وقوع مین آئے اور اُن واقعات کا جو سنہ کیارہ سو چھیانوّی ہجری مین واقع ہوے

جن دنون جنریل سر ایری کوٹ بہادر نے بعد جنگ محمود بندر کے مدراس کو معاودت فرمائی تھی اور نواب بہادر تسخیر کرنے مین قلعجات متعلّقہ صوبہ

آرکاٹ کے مصروف تھا کرنیل گال بہادر معہ پانچ ہزار سپاہیان ولایتی اور
خزانہ موفور اور تین سو ستر کشتی سامان جنگ اور اذوقہ سے بھری ہوئی بنگا
سے مدراس مین وارد ہوا جنریل بہادر نے ورود سے کرنیل موصوف کے بہت
خوش ہو کر دو مہینے کے بعد معہ فوج دریا موج ترپاتور کی طرف کوچ کیا اور
سیف الملک بہادر خلف نواب محمد علی خان کو بھی ہمراہ لیا جب خبر کوچ جنریل
بہادر کی نواب نامدار کو پہنچی کاویری پاک کی راہ سے کوچ فرمایا لیکن مقابلہ
ہونے سے پہلے ہی جنریل بہادر نے شبا شب سوادسو لنگر مین پہنچکر دیرا کیا
بعد تین روز کے جب موکب حیدری وہان نمایان ہوا علی الصباح جنریل بہادر
مقام فرودگاہ سے سوار ہوا ایک میدان وسیع مین جو لایق جنگ کے تھا پہنچکر
علم اقتدار بلند کیا اور اُس طرف سے خیل خیل سواران حیدری مقابلے کو پہنچے
اور نواب بہادر خود توپخانہ آتش بار پیش کر ورود عساکر انگریز بہادر کے
منتظر رہا اور شاہزادے بلند بخت نے معہ فوج جرّار پشت پر لشکر انگریز بہادر
کے آپڑا اُس روز ایک جنگ سخت جسکو کارنامۂ کینجسر و افراسیاب
کہا چاہیئے واقع ہوئی دونون طرف کے بہادرون نے جان سے ہاتھ دھو دریائے
آتش مین شناوری کی اکثر غریق رحمت ہوے اِس آشوب گاہ مین توپ کے
گولے کی ضرب سے کرنیل اسطوارٹ بہادر کا پاؤن کام سے جاتا رہا اور
سیف الملک بہادر گولے کے صدمے سے خانۂ زین سے جدا ہو زمین پر گرے
اِتنے مین شام نے پردۂ ظلمانی روے آفاق پر تنکایا تب دونون لشکر نے اپنی
اپنی فرودگاہ کو معاودت کی بد دلی نواب سیف الملک کی دیکھ جنریل بہادر
نے اُسکا صحیح سالم پہنچانا نواب محمد علی خان کے پاس اہم جانا چنانچہ
علی الصباح جو نہین سفیدۂ صبح نمودار ہوا وہان سے کوچکر ترپاتور کی طرف چلا

اور سیف الملک کو صحیح و سالم اُسکے باپ کی خدمت مین پہنچا دیا اور خود واسطے اِنتظام دوسری مہمّون کے مدراس کی طرف نہضت فرمائی نواب بہادر نے وہان سے مراجعت فرما حدود کنجی مین جو بہ سبب کثرت اذوقے و ہیمہ وکاہ کے شایستہ حال سپاہ کے تھا قیام کیا اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ چند جہاز فرانسیسی سرکردگی مین سپہسالار موشیر ہوئی کے نواب بہادر کی ملازمت کے لیئے آتے ہین اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ سردار ولندیز بہ سبب فروخت کرنے آلات حرب کے سرکار حیدری مین تجویز سے صاحبان کونسل مدراس کے مواخذہ کیا گیا اور کرنیل منرو بہادر واسطے منہدم کرنے قصر شوکت ولندیز اور فتح کرنے قلعے ناگ پٹن کے متعیّن ہوا اور بعد تلف ہونے ہزارون مردکار آزمودہ کے وہ قلعہ فتح کر مدراس کو گیا تھا سو اُسنے دریفولا وہان سے مراجعت کر کے چار پلٹن سپاہی اور سات ضرب توپ اور سوارون کے ساتھہ سوادکاری گال مین اُترا ہی اِس خبر کو سن نواب بہادر نے شاہزادے بیدار بخت کو واسطے ملاقات کرنے سپہسالار فرانسیس کے رخصت کیا اور یہہ حکم دیا کہ اگر اثنائے راہ مین کرنیل منرو بہادر کی فوج سے مقابلہ ہو جاوے تو مدافعے مین اُسکے مشغول و مصروف ہو جب شاہزادہ بلند بخت معہ فوج اُسطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خبر پہنچی کہ کرنیل موصوف نے جہازات فرانسیس کی خبر آمد آمد سن کر سوادپتالپور مین ساحل پر رود کورڈم کے ایک باغ مین استقامت کر مدد و کرنے مین راہون کے سعی کر رہا ہی شاہزادے نے معہ لشکر جرّار شب کو ایلغار کر باغ مکوتہ مین لشکر کو کرنیل بہادر کے دور سے محاصرہ کیا صبح کے وقت جب کرنیل بہادر نے اِس مقام سے کوچ کا عزم کیا اپنے لشکر کو محاصرے مین دیکھہ جنگ کو آمادہ ہوا دونون لشکر نے

داد جوانمردی کی دی اُس جنگ ہولناک مین لشکر انگریز بہادر سے میجر ساس نام سوار ون کا سردار اور سیّد غفّار صوبہ دار جو ایک مرد نامور تھا اسیر ہوے چونکہ شاہزادہ بلند اقبال کو ملاقات سپہسالار فرانسیس کی اہم مطالب و مقاصد تھی وہان سے جلد کوچ فرما قریب قلعے گوڈ پور کے جا خیمہ کیا اِس اثنا مین سپہسالار فرانسیس لنگر گاہ مین پہنچ انگریز بہادر کے سردار کو جو قلعے کا محافظ تھا پیام خالی کر دینے کا بھیجا سردار مذکور نے لڑنا صلاح وقت نہ دیکھ سب مال اسباب کو جو قلعے مین تھا تعلیقہ کر قلعے کو سپہسالار فرانسیس کے حوالہ کیا اور خود ناگپٹن کو چلا گیا تب سپہسالار فرانسیس نے معہ پانچ ہزار سپاہی فرانسیس جہاز سے اُتر نزدیک قلعے کے خیمہ کیا دوسرے روز شاہزادے کی ملازمت حاصل کر بنائے اتّحاد کو استحکام بخشا شاہزادے بلند اقبال نے اُس سے کہا کہ جلد حضور مین نواب بہادر کے روانہ ہو لیکن اُسنے عذر ماندگی راہ اور بہم پہنچانے چارپائے باردار کا درمیان لایا اور مہلت چاہی تب شاہزادے نے اُسکو اُسی نواح مین چھوڑ اُردوے معلّا کی طرف مراجعت فرما سب حال مفصّل حضور مین ظاہر کیا نواب بہادر نے فوراً ایک پروانہ معہ چار ہزار راس نرگاو واسطے توپ کشی اور چارپائے باربردار روانہ فرما خود بدولت ساتھ جنود نامعدود کے آرکاٹ کا عازم ہوا ہنوز چند میل راہ طی نہ ہوئی تھی کہ خبر پہنچی کہ جنریل کوٹ بہادر معہ سپاہ صحراے ناکلاپور سے گذر کر اے ویلور کا عازم ہی نواب بہادر نے یہ خبر سن سید حمید و شیخ انصر و موشیر لالی کو معہ جمعیّت شایستہ واسطے حفاظت شہر و قلعے آرکاٹ کے رخصت فرمایا اور شاہزادے کیہین عبدالکریم بہادر کو معہ چار ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سپاہی حکم دیا کہ نواح مدراس مین پہنچ کر فتنہ و ہنگامہ مچادے اور راہ رسد و کمک جنریل بہادر کی مسدود کرے اور

شاہزادے مہابن کو حکم ہوا کہ نواح ارنی مین جاتسنجیر قلعہ اور اسنجگام مین تھانون کے مستعد رہے اور خود بدولت بھی اپنے مقام سے حرکت فرما میدان دھوبی گڑھ مین خیمہ کیا اِس عرصے مین جنریل بہادر راے ویلور مین پہنچا ایک مہینے کے عرصے تک زدوبرد کا بازار اِس صورت پر گرم رہا کہ کبھو تو سپاہی جنریل بہادر کے اُن بیلون کو جو لشکر حیدری مین رسد لاتے تھے لوٹ لیجاتے اور اہل بدرقہ کو مجروح کرتے اور کبھو جنود حیدری کے سوار اذوقہ لانے والون پر لشکر جنریل بہادر کے چیرہ دستی کرتے اور رسد کے محافظون کو قتل کر بیلون کو پکڑ لے جاتے تھے بعد ایک مہینے کے جب جنریل بہادر نے اپنے مقام فرودگاہ سے نہضت فرما فریب دھوبی گڑھ کے جا نزول کیا اِس خبر کو سن نواب بہادر لشکر گاہ کو چھوڑ کر ایک رسالہ سوار ان تیز جلو اور توپ خانہ جلدرو کے ایلغار کر مقابلے مین حریف کے پہنچ ایک باغ مین درخت کے تلے کرسی پر بیٹھ ہاتھیون اور توپون اور بان داروں سے ایک سد اپنے آگے باندھکر سوارون کو رخصت جنگ کرنے کی دی جب دونون طرف سے آتش جدال وقتال نے اشتعال پایا جنریل بہادر خود بہ نفس نفیس تردد رستمانہ ظہور مین لا سوار ان لشکر حیدری کو بندوقون کی باڑھ اور توپون کے گولے سے متفرق کر اُس باغ کی طرف متوجہ ہوا اِس اثنا مین محمد علی کمیدان نے جو چند روز سے بہ سبب بدگوئی غماڑون کے عتاب حیدری مین گرا اور رسالہ داری سے معزول ہوا تھا مگر سائے کی طرح نواب بہادر کے پیچھے لگا رہتا اور اُسوقت ایک درخت پر چڑھ تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا جب سبابہ دیکھا کہ جنریل بہادر طوفان آتش سے تروخشک ایکسان جلاتا چلا آتا ہی اور ہاتھیون کی ضمون اور توپون وبان دارون سے بہ سبب اضطراب

سے کچھ نہیں ہو سکتا اور اگرچہ سوار تیغ زنی میں قصور نہیں کرتے مگر قیاس سے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جنریل بہادر آج ہی معاملہ جنگ کو یک سو کیا چاہتا ہی
اور سرداران حیدری ہرچند دست بستہ ہو عرض کرتے ہیں کہ اِس
طوفان بلا کے آگے سے کنارہ ہونا چاہیئے نواب بہادر غایت غضب سے سوائے
تاکید جنگ کے کوئی اور حرف زبان پر نہیں لاتا اور ہواخواہونکی عرض کو مطلقا
نہیں سنتا ہی تب کمیدان شجاعت نشان نے فی الفور درخت سے اُتر سر
نیاز پاے مبارک پر رکھ الحاح وزاری کی یہان تک کہ شعلہ قہر نواب بہادر کا
کچھ منطفی ہوا تب سوار ہوکر ارنی کی جمعیت کو متوجّہ ہوا اور کمیدان تنہا گھوڑے
کو جولان دے ایک نفر طنبور نواز اور ایک علم بردار کو قتل کر نواب بہادر کے
ہمرکاب ہو لیا نواب قدر شناس نے لشکرگاہ مین پہنچ محمد علی کمیدان کو خلعت
فاخرہ و جواہر گران بہا اور خدمت رسالہ داری سابق دستور پر عنایت کر
سرفراز و ممتاز کیا اور جنریل بہادر نے دوسرے روز جنگ گاہ سے کوچ کر سواد
علیاباد مین خیمہ کیا جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی اِس گمان پر کہ جنریل بہادر
بارادہ محال یا تر چناپلی کا قصد رکھتا ہی سوار ارنی سے خیمہ اُٹھا بُگ مار پیشتر کے
متصّل ڈیرا کر یغما گردن کو واسطے تاخت و تاراج کرنے اُس نواح کے
حکم دیا چنانچہ اُنھون نے ایک برگ کاہ بھی اُن موضعون مین باقی نرکھا اور
بہت سے جورو لڑکے رعایا کے اسیر کرلے گئے جنریل بہادر نے وقت
شب مقام گاہ سے کوچ فرما اگلی فوج حیدری پر جو شارع عام پر ارنی کے
تھی شبخون مارا اِس شب نار مین سواران حیدر علی بیگ رسالہ دار نے
ناموس مردی کو نگاہ رکھا اور جنریل بہادر نے بر جناح استعجال ارنی کے
متصّل پہنچ قلعے کو محاصرہ کیا اور سپاہی انگریزی ہلّا کر قلعے کے دروازہ تک باڑھ

مارتے ہوے پہنچے لیکن سیدی امام نام قلعدار نے وہان کے قلعے سے باہر نکل
عراست مین اُسکے ایسا جوہر شجاعت دیکھایا کہ جنریل بہادر نے بھی اُسکی جرأت
دیکھہ آفرین و تحسین کی اور یہہ سوچکر کہ قلعہ نہایت مستحکم ہی اور قلعدار
جان نثانی پر مستعد اور نواب بہادر بھی پاشنہ کوب کمک کو آپہنچیگا واسطے
تسخیر کرنے ایک حصار کے اپنے کام کے مردون کو معرض ہلاکت مین ڈالنا
مناسب نہین لاچار محاصرے سے ہاتھہ اُٹھاوہان سے ڈنڈوسی کوگیا دو روز سپاہیون
کو آرام دے مدراس کو کوچ فرمایا اور نواب بہادر نے نمری کی طرف جہان
سپاہ کو سب طرح کا ذوق و آب و علف کی راہ سے آرام متصوّر تھا نہضت
فرما وہان مقام کیا بعد چند روز کے ہرکارون کی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ تھانہ دار و
فوجدار ترچناپلی و تنجاور کے بحمایت فوج انگریز بہادر رعایا پر دیہات و موضع
کو لُٹباتو رو غیرہ محالات و پرگنات کے دست تعدّی دراز اور آبادی کو
بے چراغ کرتے ہین رائے صواب نما نے فکر آبادی ملک و رعایا کی فرما
شاہزادے بلند بخت کو واسطے تنبیہ اُس جماعہ باغی کے حکم محکم دیا اور چار
ہزار سوار کو ساتھہ سرکردگی چھیلہ رام کے معہ رسالہ سلطان سنگہ واسطے جمع
کرنے رسد و مواشی کے قدغن بلیغ فرمائی اور مہامرزا خان بخشی اور نواب
نورالابصار خان کو حکم دیا تاوے معہ چھہ ہزار سوار روانہ ہو حدود کالستری و
بیگٹ گری و تراج کے ضبط کرنے مین مشغول ہوون اور پروانہ میر مخدوم
علی خان کے نام پرجو ساتھہ ایالت ملک جنوبی پتّن کے ممتاز تھا واسطے
گوشمالی و تنبیہ نائرون کے جو مصدر اذیّت رعایا کے ہوئے تھے جاری ہوا
شاہزادے ظفرمند نے کہ حضور سے واسطے تنبیہ کرنے تھانہ داران
ترچناپلی کے رخصت پائی تھی اثنائے راہ مین جاسوسون کی زبانی سنا کہ

ایک فوج ترچناپلی و تنجاور سے جمع ہو تسخیر کرنے قلعہ نرکات پلی و شاکوٹ
وغیرہ کا عزم رکھتی ہی اور سیّد صاحب نے باوجود اپنی جد و جہد کے
رفیقون کی ناتجربہ کاری کے سبب مکرّر صدمات عظیم اُٹھاتا ہی اور قریب ہی
کہ وے قلعے اولیاے دولت حیدری کے تصرّف سے نکل جائیں اِس خبر کو سنتے ہی
شہبد بزعزیمت کو اُس طرف جولان کر قضاے ناگہان کی مانند وہان جا پہنچا اتفاقاً
شاہزادے کے پہنچنے کے پہلے وہان ایک طرفہ ماجرا وقوع مین آیا کہ ایک
شب نارمین ترچناپلی سے ایک فوج انگریزی نے بہ قصد تسخیر نرکات پلی اور
اُسی رات کو دوسری سپاہ انگریزی نے اُسی ارادہ پر تنجاور کی طرف سے
بلا اطّلاع یک دیگر کوچ کیا اور شبا شب دونون منزل مقصود پر پہنچکر ایک
طرف سے ایک سپاہ نے دوسری طرف دوسری فوج نے قلعے پر ہلّا کیا اور
سیڑھیان لگا دفعۃً قلعے پر چڑھ گئین چونکہ محافظان قلعہ نے قدرت مقابلے کی اپنے مین
نہ دیکھی ایک دریچے کی راہ قلعے سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور اُن دونون فوج
مین سے ایک نے ایک طرف سے باڑھ ماری دوسری فوج نے جانا کہ اہل
قلعہ نے شبلک کی ہی ایکبارگی وہ فوج باڑھ مارتی ہوئی آگے بڑھی غرض کہ
ایک ساعت کے عرصے تک بے تمیز یک دیگر دونون فوجین باہم لڑتی رہین
ہر ایک نے داد بہادری کی دی قریب سات سو بہادر کے دونون فوجون مین سے
تلف ہوئے اِسمین ایک سردار فوج نے ساتھ آواز بلند کے اصطلاح انگریزی مین
اپنی فوج کو کہا کہ دوڑکر سپاہ اعدا پر حملہ کرو جب یہہ کلام سردار نے طرف ثانی
کے سنا اصطلاح انگریزی سمجھا اپنے سپاہیون کو کہا کہ جنگ موقوف ہم دونون
فریق ہواخواہ انگریز کے ہین تب دونون طرف کے سردارون نے باہم مصافحہ
کر اپنی ناتجربہ کاری پر نہایت نادم ہوئے آخر کو جو کچھ ذخیرہ وغیرہ وہان تھا سب

ساتھ لے شاکوٹہ کو چلے گئے دوسرے روز تھانہ دار ان خیدری جو جھین قلعے مین
تھا آکر پہنچے شاہزادہ بہادر وہان آپہنچا اور کیفیت شب کی سن بہت ہنسا
اور قلعے سے تھانہ اُٹھا خالی کر دیا جب پلٹن انگریزی نے قلعہ شاکوٹہ کو محاصرہ کیا
اور کئی شخص سپاہیون کو اُسکے ساتھ اپنے متفق کر اُسپر حملہ کیا شیخ حمید
نے مع قلعہ دار دوسو جوان داد دلاوری کی دے رہا تھا کہ شاہزادہ وہان جا پہنچا اور
بے تامل جنگ شروع کر دی فوج نے راجاؤن کے اور تھانہ دارون نے ترچناپلی کے
اب حملہ نہ لا سکے محاصرے سے اُٹھایا اور پناہ کے لیئے جنگل مین جا گھسے تب شاہزادے نے
شیخ حمید قلعہ دار کو خلعت فاخرہ اور جوڑی کڑے مرصع کی انعام دے سرفرازی بخشی اور
سپاہیونکو اُسکے ایک ایک جوڑی چاندی کے کڑے انعام دی اور جب اُنھون نے
لیے کاٹ مینا کو محاصرہ کیا اُسکے قلعہ ار نے مع بیس مرد جنگی اور کئی عورتون کے
کمر ہمت باندھ سرگین گاو پانی مین گھول بڑے بڑے ظروف مین گرم کر رکھا تھا
جب فوج انگریزی سیڑھی لگا حصار پر چڑھی ایکبارگی سب عورتون نے شور و غوغا
کیا سرگین گرم سپاہیون کے سر پر ڈالا اور پتھر بڑے بڑے جو دیوار
حصار پر چُنے ہوئے تھے اوپر سے اُنپر لڑھایا اور پاسبانون نے بھی اُس فوج کے دفع
کرنے پر مستعد ہو سعی مردانہ کی اور حملہ آورون کو ہزیمت دے قلعے کو بچا رکھا
سبھون کو شاہزادے نے طلائی کڑے اور ایک ہزار روپی نقد انعام
دے آگے کو کوچ فرمایا اثنائے راہ مین یہہ خبر سنی کہ ایک فوج راجاؤن اور
تھانہ داران ترچناپلی کی جو قلعے کڑوڑ کو مستحکم کرارادہ مقابلے کا ساتھ لشکر حیدری
کے رکھتی تھی اتفاقاً اُس جماعت کے ذخیرۂ بارود مین آگ لگ گئی اور
بہت لوگ اُن مین سے جل مرے جو باقی رہے سو رجعت قہقری کر ترچناپلی کو
سدھر گئے شاہزادے نے اِس خبر کو سن اُس گروہ کے تعاقب سے ہاتھ

اُٹھا چند روز اُس مرغزار مین واسطے استراحت لشکر یون کے مقام فرمایا
میر مخدوم علی خان نے بعد ورود پروانے حیدری کے واسطے انتظام ملک
جنوبی دارالامارت سریرنگٹن کے حتی المقدور خون ریزی مین مفسدون کے
او منہدم کرنے مین مکانات وعمارات کے قصور نہ کیا مگر وہان کے لوگون نے
ایک فوج قوی بازو لشکر انگریز بہادر کی جو مدھرا مین قیام رکھتی تھی اپنی کمک
کو منگا لڑنے پر مستعد ہو گئے اور میر مخدوم علی خان کو جو ایک چھوٹے قلعے مین
تھا محاصرہ کر چاہا کہ اسیر کر لین لیکن اُس بہادر نے باوجود اِسکے کہ اُسکا سب
لشکر اطراف مین واسطے تنبیہ کرنے مفسدون کے منتشر تھا بھاگنے کی عار کو
گوارا نہ کر صرف دو سو جوان جو قلعے مین اُسکے ساتھ تھے شیر گرسنہ کے مانند نکل کر
میدان جنگ کو دلاورون کے خون سے لالہ زار بنایا اور بہتون کو ساتھ ضرب
تیغ وسنان کے زمین پر گرایا جب کوئی شخص اُسکے رفیقون سے باقی نہ رہا
تنہا جنگ رستمانہ کر آخر کار بہت سے زخم کاری اُٹھا شہید ہوا'

وارد ہونا کرنیل پریس بہادر کا معہ فوج تازہ زور بنگالے سے
واسطے نکال لینے ملک آرکاٹ کے تصرّف سے حیدریون کے اور
باہم لڑنا دونون فریق کا

جس روز سے جنریل سر ایری کوٹ بہادر نے مدراس کو نہضت فرمائی
فوج انگریز بہادر کی جو جا بجا متعیّن تھی لشکر حیدری کے ساتھ ہمیشہ جنگ و
جدال کرتی رہی اور نواب بہادر خود ملک گرم سیر مین اقامت کر سپاہ رزم خواہ
اکثر ہمرکاب شاہزادے روشن اختر کے اور کدھی دوسرے سردارون کے

ساتھ واسطے انتظام ملک کے اطراف مین بھیجتا تھا چنانچہ کبھو شکر پر انگریز کے سپاہ حیدری چیرہ دستی کرتی اور کبھی فوج حیدری پر فوج انگریزی غالب ہوتی آخرکار راے صاحبان عالیشان نے یہہ اقتضا کیا کہ نکال لینا ملک آرکاٹ کا قبضہ اختیار حیدری سے ساتھ آسانی کے چون متصوّر نہین ہی اِس صورت مین ایک اور سردار پر تدبیر واسطے سرکردگی فوج کے ضرور ہی چنانچہ اِسی لیئے کرنیل پریس بہادر موافق حکم صاحبان کونسل کلکتّے کے معہ فوج قوی بنگالے سے چینا پتّن مین پہنچا چونکہ ناظم حیدرآباد متسلّط ہوجانے سے نواب بہادر کے تمام ملک آرکاٹ پر بہت سا متاسّف تھا اور ایّام گذشتہ مین کہ اُسنے نواب حیدر علی خان بہادر کو لڑنے کے لیئے ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے تحریض و ترغیب کر آرکاٹ کو عزم کیا تھا سو اُسکا منشأ یہہ تھا کہ ناظم مذکور خوب جانتا تھا کہ سواے صاحبان انگریز بہادر کے اُسوقت ایسا اور کوئی نہ تھا کہ تاب ہم پنجگی و مقابلے کی نواب بہادر کے رکھتا ہو اِسی واسطے یہہ چاہا کہ دونون کو آپس مین لڑائے اور آپ آرام سے تماشے دیکھے لیکن جب اُسکے منصوبے نے نتیجہ برعکس دیا اور ملک آرکاٹ کا بھی تصرّف مین نواب بہادر کے آگیا آگے سے زیادہ تر خار رشک اُسکے سینے مین چبھنے لگے تب ایک حیلہ دوسرا واسطے منہدم کرنے قصر شوکت حیدری کے تلاش کرنے لگا اور چون درینولا خبر ورود کرنیل پریس بہادر کی جمع مین ناظم موصوف کے پہنچی تھی بناے آشتی و صلح کی ساتھ صاحبان انگریز کے مستحکم کرنا صلاح وقت دیکھہ موشیر فلیز فرانسیس کو جو قدیم چاکرون سے اُس سرکار کے تھا واسطے پیدا کرنے اتّفاق و دوستداری کے خدمت مین کرنیل بہادر کے روانہ کیا کرنیل بہادر نے سفیران آصف جاہی

کی بہت تعظیم و تواضع سے ملاقات کی اور پیام کو جو اُنھون نے درباب آشتی گزارش کیا سنکر مصالحہ ساتھ آصف جاہ بہادر کے منظور نظر آل اندیش فرمایا چنانچہ بعد دو روز کے عہدنامے طرفین سے لکھے گئے تب کرنیل بہادر تحایف و نفایس اپنی ولایت کے نایظم ممدوح کے لیئے اور خلعتین فاخرہ اُسکے ارکان دولت کے واسطے موشیر فلیز کو حوالے کر ایک مکتوب اِس مضمون کا لکھا کہ آپ اعتبار الدولہ بہادر کو اجازت فرماوین کہ وہ اختتام جنگ تک شریک انگریز بہادر کا رہے چنانچہ موشیر فلیز حیدرآباد کو گیا اور بعد دو مہینے کے اجازت نامہ آصف جاہ بہادر کا پہنچا تب کرنیل بہادر نے اعتبار الدولہ کو پانچ ہزار روپی مشاہرہ ذات اور رسالہ دو ہزار سوار کا اُسکے نام پر مقرر فرما واسطے نگاہداشت کرنے سوارون کے حکم صادر کیا جب بڑی جد وجہد سے کئی ہزار سوار فراہم ہوئے کرنیل بہادر نے معہ توپ خانہ و سوارا ن قدیم وجدید اور پلٹنون کے بڑے طمطراق اور توزک کے ساتھ چیناپٹن سے کوچ کر بارہ روز کے عرصے مین سوادِ ارکاٹ کو مضرب خیام کیا اور نواب بہادر نے شہر ارکاٹ سے نکل فاصلے پر دو کوس کے خیمے اِستادہ کر چار ہزار سوار کو رسالہ خاص مین سے منتخب فرما یہہ حکم دیا کہ گرد لشکر انگریز کے تگ و تاز مین مشغول ہو کر بندوقون کی باڑھ مارتے رہین جب دو تین روز اِس طرح پر بسر اور صاحبان انگریز بہادر کے لشکر مین سے لوگ لکڑی گھاس لانے والے بہت سے مقتول و مجروح ہوے کرنیل صاحب نے ہرکارے تعین فرما مقام فرودگاہ سوارا ن حیدری کا تحقیق کیا اور بعد گذرنے ایک پہر رات کے کپتان ویس نے معہ ایک پلٹن سپاہیان گورہ اور دو پلٹن سپاہیان ہندی حسب الحکم کرنیل بہادر کے روانہ ہو متصل موضع ہاہل کے جہان خواب گاہ سوارون کی تھی پہنچ کر شبخون

مارا ایک ساعت کے عرصے مین جب تک وے اِس اندھیری رات مین گھوڑون پر زین باندھین قریب چار سو جوان مارے پر سے باقی سپاہ نے انگریزی فوج سے مقابلہ کر داد مردی کی دی اور بہتون کو قتل کر طرف اُردوے کلان کے روانہ ہوئے جب صبح ہوئی نواب بہادر نے چار ہزار سوار جرّار تاخت کرنے پر انگریز بہادر کے متعیّن فرمایا چنانچہ سوارا ن مذکور تمام روز فوج انگریزی پر حملہ کر قتل و غارت کرتے اور شام کو اپنے مقام پر پھر جاتے کرنیل بہادر نے پھر ہرکارون کے وسیلے سے اقامت گاہ سوارون کی دریافت کی اور کئی سردار کو چند پلٹنون کے ساتھ نصف شب کو واسطے شبخون مارنے کے روانہ کیا اگرچہ اُس شبخون کے خوف سے پچاس سوار قادر خان کے رسالے سے طلایہ پھر رہے تھے مگر سپاہیان انگریزی نے موافق حکم کرنیل بہادر کے ایسی سرعت سے بارھین مارین کہ کسی کو فرصت ہشیار ہونے اور ہاتھ اُٹھانے کی ندی بہت سے تو غارفنا مین گرے اور جو باقی بچے حضور مین آشبخون کی کیفیت عرض کی نواب بہادر نے اطراف شہر مین جابجا مورچے بندھوا پیادون تیر اندازون اور بان دارون اور توپچیونکی جماعت کو ہر جگہ متعیّن کر یہ حکم دیا کہ سوار کئی دمدمے باندھکر توپین سبک اُسپر چڑھا فوج سے انگریز بہادر کے جنگ کرتے رہین اِس ارشاد کے بعد خود بدولت شہر مین داخل ہوا اور امور کے بندوبست مین مشغول ہوا سوارون نے گرد لشکر انگریز کے تاخت و تاراج کر ایک برگ کاہ بھی صحرا مین باقی نہ چھوڑا سب جلا پھونک صاف اور تالابون کا پانی کاٹ خشک کر دیا تب رسد بند ہو کر اور لکڑی گھاس کی انگریزی لشکر مین تکلیف ہونے لگی اور اُسی وضع پر عرصہ ایک سال کا منقضی ہوا

آنا جنریل سر ایری کوٹ بہادر کا اور استحکام پانا
بنائے صلح کا نواب حیدر علی خان بہادر کے ساتھ

جب عرصہ ایک سال کا اسی طرح گذرا آخر نہایت بے آبی اور عدم اذوقہ سے سپاہ رزم خواہ انگریز بہادر کی نہایت متاذی و تنگ ہونے لگی تب جنریل کوٹ بہادر ارادے پر ختم کرنے اس جنگ کے مدراس سے کوچ کر لشکر مین کرنیل پریس بہادر کے داخل ہو سر نوسے نائرہ رزم کو التہاب دے ایسی جنگ کی جسکو ناسخ کارنامہ رستم واسفندیار کہا چاہیئے مگر چونکہ فوج حیدری بے شمار تھی اور راہ رسد پہنچنے کی کسی طرح کھل نہ سکتی تھی جنریل بہادر نے آخر کار لاچار ہو چیناپٹن کی راہ لی اور نواب بہادر بھی محافظ معتبر قلعے ارکاٹ مین چھوڑ عقب فوج انگریز کے قتل و غارت کرتے ہوئے روانہ ہوا جنریل بہادر جلد معہ باقی ماندگان افتان وخیزان قلعے مین پہنچ برج و بارہ مستحکم کر قلعہ بند ہوا نواب بہادر نے آبادی مین لنگم پاک کے علم شجاعت بلند فرما ہر روز تاخت کر گورنر کے باغ تک آنا اور واسطے فتح کرنے قلعے کے بہت سی تدبیرین کرنا پر چونکہ حصار چیناپٹن کا نہایت بلند و مستحکم ہی کچھ مفید نہوا گولے توپ کے مینہ کے مانند برسانے مگر کچھ صدمہ قلعے کو نہ پہنچا سکتے تھے اور ہر روز قلعے کی توپون کی ضرب سے بڑی اذیت سواران حیدری کو پہنچتی تھی اس اثنا مین نواب بہادر نے اس خیال سے کہ اگر شہر چیناپٹن ہاتھ آوے تو مورچے قلعے کے محاذی قایم ہو سکتے ہین اور وہان سے اگر گولہ زنی عمل مین آوے تو صدمہ کلی قلعے کے رہنے والون کو پہنچ سکتا ہی شہر پناہ کی دیوار پر زدوضرب گولون کی شروع کر دی لیکن اس تدبیر نے بھی کچھ فایدہ نہ بخشا اس لیے

کہ جنریل بہادر نے ساتھ اقتضاے عقل دوربین کے مکنون خاطر حیدری معلوم کر کئی جہاز جنگی میانا پور سے منگا اُنھین حکم کیا کہ قلعے کے مقابل شہر پر مشرف لنگر ڈالین چنانچہ جسوقت کہ فوج حیدری واسطے تسخیر کرنے شہر کے گھوڑون کو جولان مین لاتی تھی جہازون اور برجون کی توپون کے گولون کی شدّت ضرب سے کوئی عقدہ کار کھل نکلتا تھا جب پندرہ روز کا عرصہ اِسی حالت مین بسر ہوا تب جنریل بہادر نے مآل اندیشی کی راہ سے تامّل فرمایا کہ اگر یہہ جنگ طول کھینچی تو قتل و غارت کے سبب جو سواران حیدری نے ملک مین توابع آرکاٹ کے دور و دراز مچارکھی ہی ایک برگ کاہ زمین پر باقی نہ رہیگا اور ترک تاز سے لشکر حیدری کے رعیّت تباہ ہو جائیگی اِس صورت مین اگر نواب بہادر سلسلہ صلح کا محرّک ہو تو خیریت طرفین کی متصوّر ہی لیکن چون سپہسالاری کی حمیّت لمجاجت و حماجت کی عار نہین اُٹھا سکتی تھی اِس سبب جنریل بہادر اپنی طرف سے پیام صلح کا بھیجنا یا اِس بات مین تحریک کرنا منافی آئین ریاست کے جانتا تھا اور لب کو ساتھ اظہار اِس حرف کے آشنا نہ فرمانا مگر بدل خواہان صلح تھا یہان تک کہ بعد ایک ہفتے کے دریاے رحمت آلہی ضعیفون اور غریبون کے حال پر اِس ملک کے جوش مین آیا یعنے ایک شب نواب بہادر نے اپنے دیوان پورنیا کو جسکی راے صایب اور تدبیر درست تھی خلوت مین بلا مشورت کی اور فرمایا کہ یہہ لڑائی مرھٹون کے ساتھ نہین ہی جنکو بھاگنے سے عار و شرم نہین اب صاحبان انگریز سے کام ہی اور یہ لوگ سب ایک دل و ایک زبان و صاحب توپخانہ آتش فشان ہمین فتح یاب ہونا ایسے لوگون پر جو ایسی فوج جرّار اور ایسا توپخانہ آتش بار رکھتے ہمین امر دشوار ہی کیونکہ ہر پلٹن اِن کی حکم ایک قلعہ کا رکھتی ہی اور اُنکی راہ رسد و آلات حرب کی جو سرمایہ اطمینان فوج کا ہی کسیطرح بند نہین ہو سکتی اِس لیے کہ انسداد

راہ دریا ممکن نہیں اور اگرچہ تین سال کے عرصے سے ملک آرکاٹ ہمارے
تصرّف مین آیا ہی اور محاصل اُسکا صرف مین اولیاے دولت کے آتا ہی اور
خراج ملک بالا گھاٹ کا موجب توفیر خزانہ کا ہی مگر انتفاع مالی مضرّت جانی کے
ساتھ برابر نہین ہو سکتا ان سب وجہون پر نظر کر خاطر خیر طالب خوا ہان صلح کی ہی
اور چونکہ عہد و میثاق انگریز کا ثبات رکھتا ہی یقین ہی کہ صلح و دوستی اُنکی مورث
فواید کثیر کی ہوگی مگر غیرت مردی واسطے تحریک کرنے سلسلے صلح کے رخصت
نہین دیتی اِس بات مین جو کچھ راے صواب نما تمہاری ہو عرض کرو دیوان
موصوف نے جب طبع کو نواب بہادر کے صلح پر مائل دیکھا زمین ادب چوم عرض
کیا کہ سنواس راو نام ایک شخص جو اِس فدوی کے ساتھ قرابت
رکھتا ہی بالفعل عہدہ پر مسٹر جمی کے حضور مین جنریل بہادر کے حاضر رہتا ہی
اکثر معروضات اُسکے دربارہ دولت خواہی درجہ اجابت کا پاتے ہین اگر حکم
ہو تو فدوی اُسکے ساتھ اِس طور پر جس سے اصلا صلح کے پیام کی بو حضور
کی طرف سے نہ آئے سلسلہ جنبان مدّعا ہوا اور جب نام بردہ جنریل بہادر کی رضامندی
حاصل کرلے تب جو کچھ مقتضا مصلحت مالی وملکی کا ہو عمل مین آوے گا نواب بہادر نے
یہ بات سن اُسے اجازت بخشی دیوان مذکور خیمے مین آسدا شیو راو برہمن کو جو اُسکا
کفو اور ساتھ حلیہ علم فراست کے آراستہ اور فنون سفارت سے پیراستہ
تھا لباس جوگیون کا پہنا اور تمام صلاح و صوابدید پر اُسے آگاہ کر طرف لشکر
انگریز بہادر کے رخصت کیا وہ مرد درویش صورت سنواس راو کے
خیمہ مین جا طالب ملاقات کا ہوا اور مذکور نے جو ازبسکہ فقیر دوست تھا نہایت
تپاک سے اُسکو بلایا اور بہت سی اُسکی تعظیم کی اور پوچھا جوگی صاحب
آپ کا آنا کہان سے ہوا اور کہان کا قصد ہی جوگی نے جواب دیا کہ بابا فقیر

سیّاح ہی خلق سے بیزار اور خالق ہی سے سروکار رکھتا ہی با لفعل لشکر
مین نواب بہادر کے پورنیا دیوان کے ڈیرے مین تھا اور بہ سبب اِسکے کہ
اُس عزیز و افر تمیز کو حق جو و فقیر دوست پایا کئی روز وہان رہ گیا اب اُسکی
الفت تو اُدھر دوسرے ملک کی سیر کا ارادہ رکھتا ہون سنواس راو نے
جب نام دیوان کا سنا پوچھا کہ باباصاحب کچھ حیدری لشکر کا حال جو زبانی
دیوان کے سنا ہو بیان کرو جوگی نے کہا کہ مین دنیادار نہین ہون جو حال صلح
و جنگ کا سردارون کے پوچھون مگر اتنا سنا ہی کہ مرضی نواب بہادر کی یہہی
کہ تمام مال و خزانے کو صرف کیجئے پر جنگ کرنے سے انگریزون کے ہاتھ
نہ اُٹھائیے مگر دیوان کی جو ایک خدا ترس اور موم دل آدمی ہی کمال خواہش
یہی ہی کہ کسی طرح مصالحہ آپس مین ہو جاے چونکہ تین سال سے سب لوگ
لشکر کے گھربار سے دور بیگانے ملک مین پڑے ہوئے ہین اور خون ریزی خلایق کی
دونون طرف سے عمل آتی ہی اگرچہ نواب بہادر دیوان کے مفروضات کو
رد نہین فرماتا اور گوشہ خاطر مین جگہہ دیتا ہی لیکن جب تک کوئی صاحبان انگریز
کی طرف سے اِس سلسلہ کا محرّک نہو دیوان بیچارہ کس وسیلے سے
آتش قہر حیدری کو اشتعال سے باز رکھے سنواس راو نے یہہ خبر سن
فی الفور حضور مین طام گرام صاحب کے جا حقیقت حال کو عرض کیا صاحب مذکور
نے خدمت مین جنریل کوٹ بہادر کے تمام سرگذشت بیان کی جنریل بہادر نے
واسطے رفاہیت خلق اللہ کے صلح کو لڑائی پر مرجّح جان اِس بات مین کوشاں کر
فرمایا کہ سنواس راو پرنیا دیوان کے پاس جا کر بناے صلح مستحکم کرے چنانچہ
دوسرے روز سنواس راو نے اُس فقیر کو بڑی منّت و خوشامد سے خبر
دینے کے لئے اپنی روانگی کی پورنیا دیوان کے پاس روانہ کیا خود بھی ایک

پلٹن سپاہی کوچ کیا جب یہہ خبر نواب بہادر کے مسمع مبارک مین پہنچی حکم دیا کہ کشن راؤ پیشکار دیوانی اور یار علی بیگ داروغہ داغ تصبیحہ استقبال کو سنواس راؤ کے جاوین اور ایک خیمہ خاص واسطے راؤ مذکور کے کھڑا کیا جاوے جب دیڑھ پہر دن چڑھا سنواس راؤ لشکرگاہ حیدری مین داخل ہو دیوان کے خیمے کے دروازے پر پہنچا دیوان کاردان استقبال کرا سکو اپنے خیمے مین لیجا دو پہر تک باہم مشورہ کرشبکو اُسے نواب بہادر کے حضور مین لیگیا نواب بہادر نے خیریت جنریل بہادر کی پوچھ وجہ آنے کی استفسار فرمایا راو مذکور نے کمال چرب زبانی اور شیرین بیانی سے عرض کیا کہ راے عالم آرا پر جناب عالی کے خوب روشن ہی کہ دنیاے فانی ایسی متاع نہین کہ کوئی شخص اُسکے واسطے کسیکے ساتھ اپنی دو روزہ عمر عزیز کو نزاع و پرخاش مین تلف کرے جسکو ایزد تعالی نے اپنے بندون سے افسر سروری کا عطا کر سرفراز و ممتاز کیا اور زمام مہام خلق کی جو امانت الٰہی ہمین اُسکے ہاتھ مین دیا ہی اُسکی ہمت والا نہمت پر لازم ہی کہ خداے تعالی کی نعمتون کی قدر جانکر خلق کو اُسکے اپنے سایہ عاطفت مین پرورش کرے اور کینے کی بیخ سینے سے اُکھاڑ اُس مین دوستی و موافقت کے نہال بنھادے الحمدللہ والمنہ کہ طبع مقدس باقتضاے حق جوئی و حق پرستی اس طرف مائل اور آسایش خلایق و خوشنودی خالق پر اُسکو توجہ کامل ہی اسی طرح ذات فیض سمات جنریل بہادر کی بھی باوجود مہیا ہونے ساز و سامان جنگ کے مصروف اسی امر ہی کہ بندگان خدا جو کئی برس سے کشاکش قتل و غارت مین گرفتار ہین بلا اور آفت سے نجات پاوین اور اگرچہ ایزد جہان آفرین نے اس قوم کو بر و بحر پر حکومت بخشی ہی تو بھی حتی الوسع والامکان ایک جونتی کی اذیت کے روادار نہین ہوتے اور

چونکہ بہ سبب امتداد ایام جنگ کے سب لشکری آزردہ و تنگ ہین اور جنریل صاحب کو عارضہ صعب لاحق ہوا ہی اگرچہ ہنوز جان فشانی مین امور کمپنی کے حاضر و مستعد ہین مگر واسطے رفاہیت خلق اللہ کے اِس ہرج مرج لازمہ جنگ و جدال سے جسکے سبب ایک عالم کا گھر بار برباد ہو گیا اور ہوتا ہی بہت سے پریشان خاطر رہتے ہین اِس لیئے بندے کو حضور مین بھیجا ہی کہ اگر یہہ آگ جنگ و جدال کی جو ہر روز مشتعل و بلند ہوتی جاتی اور گھر بار کو جمہور خلایق کے بیچراغ کرتی و جلاتی ہی مطفی ہو تو نہایت اولی اور انسب ہی نواب بہادر نے سنواس راو کی عرض سن فرمایا کہ فی الواقع نتیجہ اِس حرب و قتال کا سوائے رنج و اذیت خلق اللہ کے کچھ اور نہین خصوصاً اِن دنون کہ مزاج جنریل صاحب کا علیل اور بار لشکر کشی کا اُن پر بہت ثقیل ہی اور یہہ بات کمال ہمت و جوانمردی پر جنریل صاحب کے دلیل ہی کہ محض واسطے آسودگی خلق خدا کے صلح و آشتی کی استدعا اُنھون نے ہم سے کی خیر مضایقہ نہین مگر بارہ لاکھ ہون واسطے اخراجات لابدّی لشکر کے ہم کو مطلوب ہین اور بالا گھاٹ سے خزانہ پہنچنے کو عرصہ دراز کھینچیگا اگر جنریل بہادر زر مذکور بھیج دین تو ہم کو یہان سے کوچ کرنے مین کچھ عذر نہین ہی اور درصورتے کہ زر نقد بہ سبب اخراجات اِس مُہم کے کمپنی بہادر کی طرف سے بالفعل سر انجام نہو سکے تو وے تعلّقے بارامحال کے جو ہمارے ملک کے متّصل ہون اور خراج اُنکا مساوی اُس مبلغ زر کے ہو جسپر صلح قرار پاوے ادا ہونے تک زر مذکور کے رہن کے طور پر تصرّف مین کارپردازان حیدری کے چھوڑ دین سنواس راو نے اِس نوید کو سن خوش ہو حضور مین جنریل صاحب کے گیا اور جو کچھ نواب بہادر نے فرمایا تھا عرض کیا جنریل صاحب نے فوراً سب شرایط صلح کی قبول کرلین اور

اِس بات مین ردوقدح مناسب نہ جان عہد نامہ صلح کا اور سندواگذاشت
اُن تعلّقات کی لکھ سنوا اس راو کے حوالہ کر فرمایا کہ نواب بہادر سے عرض
کرنا کہ تمام ملک کرناٹک تین سال سے تصرّف مین سرکار نواب بہادر کے
ہی اور ایک دام و درم اِس عرصے مین اُس سے خزانہ سرکار کنپنی مین داخل
نہین ہوا اور بہ سبب اخراجات اِس مُہم کے لاکھون روپی کی قرضداری ہو گئی
ہی اور اِسی جہت سے انجام کرنا زر نقد نا ممکن ہی آپ عوض مین
زر نقد کے تعلّقات مسطورہ کو اپنے تصرّف مین رکھین اور شہر آرکاٹ
اور قلعون کو ملک پائین گھاٹ کے جو تصرّف مین سرکار حیدری کے
ہین چھوڑ دین سنوا اس راو نے جنریل بہادر سے یہ باتین سن
نواب بہادر کی خدمت مین آکاغذات عہد نامہ وغیرہ کو حضور مین گذرانا
نواب بہادر نے واسطے استرضاے خاطر جنرل بہادر کے قول قرار
مسطور پر معہ حصّہ دار مجلس صلح کی نیّت پر فاتحہ پڑھ ہاتھ شمشیر سے اُٹھالیا خدمتگاران
عہد دار سپر و شمشیر حضور سے اُٹھا سلاح خانے مین لے گئے اُسی وقت تمام لشکر
مین اشتہار دیا گیا کہ درمیان قوم انگریز اور سرکار حیدری کے صلح ہو گئی ہر گز
کوئی شخص اِس طرف سے فوج انگریز بہادر پر قصد نہ کرے اگر اُسطرف
سے کوئی قصد کرے تو اُسکو حضور عالی مین حاضر کرین پھر نواب بہادر
نے اپنی طرف سے بھی ایک عہد نامہ لکھوا ساتھ مہر خاص کے مزیّن
کر خلعتین فاخرہ اور جواہر بیش قیمت اور دو راس اسپ عربی بازین
مرصّع اور تحایف نادر جنریل صاحب اور دوسرے سردارون کے لئے
حوالہ سنوا اس راو کے فرمایا اور راو مذکور کو خلعت خاص جواہر گران بہا
ایک راس اسپ بازین مطلّا ایک ہاتھی معہ عماری نقرہ عطا کر رخصت کیا دوسرے

روزرا و مذکور نے جنریل صاحب کی طرف سے ایک مکتوب محبّت اسلوب معہ تحایف لایقہ جو تخمیناً پچاس ہزار روپی سے زیادہ قیمت کے تھے حضور مین نواب بہادر کے پہنچایا بعد اسکے طرفین سے مکرّر رسم اتحاف و تحریر اتحّاد نامہ متضمّن استحکام مبانی صلح کی عمل مین آئی بعد ازان نواب بہادر نے عرصے مین دو روز کے تمام اسباب سرکار حیدری قلعہ آرکاٹ سے نکال قلعہ کو معہ شہر معتمد ان سرکار کمپنی بہادر کو سپرد کر مظفّر و منصور شہر سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جا خیمہ کیا پھر وہان سے نواح بارامحال کی طرف روانہ ہوا اور تعلّقات مندرجہ صدر مین دخل کر تربیت علی خان کو واسطے انتظام کے سرفراز کیا اور سب اپنے تھانے قلعون سے ملک پائین گھات کے اُٹھا دئے مین گماشتگان سرکار کمپنی بہادر کے چھوڑ خود بعد منقضی ہونے تین برس کے بالا گھات کو مراجعت کیا ؛

اُٹھنا غبار فتنہ و فساد کا درمیان سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر اور فرانسیسون کے اور نہضت کرنا نواب بہادر کا واسطے اعانت گورنر پھلچری کے ؛

آرائے صواب انتما پر جو بندگان اخبار کے پوشیدہ نہ رہے کہ جب صاحبان انگریز کو ملک بنگالے پر تسّلط کلّی حاصل ہوا اور اُنھون نے باقتضاے اولوالعزمی تسخیر کرنے پر تمام ہندوستان کے خیال باندھا تب درمیان صاحبان کمپنی انگریز بہادر اور کارپردازان بادشاہ فرانسیس کے واسطے محصول سایرات متعلّقہ ملک بنگالے کے نزاع واقع ہوئی چنانچہ گورنر نے بنگالے کے برحسب ایماے ولایت فرانسیس کی سب کوتھیون کو جو ملک بنگالے مین تھین ایک ہی روز مین ضبط کرا کے

مکانون کو ڈھا دیا اور موشیر شانور گورنر کو فراشہ آنگے کے جو خشکی کی راہ سے اپنی ولایت کا عازم ہو میدنی پور تک پہنچا تھا مقید کر لیا اور اُسیطرح گورنر نے مدراس کے کوتھی پھلچری کو جو ملک فرانسیس کی تھی اپنے قبض وتصرّف مین لا تو بین اور سب سامان حرب وغیرہ اُسکا ضبط کر برج و بارہ کو اُسکے مسمار کر ڈالا گورنر فرانسیس لاچار ہو پھلچری سے بھاگ کو ڈیال بندر مین جو ممالک محروسہ سے مین نواب بہادر کے داخل تھا جا پناہ لی اور ایک عریضہ حضور مین نواب بہادر کے بھیج داد فریاد انگریزون کے ہاتھ سے مچائی نواب بہادر نے اُسکی بیکسی پر رحم کر ایک پروانہ بنام فوجداران بندر مذکور ساتھ اِس مضمون کے روانہ فرمایا کہ تم سب گورنر فرانسیس کو ساتھ دلجوئی و حرمت کے وہان رکھو متعاقب ایک فوج قوی واسطے مدد مشارٌ الیہ کے حضور سے پہنچتی ہی اور ایک خط اِس مضمون کا گورنر کو مدراس کے روانہ فرمایا کہ کوتھی فرانسیس کی بیشتر تسلّط پانے صاحبان انگریز بہادر کے ملک بنگالے پر پھلچری مین تھی اور اگرچہ تائید ربّانی سے بالفعل شوکت وحشمت انگریز بہادر کی تمام حکّام جزائر سے بلند تر ہو گئی ہی اور سب حاکم بنگالے و پائین گھات وغیرہ کمپنی بہادر کے مطیع ہو گئے ہین مگر اپنے ہم مذہبون کو جو ولایت مین ساتھ آپ کے قرب جوار رکھتے ہین اس طرح ایکبار پایہ اعتبار و عزّت سے گرا دینا مناسب نہین اِس دوستدار کو ہمیشہ یہہ ملحوظ رہتا ہی کہ اِس صلح مین جو تازہ ساتھ سرکار کمپنی انگریز بہادر کے قرار پائی ہی کسی طرح خلل راہ نپاوے اِسواسطے چشم داشت سرکار کمپنی سے یہہ ہی (چونکہ گورنر پھلچری پناہ مین اِس دولت خداداد کے آیا اور بیے اعتنائی مہمان سے کسی مذہب مین روا نہین) کہ کوتھی پھلچری مع اسباب جسکی فرد تعلیقہ اِس محبّت نامہ مین ملفوف ہی گورنر فرانسیس کو پھیر دی جاوے

ہین تو مخلص اُسکی اعانت کرنے سے پہلو تہی نکر یگا گورنر مدراس نے جواب مین اُسکے لکھا کہ ہم تابع حکم ولایت کے ہین ہم خود یہہ امر عمل مین نہین لائے ہین اب جو آپ کو پاس خاطر گورنر فرانسیس کا منظور ہی یہہ حقیقت ہم ولایت کو لکھتے ہین اگر حکم پھیر دینے کا پہنچا تو فی الفور کوتھی پھلچری بلکہ سب کوتھیان بنگالے کی گورنر فرانسیس کو دے سکتے ہین مگر مقدمہ نزاع انگریز اور فرانسیس کا آپ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا ہی دوسرے کے قضیے مین دخل کرنا آپ کو مناسب نہین جب یہہ خط گورنر مدراس کا نواب بہادر کے ملاحظے مین گذرا آتش اُسکے غضب کی بھڑک اُتھی فی الفور پروانے سرداران فوج کے نام پر جو کوریال بندر مین متعیّن تھے اِس مضمون کے لکھے گیئے کہ تم سب گورنر فرانسیس کو ساتھ لیکر پھلچری پر تاخت کرو اور ہم بھی مدراس کو عازم ہوتے ہین اور جب تک معاملہ فرانسیس کا موافق خواہش کے سرانجام نہو ہم صاحبان انگریز کے ساتھ لڑنے سے ہاتھ کوتاہ نہ کرینگے غرّہ ماہ ذیقعدہ سنہ گیارہ سو چھانوے کو رایت حیدری ملک پائین گھاٹ کی طرف بلند کیا گیا بارہ روز تک کوریال بندر سے خبر پہنچنے کی انتظار مین وہان مقام رہا جب وہان سے خبر آئی کہ فوج سرکاری معہ گورنر فرانسیس وہان سے کوچ کرگئی دوسرے روز نواب بہادر نے معہ فوج جو قطرات باران سے بھی زیادہ تھی ہمراہ لے کوچ فرمایا گورنر مدراس نے جون ہین فوج حیدری کے کوچ کی خبر سنی احتیاط کی راہ سے کشن گری کی طرف کی سب راہون کو ایسا استحکام دیا کہ گذرنا اُس راہ سے بے تلف کرنے ہزارہا مرد کے ممکن نہ تھا اِسلیئے نواب بہادر کوچی کی طرف پھرا جب متّصل بالا گھاٹ چری کے پہنچا فوج کوریال بندر کی بھی معہ گورنر پھلچری وہان آپہنچی دوسرے روز نواب بہادر نے چھہ ہزار سوار عزّار کو حکم

دیا کہ ممالک کو رام راجہ اور دوسرے راجاؤن کے جو سرکار کمپنی انگریز بہادر سے توسّل رکھتے ہین نہب وغارت کرین اور گورنر فرانسیس و موشیر لالی کو جو معہ دو ہزار گورہ اور چھہ ہزار سپاہی مدّت سے سرکار حیدری مین نوکر تھا حکم ہوا کہ کوڑیال بندرا و ردوسرے بندرون کی طرف جو متعلّق ملک حیدری کے ہین جلد جاکر جس قدر جہاز کرایہ کے بہم پہنچین اذوقے اور سلاح جنگ سے بھر بھلیجری مین پہنچین اور لشکر نصرت اثر متعاقب پہنچیگا چنانچہ وے حضور سے رخصت ہو سات جہاز بڑے اور چھہ چھوٹے کرایہ لے اسباب جنگ اُن پر بار کرمحاذی قلعہ بھلیجری کے پہنچکر لنگر ڈال نشان حیدری بلند کیا اور جنگ توپ و تفنگ کی شروع کردی صاحبان انگریز نے اگرچہ جنگ کرنے مین قصور نہ کیا لیکن جب نواب بہادر ایلغار کر وہان پہنچا اور چارون طرف سے مورچے و دمدمے باندھ مارے گولون کے فرصت دم مارنے کی ندی اُنھون نے ناحق اپنی جانون کو تلف کرنا مناسب نجان نشان فرانسیس جو صلح کی علامت تھی برج پر قلعے کے بلند کیا موشیر لالی نے اِس نشان کو دیکھ توپون کی شلیک موقوف کرگورنر فرانسیس کو معہ چند آدمی ایک غراب پر بیٹھا قلعہ کو بھیجا صاحبان انگریز معہ سپاہیان استقبال کرگورنر کو بڑے احترام سے قلعہ مین لے گئے اور مال و اسباب مطابق فرد تعلیقے کے کارپردازان فرانسیس کو سپرد کردیا دوسرے روز صاحبان انگریز معہ سپاہیان گورنر فرانسیس سے رخصت ہو مدراس کو روانہ ہوئے تب نواب بہادر نے مظفّر و منصور اپنے مستقر حکومت کو معاودت فرمائی اور ٹیپو سلطان کو واسطے تنبیہ راجہ کورگ کے معہ فوج قوی تعین کیا؛

روایات کتاب فتوحات حیدری کی تمام ہوین

اتفاق کرنا جماعہ مرہٹہ کا نواب نظام علی خان کے ساتھہ اور کمک
چاہنا انگریزون سے اور لشکر کشي کرنا اُنھونکا بہٹنیت مجموعی
ملک میسور پرا ور متحصّن ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ
سریرنگپٹن مین اور پھر چانا مرہٹہ کے لشکر کا بعد وصول تھوڑے
زر کے اور آشتی کرنا نواب نظام علی خان کا نواب حیدر علی خانسے
اور چڑھائي کرنا دونون سردارون کا بالاتّفاق صاحبان انگریزبہادر پر

سال سنہ ۱۷۶۶ ع مین راے میسور چک کرشنا راجہ جو سات برس سے اپنی
دولت سرا مین محبوس تھا قید تن خاکی سے مخلصی پائی جب اُسکے وفات کی خبر
نواب بہادر نے سنی حکم دیا کہ رسوم اُسکے جنازے کے بخطور پر معمول
خاندان راجگان میسور کا ہی نہایت تکلّف و تعظیم کے ساتھہ بجالاے جاوین
اور برآبیتا راجہ متوفّا کا جسکا نام نندو راج ہی بہت سی شان و شوکت کے
ساتھہ موافق دستور مسند راجگی پر بٹھایا جاوے نندو راج نے پانچ سال کے
بعد اِس جہان فانی سے رحلت کی اور اُسکی جگہہ اُسکا چھوتا بھائی سیام
راج نام نواب بہادر کے استصواب سے بدستور معمول گدّی پر بیٹھا عال
ریاست میسور کا اِسیطرح پر رہا یہان تک کہ سنہ ۱۷۶۷ ع مین جماعہ مرہٹہ اور
نظام علی خان نے باہم بدسگالی پر نواب بہادر کے متّفق ہو میسور پر لشکر کشی
کی نظام علی خان خود سپہسالار اپنے لشکر کا اور نواب بسالت جنگ
اُسکا بھائی بھی اُسکے ہمراہ تھا اور فوج انگریز کی واسطے استمداد کے مدراس
سے بلائی گئی تھی الغرض سب فوجون نے متّفق ہو دارالملک سریرنگپٹن پر
چڑھائی کی نواب حیدر علی خان بہادر سب غلّہ اطراف شہر سے اپنے قابو مین لا

باقی اذوقے وعلوفے کو جو جوار وحوالی شہر مین رہا تلف کرا اپنی سب جمعیت سپاہ ساتھ لے ایک مقام مین جو نہایت حصین و متین کنارے پر رود کاویری کے تھا متحصّن ہوا اور گرداگرد اپنے لشکر کے ایک خندق کھد مورچے توپون کے باندھ اطراف وجوانب اُسکے پشتے استوار کئے کہ افواج متّفقہ کا گذر وہان دشوار تھا بعد چند روز کے جو جنگ خفیف مین بسر ہوئے آخر مرہٹے کچھ زر نقد دستیاب کر پھر گئے اور نظام علی خان نے بعد تحیّر اور تفکّر کے لاچار ہو یہ عہد و پیمان حیدر علی خان کے ساتھ کیا کہ باہم متّفق ہو قوم انگریز کا مملکت چیناپٹن سے استیصال کرین ہنوز اِس مشورے نے صورت استحکام کی نہین پکڑی تھی کہ سرگروہ فشون انگریزی نے قرینون سے اِس راز پر آگاہ ہو اجازت پھر جانے کی لی چنانچہ وہ راہ بنگلور سے صحیح وسالم حدود مملکت انگریزی مین پہنچ خبر منصوبہ لشکر کشی کی جو درمیان دونون امیر کے علی الرغم جماعہ انگریزون کے قرار پائی تھی پہلے اُسنے کارگزاران ریاست انگریزیہ کو پہنچائی ،

بیان مین پیدا ہونے سبب اتّفاق کے درمیان نظام علی خان و حیدر علی خان کے

منشی کو اُس انقلاب وتغیر کے جسکے سبب نواب نظام علی خان ہوا خواہی سے انگریزون کے منحرف ہوگیا اور اصل کو اِس اتّحاد وموافقت کے جسکی جہت سے افواج اسلامیہ استیصال کرنے پر قوم انگریز کے مستعد ہوئی داناؤن نے سازش نہانی نواب محفوظ خان برادر کلان نواب محمد علی خان کی نواب حیدر علی خان

بہادر کے ساتھ تجویز کیا ہی، تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ لڑائی مین اُنبور کے جو سنہ ۱۷۴۹ع مین درمیان نواب انور الدین خان و ہدایت محیّ الدین خان نواب نظام الملک کے پوتے کے جسکو چندا صاحب نواب ترچناپلی شوہرخواہر نواب سید محمد خان آخری صوبہ دار آرکاٹ نے جسے انور الدین خان نے حیلون سے قتل کروا اُسکے جگہہ خود صوبہ دار ہو گیا تھا اِس جنگ پر تحریض کی تھی واقع ہوئی جس مین جماعہ فرانسیس جو قدیم سے ہواخواہ خانوادہ سادات کے اور دشمن جانی نواب انور الدین خان کے تھے یار یگر چندا صاحب کے تھے اور جماعہ انگریز مددگار نواب انور الدین خان کے چنانچہ نواب انور الدین خان اِس جنگ مین اسّی برس کی عمر مین مارا گیا نواب محفوظ خان برا بیٹا انور الدین خان کا اور نواب محمد علی خان چھوٹا بیٹا دونون اِس لڑائی مین حاضر تھے بعد اِسکے صوبہ داری آرکاٹ کی ہدایت محیّ الدین خان پر متعیّن ہوئی پر ناصر جنگ نے جو اُسکا چچا اور نظام الملک کا بیٹا اور بالفعل صوبہ دار حیدر آباد کا تھا اپنے بھتیجے کی خبر فتح کو سن حسد و رشک کے باعث سے اُسکے اور چندا صاحب اور جماعہ فرانسیس کے اُوپر لشکر کشی کی لیکن بے لڑے بھڑے ایک حیلے سے جسکا ذکر تواریخ کی کتابون مین مذکور ہی اپنے بھتیجے کو مقیّد کر لیا یہ امر چھوٹے بڑے اہالی مملکت کو خصوصاً قوم فرانسیس پر بہت ناگوار ہوا چنانچہ اُنھون نے آپس مین متّفق ہو نواب ناصر جنگ پر بلوا کیا اور نواب موصوف اِس بلوائے عام مین نواب کڑپہ کے ہاتھ سے اپنی سواری کے ہاتھی پر مارا گیا اور اُسکا بھتیجا ہدایت محیّ الدین خان حاکم و صوبہ دار ملک دکھن اور نواب مظفّر جنگ ملّقب ہوا القصّہ نواب مظفّر جنگ صوبہ داری آرکاٹ کی چندا صاحب کو دے اپنے دار الملک حیدر

آباد کو متوجّہ ہوا اور محفوظ خان اُسکے ساتھ کرناٹک سے نکلا و لیکن نواب مظفّر جنگ راہی مین در سنہ ۱۷۵۰ع پٹھانون کے ہاتھ سے ہنگامہ عام مین مارا گیا اور صوبہ داری حیدر آباد کی اُسکے عمو نواب صلابت جنگ برادر ناصر جنگ مرحوم پر قرار پائی اور وہ بھی عیّارون کے ہاتھ سے اُسکے بھائی نظام علی خان حالی صوبہ دار حیدر آباد کے اشارے سے مقتول ہوا نواب محفوظ خان بعد مارے جانے نواب مظفّر جنگ کے کرّیے مین سال ۱۷۵۲ع تک مقیم رہا اِس مین جماعہ انگریزون نے جو ہوا خواہ نواب محمد علی خان کے تھے باوجود حقیقت نواب محفوظ خان کے جو برادر بیتا انور الدین خان کا تھا بعد ہزیمت پانے جماعہ فرانسیس ہوا خواہ چندا صاحب کے اور اسیر ہو جانے چندا صاحب کے محفوظ خان کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کو مسند پر صوبہ داری آرکاٹ کے بیٹھایا جب اسطرح حکومت آرکاٹ کی نواب محمد علی خان پر قرار پائی نواب محفوظ خان بعد کتنے روز کے ساتھ ایک جمعیّت فوج سوارون کے کرناٹک کو پھر آیا اور درخواست نوکری محمد علی خان سے کی نواب محمد علی خان نے فی الفور اُسکی درخواست منظور کر اُسے محال نوبی آرکاٹ کا عامل مقرّر فرمایا لیکن نواب محفوظ خان نے وہان پہنچ اپنے بھائی سے تمرّد و عصیان اختیار کیا اور ساتھ مددزمینداران اُس حدود کے ایک مدّت تک خطہ تنیوالے کو اپنے تصرّف مین رکھا اور اُنھین دنون اُسکو نواب حیدر علی خان کے ساتھ جو اُن روزون دنگل کے بندوبست مین مشغول تھا رسم و راہ مراسلت و مکاتبت کی پیدا ہو گئی ' اگرچہ آخر کو نواب محفوظ خان نے سال ۱۷۶۰ع مین ظاہرا نواب محمد علی خان کے ساتھ آشتی و مصالحت اختیار کی لیکن بہ امر دور قیاس سے نہین کہ وہ خفیہ ساتھ نواب حیدر علی خان کے طریق نامہ و پیام کا مسلوک رکھتا تھا اِسواسطے کہ اُس سے

آگے کہ جنگ و پرخاش نمایان درمیان نواب حیدر علی خان اور انگلیز یون کے واقع ہوئی وہ حج کے قصد پر سریرنگپٹن کو گیا تھا اور نواب بہادر نے اُس سے بہت الطاف و اشفاق کے ساتھ اُس سے ملاقات کی تھی اور یہ امر بھی قرین قیاس ہی کہ تعصب دین محمدی نے نواب نظام علی خان اور اُسکے ارکان دولت کو اِس امر پر مستعد کیا ہو کہ ساتھ نواب بہادر کے متفق ہو کر نواب محفوظ خان کو مسند پر صوبہ داری آرکاٹ کے بٹھاوین اور ساتھ مدد و یاریگری جماعہ فرانسیس کے جو اِسکے ہوا خواہ تھے انگریزون کو ہندوستان سے خارج کرین بہر تقدیر اوائل سپٹنبر سنہ ۱۷۶۷ع مین افواج متفقہ جن مین اکثر سوار تھے کرناٹک مین پہنچ لوٹ مار شروع کر دی کارگزاران دولت مدراس نے ایک فوج جرار کرنیل اسمتھ کے ساتھ بھیجا چنانچہ چھبیسوین تاریخ ماہ مذکورین قریب قلعے ترچناپلی کے تلاقی طرفین واقع ہوئی حقیقت اِس جنگ کی سالانہ دفتر اخبارین انگریزی سنہ ۱۷۶۸ع کے پائی جاسکتی ہی لیکن یہان ترجمہ اِس روداد کا فارسی کتابون سے لکھا جاتا ہی وقت شام کے مقدمۃ الجیش افواج متفقہ نے دیکھا کہ لشکر انگریزی ایک بڑے جھیل کے نشیب مین صفین آراستہ کیئے ہوئے مستعد جنگ ہی اور ایک تپلہ اُسکے پہلو پر واقع ہی نواب بہادر نے اُن کے مقابل مین صف آرائی کی چنانچہ تمام رات فوج حیدری سلاح و براق سے مسلح رہ انتظار صبح کی کرتی رہی جون ہیین سپیدہ صبح نمودار ہوا لشکر انگریز بڑے جوش و خروش سے آگے بڑھا نبیران جدال و قتال کی دونون طرف سے مشتعل ہوئی رکن الدولہ سپہسالار نظام علی خان نے جو اگلی صف مین تھا چاہا کہ فوج میمنہ و میسرہ برغنیم کے حملہ کرے لیکن توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیون نے اُسکے لشکر کو پریشان کر دیا چنانچہ وہ اُن کی تاب نلا وہان تک

ہت گیا جہان نواب نظام علی خان خود سپاہ کو لڑا رہا تھا اگرچہ سپاہیان بہادر دلاور انہ لڑتے تھے لیکن مارے گولے گولیون کے اُن کو فرصت دم لینے کی نہ ملتی تھی نواب نظام علی خان کی سواری کے ہاتھی کا ایک پانون گولے کی ضرب سے اُڑ گیا اور بہت لوگ کام آئے آخر کو ہزیمت پائی تب نواب موصوف چھتیس میل انگریزی یعنے اٹھارہ کوس میدان رزم سے پیچھے ہٹ گیا انگریزون نے نقارہ فتح کا بجوایا لیکن فراریون کا پیچھا نکیا اور چیناپٹن کی طرف نہضت کی نواب حیدر علی خان بہادر نے ہزیمت سے اپنے ہواخواہ کی فوج کے کچھ پروا نکیا اور اپنی تمام فوج کو چار حصّہ بنا اعانت و یاوری پرایزد پاک کے اعتماد کر مقابلے و مقاتلے مین اعدا کے خوب کوشش کی ؛

پھر جانا نواب نظام علی خان کا مرافقت مے نواب حیدر علی خان کے اور موافقت کرنا انگریزون سے اور نہب وغارت کرنا نواب حیدر علیخان کا کرنا تک کو شہر مدراس تک اور نہایت بیم و ہراس سے اُس سے درخواست کرنا انگریزونکا صلح کو

دیکھنے سے طمطراق جنگ اور آتشباری و جانکدستی انگریزون کے اِس قدر خوف و ہراس طبیعت پر نواب نظام علی خان کے غالب ہوا کہ جلد اُنھون کے ساتھ مصالحہ و اتفاق کر اپنی باقی فوج سمیت حیدر آباد کو پھر گیا نواب حیدر علی خان بہادر نے جب دیکھا کہ نواب نظام علی خان اُسکا ہواخواہ اُسکو جنگ و جدال مین چھوڑ خود آلگ ہوگیا اسلیئے سر برنگتن مین اپنا پھر جانا مصلحت وقت دیکھا لیکن کرنیل اسمتھ سپہدار لشکر انگریز نے یہان تک

تعاقب نواب ممدوح کا کیا کہ حدود میسور مین داخل ہوا اور کئی قلعون پر نواب بہادر کے متصرّف ہو نزدیک سرینگپتن کے جا پہنچا اِس حیص بیص مین نواب بہادر نے یہہ مناسب جانا کہ ساتھہ حریف پختہ کار کے نرد و اژگونہ کھیلے چنانچہ دل مین یہہ بات ٹھان اپنے سوارون کی فوج کو ساتھہ لے ملک کرناٹک پر تاخت کی اور وہان کے بلاد و عباد کو ساتھہ شمشیر و آتش کے زیر و زبر خاک بسر کر دیا تب فوج انگریزی کو جو حدود میسور مین نہب و غارت مین مشغول تھی ضرور ہوا کہ وہان سے پھر کر حمایت و حراست ملک کرناٹک کی کرے اِس تدبیر سے تمام قلعے جو انگریزون کے تصرّف مین آگئے تھے بے لڑے بھڑے ہاتھہ آگئے اور فوج حیدری نے نوبت لوٹ مار کی شہر مدراس تک پہنچائی اور متواتر حملون سے ارکان دولت مدراسیہ کو تنگ کر دیا اور اپنی ہیبت اُن کے دلون مین ایسی ڈالی کہ وے مضطر و مجبور ہو اُس سے آشتی و صلح کے خواہان ہوئے نواب بہادر نے صلح کے پیام کو قبول کیا ماہ اپریل سنہ ۱۷۶۹ ع مین عہد و پیمان آشتی کا دونون طرف سے وقوع مین آیا شرطین اِس صلح کی بہت سادہ و پرکار تھین یعنے چاہئے کہ قلعے اور اسباب ایک جانب کے طرفین سے جو جنگ کے وقت دوسرے کے تصرّف مین آئے ہین پھیر دیئے جائین اور اسیر طرفین کے قید سے مخلصی پاوین اور دونون فریق دوستی کی راہ سے شریک رنج و راحت رہین اور کبھی مدد و اعانت کرنے مین آپسکے ضرورت کے وقت قصور نہ کرین اور سوداگرون کی راہ آمد و رفت جاری رکھین حیدر علی خان بہادر نے اِس جنگ و پیکار مین کارنامہ رستم و اسفندیار کی تجدید کی تھی اور اپنی دست برد نمایان اور جلادت شایان سے نظارگیون کو حیرت مین ڈالا تھا تو ہین ہلکی میدانی سبک گاڑیون پر بار کی ہوئین ساز و سامان سے آراستہ اور گولندازان آتش دست رکھتا تھا اسی

جہت سے اُن لڑائیون مین کبھو کوئی توپ جلوے یا میدانی نواب بہادر کی غنیم کے ہاتھ نہ لگی اور وہ برتی توپین جو جنگ مین ٹیپو کے انگریزون کے ہاتھ آئین سو سب نواب نظام علی خان کی تھین سپاہ حیدری نہایت چست و چالاک ساز و یراق سبک کے ساتھ آراستہ رہتے اور سواران خاص اُسکے سبک عنان تیز جولان تھے اِسی سبب نواب بہادر تاخت و تاراج پر سپاہ اعدا کی قادر تھا اور لوٹ مار سے جلد پھر جانے پر توانا نواب بہادر سابق لڑائیون مین جیسا مصدر انواع ستمگری و خرابی کا ہوا تھا جس کے سبب مرز و بوم کرناٹک کی خراب و ویران ہو گئی تھی اِس جنگ مین ویسا مرتکب ظلم و ستم کا نہ ہوا

پڑھنے والون پر کارنامہ حیدری کے پوشیدہ نرہے کہ چونکہ میجر چارلس اسطوارط اپنے رسالہ مسمّا مرس اف حیدر علی خان و ٹیپو سلطان مین اِن دونون واقعہ جلیلہ کی شرح مین جنکا پہلا وہ نازلہ تھا جس مین مادھوراو پیشوا جمعیّت ایک لاکھ پچاس ہزار سوار مرہٹہ کے ساتھ اور نظام علی خان ساتھ اپنے تمام لشکر معہ فوج کمکی انگریزون کے باہم متّفق ہو سرینگپٹن پر ہجوم لائے تھے اور دوسرا وہ امر مہم جس مین نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان نے متّفق ہو کر استیصال پرانگریزون کے ہمّت باندھی تھی اور حق تو یہ ہی کہ تمام مآثر حیدری مین اِن دونون واقعے کے مانند کوئی حال نہایت شرح و بسط کا خواہان نہیں کیونکہ پہلے واقعے مین صفت گزیدہ صبر و پایداری نواب حیدر علی خان کی اُوپر ہجوم جم غفیر دشمنان جانی تباہی اندیش کے اور سلیقہ اُسکے رخنہ بندی و حیلہ سازی کا حمایت و حراست مین اپنی جان و مال کے ظاہر و باہر ہوا اور دوسرے مین شہامت و جلادت اُس بہادر کی قہر و کر کرنے مین دشمنان پر دل

و پرکار ذوفنون کے دربارہ شیوہ جنگ و پیکار اچھی طرح عیان و نمایان ہوئی راہ اختصار کی چلا تھا اسواسطے کتاب فارسی کارنامہ حیدری کے مولف نے ان دونون واقعہ جلیلہ کی تفصیل دوسری جلد سے اسطوری موشیر تم دل کے ترجمہ کر اصل کتاب مین داخل کیا اور شمائل جسمانی و عادات و اطوار زندگانی نواب ممدوح کے جلد اوّل سے اُسی سطوری کے ترجمہ کر اُسکا مقدّمہ بنایا'

شمائل جسمانی اور عادات و اطوار
زندگانی نواب حیدر علی خان کے

نواب حیدر علی خان کی عمر کا حال ٹھیک معلوم نہین ہی مگر جو لوگ اُسے صغرسن سے جانتے ہین اُنکی روایت کے موافق اِس وقت قریب چھپّن برس کے تھی قد اُس کا قریب چھ فت انگریزی تناور قوی چالاک و چست زحمت کش رنج بردار جفاکش ایسا کہ وقت ضرورت کوسون پیادہ چلتا اور رات دن اگر گھوڑے پر سوار رہتا تو بھی آثار کوفتگی اور ماندگی کے اُس سے ظاہر نہوتے بشرہ گندم گون نقشہ چہرے کا نہیت درشت داڑھی و مونچھ اُکھڑ و اناگھر مین پوشاک ہندوستانی سفید سادہ ململ یا تن زیب کی پہنتا اور دستار بھی اُسیکی ہوتی قبا دامن فراخ آستین تنگ و چست لیکن رخت سپاہیانہ اُسکا دوسری طرح کا جسے خود اُسنے اپنے اور اپنی سپاہ کے واسطے ایجاد و مقرّر کیا تھا سفید اطاس کی قبا جس مین سنہرے گل ٹکے ہوئے ویسی ہی اطاس کا پایجامہ مخمل زرد کے موزے سفید ابریشمی کمربند سرخ شفتی پگڑی جب پیادہ چلتا اکثر

بیت کی چھڑی ہاتھ مین رکھتا جسکا سر پوش جواہر نگار ہوتا جب گھوڑے پر سوار
ہوتا تو ایک شمشیر پرتلے مین جسکی چپرا اس الماس کی ہوتی کمر سے لگی رہتی جب
کہ امیران ہند واسطے آرایش کے زیور پہنتے ہین وہ ہرگز نہ پہنتا چہرہ شگفتہ
کشادہ خصوصیات حال کے موافق گاہے ہنستا گاہے ترش رو ہوتا ہر طرح کے امر
مین سہولت و آسانی کے ساتھ کلام کرتا خاموشی و تمکین روا نرکھتا اوائل حال
مین بیگانہ لوگونکی ملاقات کے وقت اپنے تئین ضبط مین رکھتا و لیکن جلد انبساط
طبیعی کے آثار اُسپر غالب ہو جاتی ہر طرح کے آدمی سے گفتگو کرتا اور روایت
کمال شیرینی و نرمی کے ساتھ شروع کرتا مقام کمال تعجب کا یہ ہی کہ ایک ہی
زمانے مین جبکہ مہمات عظیمہ ملکداری مین غور کرتا اور مقدمات مین حکم دیتا بعضے
حاضرین مجلس سے سوال کرتا جاتا اور بعضون کو جواب فرماتا ایک منشی سے نامہ
سنتا دوسرے سے جواب لکھاتا نظر تو تماشے مین رقاصون نقالون کے رکھتا
اور کان سے عبارت منشیون کی سنتا چاکران مقرری رات دن کے اپنے کار
و بار خاص کے لیئے حضور مین آتے جاتے اُنھین اذن عام تھا اگر کوئی شخص
اجنبی ملاقات کا خواہان ہوتا معرفت ایک چوبدار کے جو صدہا در دولت پر حاضر
رہتے تھے اپنی اطلاع کر باریاب ہوتا مگر فقیر و درویش کے واسطے یہ
اجازت نتھی اور اگر کسی فقیر پر نظر پڑتی تو اُسکو خاکی شاہ کے پاس جو
میر صدقات تھا بھیج دیتا وہ اُسکی حاجت بر لاتا قبل طلوع آفتاب بیدار ہوتا نائب
نقیب و سپہدار جو شب و روز گذشتہ چوکی مین اپنی خدمت خاص پر مامور تھے
اور وے لوگ جو اُن کے بدلانیکو آتے حضور مین پہلے حاضر ہو اخبار ضروری عرض
کرتے اور جو حکم تازہ صادر ہوتا سپہدار اور کارگزاران دیوانی کو پہنچاتے اور
سپہداروں و کارگزاروں کو پروانگی تھی کہ اگر ضرورت ہووے جامہ خانہ مین

حاضر ہو کر خود عرض کرین آٹھ گھڑی دن چڑھے جامہ خانے سے برآمد ہو دیوان خانے
مین داخل ہونا جہان سب منشی وکارگزار ہرکارخانے کے خطوط آئے ہوئے کو
گذران سے اور ہرایک کو اُسکی خدمت خاصہ کے موافق تعلیم و تلقین روزمرّہ
فرمانا اور جو نامہ کہ جواب طلب ہوتا اُسکا جواب موافق اُسکے ارشاد کرنا فرزند
و اقربا اُسکے اور جو امیر کہ ساتھ شرف تقرّب کے ممتاز تھے اُسوقت دیوان
خانے مین حاضر ہوتے نو بجے صبح کا کھانا کھا آئینہ محل مین تشریف لیجاتا تب وہان
سب فیلبان ہاتھیون کو اور سائیس گھوڑون کو روبرو لیجا کر دکھاتے پلنگ و
چیتے شکاری کو اُنکے نگاہبان دوریان پکڑے ہوئے روبرو لاتے جن پر پوشش
بانات سبز کی پڑی ہوئی اور پارچہ زری کی ٹوپی سر پر بندھی رہتی اسلئے
کہ اگر کسی وقت کبھو وے قصد ایذا کا کرین تو جھٹ آنکھین اُنکی اُس ٹوپی
سے بند ہو جائین نواب بہادر اپنے ہاتھ سے ہرایک کو لقمہ شیرینی کا دیناوے
جھٹ لے لیتے بعد طعام چاشت ساڑھے دس بجے نواب بہادر دیوان خانے یا خیمہ
بارعام مین تشریف لاکر شامیانہ زردوزی کے تلے جسکے ستون طلائی مرصّع کار
ہوتے جلوس فرمانا اقربا اُسکے دست چپ کی طرف بیٹھتے اور سب ارکان واعیان
دولت جنکو اُس مقام مین حاضر ہونے کی اجازت تھی حاضر ہوتے اور جو لوگ
اپنے اپنے کاروبار مین تعلیم و ارشاد کے محتاج ہوتے نقیبون کے وسیلے سے
درخواست حاضر ہونے کی کرتے یا عرضیان گذران سے اُسی وقت جواب
مناسب عرضی پر لکھا جانا یا زبانی ارشاد ہونا یہ دستور نہ تھا کہ سواری مین کوئی
شخص عرضی دے مگر آنکہ کوئی مہم یا حادثہ جدید واقع ہو یا کوئی سائل حاضر ہونے
سے دربار عام کے منع کیا جاوے اور ایسا اتفاق بہت کم ہوتا اس سال ۱۷۶۷ع
مین ایک روز شام کو پانچ بجے نواب کو مُنبا تور مین اپنے کو کیے صمیت واسطے

سیر کے نکلا تھا کہ ایک برہمنی نے فریاد کیا نواب نے فی الفور سواری ٹھہرا برہمنی کو قریب بلا کر حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ مین بیوہ صرف ایک ہی لڑکی رکھتی تھی جسے آغا محمد نے مجھسے چھین لیا ہی نواب نے فرمایا کہ آغا محمد کو ایک مہینے سے زیادہ ہوا کہ یہان سے چلا گیا ہی تو اتنے روز کہان تھی اور کیون نالش نہ کی برہمنی نے عرض کیا عاجزہ نے کئی قطعہ درخواست حیدر شاہ کے ہاتھ مین دیئے پر جواب نپایا حیدر شاہ نے جو عرض بیگیون کا سردار تھا حاضر ہو عرض کیا کہ یہ عورت اور اُسکی لڑکی بازاری عورتون سے ہمین خلاف شرع زندگانی کرتی ہیں یہ بات سن کر نواب نے حکم دیا کہ سواری دولتخانے کو پھیرے اور عورت ہمراہ آئے سب اعیان دربار واسطے اِس منصبدار کے جسکو لوگ دوست رکھتے تھے اندیشناک ہوئے پر کوئی شفاعت مین دم نہ مار سکتا تھا حیدر شاہ بیتاب سر گروہ فوج فرنگستانیون سے ملجی شفاعت کا ہوا اور اُسنے حضور سے اُسکی خطا کا عفو چاہا لیکن نواب نے سانھ درشتی کے منہ موڑ کر فرمایا کہ اِس بات مین کچھ عرض سنی نہ جائیگی کیونکہ کوئی جرم اِس سے سخت تر نہین ہی کہ رعیت کی فریاد بادشاہ فرمان فرما کے نزدیک قطع کی جاے اور مظلوم اپنی داد کو پہنچنے سے محروم رہین اہل اقتدار کو چاہیئے کہ غربا و مظلومون کی دستگیر کرنے رہین خدا یتعالی نے حاکم کو نگہبان رعایا کا کیا اور جو بادشاہ راہ انصاف کو رعایا پر سدود اور ستمگارون کو سیاست نہین کرتا تو آخرکار وہ بادشاہ رعایا کو بزور اپنی بغاوت پر مستعد کرتا ہی یہ کہکر نواب نے حکم دیا کہ حیدر شاہ کو دو سو تازیانہ مارین اور اُسی وقت حبشیون کے رسالدار کو حکم دیا کہ ہمہ مستغیثہ کے اُس مکانون مین جہان آغا محمد مقیم تھا جاد ختر مذکور کو ستر سیدہ حوالہ کرے اور آغا محمد کا سر کاٹ لاوے اور اگر وہ دختر وہان نہو تو آغا محمد

کو مُنیا تو رین گرفتار کر حاضر کرے چنانچہ وہ دختر ستم رسیدہ مان کو ملی اور آغا محمد کا سرکات حاضر کیا گیا آغا محمد کی عمر اُسوقت ساتھ برس کی تھی پچیس سال تک حیدری نقیبون کا سرگروہ تھا اُسنے اپنی خدمتگزاری کے صلے مین جاگیر شایستہ پائی تھی اور حقیقت حال استغاثہ کی برھیا کے یہہی کہ آغا محمد اُس دختر کے حسن وجمال پر شیفتہ تھا ہرچند چاہا کہ اُسکی مان کو روپیہ دیکر راضی کرے پر برھیا راضی نہوئی تب آغا محمد اُسکو بزور لے گیا، دربار حیدری مین پچاس یاچالیس منشی خاص دست چپ کی طرف دیوان خانے مین حاضر رہتے رسولان نامہ بر ہرساعت ملکون سے آتے اور کمال اہتمام سے حضور مین بلائے جاتے اور لفافہ ملاحظہ مین گذرانتے منشی خاص مکتوب پڑھکر سناتا فی الفور نواب خصوصیات وابستہ جواب زبان فصاحت ترجمان سے بیان فرماتا پھر وہ مکتوب دیوان وزیر مین بھیجا جاتا ہر طرح کے خط وپروانہ کو دستخط خاص سے زینت فرماتا پروانے جو دیوان وزارت سے صادر ہوتے اُن پر برّی مُہر دیوان عام کی ثبت ہوتی اور جو فرمان کہ ساتھ دستخط خاص کے زینت پاتے اُن کے خاتمے پر ایک چھوٹی مہر بادشاہی ثبت کی جاتی وہ مُہر میر منشی بادشاہی کے پاس رہتی جب کبھو کسو کو نامہ کسی مہم عظیم مین لکھا جاتا یا اگر کوئی حکم جلیلہ صادر ہوتا تو اُسکے خاتمے کو اپنی مہر خاص سے جو ہمیشہ اُنگلی مین پہنے رہتا تھا امتیاز دیتا اور تب خریطہ قاصد کو دیا جاتا اور ساتھ خریطے کے ایک پرزہ کاغذ جس مین ساعت روانگی خط کی لکھی ہوتی لگایا جاتا اور ہرمنزل مین اُسپر وقت پہنچنے کا اُس خریطے کے اشارہ لکھا جاتا ڈاک کا حال اور قاصدان دولت حیدری کے خصوصیات جنکی انگریزون نے متابعت کی ہی درمقام شایستہ لکھے جائینگے گھوڑے ہاتھی بکاؤ توپ نئی ڈھلی یا کسی جگہ سے

نئی لائی ہوئی اِن سبھون کو جلو خانہ مین لاتے اور نواب بہادر اِس دربار
کے وقت اُن سبکو ملاحظہ فرماتا جلیل القدر لوگ دیوانی کے یا سپہسالار
اور سفیر وغیرہ جو معزز تھے بہت کم اِس دربار مین حاضر ہوتے مگر بضرورت
امیران محترم وقت شب خلوت خاص مین جہان خاصے لوگ بار پاتے تھے حاضر ہو
شریک صحبت نشاط و طرب کے ہوتے ارکان دولت اپنی طرف سے وکیل
مقرر رکھتے اور سب کارگزاران دیوانی ایک منشی کو اپنی کچہری سے بھیجتے
تاوہ مقاصد ضروری نواب کے حضور مین عرض کرے وقت حاضر ہونے کسی
سفیر جلیل القدر یا کوئی شخص معزز کے سرگروہ نقیبون کا ساتھ آواز بلند کے
یہہ پکارتا جہان پناہ سلامت فلان خان یا بیگ وظیفہ خدمت بجالاتا ہی (اکابر دیوانی
اور منشی وکیل وغیرہ کام کے لوگ اُس قسم کے اِعلام سے معاف تھے
بے تکلف چلے جاتے) اور اُسکی قدر و منزلت کے موافق ایک مقام اُسکے
کھڑے ہونے یا بیٹھنے کو متعین کیا جاتا اور جب کوئی اوساط الناس سے دربار مین
حاضر ہوتا تو وہ تسلیم و کورنش بجالاکر پہلو مین سرگروہ نقیبون کے دست بستہ
کھڑا رہتا اور جب حضور سے اشارہ پاس آنے کا ہوتا تو نزدیک آتا نواب
زبان مہر پرور سے اُسکا مطلب استفسار فرماتا اگر وہ طبقے سے اہل عزت کے یا
تاجرذی حرمت ہوتا تو حکم بیٹھنے کا پاتا اور خیر و عافیت و معیشت و وطن و سفر
اُس سے پوچھے جاتے اور ایک وقت فرصت مقرر کیا جاتا جس مین وہ اپنے
تجارتی مال کو دیکھتا پھر پان دیکر رخصت کیا جاتا یہہ دربار شام کے تین بجنے
تک قایم رہتا پھر نواب حجرۂ خاص مین واسطے استراحت کے جاتا قریب ساڑھے
پانچ کے ایوان بار عام مین تشریف لاتا اور وہان قواعد سپاہیون اور پرہ بندی
سوارون کی ملاحظہ کرتا گرد اُسکے بعضے اقربا و مصاحبین بیٹھتے منشی لوگ خطوط

کے پڑھنے لکھنے مین مشغول رہتے شام کے وقت ایک بڑی جماعت مشعلچیونکی صحن دولت سرا مین نمودار ہوتی تب لوگ تسلیم کرتے ہوئے ایوان ومکانات مین جاتے ایکدم مین تمام مکانات خاصہ کو جن مین نواب بیٹھنا یا آرام کرتا روشن کر دیتے بتیان کافوری اشجار نقرۂ روشنی کے اور جھاڑ بلورین نادرہ کار روشن رہتے اکابر دولت حیدریہ اور اعاظم دیوان و سفیران جلیل القدر وقت شب ملازمت مین حاضر ہوتے جنکا رخت ہمیشہ عطر گران بہا سے مطیّب و معطّر رہتا علاوہ اکابر ذوی الاقتدار وکارگزار کے شب کو دیوان خانہ امیرزادون سے بھرا رہتا جو سب کے سب آداب دان و شیرین زبان ہوتے درمیان ان امیر زادون کے بعضے خدمت نظارت پر ممتاز تھے جن مین سے ہر رات چار شخص دربار مین حاضر رہتے اور یہی لوگ شمشیر ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور یہی اُنکے نشانی امتیاز کی تھی اور دوسرے امیر اپنے سلاح کو غلام کے حوالے کرتے بعضے ملازم اپنے میان کے پیچھے دامن اُسکا ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لب فرش تک جاتے دیوان خانے مین چاندنی ململ باریک کی اوپر شاہانہ قالین آبریشمین کے بچھی رہتی نواب بہادر کو سفید کپڑے پر میلان بہت ہی چنانچہ صندلیون یا نشیمنون پر جو مخمل سے منڈھی ہوتین سفید تنزیب کے غلاف اُنپر چڑھے رہتے اُس بزمگاہ مین صحبت رقص وسرود و نقّالی آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک گرم رہتی ناظر و عرض بیگی تازہ وارد لوگون کے پاس مجلس مین حاضر رہتے جو کوئی کچھ پوچھتا اُسکا جواب شایستہ دیتے اور ہر ایک کو حاضرین مجلس سے خورد ونوش کی بات پوچھتے اگر رغبت پاتے تو اُنکو نعمت خانے مین لیجاتے نواب بہادر نقل و تماشے پر نظر رکھتا اور اکابر دیوانی و سفیرون سے گفتگو کیا کرتا اور کبھو خلوت خانے مین تشریف لیجا محرمان خاص کے ساتھ اسرار پنہانی مین

مشورہ کرنا اور حسب معمول ہر صبح اُمور ملکی مین مشغول رہنا اور باوجود شب بیداری کسی طرح کی کسالت اُس سے ظاہر نہوتی و در اثنائے صحبت رقص و سرود اقسام پھول زرین مرصّع کار گلدانون مین رکھ حضور مین لاتے نواب خود اُنمین سے کئی پھول لیتا پھر اکابر دولت کو عطا کئے جاتے اور جب حضور کو منظور ہوتا کہ کسی کو ساتھ مزید عنایت کے امتیاز بخشے تو چمیلی کے ہار اثنائے گفتگو مین اپنے ہاتھ مین پہن اُس شخص کو عنایت فرماتا اکثر اِس عنایت سے سپہ ار فوج فرنگستانی ممتاز ہوئے کیونکہ فرانسیس لوگ بر خلاف تمام قوم فرنگستان کے بہ نسبت عطائے زر کے اِس طرح کی امتیاز سے اپنے تئین زیادہ معزّز جان تے ہین اگر کوئی شخص شب کو اِس طرح کی عزّت پاتا تو صبح کو اکابر و ارکان دولت حیدری برسم تہنیت اُسکے نزدیک جاتے اگر نواب بلند اقبال کو کسی جنگ مین فتح و فیروزی یا کسی امر گران مایہ مین شادمانی و برتری خوشی حاصل ہوتی تو شاعر شیرین سخن نواب کا منگار کو بالقاب غرّا یاد کرنا اور اس طرح کی ابیات مدحیہ پڑھتا،

مثنوي

جہان داور اغاطرت شاد باد ہزبر اگو املکت آباد باد
جہان از فرت دیدہ فرخندگی ترا دادہ شاہان خط بندگی
عدو لرزد از ہیبت نام تو زمین خندد از جرعہ جام تو
ز عدل تو بیداد نالد ہمے بفرّ تو اقبال بالد ہمے
ہمہ روز عمر تو نو روز باد جہان را لقای تو فیروز باد

جب تک وہ شاعر قصیدہ مدحیہ پڑھتا حاضرین مجلس خاموش سر اپا گوش ہوتے مگر نواب بہادر اُسوقت اکابر دیوانی کے ساتھ بیشتر مشغول رہتا چونکہ

بعض خصوصیات بزم امیرانہ ممالک شرقی کے بیان کیے گئے اب ارباب طرب ونشاط کی باتون کا بھی بطریق اختصار لکھنا ضرور ہوا جانا چاہئے کہ دربار حیدری اِن روزون اہل نغمہ وساز کے باب مین بہت باساز و نواہی اور چونکہ صوبہ بیجاپور جو عہد مین ابراہیم عادل شاہ کے مجمع ارباب نشاط وطرب کا تھا جیسا ملا ظہوری کہتا ہی ؎

بیت

گر اکبر سرور و سور سازند
ز خاک پاک بیجاپور سازند

سرکار حیدری کے تحت تصرّف مین آیا تھا جو عورتین کہ بیجاپور مین دربارہ حسن وجمال یگانہ اور فنون رود و سرود مین یکتاے زمانہ ہوتین وے سب وہان سے بلائی جاتی تھین اور طوایف اہل تقلید وارباب نغمہ و طرب مین دومنیان کنچنیان بھانڈنیان بھکتنیان سب تونگری اور حسن وجمال کے سبب اپنے طبقون مین منتخب وممتاز تھین بھانڈنیون کے طائفے کا جن مین سب عورتین ہوتین بہ حال ہی کہ نایکہ اُن کی لڑکیان کم سن چار پانچ برس کی حسین کو مول لے اوستاد ان ماہر رقص و سرود سے تعلیم کرواتین اور ہر طرح کے شیوۂ دلبری وطرب انگیزی اُن کو سکھاتین آخر کار نوبتِ دلفریبی اُنکی یہان تک پہنچتی کہ زاہد صد سالہ اُن کے ناز و کرشمہ دلبرانہ سے راہ زہد وتقوا کو بھول جاتا الغرض کوئی مرد یا عورت پختہ کار فن تقلید و نقّالی مین اُن عورتون سے سبقت نلیجا سکتا اور سرود اُن کا نہایت مسرّت بخش ونشاط افزا ہوتا زنان رقّاصہ اپنے کار و شیوے مین متلدّون اور متشیّون پر رجحان رکھتی تھین یہان تک کہ اگر یے نادرہ کار تماشا گاہ پارس مین (جو دارالملک فرانسس اور اِن باتون مین مشہور ہی)

جائین تو وہان کے لوگون کو وجد مین لائین ہر عضو اُنکا وقت رقص کے حرکت خاص
مین رہتا ہی دیر تک یکہا نون پر اِس خوبی سے ناچتین کہ نظارگیون کو محل حیرت
ہوتا کوئی عورت مقلّدہ یا رقّاصہ اِس بزم مین سترہ برس کی عمر سے زیادہ سن
نہین رکھتی اور جب اِس سے متجاوز ہوتی ہین تب برطرف کی جاتی طائفہ
ارباب نشاط کی نایکہ مشاہرہ سرکار سے پاتی ہی مگر تعیّن اُسکا معلوم نہین
اور جو نایکہ کہ دربار مین حاضر ہوتی سو ہر مرتبہ رات بادن کو جب کوئی نوچی اُسکی
مجرا کرتی معہ سازندے فی مجرا ایک سو روپی پاتی اور تیے عورتین مقلّدہ اکثر
بیس طائفے سے زیادہ ہوتین گیارہ بارہ بجے مجلس نشاط برخاست ہوتی ہر
شخص اپنے گھر جاتا مگر وے لوگ جو ساتھ نواب بہادر کے کھانا کھاتے
حاضر رہتے وے صرف دوست و خویش و اقارب خاندانی ہوتے مگر جشن عام
مین امرائے نامدار بھی شریک خوان رہتے اِس طرح معاشرت نواب نامدار کی
حالت حضر مین ہوتی اور جب سفر مین رہتا تو اکثر ہر ہفتے مین دو بار شکار کو جاتا
اور شکار گینڈے ہرن گور شیر پلنگ کا اکثر کھیلتا جب خبر پہنچتی کہ شیر یا
پلنگ جنگل مین ہی تو گھوڑے پر سوار ہو وہان جاتا اور ایک جماعت حبشیون
اور نیزہ برداروں کی اور اکثر امیر معہ نیزہ و سپر اُسکے پیچھے جاتے اور جب سراغ
شیر کا پاتے اُس مقام کو محاصرہ کر آہستہ آہستہ احاطے کو محاصرے کے تنگ کرتے
جب شیر شکاریون کو اپنی طرف متوجّہ پاتا شور کرتا اور چارون طرف راہ نکلنے کی
دیکھتا آخر کو جست کر کے چاہتا کہ نکلنے کی راہ پیدا کرے حیدر نامدار پہلے اُسپر
وار کرتا اور یہہ ضرب حیدری شمشیر یا نیزہ سے بہت کم خطا کرتی

تورگِ سواری نواب نامدار حیدر علی خان بہادر

جب حیدر علی خان بہادر نے بعد مدّت مملکت کنڑہ و مالیبار کو فتح کروا را لملک سر پرنگپٹن کو مراجعت کیا اُسکے موکب کی عظمت و شان قابل دیکھنے کے تھی جب کوئنبا تور سے نہضت کی پچاس ہزار سوار جرّار سلاح و یراق سے آراستہ اسّی ہزار پیادے اور چار ہزار طوپاس ساز سنگرے سے درست جلو مین ساتھ تھے اور توپخانے انگریزی و ہندی و باندار و بلّم بردار وغیرہ علاوہ ہر روز کوچ کے وقت یہ معمول تھا کہ جس راہ سے سواری جاتی داہنی طرف رسالے سوارون کے پرہ باندھے کھڑے رہتے رسالہ دار و علم بردار مراسم تسلیم بجالاتے اور جب جلتے ہاتھیون کے جنپر سردار امیر سوار رہتے اگلے رسالے سے آگے بڑھ جاتے تب وہ رسالہ اپنے دست راست کی طرف سے پھر کر گھوڑے دوڑا آخری رسالے کے پیچھے جا کھڑا ہوتا ایک دستہ سواران ہزّار اور ایک دستہ سواران ذراگون کا جن مین سب سوار فرنگستانی تھے پہلے سب سوارون کے شرف تسلیم حاصل کر سب فوج کے آگے سواری مین چلتے اُنکے پیچھے تین سو شتر سوار نامہ بر ساز و سامان سے آراستہ نقارہ و نوبت دو کوہان والے بر سوار تھے اُنکے دو ہاتھی فلک شکوہ جن پر بڑے بڑے دو نشان رہتے اُن نشانونکی مین نیلی نقش و نگار زرین ایک مین آفتاب دوسرے مین ماہ و ستارے نمودار تھے اِن دونون ہاتھی کے ایک اور ہاتھی جسپر جوڑی نقاریکی بہت بڑی رہتی جبتک چار ہتیارے نقارے بجائے جاتے چھ میل انگریزی تک اُنکی آواز پہنچتی اور لشکر سر پیکر مین آواز قرنا وغیرہ کی جو کوچ مین پھونکی جاتی تھی صور اسرافیل سے کم نہی سپہسالار کا حکم سپاہیون کو ساتھ وسیلہ اُسی قرنا وغیرہ کے سنایا جاتا

اُسکے بعد چار ہاتھی اور چلتے جن کے اوپر چوبیس نفر ارباب نشاط بیٹھتے سواری کے ساز و آلات موسیقی بجاتے پھر پانچ ہاتھی اور جن کی عماریان زرّین مرصّع کار ہوتین جاتے یہ فیلان جنگی سواری کے مشہور تھے لیکن کبھو جنگ مین جز گھوڑے کی نواب اُن پر سوار نہوتا بعد اِسکے چار فیل اور جن پر ہودے زرین ہشت پہلو کسے ہوئے نمودار ہوتے ہر ایک ہاتھی پر چھہ چھہ نفر آہن پوش زرہ خود چار آئینہ جوشن پہنے ہوئے قرابین لیئے رہتے بعد اُنکے دو رسالے حبشیون کے مسلح آتے ایک رسالے کے سلاح مانند روپے کے چمکتے اور دوسرے کے مانند سونے کے دمکتے تھے اور اُنکے خودین پر سیاہ و سرخ اتنے دراز لگے ہوتے کہ پشت سے لٹکتے رہتے اِن سوارون کے پاس نیزے رہتے جنکی سنان اور بن آہنین چمکتی رہتی اور گھوڑون کا ساز سرخ دونون پہلو مین زین کے آویزے سیاہ ابریشمین لٹکے ہوئے پیچھے اُن سوارون کے ایک فشون پیادگان کا لیرد کا رہتا اُنکا رخت چادر دراز ہوتا ابریشمین شلوار ننگ جو نصف ران تک پہنچتی سلاح اُنکے نیزے دراز سر پر شتر مرغ کے پر اور ایک گھنٹا کمر مین لگا ہوا تا چلتے وقت اُس سے آواز نکلے عقب اُنکے سپاہی جھنڈی بردار رہتے جنکے علمون کی زمین بانات سرخ کی اسپر نقش و نگار روپہلے اِن سب کے بعد اعیان دولت حیدری کے شاہزادے سپہدار بہادر ہوتے حق تو یہ ہی کہ اِس جماعت کی نمود اور رونق ایسی ہوتی کہ کسی اور فوج مین نہین جو سر سے پانوٗن تک غرق آہن رہتے عربی گھوڑون پر سوار شمشیر زرین نیام کمر سے لگی ہوئین لباس عمدہ خوش رنگ خودون پر کلغی موتی اور جواہر ثمین کی بنی ہوئی لگی رہتی اور اُن مین سے بعضے زرہ ملمّع سینا کار پہنتے اور گھوڑے کے سر پر کلغی پر کی چار جامہ جواہر اور موتیون سے مرصّع ہوتا اگرچہ شمار اِس جماعت کا ہمیشہ یکسان

نتھا لیکن اغلب چھہ سو آدمی ہوتے اور ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک چھڑی سبک لطیف رہتی اُس جماعت ممتاز کے پیچھے اسّی سوار خاص شکاری نواب بہادر کے آتے جنکے گھوڑے عربی خوبصورت وچالاک ہوتے پیچھے اُنکے بارہ گھوڑے خاصہ سواری کے جنکی زین ولگام زرّین مرصّع ہوتین کوتل چلتے اُن گھوڑون مین ایک وہ گھوڑا تھا جسکو سپہسالار نے فوج مرہٹہ کے پیشکش بھیجا تھا خوبی و خوش اندامی مین نظیر و ثانی اپنا نرکھتا تھا رنگ خاکستری یال و دم دراز سیمین چمکتی ہوئی ایک صفت لے نظیر اُسمین یہہ تھی کہ دور سے ایسا دیکھائی دیتا تھا کہ ایک گردنی برّاق اُسپر پڑی ہوئی ہی پیچھے اِن گھوڑون کے ایک فوج پیادون کی ہوتی چوبدستی سیاہ جسکا سر سونے سے مڑھا ہوا ہاتھہ مین لیئے چلتے اُن کے بعد بارہ نقیب ترکی گھوڑون پر چڑھے سونے کا عصا مرصّع کار ہاتھہ مین لیئے جاتے پیچھے اُن کے سب منصب دار جلیل القدر خانگی تھے جیسے خانسامان ستر گروہ نقیبان اور سلحدار حیدری وغیرہ ہر ایک طوق زرّین جو تمغا اُنکی جلالت شان کا تھا اپنے سینہ پر آویزان رکھتا تھا پیچھے میر توزیع صدقات جو بلقب پیرزادہ مشہور تھا ایک ہاتھی پر سوار جسکی جھول سبز ہوتی اور سلسلہ موکب مین بیشمار ہوتا متصل ہی اُسکے نواب بہادر ایک فیل سفید پر جسکے پانون مین حلقے چاندی کے گردن مین زنجیر سونے کی پڑی ہوتین سوار تشریف فرما ہوتا قیمت اِس ہاتھی کی برابر قیمت ایک ہزار ہاتھی کے تھی اور سب ہاتھیون مین زیادہ بلند و تنومند اُسکی عماری جس مین نواب بیٹھتا سوائے چار کلس سنہرے کے کوئی اور چیز زینت کی نرکھتی اور دو تبر طلائی دونون پہلو پر زنجیرون سے بندھے لٹکتے رہتے تھے دونون تبر راجہ زمورین حاکم ملیبار کے عماری مین رہتے تھے چونکہ وہان کی رسم قدیم یہہ تھی کہ امیر مظفّر نشان امارت

امیر مغلوب و مقہور کا اپنے پاس رکھنا اِسلئے وے دونون تبر نواب مظفّر
کی سواری کی عماری سے لٹکائے جانے لگے اور اُس ہاتھی کے پیشانی پر ایک
سپر زرین آفتاب نما لگی رہتی خواصی مین دو نفر مورچھل بردار مگس رانی مین
مشغول رہتے یہ مورچھل طاؤس سپید کے پرون سے بنی اور خوشبو سے بسی
ہوئی رہتی ہلانے سے اُسکے خوشبو دور تک جاتی پیچھے فیل نواب کے ایک
حلقہ دو سو فیل کا اور آتا جس مین دو دو ہاتھی پہلو بہ پہلو چلتے ہر ایک ہاتھی پر تین نفر
ہوتے ہودے کے درمیان خواجہ خواصی مین ملازم آگے ایک فیلبان پوشش و
عماری اِن ہاتھیون کی مختلف بعضون کی جھول کا حاشیہ زرین و سیمین بہتون پر
ہووے عماریان نقرئی و طلائی اور جن پر شاہزادے یا اکابر دولت حیدری سوار
ہوتے اُنکے ہودے عماریان ساتھ جواہر بیش قیمت کے مرصّع ہوتے بعد اُس
حلقہ ہاتھیون کے پانچ ہاتھی اور جن پر ماہی مراتب وغیرہ ہوتے تفصیل اُسکی یون ہی
کہ پہلے ہاتھی پر ایک مسجد طلائی دوسرے پر تین مچھلیان جن کے فلوس جواہر
سے بنے اور مینا کاری کیے ہوئے اور دم دراز گھوڑے کی لٹکی ہوتی تیسرے
ہاتھی پر ایک بتی برجی اور موتی موم کافوری شمعدان زرین مین لگی ہوئی چوتھے
ہاتھی پر دو دیگچیان سونے کی اوپر چوب دراز کے پانچوین ہاتھی پر ایک ہودہ مدوّر
تختون سے عاج کے بنا ہوا بعد اِن شوکت و مکنت کے نشانون کے دو دستہ
اور حبشی سوارون کے جیسا آگے ذکر ہوا ویسے ہی لباس و سلاح سے آراستہ
آتے سبکے پیچھے حبشی پیادون کی فوج جن کا رخت قرمزی بانات کی کرتی
اور گلے مین چاندی کا طوق اور ہاتھ مین نیزے ہوتے جنکی چوب سیاہ روغن ملی ہوئی
جا بجا چاندی لگی ہوئی ساری سواری کے آگے پیچھے وے پیادے تھے جو دو دو سپاہی کی
قطار باندھکر چلتی اور جنکا رخت سپید ابریشمین تھا اور اُنکے ہاتھون مین ایک ایک

نیزہ چودہ ہاتھ کا لانبا روغن سیاہ ملا ہوا ساتھ سیمین تختیون کے مزیّن اور متّصل سنان کے ایک چھوٹا علم سرخ بانات کا بندھا ہوا یہ موکب کوچ کے وقت طرف نمود و شکوہ رکھتا تھا اور حیدر علی خان بہادر جہان کہین ساتھ اُس کوکبہ شاہانہ کے گذرتا تمام خواص و عوام کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ بندگی و اطاعت کی شرطین بجالاتے جب اُسکے نقّارے کی آواز سنتے ہر طرف سے خلایق تماشائی ہجوم کرتی برسم آئین بندی گھر و دیوار و در و ازے قلعہ کے ساتھ نقش و نگار کے آراستہ کیئے جاتے حاکم سپہدار اور سب عمایدمعہ اپنے ملازم و توابع کمال شان و شوکت سے واسطے استقبال موکب حیدری کے آتے سر کون پر پانی چھڑکا جاتا اور سب اضلاع و اقطار مملکت مین قدوم موکب حیدری کے شادیانہ کی توپین چلتین قصّہ مختصر نواب بہادر ساتھ اِس تزک و حشمت و شوکت کے جب قریب دارالملک سریرنگپتن کے پہنچا میر مخدوم علی خان بہادر اپنے کوکبے و جلتے فیلون کے ساتھ جن پر اعیان و روساے شہر سوار تھے ایک فرسنگ استقبال کر جزیرہ سریرنگپتن تک ہمراہ گیا وہان پہنچتی ہی اہل لشکر نے تو خیمون مین جو کمال تکلّف سے استادہ کروائے گیئے تھے مقام کیا اور نواب بہادر ساتھ آرامش و اطمینان کے سریرنگپتن مین داخل ہوا اگرچہ اِس اثنا مین متواتر خبرین پہنچتی کہ نواب نظام علی خان جنگ کی طیّاری مین ہی چونکہ آثار سایہ پروری و تنعّم کے اُس امیر سے ظاہر تھے اور فوج اُسکی قواعد سے جنگ و پیکار کے ناواقف و شکستہ حال تنخواہ بھی کم پاتی تھی اور سب سپہدار و سردار فوج کے خفیہ ہوا خواہ دولت حیدری کے تھے کسی طرح کے تو ہم نے خاطر اطمینان مآثر مین اُسکے راہ پایا

ملجانا نواب میرزا علی خان برادر زادۂ نواب حیدر علی خان
بہادر کا جماعہ مرہٹہ کے ساتھہ جو بد سگال دولت حیدری کے
تھے اور آنا مادھورا و پیشوا کا ایک لاکھہ پچاس ہزار سوار کے
ساتھہ پونان سے بقصد استخلاص صوبہ سرا و غیرہ مملکت میسور سے

مطالعہ فرمانے والون پر ان اوراق کے پوشیدہ نہ رہے کہ نواب میرزا علی خان برادر زادۂ نواب حیدر علی خان نے عہد طفولیت سے کنار شفقت و مرحمت مین نواب بہادر کے پرورش پائی تھی اور فرط محبّت کے سبب نواب بہادر خود اُسکی پرورش وتربیت کا کفیل ہوا تھا چونکہ اُس امیرزادے نیکو نہاد مین بھی آثار سعادت مندی و شکر گزاری کے نواب کے ساتھہ نمایان تھے اسواسطے نواب نے اُسکو صوبہ سرا کی صوبہ داری پر ممتاز فرمایا تھا لیکن حزم و دوربینی کی راہ سے جیسے تمام صوبہ دارون کے ساتھہ رعایت کیا کرتا ایک مدبّر ہوشیار کار گزار کو قوم برہمن سے جسکی دیانت و امانت پر اُسے وثوق تھا اُسکا نایب صوبہ مقرّر کیا چونکہ یہ برہمن مرد عیّار و طامع تھا ساتھہ بڑی چاپلوسی و خوشامد اور برلے ہوس جوانی و جلد مہیّا کر دینے اسباب عیش و کامرانی کے اُس نوجوان سادہ دل کو دام مین لا اپنے تئین اُسکی نظر مین ہوا خواہ راسخ ظاہر کیا تھا میرزا علی خان جو ایک جوان کریم نہاد و دلدادہ طرب و نشاط تھا زر خراج و باج اُس صوبے کا برخلاف نصیحت و فرمان حیدری کے سب لہو و لعب مین تصرّف کرنے اور ارباب طرب و نشاط کو بیدریغ دینے لگا اور برہمن خیانت کار جسکو اس اسراف و اتلاف بیجا سے وعدے کے بموجب حضور مین نواب کے اطّلاع کرنی ضرور تھی امیرزادے کو واسطے دفع توہّم عتاب حیدری

کے یون کہنے لگا کہ اگر نواب محاسبہ خراج کا اِس صوبے کے طلب فرمائیگا تو مجھکو اِسقدر لیاقت ہی کہ ایک دفتر نیا طیّار کر کے اُسکا رفع شبہہ اچھی طرح کرون اور جب تک نواب مہمّات جنگ و جدال سے فراغت کر صوبہ سرا مین آنیکا قصد کریگا اُس کے قبل اتنا زر کہ اِس اسراف کی تلافی کر سکے جمع کر لونگا میرزا موصوف خدایع سے اِس گرگ کہن کے ایسا فریفتہ ہو گیا کہ مطلق مستی فرط کامرانی اور خواب غفلت نوجوانی سے ہوشیار و بیدار نہوا اور نظم و نسق صوبہ اور خراج و باج کو اُسکے اپنے اطوار ناشایستہ سے بالکل برہم و درہم کر دیا نواب حیدر علی خان بہادر کو جب اُس حال سے اطلاع ہوئی کچھ تہدید و چشم نمائی مناسب و ضرور جانی اِس لیئے مراد نکور کی جنگ کا حال جس مین خود مشغول تھا پوشیدہ رکھ میرزا کو لکھا کہ مرہٹے کے ساتھ عہد آشتی و صلح کی تجدید کرے اور ایسا ظاہر کیا کہ خود بدولت جلد دیابار سے سر برنگاپٹن کو مراجعت فرما آخر سال مین وہان سے سرا کو جائینگا اور یہہ لکھا کہ زر بقیہ خراج صوبہ سرا سے مقدار شایستہ خریداری مین آشتی جدید کے مرہٹے سے صرف کرے جب مضمون نے اُس نامے کے پریشانی مین خاطر میرزا کے کچھ کمی نہ کی اور برہمن نادان اپنی تباہی کو میرزا سے زیادہ تر سمجھا تب واسطے منحرف کرنے مزاج اُس جوان سادہ دل کے یہہ کہا کہ اگر آپ مجھکو عہدے مین سفارت کے ظاہرا تجدید صلح کے لیئے جمعا تو اب بہادر نے لکھا ہی مادھوراو پیشوا کے پاس بھیجین تو مین پیشوائے موصوف کو اُس طریق پر لاؤن کہ وہ خوشی سے صوبہ داری سرا کی آپ پر بحال رکھے کیونکہ نواب بہادر نے بزور صوبہ مذکور مرہٹون سے لے لیا تھا اسواسطے پیشوا دل سے خرابی دولت حیدری کی چاہتا ہی اگر تھوڑا سا خراج آپ اُنکو دینا مقرّر کر دینگے تو وے بخوبی

آپ کی حمایت کرینگے دمدمہ و فسون برہمن خانہ خراب اور حب جاہ و خیال حکومت اور خوف تشریف آوری نواب بہادر سے سب باتین اُس امیرزادے کو ناسپاسی وعہدشکنی پر اپنے مربّی قدیم کے لائین چنانچہ اُسنے اُس برہمن ناستودہ فن کو سفارت کے عہدے پر یونان کو بھیجا ناجو کچھ وہ مناسب جانے عمل مین لاوے جب وہ سفیر یونان مین پہنچا ارکان دولت یونان نے سب اُسکی باتین جمع قبول سے سنین اور انگریزون کے وکیل نے جو اُن دنون وہان حاضر تھا اس طرح سے جماعہ مرھٹہ کی عزیمت کو تاخت کرنے پر ملک حیدری کے مصمّم کیا کہ اب فرصت کلّی حاصل ہی چاہئے کہ جماعہ مرھٹہ اِس طرف سے ممالک پر نواب حیدر علی خان کے فوج کشی کرین اور نواب نظام علی خان اور انگریز اُس طرف سے جب یہہ خبر نواب بہادر نے سنی کہ اُسکا برادرزادہ عزیز کفران نعمت و ناسپاسی کا مرتکب ہوا اور ساتھہ اُس فوج کے جو اُسکو سپرد کی گئی تھی دشمنون سے مل اُنکا مددگار ہو اُنھین صوبۂ سرا وغیرہ مملکت حیدری مین آنے کی اجازت دی ہی بہت سا پریشان خاطر ہوا حق ہی کہ اِس حادثۂ ناگہانی نے تمام منصوبون کو نواب بہادر کے برہم کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر جماعہ مرھٹہ تجدید آشتی پر جیسا کہ مرزا کو اِس باب مین لکھا گیا تھا راضی نہو کر لشکرکشی کرینگے تب بھی ہمکو اتنی فرصت ملیگی کہ ساتھہ فوج میرزا کے متفق ہو مرھٹون سے اُس طرف سرا کے جنگ کرین اور وقت ضرورت کے قلعہ سرا وغیرہ مین متحصّن ہو جاینگے اور یہہ بھی اُسکے خیال مین تھا کہ یہہ معاملہ اُسکا مرھٹون کے ساتھہ اِس سے پہلے کہ افواج متّفقہ نظام علی خان اور انگریزون کی سرحد بنگلور مین پہنچین یکسو ہو جائیگا اور اتنی فرصت اُسکو ملیگی کہ اُن متّفقہ فوجون پر حملہ کر سکے لیکن برخلاف اُس

خیال اور چشمداشت کے جب اُسنے دیکھا کہ مرزا کی خیانت اور نافہمی کے سبب تمام ممالک محروسہ اُسکا معروض ناخت اعادی ہوا چاہتا ہی اُسکو ضرور ہوا کہ قلعہ سریرنگپتن مین متحصّن اور حصار کی حمایت سے اعدا کے مدافعہ مین مشغول ہو'

متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تخریب پرجوار ودیار سریرنگپتن کے اور ذخیرہ کرنا اذوقہ لشکر کا اور متفرّق کرنا رسالون کا واسطے راہ زنی ویغماگری کے اذوقہ لانے والون پر اعدا کے اور طیّار کروانا ایک بڑا احاطہ لشکرگاہ کا

اِس مُہم مین نواب حیدر علی خان بہادر نے یہہ تدبیر کی کہ سب فوج کو چھوٹے چھوٹے حصّون مین منقسم کر چار طرف دارالملک کے منتشر و متعیّن کر سپہداروںکو یہہ حکم دیا کہ شہر و قصبات و دیہات و قلعجات کے رہنے والون کو بزور اِس امر پر لاوین کہ وے اپنے مکانون سکنون کو چھوڑ آپنی سب اشیاے منقولہ لیکر سریرنگپتن مین آرہین اور سواے بڑے درختون کے سب کشتزار وصحرا مین آگ لگا کر خاک سیاہ کردین تنکا گھاس کاروے زمین پر اور پھوس چھپرون پر رہنے نپاوے اور سب بقّال اہل حرفہ خردہ فروشون وغیرہ کو جو ملازم لشکر کے تھے یہہ حکم عام دیا کہ سب لوٹ مین شریک ہون چنانچہ تھوڑے ہی دنون مین بیس میل تک گرد سریرنگپتن کے تمام تباہ و ویران ہو گیا اور سب جنس غلّہ وغیرہ ما یحتاج زندگانی کی سریرنگپتن مین ساتھ کثرت و موفوری کے جمع کئی گئی جب کوئی جماعت رعایا کی اپنا مال اسباب وہان لیکر پہنچتی تھی اُسکا

مال سب ما تھ قیمت رایج کے سرکار مین خرید ہوتا تھا تا وے خوش ہوتے
پھر ہر فرقہ کو ہستان مین جو قریب دارالملک کے واقع ہی واسطے سکونت
کے بھیجا جاتا اور غلّہ وغیرہ بقیمت ارزان بنسبت قیمت خرید کے کارگزاران
سرکار رعایا کے ہاتھ فروخت کرتے تھے جبتک افواج حیدری تخریب شہر
وقصبات و دیہات مین مشغول رہی بعد اُسکے کمال جد و جہد اُستوار کرنے
مین لشکر گاہ کے عمل مین آئی یہ لشکر گاہ دست چپ کی طرف حصار شہر تک
منتہی ہوئی تھی اور دست راست کو اُس قلعے تک پہنچی تھی جو منتہا پر اُس
نہر کے واقع ہی جو رود کاویری کے ساتھ اُس جزیرہ کو احاطہ کرتی ہی
جس مین شہر کی بنا رکھی گئی اِس مقام مین پشت معسکر کی اس نہر سے
پشتیبان رکھتی تھی اور اعدا کے حملہ سے ایمن و محفوظ کیونکہ نہر مذکور
بہت عمیق تھی اور کنارہ اُسکا بلند تو پین بڑی بڑی آٹھارہ سیر کا گولہ کھانیوالیان
اِس حصار پر لگی ہوئین اور تمام میدان پر مشرف اِن قلعون کے آگے
تھوڑی ہی دور کے فاصلے پر سات قلعے اور تھے کہ ہر ایک پر آٹھارہ ضرب توپ
لگائی گئین تھین اور پان سو گولہ انداز اُن پر متعیّن اور قلعون کے گرد خندق چونکہ
رود کاویری ہر مقام مین بایاب ہی اور زمین سنگین اِس لیئے بیشمار گوکھرو
آہنین بنوائے گئے کہ وقت حملہ اعدا کے اُس مین ڈال دیئے جاوین ایک سو
ضرب توپ حصار پر اور پچاس ضرب ایک معبد سنگین پر جو مقابل رود کے
ایک پہاڑ پر واقع ہی لگائی گئین تا اعدا پر وقت یورش گولہ زنی کی جاوے اور
تین سو ضرب توپ گرد اُس لشکر گاہ کے چنی گئین تھین خیر اب
اس طیّاری سے نواب بہادر اعدا کا منتظر تھا اور چونکہ سوارون کا کام
بالفعل نواب ممدوح نے وہان کچھ نہ دیکھا اس لیئے اُن کو دو حصے کر بہرہ

اعظم کو میر مخدوم علی خان کی سرگردگی مین واسطے مدافعہ نواب نظام علی خان کے حدود بنگلور مین بھیج دیا اور اُنھون نے اُس ملک مین پہنچ تباہ کر نیکی بنیاد ڈالی اور افسری باقی سردارون اور ایک جمعیت کثیر پیادون اور تمام حشر نا موظف کی نواب میر فیض اللہ خان کو عطا کی اور حکم دیا کہ دیار بنگر مین جاکر حمایت مین ان کو ہستانی راجون کے جو اُسکو کنڑے سے جدا کرتی ہین مشغول ہو اور ساتھ فوج متعینہ اُس ملک کے متفق ہو جماعہ مرہٹہ کو آنے سے باز رکھے سب سپاہی فرنگستانی جو قدیم سے ہوا خواہ نواب بہادر کے تھے یہہ آرزو رکھتے تھے کہ اُس جنگ مین اُنکے لیئے ایک مقام خاص واسطے مدافعہ دشمنون کے تعین کیا جاے چنانچہ اِسی واسطے اُنکے افسر نے منصبدارون کے ساتھ حضور مین یون عرض کیا کہ چونکہ فوج فرنگستانی نے ہمیشہ ساتھ مامور ہونے اوپر بھاری و پرخطر مقام جنگ کے عزت و امتیاز سرکار سے پائی ہی اِس لئے اِس مہم مین بھی ہم امیدوار ہین کہ واسطے حمایت کرنے پہلے قلعے کے منصوب ہون نواب نے فرمایا کہ ہم کو بھی یہی منظور تھا جاؤ اور اپنے علم درمیان کے قلعہ پر بلند کرو اور ہم سے مدد شایستہ کے امیدوار رہو اِسواسطے کہ ہم خود دوسرے قلعہ کی فرمان دہی مین مشغول رہینگے میرزا کی خیانت کے باعث جسکو ہم نے فرزند کی طرح پرورش کیا تھا ہمکو بہت سی دل گرفتگی و رنج حاصل ہوا اور اسطرح سے متفق ہونا سب اعدا کا ہم نہ جان تے تھے تب بھی اگرچہ غنیم کی فوج عظیم ہی لطیفہ غیبی کے ہم امیدوار ہین اور جب تک فضل الٰہی شامل حال ہی دشمنون سے کیا ڈر اور اگر مرضی الٰہی دیگر گون ہو اُسپر بھی ہم راضی ہین'

دلیری و وفاداری سے قلعہ داران حصار مارت سرا و گھیری کے نواب کو اچھی فرصت واسطے مہیا کرنے اسباب جنگ کے دی بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب

قلعہ دار ان حصار مارت سرا و گھیری کو یہہ معلوم ہوا کہ صوبہ دار سرا اپنی فوج
ساتھہ مادھو راو سپہسالار مرہٹے سے مل گیا اُسکی اطاعت سے منحرف ہو گئے
محاصرہ کرنیکے وقت خوب لڑے علی الخصوص قلعہ دار حصار گھیری جس مین
سپاھیان تناور جو واسطے تاراج کرنے اُن حدود کے آئے تھے بموجب درخواست
اِس قلعہ دار کے مسافت چودہ فرسنگ کی علی الاتّصال ایک شبانہ روز
مین طی کر اُسکی کمک کو قلعہ مین پہنچے اور اِس لحاظ سے کہ اگر راہ مین آرام کرین
تو قلعہ والون کی مدد مین تاخیر واقع ہوگی وے راہ مین کہین نہ ٹھہرے جب وہ قلعہ
مفتوح ہوا اور مادھوراو نے اُن تناورون کو جنکی جوانمردی تمام ہندوستان مین
مشہور ہوگئی تھی میلے کچیلے لباس کے ساتھہ دیکھا اُسکو کمال حیرت ہوئی اُن سے
مخاطب ہو کہا کہ تعجّب کا مقام ہی کہ تمہارا آقا جو سپاہ کا قدردان ہی تم سے دلاورون
کو ایسا خوار و متبذل رکھتا ہی اُن کے سپہدار نے جواب دیا کہ مہاراج صورت
واقعہ یہہ ہی کہ ہم لوگ اِس قلعے کے متعلّق نتھے لیکن اُسکے محاصرے کی خبر سن
اُمنگ پر اِس بلند نامی کے کہ آپ سے سپہسالار کے ساتھہ لڑین اِس قدر
ہم لوگون نے دھاوا کیا کہ چودہ فرسنگ کی مسافت یکشبانہ روز مین طی کی
راہ مین نہ کچھہ کھایا نہ پیا اور سوائے اِس رخت کے جو ہم پہنے ہمین کچھہ ساتھہ
نلائے مادھوراو نے کہا کہ تمہارے کام مردانہ ہم کو بہت پسند آئے یہہ فرما دیو دو
جوڑے کپڑے اچھے ہر ایک کو اپنی سرکار سے دیکر یہہ کہا کہ اگرچہ دستور فتح
و قلعہ گیری کا یہہ ہی کہ سلاح و علم تمسے لین پر بپاس عزّت و ناموری تمہارے
آقا کے تمہاری دلیری و بہادری دیکھہ علم و سلاح دونون چھوڑ دیئے گئے
اس طرح پر اُس جنگ مین ہندی سپاہیون نے جنکو ہم لوگ اہل فرنگ
و بو مردم ناتراشیدہ کہتے ہمین لڑ بھڑ کر نام اپنا صفحہ روزگار پر باقی رکھا و لیکن

بعد بیان کرنے مردانگی ہندی سپاہیون کی بیان نمک حلالی کو اُن سو نفر گولندازان فرنگستانی کے اسی واقعہ مین جنھون نے حق نمک خواری کا بخوبی ادا کیا سراسر بے انصافی ہی اسواسطے لکھا جاتا ہی کہ یے لوگ بھی دوسرے سپاھیون کی طرح واسطے جنگ جماعہ مرھٹے کے روانہ کیے گیے تھے لیکن اُنکو جب سازش مرزا کی مرھٹے کے ساتھ معلوم ہوئی اُسکی خیانت اُنھین ایسی ناپسند آئی کہ اپنے سپہسالار سے کہا کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ ہم لوگ نواب بہادر سے جسکا نمک ہم نے مدّت سے کھایا ہی جنگ کرینگے حاشا وکلّا ہمسے کبھو ایسا کام نہوگا بلکہ ہمارا ارادہ یہ ہی کہ ہم اُسکی طرف سے جنگ کرین پھر خدا حافظ کہکر وہان سے صرف ایک شمشیر اور ایک جوڑے کپڑے سمیت جو پہنے تھے روانہ ہوئے اور بالکل مال واسباب وہین چھوڑ لشکر حیدری مین جا پہنچے نواب بہادر اِس سلوک سے اُنکے کمال خوش ہوا ایک ایک جوڑی کنگن طلائی ہر ایک منصبدار اور زر نقد سپاہیون کو عطا کیا اور قیمت اسباب کی جو چھوڑ آئے تھے موافق اُنکے اظہار کے ہر ایک نے سرکار سے پائی'

چڑھائی کرنا نواب نظام علی خان کا ممالک میسور پر سنّے سے خبر یورش جماعہ مرھٹہ کی میسور پر اور فراہم ہونا دونون لشکر کا سیرنا پٹن مین واسطے تاراج کرنے خزانہ سریرنگپٹن کے

جنریل اسمتھ اور رکن الدولہ نے جو نہین سنا کہ مرزا مرھٹے سے مل گیا فوراً نظام علی خان کو اِس حال سے اطّلاع دی چونکہ نواب نظام علی خان

بہ سبب اپنے اسراف و بادہ دستی کے ہمیشہ زر کا محتاج رہتا تھا جنریل موصوف نے موقع پاکر اُسکو یون انگیز دی کہ جلد سریرنگپتن کو کوچ کیجئے ایسا نہو کہ مرہٹے اِس امر مین پیش دستی کرو ہان کے سب خزانون پر متصرّف و قابض ہو جاوین چنانچہ نواب نظام علی خان کے جلد کوچ کرنیکے سبب اور مادھو راو کے توقّف کرنیکے باعث محاصرہ کرنے مین قلعے مارت سراو مگھیری کے جو ابھی مذکور ہوا ایسا اتّفاق ہوا کہ دونون لشکر ایک ہی وقت حدود مین سیرنگپتن کے جو سریرنگپتن سے سات فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی باہم پہنچے امیرون اور سپہداروں نے دونون لشکر کے امید پر دستیاب ہونے زر و جواہر بے شمار سریرنگپتن کے بہت سے خیال پکائے تھے لیکن ویرانی و خرابی دیار و جوار سریرنگپتن کی اور تباہی و اسیری اپنے اذوقہ تلاش کرنیوالون کی ہاتھ سے سواران حیدری کے مشاہدہ کرا و راس سبب سے کہ مقام و کیفیت افواج حیدری کی اُنکو کچھ معلوم ہو سکتی تھی اُنکو یقین ہوا کہ وہ سب اُنکے خیال محض خام و صرف لغو تھے الغرض دونون لشکر مرہٹہ اور نواب نظام علی خان کے فراہم ہوتے ہی اوّل روز تو کئی رسالے سواران کے حوالی سریرنگپتن کے میدان مین آئے اور بعضے لوگ اُن مین سے آگے بڑھکر نزدیک گئے کہ شہر و قلعجون کو جنپر دھیمے حیدری کے پھہراتے تھے دیکھین چونکہ اس جانب سے کچھ ممانعت و مزاحمت نہوئی وے تمام میدان مین ہر طرف پھرے اور ہر چیزون کو مشاہدہ کیا دوسرے روز پھر سواردن کے رسالے اوّل روز کی طرح میدان مین آئے اور بے مزاحمت پھر کر چلے گئے تیسرے روز پہردن چڑھے ایک مرتبہ میدان مین نواب نظام علی خان و مرہٹے کے سواراور امیر و سردار جو ہاتھیون پر چڑھے ہوئے تھے جا پہنچے اور عقب سواردن کے قوے ہزار پیادون کی جمعیّت معہ پچاس ضرب بڑی توپون کے آئین

اُسوقت یک عظیم شکوہ اور طرفہ انبوہ نمایان ہوئی تھا زیادہ سے دو لاکھ سے زیادہ اور عماری دار ہاتھی دو سو سے متجاوز جنریل اسمتھ اپنے رسالہ ترک سوارون کے ساتھ واسطے دریافت کرنے احوال لشکر حیدری کے آگے بڑھا جب یہ رسالہ چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچا جہان سے آگے جانا ممکن نہ تھا ایک اشارہ اُس قلعچے سے جس مین نواب بہادر خود فرمان فرما تھا کیا گیا اور ایک مرتبہ اسطرح پر تمام قلعچون سے اور کوہچے سے آتش باری شروع ہوگئی کہ آناً فاناً مین ہزارہا آدمی مارے پڑے اور کشتون کے پشتے لگ گئے تب نواب نظام علی خان اور اُسکی فوج کے دل پر کمال دہشت و ہیبت مستولی ہوئی اور جنریل اسمتھ پر یہہ ثابت ہوا کہ حملہ کرنا لشکر گاہ حیدری پر امکان سے باہر ہی دوسرے روز مجلس شورا منعقد ہوئی اور سردار و سپہسالار دونون لشکر کے وہان جمع ہوے ہر شخص اپنی رائے کے موافق گفتگو کرنے لگا پر کسی بات پر اتفاق رایون کا نہوا اگرچہ سب مین رائے جنریل اسمتھ کی قرین صواب تھی کہ دونون لشکر جداہون اور کچھ ایسا حیلہ کرین جس مین نواب بہادر اپنے لشکر گاہ سے جو بہت حصین ہی باہر نکلے لیکن یہہ امر اہل شورا نے پسند نہ کیا،

ناکام ہونا مرداروں کا دونوں فوج تاراج اندیش کے اپنی طمع سے
اور لاچار ہوکر آشتی کرنا جمامہ مرہٹہ کا مصطفی حیدر علی خان کے
ساتھ اور متحیّر رہنا نظام علی خان کا بحکم اضطرار مصالحہ
کرنا اُسکا نواب بہادر کے ساتھ اور متّفق ہونا دونوں
نواب کا قلع وقمع پر انگریز اور نواب محمد علی خان کے

سب اہل شورا اپنے اپنے خیمہ کو گئے پھر اِس بات مین کچھ گفتگو نہوئی اِس
درمیان مین مرہٹے اور نواب نظام علی خان کے سوار جو اُس نواح مین اذوقہ کی
تلاش کو جاتے اکثر سوارا ان حیدری سے خاصہ اُن سوارون سے جو میر مخدوم علی
خان کے تابع تھے دوچار ہوتے اور ناکام منہزم پھر آتے چنانچہ نواب نظام علی
خان و مرہٹے کے لشکر مین اذوقہ وعلوفہ نایاب ہونے لگا اور رسد لانیوالے جانور ہاتھی
گھوڑے بیل اور وے آدمی جو رسد تلاش کرنیکو جاتے ہر روز گرفتار ہو جاتے آخر کو
یہ نوبت پہنچی کہ کسی جگہ غلّہ ہاتھ نہ آتا تھا قیمت چاول اور ضروری چیزون کی بہت
چڑھ گئی نواب بہادر کو ہر طرح کی خبر مخالفون کے لشکر کی پہنچتی تھی اور وہ اپنی
لشکرگاہ مین خوشی وخرّمی کے ساتھ زندگانی کرتا اور واسطے فوج کے ہر طرح کا
اسباب زندگی بکثرت مہیّا تھا ہر سپاہی نے ایک گرتھا کھود اپنے کھانیکا غلّہ ذخیرہ
اُسمین رکھا تھا اور رودکاویری سے مچھلی بہت میسّر آتی اور باقی چیزین
اور ساز وسامان جنگی جنکی حاجت ہوتی تو رات کے وقت کوہستان وجنگل
سے ساتھ بدرقہ سپاہ کے لائی جاتین مرہٹون نے بہانے سے اذوقہ وعلوفہ جوئی
کے سیاپین سے خیمے اُکھاڑ رودکاویری کے کنارے سریرنگپٹن سے
پانچ میل کے فاصلے پر اپنا ڈیرا کیا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مرہٹے رودکاویری پر

یرا کرنے کے پہلے نواب بہادر کے ساتھ دو باب آشتی مخفی گفتگو رکھتے تھے اسواسطے کہ بعد تبدیل مقام کے دوسرے ہی روز صلح موقّت اُن سے گئی اور تیسرے روز مرہٹے صوبہ سراکو کا رپردازان حیدری کے حوالہ یونان کو روانہ ہوگئے اِس خبر کے سنتے ہی فوج نواب نظام علی خان کی گرداب طراب مین پڑی اور خود نواب موصوف سب سے زاید مشوّش و پریشان طر ہوا نواب بہادر جو حال سے فطرت و مزاج نواب نظام علی خان کے اچھی ح واقف تھا اُسکی وحشت زیادہ کرنے کے لیئے اپنی فوج کو بسنگر سے ب کیا اور راحاطے سے لشکرگاہ کے اپنی فوجون کو باہرنکال میدان مین سیناپتن راہ پر خیمے استادہ کروائے نواب نظام علی خان نے اِس حرکت سے جیسا ب بہادر نے خیال کیا تھا نہایت خایف و ہراسان ہوکر صلاح و مشورت کو ب بسالت جنگ اور نواب محفوظ خان وغیرہ امیرون کے جو سب مخفی اخواہ دولت حیدری کے تھے سمع قبول سے سنا جب رکن الدولہ دیوان نظام علی نے معاملہ دیگرگون دیکھا اور راہ شجاعت کی اپنے خواجہ کے دل پر مسدود پائی جب اقتضاے حال اِس بات مین پیشدستی کر مصلحتین آشتی کی بیان کرکے ں سے التماس کیا کہ نواب بہادر سے صلح کرنا چاہیئے اور دیوان مذکور خود کفیل ں مہم کے انجام دینے کا ہوا اور اِس عذر لنگ سے انگریزی فوج کو طرف اس کے روانہ کیا کہ وہ تسخیر کرنے مین قلعجات دولت حیدری کے جو اُس دین ہمین کوشش کرے جنریل اسمتھ قراین حال و مقام سے اِس امر کو ہ گیا اور روانہ ہونے کو طرف مملکت انگریزی کے غنیمت سمجھا تا وہ سلوک خانہ سے نواب نظام علی خان کے محفوظ رہے اسواسطے کہ اگر وہ وہان رہتا تو ل تھا کہ نواب نظام علی خان اُسکو نواب حیدر علی خان کے حوالہ کر دیتا تب

جنریل موصوف کو سوائے تسلیم و انقیاد کے کچھ چارہ نہ ہونا اب جنریل اسمتھ نے یہہ سب حال من و عن کارگزاران دولت مدراسیہ کو لکھہ بھیجا اور حال اپنی بدگمانی کا بھی جو نواب نظام علی خان اور اُسکے دیوان رکن الدولہ کے ساتھہ رکھتا تھا ظاہر کرکے اُن مصلحتون کو جو آشتی کرنے مین نواب بہادر کے ساتھہ تھین بیان کیا اور آخر یہہ لکھا کہ اِس امر مین سستی و توقّف زنہار نکیا چاہیئے نہین تو انگریزون کو تنہا بار اخراجات سنگین جنگ کا جو اُنکے ملک مین واقع ہوگی متحمّل ہونا پڑیگا اِدھر تو کارگزاران مدراس نے جنریل اسمتھ سے یہہ خبر معلوم کی اور اُدھر رکن الدولہ دیوان نواب نظام علی خان نے اپنے برادر نسبتی نواب محمد علی خان کو یہہ لکھا کہ یہہ جنگ جو نواب نظام علی خان اور نواب بہادر کے درمیان بالفعل واقع ہی طول کھینچیگی اور جب تک نواب بہادر مجبور ہوکر لاقل نواح بنگلور اور مالیم نواب نظام علی خان کو نہ دے صلح ہونا معلوم کو نسلیان مدراس اس خبر پر جو رکن الدّولہ نے محمد علی خان کو لکھی تھی اعتماد کیا اور معروضے ہر جنریل اسمتھ کے عمل نہ کیا بلکہ اُسکو لکھا کہ وہ نواب نظام علی خان کے ساتھہ ہر حال مین موافق و مرافق رہے دیوان دورنگ نے نواب محمد علی خان کو تو یہان یہہ لکھہ بھیجا اور وہان خود ہی نواب محفوظ خان کو نواب بہادر کے پاس بھیجکر بذریعہ عریضہ یہہ ظاہر کیا کہ مین سر برنگپٹن مین واسطے ملازمت نواب حیدر علی خان کے آتا ہون اور یہہ چاہتا ہون کہ تمام امور جو نواب محفوظ خان گوش گزار کریگا موافق مرضی نواب حیدر علی خان بہادر کے انجام کو پہنچاؤن نواب موصوف کو جب یہہ معلوم ہوا اطمینان دل جوئی اور اعتماد نواب نظام علی خان کے حکم کیا کہ لشکر حیدری خیمہ گاہ جدید سے معسکر قدیم کو پھر جاوے اور دیوان کو حاضر ہونے کا حکم لکھہ بھیجا سوداگرون اور بنجارون کو حکم دیا کہ اذوقہ و اسباب مایحتاج لشکر مین نواب نظام علی خان کے لیجائین جب

واب نظام علی خان نے مکتوب نواب حیدر علی خان کا پڑھا فوراً اپنی سپاہ
و حکم دیا تاساز و سلاح جنگ کھول ڈالین اور نواب بہادر نے بھی اپنی فوج کو
سلاح کھولنے کا فرمان دیا تب دیوان مذکور بڑی حشمت کے ساتھ سریرنگپٹن
ین آیا اور دربار حیدری مین حاضر ہو بہت جلد امور وابستہ صلح کے طی کیئے چنانچہ
ہ قرار پایا کہ شاہزادہ کامگار ٹیپو سلطان نواب محفوظ خان کی بیٹی کو اپنے نکاح مین
وے اور نواب محفوظ خان برا بیٹا نواب انور الدین خان مرحوم کا جو شرعاً
لک و فرمان فرماے صوبہ آرکاٹ کا ہی اپنے سب حقوق نوابی
کے اپنے داماد سلطان موصوف کو البتہ تسلیم و تفویض کردیگا اور
اب حیدر علی خان اور نواب نظام علی خان اپنی افواج متفقہ سے نواب محمد
ی خان اور ہواخواہون کو اُسکے مقہور کرینگے اور جب تک کہ فوج نواب نظام
ی خان کی اُس مہم مین رہیگی نواب حیدر علی خان چھہ لاکھ روپی ماہیانہ نواب
لمام علی خان کو دیتا رہیگا اور تعین و مامور کرنے مین قلعہ دارون کے قلعجات مفتوحہ
ن اختیار کلّی نواب حیدر علی خان کو ہوگا اور عنان قلعہ داری وحکومت اُس مملکت
نواب میر مخدوم علی خان برادر نسبتی نواب حیدر علی خان بہادر کے ہاتھ مین
تفویض ہوگی تا وہ اپنے بھتیجے بلند اختر ٹیپو سلطان کی نیابت مین اُس صوبے کی
ومت پر مستعد و سرگرم رہے اور سلطان موصوف مالک تمام باج و خراج کا
گا اور میر مخدوم علی خان بعد وضع کرنے اخراجات ضروری حکم رانی کے زر حاصل اِس
وبے سے جس قدر باقی رہیگا سلطان موصوف کے خزانے مین بھیجیگا اور نواب رضا علی
ن خلف نواب چندا صاحب مرحوم نے بھی تمام اپنے حقوق نوابی کو آرکاٹ
ر چناپلی و ماڈورا کے شاہزادہ بلند اقبال ٹیپو سلطان پر واگذاشت کیا لیکن نواب حیدر علی
ن اور ٹیپو سلطان نے یہ التزام کیا کہ تمام مملکت تنجاور بعد معزول کرنے وہانکے

راجہ کو حکومت اُس ملک کی نواب میر رضا علی خان کو فدتلے یا سر بہا مین نواب
چندا صاحب مقتول پدر نواب رضا علی خان مذکور کے دیوبن اور آخر دونون
نواب حیدر علی خان و نظام علی خان نے باہم اتّفاق و ہمداستانی اِس امر پر
کی کہ ہرگز ایک دوسرے سے نفاق و مفارقت روا نرکھین بلکہ باہم متّفق ہو
اِس باب مین بذل جہد کرین کہ تمام امور مندرجۂ عہد نامہ کے اتمام و انصرام کو پہنچائے
جاوین قبل توثیق اِس عہد نامے کے جسکے اتمام کا نواب محفوظ خان متعہّد ہوا
موکب ٹیپو سلطان کا نواب نظام علی خان کے ملاقات کے لیئے آمادہ و طیّار کیا گیا
جسکی تفصیل یہ ہی چھہ ہزار سپاہی گزیدہ یا طوپاس و چار ہزار سوار چیدہ
اور چھہ سو سوار فرنگستانی مسلّح و مکمّل اور جزو اعظم موکب خاصۂ نواب بہادر
سے بھی اُسپر مزید کیا گیا بعد عہد نامے کے رکن الدولہ دیوان اپنے معسکر کو پھر گیا
اور نواب محفوظ خان بھی اُسکے ساتھ ہوا، روانہ ہوتے وقت ٹیپو سلطان کے
نواب نظام علی خان کی ملاقات کے لیئے نواب بہادر بہت ہی دلگرفتہ و پریشان
خاطر ہوا اپنے امیرون سے فرمایا کہ مین غدّاری و دستکاری سے نواب نظام علی خان
کے بہت ہراسان ہون کیونکہ جس شخص نے طمع سے ریاست کے اپنے
بھائیون کو مار ڈالا ہو دیکھا چاہیئے کہ میرے نور عین سے کسطرح پیش آوے اگر
اور کچھ نکرے فقط قید ہی کر رکھے تو اُس صورت مین مجبور ہو کر زر خطیر یا گرانمایہ
بہرہ ملک کا مجھے اُسکے استخلاص مین دینا پڑیگا حاصل کلام یہ ہی کہ مین اپنا لخت جگر
ایک ایسے ناہنجار کو سونپتا ہون جسکے قول کا تو کیا ذکر ہی قسم بھی قابل
اعتبار کے نہیں (یہ گفتگو اور بہت سے کام نواب حیدر علی خان بہادر کے برہان
و دلیل اس امر پر ہین کہ نواب ممدوح کو فرزندون اور قریبون سے کمال
محبّت تھی) لیکن اُس نواب مہرپرور نے تقویت و دلاسائی پر نواب میر رضا علی خان

نواب میر فیض اللہ خان کے جو واسطے مرافقت ٹیپو سلطان کے مامور ہوئے تھے اور دونون شخص نے کمالت اس امر کی کی تھی کہ پیشتر اُس سے کہ سکے فرزند دلبند کو کوئی آسیب پہنچے وے دونون اپنے تئین فدا کرینگے اور اپنے سپاہیون اور سپہداارون کی بہادری پر بھی اعتماد کر کے سلطان جانا معسکر مین نواب نظام علی خان کے منظور کیا جب سلطان اپنے موکب سر کے ساتھ مقام سینا پٹن مین پہنچا سب فوج نظام علی خان کی خصوصاً نگریز کیا سپہدار کیا سپاہی چابکی و چستی فوج حیدری کی دیکھ متعجب رہے اگرچہ حوال سپاہ حیدری کا سابق سے سنا تھا پر خیال مین اُنکے نہین آتا تھا کہ ہندوستانی ج ساتھ اِس نظم و نسق کے کوچ کریگی الغرض فوج کے لباس کی بی اور اسلحہ کی چمک اور سپاہ کی چستی دیکھ لوگون کی نظرون کو چکچوندھی ے جاتی اور توزک وشکوہ سواری کا تماشائیون کو حیرت مین ڈالتی تھی سلطان کے ے مین داخل ہوتے ہی سلامی کی توپین سر ہوئین اور سپاہیون نے اپنے اپنے یرون مین جا مقام کیا سپہدار لشکر نواب نظام علی خان کے واسطے دیکھنے سران فوج حیدری کے آئے اور موکب موصوف کی عمدگی و شوکت و شکوہ بہت سی تعریف کی دوسرے روز نواب بسالت جنگ برادر نواب ام علی خان سلطان موصوف کی ملاقات کو آیا رکن الدولہ اور سب ارکان دولت امیہ بھی ساتھ تھے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوے دوسرے روز سلطان اب نظام علی خان کی ملاقات کو گیا اور نواب موصوف نے بہت سی تعظیم و اضع کے ساتھ ملاقات کی بعد طی ہونے لوازم رسم و مدارا کے نواب ام علی خان نے فوراً باقی فوج انگریزی کو بھی رخصت کر اُن سے بہ ظاہر کیا کہ ب ہوا خواہی و موافقت کے عہود درمیان ہمارے اور نواب حیدر علی خان

کے منعقد ہوے ہمین اور کسیطرح کی نزاع و خصومت باقی نرہی اب تم لوگون کے نوکر رکھنے کی ہمکو کچھ حاجت نہین اور ہم گورنر مدراس اور کونسایو نکو لکھ بھیجینگے کہ وے کس مقام و سرحد تک پیچھے ہٹ جائین ۔ بعد منعقد ہونے عہدومیثاق موافقت و ہمداستانی کے نواب حیدر علی خان نے اپنے وکیل مینا جی پنڈت کو جو مدراس مین تھا ایک اطلاعنامہ بھیجا اور یہہ لکھا کہ اِس اطلاعنامے کو گورنر مدراس کے ملاحظے مین گذرانے منصمون اِس اطلاعنامہ کا یہہ تھا کہ نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان خوب آگاہ ہین کہ نواب محمد علی خان فن و فریب کی راہ سے مصدر اس تمام زحمت و محنت کا ہوا جس سے تمام دکھن پریشان حال و مضطرب ہو رہا ہی اُسنے چاہا تھا کہ نواب حیدر علی خان کے ساتھ صف جنگ آراستہ کرے اِسلیئے اب نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان نے اُسکو تمام ان مرز و بوم سے جو اُسنے شرعی وارثون سے غصباً چھین لی تھین محروم و بے بہرہ کیا اور دونون سرکارون نے اب ایسا مناسب جانا کہ انگریزون کو منع کرین کہ من بعد پھر کبھو ملک نواب موصوف کی نکرین اور اُن فوجون کو جو حراست و حمایت قلعجات متعلقہ آرکاٹ یا دوسرے نواح منصوبہ پر نواب محمد علی خان کے انگریزون کی طرف سے متعین ہمین بالا لین اور جو قلعجات و ملک نواب محمد علی خان نے انگریزون کے پاس عوض مبلغ زر گرو رکھا ہی نواب حیدر علی خان نے وعدہ کیا کہ یہ مبلغ مین ادا کرونگا ظاہر ہی کہ ایسے ایسے اظہار و اعلام جنگ نے جس مین بار تمام اخراجات کا دولت انگریزیہ کو خود بلا شرکت غیر متحمل ہونا پڑتا اُنکو خوب ہی مشوش و متحیر کیا ہوگا اسواسطے کہ یہہ اظہار انگریزون کی طرف متوجہ تھا اور نواب محمد علی خان بیچارہ تو نہ لشکر رکھتا تھا نہ زور بر تری تدبیر بلکی انگریزون کی اُس زمانے مین یہہ تھی کہ جو امیر

یران ہند سے نو سبع حوزۂ ریاست کی اپنے عزیمت کرنا حتی الامکان وے
سکے سدّ راہ ہوتے اور اُسکو باز رکھتے کہ مبادا اُسکا استعلا دولت انگریزیہ
کے کارگزاران کے منصوبہ کا مانع ہو اور اُسی جہت سے اہل کار دولت
راسیہ ہمیشہ نواب حیدر علی خان سے جو طالب ترقی جاہ کا تھا خائف رہتے
تھے جب نواب نظام علی خان نے چار سرکارین شمالی اپنے ملک سے انگریزون
دین دولت انگریزیہ کے کارگزارون نے بارہ سو سپاہی فرنگستانی اور
ات پلٹن ہندوستانی اپنی طرف سے لشکر مین نواب نظام الدولہ کے داخل
یا اور اُنکے افسر کو جو جنریل اسمتھ تھا کو نسل مدراس سے یہ لکھا گیا
وہ فتوحات روزافزون حیدری سے نواب نظام علی خان کے دل مین بدگمانی
و سواس ڈالے اور اشتعال دینے مین رکن الدولہ دیوان کو جنگ پر نواب
ر علی خان کے اور طمع دلانے مین اُسکو واسطے دستیابی خزائن و دفاین
شمار نواب موصوف کے سعی و کوشش کرے مقصود دولت مدراسیہ
اُس زمانے مین یہی تھا کہ فتوحات روزافزون حیدری کو توقف مین ڈالے اور
اب حیدر علی خان اُس بوم و بر متعلق میسور سے ملیبار کی طرف جو اُسطرف
ہر بالا گھات کے ہی دست بردار ہو اور باقی ملک تصرف مین اپنے رکھے
رض اِس مین یہ تھی کہ حکومت ایسے شخص پر دل جنگ آور کی درمیان
ات مرہٹہ اور کمپنی انگریز بہادر کے حائل رہے تا ملک سردار کمپنی کا تاخت
تاراج سے مرہٹے کے بخوبی محفوظ رہے ۔

اظہار پاکدامنی اور تبریہ کا قوم فرانسیس
کے مداخلت سے جنگ حالی کے

پوشیدہ نرہے کہ اِس جنگ مین جسکا اعلام نواب حیدر علی خان بہادر نے دیا جماعہ فرانسیس کو جیسا کہ انگریز گمان کرتے ہین کچھ مداخلت نہ تھی اور یہ خوب متحقّق ہی کہ حیدر علی خان یا کسی اُسکے منصبدار نے جماعہ فرانسیس کو جنگ حالی مین کبھو نامہ و پیام نہین بھیجا تھا بلکہ بعد منعقد ہونے صلح کے نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان کے درمیان باب مکاتبت مفتوح ہوا اور بنائے مراسلت کی درمیان نواب بہادر و جماعہ فرانسیس کے دو مکتوب پر مبنی ہوئی ایک اُن مکتوبون سے نواب بہادر کی طرف سے لکھا گیا تھا اور دوسرا نواب رضا علی خان کی جانب سے اور یے دونون مکتوب بھیجنے کے لیے گورنر پانڈیچیری کو مدد ار قشون فرنگستانی ملازم حیدری کے حوالہ کیئے گئے تھے خلاصہ مضمون دونون خطون کا یہہ کہ نواب بہادر نے اپنے مکتوب مین لکھا تھا کہ باوجود ہمارے لطف و مہربانی کے انگریز ہماری دولت کی تباہی و خرابی کے درپی ہوے تھے اور ساتھہ انواع بندش و سازش کے نظام علی خان و جماعہ مرہٹے کے ساتھہ ہمارے علی الرغم عہد و پیمان باندھا تھا چنانچہ انواج متّفقہ نے ہمارے جوار و دیار پر یورش بھی کی تھی اور باعث اِس اتّفاق و فوج کشی کا سواے لوٹ و تاراج کے اور کوئی امر نہ تھا لیکن ہمنے حکمت عملی سے نواب نظام علی خان و انگریزون کے عہد باندھے ہوئے کو توڑ دونون جمعیّت کو پریشان کردیا اب نواب نظام علی خان اور ہم متّفق ہوئے ہین کہ نواب محمد علی خان اور انگریزون پر لشکر کشی کرین چونکہ سابق حمایت و امداد مین جماعہ فرانسیس کے

مین دشمنون کے ہاتھ سے ہم نے کوشش کر پانڈیچیری کو محفوظ رکھا تھا
ب ہم یہ چاہتے ہین کہ جماعہ فرانسیس اِس جنگ برحق مین ہماری
انت کرین اگرچہ ہم کو معلوم ہی کہ درمیان فرانسیسون اور انگریزون
کے اِسی سنہ ۱۷۶۷ ع مین مصالحہ ہوا ہی لیکن جب تک کہ حکم پادشاہ
نسیس کا اس خصوص مین نہ پہنچے اگر فرانسیس ہمارے پاس کمک
بھیجین تو ہم ممنون ہونگے باقی امور سپہدار فرانسیسی کے مکتوب سے جسپر
اعتماد رکھتے ہین معلوم ہوگا اور جو کچھ وہ ہماری طرف سے لکھے تم اُسکو ہمارا
ہا ہوا جانو اور میر رضا علی خان نے اپنے خط مین یہ لکھا تھا کہ ہمارے خاندان
نے جس تاریخ سے کہ جماعۂ فرانسیس نے پہلے ہندوستان مین بود و باش
تیار کی تھی تمہارے ساتھ شرایط ارتباط کو مرعی رکھا ہی اور اُنھین کی ہوا داری
ی میرا پدر بزرگوار مارا گیا اور میری والدۂ ماجدہ مدراس کو اسیری مین
ال کی گئی اور مین نے خود ہر طرح کا مال اپنا بہت برباد و یاد رینوالا ایک فرصت
لل ہوئی ہی. جسمین ہم متوقع ہین کہ مدد سے اپنے دوستون کے تلافی مافات
سکینگے اِسی واسطے ہم کو اپنے ہوا خواہان قدیم فرانسیسون سے
توقع یہ ہی کہ اِس بات مین اعانت و امداد دریغ نہ رکھین باقی امور خط سے
سپہدار فرانسیسی ملازم حیدری کے جو ہمارا محل اعتماد ہی واضح ہوگا اِن
دونون مکتوب کو منشی سپہدار فرانسیسی کا جو مرد معتمد تھا لے گیا اور سپہدار
انسیسی نے واسطے تصدیق اعتماد کے جو نواب حیدر علی خان و میر رضا علی خان
سپرد رکھتے تھے ایک اپنا مکتوب بھی ساتھ دونون مراسلہ کے روانہ کیا تھا آغاز
س خط کا متضمن تھا عزیمت پردونون نواب کے اوپر یورش سواحل کارومندل
کے اور چندی اور چگونگی پردونون لشکر کے تفصیل کے ساتھ اور

نامہ نگار کی آگاہی پر حقیقت کار اور کم و کیف سے افواج انگریزی کے اور بعد اُسکے اس مین لکھا تھا کہ امکان سے باہر ہی کہ انگریز مفاسد سے اِس جنگ کے اپنے تئین محفوظ رکھین اِسواسطے کہ اگلی لڑائیان اِس طبقہ کی جس مین اُنھون نے فتح پائی ممالک شمالی ہندوستان مین اور طرح کی تھین اور یہہ لڑائی اور وضع کی کیونکہ وے لڑائیان حدود مین سواحل دریاے شور یا کنارے پر رود گنگ کے واقع ہوئی تھین جہان اذوقہ اور کمک وغیرہ تری کی راہ سے بہ آسانی اُنکو پہنچ سکتی تھی اور یہہ جنگ دریا سے دور واقع ہوگی اور قلعے محافظ جانبین کے میدان جنگ سے مسافت بعید پر علاوہ اُسکے یہہ کہ تمام مصالح جنگ سوارون کے لشکر پر موقوف ہین اور لشکر انگریزی بالکل اُن سے خالی ہی اور فوج حیدری ہرگز لشکر امیران ہندوستان کی طرح نہین جس مین ہر رسالے پر اختیار رسالدار کا رہتا ہی بلکہ تمام امور لشکر کے قبضہ اختیار و کفایت مین ایک شخص کے ہین اور اگر انگریز اپنے شب خون مارنے یا حملات ناگہانی کرنے یا دغابازی و خیانت پر سپہداران حیدری کے اعتماد کرینگے تو خطا پاوینگے کیونکہ زمام ایمنی و حراست لشکر کی میرے ہاتھ مین سونپی گئی ہی اور مین کمال وثوق و اعتماد سے کہہ سکتا ہون کہ انگریز کسی طرح کے حملہ و یورش ناگہانی سے فوج حیدری پر غالب نہو سکینگے اور خیانت و دغا جیسی کہ لشکرون مین ہندوستان کے اکثر ہوتی ہی لشکر حیدری مین زنہار اُسکا احتمال نہین کیونکہ کوئی سپہدار اپنے سپہدارون سے رسالہ یا قشون اپنا نہین رکھتا ہی اور چونکہ حیدر علی خان اِس جنگ مین مظفر و منصور ہوگا جماعہ فرانسیس کو مطلقا کنارہ گیری امداد و کمک طرفین سے مناسب و قرین صلاح نہین اِس طرح کی بیگانگی اور کنارہ گیری دونون فریق کو ناخوش کریگی کیونکہ نواب بہادر و میر رضا علی خان نے درخواست کمک کی فرانسیسون سے عوض مین اپنے اگلے

ستان کے کی ہی اور نواب محمد علی خان نے اِس سبب سے سالت
ک کی جماعہ فرانسیسون سے کی ہی کہ موافق عہد و پیمان بندھے ہوئے مقام فونطنی
و کے اُسکے نام پر نوابی آرکاٹ کی مسلّم ہوئی اِس صورت مین ایسا
اسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک کمک مختصر فرانسیسون کی جانب سے نواب
در کے پاس بھیج مدد شایستہ کا وعدہ کیا جاے اور وعدے کے وفا کرنے
ن اختیار ہی کہ یہہ عذر کیا جاے کہ باد مخالف آنے سے جہازی فوجون کی
ع ہوئی لیکن جمعیّت سپاہیان پانڈیچیری کی قلیل ہی اِس سبب مدد
رانمایہ بھیجنا ممکن نہین اِسقدر کافی ہی کہ کئی منصبدار و گولہ انداز پختہ کار
لکر حیدری مین ملحق کیئے جاوین اور مشہور کیا جاوے کہ وے لوگ گورنر
نڈیچیری سے بھاگ کر لشکر حیدری مین جا ملے اِس صورت مین کسیطرح
حتمال بدنامی کا نسبت قوم فرانسیس کے جو کاہش اقتدار انگریزون کی
ہندوستان مین چاہتے ہین نہین ہی اور یہہ خیر سگال یعنے سپہدار
انسیسی ملاحظہ کرنے سے عنوان اِس جنگ کے یہہ مصلحت جانتا ہی کہ
مت مین گورنر فرانسیس کے از راہ صواب اندیشی اور تدبیر ملکی کے
رض کرے کہ استحکام کرنے مین پانڈیچیری کے جلد سعی کی جاوے اور
فعل خندق اُسکی صاف کر چند ضرب توپ برجون پر لگادی جاوین کیونکہ اگر
اب بہادر اِس یورش مین پانڈیچیری کے نزدیک جائیگا اور اُسکو
حمایت وحراست پائیگا تو زنہار پاس ورعایت فرانسیسون کے علم کی نکر تمام توپخانہ
اشیای جنگی زبردستی سے لیگا اور اُسکو عوض اپنی اعانت و کمک کا جو زمانۂ سابق
ن جماعۂ فرانسیس کے ساتھ کی تھی سمجھیگا و لیکن اگر کچھ بے حرمتی اور عدم مراعات علم
وشاہ فرانسیس کی ظہور مین آویگی تو یقین جانتا کہ ہم لوگ فرنگستانی جو شکر حیدری

مین نوکر ہین جماعت سپاہیان قلعہ پانڈیچری کے مددگار ہوا فواج حیدری کے مدافعہ
مین کوشش کرینگے اور خاتمے مین اُسکے یہ دو امر مصلحت آمیز لکھے گئے تھے کہ
چونکہ یہان عزم مصمّم ہو چکا ہی کہ تمام نواح و دیار کرناٹک کا سوارون کی فوج سے تاراج
و بیچراغ کیا جاے اسلئے ضرور ہی کہ برنج وغیرہ خرید کر قلعے مین جمع کیا جاوے
اور بھیجنا موشیرب یا دوسرے شخص کا جو نزدیک نواب کے قدر و اعتبار
رکھتا ہو واسطے تجدید مراسلت و خبر سگالی نواب بہادر اور اُسکے ہواخواہون
کے مناسب حال اور شایستہ مقام جانا چاہیئے ان مکتوبون کے پہنچتے ہی گورنر
پانڈیچری بہت خوش و مطمئن ہوا اور ترس و ہراس حیدری بالکل اُسکے دل سے
رفع ہو گیا لیکن اِس سبب سے کہ کنپنی فرانسیس نے گورنر پانڈیچری کو ساتھ کمال
تاکید کے ہر طرح کی جنگ و جدال سے عموماً اور جماعہ انگریزون سے خصوصاً
ممانعت لکھی تھی اِس سبب سے اُسنے جواب اِس مضمون کا نواب حیدر علی
خان کو لکھا کہ جب موکب حیدری اِس حدود مین پہنچیگا ہرگز ادا کرنے مین لوازمۂ
اعزاز و اکرام اور ارسال مین سفیر کے اِس طرف سے قصور واقع نہ ہوگا اور
جناب نواب بہادر سے ہمکو بہت سی شرم ہی کہ ہم اپنے مین طاقت کمک
بھیجنے کی مقابلے مین انگریزون کے نہین پاتے کیونکہ درمیان انگریز و فرانسیس کے
درینولا عہد آشتی وصلح ایسا مستحکم و استوار کیا گیا ہی کہ اُسکو بدون حکم جدید
بادشاہ فرانسیس کے ہم توڑ نہین سکتے اور دوسرے امور تفصیل طلب سپہدار
فرانسیسی حضور عالی مین عرض کریگا مضمون جواب نامۂ رضا علی خان بہادر کا بھی
اسی طرح کا تھا پر جواب مین نامۂ سپہدار فرانسیسی ملازم نواب حیدر علی خان
کے یہ لکھا تھا کہ آپ آیندہ ہم کو اس طرح کی مراسلت و خط و کتابت سے معاف
رکھین اور قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ افواج متفقہ دونون نواب کی اِس

جنگ مین انگریزون پر مظفر و منصور نہونگی اور ہم اس جنگ مین مدد نہین کرسکتے
س واسطے کہ حکم موکّد ہمارے حاکمون کی طرف سے یہ پہنچا ہی کہ ہم ہرگز خلاف
مین انگریزون اور نواب محمد علی خان کے متصدّی نہون اور تم سے ہم یہ التماس
کرتے ہین کہ حضور مین دونون نواب ذی اقتدار کے یہ سب حال تم عرض کرو
ور ہمارے اِباوانکارکی درشتی کو باب اعانت مین ساتھ چرب وشیرین زبانی
کے اُنکے دلون پر نرم کرو اور اِسکے بعد کوئی خط اِس باب مین صراحت کے
ساتھ نہ لکھو لیکن اگر ساتھ کنایہ و رمز کے معرفت موشیرم کے روداد سے اطّلاع
وگے تو موجب ہماری خوشدلی کا ہوگا'

مختصر بیان حال لشکر و مملکت کا نواب بہادر کے جس
ہنگام مین افواج متّفقہ یورش کرناٹک پر متوجّہ تھین'

ب نواب بہادر نے مع افواج متّفقہ عزیمت یورش کی سو احل کرناٹک پر کی
سطے رخنہ بندی ہجوم مخالفون کے ہر طرح کی احتیاط کو عمل مین لایا اور موافق
ابدید سپہدار فرانسیسی کے ارادے کو طیّار کرنے ایک جیش جدید
ستانی کے جو سابق سے منظور تھا ملتوی رکھا کیونکہ ترت اِس قدر لوگ فرنگستانی
نہو سکتے اِسلئے رائے صائب نے اُسکے یہ مناسب جانا کہ تمام سپاہ
ستانی کو بلکہ منصبداران سپاہیان گرانقدریان وطوپاس کو بھی ہزّارون و ذرا گونون
پخانون پر منقسم کرے اور اُنکو سرکردگی اِنھون پردے کرو اسطے مقابلہ
نے انگریزون کے مقرّر فرمائے توپخانہ لشکر حیدری کا بہت ترا تھا اور
باب جنگ کے اِس مرتبے مین بکثرت تھے کہ فوج انگریزی اُسکا عشر

عشیر نرکھنی تھی چون لشکر ہندوستانی مین ہر طرح کے سوداگر اور اہل پیشہ ہمراہ لشکر کے ہوتے ہین اور وے جانور بار بردار مختلف رکھتے نواب بہادر نے حکم دیا کہ سب جانور بارکش ایک ایک گولہ توپ کا لیچلین اور جو اندہی اُسکی اُسکے مالک سے متعلق رہے اور چون غربا و مساکین روزی طلب بھی ہندوستانی لشکر ون مین رہا کرتے ہین نواب بہادر نے اُنھین اجازت لشکر کے پیچھے رہنے کی دی تاہمیشہ لکڑی گھاس وغیرہ اشیاے ضروری جمع کر لشکر مین بیچا کرین اور بہتون کو اُن مین سے واسطے ہموار کرنے راہ اور سرنگ دور آنے کے لیئے نوکر رکھے اور ہر طرح کے ساز و آلات توپخانہ وغیرہ کے دُھرے لیئے تاکسی نوع کا توقف طی کرنے مین راہ کے واقع نہو ساتھ ہر ایک ضرب توپ کے ایک ہاتھی مقرر کیا چون حال اِن تعلیم کردہ ہاتیون کا گونہ طرفگی سے خالی نہین اِسلیئے لکھا جاتا ہی کہ جسوقت کوئی توپ کو اُسکے پر چڑھانے وقت بیل دم لینے کو کھڑے ہو جاتے یہ ہاتھی توپ کو اپنے پانون پر لے لیتا اور اگر نیچے اُتارنی منظور ہوتی تو خرطوم سے توپ کو روک لیتا اور گرنے نہ دیتا اگر کہین توپ چلتے چلتے کسی سبب رُک جاتی یا کسی زمین مین گڑ جاتی تو ہاتھی چلانے اور اُٹھانے مین اُسکے بیلون کی اعانت کرتا چنانچہ ایک منصبدار ٹھنہ نے جو میر توپخانے کا تھا اپنا معاینہ بیان کیا ہی کہ اتفاقاً ایک توپ رک گئی تھی اور بیل باوجود زدوضرب کے اُسکے کھینچنے سے پہلوتہی کرتے تھے اُس توپ کے ہاتھی نے ایک شاخ درخت سے توڑ کر اِسقدر بیلونکو مارا کہ بیل چل نکلے اور جب توپ مورچے مین لگائی جاتی تو ہاتھی اُسکو بے تائید بیلون کے رخنہ گاہ مین رکھ دیتا ہرگاڑی ساز و سامان جنگی لیجانیوالی دو سو لقمے بارود و گولے توپ کے اور بے شمار تفنگ بندوق کے لیجاتی تھی ہر پلاٹن کے ہمراہ دو دو ضرب توپ جاتی نواب بہادر نے حراست وحمایت مین امور مملکت

کے کوئی دقیقہ فروگذاست نکیا تاکہ غیبت مین اُسکے کوئی فساد کسی طرح
داخلل واقع نہو جب نواب بہادر نے مصالحہ موقت جماعہ مرہٹے سے کیا اور عہد
واخواہی کا ساتھ نواب نظام علی خان کے استوار باندھا ہر طرح کی فکر سے فارغ ہوا
ور خلجان دشمنان بیرونی کی طرف سے برطرف ہوا قوم نائر کے رئیسون
و اُن کی بروبوم خاصہ اُس شرط پر سپرد کی کہ خراج سالانہ سرکار حیدری
ن پہنچاتے رہین اور تمام اپنی فوج کو حدود مایبار سے اپنے پاس بلا لیا در ینولا
یک سانحہ ناگہانی جو اصلا نواب بہادر کے گمان مین نہ تھا ظہور مین آیا وہ یہ ہی
جب نواب کوئنبا تور سے دارالملک سرینگپتن مین داخل ہوا اُسپر
منکشف ہوا کہ راجہ تندوراج نے اغواسے مفسدونکے جماعہ مرہٹہ اور انگریزون
کے ساتھ خفیہ سازش کرکے نسبت اُسکے بدسگالی کی بنا رکھی ہی اور اب وہ
جہ قلعے مین سرینگپتن سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی جاگیر مین اقامت
کھتا ہی اِس بات سے نواب پریشان خاطر ہوا اور جاگیر تین لاکھ ہون سالانہ
ی جو مدد معاش کے طریق پر اُسکو مقرر کی تھی فرق کر راجہ کو نظر بند رکھا اب برسر
لمطلب آیا چاہئے جب تمام اسباب جنگ کا آمادہ ہوا دونون لشکر نے کوچ کیا
اب نظام علی خان نے راہ ہسکوٹہ کی لی اور نواب حیدر علی خان شہر
بلور کی راہ روانہ ہوا جب دونون لشکر قریب شہر کے پہنچے ظاہر شہر مین
رے کھرے ہوے نواب بسالت جنگ اور رکن الدولہ اور سب
سپہدار و سرگروہ افواج کے جمع کیئے گیئے شورا ہوا اے ارباب مشورہ کی
سبر متفق ہوئی کہ دونون لشکر کا کوچ اتنے فاصلے پر عمل مین آیا کرے کہ ہر کارزار
ایک لشکر دوسرے کی مدد کر سکے اور جب تک کوناٹن سے دونون
لرگذرین لشکر حیدری کا کوچ متقدم ہو اور جب مملکت آرکاٹ مین پہنچین تب

پھر مشورہ کیا جاوے کہ دونون لشکر باہم متفق ہو کر طرح جنگ کی ڈالین یا جدا جدا لڑین ۔

اظہار اِس امر کا کہ داستان نگار فرانسیسی نے جو
کچھ پردلی وتدبیر جنگی نواب حیدر علی خان کی
اُسکے مشاہدے مین آئی تھین وہی لکھین ہین ۔

واسطے عیان کرنے عنوان و فطرت و کمالات حیدری کے شیوۂ جنگ و پیکار مین ۔ بیان کرنا حال ہر طرح کی جنگ کا جن مین نواب بہادر خود مشغول تھا یقین ہی کہ مفید ہوگا خاصہ بیان اُن لڑائیونکا جو جماعہ انگریز کے ساتھ ظہور مین آئین اور داستان نگار فرانسیسی نے بچشم خود مشاہدہ کیا خصوصیات اِس جنگ پر جو درمیان نواب بہادر اور جماعہ انگریزون کے سال ۱۷۶۷ اور سنہ ۱۷۶۹ ع مین واقع ہوئی حال اُس جنگ کا جو سنہ ۱۷۷۹ ع مین شروع ہوئی قیاس کیا چاہیئے جس مین نامہ نگار فرانسیسی حاضر نہ تھا اور اُسی سبب سے سرگذشت اِس جنگ کی اُسنے بالتفصیل بیان نہ کی کیونکہ مدار رشتۂ روایات اِس جنگ کا بالکلیہ انگریزون پر منتہی ہوتا ہی اور وہ شایستۂ اعتماد نہین اِس لیئے کہ ایسی روایتین پہلے تو ہندوستان مین واسطے فریب دینے کارگزاران دولت برطنیہ کے ساختہ پرداختہ ہوتی ہین اور پھر دوبارہ فرنگستان مین موافق اقتضاے حال اور ضرورت کے منخدع کرنیکو وہان کے لوگون کے آراستہ کی جاتی مگر مکتوب جنریل کوٹ کا اِس خصوص مین رنگ راستی کا رکھتا ہی جسکے ذریعے سے تھوڑے احوال پر نواب بہادر کے اُس زمانے مین اطلاع ہوئی اِس مین یہ لکھا تھا کہ نواب حیدر علی خان خداوند کنگاش و صاحب مشورہ ہی اور ماہ نومبر مین

سنہ ۱۷۸۱ع کے اُسنے ایک ہی وقت چار قلعہ کو تنگ محاصرہ کیا تھا اگرچہ جنریل کوت مدراس سے اہل قلعہ کی مدد کے لیئے روانہ ہوا لیکن وہ خاطرخواہ اپنے مقصد کے انجام دینے پر قادر نہوا اور اِس سبب سے کہ قوت لایموت اُسکے لشکریون کو پہنچنا دشوار تھا مدراس کو پھر گیا اثنائے راہ مین فوج نے اُسکے ہمیشہ دستبرد سے سواران حیدری اور آتشباری سے اُسکے توپخانے کے بہت اذیت اُٹھائی اور کمال رنج پایا اگرچہ جنریل موصوف لکھتاہی کہ اُسنے چار جنگ مردآزما مین نواب بہادر سے لڑکر فتح پائی لیکن اُسنے کچھ حال اسیرون یا نشانونکا کہ فوج حیدری سے اُسکے ہاتھ آئے نہیں لکھا اور خاتمہ مکتوب مین جنریل موصوف نے یہ لکھا کہ ہم کرنیل کرافورڈ کو حضور مین کونسل مدراس کے بھیجتے ہین وہ راست و درست حال یہانکا عرض کریگا اِس مکتوب سے جنریل کوت کے یہ معلوم ہوتاہی کہ جماعہ انگریز اِس جنگ کے درمیان ہراس سوءمآل اور فکر امور حال مین مبتلا ہوئے تھے اور متوقع ہی کہ جماعہ فرانسیس کی مدد سے تمام ملک آرکاٹ کا متصرف حیدری مین آجاوے از روی اخبار معتبر جو لشکر حیدری سے پہنچی حال مسخر ہونے چیتل درگ اور خصوصیات مجلس شورا کا جو حیدر علی خان کے آرکاٹ مین آنے سے قبل منعقد ہوئی تھی معلوم ہوا شورا اِس بات مین ہوا تھا کہ آیا فی الحال ناخت کرنا انگریزون پر مصلحت ہی یا بعد پہنچنے فوج فرانسیس کے جسکی انتظار تھی شق اخیر اصحاب شورا و منصبداران فرنگستانی کو بھی پسند آئی لیکن ٹیپو سلطان کی راے مین پہلی شق صواب معلوم ہوئی کیونکہ اُسنے بیان کیا چونکہ نواب بہادر نے اکثر جماعہ انگریزون کو اپنے حملے و یورش کرنے سے نہدید کچھ ہی اقتضاے ہمت و ثبات یہ ہی کہ یورش اپنے سخن کی کر اُن پر ابھی یورش کرے انتظار فوج فرانسیس کچھ ضرور نہین سلطان موصوف نے ایسی دل گرمی و مردانگی سے

اپنی رائے پر دا ایستادگی کہ تمام ارباب شورا نے اُسکی رائے پر اتفاق کیا یہی شاہزادہ اقبال مند جنگ کو ھستانی مین جس مین کرنیل بیلی اسیر ہوا اور کرنیل فلیچر مارا گیا اور چند ہزار آدمی افواج انگریزی سے مقتول و اسیر ہوے اُسنے جب انگریزون کو بہ سبب اُرجانے عرابہ بارود کے پریشان حال پایا اپنے سوار ان جرّار صمیت اُنکے سر پر قضاے آسمانی کی طرح گر کر فیروز و مظفّر ہوا تھا اور اُسی نے ہزیمت کلّی اُس لشکر کو دی تھی جسکا قائد کرنیل براٹی تھا فی الحقیقت سلطان ذی شان نے اسکندر رومی کی مانند اتھارہی برس کے سن مین فہرا عادی و کرّ و فرّ لشکر کشی کو شروع کیا،

بیانِ چکونکی ملک و حشم کی نواب حیدر علی خان اور اُسکے
ہوا خواہون کے اور خصوصیات ملک و لشکر کی جماعہ انگریز
اور اُنکے ہوا خواہون کے اُس عہد مین جب بنا ے جنگ
کی درمیان دونون دولت کے قایم کی گئی

یہ روایت ہی اُس جنگ و جدال کی جو درمیان سال ۱۷۶۷، ۱۷۶۹ع کے واقع ہوئی اور جسے نامہ نگار فرانسیسی نے اپنی آنکھون سے دیکھا یہ حرب و قتال تواریخ ہندوستان اور مآثر مردمان ہند مین ایک بہرہ گران مایہ ہی کیونکہ اِسی جنگ مین انگریزون نے ہندوستان مین پہلی دفعہ ہندوستانیون سے صلح و آشتی طلب کی نامہ نگار مناسب جانتا ہی کہ قبل روایت کرنے خصوصیات جنگ کے حال کمیت و اقتدار اور شمار پیادہ و سوار فریقین جنگ جو کا اُس زمانے مین کہ مقابلہ دونون لشکر کا ہوا مجمل لکھے ممالک متصرّفہ حیدری اس سنہ ۱۷۶۷ع مین جب

بنا سے جنگ کی انگریزون سے قایم ہوئی اس تفصیل سے تھے مملکت میسور صوبہ بنگلور و منگلور جو پیشتر مضافات مملکت میسور سے تھا اور ساوندرگ چیتل درگ نندیدرگ گنگن گڑھ رائدرگ وغیرہ وخطہ مالیبار یا کرنا تک جو تمام وادی و جبال پرانبور اور ترچناپلی سے مادورا اور تراونکور و سواحل ملیبار تک محتوی ہی شہر سرا شانور کڑپہ کنول بالاپور کوچک کولار گرم کنڈہ مرزبوم بالاپور کلان ریاست کوچک بسنگر کشنگیری گنی وبلاری وحیدرنگر مدھگیری رنجن گدہ وغیرہ مملکت کنڑہ جو ممتد ہوتی ہی راس رامہ سے شمال کی طرف سرحد بیجاپور تک حکومت سواحل ملیبار وجزائر مالدیوہ، مملکت مین نواب حیدر علی خان کے ایک بہت بڑی خوبی ہی کہ سب صوبے ایک دوسرے سے ملے ہوے ہمین اوروہ سرحد دولت حیدری کی جو سرزمین حکومت انگریزی کے قرب مین ہی کوہستان اور تنگ درونے مصون و محروس ہی اگر روایت عام پر اعتبار کیا جاوے تو مملکت حیدری ایک ہزار سے زائد قلعجات بڑے چھوٹے پر محتوی ہی اور جسقدر نامہ نگار نے دیکھے وے بھی بیشمار ہین ہر ایک قلعہ بزرگ مین دو طرح کی سپاہ حمایت وحراست کے لیئے مقرر ہین ایک تو سپاہیان لشکری جو ہمیشہ بدلی ہوا کرتے اور ہرگز ایک جگہہ مدت تک متعین نہین رہنے پاتے اور دوسرے سپاہیان قلعہ دار جو ہمیشہ ایک ہی جا پر اقامت رکھتے ہین اور یے فوج خانگی کے شمار وحساب مین ہین اور چھوٹے قلعجات کو بھی اسی قسم کے سپاہی حراست کرتے اور جب کوئی واقعہ سانح ہوتا جس مین مدد کی ضرورہوتی تو پہاڑون کی رعایا اور ملازم سلاح باندھکر قلعون مین کمک کو آتے اور ایسی جان فشانی حمایت مین اُنکے کرتے کہ بے محاصرہ شدید فتح قلعہ دشوار ہوتا ان سب قلعجات سے جو جو

قلعہ کو واسطے حمایت کے تاخت و تاراج جماعہ مرہٹے سے بنائے گئے ہین وے
برج خندق اور اکثر سنگین پشتون سے استوار و مستحکم کئے گئے ہین سب
مملکت حیدری کے قلعجات کی مرمّت ہرسال ہوتی رہتی ہی اس ملک
مین تمام غلّجات اور سب چیزین ضروری اور ہر طرح کے جانور گاے بھینس
بھیڑ بکری ہاتھی کثرت سے پیدا ہوتے ہین پر گھوڑے اونٹ اکثر
دوسرے ملک سے لاتے مگر حیدر علی خان اپنے سلیقے خداداد سے
خیل خیل گھوڑے اور حلقہ حلقہ فیل پسند یدہ و بکار آمد روز جنگ و پیکار
کے موجود رکھتا علاوہ اُن گھوڑے ہاتیون کے جو استعمال مین سپاہیون کے
رہتے ہین ایک گلّہ بیس ہزار گھوڑے اور ایک حلقہ چھہ سو ہاتھی کا ہمیشہ
دیہات پر چراگاہ مین رہتا حاجت کے وقت کام آوین اور کام مین ہرج نہو
نواب ہرگز خرید کرنے مین گھوڑون کے جنکو سوداگر دور دراز ملک سے
بیچنے کو لے آتے تھے قصور نہ کرتا اور موافق تندہی و قوّت گھوڑے کے
قیمت لگاتا اور اگر اثناے راہ مین کسی سوداگر کا کوئی گھوڑا قضاے الٰہی سے مرجاتا
وہ سوداگر اُسکی دم اور کان کاٹ رکھتا جب نواب کے حضور مین آکر اُنھین
دیکھاتا موافق تجویز دوسرے سوداگرون کے نصف قیمت اسپ مردے کی سرکار
سے اُسکو مرحمت ہوتی اگرچہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز جو فوج سوارون کی کم
رکھتے ہین ہرگز سپاہ حیدری کو فراہم لانے مین اڈونی و علوفہ کے اطراف مملکت سے
مانع نہین ہو سکتے تو بھی ذخیرہ موفور جو جنگ و حرب اسراف طلب مین سرمایہ
استظہار ہو سکتا تھا موجود و فراہم رکھتا اِس حرب کے وقت جسکا ذکر لکھا جاتا
ہی تمام سپاہ جنگی مین نواب حیدر علی خان کے ایک لاکھ اسّی ہزار سوار
و پیادہ تھے لیکن برّا حصّہ اِن سپاہ کا واسطے حفاظت و حراست کے قلعجات

و سرحدات پر متعین تھا نواب بہادر نے واسطے جنگ انگریزون کے پچپن ہزار سپاہی سوار و پیادے جنکی تفصیل لکھی جاتی ہی اپنی تمام فوج مین سے منتخب کیئے تھے اٹھارہ ہزار سوار چیدہ برگزیدہ اور اٹھائیس ہزار سوار مرھٹہ و پندارہ وغیرہ جن کا کام صرف جلانا لوٹنا دشمن کے ملک و فوج کا تھا اور دو رسالے خونخوار حبشی سوارون کے بانات سرخ کا لباس پہنے ہوے مسلح مکمل تھے اور پیادون مین سے بیس ہزار سپاہی تفنگچی اور دس پیادے جنکے سلاح بندوق و نیزے تھے اور سپاہیان فرنگ ملازم حیدری اس تفصیل کے ساتھ تھے دو رسالہ سوارون کا دو سو پچاس گولنداز اور اکثر منصبدار و توپندار و عملدار حوالدار قشون گران دیلون کے اور دوسری پلٹون مین بھی تقسیم کیئے گیئے تھے دوسرا جیش تھا سپاھیون کا جنکے سلاح ایسے تھے کہ ویسے اب فرنگستان مین مستعمل نہین ہین اور ایک جیش دو ہزار نفر زنبورچیون کا کہ دو دو زنبورچی ایک ایک شتر پر چڑھے اور ایک ایک شتر نال پلے دار ہر ایک اونٹ پر لگی ہوئی اس قسم کے سلاح فرنگستان مین بالفعل نہین اور ایک فوج بندوقچیان قدر انداز کی تھی جو سوارون کی پیرو رہتی یہ جیش اکثر وقت حرب اعدا پر کمین کشائی کے لیئے کمیگاہ مین مخفی رہتی اور گولیون سے اعدا کے خرمن کو جلاتی فوج تفنگچی دس دس نفر مین ایک عالم رکھتی تھی فی الحقیقت کثرت نشانون کی تدابیر جنگ سے ہی جسکے سبب مخالف کو کثرت فوج کی معلوم ہوتی ہی پانچ ہزار نفربان دار تھے ساخت بان کی اسطرح پر ہی کہ ایک آہنین چونگے مین باروت بھر کر ایک چوب دراز ہوائی کی طرح لگاتے ہین اسکے فلیتے مین آگ دیتے ہی عالم ہوا مین مشتعل دو ہزار گز تک اڑ جاتا ہی اور درمیان راہ کے جو تر و خشک پاتا ہی اسے جلا دیتا اور

جب کہین عرابے پر بارود کے جا پڑتا ہی تو عظیم ہلچل افواج مین اعادی کے ڈالتا چنانچہ بعضے انگریزون سے یہہ روایت ہی کہ جنگ کوہستانی مین جو بنام جنگ بیلی مشہور ہی جس مین نواب بہادر نے فتح پائی تھی اتفاقاً ایک بان عرابے بارود پر جا گرا دفعۃً تمام گاڑیان بارود کی جل گئین اور صدمہ اُسکا تمام لشکر کو پہنچا اسی واقعہ کا یلہ سے انگریزون نے ہزیمت پائی کیونکہ جسوقت یہ عرابے جلے ٹیپو سلطان فرصت وقت کو غنیمت جان جھٹ اپنے سوارون کو لے انگریزی پیادون پر جا توٹا اور بازی جیت لی اگرچہ سپاہ انگریزی بھی بانون کو سوارانِ حیدری پر مارتی تھی لیکن اُنکے گھوڑے جو آتشبازی سے لگے ہوئے تھے ہرگز نہین ڈرتے، قبل روانہ ہوتے فوج حیدری کے انگریزونکی جنگ پر ایک جماعت عربون کی جنکا سلاح تیر و کمان تھا سریرنگپٹن مین آپہنچے اور یہ لوگ نہایت قوی وچالاک تھے نواب بہادر نے جانا کہ اِس جنگ مین اُنکے ہتھیار بکار آمد نہونگے اِسلیئے اُنکو دو حصہ کر ایک کو لباس سرخ پہنا اپنی رکاب مین رکھا دوسرے کو نیلا باناتے منصبداران فوج فرنگستان کے حوالہ کیا ناوے جسطرح مصلحت جانین اُن سے کام لین یہ لوگ شیوۂ کماندازی مین خوب ماہر و قادر اور تیر و کمان اُنکی بہت بڑی رنگین و مزین تھی لشکر مین نواب نظام علی خان صوبہ دار دکھن کے جو اُس جنگ مین ساتھ نواب حیدر علی خان کے ہمداستان و متفق اور ظاہر مین ہوا خواہ تھا اگرچہ شمار کی راہ سے لاکھ سوار و پیادے تھے پر اُن مین صرف چالیس ہزار مرد جنگی تھے بیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اور اِس دس ہزار مین سے شاید کہ دو ہزار بھی اچھے بندوقچی نہ ہونگے کیونکہ بندوقین اُن کے پاس کسی کام کی نہ تھین اگرچہ پیادون کی فوج کا سرلشکر عبد الرحمان خان مرد دلاور تھا پر بد حالی اور

تہیدستی سے اپنی فوج کے بہ سبب نہ پانے مشاہرہ ماہاہ کے بہت تنگ رہتا تھا اور سواران نوّاب نظام علی خان کے اصلا نہین چاہتے تھے کہ جان و مال کو اپنے لڑائی کے روز خطر مین ڈالین ہر سردار بالاستقلال اپنی فوج کا مالک تھا ایک اُن مین رام چندر نام سردار مرہٹہ اور تین نواب شاہور و کڑپہ و کانور کے قوم افغان سے تھے اور ہمراہ لشکر کے ایک بڑی جماعت تاجرون اور نوکر چاکر امیران لشکر اور طایفہ دار وغیرہ عورتون کی تھی عرصہ لشکر گاہ افواج متّفقہ کا اِس جمعیّت سے بہت وسیع و فراخ ہو گیا تھا اور از دحام عوام اُس قدر تھا کہ اگر نواب بہادر عزم و ہوشیاری نہ کرتا تو سب کو فوجین انگریزی بآسانی اسیر کر لیتین فوج نواب نظام الدولہ اگرچہ جنگ و پیکار کے کام مین کچھ بکار آمد نہ تھی لیکن اِس امیر کے ہمراہ ہونیکے باعث بہت سے امیر دکھن کے ہوا خواہ دولت حیدری کے ہو گئے تھے مگر نواب بہادر رکن الدولہ اور نواب نظام الدولہ سے ہمیشہ بدگمان و محتاط رہتا تھا کیونکہ غدر و بیوفائی اُن دونون کی اُس کے حق مین شکست فاحش سے بتر تھی چنانچہ سردھری کے آثار دونون امیرون مین جلد پیدا ہو گئے اُسکا باعث یہ ہوا کہ نواب نظام علی خان اور اُسکے سردار ہمیشہ اظہار ناداری کا کرتے اور نواب بہادر نہ چاہتا تھا کہ مکرّر درخواست کو اُنکی منظور کرے اور زر دینے مین اُنکے تامّل کرتا اور یہ سوچتا تھا کہ مبادا زر اور ہوا خواہ دونون کو کھو بیٹھے چنانچہ آخر کو ایسا ہی ظہور مین آیا کہ تمام ہم عہد موافقت سے اُسکے پھر کر متفرّق ہو گئے افواج متّفقہ کا توپخانہ بہت بڑا تھا جس مین ایک سو دس بڑی توپین تھین توپخانہ خاص حیدری بھی بڑا تھا اور سب توپخانون سے ساز و سامان مین زیادہ آراستہ توپچی اُسکے سب فرنگستانی تھے نواب حیدر علی خان بہادر نے بعد مراجعت کرنے سواحل ملیبار سے چھ ہزار سپاہی نوکر رکھا تھا اور

نواب محفوظ خان کو اِس جنگ مین اُنکا سپہدار بنایا اگرچہ محفوظ خان استحقاق سپہداری کا نہ رکھتا تھا پر نواب بہادر کے نزدیک یہہ بات ثابت تھی کہ وہ مدرا کے لوگون کو جہان کا وہ سابق زمانے مین حاکم تھا حاکم حال سے منحرف کر سکتا ہی نواب محفوظ خان سر لشکری کے سلسلے مین قدیم سے بے بہرہ تھا اُسی سبب سے کرنیل بیگ جرمنی نے جو انگریزون کا نوکر تھا مرکزی بہرہ مین مدرا کے اُسکو ایکبار قید کر لیا تھا نواب بہادر کے حلقہ جہازات کو نامہ نگار نے حیدری افواج کے شمار مین نہین داخل کیا اِس حلقے مین صرف ایک جہاز جو قوم ڈانس سے کارگزاران حیدری نے خرید کیا ساتھہ توپ کا تھا اور تیس جہاز چوبیس یا بتیس توپ والے اور آٹھہ اُس طرح کے سفینے جنکو پام کہتے ہین اور اُن مین سے بعضون پر بارہ بعضون پر چودہ توپین تھین اور بیس سفینہ ایسے جنکا نام کالیوٹ ہی ہر ایک مین اسّی نفر سپاہی اور دو توپین تھین آغاز جنگ مین انگریزون کے ساتھہ جمعیّت دریائی نواب بہادر کی اِسی قدر تھی جو بیان مین آئی فوج انگریزون کی اُس زمانے مین ہندوستان کے درمیان نوّے ہزار سے زاید تھی اُن مین سے آٹھہ رجمنٹ پیادگان انگریزی کی تھین جنسے تین رجمنٹ ریاست مدراس پر اور تین حکومت بنگالہ پر اور دو ریاست بمبئی پر متعیّن تھین علاوہ اُسکے بارہ سو گولنداز اُن ریاستون پر تعین کیے گئے تھے اور ایک ہزار سپاہی سن و ناتوان جنکو جنگ و جدال مین کسی طرح کا صدمہ یا زخم پہنچا تھا واسطے حفاظت و حراست قلعجات کے مقرّر تھے اور فوج ہندی چوسٹھہ پلٹن جنسے تیس رجمنٹ ریاست مدراس پر متعیّن تھے جن مین چار سو فرنگستانی تھے اور باقی ہندوستانی جنریل اسمتھہ کے ہمراہ پانچ ہزار مرد جنگی فرنگستانی اور دو ہزار پان سو سپاہی اور دو ہزار پانسو سوار جنمین

دو سو مرد فرنگستانی تھے اور بارہ سو ہندوستانی اور باقی سوار نواب محمد علی خان کے تھے جمعیّت اِن سوارون کی بہ نسبت سواران حیدری کے بہت ہی کم تھی اور بہ سبب عدم مشّاقی کے قواعد جنگ مین اور گھوڑون کی ناشایستگی کے باعث بالکل مقابلے کی طاقت سواران حیدری سے نہین رکھتے تھے القصّہ تمام فوج انگریزی جو واسطے حمایت و حراست آرکاٹ کے جمع کی گئی تھی جنود نواب محمد علی خان اور مرار راو مرھٹہ اور بعضے راجون کی فوج صمیت پچاس ہزار شمار کی گئی نواب بہادر کو اِس درمیان مین یہ ضرورت واقع ہوئی کہ خود واسطے مدافعے اُس آٹھ ہزار سپاہی انگریزی کے جو ریاست بنبئی سے منگلور پر تاخت لائے تھے متوجّہ ہو'

بیان خصوصیات کا دونون لشکر کے اور اظہار تفاوت کا اُن دونون مین

جنریل اسمتھ اِس جہت سے اپنے حریف پر بالائی رکھتا تھا کہ سپاہ اُسکی آداب و قواعد سے رزم و پیکار کے ماہر و آزمودہ تھی اور بڑی جمعیت اُسکی فوج مین فرنگستانیونکی تھی جو لاکھون سپاہیان ہندوستانی پر بھاری تھے اور مظفّر ہوسکتے جسطرح سے اُس جنگ مین جو نادر شاہ ایرانی اور محمد شاہ ہندوستانی کے درمیان واقع ہوئی نادر شاہ نے تھوڑی ہی سپاہ ایرانی سے محمد شاہ کو جسکے ساتھ بارہ لاکھ سپاہ ہندوستانی تھی شکست دی تھی سوائے اِسکے جنریل اسمتھ کے ساتھ توپچی و مضبداران انجنیر واسطے مدد کے موجود تھے اور جنریل موصوف خود بھی ہنر حرب و ضرب مین کچھ کم نہ تھا اِن جہات

بالائی کے سبب جنریل موصوف کو مرتبہ یقین کا حاصل تھا کہ اگر میدان جنگ خاطر خواہ اُسے ملے اور تاخت تاراج سے سواران حیدری کے ایمن رہے تو وہ بیشک مظفّر و منصور ہوگا لیکن ان خصوصیات آیندہ مین پلّہ جنریل موصوف کا پلّے سے نواب بہادر کے مرجوح تھا ایک تو اُسکے سوارون کی قلّت جسکے باعث اُسے اضطرار کے رو سے مقام جنگ کا درمیان کوہستان کے ڈھونڈھنا پڑتا تھا تاحملون سے سواران حیدری کے محفوظ رہے دوسری یہہ کہ بسبب کثرت سواران حیدری کے جو ملک پر تاخت و تاراج بھی کرتے اور سپاھیان نگاہبان رسد کی بھی راہ مارتے تھے اُنکے مدافعہ پر وہ قادر نہ ہوسکتا تھا تیسری قلّت بیل بار بردار واسطے توپخانہ اور سامان جنگ کے جو بدشواری دستیاب ہوتے تھے اِسیواسطے جنریل موصوف اضطرار کی راہ سے توپخانہ اور اذوقہ و اسباب ضروری سے فقط خفیف و قلیل ہی ہمراہ لیتا لیکن سخت دردسر اُسکو یہہ تھا کہ ہر طرح کی مہم و امور جنگ مین اُسکو اطاعت حکم گورنر مدراس اور اُس کے کونسلیون کی کرنی ہوتی تھی اور چونکہ وے لوگ خصوصیات سے اُس ملک اور افواج حیدری کے ناواقف تھے اسطرح کے حکم جنریل موصوف کو لکھہ بھیجتے جو صواب دید کے مبانی اور اصول مقرّرہ جنگ کے مخالف ہوتے اگرچہ جنریل بہادر نے آغاز جنگ سے پہلے ہی سب مفاسد سے خبردی تھی تو بھی گورنر نواب بہادر کی تاخت و تاراج کے باب مین جنریل کو ملامت و سرزنش آمیز باتین لکھتا تھا اور چونکہ ہر طرح کے کام مین انگریزون کو فراہم کرنا زرکا منظور رہتا تھا اِس لئے تاجرون کے وسیلے سے جو اُنکے ساتھہ سازش رکھتے تھے مہیّا کرنے مین اذوقہ اور سامان لشکر و جنگ کے سعی کرتے اور اسباب ناگزیز لشکری بہم پہنچانے کے بہانے سے مدراس کے رہنے والو نپر

انواع و اقسام کی بدعت و ظلم کرنے واسطے تباہ کرنے ملک اور جمع کرنے
ساز سامان سپاہ کے اُنھون نے دو حیلے ایجاد کیئے تھے ایک تو سپاہیان
فرنگستانی کے باب مین جنکو شراب دیسی روزمرّہ سرکار سے ملتی تھی یہہ
مقرّر کیا تھا کہ عوض مین اُس شراب کے اُنکو دم ملے کیونکہ چون دم
جزیرۂ بیتادی سے لائی جاوینگی اُس صورت مین ذریعہ معقول واسطے
منفعت تاجرون کے جو اُنکے بھائی برادر دوست وغیرہ تھے مہیّا ہوگا دوسرا بیل
بارکش کے باب مین جنکی کوچ کے وقت لشکر کو بہت ضرورت ہوتی ہی
جب رعایاے مدراس بیلونکے دینے مین واسطے کھینچنے توپخانہ وغیرہ کے ابا
کرنے تو اُن بیچارون سے بزور بیل لے لیتے تھے اور چھہ یا آٹھہ ہون فی راس
قیمت واجبی کے دینے کی جگہہ اُنکو کرائے کے طور پر ایک ہون ماہیانہ دینا قبول کر کے
ایکہون اخیر مین پہلے مہینے کے مالک کو دیتے اور دوسرے مہینے میں اُس سے کہتے کہ
بیل تیرا مرگیا ہے بیل جو اسطور پر مالکون سے لیئے جاتے تھے دفتر اخراجات
کمپنی مین یون لکھتے تھے کہ قیمت واجبی دیکر مول لیئے گیئے اِس صورت مین
ایک راس نرگاو کی ایک ہون قیمت ہوئی اور اگر بیل کا مالک اپنے بیل کی
حفاظت کے لیئے کوہرچا کر بھیجتا تو پانچ روپی مشاہرہ اپنے پاس سے اُسکو
دیتا اِس حالت مین دیڑھ روپی مالک کا خارہ ہوتا تھا چنانچہ اِسی تعدّی
کے باعث ملک مدراس مواشی سے خالی ہوگیا اور نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ
دیرا دنتا اور تمام اسباب لشکر کا بیلون کی جگہہ آدمی لیجانے تھے اگرچہ سابق
لکھا گیا کہ جنرل اسمتھہ واسطے تسخیر کرنے کئی موضع کے قلم وحیدری سے
روانہ ہوا لیکن خصوصیات اُسکے ہنوز بیان مین نہین آئے اسواسطے کہ نامہ نگار
نے چاہا کہ تمام امور کو اِس رزم وپیکار اہتمام طلب کے ایک ہی روایت

مین سلسلہ بند کرے جس زمانے مین کہ نواب بہادر مہیّا کرنے مین اسباب
جنگ اور عہد و پیمان کرنے مین ساتھ امیران ہم عہد کے متوجّہ تھا سپہسالار
انگریزی جنریل اسمتھ نے قلعہ ترپاتور و انبارتی و سنگومن و کبیری پتّن کو
کہ ہر ایک قلعہ ساز و سامان حمایت و حراست کا جیسا چاہئے نرکھتا تھا مسخّر کرلیا
اور کشنگیری کو محاصرہ کیا اور اِس سبب سے کہ یہہ قلعہ چھوٹے پہاڑ پر واقع ہی
دو مرتبہ حملہ کرکے محاصرہ موقوف رکھا تیسرے حملے مین چوبیس جوان گرانڈیاں معہ دوسرے
سپاہیون کے کام آئے اور وقت محاصرہ کرنے اِس قلعہ کے افواج متّفقہ نواب حیدرعلی خان
نے اِس شتابی سے کوچ کیا کہ دوسرے دن شام کو اُس مقام مین پہنچی جو کوہستان
سے چار فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی برابر راہ ویلور کے جو چار فرسنگ
پر کبیری پتّن سے جاری ہی شہر کبیری پتّن سات فرسنگ کشنگیری سے
اور قلعہ اُسکا رودپالر پر واقع ہی جنریل اسمتھ وسیلے سے جاسوسون کے
جو اُسکی طرف سے لشکر مین نواب نظام علی خان کے متعیّن تھے خبر روانگی
افواج متّفقہ کے بنگلور سے سُن جہت محاصرہ کشنگیری سے ہاتھ اُٹھا ایک مقام
پر جہان سے ویلور کی راہ سے عبور کرنیکو لشکر حیدری کے مانع ہوسکتا تھا دیر
کیا یہہ تدبیر جنریل بہادر سے بہت خوب ظہور مین آئی کیونکہ واسطے گذرنے
توپخانے کے صرف وہی ایک راہ تھی اور اِس سبب سے کہ لشکر انگریزی
مرکزی بہرے مین تھا اور کبیری پتّن عقب اُسکے جنریل بہادر کو اختیار شایستہ
حاصل تھا کہ وہان سے اُس راہ کی جسّے فوج حیدری گذر کرتی نگاہبانی کرے
اور وقت ضرورت صحیح و سالم وہانسے کنارہ گیر ہو اِس مقام پر نواب حیدرعلی
خان نے ایک مجلس شورا کی جس کے ارکان سب امیر و منصبدار اور رکن الدّولہ
دیوان نواب نظام علی خان تھے جمع کی تا سب اہل شورا متّفق ہو تجویز کرین کہ

تین راہون مین سے کونسی راہ سے گذر کرنا بہتر ہی اور نقشہ تینون راہ کا
جس مین تمام کیفیت راہ کی لکھی ہوئی تھی اہل شورا کے روبرو رکھا تا اُسکے
وسیلے سے ایک راہ کو ترجیح دے سکین آخر الامر اصحاب شورا کی رائے
اُسپر متفق ہوئی کہ راہ ویلور کو سپاہ انگریزی نے روک رکھا ہی اور
راہ کشنگیری کی لایق گذرنے توپخانہ کے نہین صرف تیسرے راہ ینگنتگیری
کی قابل عبور کے ہی تب نواب بہادر نے ایک فوج کو اپنی سپاہ سے
جیوش متفنہ کا ہراول مقرر کیا اور اُسکو یہہ حکم دیا کہ دو ساعت صباحی کے
وقت صف باندھکر جریدہ ینگنتگیر یکی طرف کوچ کرے افواج کرناٹکی وغیرہ
پیشرو اُس صف کی تھین اور پیچھے صف کے سپاہی اِس وضع پر کہ آگے
ہر ایک قشون کے ایک رجمنٹ گرانڈیلونکی پیچھے اُسکے رسالہ سوارن کا
اور اُسکے پیچھے توپخانہ جسکے قاید دو ہزار بندوقچی و گرانڈیل و گولہ انداز فرنگی تھے
پیچھے سبکے دو رسالے سواران فرنگستانی نواب حیدر علی خان خود دو ہزار سوار
خونخوار کے ساتھہ داہنی طرف اُس پرے کے روانہ ہوا افواج انگریزی اِس نظم
ونسق سے کوچ کے آگاہ ہوا سطے مقابلے نواب کے اور تصرّف مین لانے ینگنتگیری
کو نواب کے کوچ سے پہلے ہی روانہ ہوی لیکن موافق منصوبہ جدید نواب بہادر
کے سپاہی فرنگستانی اور گرانڈیل اور جماعہ طوپاس اور پیچھے اُنکے توپخانہ
اور دوسرے پیادے دست راست کی طرف پھرے اور جلد راہ ویلور کو متوجّہ
ہوے یہہ چالش نزدیک انگریزون کے نامتوقّع تھی اِس مغالطے نے رانجام نیک
پایا کیونکہ سوارون کے رسالے اُس راہ سے جو دراز و تنگ و ہموار تھی گذر
گئے اور پیچھے اُنکے گولہ انداز ان فرنگستانی اور تناوران تفنگچی نے بھی بسرعت
تمام چار فرسنگ راہ طی کی جنریل اسمتھ نے احتیاط و ہوشیاری سے

ایک گروہ پیادون کو نواب محمد علی خان کے اور ایک رسالہ سواران ہندوستانی کو مدخل مین اُس راہ کے متعیّن کیا تھا لیکن ناگاہ رسالے سواران حیدری کے راہ ننگبار کشنگیری سے گذر میدان مین نمایان ہوے سپاہ قلعہ دار پیرو اُنکے ہوئی اور انگریز جنود کو اپنے اُسی جگہ چھوڑ جلد کبیر پیٹن کی طرف روانہ ہوے اِس مین ہو دخان رسالہ دار سرگروہ سپاہیان فرنگ ملازم سرکار حیدری کے پاس آیا اور خبر دی کہ وہ کسی اعادی سے راہ مین دوچار نہوا تب سرگروہ سپاہ فرنگستانی نے حکم دیا کہ توپین اعلام کے لیئے تین تین ایک ایک مرتبہ سر کی جاوین اور یہ درمیان اُس سپہدار اور نواب بہادر کے ایک اشارہ تھا اِس معنی پر کہ راہ مخالف سے پاک ہی نواب نے اِس اشارے کے دریافت کرنیکے ساتھی حکم دیا کہ تمام لشکر ویلور کی راہ سے کوچ کرے اور خود بدولت معہ اپنے سواران خاصہ اُس مقام مین پہنچکر دیکھا کہ توپخانہ حیدری حمایت مین سپاہ بندوقچی کے آگے جاتا ہی جب جنریل اسمتھ نے یہہ خبر پائی کہ افواج حیدری ویلور کی راہ سے آگے گئی ناچار بسرعت تمام کبیر پیٹن کی طرف کوچ کر وہان جا پہنچا مگر اپنا توقّف کرنا وہان بھی مناسب نہ جان ایک جیش کو اُس مقام کی حمایت کے لیئے چھوڑ تر یاتور کو روانہ ہوا تا اُسکی مدد کے لئے متّصل ہی مستعد رہے اور اُس فوج بدرقے سے جسکے آنے کی مدد اس سے توقّع تھی اور اُس آٹھ ہزار مرد جنگی سے بھی جسکا قاید جنریل عود تھا جلد جا ملے جنریل عود اُسوقت محاصرے مین قلعہ اھتور کے مشغول تھا چنانچہ بعد محاصرے پندرہ روز کے وہ قلعہ مفتوح ہوا جنریل اسمتھ کوچ کے وقت ایک سو سوار ھندوستانی پیچھے اپنے چھوڑ آیا تھا تا وے جو وقایع اُسکی غیبت مین وہان واقع ہو اُنکی خبر دین تمام فوجین اور توپخانے حیدری ایک ہی روز مین اُس راہ سے گذر گئے اور نواب بہادر نے

اپنے سوار و نکی جمعیت سمیت کوہستان سے عبور کر میر مخدوم علی خان کو معہ چار ہزار سوار جرّار روانہ کیا کہ افواج انگریزی کا تعاقب کرے اور کبیر پٹن کو محاصرے مین لاوے'

محاصرہ کرنا افواج حیدری کا کبیر پٹن کو مسدود کرنا راہ اخبار کو انگریزون پر اور تعاقب کرنا میر مخدوم علیخان کا جنود انگریزی پر جو ترپاتور کی طرف گئی تھی اور کمین کرنا مخدوم علیخان کا اور بچ جانا جنریل اسمتھ کا اُس مہلکے سے

موافق حکم حیدر ئی کے میر مخدوم علی خان نے بچالا کی تمام کبیر پٹن کو محاصرہ کر تمام راہون کو جو ترپاتور کو معسکر انگریزی مین پہنچتی تھین اِسطور پر مسدود کیا کہ ممکن نہ تھا کہ جنریل اسمتھ کو اُن سوارون کے وسیلے سے جنھین اخبار کے لیئے حد و د کبیر پٹن مین چھوڑ گیا تھا ایک خبر بھی پہنچے چنانچہ خبر لیجانے والے پکڑے اور خطوط جو اُنکے پاس نکلے وے سب حضور مین پڑھے گئے مضمون سے خطوط کے یہہ بات متحقّق ہوئی کہ وہ بدگمانی کہ نواب حیدر علی خان دربارہ مراسلات پنہانی درمیان جنریل اسمتھ اور اکثر سرداران نواب نظام الدّولہ کے رکھتا تھا بر غلط نہ تھی اِس اثنا مین میر مخدوم علی خان نے مہم محاصرہ کبیر پٹن کو ذمّے مین ایک سپہدار دوسرے کے سپرد کر ترپاتور کی طرف بسرعت تمام کوچ کیا اور رات کو پیچھے ایک کو ہچے کے جو اُس مقام سے ایک فرسنگ پر واقع ہی پہنچا جنریل اسمتھ جب اپنے لشکر مین شام کو آیا اور کوئی خبر قلعہ دار کبیر پٹن سے اور اپنے ہواخواہون کی طرف سے

جو لشکر مین نواب نظام الدّولہ کے تھے اُسے معلوم نہوئی اِس بات کو آرام طلبی پر حیدر علی خان کے حمل کرا ینے چاکرون کو اجازت دی کہ کل علی الصباح وے سب معہ بیل بارکش واسطے تلاش کرنے اذوقہ کے جاوین چنانچہ ترکے وے لوگ بموجب حکم بیل لیکر چلے میر محمد وم علی خان اُنکو دیکھتے ہی اپنے سواران غارتگر کو اشارہ کیا اور اُنھون نے آن کی آن مین اُس گروہ اذوقہ جو کو پریشان کردیا چونکہ یہہ واقعہ قرب مسافت کے باعث قلعہ اور لشکر انگریزی سے بھی مشاہدے مین آیا ایک رسالہ ہزار سوارکا واسطے مدافعہ اُن غارتگرون کے روانہ کیاگیاغارتگران حیدری نے جو نہین سوارون کو دیکھا موافق اشارے کے اُس طرف کو بھاگ چلے جدھر محمد وم علی خان معہ سواران منتخب کمینگاہ مین متر صّد بیٹھا تھا سواران انگریزی کے محاذی کمینگاہ کے پہنچتے ہی خان موصوف بلائے ناگہانی کی طرح اُن پر آ توٹا اور ہزیمت دے کر اُنکا تعاقب کیا اُن سوارون مین سے ایک جمعیّت جو اپنے لشکر کی طرف بھاگ نہ سکی اور بزور روکی گئی تھی مراسیمہ ہو واسطے پناہ کے شہر کی طرف بھاگی سوار محمد وم علی خان کے بھی اُنکے پیچھے چلے گئے اور اُنکے ساتھی شہر مین جا داخل ہوئے اگرچہ قلعے سے آتشباری ہوتی رہی پر اُنھون نے شہر کو اپنے قبضے مین کر لیا تب جنریل اسمتھ نے جو سواران حیدری کو دیکھ طیّار کرنے مین اپنی فوج کے مصروف تھا توہم اسبات کا کیا کہ عنقریب دونون لشکر اُسکو درمیان مین گھیر لینگے اِس لیئے یہی مصلحت ہی کہ جلد پت اُس مہلکے سے باہر نکل جاوے اور اذوقہ لشکر کا جو نہیر گیا تھا فراہم لاوے اور اِس مابین مین فوج جدید کے ساتھ بھی جسکی اعانت کی توقع تھی جا ملے چنانچہ اِنہین وجہون سے جنریل موصوف جس قدر نرگاؤ اور ساز و سامان میسّر و دستیاب

ہو سکا فراہم کر معہ توپخانہ و اسباب و آلات جنگ قلعہ ترپاتور سے سنگومن کی طرف جو سلسلہ کوہستان کوچک کے سرے مین واقع ہی مقابل پہاڑ بلند کے جو متصل ترناملی کے گذرتا ہی اور جنجی کے پاس منتہی ہوتا بر جناح استعجال روانہ ہوا اور صحیح و سالم منزل مقصود مین پہنچا مگر اثنائے راہ مین ناخت و نہب سے میر مخدوم علی خان کے بہت سی اذینین پائین خان موصوف نے بہت سے بیل لدے ہوے اور دو سو سوار کو گھوڑے سمیت جنمین چھ آدمی فرنگستانی تھے جنریل کی فوج سے پکڑ لیا تھا اس ترکتاز سے مخدوم علی خان کے اور بند ہونے سے راہ اخبار کے جو ہوشیاری اور ذوفنونی سے حیدر علی خان کی ظہور مین آئی البتہ جنریل اعتماد پر ظاہر ہوا ہوگا کہ نواب حیدر علی خان امیرون اور لشکر کشون مین ہندوستان کے کیسا سپہسالار سرفراز اور کفایت کرنے مہمات رزم و داوری مین امور جنگ کے اپنے ہم عہدون سے کیسا ممتاز ہی جنریل اعتماد اس گمان سے کہ حیدر علی خان بدون محاصرہ کرنے کبیر پیتن اور وانمباڑی کے جنکی سپاہ محافظ البتہ راہ رسد کو لشکر حیدری کے قطع کریگی اسکی طرف متوجہ نہین ہو سکتا ہی اور اس خیال سے بھی کہ وہ خود سنگومن مین جو پانچ فرسنگ ترناملی سے ہی مقیم ہی جہان پشتی قلعے کی اور پناہ تالاب و روددخانے کی بھی ہی عزم مصمم کیا کہ وہ اسی جگہہ انتظار ورود کرنیل عود بہادر کی کرے اور اسی جہت سے کارگزاران دولت مدراسیہ سے درخواست صدور فرمان کی واسطے تلافی دونون انگریزی لشکرون کے کی ؛

پہنچنا نواب حیدر علی خان بہادر کا حوالی میں کبیر پیتن کے جسکو سواران حیدری محاصرہ کر رہے تھے اور حکم کرنا نواب کا واسطے یورش اور مورچہ بندی کے اور امان چاہنا قلعہ والون کا بادیگر حالات

نواب حیدر علی خان نے اُسی روز شام کے وقت ویلور سے گذر کر کے کبیر پیتن سے دو بڑھ فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا اور کبیر پیتن کو سواران حیدری محاصرہ کیے ہوے تھے نواب ایک پہاڑ پر جو کبیر پیتن پر مشرف تھا چڑھ گیا تا وہان سے شہر کا تماشا کرے دیکھتا کیا ہی کہ سپاہ حیدری نے گھرون مین آگ لگادی ہی اور شہر کے رہنے والے مستعد ہین کہ شہر کو چھوڑ قلعے مین پناہ لین نواب نے منصبدار کو توپخانے کے حکم دیا کہ اسباب یورش طیار کرے اور کرنا ٹکی فوج دیوار شہر پر چڑھ جاوے ہرگز انگریز لوگ اسباب و مال اپنا شہر سے قلعے مین لیجانے نہ پاوین اِس منصبدار نے تیس ضرب توپون سے جو پہاڑ کے پیچھے لگا رکھی تھین آٹھ ضرب توپ کو میدان مین لاکر باوجود آتشباری اُن توپون کے جنھین انگریزون نے شہر کی دیوار پر لگا رکھا تھا شہر کی خندق پر جا لگایا کرنیل قلعے کا اِس حملے سے ایسا بے خبر تھا کہ فصیل قلعے پر ایک خیمے مین اپنے سپہداروں کے ساتھ بیٹھا میز پر شیشے شراب کے چنے ہوئے ساتھ کمال فراغ خاطر و اطمینان کے سواران حیدری کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اس اثنا مین اُنھین آٹھ ضرب توپ کو محاذی دروازہ شہر کے گگا گولہ انداز ان حیدری نے سب سے پہلے خیمہ منصبدار انگریزی کو نشانہ بنا آتشباری شروع کر دی ایک آنمین سارا معاملہ برہم ہو گیا ع آنقدح بشکست و آن ساقی نماند

بعد اُسکے شہر کے دروازے اور برجون پر گولہ زنی ہونے لگی اور سپاہیون نے جو ساتھ توپخانے کے تھے اپنے تین پیچھے کانتون کی بازار اور دیوار کے اور باغون کی خندق مین منہ کے بل زمین پر ڈالا گولے گولیون سے توپ و تفنگ کے محفوظ رہین دو پہر دو ساعت کے وقت جب آتشباری شروع ہوئی قریب دس ہزار سپاہ اور اُسی قدر سوار ان غارتگر میدان مین منتشر ہو باغون اور خالی گھرون مین چھپ رہے منصبداران انگریز نے ایسا تماشا قبل اِسکے کبھی نہ دیکھا تھا یہہ خیال کیا کہ یہ لوگ جو کسی طرح کا سلاح جنگ اپنے پاس نہین رکھتے ہین شاید لوٹنے میوہ وغیرہ کے آئے اور گرد شہر کے پھر رہے ہین اور یہہ بھی خیال کرتے تھے کہ بعد شکست حصار کے فوج حیدری ہمّا کریگی اور اُس صورت مین اِسقدر فرصت حاصل ہوگی کہ اوائل شب مین شہر سے مع اسباب قلعے مین بخوبی چلے جائین شہر کبیر پٹن کے گرد دیوار یا فصیل ہی جسکے بروج سنگ سے تراشے ہوئے ہین اور ایک نہر فصیل کے نیچے جاری ہی تین پہر کے وقت سرداران افواج حیدری جو اسطے یورش کے مامور ہوے تھے مسلّح ہو اعلام کے لئے اِس امر کے کہ وے یورش کرنے کو طیّار ہوے ہین آتش ضرب توپ کی دو شلّک سے اشارہ کیا چنانچہ دوسری شلّک مین بیس ہزار مرد ہر طرف سے شور و غل کرتے ہوئے آتوے ایک جماعت تودی سے پار ہونے لگی دوسری بانس کے زینے لگا خندق مین اُترے بعضے برچھی لا تھیان ہاتھ مین رکھتے تھے اور کتنے حلقہ آہنین اپنی اپنی دستارون کے کنارے مین باندھ کمند کیطرح کنگرہ حصار پر پھینکتے اکثر سپاہی نہایت اہتمام سے دروازون کو توپون سے توڑنے پھاڑنے مین مشغول ہوئے الغرض ایک تماشا قابل دیکھنے کے تھا انگریزون نے کیطرح کا قصد مقابلہ و مقاومت کا نکر قلعے کی راہ لی پچاس نفر سپاہیان

ہندوستانی اور ایک کپتان ایک لفٹن اُن سے راہ مین مارے گیے اور
جو جو اِس چاش مین بھاگتے تھے رخت و لباس سے برہنہ کیے گیے لیکن اُس شہر
کے اغنیا قبل اُسکے کہ انگریز اُس شہر کو محاصرہ کرین اور شہرون مین چلے گیے
تھے، وقت شب کے مورچہ بیس ضرب توپ کا باندھا گیا جنکا گولہ بارہ بارہ
سیر کا تھا اور علی الصّباح چھ بجے توپین چلنے لگین پوشیدہ نرہے کہ لشکریون کو
نواب کے باندھنا دمدمے کا توپون کے لگانے کو اِن دو وجہون سے کچھ دشوار
نہین ہی ایک تو زمین اُس ملک کی بہت سخت ہی اور دوسرے بیلدار
ملازم ہموار و درست کرنے زمین اور اِسی طرح کے کامون مین) جیسے سرنگ
کھودنا یا دمدمہ باندھنا) بہت چابکدست سپہداارون نے انگریز کے جو قلعے مین تھے
دو مورچے سے جو نسبت بروج و دیوار قلعے کے بلند تر اور اُنپر توپین لگی ہوئین تھین
گولے لشکریون پر مارتے تھے جنسے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوے اِس مابین مین
ناگہان سپہدار حیدری کے ذہن مین جو یورش کے لئے ماموز تھا یہ گزرا کہ قدیم سپاہیون نے
ہماری قوم سے اکثر قلعجات کو ضرب سے قرابینون کے فتح کئے ہین چنانچہ اِس
خیال پر اُسنے دو سو سپاہی تفنگچی کو یہ حکم دیا کہ وے دیوار کے آسرے مین
آتشباری کو عمل مین لاوین (آگے لکھا گیا ہی کہ یہ گروہ بندوقچی اچوک اور
حکم اندازی مین بے بدل ہین) چنانچہ گولیان اُنکی ایسی ٹھیک نشانے پر لگتی تھین
کہ ایک ہی ساعت مین تمام آتشباری کو قلعے کی موقوف کر دیا دس یا بارہ توپچی
اور بہت سے سپاہیون کو اُنکی اوّل ہی شلّک نے گرا دیا چنانچہ عرصۂ قلیل مین
یہ نوبت پہنچی کہ قلعدار انگریزی اپنے بندوقچیون کو سامھنے ہونے سے منع کرتا
جب کوئی شلّک برتی توپ کی قلعے سے ہوتی کم سے کم ایک گولہ انداز گولی سے مارا
جاتا یا ایسا زخمی ہوتا کہ قابل کام کے نرہتا یہ آتشباری ایسی مصیبت بار ہوئی

کہ موافق روایت خود انگریزون کے اہل قلعہ کو بغوائے اضطرار اِس پر لائی کہ صبح کو نو بجے بعد آتشباری تین ساعت کے آخر درجے مین علم سپید کو جو نشان امان مانگنے کا ہی برپا کیا جب یہہ خبر نواب حیدر علی خان نے سنی متعجب ہوا اور اوّلا راستی پر اُس امر کے وثوق نکر اپنے خیمے سے باہر نکل ایک پشتۂ بلند پر چڑھکر صورت واقعہ کو اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا تب سپہدار سربراہ کار یورش نے واسطے استمزاج صلح کے اہل قلعے کے ساتھ حضور مین حاضر ہو کیفیت مفصّل عرض کی نواب بہادر نے اُسکو اجازت دی کہ کسی امر سے جسکی انگریز درخواست کرین ابا وانکار نکرے اور جووے مانگین دے موافق اِس حکم کے کپطان تم نے اجازت پائی کہ بلا فوج قلعے سے اُس حرمت کے ساتھ جو لایق مردان جنگ کے ہوتی ہی قلعے سے باہر چلا جاوے اور لشکر فرنگستانی تر پاتور دیلور آرکاٹ کی راہ سے مدراس کو روانہ ہو اور سپاہ ہندوستانی جہان اُنکا جی چاہے جاوین یا سلک مین سپاھیان حیدری کے منسلک ہون چنانچہ سب سوار و پیادے ہندوستانی سرکار مین نواب کے ملازم ہوئے اور یہہ حکم دیا گیا کہ سب منصبدار و سپاہی اپنا اپنا رخت وغیرہ ساتھ لیجاوین مگر وہ سلاح اور ساز و سامان جنگی اور ذخیرہ وغیرہ جو بادشاہ اِنگلستان یا کمپنی بہادر یا نواب محمد علی خان سے علاقہ رکھتا ہی گماشتگان دولت حیدری کو حوالہ کرین کپطان تم نے جب دیکھا کہ اُسکی تمام درخواستین قبول ہوتی ہین یہہ ظاہر کیا کہ اذوقہ لشکری جو قلعے مین فراہم ہی مین نے اپنے روپی سے خرید کیا ہی اور مجھکو یقین نہین ہی کہ گورنر مدراس وہ روپی مجھے دیوے یہہ اُسکا اظہار محض بے حقیقت تھا کیونکہ وہ اذوقہ بزور و جبر اُس مملکت کے رعایا سے لیا گیا تھا اور نواب حیدر علی خان نے جو انگریزون سے بابت اموال مغروبہ کے باز پرس مین

و رگذر کی موجب اُسکا یہہ تھا کہ اِس جہت سے دوسرے قلعے بسہولت انگریزون سے ہاتھہ آوین

ایلغار کرنا نواب حیدر علی خان کا بعد انتزاع کبیر پٹن کے سنگومن کی طرف جہان جنریل اسمتھہ انتظار کرنیل مود کی کررہا تھا تا اُنکی تلافی سے مانع ہو اور جنریل اسمتھہ کو جبرًا ترنا ملی کی راہ سے پھراکر تر پاتور اور آرنی کی طرف متوجّہ کر کے وہان ایک میدان وسیع مین اُسکی فوج کو اپنے سوارون سے مغلوب ومقہور کرے اور کھوترون کے سمون سے اونہین لکدکوب وپامال

جب نواب حیدر علی خان نے کبیر پٹن کو تصرّف سے انگریزون کے نکال لیا دوسرے دن دو ساعت صباحی کے وقت وہان سے کوچ کر دو پہر روز کو پالرندی پر ڈیرا کیا پھر معسکر وبنگاہ کو حمایت مین سپاہ ناموظّف کے وہین چھوڑ اور سپاہ جنگی رود سے عبور کر پیادے تو قطار باندھکے چلے اور سوار اُن کے ہراول ہوئے پیچھے اُنکے جمعیت سپاہ گرانتر یلون کی روانہ ہوئی توپخانہ و باقی سپاہ پیادون کی چند اول تھی افواج حیدری نے اِس ترتیب سے دس گھڑی رات تک راہ طی کی پھر دو ساعت تک ایک کشت زار مین دم لے قریب نصف شب کے وہان سے روانہ ہوئی جب سپیدۂ صبح نمودار ہوا سواران ہندوستانی و فرنگستانی سوارون سے میر مخدوم علی خان کے جو جنگل مین گرد لشکرگاہ انگریز کے پراگندہ و منتشر ہو رہے تھے ملے سترہ روز کے عرصے سے رسالہ میر موصوف کا بدون خیمہ و خرگاہ اور بے اسباب ماہیحتاج وساز و سامان کے اُس جنگل مین

شب و روز بسر کرتا تھا اور خان موصوف خود بھی اپنے سواروں کا اُس حالت عسرت
مین شریک تھا اِس رو داد سے بہ امر واضح ہوتا ہی کہ جیسی فوج ہندوستانی
اور سب ہندوستانی لوگ استراحت و آسایش دوستی مین مطعون ہین
فوج حیدری ویسی نہین بلکہ کمال درجے مین مشقّت و محنت کی عادی اور نہایت
جفاکش پانچ ہزار گرانڈیل سپاہی جو توپخانے کو پیچھے سواروں کے لیئے آتے
تھے سترہ فرسنگ راہ چوبیس ساعت مین طی کر اُسی وقت مقام گاہ
مین پہنچنے سپاہیان حیدری ہر طرح کی ورزش و چالش زحمت طلب
اور قواعد جنگ مین مشّاق و خو کردہ ہو رہے تھے کہ ایسی ایسی مشقّتون کے
تحمّل ہو سکتے تھے مقام استعجاب کا ہی کہ ایسا توپخانہ سنگین جسکو بیل کھینچتے ہین
لشکر کے ساتھ اِسطرح جلد منزل مین پہنچتا تھا اگرچہ آگے توپخانے کے بیلدار راہ
کو ہموار و درست کرتے جاتے تھے جنریل اسمتھ نے تصوّر کیا تھا کہ سنگومن
مین چند روز صدمات اعادی سے ایمن و بے خطر رہیگا اور اِس عرصے مین کرنیل عود
اپنی فوج کے ساتھ اُسے آملیگا کیونکہ اُسکے نزدیک یہ بات متحقّق تھی کہ تسخیر
کرنے مین کبیر پٹن کے نواب کو کم سے کم اُسیقدر دیر لگے گی جسقدر خود
جنریل موصوف کو اُسی شہر کی تسخیر مین پیشتر لگی تھی لیکن نواب جلد تر اپنے
لشکر و توپخانہ سمیت اُسکے سر پر جا پہنچا اور میر مخدوم علی خان نے ایسی چوکسی
کے ساتھ اپنے سواریادون کو وہان متعیّن کر رکھا تھا کہ وے تمام مداخل اور راہون
پر لشکر گاہ انگریزی کے متصرّف و قابض ہو گئے تھے نواب کا مرکوز خاطر یہہ تھا کہ جب
باقی پیادے لشکر کے پہنچ لین تمام اپنے لشکر کو اُس میدان کی طرف جو درمیان
سنگومن اور ترنا ملی کے واقع ہی لیجاوے اور کنارے پر ندّی کے جو اُس
حدود مین بہت گہری ہی خود مقام کرے اور جنریل اسمتھ کو جو تب بحکم ضرورت

ترنا ملی کی طرف اُس مدّی سے عبور کرنا بڑی پریشانی مین ڈالے اور تلاقی عسکر مین سے مانع ہو کیونکہ اِس صورت مین جنریل موصوف بقصوائے اضطرار راہ ترپاتور و آرنی و آرکاٹ کی لیتا اور اُن صحراؤن مین گذر کرنا جنمین جنگ کرنی نواب بہادر کے ساتھ بسبب کثرت اُسکے سواروں کے مورث سراسر زیان و نقصان فوج انگریزی کی ہوتی ؛

خبردار کرنا رکن الدّولہ کا اپنے نقّارے کی آواز سے انگریزون کو نزدیک ہونے پر افواج حیدری کے اور کوچ کرنا انگریزون کا شتابی وہانسے اور تعاقب کرنا افواج حیدری کا اور متحصّن ہونا انگریزون کا ایک کوچے مین اور لڑنا فوج حیدری کا نشیمستان سے اُنکے ساتھ اور نوسو سپاہیون کا فوج حیدری سے اور تھوڑے سپاہیون کا انگریزی سے کھیت رہنا ؛

س ساعت صباحی کے وقت رکن الدّولہ نے خلاف چشمداشت نواب حیدر علی خان کے سرکردگی مین ایک بڑی جمعیت اپنے سواروں کے نقّاریکی آواز بلند سے جماعہ انگریز کو عمداً اپنے وہان پہنچنے سے آگاہ کیا اور احتمال قوی ہی کہ اُسنے پہلے ہی انگریزون کو حیدر علی خان کے فتح کرنے پر کبیر پیتن کو اور پہنچنے سے لشکر حیدری کے حدود لشکرگاہ انگریزی مین البتہ آگاہ کیا ہوگا کیونکہ انگریزون نے قبل دوپہر کے اپنے خیمے اُکھڑوا کر اُس مقام سے کوچ کیا اِس خبر کو سن نواب فوراً اپنی سپاہ کو حکم مسلّح ہونے کا دیا چنانچہ سواران ہندوستانی و فرنگستانی نے حکم کے پاتے ہی جنگل سے نکل افواج انگریزی پر اپنے تئین ظاہر کیا اور دیکھا

کہ وے ندی کے کنارے جلد چلے جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ اپنے تئین شتاب اُس کو پہنچے پر جو اُنکے قریب تھا پہنچا دین سپہداران فرنگستانی جو اسطے ملاحظہ کرنے کیفیت کوچ انگریزون کے مامور ہوا تھا چگونگی سے اُسکے حضور مین اطلاع دی نواب نے سپاہ گرانڈیل اور رسالے سوارون کو حکم دیا کہ فوج انگریزی پر حملہ کرین اور سپاہیون کو جو پیچھے دور آتے نمایان ہوئے تھے دوڑنے اور حملہ کرنیکا حکم کیا اِس جنگ کی نامایت نسبت نواب بہادر کے اِسی سے قیاس کیا چاہئے کہ اُسوقت سپاہی بہ سبب طی کرنے بڑی مسافت کے نہایت خستہ وکوفتہ تھے تو بھی وے کمال جوش و دل گرمی کے ساتھ واسطے جنگ اعدا کے آ پہنچے بہرحال دیکھکر انگریز حیران ہو گئے آخرکار لشکر انگریزی کو پہنچے پر پہنچا اُسوقت اُس مین تین ہزار مرد جنگی فرنگستانی دس ہزار سپاہی ہندوستانی دو ہزار سوار موجود تھے تمام پیادے ایک صف مین اور انگریز بسبب مرکزی بھرے مین علاوہ اُسکے چھ سو گرانڈیلون کی دو ٹکری تھی اور توپخانے مین چوبیس ضرب توپ قلب و جناح فوج مین لگی ہوئی اور ساتھ ہر قشون کے ایک توپ میدانی جمعیت سوارون کی آگے اور پیچھے اسباب و آلات جنگی کے متعین تھی اگرچہ وہ پہاڑ بہت ڈھالو نہ تھا لیکن چھوٹے چھوٹے درختون سے جو باہم متشاجر تھے بالکل چھپا ہوا تھا پچیس قدم تک پیادگان حیدری اُوپر چڑھ گئے اور باوجود آتشباری توپ و تفنگ مخالف کے خوب ہی لڑے اور اتنی دیر تک اُس محل مرد آزما مین ثابت قدم رہے کہ دوسرے پیادے اُنکی مدد کو پہنچ گئے آٹھ یا نو سو پیادے جنکے قائد سپہداران فرنگستانی تھے میسرے پر صف انگریزی کے دو مار دو ضرب توپ چھین لین لیکن ایک ٹکری نے فوج انگریزی مین سے جو واسطے کمک میسرے کے فی الفور پہنچی تھی

سپاہ حیدری سے دونون طرفین مستردکین اس مابین مین طلیعہ شب نے آتشباری طرفین کو موقوف کردی،

بیت

ہوئی رات عالم ہوا سب سیاہ
ہوئی سست دونون طرف کی سپاہ

دونون فریق جنگی میدان رزم مین استراحت طلب ہوے اور واسطے جنگ دوسرے روز کے آمادہ و طیار ہونے لگے ساتھ دیکھیے اس نامایمت حال اور مقام جنگ کے جس مین پیادگان حیدری فوج انگریزی سے ایسی مردی و پردلی کے ساتھ لڑے سب فرنگستانی جو ھندوستانیون کی شجاعت و جوان مردی مین بدگمان تھے حیران رہ گیے اور نزدیک جنریل اسمتھ کے بھی جان بازی ھندوستانیون کی پایۂ ثبوت کو پہنچی،

کوچ کرنا لشکر انگریزی کا رات کے وقت اُس مقام سے جہان لڑائی واقع ہوئی بعد دفن کرنے مقتولون کے اور زخمیون کو گاڑیون پر اُٹھا لیجانا اور بعض اسباب کو دریا مین ڈال دینا اور پہنچنا صحیح سلامت قلعہ ترناملي مین اور تعاقب کرنا نواب کا فوج انگریزی کو اور ترناملي سے دو ہرہ فرسنگ پر پہنچ کر ڈیرا کرنا،

گیارہ گھڑی رات کو ایسا معلوم ہوا کہ انگریزون نے چپ چاپ میدان جنگ سے کنارہ کیا تب نواب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کوئی متعرّض اور مانع اُنکا نہو مصلحت اس مین یہ تھی کہ ہاری ماندی فوج استراحت کرتازہ دم ہو، پھر سپیدہ صبح

کے نمایان ہوتے ہی سوار ان حیدری نے انگریزون کی فوج پر جو ہاز و سامان جنگی چھوڑ اپنے زخمیون کو گاڑیون پر ڈال روانہ ہوئی تھی تاخت کی بعضے آلات باورچیخانہ جنریل موصوف کے اور دو صندوق میجر بانجو صاحب جنیوہ کے جو درمیان انگریزون کے محترم اور عہدۂ میجر جرنیل کا رکھتا تھا اُنکے ہاتھ لگے اور یہہ معلوم ہوا کہ انگریزون نے بہت ساز و سامان جنگی اور ذخیرے اذوقے کے ندّی مین ڈال دیا تھا تا اُنکی گاڑیون پر اپنے زخمیون کو لیجائین چنانچہ اُس ندّی سے گولے اور چاولون کے بستے نکالے گئے اور انگریزون نے واسطے مخفی کرنے اِس امر کے کہ اُنکی طرف کے بہت لوگ مارے گئے ہمین لاشون کو دفن کر دیا تھا لیکن جلدی اور اندھیری رات کے سبب اکثر مدفون لاشین رواروی مین کھلی رہ گئین لوگون نے طمع سے مال و لباس کے اکثر لاشون کو زمین سے اُکھیڑ جو کچھ پایا لیا اگرچہ سوار ان حیدری نے افواج انگریز کا تعاقب کیا لیکن انکا بزر صحیح و سالم قلعہ ترنامل مین پہنچے مگر دو ضرب توپ اُن سے چھٹ گئی تھی اِس جنگ سبک مین جو ترنامل کے قریب درمیان پیادگان انگریزی اور سواران حیدری کے وقوع مین آئی صرف ایک ہی آدمی فوج انگریز سے زخمی ہوا اسطرح جنریل اسمتھ اِس مہلکے سے صاف نکل گیا اگر نواب بہادر موافق اپنے منصوبے کے دوسرے کنارے پر ندّی کے مقام کرتا تو بے شک جنریل موصوف سخت بلا مین گرفتار ہوتا نواب بہادر اِس تصوّر سے کہ انگریز عاجز ہوئے سے اُسکے بھاگ گئے خوش ہو کر آگے بڑھا اور دیڑھ فرسنگ پر اُس مقام مین ترنامل سے جہان بڑے بڑے پہاڑ اور درمیان اُس کے وترنامل کے ایک میدان حائل تھا دیرا کیا چونکہ خیمہ گاہ حیدری اعادی کے مقام سے قریب تھا حزم و احتیاط کو کام مین لایا تا کہ تاخت ناگہانی سے محفوظ رہے

تمام تپلون پر کچھ کچھ فوج حراست کے لیئے متعین کی گئی اور طلایہ سوار و نکا بانون کے ساتھ سرحد ترنا ملی تک بھیجا گیا تا چھوڑنے سے بانون کے انگریزون کی جانش پر اعلام دیتے رہین چنانچہ اِس چوکسی اور احتیاط کے سبب انگریز کسی طرح سے لشکرگاہ حیدری پر تاخت نکر سکتے تھے اور جنرل اسمتھ نے بھی ہرگز مناسب نجانا کہ (جبتک کرنیل عودمہ فوج آکر اُس سے نہ ملے) اپنے کو معرض اخطار مین جنگ نواب کے ڈالے،

ضایع کرنا نواب حیدرعلی خان کا فرصت مانع ہونے کو تلافی سے دونون فوج جنرل اسمتھ وکرنیل عود کے اور مصاف آرائی کرنا اُسکا ایسے مقام مبین جہان فوج سوارون کی محض بیکار تھی اور ملجانا اُن دونون فوج کا اور کوچ کرنا جنرل اسمتھ کا ترنا ملی سے اور روانہ ہونا نواب کا اپنے سوارون سمیت ایک راہ سے اور حیدری پلٹنین معہ توپخانہ دوسری راہ سے،

شایستہ حال و مقام یہ تھا کہ نواب بہادر ایک بھاری جیش واسطے حدّ راہ ہونے تلافی عسکر بن کے متعین کرنا لیکن مشورت کے خلاف جو اِس خصوص مین اُسکو دی گئی تھی نواب نے دونون لشکرون کو ملنے دیا اور خود معہ فوج اُسی جگہ مقیم رہا اور محرّک جنگ کا اُس ناحیے مین ہوا جہان سوار اُسکے محض معطّل تھے خصوصاً اُس وقت جب جنرل اسمتھ اپنے لشکرگاہ کے بیچ ترچناپلی مین جو درمیان دو پہاڑون کے واقع ہی جنہز قلعے بنے ہوے ہین مقام رکھتا تھا اور مقدّمہ اُسکی فوج کا ایک بڑے تالاب

پر تھا جہان فوج غنیم کی سوائے ایک راہ تنگ سے جو توپخانے و خندق کی حمایت مین تھی نہین پہنچ سکتی تھی مرکوز خاطر نواب کا یہہ تھا کہ انگریزون کو اُن کے لشکر گاہ سے باہر نکالے اِسی واسطے اپنے پیادون کو حکم دیا تھا کہ ظاہرا بہ ستور و روش و قواعد کے ہر روز نکلا کرین اور کبھو خود بھی ایک گولے کے پہنچنے تلک اُسے جاتا اِسی طرح سے نواب نے فرصت وقت کو ایسا تالف کیا کہ جیش کرنیل عود کی فوج سے جنریل اسمتھ کے مل گئی اگرچہ فوج انگریزی پچیس ہزار تھی۔ جسمین ساڑھے چار ہزار سپاہی فرنگستانی تھے لیکن جنریل اسمتھ زنہار مناسب نہین جانتا تھا کہ میدان مین نواب بہادر کے ساتھ مصاف آرائی کرے بلکہ اُسکی یہی نیّت رہتی کہ ایسے موقع مین نواب پر حملہ کرے جو اُسکے پیادون کے مناسب و ملایم ہو اور جہان سوارا ن حیدری کچھ کام نکر سکین چنانچہ اِسی باعث اپنے لشکر گاہ کو چھوڑ علی الصّباح ترنا ملی سے کوچ کر دو فرسنگ پر جا کے خیمہ کیا تا اُسکی فوج بنسبت سابق مقام کشادہ و فراخ مین رہے نواب بہادر نے جنریل کے منصوبے پر واقف ہو چاہا تھا کہ ایک دام فریب اُسکی راہ مین لگاوے مگر اِس راز کو اُسوقت کسی پر منکشف نکیا تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی چونکہ لشکر انگریزی کو عبور کرنے سے ایک میدان کے جو ہر طرف جنگل اور تیلون مین محصور تھا گزیر نہ تھا اِس لئے نواب نے شام کے وقت اپنے توپخانے کے سردار اور سپاہیون کو حکم دیا کہ وے سب اُس میدان کی طرف ایک مدخل وادی نما سے کوچ کرین اور نواب نے خود اپنے منصوبہ نا گفتہ کے موجب معہ سب رسالے سوارون کے دو بجے شبکو کوچ کیا اور ان رسالون کے پرے کو صورت پر ایک کمان کے بنا اُس مقام کی طرف جو مشرف تھا

اُسی میدان پر سے چلا مضبط ارا ان قائد افواج پیادون نے روانگی سے نواب
کے آگاہ ہو ساعت معہود مین کوچ کیا اور اُنکو یقین تھا کہ وے نواب اور اُسکے
خاص سوارون سے میدان مین ملینگے لیکن جب مضبط ار لوگ معہ فوج
پیادون کے اُس میدان مین پہنچے اور نواب اور سوارون کو اُسکے وہان
نہ پایا متحیّر ہوے تب جمعیّت پیادون کو پھیلا کر صفین جنگ کی آراستہ کیں
وہ میدان اگرچہ ظاہر مین ہموار معلوم ہوتا تھا پر ایک تیلے بلند کے سبب
اُس مین واقع تھا دو بہرہ ہوگیا تھا بعضے مضبط ار حیدری جو پیشتر پہنچے تھے اُس
تیلے پر چڑھکر دیکھا کہ جنود انگریزی تیلے کے پیچھے صفین آراستہ کیے ہوے
جنگ کے لیئے آمادہ ہین چون کہ مضبط ارا ان حیدر یکو حملہ کرنے کے باب مین
کچھ حکم صادر نہوا تھا اور کچھ خبر نواب اور اُسکے سوارون کی بھی نہ ملی
اِسلیئے مضبط ارون نے اُس جا پر مجلس شورا منعقد کی اتّفاق سب رایون
اِس پر ہوا کہ سارے مضبط ارا اپنے افواج سمیت اُسی وادی نامدخل مین
پھر جا کر واسطے اپنے ایک مقام حصین حاصل کرین جنگ کہ جاسوس
خبر نواب کی یا حکم جنگ کا اُسکے حضور سے لاوین چونکہ انگریزون نے سنا تھا
کہ سوارا ان حیدری کمین گاہ مین ہمین آغاز شب تک آمادۂ جنگ رہے آخر کار
اپنی لشکر گاہ جدید کو پھر گئے پیادگان حیدری بھی معہ توپخانہ اپنی منزلگاہ مین
پہنچے اور نواب معہ سوار شب کو بہت دیر کے بعد دس فرسنگ راہ طی کر
بھوکھا پیاسا اُس مقام مین پہنچا نواب جانتا تھا کہ جنریل اسمتھ حیدری سوارون
کے کوچ سے بیخبر ہی اور خواہ نخواہ منخدع ہو کر قصد کریگا کہ پیادگان حیدری
پر جو ظاہرا استظہار سوارون سے نہین رکھتے حملہ کرے اِس صورت مین
جو انکو انگریز لشکر برباد کرینگے فوصت بخوبی حاصل ہوگی چون ٹیپو سلطان

اِس زمانے مین سترہ برس کے سن و سال مین حیدر نامدار کا دست راست اور اکثر قوم انگریز پر فتحیاب ہوا تھا نامہ نگار نے شایستہ اِس مقام کے سمجھا کہ تھوڑا سا حال اُسکے چالش کا بھی یہان بیان کرے حیدر علی خان اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کے ساتھ کمال محبّت رکھتا تھا اور غیرت و پر دلی سے اُسکے خوب واقف اور اُسکی نوجوانی کے سبب اُسکی جان عزیز پر بہت سا ترسان و لرزان رہتا یہی سبب تھا کہ اُسکو اکثر واسطے حفاظت و حراست معسکر کے مامور فرماتا تھا اور میدان جنگ مین جانے کی اجازت نہین دیتا چنانچہ اِس جنگ مین بھی سلطان موصوف موافق حکم پدر عالیمقدار کے پاسداری و حراست مین لشکرگاہ کے مصروف و مشغول تھا جبکہ فوج پیادگان حیدری لشکر گاہ مین پہنچی اور نواب بہادر اور اُسکے سوار و نکی کچھ خبر معلوم نہوئی تب سلطان کو کمال پریشانی و تشویش پیدا ہوئی تمام سپہدار و نکو افواج حیدری کے اپنے پاس بلا صورت حال کو اُنپر ظاہر کیا سبھون نے بالاتّفاق یہ عرض کی کہ انگریزو نکی فوج مین سوار نسبت سوار ان حیدری کے بہت کم ہین اِس سبب سے وے معسکر حیدری پر شبخون نہین مار سکتے علاوہ اُسکے درمیان لشکر گاہ حیدری و مقام انگریزون کے مسافت دور دراز و راہ دشوار گذار ہی بدون اُسکے کہ وے تین فرسنگ راہ طی کرین اور اُس کوچہ تنگ سے جس مین سپاہ محافظ حیدری راہداری و حراست مین مشغول ہی گذرین شبخون ممکن نہین اہل مجلس ہنوز اِسی گفتگو ہی مین تھے کہ جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ میر مخدوم علی خان بہادر سپہسالار لشکر جو اپنے سوارون کے ساتھ ہراول لشکر کا تھا معسکر حیدری مین داخل ہوا نواب بہادر نہایت زحمت کش و رنج بردار تھا کوفتہ و ماندہ کبھو نہوتا اُسی شب سپیدۂ صبح کے نمایان ہوتے ہی چار ہزار پیادے اور چالیس

ضرب توپ کے ساتھ ترناملی کی طرف تاخت کی اور شہر کو مفتوح پایا لیکن جب قصد کیا کہ قلعے پر ہلّا کرے خبردار خبر لائے کہ جنریل اسمتھ فوج حیدری پر ہجوم لایا چاہتا ہی اِس خبر کے سنتے ہی ہلّا موقوف رکھا اور حریف پختہ کار سے اِس مقام مین جہان سوار بیکار رہتے صف آرائی مناسب نجان دوسرے روز وہان سے کوچ کیا کیونکہ وہان سے لشکر گاہ انگریزی تک اگرچہ مسافت چار فرسنگ سے زاید نہ تھی بدون قطع کرنے ایک راہ تنگ کے جو دس فرسنگ سے زیادہ تھی پہنچنا ممکن نہ تھا آخر الامر نواب بہادر نے قریب لشکر نواب نظام الدّولہ کے جو پیشتر وہان ایک سبزہ زار مین پڑاہوا تھا دست چپ پر اُس لشکر کے جیسے استادہ کرواے ،

متّصل پہنچنا دونون لشکر جنگجو کا اور بند کرنا نواب حیدر علیخان کا راہ اذوقے کی لشکر پر اعادی کے اور قصد کرنا اُنکا معرکت وتنگی کے سبب اُس تنگجے سے نکلنے کا اور حملہ کرنا لشکر گاہ پر نواب نظام الدّولہ بہادر کے اور خوف کرنا نواب حیدر علیخان بہادر کا بد انجامی سے اُسکے اور مانع ہونا حملہ کرنے سے ،

جب لشکر انگریزی کو سوار اور پیادون نے فوج حیدری کے چارون طرف سے گھیر لیا اور سب راہین اور مداخل آمد و شد کے اپنے تصرّف مین لائے اذوقہ وساز و سامان جنگی انگریزون کو سوا ے ترناملی کے کسی اور جگہ سے نہین پہنچ سکتا تھا فوج انگریزی بہت زحمت و تکلیف اُٹھانے لگی اس لیے کہ ترناملی مین سوا ے ذخیرے چاول کے دوسری کوئی چیز ما یحتاج موجود نہ تھی

اور یہہ سب خبر نواب بہادر کو وسیلے سے قاصدان انگریزی کے جو لشکر انگریزی سے مدراس کو خبر لیجاتے اور بموجب حکم نواب بہادر کے گرفتار کئے جاتے اور دوسرے مخبرون کے جو خاصکر واسطے خبر رسانی کے مامور تھے خوب تحقیق پہنچتی تھی وہین سے یہہ باتین معلوم ہوئین کہ گورنر مدراس جنریل اسمتھ کو معرض عتاب مین لایا اسلئے کہ اُسنے عوض مین شراب متعرّی کے سپاہیون کو زر نقد دیا تھا اور یہہ اسکو لکھہ بھیجا تھا کہ اس باب مین یہہ امر کافی تھا کہ سپاہیون سے اسطرح پر کہتا کہ لشکر مین زر کی تنگی ہی تمہارا وظیفہ سرکار سے مدراس کے ادا کیا جائیگا اور گورنر مدراس نے داکٹر داروغۂ فوج کو لکھہ بھیجا تھا کہ وہ تمام روداد لشکر انگریزی کی ہمیشہ گورنر سمدوح کو لکھتا رہے نواب بہادر نے جب معلوم کیا کہ انگریز عسرت و تنگی مین پھنسے ہین عزم مصمّم کیا کہ اُنکی لشکر کو محاصرے مین رکھے اور ملک کو تاراج کرے چون انگریز اِس حالت محصوری پر صابر نہ تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح اِس مقام نامایم سے باہر نکلین اُنھون نے دس بجے رات کو کوچ کیا اور نواب بہادر کو جب معلوم ہوا کہ کوچ انگریزون کا لشکرگاہ کی طرف نواب نظام الدّولہ کے ہوا تب اُسے سخت تشویش لاحق ہوئی کیونکہ بدگمانی اُسکی مقدّمے مین خط و کتابت رکن الدّولہ اور انگریزون کے ایک اساس محکم رکھتی تھی اور اِس جہت سے اُسکو اعتقاد تھا کہ نظام الدّولہ اُسکے ساتھہ چندان صاف نہین ہی اور درصورتیکہ نواب موصوف انگریزون کے ساتھہ موافق ہی تو لشکر حیدری البتّہ در معرض اخطار ہی اور اگر دونون ہمداستان نہین ہین اُس صورت مین انگریزون کا تاخت کرنا لشکر پر اُسکے ہواخواہ نواب نظام الدّولہ کے بڑا سبب بے انتظامی و پریشانی کا اُسکے لشکر کے واسطے

ہی اِنھین جھتون سے نواب بہادر نے اِس خصوص مین اپنے خیمہ خوابگاہ مین اہل شورا کو طلب کر اِس بات مین اُنکی راے طلب کی یہ مقرر ہوا کہ فوج حیدری فی الفور مسلّح ہو کوچ کرے اور انگریزون کو نواب نظام الدّولہ کے لشکر کی طرف متوجّہ ہونے نہ دے اور یہ امر کچھ مشکل نہ تھا کیونکہ لشکر حیدری کو واسطے اتمام اس امر کے ڈیڑھ ہی فرسنگ کی مسافت طی کرنا پڑتا اور انگریزون کو معسکر نواب نظام الدّولہ تک پہنچنے کے لیے چھہ فرسنگ نواب بہادر نے اِس اثنا مین اپنے منصبدارون فوج فرنگستانی کو حکم دیا کہ راہ فوج انگریزون کی روکین اور ایسی تدبیر کرین کہ وے پریشان ہو کوچ مین درنگ کرین اور جبتک روز روشن نہ ہو لشکر نواب نظام الدّولہ تک نہ پہنچ سکین اور فرمایا کہ دور سے اعادی پر آتشباری نکرین بلکہ جب دونون لشکر نواب و انگریز کی قریب ہو جاوین تب جس قدر ہو سکے اعادی پر آتشباری عمل مین لاوین اور باڑھمار کے زمین پر لیٹ جاوین چنانچہ فوج حیدری نے اطاعت مین اِس حکم کے سعی و کوشش کی اور انگریزون کو جبرًا اُسپر لائی کہ اُنھون نے اپنی جناح کی سپاہ کو صف میانگی مین ملنے کو طلب کیا اِس خوف سے کہ مبادا ہر سپاہ حیدری کے محاصرے مین گھر جاوین آخرکار جماعہ کالیرو نے آتشباری شروع کردی انگریز بھی اپنی سپاہ کو مربّع شکل بنا کر لڑنے لگے دو ساعت تک دونون لشکرون سے آتشباری عمل مین آئی لیکن طرفین سے کسی لشکر کو ضرر نہ پہنچا جماعہ کالیرونی جواب دہی انگریزی فوج کی قرار واقعی کی آخر دوپہر دو بجے دن کے انگریزون نے دست چپ کی طرف کوچ کیا اور لشکرگاہ جدید مین ترناملی کے نزدیک کنارے پر ایک بڑے چشمے کے جو دست چپ کی طرف واقع تھا اقامت کی سامنے انگریزون کے ایک پہاڑ بہت بلند تھا چارون طرف ٹیلون اور

ے درختون کا احاطہ اسطور پر تھا کہ اصلاً سوار وہان جانہ سکتے تھے بعد
طہ کرنے خیمہ گاہ جدید انگریزون کے نواب بہادر نے اپنے خیمے وہان سے
ٹوا کر دوسری جگہ پر جو انگریزون کے خیمہ گاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے
ی اس وضع پر کھڑے کروائے کہ انگریز بدون مقابلہ کرنے ساتھ لشکر نواب
ر کے نواب نظام الدولہ کے لشکر پر حملہ نہ کرسکین ،

مامور کرنا نواب بہادر کا شاہزادہ ٹیپو سلطان کو پانچہزار سوار
جرار کے ساتھ واسطے غارت کرنے قرب وجوار مدراس کے بعد
بدگمان ہونے نواب کے سپہدار فرنگستانی سے ،

اس مقام مین سواران حیدری بیکار و معطل تھے اور فراہم کرنا
قے کا دشوار ہو گیا تھا نواب والا فطرت نے یہ تجویز فرمایا کہ ایک
ی جیش سوارون کی واسطے تسخیر کرنے گوڈیلور کے جہان کارخانہ
زون کا ہی اور جہان سے دو فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچری واقع
روانہ کرے تا یے لوگ بعد مسخر کرنے گوڈیلور کے سواحل دریا کو
س کی طرف پھر کر حوالی کو اُسکے تاراج و ویران کرین غرض اس سے یہ تھی
گزاران دولت مدراسیہ مضطر ہو افواج انگریزی کو واسطے اپنی حمایت
پھر بلا لین اور اس جہت سے نقصان عظیم کاروبار انگریزون مین واقع ہو
پہلے یہ جیش سرکردگی مین ایک منصبدار فرانسیس کے جسنے یہ مشورت
ب بہادر کو دی تھی اور وہ تسخیر کرنے پر گوڈیلور کے اس جہت سے کہ
خصوصیات سے خوب واقف تھا وثوق رکھتا تھا کوچ کرنے پر طیار ہوئی تھی تب

ایک جاسوس انگریزی جو معسکر حیدری مین خفیہ رہتا تھا اور میر رضا علی خان کے نزدیک جو مرد کوتاہ اندیشہ رشک و وسواس کا بندہ تھا بڑا اعتمادی قابو سے وقت پاکر میر رضا علی خان کے ذریعے سے نواب بہادر پر یہہ ثابت کیا کہ تمام یہہ منصوبہ و ایجاد بے اصل و حقیقت ہی بلکہ منصبدار فرانسیس چاہتا ہی کہ اِس بہانے سے اِس جیش کے ساتھ پانڈیچیری کو چلا جاوے کیونکہ وہان کے گورنر نے اِس منصبدار کو طلب کیا ہی یہہ خبر جو جاسوس انگریزی نے نواب کے خدمت مین ظاہر کی محض دروغ تھی صرف فریب مین ڈالنے کے لیئے اُسے مشہور کردی تھی لیکن اسمین شک نہین ہی کہ نواب بہادر بھی سپاہ فرنگستانی کو پانڈیچیری کے قرب مین جانے سے احتیاط واجب جانتا تھا اِسی واسطے منصبدار فرانسیس سے جو اس جیش کے ساتھ واسطے تسخیر کرنے گوڈیلور کے جانے پر طیّار ہوا تھا یہہ کہا اِس جنگ مین ہمارے پاس جمعیّت پیادون کی بہت نہین ہی کہ واسطے تسخیر گوڈیلور کے تمہارے ساتھہ کردین اِس صورت مین مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بالفعل یہہ تسخیر ملتوی رکھی جاوے لیکن سردست ایک جماعت سوارون کی بھیجی جاتی ہی کہ تخریب اُس ملک کی دروازے تک مدراس کے کرے اور اِس مہم کے لیے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کا مرکردگی مین پانچ ہزار سوار کے مقرّر و مامور ہونا مناسب ہی یہہ سب سخن سازی نواب بہادر کی واسطے دلجوئی منصبدار کے تھی الحق کوئی امیر ہنر مین موم کرنے سنگ خارا کے اور نرم کرنے مین کسی وضع کے سخت و درشت انکار کو نواب بہادر پر فوقیّت نہ رکھتا ہوگا آخرکار بعد اِس گفتگو کے سلطان نوجوان اُن رسالون کے ساتھہ اِس مہم پر روانہ ہوا اور ساتھہ اُس سرعت کے مدراس کی طرف تاخت کی کہ گورنر معہ مصاحب

اور نواب محمد علی خان اور اُسکا بیٹا و کرنیل کال بلکہ سب صاحبان کو نسل جو اُس وقت خیمے کے اندر کنپنی کے باغ مین تھے، گرفتاری سے اُس حادثے کی جو ناگہانی اُن کے سر آپڑا تھا شکال سے بچے، بڑی خیریت یہ ہوئی کہ ایک جہاز جو مقابل اُس باغ کے لنگر پر تھا اُنکی قسمت سے مل گیا، جسنے اُنکی کشتی حیات کو ساحل نجات تک پہنچایا نہین تو اُن کو اُس فضای آسمانی سے بچنا سخت شکال تھا، اِس ناگہانی وارداٹ مین اِسقدر اُنھین گھبراہٹ تھی کہ گورنر اپنی توپی اور تلوار وہین چھوڑ کنارے نکل گیا، چنانچہ سارا اسباب وسامان حاضری کا اُس کی کلاہ و شمشیر سمیت لتیرے سوارون کے ہاتھ لگا کیون کہ مدراس کے صاحبون کا معمول ہی کہ ہرروز اطراف و نواح مین اُسکے ہوا کھانے کو نکلا کرتے ہین اور حاضری بھی دہات کے بنگلون مین کھاتے اگر نوکر فرانسیس جاسوس کا (جو انگریزون کی طرف سے نواب بہادر کے لشکر مین تھا اور جو بقصد اِسی نیّت سے بھیجا گیا تھا کہ اُن کو اِس ناگہانی تاخت کی اطّلاع کرے) بروقت پہنچکر اُنھین آگاہ و خبردار نکر دیتا، تو اِس جنگ مین گورنر اور اُسکے رفقا بیشک گرفتار ہوتے الغرض حیدری سوارون نے اُن کے پیچھے دھاوا کر اُن کے مدراس پھر جانے کی راہ کو روک لیا، نواب محمد علی خان جو بڑی سرعت سے بھاگتا تھا، بہ سبب تیز رفتاری اپنے گھوڑے کی اُنکے ہاتھ سے بچ گیا، مدراس کا گورنر اگر اِس ہلّڑ مین پکڑا جاتا تو یہ گرفتاری اُسی کی خودرائی اور ناعاقبت اندیشی پر محمول ہوتی اِس لیئے کہ اُسکے رفقا ہنوز جمع نہین ہوئے تھے کہ گانوون کے لوگ مرھٹہ مرھٹہ فریاد کرتے ہوئے آئے (کیونکہ ساکنان حوالی مدراس نے سوائے مرھٹونکی تاخت کے ابتک اور کوئی بلا نہین دیکھی تھی) لیکن گورنر اور صاحب لوگ اِس شور و فریاد

سے اندیشہ مند ہونے کی جگہہ سب ہنسنے لگے، مگر جب بہت سے لوگ
فراریون کے آئے تو گورنر کو اُسکے ایک رفیق نے کہا مناسب اب ہی
واقعے کی کچھ تدبیر کی جاے، اُسنے جواب دیا، اگر غنیم کے سوار مدراس
جوار مین سچ مچ آتے تو ہم کو پہلے اُسکے راہ کے قلعہ دارون نے خبر کی
پس بہ خوف و دہشت اِن بزدلون کی نامردی کے سوا اور کیا ہی، اِ
واسطے، آج کی تاریخ سے مین حکم دیتا ہون اگر کوئی اِس طرح سے واویلا اور فریاد
ہمارے پاس آیا تو قابل تعزیر و سزا کے ہوگا، اِس حکم پر سب حاضرین —
خوشامدگویون کا دستور ہی گورنر کی تحسین اور تعریفین کین، اتنے مین
سنط طامس کے ایک گروہ نے کہ بہت سے اُن مین زخمی تھے، وہان
سرداروں اور اہالیون کے خاطرنشین کیا کہ اعدا شہر کو تاراج و
کر رہے ہین، تب تو سبکے سب ترسناک ہو کر سہم گئے، اور
اعلام کے جو بروقت پہنچا تھا، اُنھین اِتنی فرصت مل گئی کہ وہان سے بھاگ
بچاو کے لیئے دریاکنارے جا چھپے، جب تک اُدھر ٹیپو سلطان شہر مد
کے تاراج ولوٹ مین مشغول ومتوجّہ تھا، اُسی عرصے مین اُسکے والد بزرگوار نے اُ
پلٹن کے حالات کو اُس پہاڑی کے اُوپر سے جسکا ذکر سابق ہو چکا، ملاحظہ
پلٹنون کو توپین مار کر درہم برہم کر دینے کا خیال کیا، اِسی منصوبے سے
دوسرے دن تڑکے ہی اپنی فوج کو وہانسے کوچ کرنے اور کئی ضرب بڑی
اُس ٹیلے پر چڑھانے کا حکم دیا، چنانچہ یہ امر بخوبی م

---

* سنط طامس قوم پرطگیش کے ایک شہر کا نام ہی
اور جسنت اُنکا اپنکا بھی اُسپر پھرّاتا ہی،

ہوا کیونکر خیمون کے اُکھاڑنے اور کھڑے کرنے کی جہت سے لشکریون کو حیرانی ہوئی ' نواب حیدر علی خان نے مشاہدے سے اِس حال کے خوش ہو کر حکم کیا کہ تمام توپخانہ اُس پہاڑی پر لیجائین ' غرض اُسکی ' اِس بات سے فقط تمکنت اور شان فوجکشی کی دکھلانی تھی ' کیونکہ اُسکے توپخانے کے اکثر گولے انگریزونکی لشکرگاہ تک پہنچ نہین سکتے تھے ' باایں ہمہ اِس حرکت سے اتنا ہی اُسے منظور تھا کہ انگریزون پر اُسکے لشکر کی کثرت ثابت و معلوم ہو اور بڑے بڑے توپخانے اور اُسکے کارگزارونکی چالاکی اور تیزدستی کے دیکھنے سے اُنکے دلون پر خوف و رعب چھا جاے اِسی ارادے سے آپ بدست خاص توپچیونکو جو اپنا جوہر ہنر دکھلاتے تھے ' اشرفیان انعام دے دے دوسرے سپاہیون کو سرگرم جنگ کرتا تھا ' نظام علی خان نہین چاہتا تھا کہ اِس کارزار سے اپنے کو الگ اور بیکار رکھے اِسواسطے اُسنے بھی اپنے رسالے سمیت آگے بڑھکر سوارون کو حکم کیا کہ انگریزونکی چھاونی کو چارونطرف سے گھیرلین ' مگر تین گھنٹے تک اُسکی پیدل سپاہ نے انگریز کے پلٹن والون پر ' جن کو جنریل اسمتھ نے ایک پہاڑ پر کھڑا کیا تھا حملہ کیا انگریز اُنکے حملے سے ' اپنے بچاو کے واسطے گھبراہٹ کی مارے ایسی جگہ سے نکلے کہ وہان توپخانہ حیدری کا گویا اپنے کو لقمہ اور نشانہ پایا ' لاچار جب ایسی بلا کے منہ مین آپڑے ' تب کئی بار اُنھون نے اشارے کنائے سے جنریل موصوف کے نزدیک اپنا حال ظاہر کیا تاکہ وہ مع فوج جلد اُنکی مدد اور کمک کو پہنچے ' شام کی چار گھڑی کے قریب انگریز کا لشکر پرابانہ ہکر روانہ ہوا نواب بہادر نے جہت اپنے پیدل سپاہیون کو تو حکم دیا کہ وے معہ توپخانہ اُس پہاڑی سے اُترپڑین اور سوارون کو فرمایا کہ سبکے سب بہیئت مجموعی انگریزون سے مقابلہ کرین ' حیدری فوج ابھی صف باندھ چکی تھی کہ نواب نظام علی خان کی کل پیدل سپاہ

بد حواس ہو بھاگنے اور اِدھر اُدھر چھپنے لگی ' اور اُسکے سوار مان سوار نظام علی خان معیت بے باکانہ انگریزون سے لڑنے متوجّہ ہوئے ' اور اُن کے پیچھے نواب بہادر کا توپخانہ بھی روانہ ہوا ' لیکن بے لوگ رزمگاہ مین حیدری فوج کے متّصل پر ابندی نکر حیدری اور انگریزی لشکر کے بیچ مین آکر اُن دونون لشکر کے درمیان بالکل آڑ اور حجاب واقع ہوگئے ' انگریز ایک چشمے کے کنارے جو پہاڑ کے قریب تھا آگے بڑھنے کو تو بڑھ گئے ' پر گذر اُنکا ایسی راہ پر ہوا کہ کنکرون اور جھوڑ سے بھری ہوئی تھی ' انگریزی پلٹن مین دو تولیان بنائی گئی تھین سوارون کا رسالہ تو پیچھے چنداول مین اور توپخانہ بجاے ہراول کے تھا ' توپخانے کے لوگون کی آواز سے نظام علی خان کی سوارون کے دلون مین ایسا دھڑکا پیدا تھا کہ وے کمال حواس باختہ ہو حیدری لشکر گاہ سے پس پا ہو کر نکل بھاگے ' اُن کے نکلتے ہی لشکر حیدری مین ایک تہلکہ اور ہلڑ پڑ گیا ' نواب بہادر کے دل مین لشکر کی اس بد انتظامی سے ایک اندیشہ اور کھٹکا پیدا ہوا ' اور اتّفاق کے باب مین تو گویا بدگمانی اور عہد شکنی کا خیال ظہور مین آچکا تھا ' اب اِس بات کا بھی دغدغہ اُسکے دل مین پیدا ہوا کہ تا وقتیکہ وہ انگریزون کے ہٹانے اور دفع کرنے مین مشغول رہیگا بے غیرت بھگوڑے اُسکی چھاونی مین لوٹ پاٹ مچا دینگے ' اور بڑا وسواس اُسکو رات کے آجانے سے ہوا ' جب نظام علی خان کی فوج جو انگریزون کی چھاونی کا حجاب اور اُوٹ تھی منتشر ہوگئی تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ انگریزی لشکر ہیئت مجموعی سے صف بندی کر آگے بڑھا چلا آتا ہی اور سوار اُن مین بطور التمش کے ممتاز دکھائی دیتے ہین ' حیدری توپخانے سے جو پیدل فوج کے آگے تھا اتنے گولے چلے کہ صف کی جانب کے بہت لوگ مارے پڑے ' پر

سلسلئے کہ کثرت آتش باری سے جو اُس پہاڑی کے اُوپر عمل مین آئی تھی ' سارا اُسباب لڑائی کا نبڑ گیا تھا بڑی بڑی حیدری توپین اب بیکار تھین ' بناچار سوارون کو بہ ارشاد ہوا کہ غنیم کے لشکر پر توت پڑین ' حکم ہوتے ہی ہندوستانی اور فرنگی سوارون نے حملہ کرنے کی نیّت سے گھوڑے اُٹھائے ' لیکن انگریزون کی طرف سے توپ و تفنگ کی ایسی بوچھار تھی کہ ٹھہر نسکے ' جب نواب بہادر نے دیکھا کہ شام کا وقت عنقریب پہنچا اور رات کو انگریز کے پیدل سپاہی خوب کوشش اور جان فشانی کرسکتے ہین ' سواسطے میدان جنگ سے کنارہ کیا ' ایک چھوٹی توپ انگریزونکی جسکے بیل مارے پڑے تھے حیدریونکے ہاتھ لگی ' اِس لڑائی مین حیدری فوج کا کوئی امیر (سوائے ایک پرطکیس کے جو تفنگچیون کا عہدہ دار تھا ' اور ایک دوسرے سوار کے کہ یہ دونون بہت ہی زخمی ہوگئے تھے) انگریزون کے ہاتھ نہ لگا ' باقی مجروحون کو لشکر کے ساتھ لے گئے ' دونون (یعنے حیدری اور نظام خانی) لشکر کے مقتولون کا عدد چار سی سے زیادہ نتھا ' انگریز نواب بہادر کا پیچھا کرنے مین سرگرم تھے ' مگر چونکہ اُسکی چھاونی درمیان دو پہاڑون کے واقع ہوئی تھی ' اور راہ مین ایک چشمہ اور دو پہاڑی بھی تھی ' و بر تقدیر تعاقب ' لامحالہ اُسی راہ ہوکے اُنھین جانا پڑتا ' لاچار اُس چشمے کے اُوپر سے فقط کئی گولے حیدری فوج کی طرف مارکے بس کیا ' نواب بہادر نے جب اپنی چھاونی مین آکے اُسے برہم درہم پایا ' کیونکہ اُسکے درمیان سے نواب نظام علی خان اور اُسکے سپاہی اپنے خیمون کو چھوڑ نکل بھاگے تھے ' اِسلئے اپنے پیدل سپاہیون کو بعد اِسکے کہ چھوٹے چھوٹے قلعون مین اُنکی سکونت و اقامت کی جگہہ مقرّر کردی تھی یہ ارشاد فرمایا کہ توپخانۂ حیدری اور لشکر کا سامان عقب اُس سورچے کے جو بہ دست

بنا یا گیا تھا لیجائین، چنانچہ یہ امر شتابی عمل مین آیا، نواب بہادر مقام کے واسطے مکان (جہان لشکر اُسکا اعدا کے تاراج سے محفوظ و سلامت رہ سکے) ٹھہرانے اور احتیاط کرنے کا ایک ایسا خاص سلیقہ رکھتا تھا کہ اُسے اِس مادّے مین جنریل اسمتھ کہ وہ بھی اِس کام مین کامل تھا، نہایت تعریف کرتا، ترنا ملی کی لڑائی سے پھرتے وقت، نواب بہادر کی منزل گاہ مین پشت کی طرف سے کوئی راہ نتھی، بجز ایک تنگ گذرگاہ کے جسّے گذرنا ایک چھکڑے کا مشکل تھا، یہان دو راہین تھین، ایک تو جو نظام علی خان کی لشکرگاہ کو گئی تھی اسی طرف سے لشکری ساز و سامان جاتا تھا، اور بہت لشکریون نے داہنے ہاتھ کا راستا لیا جدھر سے نظام علی خان بہادر کا بھی لشکر کمال بے انتظامی کے ساتھ توپخانے سے ملا جلا چلا جاتا تھا، اِسی بد انتظامی نے توپ خانہ حیدری کو کوچ سے باز رکھا، ہرچند آگے جانے کے واسطے مشعلون کی روشنی کی بہتیری کوشش اور تدبیرین عمل مین آئین، آخر کچھ نہ بن آیا بجز اسکے کہ ایک رسالہ بھیجین تا اُن لوگون کو جو پہلے کوچ کر گئے تھے، آگے بڑھنے سے باز رکھے اور اِسکی تاکید کرے کہ اثنائے راہ مین جو کوئی جہان کہین ہو فجر تک وہین ٹھہرا رہے، بھور ہوتے ہی سررشتہ راہ کا پھر ہاتھ لگا جب نظام علی خان کی فوج میدان مین پہنچی تھی، اگر ایسے وقت جنریل اسمتھ اپنے پیدل سپاہیون کا لشکر روانہ کرتا تو بیشک غنایم فتح کے بہت سے اُسکے ہاتھ لگتے، کیونکہ نظام علی خان ہزیمت کے بعد، اپنی چھاونی مین آٹھ ضرب بڑی بڑی توپ چھوڑ گیا تھا، چنانچہ بعد اُسکے جانے کے حیدر علی خان نے اُسکے توپخانے کو مرمّت کرکے چاندی کے باسن اور اور اُسکی بیش قیمتی چیزین جو راہ مین چھوٹ گئین تھین، اُسے بھیج دین، نواب بہادر صبح ہوتے ہی میدان کارزار مین اپنی فوج لیکر نظام علی خان کا

باندھ کھڑا ہوا پیدل سپاہی تو اُسکی پہلی صف مین تھے اور تو اردو طری مین
توپخانہ اور جنگ کا لوازمہ میدان مین آچکا، وہ اپنے لشکر سمیت اِس
سے کہ تنومند اور ہمّت کے پورے سپاہیون کو ہمراہ لیکے فوج کا چنداول
حصے کو پھر گیا، انگریز اُنکے پیچھے سے اُن پر حملہ آور ہو گئے گولے پر اکتفا
ان گولون سے انواج حیدری کے چار ہی شخص مارے پڑے، ایک
ن سے فرنگی سپاہیونکی چھاونی کا سردار تھا، جنریل اسمتھ نے بے شبہہ
نح کی سرگذشت سے مدراس کے کارگزارون کو جلدی اطّلاع کی ہوگی
ن لوگون نے اس خبر نصرت اثر کے سنّے سے اُن اندیشون سے جن
یج غلطان پیچان ہو رہے تھے رہائی بھی پائی ہوگی، یہ لوگ ان دنون
کی ناگہانی تاخت سے ازبسکہ خوف وہراس مین گرفتار تھے، کیونکہ تمام
قلعۂ سنٹ جارج یعنے مدراس کی پاسبان تھی، صرف وہی سواسمین
سپاہی اور چھ سو ہندوستانی تھے، چنانچہ شہر سیاہ کہ بلدۂ مدراس
سے مراد ہی ٹیپو سلطان ہی کے اختیار مین تھا، شہر سیاہ مین انگریزون
مار موافق اُن دنون چار لاکھ آدمی سے کم نتھے، اور اُسوقت جمعیّت اُن کی
کے فراریون سے دوچند ہو گئی تھی، اگرچہ اس شہر کا نام شہر سیاہ
ہی مگر اکثر فرنگستان کے لوگ یہان بستے ہین اور سوداگری
تاع کی بھری بھرائی کو چھیان رکھتے، ہر رقم کی نفیس نفیس اشیا
س وہان میسّر آتی ہین، بہ نسبت اور قوم کے، بڑے بڑے
اور مالدار ارمنی اور گجرات کے جوہری بود و باش کرتے اور
تی و بیش قیمتی جواہر کی خرید فروخت کرتے ہین، جس وقت کہ
نے فراریون کو اِس واقعۂ ہولناک کے باعث، رات سے شہر کی

طرف بھاگتے دیکھا، بڑا خوف و رعب اُنکے دلون مین سما گیا تھا اور یہہ دھڑکا پیدا ہوا کہ حیدر علی خان بہادر آپ بھی اپنی تمام فوج لے کر اِس شہر کے لوٹنے اُجاڑنے کو آیا ہی، سو اِسی گمان پر اُدھر سے تو زن و مرد خان و مان سے آوارہ ہو مال متاع گھر بار چھوڑ چھاڑ بچاو کے لیئے قلعے کی جانب بھاگ آئے، اور یہان چونکہ گورنر صاحبان کونسل، سالار فوج وغیرہ ابتک شہر مین داخل نہین ہوے تھے، کسی نے حکم نہ کیا کہ اُسکے دروازے بند کرین، چنانچہ تھوڑے ہی عرصے مین اِس قدر خلق اللہ نے قلعے کے اندر رولا کیا کہ اُسکی تنگ راہین اور خندق پشتون تک بھر گئی یہان تلک کہ گورنر صاحب جب وہان وارد ہوا تو آدمیون کی بھیڑ بھاڑ کے سبب بڑی مشکلون سے اپنی کوٹھی مین داخل ہوا اور دو دن تک مارے اندیشے کے میز پر سر رکھکر بڑے سوچ مین پڑا رہا اور کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو کہ کارکردہ اور ہوشیار تھا بلا کر اُس سے کہا نادہ ہر طرح کے کام کا اہتمام کرے، چنانچہ کرنیل مذکور سر انجام کرنے مین اُن اُمور کے سرگرم ہوا، اور بعد گذرنے اُس واقعے کے، گورنر اِس کا بھی اقرار کرتا تھا کہ اگر ٹیپو سلطان شہر سیاہ کو لے لیتا اور اُسکے فراریونکا تعاقب کرتا تو سنٹ جارج قلعے کے تصرف کرلینے مین بھی کوئی مانع مزاحم اُسکا نہ تھا، لیکن خیریت گذری کہ یہہ سلطان نوجوان ناتجربہ کار تھا اور اُسکے سوار جو سنٹ تامس سے شہر سیاہ کے قریب پہنچے تھے کہ اتنے مین کئی گولے جو قلعے پر سے اُنہر چلے، اِسی باعث وے منزل مقصود کی طرف قدم بڑھانے مین جھجھک گئے، آخرش سلطان نے اُنھین دنون ارباب شورا کی ایک مجلس جمع کر سر دست کی لڑائی کے باب مین اُن سے صلاح و استصواب کیا، ایک شخص نے اہل شورا سے جو سرکار حیدری مین

سیرا ور قاسم بخبر بات اُس سیر کا رکا تھا اور اِس مہم مین بطور نا لپنی
ناہزادے والا تبار کے ہمرکاب بھیجا گیا تھا ' یہ صلاح دی کہ شہر کے
جانا اور بلاؤن کا ہدف ہونا مصلحت و مناسب نہین ' حکم حیدری یہی ہی
راف مذراہیں کو لوٹین و غارت کرین ' لازم ہی کہ ہم سب ہرگز اِس
کے روادار نہون کہ شہر مین داخل ہونے کے سبب اُسکے نور چشم کو قلعہ
جارج یا اور حصار کے گولے سے خدا نخواستہ کسی طرح کا ضرر یا
پہنچائین ' مشیر و صلاح کارون نے اُسکی راے کو پسند کی '
مقام مین کہہ سکتے ہین کہ شہر سیاہ کے جلا دینے یا گورنر اور کونسلیون کو
نہ صلح پر مجبور کرنے کی صورت مین انگریزون کو عظیم زیان ہوتا ' اب
اور شہر کے مالدارون کو پانچ کرور روپیہ سے سوا کا جرفہ اور پہاوا ہوا
یس مولّف ان اوراق نے نواب بہادر کو صلاح دی تھی کہ مدراس کو '
کر کے اُسمین آگ لگا دے اگرچہ اُسکے سمجھ مین یہہ کام سہج نتھا '
اجانتا تھا کہ اِس مین کچھ نہ کچھ فایدہ ہو ہی رہیگا ' اور راقم کو اِس تاخت مین
پہنچے فرمذہ ار جمند کے نکپا اِس نظر سے کہ کہین اُسکو خطرے کے سامہنے
ن ' اور اِسی صلاح نے گورنر کو میری ایذا رسانی پر مستعد اور آمادہ
انچہ آخر کو اُسنے یہہ ٹھہرایا کہ دار العدالت مین اِس شخص کی صورت حال
ی جاے ' مگر کوئی دلیل اور گواہ میرے قصور کے ثابت کرنے پر سوا اے
ی جاسوسون کے نتھا چنانچہ اُن لوگون نے اِس بات کی گواہی دی کہ
نے اپنے کانون سنا کہ اِس شخص نے ایسی صلاح و مشورت نواب کو دی '
سا سلوک جو اُسنے میرے حق مین کیا ہرچند ہر طرح کے دستور
ف اور ہر قوم کے آئین کے خلاف ہی ' ہندوستان مین جہان انگریز

جبّارانہ حکمرانی کرنے ہین ایسے اُمور متعارف وشایع ہین ،
اگرچہ شہر مدراس کا اس حادثۂ ہولناک مین (اسلئے کہ کرنیل کال نے پہلے ہی
تمام فرنگیون کو فوراً اجمع کر ہتھیار بند کھا اُسکی گھانتیون اور راہون پر نگہبانی کے
واسطے چوکیان بٹھادی تھین ، جنھون نے لوٹنے والون کی جماعت کو شہر کے
نزدیک پھٹکنے نہ دیا) کچھ اتنا نقصان نہوا ، لیکن انگریزون نے اُس سے بڑی
جوکھم اُٹھائی جسّے اُنکا بڑا خسارا ہوا ، کیونکہ مدراس کے اطراف مین اُنکی امیرانہ
کوٹھیان جو اسباب ولوازمے سے سجی سجائی تھین اور اُسکے پرتوس کی
بستیان جوگوناگون اہل حرفہ سے آباد سب لُٹ گئین بلکہ بچے بچایون نے بھی اپنے
لوٹے جانے کا اظہار کیا تاکہ شہر کے مالدارون کا جو جو مال واسباب اُنکے پاس
تھا ، یا پیشگی روپیہ بطور دادنی کے اُنھون نے لیا تھا اِس حیلے سے اُنھین دینا
نہ پڑے ، اِس تاراج عام مین دینا نبیر نام ایک فرانسیس سوداگر فقط بچ رہا تھا ، اور
وجہ اُسکے بچ جانے کی یہہ ہوئی کہ اتّفاق سے خاکی شاہ دولت حیدری کا امیر قاسم
خیرات ، سنط طامس کے پہاڑ پر جو مدراس سے ساڑھے چار میل یا سوا دو کوس
کے فاصلے پر واقع ہی اُس فرانسیس کے گھر کو جو ایک خانہ باغ متصل خالی پاکے
اُس مین وارد ہوا اور وہان کے باغبان سے کہا اب لوٹنے والون کا خوف نہین ہی کہ
اِس گھر کی طرف رخ کرین ، اور اپنے نوکرون کو بھی منع کردیا کہ خبردار کوئی
یہان کی چیزونکے لینے اور برباد کرنے کا قصد نکرے اور ایک مالی کے ہاتھ اپنے
نوکر کی معرفت اُسکے لڑکون کی چیز بست بستانی پھلون اور ساگ سبزی
کے ساتھ اُسے بھیج کر اِس پیغام سے اُسکی دل جمعی کی کہ انشاء اللہ ایک
چیز بھی تمھارے گھر کی نقصان نہونے پاویگی مالیون پر تاکید رکھونگا تاوے ہر روز
ڈالیان باغ کے حاصل سے تم کو پہنچایا کرین ، چنانچہ اِن وعدون کو اپنے بخوبی پورا کیا ،

ن دنون مدراس کے گرد نواح مین اُن فراریون نے جو آوارہ ہو نکلے تھے ،
واہ اُزادی کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے مدراس لے لیا ، بلکہ یہ خبر
بیری ، ترنکو بار اور دوسرے فرنگی معمورون مین ہو کے فرنگستان
لکون تک پھیل گئی ، تجّار اور شہر بشہر کے وارد صادرون نے
ی بخوشی جہان تہان اِس خبر کی شہرت کردی ، اور ولایت فرنگ کے
قوم جنھین قدیم سے انگریزون کے ساتھہ رشک و دشمنی تھی ترناملی کی
انگریزون کے نام ہوئی تھی اور خود اُن لوگون نے بھی پہلے اُسے مشہور
، اب اُسی خبر کو وہی چھپانے لگے ، اور اِس جھوٹی خبر کا نتیجہ یہ ہوا کہ
ندن مین اِکبارگی سرمایۂ کمپنی کا بھاو ۲۷۰ سے اِ تا ۲۲۲ ہو گیا ،
اسمتھ نے پیش بندی کر چالاکی یہ کی کہ ترنت اپنی فتحیابی کی خبر
ں کے کارکنون کے پاس ، اِس فریب سے بھیجوایا کہ ایک سانڈنی سوار
نامہ اُسکے ہاتھہ دے ، نواب بہادر کے لشکر کی جانب ، جو مدراس کی
ت مین تھا ، یون سنکھلا پڑھا روانہ کیا کہ تو وہان پہنچ کے پہلے لوگون سے پوچھنا
سلطان کہان ہین ، پھر اِس توپ سے کہنا کہ تجھے اُن کے پدر بزرگوار نے
پیغام کے ساتھہ اُنکے پاس بھیجا ہی کہ ترناملی کی لڑائی تو ہاتھہ سے جاچکی ، اب
ادے کو مناسب ہی کہ جلدی اپنے تئین مجھہ تک پہنچاوے ،
کلام ، وہ سوار اِس چھل کے ساتھہ خیریت سے آپہنچا ، مدراس کا گورنر
دیکھتے ہی مارے خوشی کے اُچھل پڑا ، اور جھوٹے ہی اُسنے اوّل تو
سو ایک توپ چھوڑنے کا حکم دیا تا شہر والون کو جو دلگیر ہو رہے تھے فتح کی
م ہو جاے ، دوسرے اخبار کے کاغذ کے وسیلے بھی مبالغے کی راہ سے اس
شہور کرنے فرمایا تا کہ خلق اللہ جانین کہ انگریز حیدر علی خان پر غالب آے ،

اُدھر شاہزادے کو، جب یہ خبر نا مترقّب پہنچی تو فکرمند ہو کے صلاح کارون سے اِس باب مین مصلحت پوچھی اُنھون نے سبکے سب ایک زبان ہو غرض کی کہ جلدی (جہان تک ہو سکے) لشکر حیدری مین پہنچنا چاہیئے، چنانچہ سلطان سعادت نشان شکوہ و شان وہان سے روانہ ہوا، اور چار شخص عیسائی دین کے پادریونکو بھی اپنے ساتھ لیا، اِسلیئے کہ نواب بہادر نے چلتے وقت اُسے فرمایا تھا کہ قوم انگریز کا ایک ایسا مرد ہشیار صاحب اعتبار اپنے ہمراہ لانا، جو انگریز کے لشکر اور اُن کمک کے سپاہیون کی چال ڈھال سے، جن کے پہنچنے کے (فرنگستان یا اور مکان سے) وے منتظر اور امیدوار ہین، اُسے آگاہ و خبردار کرے، مگر شاہزادے کو چونکہ اِس صفت اور سلیقے کا آدمی نملا لاچار اُنھین چارون کو دلاسا بھر وسادے ہمراہ لے چلا،

ترنا ملی اگرچہ کچھ ایسے عمدہ مکانون سے نتھا اُسکی شکست کی خبر، شتابی تمام ہندوستان مین پھیلی اور اُس کے ناقلون کے طور اور بیان سے ایک نئی نئی صورتون مین نقل کی گئی، نواب بہادر کو اِس افواہ سے کچھ ملال نہ گذرا، کیونکہ اِس لڑائی کا ہاتھ سے جانا سرتاپا نظام الدّولہی کی چوک تھی، حال اِسکا یون ہی کہ جب نواب نظام الدّولہ نے یہ معلوم کیا کہ لینا اور مستحکم کرنا آرکاٹ کا، ویسا سہل الحصول نہین ہی جیسا پہلے وہ اپنے زعم مین سمجھکے خوشدل ہوا تھا، تب اُسنے اپنے دارالامارت کو پھر جانے کا منصوبہ ٹھان کے چاہا کہ کسی طرح چھل بل کر نواب بہادر اور نواب محمد علی خان اور انگریزون سے خاطرخواہ مبالغ کثیر حاصل کرے، اگرچہ اُن دونون نوابون کی مختلف غرضون نے اُن کے دل کی بدگمانیون کو بڑھایا، باوجود اِسکے دونون آپسمین ایسے طریقے پر سلوک کرنے لگے کہ اُنکی الفت وملاپ، خالق اللہ کے نزدیک ثابت رہی،

لے نواب نظام الدّولہ نے اُس ایّام مین کہ ٹیپو سلطان اطراف مدراس
ت اور تاراج کر کے پھرا ' ایک بزم شاہانہ آراستہ کر نواب
ی خان بہادر اور اُسکے تمام ارکان دولت کو بطور ضیافت کے دعوت
تعظیم تکریم کی خوب شرطین بجالایا ' اور اسباب مدارات مین ایک
یہ کیا کہ اُسکو ایک زرّین تخت رنما نشستگاہ مین جہان زردوزی
تکیہ لگوایا اور زربفت کا شامیانہ طلائی استادونپر کھڑا کروایا تھا بیٹھایا '
خصت ہونے وقت اُس بیٹھک کو معہ کشتیہاے خلعت و جواہر گران
دیہ و پیشکش کے ہمراہ بھجوادیا ' کئی دن بعد نواب حیدر علی خان
اُسے دعوت کربلایا ' اور چون و اشرفیون سے بھرے ہوئے توڑون کا
چبوترا ' جسپر عمدہ ابریشمی غالیچا بچھا اور مسند تکیہ زردوزی لگا
بٹھلانے کے واسطے تیّار کروایا ' اور رخصت کے وقت بے
سباب معہ خوانہاے جواہر و مروارید و خلعتہاے عمدہ بطریق پیشکش
ساتھ کردیئے ' اب اِس ملاقات مین دونون نواب اِس بات پر متّفق
اب دونون لشکر ایک دوسرے سے جداہون ' اور نظام الدّولہ اپنے
لک کو مراجعت کرے ' اگرچہ یہ جدائی اور تفرقہ ' اُس وقت تک
علی خان نے وانمباڑی کولیا اور انبور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا تھا وقوع
یا ' اور اِسپر بھی اُن دونون نے آپس مین اتّفاق کیا کہ حیدر علی خان تو
خان اور انگریزون کے ساتھ آرکاٹ مین لڑائی مین مشغول اور
لدّولہ انگریزون پر مچھلیپٹن کی طرف تاخت کرتا رہے ' اِس طور
لی فوجین آپس سے جداہوین '

تشریف لانا نواب حیدر علی خان کی والدہ بیگم کا اپنے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کو اور نواب کا اپنے لڑکون سمیت اُنکے استقبال کو جانا اور بڑی تعظیم سے اُنھین تارنا،

تا معلوم ہو کہ نواب بہادر کس قدر محبّت و الفت اپنے خاندان سے رکھتا اور خویشون کے ساتھ کسطرح کا سلوک کرتا تھا، مناسب یہ ہی کہ اِس مقام مین کیفیّت ملاقات نواب کی، اُسکی والدہ ماجدہ کے ساتھ بیان کی جاے،

جناب والدہ بیگم یہ خبر سنکر کہ حیدر علی خان نے اِن روزون دشمنون کے ہاتھ سے بہت سی تکلیف اور زحمت اُٹھائی (اور ناقلون نے اُسکا حال مبالغے کی راہ سے خلاف واقع کچھ کا کچھ بیان کیا تھا) اپنے فرزند دلبند کی مشتاق دیدار ہو حیدر نگر سے روانہ ہوئین، ہر چند ایّام بارش کا اور فاصلہ سارّھے چار سو میل کا تھا ساتھ اِسکے بھی بڑی بڑی منزلین طی کر کے کہ دونون کے عرصے مین حیدری لشکر گاہ کے قریب پہنچین، نواب بہادر اپنے موکب پرشکوہ کے ساتھ استقبال کے لیئے روانہ ہوا، اور تین میل ورے والدہ بیگم کی سواری دیکھ، اپنی ساری فوج وہین رکھ، خود نواب اور اُسکے لڑکے تیپو سلطان و کریم شاہ گھوڑون پر سوار ہو واسطے استقبال کے آگے کو چلے، یہان تک کہ والدہ بیگم کے محفّے پاس جا پہنچے تعظیم و تسلیم کے آداب بجا لا کر محفّے کے داہنے بائین ہو لیئے چنانچہ بیگم صاحبہ کی سواری حیدری لشکر کے درمیان ہو کر گذری، لشکر والے بھی مجرا اور تسلیم بجا لائے، بیگم صاحبہ کی جلو مین اردا بیگنیون کی قسم سے دو سو پردہ نشین خواصین سر سے پیر تک برقعے مین چھپین عربی گھوڑون اور گجراتی بیلون پر سوار تھین اور محفّے کے پیچھے آتھ رتھ تھین زردوزی سفرات کی پوشش سے چھپین جنھین ناگور سے بیل

تھے اور دس ہاتھی اور بہت سے اُونٹ اور چار پائے بار بردار، زنانی سواری
گے آگے فرنگستانی سوار، چھہ سو بھالے بردار جنکے نیزون مین گھنگھرو اور پر
تھے اُسکے گرد، اور سواری کے آگے پیچھے چار سی ہندوستانی سوار تھے،
والدہ بیگم کی سواری اپنے خیمے مین اُتری، نواب بہادر نے دست بستہ
ی کہ اِس برسات کے ایّام مین کہ بارش اور سیلاب سے راستا قابل
کے نہین رہا، ایسی تکلیف اُٹھانے اور دور دراز کی راہ طی کرنے کا باعث
، والدہ بیگم نے فرمایا کہ ای نور چشم اندنون جو تمھین ایسے رنج وزحمت
سنا پڑا دل نمانا اور بے اختیار جی چاہا کہ ایک نظر تمھین دیکھون کہ اِن زحمتون کو
برداشت کرتے ہو، نواب نے عرض کی آپ کے تصدّق سے خیریت
ہے کچھ ایسا مشکل امر نتھا، دعا فرمائیے کہ خداوند تعالی اِس سے کسی سخت تر
ت مین مجھے گرفتار نکرے اور اگر کرے تو اُسکے برداشت کی بھی
بخشے، والدہ بیگم نے فرمایا اگر ایسی بات ہی تو مین جلدی رخصت
ہون تا تمھارے امورات مین کچھ خلل اندازنہ ہون، چنانچہ دو ہی دن
بیتے پوتون کے ساتھ رھکر اُسی طور سے کہ آئین تھین روانہ
، اور وے لوگ جلو مین اُسی مقام تک ہمرکاب گئے جہان تک پہلے دن
نبال کو آئے تھے،

کی لڑائی کے دو دن بعد نواب کے لشکر نے مقام سنگومن سے
ی جو بارش کے سبب سے خوب ہی چڑھی ہوئی تھی پار ہو کر کبیر پیٹن
انچ اور وانمباڑی سے چھہ فرسنگ پر ایک میدان مین ڈیرا کیا، سلطان
وٹی مین آپہنچا، نواب حیدر علی خان اور نظام علی خان نے پچھلے عہد و پیمان کو
آپس مین استوار کیا،

جانا نواب حیدر علی خان کا قلعہ وانمباڑی کو
اور انگریزون کے دخل سے اُسے نکال لینا،

والدہ بیگم کی روانگی کے دوسرے دن، حیدری لشکر نے وانمباڑی کی جانب کوچ کیا، سوارون کے رسالے اور ہندوستانی فوج کے کچھ سپاہی قبل اِسکے وہان جاچکے تھے، تاخوب دیکھ بھال کے ڈیرا کرین چنانچہ اُن لوگون نے اُس مکان کو خوب سا دیکھا کہ قابل اِسکے ہی کہ وہان لشکر پانی کے قریب، جنگل جھاڑ کی اُوٹ مین مقام کرے اور ایک باغ سے جو اُونچے ٹیلے پر جھرنون کے بیچ واقع تھا حملہ بھی کرسکے، چنانچہ اسی رات کو ایک ادسا مورچہ کہ بار دضرب توپ اُسپر چڑھا سکین بنکر طیار ہوا، چونکہ یہہ مکان اُس رستے سے جو ویلور کو گیا ہی نو میل کے فاصلے پر واقع ہی سپاہیون کی ایک پلٹن اُس راہ کو دخل مین کر لینے کے واسطے، توپ خانہ صمیت بھیجی گئی، اِس جہت سے کہ فرنگستانی فوج کے سردار نے کچھ زخم کھایا تھا، نواب بہادر نے اُس شب کو اُس سے کام لینا مناسب نجانا بلکہ بتاکید فرمایا کہ خیمے مین جاآرام کرے، اور خود آپ ہی دمدمہ سازون کی تعلیم و مورچے کے کام کی اہتمام مین ساری رات متوجہ رہا اور ایسی جگہہ پر کہ گولے کا نشانہ تھی جس مین بہت سے کارکن اور عہدہ دار مارے بھی پڑے ایک درخت تلے بیٹھکر رات کاٹی، اور اُس حالت مین ہر شخص کو ہنسی چھل کی بات چیت سے خوش کرتا رہا اُسوقت تک کہ وہ فرنگستانی سردار بعد طلوع آفتاب آیا، تب نواب اپنے خیمے کو گیا، فجر نو گھنٹے کے وقت اُس مورچے کی توپون سے گولون کی ایک ایسی آگ برسنے لگی جسنے انگریزی توپخانے کو جلد ٹھنڈا کردیا، کپتان ٹرجو وہان کا حاکم تھا، اُس نے مارے گھبراہٹکے صفید جھنڈا کر امان مانگنے کی

نشانی ہی کھڑا کیا، اور مسطر ڈ نے اپنے شریک کو ایلچی کر نواب کے حضور قول قرار کرنے کے ارادے بھیجا، جب وہ وکیل حیدر علی خان کی انگریزی فوج کے سردار پاس پہنچا اور وہی اقرار و اجازت جو کبیر پیتن کے قلعہ داروں کو اُسکے حوالے کرنے وقت دی گئی تھی چاہا کتنی ردّ بدل کے بعد، آخر شں فرمان عالی کے بموجب درخواستین اُسکی قبول کی گئین اِس شرط پر کہ وہان کا حاکم اور سارے انگریز سردار اور سپاہی انگریزون کی طرف سے برس دن تک نہ حیدر علی خان کے ساتھ لڑین اور نہ اُسپر ہتھیار پکڑین، جب طرفین اِس قول قرار پر راضی ہو چکے مسطر ڈ نے عرض کیا کہ اب نواب بہادر اِس اقرار نامے کو اپنی مہر سے زینت بخشے، نواب ممدوح نے وکیل کو ارشاد کیا کہ سرکار کی بڑی مہر یہان موجود نہین، پر اِسلئے کہ کسی طرح بکھیڑا چکے اپنی دستی چھوٹی مہر تو بجانے کے ایک سردار کے ہاتھ دے یہہ حکم کیا کہ جیسا تو مناسب جانے کر، اُس نے قولنامے پر مہر کر دی اور نواب کے اخلاق وخوبی کے سبب اِس قیل و قال کا جلد انفصال ہوگیا، اِس حصار مین ہندوستانی سپاہی ایک ہزار تھے اور انگریز تیس نفر قلعہ دار اور چودہ توپین، سوائے اِن توپون کے جو انگریزون کو اُس قلعے مین ملی تھین، سپاہیون کے رجمنٹ کی دو توپ اور بھی ہاتھ لگی، اِس گڑھ کے قلعہ دارون سے مقابلہ خوب نہو سکا، اگرچہ جنگ کے اسباب اور غلّون کے ذخیرے اِس مین بہت اور ارباب پیشہ توپ کے چھکڑے رہکلے کے مرمّت کرنے والے بکثرت تھے،

کتاب فتوحات برطنیه مین یه حال اس طرح منظوم و مرقوم هی

چو زین رزم آمد بسر روزچند
بز ین کرد حیدر بکینه سمند

بسوی و نیینبدی با سپاه
روان گشت و چون تیر پیمود راه

چو نزدیکی شهر آمد فرا ز
بسر کوب و سنگر ش آمد نباز

که سرکوب کردن پی دار و کوب
بود و یژهٔ کاردا ران توپ

یکی از فرانسیس با نام و جاه
که بد مهتر توپزن در سپاه

بد انگه تنش پر ز تیمار بود
بستر بیمتا ده بیمار بود

شده ناتوان سست و زار و نزار
نیارست برخاست از بهر کار

بحیدر چو سرکوب بد ناگزیر
گزیده یکی جای نغز و هزیر

بکوشید خود اندران کار سخت
همه شب نشسته بزیر درخت

زگاه فرو رفتن آفتاب
بدان تا برآمد تن آفتاب

زآسایش و خواب کرده کران
نشسته بگرد اندرش مهتران

چو آگنده بودش ز پیکار مغز
بیارا ست سرکوب زیبا و نغز

همه شب زدژ اندرون انگریز
گلوله بسویش همیراند تیز

ازان هیچ حیدر نیاورده باک
زدل زنگ اندیشه بزوده پاک

دولب پرز خنده زبان بذله گوی
بلاغ و بازی بیاورده روی

همی بود با سرکشان شاددل
زآسیب بدخواه آزاد دل

بمیدان خاور چو زرّینه کوی
بمیدان خاور بیاورده روی

نهاده بسرکوب توپ دراز
بدان سان که بازیگر حقّه باز

به نیرنگ و دستان و بند و فسون
بکار آورد مهرهٔ دست خون

ز توپ آتشین مهرهٔ تافته
سوے باره و شهر بشتافته

بهر جا رسیده بر افروخته
تن جنگیان را چو خس سوخته

ز آتش خس و خار ناورده تاب
چه یارا بدریا ستیزد سراب

سپه بود با حیدر نامدار
چو مور و ملخ بیمر و بی شمار

ز انگریزیه بود بسیار کم
کجا آورد تاب بارود نم

ز انگلندیه سی زهندی هزار
سراسر سپه بود اندر حصار

بدانست کپطان که هنگام نیست
گه مردنست این گه نام نیست

سر از جنگ پردخت وز نهار خواست
نشان امان کرد بر باره راست

بر حیدر آمد یکی انگریز
بده لفظنط او بگفتار تیز

که پیمان ز نهار گیرد از و
سخن آنچه گوید پذیرد ازو

سپس زانکه شد گفت هردو دراز
برین بر نهادند گفتار باز

که باره ستانند و از انگریز
نباشد کس آنجاز بهر ستیز

دهان بهر سوگند کرده فسیح
بانجیل عیسی و دین مسیح

بخود کرده متّی و مرقس گوا
بیاورده پیمان بدین سان بجا

کزامروز تا سال آید بسر
نه بندد کسے تیغ کین بر کمر

نگیرد سلاح دلیران بچنگ
بجیدر نگردد برابر بجنگ

چو سوگند و پیمان شده استوار
تهی کرده انگریزیه آن حصار

بجا مانده آلات کین سر بسر
بر فتند ناکام و بر خون جگر

ده و چار بد توپ مردم شکار
دران آلت کینه و کارزار

بعد اِسکے کہ جب سپاہیون کی ایک پلٹن وانمباڑی کے قلعے کی محافظت کے لئے تعیّنات کی گئی ' حیدری افواج نے اُنپور کی طرف جو تین مستحکم اور الگ الگ حصارون سے بناہی کوچ کیا اِس دُھن سے کہ انگریز لوگ وہان اناج کا بہت سا ذخیرہ اور توپ خانہ ' سامخانہ اقسام طرح کی بندوقون (لوہت کی چیزون) اور حربے ہتھیارون اور خیمون سے بھرا ہوا طیّار رکھتے ہین '

پہلا اِن تین قلعون سے تو ایک گڑھ ہی پہاڑ کے اوپر کہ چڑھائی اُسکی نہایت مشکل ہی ' علاوہ پاسبان اور قلعہ دار اُسکے بہت سے اور پانی سے بھرے ہوے دو بڑے بڑے چشمے بھی اُسمین موجود '

دوسرا گڑھ اِس سے نیچے اُترکر ہی ' جسے انگریزون نے خوب مضبوط اور استوار کیا ہی اور تیسرا قلعہ جو درمیان شہر کے ہی دیوار اُسکی خشتی اور اطراف مین برجین اور گرد بگرد کھائی ' آدھا شہر دشمنون کے حملے سے بسبب ایک بڑے تالاب کے محفوظ ' اُسکے ایک طرف انگریزون نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا ہی واسطے روکنے اُس راہ کے جو بیچ مین تالاب اور چشمے کے جا نکلی ہی حیدری لشکر نے وانمباڑی کے تین میل قریب مدّی کنارے ڈیرا کیا تو اب اُسی دن شام کے وقت عین شدّت کی بارش مین شہر کا رنگ ڈھنگ دیکھنے گیا جب تالاب کے کنارے پہنچا ' ایکا ایکی اپنے تین نشانہ گولون کا اُس چھوٹے قلعے سے جو اُسکی نظرون سے درختون اور تالاب کے پیچھے چھپا ہوا تھا پایا ' پندرہ سوار کھیت آئے ' اِس حادثے کے ساتھ بھی نواب الوالعزم اپنے مطلب کی کھوج سے نہ جھجکا بلکہ اُسکے آس پاس کی جانبون کو دیکھ بھال کے یہ قصد کیا کہ اپنی فوج سمیت پھر اُس مدّی کے پار ہو کر شہر کی دوسری الگ کو خیمہ گاہ بناوے اور اِس حکمت سے ایک ایسا من مانتا فائدہ حاصل کرے جس مین اُسکا لشکر

بھی نقصان و ضرر سے بچ رہے اور شہر انبور کے گھیر لینے کا بھی قابو ہاتھ لگے ' کیونکہ اِس حالت مین وہ شہر دو طرف سے محدود و محصور رہیگا ' یعنے ویلور و سانگر ھ کی جانب توحیدری فوج سے اور وانمباڑی و ینتیاگیری کی جانب نظام الدّولہ کے لشکر سے ' اِسی عزم پر اُسنے اپنا لشکر ندّی سے اُتارا اور قبل صبح کے اُس ندّی سے پار اُترا کئی آدمی فوج اور شاگرد پیشہ کے جو رستے سے اِدھر اُدھر بہک گئے تھے مارے پڑے ' اُس پار ندّی کے جہان لشکر حیدری کی منزلگاہ تھی اور پہاڑون کا سلسلہ ' جو انبور سے سانگر ھ تک چلا گیا ہی ' ایک میدان نو میل کی لنبائی اور قریب نصف کے چوڑائی مین واقع ہی اِس میدان کے اُس طرف شہر انبور اور اُسکا قلعہ اور ندّی ہی نواب بہادر نے بانس کی سیڑھیان بنانے فرمایا ' اور اِس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ قلعے کے پاسبان سپاہی بہت ہمین مقابلہ اچھی طرح کرینگے اپنے گرانڈیل بہادرون کو حکم دیا تا وے ہلّا کرنے پر آمادہ ہون ' تب عہدہ دار اِس فکر مین ہوئے کہ دن رہتے اُن مقامون کو جہان کی تاخت منظور ہی دیکھ رکھین ' آخرش وے بہ منصوبہ تھان کھانے پینے سے فراغت کرکے اُن سیڑھیون کے میدان مین گئے اور شہر کے اُس محلّے کے آمنے سامنے جسپر ہلّا کیا چاہتے تھے پہنچکر ارشاد عالی کے موافق زمین سے لگے ہوے چپچاپ حکم کے انتظار مین دبے بیٹھے رہے ' تو پین بھی خالی اور افتادہ گھرون مین جو گھنے درختون کے درمیان سامھنے اُس محلّے کے کھنڈی سے نزدیک تھا لے گئے ' انگریز ' چونکہ دن کے وقت اِس ہلّے کی طیاری کو دیکھکر خبردار ہو گئے تھے ' رات بھر بڑی محنت و کوشش سے دو تر دھوپ کرکے اُن گھرون پر گولے برسانے لگے ' لیکن اِس طرف کا صرف ایک ہی آدمی نقصان ہوا ' غنیم بان اور حقّے بارود بھرے داغتے تھے تا اُسکے روشنی

مین حریف کا آگے بڑھنا اُنھین معلوم ہو، بے لوگ فجر کے وقت، بہرصورت سیر ھیون ضمیت، بڑی طیّاری سے نقّارہ بجاتے جھنڈیان اُڑاتے آگے بڑھگئے، یہان تک کہ کھائی کے کنارے پہنچکر اُس مین کود پڑے، دیوار ا برجون پر چالاکی اور چستی سے چڑھ گئے حیدری نشان قلعے پر کھڑے ہو گئے تھے۔ اُسی وقت کہ غنیم کی توپ و تفنگ سے آگ برس رہی تھی، ہر چند روک اور دفعیّہ اُس زور شور سے جیسا گمان تھا ظہور مین نہ آیا اِس جہت کہ وہان کے حاکم نے ایسا دریافت کیا تھا کہ اِسسے زیادہ حریف کی چھیڑ چھ مناسب نہین چنانچہ انگریز دیکھتے ہی حیدری توپون کے جو اُس جگہ لگائی گئی تھ سہمزدہ ہو کر سبکے سب وہان سے کنارہ کش ہوئے، کیونکہ نواب بہادر۔ پر دل سپاہ نے قلعے پر چڑھتے ہی شہر مین لوٹ یاٹ مچادی اُنمین سے ایک غول نے قلعے کے پشتے تک فراریون کا تعاقب کیا، گولون کے سامھنے جا چنانچہ بہت سے جوان حیدری کام آئے، خاکی شاہ پیرزادہ بھی بہادرون اور مخبّرون کے شمار مین گنا جاتا اور سرکار حیدری کا قاسم خیرا تھا، اُن کے ساتھ مارا گیا،

نواب بہادر خود آپ بھی یورش کے وقت فوج میسرہ کی سربراہی گھوڑے پر چڑھ تلوار کھینچے ہوئے کھائی کے کنارے تک پہنچ چکا تھا کہ شام۔ وقت ایک انگریزی گولنداز جو قلعہ چھوڑ کے بھاگتا تھا خبر لایا کہ آج ہی رات اس قلعے کی فوج و قلعدار مع شہر والے حصار مین چلے جائینگے اور بالفعل و اس فکر مین ہمین کہ عمدہ و بھاری دام کی چیزون کو نکال لے جائین اور باقی جلاد اِسپر سپہداران فرانسیس ملازم حیدری نے نواب بہادر کی خدمت مین عرض کی کہ یہی فرصت کا وقت ہی کہ تمام سپاہ گران دیاون کے ساتھ

سپہدار اُنکے فرنگستانی ہمین فوراً قلعے پر ہلّا کرین اِس بات پر سب متفق ہوئے ' شام بعد آتشکھری کے وقت حیدری فوجین شہر کے کوچے گلیون سے نکل قلعے کی دیوار پر جرّھ گئین '

پچیس سپاہی ' ایک ہندوستانی عہدہ دار اور چھہ نفر انگریز جن سے دو زخمی ہو گئے تھے اسیر ہوئے ' انگریزون نے بہت سے تو سدان اُس حوض مین جو قلعے کے درمیان تھا ڈبو کر صلح خانے کے اندر آگ سلگائی تھی اِسلئے کہ فرنگستانی سپاہیون کے خاص لباس و ہتھیار جلادین تب پھر بھی حیدری سپاھیون نے بہت سی چیزین جن مین اٹھارہ ضرب برنجی توپ تین ہزار بندوق اور بیشمار گولے گولیان اور پتھری وغیرہ سوائے غلّجات کے تھین اور اور جنس اور انبارین خیمون بندوقون کی پائین '

نواب بہادر کو اِن فتوحات سے جو بآسانی عمل مین آئین یہہ خیال بندھا کہ انبور کو بھی محاصرہ کرے ' اگرچہ اِس بات کی خبر پہنچ چکی تھی کہ انگریز ہر ایک نواح سے روانہ ہو کے ویلور مین جمع ہوتے ہین ' چونکہ ہمیشہ سے نواب بہادر کا معمول تھا کہ چھوٹی مہمّون مین بھی احتیاطاً مضبوطی اور استواری کی شرطین بجالاتا لہذا اُن دنون جو لوگون نے اُسے صلاح دی کہ ویلور کی طرف جلدی کوچ کیجئے اِسسے اُسنے پہلوتہی کیا اور اُنکی اِس بات کو نمانا '

حیدر علی خان کو انبور کا قلعہ جو ایک پہاڑ پر واقع ہی (جیسا اوپر لکھا بھی گیا) لے لینا مشکل تھا ' اِس جہت سے کہ اُسکے پاس قلعہ سر کرنے کے آلات جیسے غبّارے وغیرہ اُسوقت موجود نتھے ' لاچار حیدری سپاہیون نے شہر کی خندق پر ایک دمدمہ بنا کئی توپین اُسپر چڑھادین اگرچہ اِس کام کے تردّد مین کئی عمدے توپچی قلعے کی توپ سے اُڑ گئے بہرصورت نواب

بہادر کے حکم بموجب ' توپین اُس پہاڑ کے اوپر جو شہر سے ملا ہوا تھا چڑھ
گئین ' جن سے قلعے کی بالکل توپون کا منہ مارا گیا ' سترہ دن کے محاصر
اور فرنگستان کے کتنے جوان ' اور بہت سے گولے بارود نقصان ہوئے
بعد بھی ہنوز روز اوّل کا سا حال تھا ' اتنے مین خبر پہنچی کہ افواج انگریزی و
مین جمی اور اِس فکر و طیّاری مین ہین کہ یلغار و ن آپر ہین اور محاصرے کو
دین ' اِس خبر کے سنتے ہی نواب فطانت انتساب نے پیش بندی ا
دور اندیشی کر وہان سے کنارہ کیا ' اور یہ کنارہ کشی ایک اشارہ تھ
نواب نظام الدّولہ کی جدائی کے واسطے کیونکہ وہ اُسی وقت کرپہ کو رو
ہوا ' اُسی دن کہ نواب بہادر اپنے لشکر معیت و انبارگی مین اُترا جنر
اسمتھ بھی اپنی فوجون کے ساتھ کہ اٹھائیس ہزار کا جماو تھا ' جن مین انگ
پانچ ہزار تھے ' اِنبور سے آپہنچا ' اُس بڑے لشکر سے بنگالے والی فوج مین چھ
فرنگستانی اور چھ ہزار ہندوستانی سپاہی تھے جن کو انگریز بہ زعم خود ہند کے عم
سپاہیون مین جانتے تھے ' جنرل انگریزی قدرے آسایش و آرام کے بعد
شام کے وقت ' اُسی دن وانبارگی کو روانہ ہوا '
چونکہ حیدر علی خان جانتا تھا کہ انگریز اُسکا پیچھا کرینگے ' اِسی لحاظ سے وہ اپ
معمولی احتیاط اور چوکسی کو (یعنے غنیم کی طرف ہراول سوار اور جریدہ سپاہ کا بھیجنا
عمل مین نہ لایا ' اور سوارونکا سارا جماوندی کے اُسی پار چھوڑ آیا تھ
پروہان بدل ہراول کے واسطے ایک موقع کی جگہہ دو چھوٹے چھوٹے ٹ
تھے جن پر توپین چڑھائی گئی تھین ' فجر سات ساعت کے وقت اِن دونو
قلعے کی شلک کے وسیلے سے جو اشارہ تھا دشمن کے نزدیک آپہنچنے
اُنکا آپہنچنا معلوم ہو گیا '

چونکہ نواب بہادر انگریزی شکرگاہ اور مدراس کی طرف بھی ایلچی کے ہاتھ صلح کا پیغام بھیج چکا تھا یہہ خیال رکھتا تھا کہ انگریز انبور کو نہین آئینگے، خلاصہ اِس پیام کا یہہ تھا کہ ہر ایک بندوبست بدستور سابق بحال و برقرار رہے، نواب بہادر کو گمان غالب اِس بات کا تھا کہ پیام صلح البتّہ منظور و مقبول ہوگا، اور جنریل اسمتھ نے بھی سمجھ لیا تھا کہ ملاپ کی بنیاد قایم کرنی اُس کی قوم کے حق مین مفید پڑیگی، خبر بعد اِسکے جب نواب کے وکیل نے مدراس پہنچکر گورنر اور کونسلیون کو دیکھا کہ سب کے سب مارے خوشی کے محظوظ و باغ باغ ہو رہے ہین اور اگلے خوف و ہراس کو سب بھول گئے ہین ایسے پیغام کے بھیجنے کے سبب اُسکے موکّل کو ایک نوجوان ناآزمودہ کار گمان کر کے اُن شرطون پر جو اُسنے مقرّر کر بھیجی تھین بہت ہنسے، لیکن آخر کو اِس ہنسی کا ایسا نتیجا ملا کہ اُن کی پشیمانی کا باعث ہوا، تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ حیدر علی خان، غنیم کی آمد آمد کی خبر سنتے ہی خود اپنے سوارون کو ہمراہ لے مدّی پار گیا اور یہہ حکم کیا کہ بہ ارادۂ جنگ پیدلون کی پرابندی آراستہ اور خیمہ توپخانہ لشکر کا سامان ولوازمہ کبیر پیتن کو روانہ ہو جاے اور میر مخدوم علی خان کو ارشاد کیا کہ وہ اپنے سارے سوارون سمیت اُسکے ساتھ چلا آوے،

جب خان والاشان اُن چھوٹے قلعون تک جن کا بیان اُوپر لکھنے مین آیا، انگریزون کے لشکر کا مقابلہ کرنے گیا تو وہان کیا دیکھتا ہی کہ اُن کے پیدل سپاہی تو تین قطار باندھے چلے آتے اور چوکی پہرے کے لیئے کل سوار بطور چند اول کے ہین،

پہلا حکم جو حیدر علی خان نے وہان دیا یہہ تھا کہ اُن دونون چھوٹے قلعے پر سے توپون کو اُتار لین اور اُنھین لے کر اگلے سوارون مین جا ملین، اور جب اُسنے دیکھا کہ

انگریزون کا لشکر وہان نہ ٹھہرا، تب آپ ندّی پار اُترا دھرآیا اور میر
مخدوم علی خان کو سوارون کی ایک بڑی جمعیّت کا سپہسالار اور فرنگی سپاہیو
کے سردار کو ہرّاروں اور ڈراگونون کا سالار کر وہان چھوڑ یہہ حکم دیا
انگریزی لشکر کا آگے بڑھ آنا نظرون مین رکھین اور اُنکو گھبراہٹ مین ڈالنے ا
باشیدہ و پریشان کرنے مین قرار واقعی کوششین کرین اور اُن پر حملے کر
رہین تاوے پیچھے کو ہٹ جائین اور حیدری افواج منزل مقصود پہنچنے کی فرصت
پاوے، چنانچہ مخدوم علی خان کے سوار جن کے آگے آگے ڈراگون اور ہرّا
کے رسالے تھے چل نکلے تا انگریزی پرون کے بائین جانب کی صف پر حملہ کرین
کیونکہ اُن کے طور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وے سب سے پہلے حیدری فو
کے نزدیک آپڑینگے کہ واسطے کہ دہنے قطار والے بلندی پر تھے جو ایکایکی یا نہیں
آسکتے تھے اور فرنگستانی سوار ملازم حیدری بھی نہایت چالاکی اور پیش قد
کر کے آگے آگے بڑھے جاتے تھے تا غنیم کی قلبگاہ پر توپ پڑین، کہ اتنے مین واہ
کی قطار سے کئی گولے اِن پر چلے جن سے اِن کے دو گھوڑے مارے پڑے ایک
تو اُس فرنگستانی رسالے کے عہدہ دار کا تھا جو زین سے پشت زمین پر گر پڑا، انگریزی
سوارون نے فرصت اُسے گھیر لیا اور اُسکے رفقا اُسے چھوڑ کا فور ہو گئے، یہہ امر اُنکی دغا او
بے وفائی سے وقوع مین آیا کہ اپنے سردار کو یون انگریزون کے حوالے کر دیا
اور اُس بیچارے کو گھوڑے سے گرنے کے سبب بڑا صدمہ پہنچا چنانچہ تین مہینہ
تک مدراس مین بچھونے پر پڑا رہا، ہندوستانی سوار بھی ایسی نمکحرامی
فرنگی سوارون سے ظاہر ہوئی دیکھکر حملہ کرنے سے رُک رہے بلکہ پھر گئے، او
جنرل اسمتھ نے فوراً اپنے سپاہیون کو مقام کرنے کا حکم دیا تا حیدری
فوجین وہان سے نکل جائین اور اُسی کے حکم سے کئی گولی بھی اُس حیدری

رسالے پر جو اُسکی فوج کا طور طریق دیکھنے گیئے تھے چلی انگریزی لشکر شام تک اُسی مقام مین رہا کیونکہ لشکری سرانجام و اسباب جلد پہنچ نسکا، جب سب ساز و سامان آموجود ہوا تب وہان سے پیچھے کو کوچ کر آیا، اور اُس راہ پر جو انبور کو گئی ہی ڈیڑھ میل پرے اُس ندّی سے خیمے کھڑے کرنیکا حکم دیا گیا،

جنریل اسمتھ نے اُس فرانسیسی عہدہ دار کی جو گھوڑے سے گرا اسیر ہو گیا تھا حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی چنانچہ اُسکے سونے کی جگہہ اپنے خاص خیمے مین مقرّر کی اور اِس بھید پر بھی اُسے خبردار کیا کہ اِس کوچ مین غرض ہماری قوم کی کچھ اور نتھی بجز اِسکے کہ فرنگستان کے لوگون کو نواب کے لشکر سے بھاگ نکلنے اور انگریزون مین آن ملنے کا قابو ملے، اور یہی بڑا نتیجہ تھا اُس بندش اور سازش کا جو بہت دنون سے عمل مین آئی تھی،

بیان اُس سازش و بندش کا جسکا انجام یہہ ہوا کہ فرنگستانیون نے حیدر علی خان کے ساتھہ یہہ نمک حرامی اور غدر کیا،

غیرت و ننگ کا پاس و لحاظ ہی کہ جامع اوراق کا دل نہین مانتا کہ اُس نفرت انگیز سازش و بندش کا حال جو اُن دنون وقوع مین آئی ذکر کرکے یا مطلقًا ناگفتہ چھوڑ دے اب تفصیل اِس کلام کی سنا چاہئے کہ بعد مسخّر ہونے کبیر پیتن کے نواب بلند اقبال نے اجازت دی تاوہ بہروپیا مکّار فرنگی جو جرّاحی کا پیشہ کرتا تھا

---

* اِس شخص نے جسکا نام مین اسکے گھرانے کی شرافت کا پاس کرکے ظاہر نہین کرتا ایسی ہوچ بد سلوکی کی جسکے باعث فرانسیسی سرکار مین بدنام ہوگیا، اور اِن دنون قید خانے کی اذیّت و مصیبت کھینچتا ہی،

شرقی سواحل کو جو بنام کارومنڈل مشہور ہی اُن انگریزی عہدہ داروں کے ساتھ (جن سے اِس لڑائی مین قسم و قول لیا گیا تھا' اور جو اُن دنون مین اُس سمت کو روانہ ہوتے تھے) جاوے البتہ نواب کو ایسا اذن دینا دور اندیشی سے بعید تھا' لیکن بیچارہ انسان کیا کرے' اُسکی سرشت ہی مین بھول چوک خمیر کی گئی ہی ہرچند اِس حکم مین کچھ تھوڑا سا فائدہ بھی متصوّر تھا' یعنے کہ وہ مکّہ لشکرگاہ سے نکل جاوے قطع نظر اِسکے اُس ناتراشیدہ سے کسی طرح کا شکوہ اور کھٹکا بھی تو تھا' دیکھنا چاہیئے کہ اُس نالایق کو کیا کیا سنجوگ اور اتفاق اسباب بہم پہنچا ہوگا جسّے اُسکا یہہ جگرا ہوا تھا کہ ایسی ایذا اور آزار جانی مہانی ہوا'

جب پہلے پہل یہہ شخص کو مُہانتور مین آیا اُن دنون اظہار اُسکا یہہ تھا کہ مین د سنٹ لونیز کے بہادر سپاہیون مین کا ایک جوان ہون اور اگلے کسی وقت توپخانے کا کپتان بھی تھا اور بالفعل پانڈیچیری کو جاتا ہون' حیدری فوجون فرنگستانی سپاہداروں نے (چونکہ اِس حرّاح نے ملازمت حاصل کرنے کے اُسکی منّت و سماجت کی تھی) اُسکے کہنے کو مان لیا' اِس سبب سے کہ کالیکو کے فرانسیسی کارخانے کے سرگروہ نے اُسکے پاس اِسکی سفارش کی تھی اور پچھلے فرنگستانی اخبار کے کاغذ مین جو اُسکو بھیجا یہ عبارت لکھی کہ 'یہ خبر قابل سچ جاننے کے ہمین کیونکہ ایک معتبر آدمی کی طرف سے مجھتک پہنچی ہمین اور لانے والا اِن کا 'مَلی شیو پلیئر دی کریط' جو فرنگستان کے قا کے ساتھ تازہ وارد اور پانڈیچیری جانے کا قصد رکھتا ہی' خیر اِس سر نے ایسی سپارش کو دیکھا اور پڑھکے جناب شیو پلیئر کی طرف سے کسی ط کے شک و شبہے کو اپنے دل مین جگہ نہ دی' کیونکہ وہ (چلیپا کا نمغا) عیسا

دین کی ایک وردی اِس شکل کی (کہ اُسکی پاکدامنی اور صلاحکاری کا گواہ تھا)
بڑی دھتکائی اور مگرائی کے سبب، گلے مین پہنے ہوئے تھا، اِس جھوٹے قول
پر وہ سادہ دل سردار نہایت تپاک سے اُسکا مطیع بن گیا یہان تک کہ اُسکو نواب
کے دربار تک لے پہنچایا چنانچہ نواب نامدار نے بھی اپنی ایک فوج کی سرداری
مین اُسے سرفرازی بخشی اور بیش قرار درماہہ مقرّر کردیا، چون یہہ شخص
ایک سیّاح مفلس قلندر کچھ چیز واسباب نرکھتا تھا اُسی سردار نے
اُسے ضروری سامان ولوازمہ بہم پہنچادیا اور اُسنے انواع طرح کی مہربانیون کے
بدلے ایسی بیوفائی اور مداطواری اختیار کی جسکے باعث تین ہی مہینے کے
عرصے مین نظرون سے اُترا اپنے تمامتر درجون سے گرگیا، جب محتاجی اور گدائی
کی نوبت پہنچی تو اُسنے اپنے جرّاحی پیشے کے گھسنڈ سے طبابت کی دوکانداری
چلانے کے لیئے حضور والا مین درخواست کی، چونکہ سرکار حیدری کا ایک
جرّاح جو پیشتر موشیر لالی کے رجمنٹ مین ایک ہی دربار مین اُسکا ہم پیشہ
تھا درمیان مین واسطہ پڑا، التماس اُسکا حضور مین مقبول و منظور ہوا، جب
اُس ذوفنون کی یہہ حکمت چلی اور طبابت اُسکی یون جاری ہوئی تو اُس نے
وسیلے سے اُس صلیب کے جو اُسکے تحصیل مطلب کے لیئے ایک
دلیل ہاتھ لگ گئی تھی اپنے تئین شیوالیبرڈی کریسٹ یعنے مسیحی بہادرون کا
ایک بہادر مشہور کیا، حالانکہ وہ صلیب سنٹ لوئز کی ملک تھی
جس کا ایک رخ جدھر تلوار اور لارل (ایک درخت کا نام جسکے
پتے سدا ہرے رہتے ہین اور اُسکی ایک توپی بنا کر تمغا وصلے کی طرح فتح مند
جوانون کو انعام دیتے ہین تاکہ اُنکی جوانمردیون کے بلند نام دایم باقی رہین)
کسی کلاوکا نقشہ ہوتا ہی، اِتنک سابوت وہ درست تھا، مگر وہ نگار اُسکی

دوسرے رخ کو جس پر سنٹ لوئز کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہی منتاکر اُسکی جگہہ
اپنی طرف سے ایک صلیب کی صورت بنا یہہ دعوی کرتا تھا کہ اِس چلیپا
ایسے خاص دول پرتگال مین مین نے بنایا ہی کہ اِس سے قرافیسون کی
ظاہر ہو ' فرانسیسی عہدہ دارون نے اُسے منع کیا کہ اِس چلیپا کو مت
کیجئے ' قصّہ کوتاہ ' آخر کو وہ فرنا مشخّص بہ سبب اپنے مکّار پنے کے بند یخانے
مقیّد اور بعد چندے اپنے اُس ہم پیشے کے وسیلے قید سے رہا اور پور
کے ساحلون کی جانب ہمراہ انگریزی مضبدارون کے جن کو مدراس جانیکا
حیدری ہوا تھا روانہ ہونے کے لیئے مامور ہوا ' چونکہ یہہ بہروپیا عیّار انگریزی خو
بولتا تھا ' وہان اُسنے یہہ دُھمن باندھی کہ کسی طرح مسٹرم کے پاس ا
تئین مقبول ومنظور نظر بنا وے ' مذان بعد ذکر مذکور کرنے اپنی اگلی تجربہ کا
اور برائیون کی نقلون کے جنھین اُس مرد بزرگ نے سچ جان مان
یہہ بھی اُسنے بیان کیا کہ حیدر علی خان کی سرکار مین جتنے فرنساوی سپاہی جن
اُسکے لشکر کی ناموری ہی سب کے سب خاص کر بڑے بڑے عہدہ
نواب کی تابعداری اور فرمان برداری سے نہایت دل شکستہ وآزردہ
ہو مین اِس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اگر مجھکو انگریزی سرکار کے نوکرو
سرفراز کرین تو ایسی تدبیر کرون جس مین وے سب حیدر علی خان کو چ
کنارہ کش ہو جائین اور اِس مطلب کے انجام دینے مین حیدری سر
جرّاح جو میرا قدیم آشنا ہی ہر طرح کی مدد کریگا ' انگریزی مضبدار اُ
اِسطرح کی باتین سنکر اُس فنّان کو حضور مین کرنل کال انجنیر
کے سردار نے جو مدراس کے دفترخانے مین بڑا اقتدار رکھتا تھا ' لیگیا '

کرنیل مذکور جو اور متعصب انگریزون کی طرح اِس بات کا یقین رکھتا تھا کہ ہندوستان کے امیرون سے بےفرنگستانیون کی مدد کوئی بڑی فتح نہین ہوسکتی، اِس مکّار کی تدبیر پر بہت خوش ہو اُسکو ایک تحفہ جان مدراس کے گورنر اور نواب محمد علی خان کے پاس لیگیا، اور اِن دونون نے بھی اُسکو فرشتہ رحمت کا نوع بنوع کے دُکھ و مصیبت سے بچانے والا جانا، اب اُس بہروپئے دغاباز نے جو لشکرگاہ حیدری سے جرّاحی کے پیشے سے ناشایستہ سمجھکر نکالا گیا تھا، ایکایکی اپنے تئین گورنر مدراس اور محمد علی خان کے خیرخواہون مین داخل کیا، یہان تک کہ بڑی بڑی طیّاری کی مہمانیون مین بُلایا گیا اور بیش قیمتی تحفہ تحائف کے پانے سے اُسکی عزّت و آبرو کچھ کی کچھ ہوگئی، باوجود اِسکے اِس حال مین بھی وہ بعضے بعضے انگریزون کے طعنہ تشنے کا نشانہ ہی رہا جو اُسکو بہ سبب اِس قدر و منزلت کے کہ اُسنے اپنے چھل اور فریب سے خاص ہندوستان ہی مین حاصل کی جانتے تھے، اِن دنون ایسے وقت کہ حکومت مدراس کے کارگزار اپنے ٹھہرائے ہوئے مطلب کے پیش رفت ہونے مین غور اور فکر کر رہے تھے کہ کسطور اُس مین قدم رکھین، فرانسیسی کمپنی کی فوج کے ایک قدیمی فرانسیس عہدہ دار نے وہان آکر یہہ شکایت کی کہ مجھپر اُس کمپنی کی طرف سے کچھ ظلم واقع ہوا ہی، سو اِس نیّت سے مین یہان آیا ہون کہ انگریز کے لشکر مین مقرّر اور بھرتی ہوکر نواب حیدر علی کی شکست دینے مین کوشش کرون، تب اُسے وہ صلاح و تدبیر کہ اُس مکّار جرّاح نے تجویز کی تھی سنائی گئی، جسپر بے تامّل اُسنے اِس امر دشوار کا انجام کرنا اپنا دمّے لیا چنانچہ اُسکا کہنا پسند پڑا اور وعدہ یہہ ہوا کہ اُسکو اُن سپاہیون پر جو حیدر علی خان کے یہان سے بھاگ آوینگے، لفٹننٹ کرنیل کا عہدہ جلیلہ دیا جائیگا، اِس عہدہ دار کے صندوق اور مال و اسباب

تا لوگون کو معلوم ہو کہ مدراس کی سرکار کا کس قدر اُسپر اعتبار ہی
گورنر کے پاس بھیج دیئے گئے، چنانچہ اُن سب چیزون کو گورنر نے اپنے خاص
کمرے مین رکھوایا، اور اِس خیال سے کہ کہین حیدر علی خان اِس سازش واتّفاق
کی سنگنی نہ معلوم کر لے پانڈیچیری مین یہہ نیا جاسوس بھیجا گیا، اِسنے وہان پہنچکر
نواب بہادر کے ہوا خواہ اُسکے کہنے کو باور کرین یون ظاہر کیا کہ مین
نواب کے حضور مین جانے کا ارادہ رکھتا ہون، اتنا سنتے ہی کتنے عہدہ دار
فرانسیس اور سپاہی بخوشی اُسکے ساتھ جانے کو مستعد ہو گئے، تب اُسنے
اِس امر مین چالاکی اور دانائی یہہ کی کہ اُن لوگون کے نام ایک فرد پر لکھکر مدراس
کے گورنر پاس بھیجدیا اور آپ وہان سے آگے روانہ ہوا اور وہ یہہ جانتا تھا کہ
البتّہ مدراس کا گورنر اِس بات کی شکایت پانڈیچیری مین لکھ بھیجیگا چنانچہ ایسا ہی
ہوا اور فرانسیس کے گورنر نے شکایت نامہ پاتے ہی اُن لوگون کو جنکے
نامون کی فرد اُسکے پاس موجود تھی اپنے روبرو بلوا کر اُن سے اِس بات کا
اقرار لیا کہ وے بے اُسکے حکم پانڈیچیری سے نہ نکلین، اور اُدھر یہہ جاسوس
بے کھٹکے کوچ بکوچ منزلون پر پہنچتا، کیونکہ اِدھر کا ملک انگریزون کے عمل مین
تھا، الغرض اُسنے کئی دنون مین اہتور کے قریب کرنیل عود کی چھاونی مین پہنچ دو دن
دم لیا، جب وہانکا لشکر جنریل اسمتھ کے مقابلے کو روانہ ہوا تب اِسنے اہتور
مین جاکر ظاہر کیا کہ مین نواب حیدر علی خان کے پاس جاتا ہون، راہ خرچ کی ضروری
چیزین جو اُسنے مانگین بہم پہنچادی گئین، یہانتک کہ وہ حیدری لشکر مین جا پہنچا
فرنگی فوج کا سپہسالار ملازم حیدری اُسکے آنے کو غنیمت سمجھ خوش ہو
کہ حسن اتّفاق سے ایسا یار غمگسار اُسکے ہاتھ لگا اِسلیئے ہر طرح سے اُسکی
تعظیم و خاطرداری مین کوتاہی نکی، آخر کو کچھ دنون بعد خدمت مین رضاعلی خان کی

جو اُسکو بہت دنون سے پہچانتا اور اُسکے عالی خاندان کے لحاظ سے اُسپر بڑا اعتماد بھی رکھتا تھا گیا، خان موصوف اُسکو نواب بہادر کے حضور مین لے گیا، نواب عالی فہم باوجودیکہ ہمیشہ اُسکا یہ معمول تھا کہ فرانسیس سپاہی کو بڑی خوشی و رغبت سے باریاب ہونے دیتا لیکن اِسے دیکھ ایسا چین بجبین اور برہم ہوا کہ حاضرین کو اُسّے حیرت اور تعجّب آیا باعث اِس خلاف عادت کا یہ تھا کہ قبل اِسکے میر مخدوم علی خان نے اِسی شخص کو فرانسیسون کے سوارون کی سپہ سالاری مین ان دنون کہ یہ چھنجی سے پانڈیچیری کو اُنھین لیئے جاتا تھا دیکھکر اُسکا ہیتھا پنا اور بزدلاہو نا بوجہ معقول نواب کے خاطرنشین کر چکا تھا اب یہ بات غیر ممکن تھی کہ نواب کسی کے کہنے سنّے سے اُسپر مہربانی کرتا، اور یہی سبب ہوا کہ وہ جاسوس ہزّارونکے اُس رسالے کی منصبداری کے عہدے مین جسکا ان دنون کپتان تھا بھرتی نہ ہوا، چونکہ سپاہدار مذکور کے خیال مین ہرگز یہ صورت نہین سماتی تھی کہ اچّھے گھرانے کا نام ونانگ والا آدمی اپنی عزّت مین نامردی اور بددلی کا بٹّا لگا بدنام ہو اِسواسطے اُسنے یہ گمان کیا کہ ظاہراً میر مخدوم علی خان نے اُسے بیوجہ نواب بہادر کی نظرون سے گرایا، قضاکار، اُس جاسوس کے آنے کے کئی دن پیچھے ترنامل کی لڑائی درپیش ہوئی، رسالون کے سردارون نے حکم سے اپنے سپہدار کے جو توپخانے کی اہتمام و سربراہی پر تعیّن ہوا تھا یہ چاہا کہ اِسی جاسوس کو لڑائی کے وقت اپنی سرداری مین اختیار کرین، یہ کم بخت اُس کام کو انکار کر ہمیشہ نواب کے پیچھے رہا کرتا، اِس وقت مین نواب نے اُسکو ہزّارون کے ایک شخص کے گھوڑے پر سوار دیکھ ارشاد کیا کہ اُسکو اِسکے بدلے ایک دوسرا گھوڑا دین جسکا سوار بندارون سے گروہ سے اُن دنون مارا گیا تھا، یہ حکم اُسکے لیئے بڑی ذلّت و خفّت کا سبب ہوا،

جب حیدری فوج سنگومن سے روانہ ہوئی تا کبیر پیش و انبار ی کے درمیان اُترے سپہدار حیدری نے پالرتندی کی طغیانی کے سبب وہان کچھ توقف کیا، تب نواب بہادر نے ہرّاروں اور ڈراگونوں مین باہم ناچاقی ہونے کی خبر اُسکے پاس بھیجی، بیان اِس مجمل کلام کا یہہ ہی کہ ان دونون گروہ نے اپنی تنخواہ لینے مین اگرچہ ضابطے کے موافق اُنھین دی جاتی تھی انکار کیا سونے کے سکّے کے عوض روپے کا سکّہ لینے پر آرے کیونکہ اِس صورت میں فی ماہ اُنھین اڑھائی روپی کا فایدہ ہوتا تھا، چونکہ اِس طرح کا بکھیڑا آگے کبھی نہین ہوتا تھا، لاچار اُس سپہدار کو اُن کے قایل معقول کرنے کے لیئے پچھلی لڑائی کا ماجرا جس مین اُنھون نے شکست اُٹھائی تھی یاد آیا اور چشم نمائی اور تنبیہہ کی ایک دلیل مل گئی، تب اُس نے اُنھین سمجھانے اور یاد دلانے کے واسطے یون کہا جوانون تمھاری وہ مثل ہی کہ گولا بارود کہین جاے طلب لینے سے کام، یہہ شرم کا مقام ہی کہ بیسالیتے وقت تو ردّوکد کرتے ہو پر حق ثابت کرنے کی فکر و کوشش نہین کرتے، اِس بات پر وے سب کے سب آزردہ ہو اُسی دن شام کو اپنے ساز و ہتھیار سمیت رام چندر مرہٹے کے لشکر مین جانو کری کے خواہان ہوئے اور سردار اُنکا یہہ خبر سن گران دیل بہادرون کا غول ساتھ لے اُنکے پیچھے جرھ دوڑا، اُدھر رام چندر نے نواب بہادر کے غضب سے ڈر کے مارے یہہ حکم کیا کہ یے لوگ ہماری لشکر گاہ مین رہنے نپائین، جب اُن لوگون نے اپنا یہہ حال از نیسو راندہ و از ان سو ماندہ دیکھا مجبور ہو اُس سپہسالار کے پہنچنے کار ستا تک رہے تھے جب وہ آیا تب تو اُنھون نے اُسکے حکم سے ہتھیار کھول اُسکے آگے رکھ دیا، اُس نے کچھ دن اُن کو قید رکھا، آخر نواب عفوشعار کے فرمان سے پھر اپنے اپنے عہدے پر سرفراز ہوے، اخبار کے

قاصد ویلور سے حیدر علی خان کے حضور مین اور سنطاس سے اُس سپہدار کے نزدیک یہہ خبر لائے کہ انگریزون نے ایک طرح کی دغابازی اور فریب کی جڑ قائم کی ہی یعنے اُن فرنگیون کو جو حیدری فوج مین ہمین بھگوانا منظور ہی اِس خبر کے سنتے ہی اُس سپہدار کے ذہن مین آگیا کہ اِسسے بہتر کوئی علاج نہین کہ سب فرنگی سپاہیون کو اپنے سامہنے بلا چڑہاوے اور کتاب آسمانی کی یہہ قسم دے کر وے ایمان داری اور اخلاص سے نواب کی نوکری بجالایا کرین اور جب کبھی کوئی بات خلاف مطلب، خواہ نواب بہادر کے ہو خواہ اُسکے واقع ہو تو اطّلاع کردین اور زنہار نواب کی نوکری چھوڑنے کا قصد و جرأت بغیر اُسکے استزاج کے نکرین، فرنگی جاسوس نے لشکرگاہ حیدری مین اُس زمانے کا ایک اچھا آشنا پایا جو حیدری سرکار کا بڑا خیراندیش اور شیوپیشہ دی کریسٹ کا خیرخواہ تھا، کیونکہ یہہ شخص جو فتنہ فساد کا تو خواہان اور آرام و قرار سے بیزار تھا اپنی سرشت کے تقاضا اور طینت کے فتوے سے خطرناک کامونکا چسکا رکھتا اور بخواہش چاہتا کہ اپنے نئین خلائق مین بدنام اور انگشت نما کرے، چنانچہ اُس نے سرکار مدراس کے کارگزارون کے پاس یہہ پیغام بھجوایا کہ اگر مجھے سر جیمز میجر کا عہدہ ملے تو اِس شرط پر مین ہر طرح کے کام مین اِقدام کرون، مگر جبکہ اِس جعل و بناوٹ کی بات کے موافق اُسکی کچھ دال نہین گلتی تھی کہ اُن سپاہیون کو جنھون نے بدست قسمین کھائین تھین الف سے بے کہے اور اپنی حکومت دکھلاے یا نواب کی نوکری چھوڑنے کے لیئے اُن پر جبر کرے، تب یہہ سارا ماجرا مدراس لکھ بھیجا، اور اپنی اِس ضرورت کی بھی اطّلاع دی کہ اب کوئی پادری جیسے وط نام کہ بالفعل لشکرگاہ حیدری مین ہمارے ساتھ اِس کام کے انجام کرنے کے واسطے مددگار رہین، اور مناسب ہی کہ

پانڈیچیری کے گورنر کا ایک سپار شنامہ جعلی پادریون کے پاس بھیجا جاے جس مین اِس امر کا ذکر رہے کہ یے بزرگوار فرانسیس قوم کے آدمیون کو سمجھا کر اِس راہ لگا وین کہ وے نواب بہادر کی نوکری و رفاقت ترک کر بین اور انگریزون کی چھاونی اور ملک کے رستے پانڈیچیری کو روانہ ہو اپنے فوج مین جا ملین'

اب اِن پادریون کا حال سنیے چونکہ بالکل یے خیرات خورے انگریزون کے ٹکرون پر پلتے تھے اور ہندوستان مین کسی طرح کی وجہ گذران یا روزی نہین رکھتے مگر جو کچھ کہ انگریز خوشی سے اُنھین دین' اب اِس گروہ نے اپنے کو پابند اِس بات کا جانا کہ وے اُن حکم احکام مین جو اُنھین بھیجے اور سکھلاے گئے تھے بہ دل مصروف ہون' خیر یہہ تو اِسی فکر مین تھے کہ اُنھین دنون پانڈیچیری کے گورنر کی طرف سے ایک جھوٹھا بنایا ہوا خط اِس مضمون کا کہ اُن پادریون کے گھرون مین نوکرون کے آنے جانے کی سخت جارج مین کچھ روک ٹوک نہو' نواب بہادر کے پاس پہنچا' چنانچہ سرکار والا سے اِس امر کی پروانگی پادریون کو ملی تب تو یے لوگ اِس بہانے سے انگریزون کے وکیل بنے' اِنکا خط اور نامہ پیام اُنکے جاسوسون کی طرف بھیجنے لگے' اور اسی کے ضمن مین ایک ایسے اچھے قابو کے بھی منتظر تھے جس مین انگریزون کی اُس فرمایش اور کام کو پورا کرین' چنانچہ اِسی خیال سے اُن فریبیون نے خفیہ وہ جعلی خط فرانسیسی سپاہیون کو نواب سے پھر جانے کے لیئے دکھلا کر یون کہا کہ ہمین اِس امر کی منادی ہی کہ یہ خط تمھارے سپہدار کو دکھلا وین بلکہ گورنر نے یہہ خط ہمارے پاس بھیجا ہی تاہم لوگ عیسائیون کو اِس گھات اُتارین کہ وے اسیر مومنان حیدر علی خان کی نوکری سے باز آوین' اور چونکہ اِنہین بزرگوارون کے

کلام کا نام دین عیسائی ہی ہے بھی اُنہین کا ایک مسئلہ تھا جو سپاہیون کو سنا دیا کہ بھائیو، غیر دین والے کے ساتھ قول قسم کرنے کا کیا اعتبار، ہم اقرار کرتے ہین کہ تم اِس عہد شکنی کے سبب زنہار پروردگار کے دربار مین ماخوذ و گرفتار نہو گے اِس بات کو کہ پادریون نے ایسا خط فرنگی سپاہیون کو دکھلایا ممکن نہین ہی کہ کوئی مانے اور اُسکا انکار کرے، کیونکہ اِس کا چرچا ایک جہان نے سنا ہی چنانچہ بہت سے آدمی جو بالفعل فرانسیس کے دار السلطنت مین موجود ہین گواہی سے اِس کو مقام ثبوت مین پہنچا سکتے ہین اور اِسمین توشک ہی نہین کہ وہ خط جعل تھا، کہ واسطے کہ پانڈیچری کے گورنر کے ہاتھ مین اِس بات کی کوئی دستاویز نتھی کہ وہ اِس خط کو فرانسیسی سپہسالار سے چھپانے کہتا کیونکہ اُسکے دستخط خاص کے بہت سے خط اُس سپہدار کے پاس تھے جن سے ہر طرح کا بھید جعل یا سازش کا فاش ہو جا سکتا تھا، القصہ جیسوت پادریون نے اِس امر مین انگریزون کی خیر خواہی کی، بعد اِسکے پرطکیشون کے نین پادری انگریزی پادری کے ساتھ جو صلح کا پیغام لیکے مدراس جانا تھا روانہ کئے گئے، جب پرطکیشون کے پادری ویلور مین پہنچے اور جیسوت پادریون نے دو چٹھیان جنرل اسمتھ اور وہان کے گورنر کو دین، وے دونون اِس مقدمے مین کہ ان دین عیسوی کے مرشدون نے کیون اِسطرح کی قاعدی اختیار کی ہی سخت متعجب ہوئے، خصوصاً اِس بات کے معلوم کرنے سے کہ وہ کام ناگہانی و واردات کی قسم سے نتھا بلکہ قدیمی اور واقعی، جیسوت پادریون نے ڈرتے کانپتے اِس حقیقت کو بیان کیا اور یہ کہا کہ ہم اِس امر مین محض بے قصور ہین اور ہرگز و ہرگز نہ اِس فریب اور بناوت سے کہ خلاف مرضی ایسے منیب کے جسکے احسانون سے ہماری گردن جھکی جاتی ہی عمل مین آئی ہی واقف

نہین، سچ ہی کہ نواب بہادر نے اُن کے چلتے وقت ایک ایک کو تین تین سو روپی مرحمت کیئے تھے، اگر نواب چاہتا تو اُسے بہ دست قدرت تھی کہ اِن کمینون کو ایسی تنبیہ و سزا جسکے یے سزاوار تھے کرتا، جب نواب بہادر کیپر بیٹن کو پھر گیا تب جنرل اسمتھ نے وانمبارڈی کو محافظ سپاہیان حیدری سے خالی پاکے اپنے دخل مین کر لیا، پر اِس جہت سے کہ وہ، اسباب و لوازمہ اور رسد و غلّہ پہنچنے کا جو دور دور سے وہان آنے والا تھا انتظار کرتا تھا یہ اُس سے نہوسکا کہ حیدر علی خان کا پیچھا کرے، اور بار برداری کے لیئے چار پایون اور چھکڑون کی اِسقدر قلّت اور نایابی تھی کہ ناچار اُسے ضرور پڑا کہ تھوڑی سی اپنی فوج رسد لانے کو آگے بھیجے، جنرل اسمتھ کے مطلب مین دیری ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بالکل جنگی اسباب و لوازمہ اور غلّہ اور لشکری ذخیرہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا جو انبور مین حیدر علی خان کے قبضے مین آیا،

اِن دنون گورنر مدراس نے اپنے وعدے کے موافق ایک جماعت سوار و پیادون کی نگاہداشت کر اُسکا نام اجنبی سپاہ رکھا اور اُسکی سرداری کا اختیار اُس فرانسیس جاسوس کے ہاتھ جو حیدری لشکر گاہ مین تھا سونپ دیا اور شیو پلیئر ڈی کریسٹ کو اُسکا داروغہ بنایا، اب اِس ناپسندیدہ اور نفرت انگیز روایت کے مختصر اور ختم کرنے کی نظر سے اِس جگہ پر اتنا ذکر کر دیا جاتا ہی کہ اُس نئی نگہداشت سپاہ کا انجام کار شیو پلیئر کے مکر و فریب کے موافق جسنے نہ فقط حیدر علی خان کے اذیّت و آزار پہنچانے کے واسطے بلکہ اُسکے مار ڈالنے کو بھی کی تھی سب کا سب برباد ہوگیا، اور جو جو لوگ پانڈیچیری یا اور مکانکی جانب نئے سپاہ نگاہداشت کرنے گئے تھے اُنکے بھید ظاہر ہو گئے اور نئے سوار بالکل پانڈیچیری کی طرف بھاگ نکلے و نواب بہادر کی خدمت مین التجا لائے اور گھوڑے جو لے لا —

تھے، ہرچند اُسی سرکار کے جرائے ہوئے تھے، تو بھی اُسنے قیمت دے دے مول لیئے، اِس اجنبی سپاہ کا بد نصیب سرغنہ، انگریزون کے حکم سے جن کی خیرخواہی کے واسطے دین ایمان سب اس نے دھو پیا تھا شکری محکمے عدالت مین اِسطرح نااہل ٹھہرایا گیا کہ ایسا آدمی سالاری کے قابل نہین کیونکہ کم حوصلہ اور بزدل ہی چنانچہ وہ، لشکر سے نکالا گیا اور شیو یائیر دی کریسط جو اُس بدکرداری کی بنیاد کا بانی تھا قید و بند مین گرفتار ہوا، جب نظام علی خان (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) حیدر علی خان سے رخصت ہو کر پہ کو روانہ ہوا تو اُس کی سرکار کے دیوان مختار کل رکن الدولہ نے نواب محمد علی خان کو جسے وہ برادری کا رشتا رکھتا تھا یہ لکھ بھیجا کہ مین نے بڑی کوشش و جان فشانی کر کے آخر اپنے آقا کو اِس بات پر راضی کیا کہ اُس نے نواب حیدر علی خان سے جدائی اختیار کی، اب اگر آپ اور انگریزون کو منظور ہو تو مین بطور مختار ایلچی کے مدراس مین آؤن تا آپ کی خاطرخواہ آپسمین قول قرار کیا جاے،

اِس پیغام خوشی انجام کے سنتے ہی فوراً گورنر اور صاحبان کونسل نے اُسکی ملاقات کے لیئے اپنا اشتیاق لکھ بھیجا، چنانچہ رکن الدولہ اور رام چندر سردار مرھٹہ جو نواب نظام الدولہ کے ایک اخلاص مندون مین تھا نہایت کروفر سے روانہ ہو مدراس میں پہنچ نہیت عزت و تپاک سے استقبال اور ہر روز فرنگ کے نادر و غریب عجائبات کے دکھلائے جانے اور عمدہ عمدہ تحفہ تحائف کے پانے سے کمال محظوظ و ممنون کیئے گیئے، تب اُن عالیقدر وکیلون نے اُس اقرارنامے کو بھی (جو نظام علی خان کی طرف سے بالکل اُسکی جگہہ زمین کی مالکی اور آرکاٹ کی نوابی محمد علی خان کو مقرر کرنے پر مشتمل تھا) اپنی اپنی دستخط کر مضبوط اور استوار کیا، اور نظام علی خان کی جانب سے مچھلیپٹن

کی اُترواکی چارون سرکارون کو معہ اُسکے شہر انگریزون کے واسطے انعام کے طور سے مقرر کر دیا'

بعد اِسکے دو کونسلی مدراس سے حیدرآباد مین نظام علی خان کے پاس بطریق ایلچی روانہ کیے گیے' جب یہ وہان پہنچے تو اُس نے بیش قیمتی تحفے و ہدیے اور بیش بہا سوغاتین اُن کو اور مدراس کے گورنر کے واسطے بھی دے کر بڑی توقیر و عزّت سے اُنھین رخصت کیا'

مرار راو سردار مرھٹہ جو سرا کے اُسطرف ایک چھوٹی سرزمین کا مالک تھا دو ہزار پان سی سوار اور تین ہزار پیادے کی جمعیّت سمیت لاچار و مجبور انگریزی لشکر مین آ داخل ہوا کیونکہ انگریزون نے اِنھون جا بجا سے کمک و مدد مانگی تھی'

جنریل اسمتھ کا کوشش کرنا صلح کرنے مین نواب حیدر علیخان کے ساتھ اور ناامید ہونا اُسکا اِس کام مین

جنریل اسمتھ نے جو حیدر علی خان کے ملک اور اُسکی لڑائی کے حال سے بخوبی خبردار تھا' بہت سا چاہا کہ مدراس کے کونسلیون کو نواب کے صلح کا پیام مان لینے پر راضی کرے' لیکن جب اُسکی کوششون نے کچھ فائدہ نہ بخشا تب اُسنے صاحبان کونسل کے حضور مین یہ عرض کی کہ میرے نزدیک تو قلعون کے محاصرے مین اوقات ضائع کرنی عبث ہی' اُسکے بدلے مناسب ہی کہ نواب کی افواج کا تعاقب کر کے ہر طرح اُسے تنگ کرین اور درصورتیکہ حریف صلح نکرے تو اُسکے بعضے ملکی قلعون کو گھیر لین' چنانچہ دارالسلطنت بنگلور قابل محاصرہ ہی اگر اجازت ہو تو ہم اُسکا قصد کرین' لیکن سرکار مدراس کے

کارگزارون نے بہادر ادہ مصمّم کیا کہ پہلے اُن سب مکانون کو تسخیر کر لینا ضرور ہی جو گھاٹیون یا ایک بڑے پہاڑ کے سلسلے کے اُس طرف ہین، چنانچہ جنریل موصوف پر بتاکید حکم صادر ہوا کہ وہ اپنا لشکر دو حصّہ کرے، آدھے پر تو کرنیل عود کو سردار مقرّر کر واسطے محاصرہ و تسخیر کرنے اُن قلعون کے جو وادیون کے درمیان واقع ہین بھیجے، اور دوسرا حصّہ وہ آپ لیکر حیدر علی خان کو لڑائی بھڑائی مین لگا رکھے،

جنریل مصمّم اِس حکم کو بجا لایا اور جیسا اُسے منظور تھا بخوبی انجام پایا، کرنیل عود نے اکثر مکانون کو جنکے محافظ، جنگ و قتال کے قاعدے قانون سے واقف نتھے اپنے دخل مین کر لیا، چونکہ جہازات نواب بہادر کے اُن دنون گوا کے ملک کی طرف تھے اُنکی دست درازی سے بچ رہے، ایسی فتحون کے ہونے سے مدراس کے کونسلی اور گورنر مارے خوشی و افتخار کے پھولے نہین سماتے تھے خاص کر جب اُن لوگون نے سنا کہ بنبئی سے آٹھ ہزار جہازی جنگی سپاہ منگلور مین اُترکے اُسے فتح کر چکے، اور تین سو ضرب توپ بھی اُنکے ہاتھ آگئین، بعد ازان اُس لشکر کے سپہدار نے بہ اطّلاع دی کہ اب مین چاہتا ہون جتنی جلدی ہو سکے حیدر نگر پر چڑھائی کرون کیونکہ یہ بے کھٹکے مفتوح ہو جائیگا اور بہت سا حیدری خزینہ دفینہ بھی جو وہان گڑا گڑایا ہی ہاتھ آئیگا، خلق اللہ کے سنانے کے واسطے اِس خبر بشارت اثر پر قلعہ سنٹ جارج سے ایک سو ایک توپ کی شلّکین ہوئین اور منگلور کے بھی مسخّر ہونے کا حال کیا ہندوستان کیا اور مرزوبوم مین جہان فرنگی معمورے تھے سب جگہ اشتہار کر دیا گیا،

آمادہ ہونا حیدر علی خان کا بمبئی کے لشکر کو مارھٹانے
پر اور انگریزون کا بنگلور کے لینے کے واسطے تہیہ کرنا

جو نکہ بنگلور مین انگریزی لشکر کے اُترنے کی خبر فی الفور نواب بہادر کو پہنچ گئی تھی اِسواسطے اُنکے مدافعے کو ضرور جان بسنگر، سرا، سریرنگپٹن کی فوجون کو حکم ہوا کہ ترنت کنڑے کی طرف روانہ ہون، ٹیپو سلطان بھی اِس فرمان کے سنتے ہی تین ہزار سوار جرار ہمراہ لے جلد روانہ ہوا، نواب بہادر آپ بھی تین ہزار گرانقدر سپاہی، کئی ضرب توپ اور بارہ ہزار چیدہ سوار معیت اُس طرف کا عازم ہوا اور باقی افواج کی سپہسالاری میر محمد دوم علی خان کو دے ارشاد کیا کہ اپنے کو خطرون سے بچاکر دونون انگریزی لشکر کے ساتھ اِسطرح مقابلہ ومحاربہ کرتا رہے کہ وے آگے بڑھنے سے مجبور و پریشان ہو کر پچھلے قدم ہٹ جائین، نواب بہادر کے کوچ کرنے کی خبر جنریل اسمتھ نے سنتے ہی بنگلور محاصرہ کر لینے کو مدراس کے کونسل مین لکھ بھیجا، کونسل والون نے جو بنگلور ہاتھ لگنے کے مشتاق ہی ہو رہے تھے اُسکے اِس التماس کو پسند کیا، لیکن چونکہ پہلے بنگلور کا مستحکر کرنا اُن کے نزدیک بڑا ضرور تھا، اِس لئے یہہ تجویز ٹھہری کہ کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو اِس مہم کی اہتمام دی جاے، اور اِسواسطے کہ وہ جنریل اسمتھ کا تابعدار ومحکوم نہ بنے اُس لشکر مین مشورے و صلاح کی ایک مجلس مقرر ہو جسکا بار ان تین بڑے سردار یعنے نواب محمد علی خان، کرنیل کال، مسطر ماکس کے ذمے رہے، یہے پچھلے دونون صاحب مدراس کے کونسلی تھے، اور انہین کو اِس لڑائی کے سب امورات جنریل اسمتھ کے ساتھ فیصل کرنے کا اختیار تھا، اِس خوف سے کہ مبادا ایسے نامی اشخاص اِس لڑائی پر جو

انگریزونکے نزدیک بھاری مہم ہی فتحیاب نہونے یا ناکام ہونے کے باعث عتاب و خطاب مین پرین احتیاطاً قلعہ سر کرنے کے واسطے سولہ غبّارے یا خمپارے، پینتیس بڑی توپ پچاس چھوٹی اور بعضی ضروری چیزین اُن کے ہمراہ کردی گئین چونکہ یہ سب سامان و سرانجام بنگلور تک اسّی فرسنگ کے فاصلے پر لیجانا تھا اور بار برداری کے بیلون کا بہم پہنچانا مشکل، اِسلیئے کتنی منزلین ٹھہرائی گئین جہان وے لوگ توقّف کرین جبتک کہ سارا لوازمہ محاصرے کا موجود ہو،

دخل کرنا جنریل اسمتھ کا بعضے حیدری قلعون پر حملے سے
اور پھر لے لینا میر مخدوم علیخان کا اُسکو اُسیطرح کے حملے سے

جنریل اسمتھ نے یہہ منصوبہ باندھا کہ بنگلور کی راہ مین جو قلعے واقع ہین پہلے اُنھین لے لیا چاہیئے، جسّے رسد آنے کا رستہ کھل جاے اور کچھ روک توک باقی نرہے، اِس ارادے سے دغا و فریب کرکے اُن کے ایک گڑھ پر متصرّف ہو گیا، تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ اُسکے جاسوسون نے میر مخدوم علی خان کے ایک ہرکارے کو پکڑا جو اُسکی طرف سے بنگلور کے قلعدار پاس خط لیئے جاتا تھا اِس مضمون کا کہ آج ہی شب کو پان سو سپاہی کی کمک پہنچیگی، چوکس رہا چاہیئے مبادا اِس مکان کو اعدا محاصرہ کرلین، تب جنریل موصوف نے اِس خط کو اپنے ہرکارے کے ہاتھ جو حیدری لشکر کی راہ و رسم سے بخوبی آگاہ تھا دیکر اُس قلعدار کے پاس روانہ کیا اور زبانی بھی اُسے یون کہا کہ وہان جاکر ظاہر کرے کہ ابھی کوئی دم مین کمک آ پہنچتی ہی، اور اُدھر سے رات کو پچھلے پہر انگریزی لشکر قلعے پر ٹوٹ پڑا اور اپنا دخل کرلیا،

جب میر مخدوم علی خان پر حریف کا یہہ چھل کھل گیا، چند روز بعد وہ بھی اُسکے ساتھ
اُسی طرح کا حیلہ عمل مین لایا، یعنے اُسنے اپنے ہندوستانی سوارون کو جن مین
کتنے آدمی انگریزی ڈراگونونکی صورت نیلی بانات کا لباس رکھتے تھے حکم کیا تا وے
اُس قلعے کے میدان مین جا اپنے تئین نمایان کرین، اور اُنھین سے ایک شخص کو
جو انگریزی ڈراگونون کے رسالے کا تھا اور اپنے گھوڑے سمیت انگریزون کی
نوکری چھوڑ حیدری افواج مین آن ملا اور محلّ اعتماد تھا، قاصد بنا کر اُس قلعہ دار
کے پاس بھیج دیا تا اُسے اِس پیام کو انگریزی زبان مین یون بیان کرے کہ حیدری
سوارون کے ایک بڑے غول نے ہمارا پیچھا کیا تھا، سو بہزار خرابی ہم اُن سے
بھاگ نکلے، اب ہمارا رسالہ دار ساتھیون سمیت اِس مکان کی نواح تک آیا اور
مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا اور التماس یہہ کیا ہی کہ آپ شفقت کی راہ سے قلعے کا
دروازہ کھلا رکھنے تا ہم اُن سے بچ کر قلعے مین چلے آئین، بعد بھیجنے اِس قاصد کے
تھوڑے ہی عرصے مین غنیم کے غنیم سوار اُس دروازے سے جو کھلا ہوا تھا قلعے
کے اندر داخل ہو گئے، اُدھر کرنیل عود نے صاحبان کونسل کے اشارے سے کئی
قلعون کا محاصرہ کیا تھا، پر آخرش سپاہ کی کمی کے سبب مدراس کے کونسل مین
کمک بھیجنے لکھ بھیجا، بعد اِسکے دارماپوری کے محاصرہ کرنے کی فکر کی، پایندہ خان
نامے قلعے دار نے کہ مرد شجاع اور دلیر تھا قلعے کے بچانے مین بڑی سادگی اور بہادری
کی، اور جبتک دیوار نہ گری اور کھائی نہ بھری سفید علم کہ علامت امان مانگنے
کی ہی ہرگز نہ کھڑا کیا، اور جب اُسکے وکیل کرنیل عود کے پاس گئے تو اُس نے
سوائے قلعہ چھوڑ دینے کے اور کوئی شرط درمیان نہ کی، چونکہ وکلا بغیر مرضی
قلعہ دار کے کچھ اور بات کا اختیار نہ رکھتے تھے، قلعے کو پھر آئے، اِتنے مین انگریزی
سپاہ خندق سے نکل نکل دریچون تک آ گئی، پیچھے سے اور سپاہ بھی آملی،

تمام پاسبان سپاہی ' قلعہ دار سب اپنے لڑکے ' اور دوسرے عہدہ دار بھی مارے پڑے ' فقط بارہ نفر فرانسیسی توپچی انگریزی افیسرون کی سفارش سے جانبر ہوے '

اِس مقام مین کہ انگریزی سپاہیون نے باوجود سپید نشان قلعے مین قایم ہونے کے جو ایسی بیرحمی و بیدردی کا کام کیا وجہ اِسکی ایک دوسری روایت سے یون معلوم ہوتی ہی کہ کرنیل عود کے لشکر والے نیت جھنجھلائے ہوئے تھے کہ کہین بھی اِن فتح کئے ہوئے قلعون مین کچھ لوٹ کی چیز بن اُنکے ہاتھ نہ چڑھی تھین کیونکہ حیدر علی خان نے پہلے ہی اُن قلعون کے رہنے والون کو تاکید کر دیا تھا کہ اُن مکانون کو چھوڑ اپنا اپنا مال اسباب لے نکل کھڑے ہون ' اور ایسا ہی حکم پاینده خان قلعه دار کو بھی صادر ہوا تھا کہ سپاہیون کے پاس سوائے اُنکے ضروری اُوڑھنے بچھونے یا لباس پوشاک کے اور کچھ نرہے ' اور یہہ بھی نواب بہادر کا قول تھا کہ انگریز صرف لوٹ تاراج ہی کرنے کے لالچ سے جنگ جدال کرتے ہین مین نہین چاہتا ہون کہ وہ اپنے مطلب پر فیروز ہون ' یہہ مشکل کہ کرنیل عود اور اُسکے دوسرے عہدہ دارون نے اپنے سپاہیون کو ایسے کٹ مرنے کی خونریزی و قتل سے باز نرکھا ' بآسانی حال ہو سکتی ہی ' کیونکہ وہ امر ' اُسکے بے حکم واقع ہوا تھا ' کچھ دنون بعد میر محمد دم علی خان نے دارماپوری کے مظلومون کا خوب بدلا لیا کہ ویلور کے میدان مین انگریزی سپاہیون کے پاسن کو قتل عام کروایا ' اور حیدر علی خان کے دل مین کرنیل عود کی طرف سے ایسا بغض و کینہ سما گیا کہ خاص کر اکثر اُسکے لشکر پر تاخت کرنے اور زک دینیکا ارادہ رکھتا تھا ' فی الحقیقت اگر یہہ کرنیل اُس کینہ کش نواب کے پالے پڑتا تو گمان غالب تھا کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے عذاب و سیاست مین گرفتار ہوتا '

بعد مستخر ہونے دارماپوری کے کرنیل عود کی فوجین حسب الحکم کونسل مدراس کے جنریل اسمتھ کی فوج سے جاملین، تب اُس سپہسالار نے رسد کی راہ کا بندوبست کرکے بنگلور کی طرف کوچ کیا اور اُسکے قریب کے کتنے گڑھون کو جیسے کولار، ہاسکوٹہ وغیرہ لے لیا، اور چونکہ اُسے یہہ منظور تھا کہ آیندہ اور مکانون کے محاصرہ کرنے کی نیّت سے ہاسکوٹے مین ذخیرہ جمع کرے، اِس واسطے اُسکے مظبوط و استوار کرنے مین بڑی کوشش کین،

پہنچنا وکیلون کا دیونہلّی کے باشندون کی طرف سے امان نامہ مانگنے جنریل اسمتھ کے پاس اور حسن سلوک اُس سپہسالار کا اُن کے ساتھ اور یہہ ماجرا سنکر حیدر علی خان کا خوش ہونا،

جنریل اسمتھ جب ہاسکوٹہ کو پہنچا، تو باشندگان دیونہلّی کے وکیلون نے اُسکے حضور مین حاضر ہو مبالغ کثیر بطور نعلبندی کے گذران کر یہہ عرض کی چونکہ یہہ قصبہ اور قلعہ حیدر علی خان کے مولد یا جنم بھوم ہونے کے سبب فضیلت و شرف رکھتا ہی اور اِسی واسطے اُس امیر اقبالمند کے نزدیک بہ نسبت اور شہرون کے اُسکی بڑی قدر و منزلت ہی، جنریل نے اُن کے جواب مین کہا کہ مین بھی اِن مراتب کا خیال و لحاظ رکھ پہلے سر و چشم اِس امر کی پاسداری و رعایت کرتا ہون تا دوسرے بھی میری پیروی کرین چنانچہ خوشی سے اُسنے ایک عہدنامہ جسکے سبب وہ شہر اور اُسکے آس پاس کی بستیان تاراج سے انگریزی افواج کے محفوظ رہین لکھکر اُنھین دیا اور روپیہ جو وے لائے تھے پھیر دیا اور اپنی سپاہ پر تقیّد کیا کہ بلا اجازت کوئی اُدھر

کا ارادہ نکرے، جنریل اسمتھ کی اِس انسانیّت و مدارات نے اُسکی اُس
ت و آبرو کو جو مدّت سے نواب بہادر کے دل مین تھی دوچند کردیا چنانچہ نہایت
ش ہو کر دو راس اسپ عربی خاص گھوڑون مین سے جڑاؤ زین مصمیت
ل موصوف کو بطور پیشکش بھیجا،
ج بنبئی کے سپاہدار نے منگلور مسخّر کرنے کے بعد جب دیکھا کہ اب کوئی
باقی نہین مگر یہہ کہ وہان سے کوچ کرحیدر نگر لے لے، تب مدراس کے
ساں مین اِس حال کی اطّلاع کی لوگون نے ہرچند اُسے دشوارگذاری راہ کی
کی اور کہا کہ اوّل تو حیدر نگر یہان سے ساٹھ فرسنگ کے پلّے پر ہی اور
مین علاوہ گنجان درختون کے، جنگل پہاڑ مدّی نالے بھی کثرت سے ملتے ہین
صاً شہر کے قریب تو عجب بیندی کٹھب راہین ہین، جن سے گذرنا
ت مشکل ہی، تو بھی اُسنے اپنے قصد کو نچھوڑا، اُس مہم کے اسباب
ر انجام کی طیّاری مین لگا ہی رہا، اُن دنون اُسکے لشکر کے ڈیرے منگلور
دروازون کے باہر پڑے تھے،

لغا رکر کے آپڑنا ٹیپو سلطان کا فوج اعدا پر ہزیمت دینا اُنھین
خبری مین پکڑ لینا بہتون کو اسیری مین، اور اُسی دن شام کے وقت
پہنچنا حیدر علی خان کا شفقت و پیار سے اپنے فرزند سعادتمند کو آغوش
مین لینا اور چشم گہربار سے قطرے اشک کے نثار کرنا،

دہ ٹیپو سلطان غنیم کے ارادے سے مطّلع ہو جوانی کی ترنگ اور نام و نشان
کرنے کی اُمنگ مین بنگلور چھوڑ الغارون کنڑہ کی سرحد مین آپہنچا، رعیّت

پر جا و ہانکی جو غنیم کی آمد آمد کے سبب لرزان و ترسان ہو رہی تھی اپنے حاکم کے فرزند سعادتمند کے تشریف لانے سے قوی دل ہوئی کہ آنا اُسکا اُنکے حق مین ہر طرح کا رنج و عذاب سے رہائی و نجات کا باعث ہوا، خلق اللہ اُسکے آنے سے ایسی شاد و خرّم ہوئی کہ گویا اُنکے قالب بیجان مین جان آگئی، شاہزادے کے دل مین اُنکے ماضی و حال کی شادی و غم کا حال دیکھ سن ایسا رحم آگیا کہ اُسنے فوراً منگلور کی طرف کوچ کیا اور ساری حیدری فوجون کو جو ہر ایک صوبے سے اُس مقام پر اکٹھا ہوئی اور راہ مین بھی اُسے ملی تھین یہ حکم دیکر کہ دو پیچھے پیچھے چلی آئین، آپ پہلے ہی بڑی تیزقدمی سے انگریزی لشکر کے سامھنے جا موجود ہوا، اُسکے پہنچتے ہی غنیم کی فوج مین ہراس و رعب سے ایک ہلچل پڑگئی، شاہزادے نے ذرا بھی آرام و انتظار نکیا بلکہ صف اعدا کی طرف آگے بڑھکر طلائی کو چیر سامھنے لشکر حریف کے جا پہنچا،

بیت

چلا تا تھا سلطان جدھر تیغ کین
لہو سے تھی بھرتی اُدھر کی زمین

بہتون کو تہ تیغ کیا کتنون کو مار بھگایا قلعے کے دروازے تک فراریون کا تعاقب کیا سوار اُسکے بھگوڑون کا پیچھا کرتے ہوئے شہر کے اندر گھس گئے، اتنے مین اُنکی پشت پر حیدری فوج بھی پہنچ گئی، انگریزون کے ڈیرون کو خالی سن سان پا تعجب کرکے لگے لوٹنے، چھاونی اور شہرمین جو کچھ اُنھین مال لوٹ لیا، شاہزادہ بھی اِس لوٹ تاراج سے خوش تھا، کیونکہ اُسے شہروالون کی جنھون نے دشمن کا سامھنا کرتے کچھ دل چرایا تھا تنبیہ منظور تھی، اِس لڑائی مین انگریزون نے ایسی شکست کھائی کہ اُنکے بہت ہی تھوڑے آدمیون نے

فرصت پائی کہ اِس ناگہانی آفت سے بچ کر جہازون پر پناہ لین، حال یہ تھا کہ خود
والے بھی اِس طوفان بلا کی ڈر سے کانپ رہے تھے، دشمنون کا بھاگنا
کر حیدری سپاہی کیا فرنگستانی کیا ہندوستانی دونون ایسے دلیر و بے باک
گیئے کہ ترنت جہازون پر چڑھ اُنکے تین جہاز لشکری ساز و سامان پہنچانے
لے لیئے، انگریزی لشکر کے باقی لوگ جو بھاگ کر بچ گیئے تھے وے بھی
ار ہو آئے، اِن اسیرون مین ایک تو جنریل تھا اور چوالیس ۴۴ عہدہ دار،
سو تیس انگریزی سوار، قریب چھہ ہزار کے ہندوستانی سپاہی حربے ہتھیار
لشکری سرانجام و اسباب صمیت تھے،

ی فتح جسّے حیدری سرکار کامیاب ہوئی منگلور کے قبضے سے نکل جانے
آٹھ دن بعد وقوع مین آئی سبب اِس شکست کا غفلت انگریزی جنریل
ی جسنے ایک مہینے تک اُن خاص راہون کی خبر کو جدھر سے غنیم کے آنے کا
تھا جاسوس نہ بھیجے کہ اعدا کی آمد سے آگاہ کر دیتے،

ر علی خان فتح ہونے کے دن شام کے وقت وہان آپہنچا، شاہزادے نے
یکے حضور، مجملًا صورت حال جو لیس قیصر کی طرح اِس مختصر جملے مین کہ
گیا۔ دیکھا۔ لے لیا عرض کی،

ہمین کہ حیدر علی خان جب اپنے فرزند عزیز سے ہم آغوش ہوا جوش مسرّت
سبب بے اختیار اُسکی آنکھون سے قطرے اشک کے نکل پڑے،

سیاست کا حکم تجویز کرنا حیدر علی خان کا پر طکیشی
سوداگرون کے حق مین اسلئے کہ اُنھون نے انگریزون کو
مدد دی حال آنکہ حیدری رعایا کہلاتے تھے

پر طکیش سوداگر مدّت سے منگلور مین بسنے تھے، جب اُن لوگون نے اِس لڑائی بھڑائی کے ایّام مین بنبئی سے جہاز پر انگریزی فوجون کا آپہنچنا اور جنریل اسمتھ اور کرنیل عود کا کتنے حیدری قلعون اور سرکارون کا لے لینا دیکھا، اِسّے خواہی نخواہی اُنکے ذہن مین یہہ بات آگئی کہ اب انگریز اکثر حیدری ملکون کو لے لینگے، اگر اور کچھ نہو تو لامحالہ منگلور تو اُن کے عمل دخل مین رہیگا، وے اِس خیال خام پر انگریزی جنریل کے ساتھہ ایسی دوستی و خیرخواہی کی راہ چلے جو احتیاط و ہشیاری سے کوسون دور تھی اور اُن لوگون نے اُسّے یہہ بھی قول قرار کیا کہ ہم لشکر کے ضروری اسباب و رسد کی سربراہی کرینگے، حضور والا مین یہہ خبر پہنچتے ہی اُن کی طلبی کے لیئے یہہ فرمان صادر ہوا کہ وے جلد اُن پر طکیشی کارخانے کے سردارون اور عیسائی دین کے نیشون قوم کے پادریون کے ساتھہ جو منگلور مین ہمین حاضر ہون، جب وے دربار میں حاضر ہوئے، نواب بہادر نے اُن سرگروہون اور پیشواؤن سے پوچھا کہ مسیحی مذہب والے ایسے گنہگارون کے حق مین جو اپنے آقا و حاکم کے ساتھہ دغا اور عہد شکنی کرکے اُسکے دشمنون کی اعانت کرین کس طرح کی تعزیر تجویز کرتے ہین، تب نے نامل بول اُٹھے کہ ایسے قصور پر قتل کرنا واجب ہی، نواب نے فرمایا مین اُن کو ایسی سخت سیاست نکرونگا، کیونکہ شرع محمّدی مین اتنی سختی جائز نہین، پر چونکہ اُن لوگون نے اِس خیرخواہی و وفاداری کے

ب اپنے کو انگریزون کی قوم سے ظاہر کیا ہی بنا چار اُن کا مال اموال انگریزون
لکیّت مین دیا جائیگا' اور وے ہتھکڑی بیڑی پہن قید خانے مین جینگے کہ مین
ہین عفو نکرون مقیّد رہینگے' نواب بہادر نے اُن پرطکیشون کے مقدّمے مین
کام دے منگلور کا بندوبست کر جلدی بنگلور کو جانے کی طیّاری کی'
دنون نواب بہادر منگلور سے دور تھا اِدھر جنریل اسمتھ نے فرصت پاکر
انہ و سرانجام و لوازمہ جنگی بہم پہنچایا اور اُدھر سے محمد علی خان اور صاحبان
نسل بھی صرف اقسام طرح کی شرابون صمیت آپہنچے' پر اِن سب طیّارِیون
لے بعد جب اُنھون نے چاول گیہون کی قسم سے غلّے کی ایسی کمی دیکھی کہ
واری مدّت محاصرہ تک وفا کرے اِس نظر سے کہ اِندنون حیدری
اج' عمل کر لینے مین اُن قلعون کے جن کے نگہبان اُس رسد کے سپاہی تھے
رکات سے آتی تھی متوجّہ تھی اور ممکن نتھا کہ وے لوگ حیدری لشکر کا مقابلہ
سکین تب جنریل اسمتھ کو ضرور ہوا کہ اپنی سب فوج کو قلعہ ہاسکوٹہ کی نگہبانی
ماصرے کے لیئے جس مین سب ذخیرے امانت رکھے گئے تھے' اپنے
کے تابع رکھے'
رر اوسر دار مرھٹے نے صاحبان کو نسل کو یہہ تدبیر بتلائی کہ پہلے کوچک بالاپور
جو ایک قلعہ ہی بنگلور سے دس اور شانور افغانون کے ملک سے تین
سنگ کے فاصلے پر' محاصرہ کرلیا چاہیئے' کیونکہ جب بالاپور ہمارے ہاتھ آیا تو
پنے ہی ملک یا شانور وغیرہ سے جس قدر کہ برنج وگوسپند درکار ہوگی مل
سکیگی' یہہ صلاح کونسل والون نے پسند کی' اور اب جنریل اسمتھ تھوڑی
سی فوج واسطے نگہبانی قلعہ اور ارباب شورا کے وہان چھوڑ جلد بالاپور کی
ت روانہ ہوا'

روانہ ہونا نواب حیدر علی خان کا ہسکوٹہ کی طرف
اور اُسے مسخّر کرنے کے لیئے ایسی طیّاری کرنی جسے
محمد علی خان دیکھکر گھبرا جاے ، آخر کو بلایا جانا جنریل
اسمتھ کا تا اِس اضطراب سے اُسکو بچا مدراس پہنچاے ،

جن دنون جنریل اسمتھ نے بالاپور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا نواب بہادر نے بھی اُسکا پیچھا کرکے کبھی سوارون کو اور کبھی توپ خانہ ساتھ لے اُسے تنگ کرتا رہا آخرش نواب نے معلوم کیا کہ بالاپور کے سامہنے مورچا بنانے مین غنیم کا روکنا ممکن نہین تب فوراً ہسکوٹے کا عزم کیا اور بھور نہوتے ہوتے وہان جا پہنچا ، قلعہ پر حملہ کر اُسکے پشتے کھائی کو جو گرد بگرد انگریزون نے بنائی تھی اپنے اختیار اور فرنکستانی و ہندستانی سپاہیون کو بھی جو انگریزی بیمارستان مین تھے ہمراہ کر لیا ، اور چونکہ محمد علی خان کی بزدلی کو خوب جانتا تھا اُسے یہہ منظور ہوا کہ محمد علی خان کو کچھ ڈرایا اور گھبرایا چاہیئے چنانچہ اِدھر تو اُسی قلعے پر یورش کرنے کا اسباب مہیّا کرنے کو حکم کیا اور اُدھر آپ اِس کام کی اہتمام مین متوجّہ ہو کارکنون کو روپی و اشرفی بخشتا اور سپاہیون سے انعام کا وعدہ فرما کر اُنکے دل بڑھاتا تھا تا وے اُس مکان کو لیکر محمد علی خان کو اسیر کرلین ، محمد علی خان نے جو اسباب کی بے طیّاریان دیکھین اور بعضے قیدیون کی زبانی بھی جنھون نے حیدری قید و بند سے بھاگ کر قلعے مین پناہ لی تھی یہی باتین سنین اُسکے دل پر ایسی ہیبت و دہشت غالب ہوئی کہ کرنیل کال کی مرضی کے برخلاف یہہ بات ٹھہرائی گئی کہ فوراً جنریل اسمتھ کے پاس اِس مضمون کا فرمان بھیجا جاے کہ بالاپور کے محاصرے سے دست بردار ہو کر ہسکوٹے کی محافظت کے واسطے جلد آ پہنچے

علی خان جو نہین چاہتا تھا کہ پھر اپنے حریف قوی دست کے پالے پڑے
یاں اسدتہ کے پہنچتے ہی خوشی خوشی مدراس کو روانہ ہوا اور کرنیل کال
اس صلاح پر متفق ہو آپ بھی اُسکے ہمراہ مدراس جانے مین مستعد
ا، جنریل اسدتہ چونکہ جانتا تھا کہ جبتک اُسکی تمام فوج ساتھ نجایگی ممکن
ی کہ اُن دونون کو حملات حیدری سے بچا کر مدراس پہنچا سکے لاچار مجبور ہو
ی اسباب اور غلّہ ذخیرہ جو بنگلور محاصرہ کرنے کے ارادے جمع کیا تھا اسکو تے
چھوڑ اپنی سب سپاہ ہمراہ لے اُنھین لے نکلا، حیدر علی خان نے پھیر لینے
اُن قلعون کے جن کے بچانے پر انگریز متوجہ تھے رنج اُٹھانے کو مناسب نجان
ریزی افواج کا تعاقب کیا اور پی در پی کے حملون سے اُنھین گھبرا دیا،

عذر خواہی کر پھر آنا مرزا علی خان نواب بہادر کے خسر پورے کا
بعد اُسکے کہ بعضے بد اطوار آدمیون کے اُرغلانے سے بہت
دنون تک عاصی رہا تھا، اور پھر پیدا ہونا اسباب
فیروزی و شادمانی کا بعد تفرقے اور پریشانی کے

ی دنون مین کہ جنریل اسدتہ بالا پور کے محاصرہ کرنے کو آیا نواب بہادر کے
سطے خوشی کا ایک سبب یہ ہوا کہ اُسکا سالا مرزا علی خان، جسکا باغی ہونا
اب پر بڑا قلق گذرا تھا، اپنے اگلے قصور کو یاد کر، خواہ نیک ذاتی کی جہت سے
ہ اُس سبکی کے سبب جو اُسکو مادھوراو مرہٹون کے سپہسالار اور اُس
وہ کے اور سردارون کے پاس ہوئی نہایت شرمندہ و نادم تھا، ہمیشہ
ے موقع شایستہ کا متلاشی رہتا تھا تا پھر حضور مین نواب کے درجہ

قبولیت کا پائے، چونکہ اُن دنون اِدھر تو نظام علی خان نے حیدر علی خان کی رفاقت سے کنارہ کیا تھا اور اُدھر جنرل اسمتھ نے بنگلور مسخر کرنے کو لشکر کشی کی تھی اور نواب حیدر علی خان ٹیپو سلطان کو ہمراہ لے منگلور کی حفاظت کے واسطے روانہ ہوا تھا کیونکہ دوسری انگریزی فوج نے اُس پر چڑھائی کی تھی مرزا علی خان نے نامل کر کے دیکھا کہ اِسوقت مین بڑی زحمتین اُسکے بڑے بھائی کے سر پر ہین تب اپنی راست کرداری اور اخلاص کے سبب ترنت فوجون کی نگاہداشت کر بلدی سے بیس ہزار جوان ساتھ لے سرا اور میسور کی راہ حیدری لشکرگاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر آ پہنچا، اور اپنے کئی سوارون سمیت اُس مقام تک جہان حیدری قراول لشکر کے باہر پاسبانی مین تھے جا کر اپنا نام بتلا سید محدوم علی خان کو تلاش کرنے لگا کہ مجھے اُنسے کچھ کہنا ہی، خان مذکور ایکا ایکی یہہ پیغام سنتے سے اُسکی آواز پہچان گیا اور تعجب کر کے اُسکی ملاقات کو خیمے سے باہر آیا اُسے دیکھکر پوچھنے لگا خیریت تو ہی کیا تھا جو اِدھر آپ کا آنا ہوا مرزا نے جواب دیا مین اِس نیت سے آیا ہون کہ مقدور بھر، اپنے قصور کا تدارک کرون اور اُس فوج سے جسکو مین نے نواب عالیجناب سے جدا کیا تھا اب ایک بڑی فوج لایا ہون، مجھے درِ دولت تک پہنچانے تو اُس آستانۂ عالی کی خاک پر جبین ارادت کو گھسون، خان موصوف نے کہا پہلے تمہارے آنے کی خبر تو کرون مرزا نے منت کی خدا کے واسطے جلد مجھے لیچلیے تب خان مذکور نے کہا اچھا میرے پیچھے پیچھے چلے آئیے، الغرض وے دونون حیدری بارگاہ مین داخل ہوئے، جمال حیدری دیکھتے ہی اُس رئیس زادے نے اپنا سر اُسکے پیرون پر رکھدیا، نواب بہادر نے اُسے زمین سے اُٹھا چھاتی سے لگا یہہ فرمایا کہ ہم کو اِس روداد مین کچھ تعجب نہ تھا مگر رنج فراق ہی کا شاق تھا، آخر شش دونون لشکر ایک ہوا اور مرزا کا آنا شگون نیک،

تین غول بنانا حیدر علی خان کا اپنی سپاہ کو مدراس
پر ہلّا کر کے وہان کے کونسلیون کو خوف و ہراس
مین ڈالنا، اور خاطر خواہ غالبانہ صلح اُن سے کرنا،

علی خان نے ویلور تک جنریل اسمتھ کے لشکر کا پیچھا کر کے بالکل اپنی کا طور بدل ڈالا، سوارون کا تین جتھا کیا، ایک کی سپہسالاری آپ لی دو ٹکریون کی سرداری میر محدوم علی خان اور مرزا علی خان کو دی، اپنے ہ قدا و رجوانون کا لیرو ڈن کرنا تکیون کو لیئے اور اِنکے بھی تین حصّے کیئے، ن تین چالاک و چابک فوجون نے تاخت تاراج کے سبب اعدا کے تمام ن پر ایسی زور شور کی ہل چل ڈالی کہ تمام شہر کے لوگون اور مدراس کے سلیون کے دلون مین ایک دھڑکا بیٹھ گیا، اور یہ امر ہندوستان کی سب فرنگستانی قوم مین بڑی خوشی کا باعث ہوا کیونکہ اُن کے ساتھ یزون نے اپنی تھوڑے ہی دنون کی کامیابی و عکمرانی مین چھیڑ* چھاڑ وع کر دی تھی،

چھیڑ یہہ تھی کہ انگریزون نے پانڈیچیری کے گورنر سے اُن فرانسیس سوارون کو حیدر علی خان کی سرکار سے بھاگ اور اُسکے یہان کے گھوڑے بھی چراکر اُسطرف ئے تھے، اُن اسپون سمیت منگوا بھیجا تھا سو اِسکے انگریز صوبۂ ترنکوبار کے عاملون ی تنبیہ وسختی کر اُن سے اُس جاسوس کو جسے انگریزون نے اُن کے قلعہ دار میون کے ورغلانے کو بھیجا تھا لیا چاہتے تھے، علاوہ پالیکیٹ (قوم ڈچ کے قلعے) کے گورنر پر بھی جبر کیا تھا تا وہ اُس فرانسیس کو جسنے اُن کے آسرے مین پناہ لی ہی حوالے کر دین

مدراس کے کونسلیون نے بھی حیدری رویّے پر انگریزی لشکر کی تین تولیان بنائین تھین، اِن مین سے سپاہیون کا ایک گروہ جسکا سرغنہ کرنیل فریسمن تھا اور یہہ کرنیل قبل اِس کے کبھی حیدر علی خان کے مقابلے کو نہین بھیجا گیا تھا، اُدھر روانہ کیا گیا، جس وقت کرنیل مذکور اپنی چار ہزار سپاہ ہمراہ لے جن مین چھ سو جوان فرنگستانی تھے اُس میدان کی راہ ہو جو تین طرف جنگل سے ملا ہوا ہی، جاتا تھا، اکبارگی کئی سوار نظر کے سامہنے، اُس میدان کے کنارے دکھلائی دیئے تب لشکری عہدہ دار کرنیل سے کہنے لگے اب بہتر یہہ ہی کہ سپاہیون کو حکم دیا جاے تا وے آپ سمین پر اباندھ جنگل کی جانب دب کر چلین تا کہ حریف کے حملون سے پناہ کی جگہہ ہو، اِس بات کے سنّے سے کرنیل بہادر نے ہنسکر اُنھین کہا تم دیکھہ لینا کہ اِن سیاہون کو کیسا مزا چکھاتا ہون، کرنیل کو تو اِدھر یہہ زعم تھا اور اُدھر ہر دم سوار بڑھتے جاتے تھے لیکن یہان اب کسکا مقدور تھا کہ اِس مقدّمے مین کرنیل کے روبرو زیادہ بات کہے، سب دم بخود ہو رہے، اِتنے مین ایکا ایکی گرد غبار ایک ابر سا نمودار ہوا اور تین ہزار سوار جرّار آپڑے، دم بھر مین اُنکی جمعیّت توت پھوٹ گئی، کرنیل بھاگ نکلا، سوارون نے اُسکا پیچھا کیا، پر وہ اپنے گھوڑے کی تیز قدمی کے سبب اُنکے ہاتھ نچڑھا نہین تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے، میر مخدوم علی خان نے دار ماپوری کی خونریزی یاد کرکے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ اِن بیرحمون کو قتل کرنے مین ہرگز دریغ نکرو، پچاس سے زیادہ عہدہ دار مارے اور قید پڑے، کپطان رَ بھی جسنے وانمباڑی کا قلعہ حیدر علی خان کے حوالے کیا اور یہہ قول دیا تھا کہ برس دن تک حیدریون پر ہتھیار نہین باندھونگا باوجود اِسکے کہ ابھی زمانۂ موعود کے دن باقی تھے جو اِس لڑائی مین پکڑ آیا، لیکن ماجرا یہہ تھا کہ وہ زبردستی گورنر مدراس کے حسب الحکم قلعۂ مادورا کی

نگہبانی کے واسطے کرنیل مذکور کے ساتھ چلا تھا، آخر میر مخدوم علی خان کے کہنے سے اُسکو پھانسی دی گئی یہ حال سنہ ۱۷۶۸ ع مین واقع ہوا،

بعد اِسکے ۱۷۶۹ ع مین حیدر علی خان کرنیل عمود کا جو آٹھ ہزار سپاہی لیکر تھیا گڑھ کے نزدیک آ پہنچا تھا تعاقب کر اُسکے چند اول پر آپڑا اور ایسا تنگ و مجبور کیا کہ اُسنے جنگل مین پناہ لینا ضرور ہوا، اور اُسوقت اُسے اِس کی بھی فکر تھی کہ قلعۂ پلو انیور کی حفاظت کے لئے کچھ سپاہی تعینات کرے کیونکہ اُسکا قلعدار کپتان برا متوالا تھا بہرصورت کرنیل مذکور نے اِس لحاظ سے کہ نواب بہادر اِس قلعے کو محاصرہ نہین کر نیگا، وہان کے سپاہیون پر اُسی نشے باز کپتان کی سرداری بحال رکھی، لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ نواب معہ کتنے سوار و سپاہیون اور کئی ضرب توپ کے وہان آ اُترا، تب وہ قلعدار کپتان سرشار نشے کی حالت مین اپنے گھوڑے پر چڑھ قلعے کا دروازہ کھلوا حیدری فوج کی طرف چلا اور وہان پہنچکر نواب کی ملازمت حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا، آخرش جب وہ سرکاری ملازمون کے وسیلے حضور مین آیا تو مجرے کے بعد چاپلوسی و خوشامد کی راہ سے اِسطرح عرض کرنے لگا کہ فدوی اِس قلعے کا یون مسخر ہی اور اِس امر کتین کہ اِس قلعے کو آپ سری کا بادشاہ اولوالعزم محاصرہ کرے اپنی حرمت و فخر کا موجب سمجھتا ہی اور بندہ تو جان و دل سے قلعے کی حفاظت و مراست کے واسطے حاضر ہی اور امید بہ ہی کہ آیندہ ایسی کوشش و جانفشانی کرے کہ اپنے کو تحسین و انعام کا مستحق بناوے لیکن بالفعل چونکہ قلعے مین سپاہیون کی شراب نہر گئی ہی اِس لئے نواب نامدار کی فیض بخشی کے بھروسے التماس بہ کرتا ہی کہ اگر غریب نوازی کی راہ سے خواہ بطور بخشش خواہ بطور فروخت کے بہ اُنھین ملجاے تو وے

خوش ہو کر قرار واقعی قلعے کی نگہبانی مین مستعد رہین ' نواب عالیجاہ نے اِس واہیات تقریر سے اُسکو دیوانہ سمجھا اور یقین نہ کیا کہ وہ تو ن میحر ہی بہر کیف اُسے وعدہ کیا کہ اچھا تمھین شراب وغیرہ دی جائیگی ' بعد اُسکے کئی طرح کی نشے والی شرابین سامھنے منگا کر اُسے چکھنے کو فرمایا ' وہ عاشق نشہ بے اندیشہ نوش کرنے لگا ' ایک لحظے مین ایسا بے ہوش ہو گیا کہ اور لوگ اُسے کندھون پر اُٹھا خیمے مین پچھوڑنے تک لے گئے ' اُسی خواب مستی کی حالت مین واسطے پہچان نے کے شہر کے آدمیون کو بلا کر اُسے دکھلایا ' جب اُسکا نشا تو تا ' لوگون نے بموجب تلقین نواب کے اُسکو کہا کہ نواب فرماتا ہی چونکہ بہ شخص بھید یا بن کر اِس لشکر مین آیا تھا اِسے پھانسی دینا صلاح ہی ' اور اگر حقیقت مین بہ تون میحر ہی تو اپنے سپاھیون کو حیدری ملازمون پر قلعہ و شہر چھوڑ دینے کا حکم دے ' اِن دو باتون مین جسے چاہے وہ اختیار کرے یا حصار حوالے کروا دے یا دار پر چڑھے ' جب میحر نے دیکھا کہ قلعہ تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی تدبیر نہین حکم دیا کہ قلعہ تسلیم کرین ' بہ بیچارا تو کیفی ہی تھا ' لیکن زور لطف تو اِس مین ہی کہ عہدہ دار جو اُسکے حکم کے تابع تھا اُس نے بھی اُسکے کہنا مان قلعے کا دروازہ کھول حیدری جوانون کو آنے دیا ' اِدھر تو نواب بہادر نے اِس حکمت سے وہان عمل کر لیا اور اُدھر کرنیل عود کی ناتجربہ کاری ظاہر ہو گئی کہ ایسے شخص کو قلعدار مقرر کیا تھا '

اُسی زمانے مین کہ نواب یہان قلعہ بلوانیسور کی تدبیر و انتظام مین مصروف تھا وہان میسور سلطان و مرزا فیض اللہ خان جو ایک بڑی فوج اور توپخانے کے حاکم تھے ' بے دونون پھیر لینے مین اُن مکانون کے جن کی نگہبانی مین انگریز ساعی تھے مشغول ہوے ' بلکہ سب جگہین سوا ے ھکوٹے کے جو بہت سپا

اور برا تو پنا سہ رکھتا تھا ' اُنکے قبضہ تصرّف مین آ چکی تھین اُسکے لینے کو نواب فطانت مآب نے دل مین یہہ اِرادہ کیا کہ ماباپ کا قول و قرار کر اُسپر بھی قابض و دخیل ہو جائیے '

اُن دنون کہ حیدری تاخت تاراج سے گورنر اور کونسلی لوگ حیران ہو رہے تھے ' ولایت انگلستان سے ایک جہاز آ پہنچا ' جس پر مسطر ڈیری مدراس کا سابق کونسلی بھی آیا جو انگریزون کے نزدیک برا دانشمند اور صاحب فراست مشہور تھا ' ولایت والون نے اِس نیّت سے پھر اُسکو بھیجا کہ مدراس پہنچکر ریاست کا بند و بست اس سال ۱۷۷۰ کی ابتداے جنوری سے اپنے قبضے مین لاوے ' الغرض یہہ کونسلی ۱۷۶۹ کے اوائل مارچ کو مدراس مین وارد ہوا اور بادشاہ کا ایک فرمان بھی اپنے ہمراہ لایا اِس مضمون کا کہ مدراس کے گورنر اور کونسلیون کو واجب ولازم ہی کہ حیدر علی خان کے ساتھہ دوستی و آشتی کی بنا قایم کرین ' اور کسی نوع کی شرطین کیون نہون مان لین ' ایسے حکم کی وجہ یہہ تھی کہ کارفرمایان کمپنی ' کارپردازان مدراس کے خطوط سے جو سادہ دلون کیسی سمجھہ ہوتی اور اُمید فتح کی تسلّی آمیز اخبار پر مشتمل ' ہر بار یہان سے بھیجے جاتے سنتے سنتے ناخوش و تنگ ہو گئے تھے ' وہان تو یہ لوگ حیدر علی خان کے جواہرات و خزینے دفینے پر دانت لگائے ہوئے تھے کہ کب اُن کے ملنے کی خبر آوے اور یہان سے اُن کے پاس اور تو کوئی چیز نہین پہنچتی تھی مگر ہندیان جن کے روپی جبرًا بھیجنے پڑتے تھے ' اسلئے اُن صاحبون نے بہتری اپنی اِسی مین دیکھی کہ نواب کے ساتھہ جسطرح ہو سکے میل کیا چاہیئے تا کمپنی بہادر کے سرمایے کے بھاؤ مین گھستی نہ آوے ' کمپنی انگریز بہادر کے عمّالون نے حیدر علی خان سے صلح کرنے کے لیئے جو اتنی تدبیرین

کین (حالانکہ بے تدابیر و تعلیمات عمدہ اسر ار ملکی سے تھین) ملاپ ہونے کے
پہلے ہی سب پر معلوم ہو گئین چنانچہ اِسی کو نسلی نے برسر مجلس یہہ اظہار کیا
کہ حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کو معہ پیام صلح بھیجا چاہیئے، حاصل کلام وکیل
معتمد روانہ ہوا اور جب اُس نے حیدری دربار مین پہنچکے پیغام گزارس کیا تو
اُسکے جواب مین نواب بہادر نے اتنا ہی فرمایا کہ پیام سلام کی کچھ احتیاج نہین
انشاءاللہ مین تو آپ ہی مدراس کے پھاٹک تک آ پہنچتا ہون، تب جو کچھ گوز
اور اُسکے کونسلیون کا قول و قرار ہی وہین سن لونگا، اِس جواب سے
چونکہ اُنھین یہہ شبہہ گذرا کہ حیدر علی خان مدراس محاصرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی
لہذا گورنر مذکور نے مقابلے کے لیئے سامان جنگ کی طیاری کو یہہ حکم دیا کہ جنریل
اسمتھ اور کرنیل عودان دونون کی فوجین اطراف مدراس مین جا کر اُترین،
اِدھر نواب بہادر بھی (جیسا کہ ہمیشے سے اُسکے ایلغار کا طور تھا) کوچ کرتے
پہلے تو پانڈیچیری اور گوڈلور کے قریب آ پہنچا، پھر یہان سے کولنتر کی نوا
مین جو مدراس سے سات فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچیری کی راہ سے واقع ہی
آ کر اُترا، اور جس وقت انگریزی سپاہی سنٹ طامس کے گھاٹ
کے چوکی پہرے کی طیاری کر رہے تھے کہ وہ بہادر دیکھیے دیا دیکھیے مثل آفتاب شام
نظرون سے چھپ گیا، اُسکے غائب ہونے سے لوگ دریاے حیرانی
ڈوب رہے تھے جو پھر ایکبارگی اُدھر سے کاوا دیکر معہ فوج مدراس کے دروازے
پر پالیکیٹ کی طرف، مانند خورشید خاور جلوہ گر ہوا، اور مدراس کے کارکنون
کہلا بھیجا کہ اب ملاپ کے باب مین تمھین جو جو شرائط درپیش کرنا ہو سو کہ
صاحبان کونسل نے سطرڈپری کو جو نیا گورنر مقرر ہوا تھا اور گورنر سابق
بھائی پوشیر کو وکیل کر نواب بہادر کے پاس بھیجا، یہہ اُن دونون کے

نہایت خلق و محبّت سے پیش آیا، بعد پیام و کلام کے یہ بات ٹھہری کہ صرحہ مدراس مین جنگ و جدال واقع نہو، حیدر علی خان نے سنط تامس کے پہاڑ کو اپنی چھاونی مقرّر کرنے کا وعدہ کیا، بعد اسکے اپریل مہینے کی پندرہوین کو دو عہد نامے مُہر اور دستخط کئے گئے،

پہلا عہد نامہ جو شاہ انگلستان اور نواب معلّا القاب حیدر علی خان کے نام سے تھا اُسکا یہ مضمون ہی کہ آیندہ بادشاہ کیوان بارگاہ انگلنڈ اور نواب گردون جناب حیدر علی خان بہادر اور اِن دونون سلطنت کے رعایا بھی آپسمین ملے جلے رہینگے، طرفین کے قیدی چھوڑ دیئے جائینگے، اور سوداگری و بیوپار کا طور جیسا کہ لڑائی کے پہلے جاری تھا اُسیطرح دونون سرکار کی رعیّت پر جا کے درمیان بحال رہیگا،

دوسرا عہد نامہ جو نواب حیدر علی خان اور محمد علی خان کے نام پر تھا اُسکا یہ عبارت تھی کہ محمد علی خان شتابی قلعہ اور شہر اسکوٹہ حیدر علی خان کو چھوڑ دے اور یہ قلعہ و شہر، عہد نامہ دستخط کرنے کے وقت جس حال مین ہی ویسا ہی رہے اور توپخانہ، ہتھیار، جنگی لوازمہ جو کچھ اُس میں ہی سب کا سب حیدری ملازمون کے سپرد کردے، قلعہ دار وہان کا ایسے رستے ہوکے جسّے بہت جلد جاسکے، کرناٹک کی جانب روانہ ہو جاے، اور محمد علی خان سال بسال چھہ لاکھ روپی نواب بہادر کو نعلبندی دیا کرے، اور پہلے برس کا خزانہ سردست داخل کرے اور جتنے رئیس صاحب عزّت کہ سابق آرکاٹ مین سکونت رکھتے تھے اور بالفعل وے اسیر ہین اُن سبھون کی اِس طرح رہائی کی جاے کہ وے جہان چاہین رہین،

نبی بہادر نے اِن کامون کے انجام پذیر ہونے مین کوشش اور ایک جہاز پچاس

توپ والا نواب بہادر کو نذر دینے کا وعدہ کیا بدلے اُس پرانے جہاز کے جسے کمپنی کے علاقہ داروں نے سابق مین نواب کے تصرّف سے لیا تھا، علاوہ یہ بھی وعدہ کیا کہ جب آپ چاہینگے ایک ہزار دو سو انگریزی سپاہی آپ کو ملینگے، مدراس کے صاحبان کونسل نے بھی، نواب بہادر کی خدمت مین بیش قیمتی سوغاتین نذر گذرانی، نواب بہادر کی طرف سے اُنھین بہت سا جواہر گران بہا و سونے چاندی کا مال و اسباب ملا، انگلستان وغیرہ مین اُس عہد نامے کا اشتہار ہو گیا،

اِس ملاپ کے موانع سے ایک کرنیل کال تھا اور یہی شخص جنگ اخیر کا باعث بھی ہوا، جنریل اسمتھ جسنے پہلے نواب بہادر کے پاس پیام مصالحہ بھیجنے کے باب مین ارباب کونسل کے نزدیک اِس طرح اپنی راے ظاہر کی تھی کہ نواب محمد علی سے میل کر لینا ہماری قوم کی حرمت و آبرو کا وسیلہ ہوگا، اِن دنون وہی جنریل اِسی صلح کے متعلّقے مین ممانعت کرتا تھا، اور کسی طرح راضی نتھا بلکہ یہ کہتا تھا کہ اب نواب بہادر انگریزون کو کچھ ضرر پہنچاوے ممکن نہین کیونکہ مین اُسے ہر طرح کے محاصرہ کرنے سے باز رکھ سکتا ہون اور یہ بھی کہتا تھا کہ نواب انگریزون کی لڑائی سے جس مین اُسے کسی نوع کا فایدہ متصوّر نہین، بیشک احتراز کریگا، خصوصاً اِن دنون کیونکہ مرھٹون مین اور اُس مین جو صلح موقّت مقرّر ہوئی تھی اُسکی مدّت، اِسی برس پوری ہو جائیگی، پس یہ قیاس بعید ہی کہ وہ ہوشمند کار آگاہ اِدھر انگریزون سے بھی لڑنے کا قصد کرے اور اُدھر مرھٹون سے بھی نزاع و خرخشہ رکھے، علاوہ اِن دلیلون کے جنریل موصوف یہ بھی قول تھا کہ انگریز حیدر علی خان کے ساتھ ایسی مغلوبانہ صلح اور ویسے ہیبتناک عہد نامے پر دستخط کر کے اپنی حرمت و آبرو اپنی قوم کی جنھون —

ہندوستانیون کی کسی لڑائی مین کبھی ایسی بدنامی و ذلّت نہین اُٹھائی ہی کھوینگے،

اب راقم اوراق اِس جنگ و پیکار کی داستان کو چہرہ آرائی کرنے اور خط و خال دکھلانے پر ایک تصویر کے ختم کرتا ہی، جو زبان حال سے ٹھیک ٹھیک مختلف رائین اُن لوگون کی کہ اُن دنون مین مدراس کی حکومت و سرداری کرتے تھے، ظاہر کرتی ہی، سو یہہ ہی کہ قلعے سنٹ جارج کے دروازے پر جو بنام بادشاہی دروازہ مشہور ہی ایک ایسی تصویر لگائی گئی تھی، جسّے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ نواب حیدر علی خان ایک شامیانے کے سائے مین توپونکے ڈھیر پر بیٹھا ہی اور اُسکے سامنے سطرڈپری اور دوسرا ایلچی دونون مودّب دوزانو بیٹھے ہین، اور نواب بہادر داہنے ہاتھ سے سطرڈپری کی ناک کو (جو ہاتھی کی سونڈ کی طرح نہایت لنبی بنائی گئی تھی) پکڑ کر مار رہا ہی اِس لیئے تا اُسّے اشرفی و ہون نکلے، اور اُس وکیل مطلق کے منہہ سے زر ریزی ہو رہی ہی، اِس تصویر کے پیچھے قلعے کا نقشا بھی کھینچا ہوا تھا اِس صورت سے کہ اُسکے ایک برج مین گورنر اور کونسلیون کی یہہ حالت تھی کہ نواب کے روبرو گھٹنے کے بل کھڑے ہاتھ پسار رہے ہین اور اُس مین کونسلیون کے ہمراہ ایک بڑے کتّے کی بھی ایسی تصویر تھی کہ حیدر علی خان پر بھونک رہا ہی اور یہہ دو حرف ج ک جسّے جان کال مراد تھا اُس کتّے کے پٹّے مین لکھا ہوا تھا، اِس بڑے کتّے کے پیچھے ایک چھوٹے فرانسیسی کتّے کی شکل تھی جو کمال حرص سے بڑے کی مقعد چاٹنے مین مشغول تھا، اِس پچھلے کتّے کی مورت کا ہو بہو ایسا رنگ روپ بنایا تھا جیسا شیو یلسیر دی کریسط کرنیل کال کا معتمد تھا اور اِس تصویر سے بہت تفاوت پر انگریزی لشکر گاہ کا نقشا دکھلائی دیتا تھا، جہان جنرل اسمتھ موافق مضمون اِس بیت فارسی کے،

بیت

بیا تا چہ داری ز شمشیر و جام
کہ دارم درین ہر دو دستی تمام

ایک ہاتھ مین صلحنامہ دوسرے مین تلوار لیئے کھڑا تھا،
اِسطرح سے میاں ملاپ کرکے نواب حیدرعلی خان نے انگریزون کی لڑائی بھڑائی بخوبی تمام انجام کیا، ہرچند تمام ہندوستان مین شہرت تھی کہ اِس جنگ کا خاتمہ اُسکے حق مین خوب نہوگا، جب نواب بہادر اِس مہم سے فارغ ہو مدراس سے روانہ ہوا تو ہسکوٹہ اور بنگلور کے رستے گیا تاہسکوٹے کا بندوبست کرے چنانچہ گورنر کے حکم موافق اُسکے قلعدار نے توپخانہ اور سب جنگی لوازمہ ملازمان حیدری کے حوالے کردیا نواب بہادر نے بعد بندوبست قلعہ و شہر کے اپنی افواج مناسب مکانون کو روانہ کیا تاوے بعد اِتنی تگ و تاز کے آرام پاکر اگلی لڑائی کے لئے جو مرھٹون کے ساتھ ہونے والی تھی سرنو آمادہ و تازہ دم رہین،
چونکہ مرھٹون کو یہ خیال تھا کہ ہندوستان کے اکثر صوبون کے خراج مین اُسر سند کے رو سے جو اُنھین عالمگیر کی طرف سے ملی تھی شرعاً* چوتھ اُنکا حق ہی پر حیدرعلی خان بہادر اُنکے اِس دعوی کو نہین مانتا تھا مگر یہہ تھا کہ کبھی کبھی مصلحت

---

* چوتھ خراج صوبہ بنگالہ، دکھن وغیرے سے لینے کی سند اورنگ زیب سے جماعۂ مرھٹہ کو ملی تھی، اِسی بہانے مقرّری ضابطے کے خلاف زبردستی کرکے دکھن، بنگالہ وغیرہ کے صوبہ دارون سے اُنکے صوبون کی گنجایش کے موافق بیحساب روپی لیتے تھے، مگر نواب حیدرعلی خان ہی جسکے تحت فرمان مین اکثر دکھن کے صوبے تھے، اُن کے دعوے کے بالعکس عمل کرتا تھا،

وقت کے تقاضے سے کچھ کچھ اُنھین دینا اور کوئی صلح بھی سوائے صلح موقّت کے اُنسے نکرنا، مرہٹے اُسکے ایسے سلوک کو غنیمت جانتے اور ہرگز نہین چاہتے تھے کہ ہمیشہ اُسّے چھیڑ چھاڑ کرنے کے سبب کہین ایسی مصیبت مین پڑ جائین کہ بے بس ہوکر بالکل محروم کئے جائین،

موشیرم دل تت کی روایتین تمام ہوئی،

مراجعت کرنا حیدری افواج کا مصالحہ ہوجانے کے بعد کرناتک کی سرحد سے واسطے دفع کرنے مرہٹے کی فوج کے جو گوپال راو ہرّا اور بابو رام پھرّنویس کی سپہسالاری مین نواب حیدرعلی خان کے ملک پر چڑھ آئی تھی اور جوانمردی و چالاکی سے حیدری سپاہ کی جسکا سپہسالار فیض اللہ خان تھا، اِس بلا کا مندفع ہونا،

سنہ ۱۷۷۱ کے اوائل مین قوم مرہٹے کی ایک فوج عظیم جس مین گوپال راو ہرّا اور بابو رام پھرّنویس سپہسالار تھے حیدری ممالک محروسہ پر چڑھ آئی اِنکے جور و ستم سے رعایا کا احوال تنگ تھا نواب بہادر نے جو اُن کے تاخت تاراج کا یہ طور دیکھا تو کرناتک کے ارکین پاس پیہم کئی قطعے خط ہو جب عہدنامے کی اُس شرط کے جو انگریزون نے کی تھی بھیجے، اور اُسکو انگریزون سے (جنھین از بسکہ اپنے کہنے کی پاسداری منظور رہی) امید یہہ تھی کہ دے ہرگز مدد دینے مین دریغ و پہلو تہی نکرینگے لیکن نواب عالی ہمّت کی جبّاری اور بہادری نے قبول

نکیا کہ کمک کی فوج کے بھروسے رہے بلکہ سر برنگپٹن سے ایک لشکر جرّار
آزمودۂ کار زار کو فیض اللہ خان سپہسالار کے ہمراہ غارتگران مرہٹے کے قلع
قمع کے واسطے روانہ کیا، یہ جری سردار پختہ کار اپنی سپاہ اور گولندازون کی
(جو فرانسیس کے قوم سے تھے) پھرتی اور تیزدستی کے بھروسے جمعیّت
پر اعدا کی جو حد سے زیادہ تھے ذرہ برابر توجہ نہ کی اور اُن کی کثرت دیکھ
ہرگز نہ جھجھکا، اِس بہادر نے دلیرانہ یہان تک اُن پر حملے کیے کہ آخر کار
مرہٹوں کی ساری جمعیّت کو پاشیدہ کر قرار واقعی شکست دی،

تاخت کرنا مرہٹون کے لشکر عظیم کا مادھوراو پیشوا کی سپہسالاری مین
میسور پر اور بسبب لاحق ہونے بیماری سخت کے اُسکا پھر جانا،

اگرچہ اِس جنگ و جدل مین جو حیدری افواج اور مرہٹون مین واقع ہوئی، سے
حیدری فتح مندر ہی اور غنیم شکست نصیب ہو کر پھر گئے، لیکن چونکہ انگریزو
کی طرف سے کچھ بھی کمک باوصف اِسکے کہ نواب نے مکرّر طلب کی نہ پہنچی
(اور اِس حرکت کو خود انگریز منصف مزاج بھی بیجا اور بدنما جانتے اور اِس مہم
اعانت و مدد کرنے سے پہلوتہی کرنے کو، اُن کے آپس کے قول قرار
پیمان شکنی پر حمل کرتے ہین) اِس شکست سے مرہٹون کی کچھ سرکشی نہ گھٹی
بلکہ اُنکے دلون مین قدیم دشمنی کی آگ اور بھی زیادہ بھڑکی، چنانچہ آیندے سا
مین مرہٹون کا ایک جمّ غفیر جن پر مادھوراو پیشوا حاکم و سالار تھا، ملک میسور
آیا، جس کے آنے سے اُس سرزمین محشر کا سا ایک ہنگامہ آشکار و پیدا
فقط سر برنگپٹن اور دوسرے کئی محکم قلعے توجن کی سپاہ اُنکے دفع کرنے مین

ہوئی، اِس رولے سے محفوظ رہے تھے، لیکن حیدری اقبال کی یاوری اور طالع کی مدد کے سبب اِنکا اِنکی ایک ایسی صرصر نکبت اعدا کی جمعیّت پر چلی جسّے اُن کے جماو مین پھوٹ اور تفرقہ پڑا اُسکی شرح یہ ہی کہ مادھو راو پیشوا اُسی تاراج وغارت کے زمانے مین ناگاہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو کر یونان کو پھر گیا، فوج کے سردارون نے آپسمین ایساجھگڑا اور خرخشہ شروع کیا کہ آپ ہی آپ اُنکا جتھا ٹوٹ گیا، اُدھر بارش کی شدّت نے اور بھی اُنکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا، مدّیان ایسی چڑھی ہوئی تھین کہ اُن مین اعدا کی کشتیون کا چلنا دشوار تھا علاوہ اِسکے مرگی اور وبائے عام بھی لشکر مین زور شور سے پھیل گئی تھی، جب مرھٹون نے اِس آفت و بلا سے کسی طرح بچاو نہ دیکھا لاچار ہو صلح کرنے پر راضی ہوئے اِس شرط پر کہ نواب اُنھین کچھ قدرے قلیل نقد روپیہ اور چند خطّے دیدے چنانچہ جولائی مہینے سنہ ۱۷۷۲ ع مین بالکل اُنکی فوجین سرحدّ میسور سے اپنے دارالحکومت کو پھر گئین لیکن رگھوناتھ راو جو پہلے سپہسالار کا قایم مقام مقرّر ہوا تھا ایک سنگین فوج اُن خطّون کی پاسبانی ونگہبانی کے واسطے جو اُنھین دیئے گئے تھے چھوڑ گیا،

بعد اِس واردات کے نواب بہادر نے جو اپنے ہم عہدون یعنے انگریزون اور نظام علی خان کی طرف سے ویسا سلوک پیمان شکنی کا دیکھکر نہایت ناخوش اور آزردہ ہو رہا تھا اُنسے انتقام لینے کے واسطے صلاح وقت یہ جانا کہ اپنے قدیم خیرخواہ فرانسیسون کے ساتھ سر نو عہد و پیمان اتّحاد و دوستی کا باندھے، جسّے انگریزون کی بدسلوکی کا بخوبی جبر نقصان کرے،

مرنومحبّت کی راہ و رسم پیدا کرنا نواب حیدر علی خان کا اپنے ہواخواہ فرانسیسون کے ساتھ بعد اُسکے کہ کمک ومدد کے مقدّمے مین انگریزون کي عہد شکنی کو بارہا اُسنے آزمایا،

چونکہ ہوشمند و دور اندیش قوم فرانسیس نے حیدر علی خان کی خیرخواہی واتّفاق کو اپنے بہت سے سود و بہبود کا وسیلہ تصوّر کیا تھا، جسّے حال و استقبال مین اُنکی مراد و نکابر آنا ممکن تھا، نہایت خوشی سے ترنت نواب بہادر کی دعوت کو اجابت کیا، اپنے عہدہ دارون کو حکم دیا کہ اُسکے ملازمین کے زمرے مین داخل ہو کر اُسکے فوج کو سپہ گری کے فن سکھلائین اور فرنگستانیون کا سا ایک بڑا توپخانہ طیّار کرین، چنانچہ سپہداراُنکے حیدری سپاہ کی تربیّت و تعلیم مین سرگرم ہوئے اور ہتھیار اور اسباب وآلات جنگ سرکار حیدری مین طیّار کرنے لگے، یہان تک کہ نواب بہادر کو ایسی دست قدرت حاصل ہوئی کہ پہلے مرھٹون پر سرنو لشکر کشی کر کے اُنھین شکست دے، تس پیچھے کرناٹک کی غریب رعیّتون پر اُنکے حاکم کی پیمان شکنی کے سبب تاخت و تاراج کرے،

قابض ومتصرّف ہونا نواب حیدر علي خان کا سر زمین ٹرسا و راسمی اور ریاست زمورین وغیرہ پر سرحدّ ملیبار مین،

سنہ ۱۷۷۳ع مین جو سرداران نائر اور کوزک کے درمیان خانگی جھگڑا شروع ہوا یہان اُسکا بیان ہی کہ کوزک کی راج گدّی کے مقدّمے پر، ایک گھرانے کے دو گروہ مین باہم ایسا خرخشہ ومناقشہ پیدا ہوا کہ وے دو فریق ہو گئے، ایک فریق

دوا پانام نے فتح مند ہوکر دوسرے فریق کو (جن کی جمعیّت بالری کہلاتی تھی) ملک سے نکال دیا، اِس ملک بدر کیئے ہوئے فریق نے پناہ کے لیئے سریرنگپٹن مین آکر نواب بہادر سے مدد مانگی، نواب نے یہ بات غنیمت جان اُن طالبان اعانت کی درخواست منظور کر اُن کی مدد کے لیئے اپنی فوج کو اُدھر روانہ کیا تا کہ اُن کے دشمنون کو ملک سے نکال دین، لیکن برخلاف اُسکی خشمداشت کے وہان سے اُسکی فوج نے نیل مرام پھرآئی، تب پھرنواب نے اُن کی کمک کو ایک بھاری فوج بھیجی، یہ فوج قہّار غنیم پر غالب و فیروز مند ہوئی، اور بالری راجا گدّی پر بیٹھا، دوا پا راجا نے ہزیمت پاکو یتیوٗت مین جا پناہ لی،

اِس دستگیری و یاری کے شکرانے مین راجا بالری نے سرزمین ترسا اور راسمی کا باقی آدھا ملک بھی ملازمان حیدری کے حوالے کیا، جسکا دوسرا نصف سنہ ۱۷۶۱ مین پہلے ہی مل چکا تھا، اِسکے سوا اُس نے یہ بھی شرط کی کہ سال بسال خراج بھی سرکار حیدری مین پہنچایا کریگا، اِس فتح کے بعد فوج حیدری ملیبار کے ملکون مین داخل ہوئی، اور سنہ ۱۷۷۵ع مین بالکل ریاستین زمورین، کلیکوت، کویتیوٗت، کارتیناڈ، کانینور، کی حیدری عمل دخل مین آگئین، کوچین کے راجا نے بھی بہ جبر تعلبندی قبول کی،

یاد کیا چاہیئے کہ اگلی لڑائی مین سریرنگپٹن سے مرھٹون کی فوجون کے پھر جانے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اُس فوج کے سپہسالار مادھو راو پیشوا کو ایک سخت عارضہ لاحق ہوا، چنانچہ ۱۷۷۲ع کے آخر مین اِس جہان سے کوچ کرگیا اور اُسکے بھائی نارائن راو کو تر کپن ہی مین پونان کا راج پاٹ ملا، پر دوسرے ہی برس دغا بازون کے ہاتھ وہ بیچارہ بھی مارا گیا،

کہتے ہین کہ یہ خون ناحق اُسکے چچا رگھوناتھ راو کی صلاح سے ہوا تھا، اور یہ

وہی رگھوناتھ ہی جو بعد مرنے مادھوراو کے اُس لڑکے کی حین حیات نیابت مین پیشوائی کے اُمور کو انجام دیتا تھا، بعد اُسکے مارے جانے کے، میراث کی راہ سے خود پیشوا ہو کر بالاستقلال راج پر قائم ہو گیا، اگرچہ رگھوناتھ راؤ نے پونان کے تمام علاقون اور کارخانون پر بخوبی دخل کیا اور وہان کے اکثر عملے فعلے کو بھی اپنا کر لیا تھا، ولیکن اِس جہت سے کہ عموماً خلق اللہ کا طعنہ تشنہ اُسپر تھا اور اِس شبہے سے کہ وہی اُس بیچارے کے قتل کا بانی مبانی ہوا تھا سب کے نزدیک متّہم و بدنام ہوا اِس سبب نہایت دلگیر اور برخاستہ خاطر رہتا آخرش اُسکے بد اندیشون کے ایک گروہ نے جس مین نانا پھرنویس نام ایک شخص (نہایت ہی عاقل و اُسکا سرغنہ تھا) آپسمین اتّفاق کیا اور پیشوا کی مقتول کی رانی کے ساتھ جو اپنے کو حاملہ ظاہر کرتی تھی مل کر رگھوناتھ راو کی ہلاکت مین کوشش کی، قصّہ کوتاہ رگھوناتھ راو اُن کی سازش و تعدّی کے سبب مجبور و بے بس ہو کے شہر پونان سے بنئی کے جزیرے کو بھاگ نکلا، جب پونان کی ریاست مین اسطرح کا خلل اور تہلکہ واقع ہوا نواب بہادر نے دیکھا کہ دونون گروہ اُسکے غنیم مرہٹے اور انگریز ایک دوسرے کے ساتھ خصومت وعناد مین اُلجھے رہے ہین اور مرہٹون کے سردارون مین ایسا تفرقہ پڑا ہی کہ ہر فریق ایک دوسرے کی بیخ کنی و بربادی کی گھات مین لگ رہا ہی تب نواب نے اِس فرصت کو غنیمت جان کے یہہ قصد کیا کہ جو جو خطّے اور پرگنے سنہ ۱۷۷۲ ع کے عہد و پیمان کے موافق مرہٹون کو دیئے تھے، اب اُنھین پھیر لے چنانچہ نواب نے سنہ ۱۷۷۴ مین مرہٹون کی قوم کو اُن خطّون سے نکلوا دیا،

قبضے مین لانا نواب حیدر علی خان کا قلعہ بلہاری اور گنّی کو اور اس سبب سے نواب حیدر آباد کی غیرت خواہیدہ کو جگانا ' اور اُسکا امیر ظفر الدّولہ کو بہاری لشکر همراہ دیکر حیدر علی خان کے ساتھ لڑنے کو روانہ کرنا ' اگرچہ اِس مہم مین مرہٹون کا بھی ایک بڑا غول اُسکا مدد کا رہوا ' لیکن حیدر علی خان نے حکمت عملی سے اُن کے جماؤ کو توڑ دیا ' کہ اُن سے کچھ نہ بن پڑا

اسی مابین مین قلعہ بلہاری واقعہ خطّہ ادھونی کے زمیندار نے جو خراج گزار نواب بسالت جنگ کا تھا ' جسے اُسکے بھائی نظام علی خان صوبے دار حیدر آباد نے ادھونی کی سرزمین جاگیر کے طور پر دی تھی سرکشی کرکے نواب حیدر علی خان سے مدد مانگی ' نواب نے اِس واقعے کو حسن اتّفاق اور اپنے حوزہ مملکت کی فراخی کا معقول وسیلہ جان کر نول شانور کڑپے کی طرف جو افغانون کے شہر تھے لشکر کشی کی ' اور بظاہر دوستداری و خیرخواہی کے لباس مین قلعہ بلہاری کا قصد کر نواب بسالت جنگ کی فوج کو جو اُسکے محاصرے مین سرگرم تھی وہان سے مار نکالا اور قلعے مین اپنا دخل کر لیا اور اُسکے زمیندار کو جسنے اُسّے مدد طلب کی تھی قید کر کے سرینگپٹن کو بھیج دیا ' تب اُس مقام سے شانور کڑپہ کرنول کا عازم ہوکر اِن تینون جگہون کے حاکمون سے کئی لاکھ روپی بطور نعلبندی کے لیئے '

سنہ ۱۷۷۶ ع مین نواب بہادر جنوبی ملکون کو مسخّر کرنے کے ارادے گنّی کے رستے روانہ ہوا گنّی کی سرزمین جو ازبسکہ سبز حاصل ہی سنہ ۱۷۹۸ ع مین جو خراج پر مرہٹون کو اجارے مین دی گئی تھی ' کئی بڑے بڑے قریے اور محکم

قلعے اِس خطّے کے متعلّقات سے ہین، چنانچہ کنجی کوٹہ گرم کنڈہ بینی کنڈہ اور گنّی بھی کہ یہی لفظ اِس سرزمین کا نام پڑ گیا اُنھین مین داخل ہی حاکم اِس خطّے کا اُس ایّام مین قوم مرہٹے کے بڑے گھرانے سے مرار راو نام ایک شخص تھا، جو کئی مہینے تک حیدری افواج کا سامنا کرتا رہا آخر شش مقابلے کی طاقت نہ لا کر گنّی کے قلعے مین پناہ جو ہوا، وہان بھی بڑی جوانمردی سے قلعے کو بچایا کیا، پر اِس سبب سے کہ پونا والون نے ابتک بھی اُسکی کچھ مدد نہ کی تھی اور قلعے کی باولیان بھی سب کی سب سوکھ گئین تب تو نے بس ہو کر اُسنے نواب بہادر کی اطاعت مین سر تسلیم جھکایا نواب اِس امر کی کچھ رعایت نفرما اُسے اسیر کر سرینگپٹن کو بھیج دیا، وہ وہان پہنچ کر تھوڑے ہی دن جیا نواب حیدر علی خان اُن خطّون کا بندوبست اور اپنے عمّال وہان مقرّر کر سرینگپٹن کو پھر آیا،

جب سنہ ۱۷۷۷ ع مین سیامارا وجی میسور کا راجا لاولد موا، اور رسومات اُسکی ماتداری کی ہو چکین تب نواب بہادر نے آٹھ یا دس لڑکون کو جن کے نسب نامونسے ٹھیک ٹھیک راجگی نسل ثابت ہوتی تھی بلوا بھیجا تا اُن مین سے کسی ایک کو راج پر قائم کرے، جب یہ راج کنور بارگاہ عالی مین پہنچے تو نواب نے اُنکے شعور و عقل کے امتحان کے لیئے ہر ایک کو کچھ پھل پھلاری دلوایا اور آپ اُنکی نظر بچا کر اِس تاک مین تھا کہ دیکھئے یہ اِن پھلون کو کیا کرتے ہین اتنے مین ایک لڑکے نے جو سب مین شایستہ اور ہونہار تھا وہ پھل لیکر اپنے باپ کو دیا، اور دوسرے آپ ہی کھانے لگے، حیدر علی خان نے اُسی پہلے کریم لڑکے کو جسنے اپنا حصّہ باپ کو دیا راج تلک کے لایق سمجھ کے گدّی نشین کیا، بعد اِس کے خود بادولت و اقبال اپنے لشکر مین جسے نئے مفتوح ملکون مین چھوڑ آیا تھا گیا،

اِس دخل و تصرّف کو دیکھکر جو نواب بہادر نے نواب نظام علی خان کے بھائی کے محالات اور صوبجات پر کیا سرکار حیدرآباد کے ناظمون نے خواب غفلت سے بیدار اور رستی ناز و نعمت سے ہشیار ہوا امیر ظفرالدّولہ کو جسنے حرب و ضرب کے قاعدے قانون مین بڑی ناموری پیدا کی تھی بیس ہزار سوار کی جمعیّت اور توپخانے کا سر لشکر بنا کر نواب بہادر کے مقابلے کو روانہ کیا، اور پونان کے بھی امیرون نے تیس ہزار سوار اُن کی مدد کو بھیجے تا حیدر علی خان کو اِس تغلّب سے باز رکھین، اِدھر سے تو اِن دونون فوجون نے اِسطرح کوچ کیا اور اُدھر نواب بہادر کو (جو ہمیشہ ایک زمانے کی اخبار کا جویان ہی رہتا تھا اور ہر ایک شہر و دیار سرکار و دربار مین اُسکے گوبندے اور خفیہ نویس تعینات تھے جنکے لیئے بیش قرار دراھم مقرّر تھے اور اِسی جہت سے ہر نوع کے واقعات و حالات پر پہلے ہی خبردار ہو جاتا) اِن دشمنون کے بھی اِس قصد کرنے کی خبر ترنت پہنچ گئی، تب اُسنے خرد دوربین کی صلاح سے یہ مناسب جانا کہ قبل آپس مین ملنے اُن دونون فوج کے اُن مین سے کسی ایک پر اپنی چابکدستی و غلبہ دکھلاے آخرش جب ظفرالدّولہ اپنا لشکر لیئے الغارون کوچ بکوچ آگے بڑھکر کنچی کوٹہ آ پہنچا اور اُس سنگستانی سر زمین مین اُسکی فوج پریشان و متفرّق ہو گئی گمان غالب تھا کہ اُسکے سپاہی سب کے سب حیدری سوارون کے ہاتھون مارے اور بری طرح سلوک کیئے جاتے، اگر نواب بسالت جنگ نواب بہادر کے آنے سے جلدی خبردار ہو ظفرالدّولہ کو اِس امر سے آگاہ نکر دیتا، چنانچہ ظفرالدّولہ اپنا لشکر امتیاز گڑھ کے قلعے کے گرد نواح مین لے گیا، اِس لیئے تا اُس قلعے کی توپین اُس کی فوج کو حریف کے حملون

سے بچاے ' اِس عرصے مین نواب بہادر شتاب روی کر ایسا اُن کے لگ بھگ آ پہنچا کہ کئی دن تک اُسنے شام کو اُسی مقام پر دیرا کیا جسے صبح کو چھوڑ کر غنیم آگے نکل گئے تھے '

اب ظفر الدّولہ چونکہ پونان سے اُسکو مدد آ پہنچی اور اُسکی سپاہ کا جماو چالیس ہزار سوار کا ہو گیا ' اُس مقام سے حیدری فوج کا سامنا کرنے چلا ' لیکن نواب بہادر (اِس ارادے پر کہ غنیم کی فوجون کو ایک اپنے قابو کی جگہہ مین محصور کر مصاف آرائی سے ہاتھہ اُنھا اُن پر حملہ کرے) پہلے گنّی کی طرف گیا ' بعد اِسکے پنیکاندہ کا عازم ہوا ' اور نظام علی خان کی فوجون نے گنّی ہی مین مقام کیا ' اِتنے مین ظفر الدّولہ کو اُسکے جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ کئی دنون مین افواج مرھٹّے کے پچاس ہزار سوار جن کا ہریرام پنڈت نام سپہسالار ہی آپ کے پاس آ پہنچتے ہین ' اِس خبر سے اُسے بہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ مرھٹّون کی فوجین اِس کام مین سبقت کر اُس مال و غنیمت سے جسکا حاصل کرنا کنچی کوے* کی لوٹ سے اُسنے تک رکھا تھا کام یاب ہو جائین اِس لیے جھٹ پٹ وہان سے کوچ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ فائز المرام ہو اب وہ مرھٹّے کے سوار آ کر اُسے ملے '

ظفر الدّولہ کو قبل داخل ہونے افواج مرھٹّے کے اُسکے لشکر مین چیتل درگ کے راجا کا ایک خط پہنچ چکا تھا اِس مضمون کا کہ اگر نظام خانی فوج اِدھر آنے کا ارادہ کرے تو اُنھین رسد وغیرہ ضروری چیزون کی تکلیف نہوگی بلکہ اِس باب مین اِس طرف سے مدد کی جاگی اور رستا بھی ایسا سیدھا دکھلا دیا جاگا

---

*کنچی کوے کے گرد نواح مین میرے کئی کھانین ہین جن کے سبب سے وہ مکان نہایت زرخیز ہی

کہ جلد سریرنگپٹن کے دروازے تک پہنچاوے، ظفرالدولہ نے اِس خط کو پڑھکر ہریرام کے حوالے کیا آخرکئی دن کی صلاح مصلحت کے بعد اُن سب کی رائین اِس امر پر قرار پائین کہ اُس راجا نے اُنھین دکھلائی تھی، وے سب تو اِسی اُدھیڑبن مین مشغول تھے کہ حیدرعلی خان کے ہشیار و آزمودہ کار جاسوسون نے جو اُس دانشمند کی طرف سے دشمنون کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے اُن مین پھوٹ لگا ڈال دیا یعنے بیس لاکھ روپی رشوت دیکر افواج مرہٹے کے سردارون مین ایسا ایک بلوائے عام پیدا کیا کہ اُنکے سوار اِس بات پر آکر اڑے کہ جبتک اُنکی پچھلی تنخواہ نہ ملیگی ممکن نہین کہ وے سریرنگپٹن کی جانب ایک قدم بھی آگے بڑھین، تب ہریرام پنڈت نے جو اُس رشوت کے روپیون سے اپنا حصّہ لیچکا تھا اور کنچی کو لوٹے کی غنیمت کے مال سے جسپر اُسکا دانت تھا، بالکل بے نصیب و مایوس ہو گیا تھا، پہلے تو ظفرالدولہ کے روبرو اپنے سپاہیون کے روے کا حال سنایا، بعد اُسکے بہ معذرت درپیش کی کہ ایّام برسات کے سامھنے آپڑے ہمین کسمین کسی طرح کی لڑائی بھڑائی بھی ایسے زبردست حریف کے ساتھ خصوص اُسی کے ملکون مین کچھ نہ بن پڑیگی، علاوہ اسکے مجھے کئی ایک ایسے ضروری کام پونان مین درپیش ہمین کہ بغیر میرے انجام ہونا اُن کا غیر ممکن ہی، چنانچہ وہ اِس بہانے اگلے دن ظفرالدولہ سے رخصت ہو اپنی سپاہ معیت پونان کو روانہ ہوا بیچارا ظفرالدولہ اِس روداد سے نہایت ناشاد و نامراد ہو کے کئی دن کنچی کوٹے مین رہا آخرش پاکنور کے رستے گلکنڈے کی طرف روانہ ہوا اور ناحق بیٹھے بٹھائے بارش کے موسم مین اپنی فوج کو حیران و پریشان کیا، اِسطرح سے بے لڑائی کے دن بدون جنگ و قتال کے بسر ہوے،

لے لینا نواب حیدر علی خان کا ملک پونان کے در و بست متعلّقات
و محصالات کو جو کشتنہ ندّی کے دکھن طرف واقع ہین اور
آنوگنڈی وغیرہ کے سر زمینون پر اُسکا دخیل ہونا ؛

تفصیل وار لکھنا اُن فتوحات کا جو ملک پونان کے قلمرو مین نواب حیدر علی خان کو حاصل ہوئے اِطالت کلام سے خالی نہین اِسلئے اتنا ہی بطریق اختصار یہان لکھا جاتا ہی کہ سنہ ۱۷۷۸ ع مین حیدر علی خان نے قلعہ دھارواڑ کے سوا ملک پونان کے علاقے کی بالکل سرکارین اور صوبجات جو کشتنہ ندّی کے جنوب واقع ہین لے لیا، بلکہ اِس ندّی کے پار جاکے پرسرام بھاؤ کی حکومت مین شہر مرینہ پر بھی قابض ہو گیا، اور سنہ ۱۷۷۷ ع کی جنگ و حرب کے زمانے مین نواب عبدالحلیم خان پٹھان حاکم شانور کو جبرًا اِسپر لایا کہ اُسکی تابعداری و باجگزاری اختیار کرے اور اُسکے فرزند سعید نواب صفدر علی خان عرف کریم شاہ کی زوجیّت مین اپنی بیٹی کو بھی دے، اور اِنہین دنون آنوگنڈی کی سر زمین کو بھی جسکے بیچ مین بیجانگر کا پرانا شہر واقع ہی پہلے اپنے عمل مین کر لیا، آخرکار حال زار پر امیران ملک تلنگان کے جہان کے فرمانروا اگلے زمانے مین شاہان عالیشان کیسی شان شوکت رکھتے تھے رحم اور ترس کھا کر اُسے اُنھین حوالے کیا، اور اِنکے کتنے شاہی حقوق کو بھی بدستور سابق قایم رکھا، بعد اِسکے سنہ ۱۷۷۸ ع مین پھر دوسری دفعہ نواب حلیم خان حاکم کڑپے کے ملک اور محال پر تاخت کی اور اُسے اُسکے لواحق سمیت اسیر کر سرینگپٹن کو روانہ کیا، اِس تسلّط و تحکّم کے سبب نواب بہادر کا تمام اُن سرحدون مین جو حیدرآبادی کرناٹک بالا گھاٹ کے نام سے مشہور ہین بڑا اقتدار حاصل ہو گیا، تحصیل

اس ملک کی ۴۷ ستجالیس لاکھ روپی کی ہی سنہ ۱۷۷۹ ع مین جو نواب بسالت جنگ نے انگریزون سے صوبے کنتور کے دیئے اور آپ اُنکی پناہ وپشتی مین رہنے کا اقرار کیا تھا اِس حرکت سے نواب بہادر جسکے دل مین ابتک انگریزون کی طرف سے دشمنی و بغض باقی تھا نہایت ناخوش ہوا، اور عین جوش و غضب کی حالت مین موضع ادھونی کو لوٹوا دیا جسّے مبالغ کثیر اُسکو مل گئے، بسالت جنگ جب غلبۂ حیدری کی تاب نہ لاسکا لاچار وہانسے بھاگ امتیاز گڑھ مین آکے قلعہ بند ہوا،

اِس عرصے مین موشیر لالی فرنگی سپاہیون کی کئی پلٹن معیت جنکو انگریزون نے صلاح کر بسالت جنگ کی خدمت سے معزول کروادیا تھا، حیدرعلی خان کی سرکار مین آملازم ہوا، اور قوم فرانسیس کے بھی کتنے آدمی جو سنہ ۱۷۷۸ ع مین پانڈیچیری کے محاصرے کے وقت وہان سے جان بچا بھاگے تھے اُن سے آن ملے، اور حیدری سپاہ کا جتھا اُن سپاہیون کے ملنے سے جنھین نواب محمد علی خان نے اپنی نوکری سے برطرف کردیا تھا اور بھی بڑھ گیا،

جوش میں آنا کینہ دیرینہ نواب حیدر علیخان کا انگریزون کے اُوپر
جنھون نے ماہی نام قلعے پر جو قلمرو میں اُسکے تھا حملہ کیا تھا اور روے
نواب بسالت جنگ کی اعانت کے لئے کڑپہ میں آئے تھے اور نواب
بہادر کا مرھٹون کے سردارون کو تحفہ تحایف اور اِس مضمون کے
خطوط بھیجکر ملا لینا کہ ہم دونون اکٹھے ہوکر انگریزون کو شکست
دین، اور حتّی المقدور ہندوستان سے اُنکی بیخ کنی کرین،

دانشمند انگریزون کو خوب معلوم ہی کہ اُسی تاریخ سے کہ سرکار کرناٹک کے
ناظمون نے حیدر علی خان کے کمک مانگنے پر سنہ ۱۷۶۹ ع کے عہد و پیمان کے
موافق فوج بھیجنے سے پہلو تہی کیا تھا اُس بہادر صاحب غیرت کو یہی منظور تھا
کہ جسطرح ہو سکے اِن سے عہد شکنی کی کسر نکالا چاہیئے اور تبھی سے اِن دونون
سرکارون کے درمیان اخلاص و اتّفاق کی جگہ خلاف و نفاق نے راہ پایا تھا، اور جب
انگریزون نے فرانسیس کے قبضے سے پانڈیچیری کا قلعہ نکال لیا اِسکا رنج بھی اُسکو
کم نتھا، علاوہ اِسکے انگریزون کی اور فتحون کی خبرین بھی اُسکے دل پر کہ اُن کی
اِن بد سلوکیون سے بھرا ہوا تھا نہایت گران گذرین، پرجب انگریزون نے
فرانسیس کے ماہی نام قلعے پر جو ممالک محروسہ کے بیچون بیچ واقع تھا حملہ
کیا اور کرنیل ہرپر جرأت کر کر لے مین نواب بسالت جنگ کی اعانت کو آیا
اِسّے فہر حیدری کا دریا یہان تک جوش مین آیا کہ آخر کو اُس نے بہتیرا
تھہرائی کہ اگر ہو سکے تو سر دست مرھٹون کے ساتھہ اتّفاق کر کے انگریزونکو
ہندوستان کی سرحد سے دفع کیا چاہیئے، چنانچہ بہ مصلحت دل مین ٹھان کر اپنے
خاص ملازمون سے ایک فہمیدہ شخص نور محمد نام کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا

اِس کام کی سفارت کے لیئے تجویز کیا، چنانچہ پہلے تو اُسے ملکی امور و مراتب کی مخفی تعلیم فرما کر تیرہ لاکھ روپیہ کا تمسّک اور پانچ لاکھ کا جواہر، اِسکے سوا کئی مکتوب بھی نانا پھرنویس اور دوسرے سرداران پونان کے نام پر اُسکے حوالے کیا، سر نامہ اِن مکتوبون کا ایّام بوقلمون اور زمانۂ پرمکر و فسون کی بیوفائی و شکایت پر مشتمل تھا، جسکے سبب اِن دونون سرکار پونان و میسور کے درمیان سابق مین ویسا خرخشہ و عناد واقع ہوا، اور خلاصہ مضمون یہہ تھا کہ دل صداقت منزل میرا نجو شہی و رضا اِس بات کا خواہان ہی کہ زر خراج دولت پونان کے اُن صوبون کا جو جنگ و حرب کے وقت، مملکت میسور مین داخل ہو گئے ہین اُس سرکار کو واصل کرے، اور چونکہ انگریزون کی قوم تمام ہندوستان پر تسلّط کا ارادہ اور طرفین سے عداوت قلبی رکھتی ہی بنابر اسکے عموماً ہندوستان کے تمام امیرون خصوصاً ہم دو رئیسون پر لازم و اہم ہی کہ قرار واقعی باہم متفق ہو کے اِن مشترک اعادی کو سرزمین ہند سے نکال دین اُس ایلچی کے ہمراہ مرہٹے کے سردارون کو تحفہ دینے کے واسطے برّے دامون کے کئی ہاتھی معہ عماریہاے جواہرنگار اور بیش قیمتی سوغاتین بھی کردین،

الغرض وہ سفیر حضور سے رخصت ہو کے جب ملک پونان مین داخل ہوا تو اُسنے وہانکے سردارون کو اِس جہت سے کہ جنرل کاڈوڈار کا لشکر یہان آ پہنچا تھا نہایت بدحواس و حیران پایا، اور افواج بنبئی کے بھی حملہ کرنے سے اُن پر ایسی دہشت غالب ہو گئی تھی کہ قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کا ارادہ انگریزون کے ساتھ صلح کرنے کے لیئے زیادہ ہی بہ نسبت نواب بہادر کے مصالحہ کے، تب اُس سفیر خوش تقریر نے سرکار پونان کے سردارون کو ہدیے پہنچا کر و اشرفی مروارید سازی کی قوّت سے بعضون کو موافق و ہوا خواہ بنالیا،

اگرچہ پہلے مرہٹے کے دونون گروہ یعنے وے جو انکریزون کی طرفکشی کرتے تھے اور وے جو اُن کے بد اندیش تھے، قوّت و اقتدار مین برابر تھے پر آخر کو سیندھیہ کی قید سے رگھو ناتھ راو کے بھاگنے اور برخلاف اُس قول قرار کے جو کام (نام مقام) مین درمیان آیا تھا دوسری بار انگریزون کے نزدیک اُسکے پناہ لیجانے نے اُس فریق کے اقتدار کا پلّا بھاری کیا جو انگریزون کے بد خواہ تھے، اور اِس جہت سے نواب بہادر کے ایلچی کا مطلب نکل آیا، چنانچہ سرکار میسور و پونان کے ملاپ کا عہد و پیمان اِس طور پر کہ آیندہ طرفین سے آپسمین رعایت و مروّت کی شرطین بجا لائی جائین درمیان مین آیا اور عہد نامے لکھے اور اُن پر دونون طرف کی مُہر و دستخط ہو گئی، کہتے ہین کہ اُسی ایّام مین کہ نواب بہادر نے بہ ایلچی پونان کو روانہ کیا تھا نواب نظام علی خان کے پاس بھی جو اُن دنون انگریزون سے اِس سبب کہ اُنھو نے شمالی چار سرکارون کی بابت پیشکش بھیجنے مین تاخیر کی، عتاب وہ اِس کے کنوار کی سرکارین بھی لے لین تھین، اور اُسکے بھائی بسالت جنگ کے خیر خواہون مین اپنے تئین داخل کیا تھا بغیر اِسکے کہ نظام علی خان کو اِسکی اطّلاع ہو، رنجیدہ و کشیدہ خاطر ہو رہا تھا، دوستی کا نامہ پیام بھیجا تھا، کیونکہ آیندہ بات سے اِس خط کتابت کا شبہہ یقین کو پہنچتا ہی کہ ہنوز سرکار پونان اور میسور کے درمیان قرار مدار ہوتے دیر نہوئی تھی کہ طرفین کی رضامندی سے یہہ بات مکرّر ثابت و ظاہر ہوئی کہ نظام علی خان بھی اِس اتّفاق و اجماع مین داخل تھا، آخر کار یہہ امر بخوبی معلوم و آشکار ہو گیا کہ اِس عہد و پیمان مین شریک ہونے اور سرزمین ہندستان سے انگریزون کی بیخ بنیاد اُکھاڑ ڈالنے مین متّفق ہونے کو نہ فقط برار ہی کا راجا مادھو جی بھونسلا بلایا گیا تھا، بلکہ اور سردار لوگ پھر اِس قضیئے کے شریک تھے، نواب بہادر نے دشمنون پر چڑھائی کرنے کا

جو نقشا باندھا تھا، صورت اُسکی یہہ تھی کہ جس وقت وہ آپ ملک کرناٹک پر لشکر کشی کرے، نظام علی خان کو چاہیئے کہ وہ اُتر کے صوبون پر حملہ کرے، اور جب حیدری و نظام خانی دونون سپاہ آپسمین ملکر انگریزی لشکر کو ہزیمت دے چکین تو مدراس گھیرلینے کی فکر کرین اور افواج مرھٹہ جزیرۂ بمبئی کے تاخت تاراج کو روانہ ہو، برار کا راجا لشکر جرّار لیکر بنگالے پر چڑھ دوڑے، نواب نجف خان اور دوسرے سردارون کو حدود دہلی کے مناسب ہی کر گنگا پار ہو کے صوبۂ اودھ کو عمل دخل کرلین، ولیکن اگر ناظم وہان کا اِس صلاح مین شریک ہو کے آپ ہی قوم انگریز کو اپنی سرحد سے جس طرح ہو سکے نکال دے تو وہان کا جانا ضرور نہین، فی الواقع یہہ تدبیر تو انگریزون کے مستاصل کرنے کے لیئے نہایت معقول تھی اگر وے اشخاص جنھون نے اِس امر مین اتّفاق کیا تھا، اپنے اپنے قول کی پاسداری کرکے قرار واقعی کو منتس کرتے، تو یقین تھا کہ اُس ایّام مین انگریزون پر بڑی مشکل آپڑتی، لیکن ایسا کم اتّفاق ہوتا ہی کہ جدی جدی قوم کے لوگ کسی کام مین شریک ہو کے اپنے وعدون کے پورا کرنے اور نباہنے مین سعی کرین، اب اُن خیالی اور زبانی مددگارون کا حال سنئے کہ مادھوجی بھونسلا اور غربی ممالک ہندوستان کے کسی امیر نے اِس مہم پر ذرا بھی التفات نکیا، مرھٹے اپنے قلمرو کے (جسکے شرقی شمال اور غربی جانب پر انگریزون نے چڑھائی کی تھی) بچانے کی فکر مین لگے، نظام علی خان کا وہ سب جوش و خروش اُس لطف و لبق اور عہد و پیمان کے سبب جو گورنر بنگالے نے اُسکے ساتھ کیا، گھٹ گیا، سنہ ۱۷۷۹ ع مین نواب محمد علی خان نے مدراس مین انگریزون کے عملے فعلے کو اُس قول قرار کی حقیقت سے جو نواب حیدر علی خان اور مرھٹون کے ساتھ واقع ہوا اور بھی اُس اتّفاق

و میل کی کیفیّت سے کہ اِن دو سرکاردن اور نظام علی خان کے درمیان برخلاف قوم انگریز کے ظہور مین آیا خبردار کردیا'

اب چند سطرین انگریزون اور مرہٹون کے درمیان عداوت ہونے کی اور نواب بہادر اور مرہٹون مین برسون لڑنے کے بعد اُن کے مصالحہ کرنے کی بابت مین بطور اختصار لکھی جاتی ہین اور واسطے ربط سررشتہ سخن کے مرہٹون کے ترقّی کرنے کا حال بیان کیا جاتا ہی'

مرہٹون کی ریاست عالمگیر کے وقت سے شروع ہوئی اِس صورت سے کہ چون اُن دنون سلطنت دہلی کے کمال کو زوال آچکا تھا اور عالمگیر جو شرع مین بڑا ہی متعصّب اور نہایت بیدرد و سفّاک تھا ہند کے سارے رئیس عموماً اور قوم ہنود کے راجے خصوصاً' اُسکے ہاتھ سے نہایت تنگ ہو رہے تھے' اور تمام دکھن مین جہان ہر خطّے اور صوبے مین ہر ایک حاکم برای خود مستقل ہو گیا تھا' طریقہ ملوک الطوایف کا پیدا ہو گیا' اور بے حکّام کبھی تو آپس مین ملے جلے رہتے اور کبھی ایک دوسرے کے مخالف ہو جاتے' اُنھین دنون قضا کار پہلے تو مرہٹون مین سے سیوا نام ایک شخص طالب تنگ و نام نے خروج کیا اور کچھ سوار اکٹھا کر فی الجملہ جمعیّت بہم پہنچا کتنے دنون تو اِدھر اُدھر لوٹ پاٹ مچاتا رہا' مذان بجاے خود حاکم وقت بن شہر ستارہ کو اپنا دارالحکومت بنایا' خیر سیوا کے دن جب پورے ہوئے' تو سنبھا اُسکا بیٹا اپنے باپ کی جگہ مسند پر بیٹھا' اور عالمگیر سے لڑنے کو مستعد ہوا آخر مارا پڑا' تب ساہو اُسکا خلف کہ سلیم و حلیم

تھا قایم مقام باپ کے تخت نشین ہوا اس نے لڑنے بھڑنے سے احتراز کر آٹھ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ اہالی ملک سے چُنکر اُنکو اپنے راج کے انتظام کے لیئے مدار المہام بنایا، بعد مرنے اِس کے جبکہ اُسکا کوئی فرزند صلبی نتھا، رام نراین نامے ایک شخص کو اُسکے خویشون مین سے گدّی ملی، چونکہ یہہ آپ تو عقل و دانائی سے محض معرّا تھا لہذا اُس نے ملکی بند و بست کا بالکل اختیار اُنہین آٹھ ہشیار کارون کو دیا، جن مین سے بالاجی نامے ایک کوکنی برہمن نے جو دانشمندی و ہوشیاری مین یگانہ تھا، آخر کار یہہ مرتبہ و اقتدار پیدا کیا کہ راجا رام نراین کو قدر و منزلت کے ساتھہ مقام ستارے میں قایم کر پونان مین اپنی حکمرانی کا تھات پھیلانا پردھان پیشوا پنڈت کے لقب سے شہرت پائی ہرچند وہ آپ ہی جزوی و کلّی امورات ملکی مین باستقلال اختیار رکھتا تھا تو بھی راجا رام کی باوجود اُسکی بداطواری و خانہ کاری کے بڑی توقیر و عزّت کرتا، آخرش پونان کو اپنا دار الامارت قرار دیا،

حاصل کلام یہہ کہ انگریزون نے پہلی لڑائی کے بعد قباحت اور برائی اُس صلاح کی جس پر سردار بنبئی نے راگھو کی مدد کو لشکر بھیجا اور مرھٹون کے ساتھہ جنگ و پیکار کی بنا ڈالی، خوب معلوم کر کے کرنیل آپٹن کو مصالحے کے لیئے پونان کی طرف روانہ کیا، اِن دنون رام نراین کی رانی جو حمل سے تھی ایک لڑکا جنی، پونان کے رئیسون نے اُس لڑکے کو اُسکے باپ کی جگہہ پیشوائی کی گدّی پر بیٹھلایا اور اُسکے بالغ ہونے تک سکھارام اور نانا پھڑنویس کو وزارت اور نیابت کے منصب پر مقرّر کیا، مگر راگھو نے جو پونان جانے کا انکار کیا اِس سبب سے میل ملاپ کا سوال جواب طی نہ ہوا بلکہ ادھورا رہ گیا، اور وہان راگھو کے خیرخواہ نت نیا فتنہ و فساد اُٹھایا کرتے تھے، پونان والے

سمجھتے تھے کہ یہ سارا ہنگامہ در پردہ انگریزون کا کام ہی چنانچہ پھر کشت و خون کا
کانون مشتعل ہوا، آخر کو انگریزون کے لشکر مین غلّہ اور دانہ وگاہ کی
ایسی نایابی و قلّت ہوئی کہ وے سخت مجبور و مضطر ہوئے، کرنیل اگرتن بہادر
انگریزون کے سرلشکر نے بے بسی کے سبب مرھٹّون سے سرنو ملاپ کا قول قرار
کیا جب یہ خبر کہ کرنیل موصوف نے ناچاری و مجبوری کی جہت جماعہ مرھٹّے کے
ساتھ میل کیا بمبئی کو پہنچی تو انگریزی سردار اِس مغلوبانہ میل سے ناخوش
ہوئے جسّے پھر جنگ و حرب کی نوبت آئی اور جنریل گوڈرڈ جو مرھٹّون کی
لڑائی پر تعینات ہوا تھا حسن آباد سے برہان پور کو چلا کیونکہ برارکا راجا بھونسلا
مرھٹّون سے لڑنے کو راضی نہ ہوا، راگھو جنریل کی خبر روانگی سن کر سیندھیا کی
قید سے بھاگ جنریل سے جاملا،

از کتاب جارج نامہ

مصالحہ کرنا قوم مرھٹے کا حیدر علی خان بہادر سے اور ملا لینا
نظام علی خان آصفجاہ و نجف خان اور سارے ھندوستان
کے امیرون کو اپنے ساتھ انگریزون کی لڑائی پر،

نظم

بدان گاہ راگھو کہ بر انگریز بیامد بپا کردہ رزم و ستیز
جہانے پراز شور و آشوب کرد خرد مند داند کہ ناخوب کرد
مرھٹہ بحیدر علی داشت جنگ بہم آختہ تیغ الماس رنگ

دو دستی ز دندی شده کینه ور
پی جستن ..شی بوم و بر

چو شد رزم آغاز با انگریز
بیک سو نهاده به حیدر ستیز

به بسته در جنگ با نام جوی
ز کینه سوی آشتی کرد روی

ز خود کرده خشنود بنمود یار
که باشد ورا یار در کار زار

نظام آنکه بُد بر دکن باج خواه
بدو نیز بگشوده از مهر راه

بگرمی در دوستی باز کرد
ورا نیز با خویش انباز کرد

بنجف خان که بُد نامدار بزرگ
بمیدان پیکار گردی سترگ

فراوان سپه داشت آراسته
همه نرّه شیران نو خاسته

جز اینان هران کس که بُد نامدار
بخود کرده دمساز و انباز و یار

همه گشته بایکد گر هم زبان
بدین رای گشتند هم داستان

که حیدر علی یک شده با نظام
کشیده به پیکار تیغ از نیام

بکر نانک و بوم سر کار نیز
که نازد بدان هر دو جا انگریز

روان ساخته لشکر جنگجوی
به پیکار بد خواه بنهاده روی

بدان بوم و بر شور و شر افگنند
ز دشمن بن و بیخ را بر کنند

بگجرات راند مرهٹه سپاه
که یابد بد اندیش آنجا نه راه

یکی مهترے از مرهٹه سپاه
که سودے سر جاه بر چرخ و ماه

مودا جیش نام و لقب بهونسله
مقرّر چنان گشت کو با سپه

سوے بوم بنگاله گردد روان
به بسته به پیکار کردن میان

نماید مر آن مرز زیر و زبر
نخاریده یکسر ز پیکار سر

بدست آیدش هرکه از انگریز
برانگیزد از جان او رستخیز

بنجف خان ز دهلی براند سپاه
سوے لکهنؤ یکسره رزم خواه

فروزد دران آتش کینہ تیز — بہ پردازد آن بوم و برز انگریز
گرش آصف الدولہ یاری کند — درین کین بخود خوب کاری کند
وگرنہ نجف خان گہ کارزار — چو دشمن ز جانش برآرد دمار
چو اینگونہ کنگاش آمد بسر — روان گشت ہر سو یکی نامور
کران تا کران جہان شد سپاہ — بدان بد کہ اختر بد نیک خواہ

آنا انکریزون کے ایلچي کا حیدر علی خان بہادر کے دربار مین ملاپ کی اُمید پر اور بے نیل مرام اُسکا پھر جانا،

اُن دنون مین مدراس کے گورنر نے اِس امر کو صلاح وقت سمجھا کہ نواب حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کاردان کو روانہ کرے اِس امید پر کہ وہ وہان جاکر کسی طرح پھر ملاپ کی راہ کو جو بہت دنون سے مسدود ہوگئی ہی کھولے اور اِس ضمن مین اُسکے ملک کا دستور و آئین بھی کما ینبغی دیکھے بھالے، خیر جب اِس امر مین نواب بہادر کا استمزاج کیا گیا تو اُسنے بڑی مشکلون سے ایلچی کو اپنے ملک مین آنے کا اِن شرطون کے ساتھ حکم دیا کہ سریرنگپٹن سے چار میل کے فاصلے پر اُترے اور کوئی اُسکا نوکر چاکر شہر مین نہ آوے اگر کسی چیز کی حاجت ہو تو حیدری سوارون کی معرفت جو اِسی واسطے متعین ہوئے ہمین شہر سے منگوا لے، آخر کو نواب نے اُس سفیر کو بعد بہت انتظار کے اپنے حضور مین بلایا، اور سب اُسکا پیام کلام سن کر یہہ جواب دیا کہ ابتدا مین مین نے یہہ گمان کیا تھا کہ قوم انگریز بہ نسبت اور قوم کے صدق و وفا کی صفت سے موصوف ہمین، لیکن اِنہ نون امتحان و آزمایش سے ایسا معلوم ہوا کہ اُن پر

اِن دو جوہر کا ذرا عکس بھی نہین پڑا، چنانچہ سنہ ۱۷۶۹ع کی شرط و قول پر جب افواج مرہٹے کے مارہتا نے کو ہمنے تم لوگون سے مدد مانگی، تم نے اِس مین ڈھیل کی اور معاندہ سست و نا مقبول کرنے کرنے بہانتک امروز فردا کیا کہ وقت ٹل گیا اور اِس سرکار کے غنیمون کی بن آئی، اور یہہ بھی تمھاری طرف سے، خلاف عہد و پیمان کے ظہور مین آیا کہ تمھاری فوجون نے ہمارے قلمرو کا قصد کیا اور قلعہ ماہی لے لیا، ابتک بھی تمھاری جانب کے عہدہ دار وہان حکومت کر رہے ہین، اِس سبب سے ہمین اب تم لوگون کے قول فعل پر کچھ اعتماد باقی نرہا، قطع نظر اِس کے ہم کو ایسے سردار کی دوستی و اتّفاق سے کیا فائدہ ہوگا جو بذات خود مستقل اور اپنے کام کا مختار و حاکم نہو، اور ہر ایک مقدّمے مین ارباب شورا ہی کی نجویز و رائے کا منتظر و محتاج رہے، مثلاً اگر ہم اُسّے مدد چاہین تو وہ پہلے تو صلاحکارون سے فتوا اور اجازت طلب کریگا، بعد اِس کے نواب محمد علی خان کے نزدیک مدد خرچ کے باب مین التجا لیگا، اور اِس بات مین کچھ شبہہ ہی نہین کہ وہ اِس مادّے مین چند در چند عذر و پیش کریگا اور کیا کیا نہ تال مٹول کرکے کام کو ملتوی رکھیگا جب اِسپر بھی تم اُسکے پاس الحاح و زاری کروگے تو وہ بعضے بعضے اجناس اور کچھ جواہر نکال دیگا کہ اِنھین بیچکر اپنا کام نکالو، خیر جب ہزارون بوک و مگر کے بعد، یہہ بھی ظہور مین آیا تب اللہ اللہ کرکے تمھارا دبرا دنتدا شہر سے باہر نکلتا ہی، پھر کوچ کا تمھارے یہہ حال ہی کہ اگر ایک دن کوچ ہو تو دو دن مقام ہو، اِس رنگ ڈھنگ سے جبتک تمھاری کمک ہمارے ملک مین آتی ہی تبتک یہان غنیم لئیم پہلے ہی اپنا کام کر چکتے اور ملک کو ویران و تباہ کر ڈالتے ہین، جب تمھارا یہہ و تیر دہی تو ہمارے تمھارے درمیان اتّفاق و ملاپ کیونکر ہوگا، مین صلاح و شورا کا پابند نہین مین اپنی ہی عقل صلاحکار کے حکم

مرجلتا ہون ' اپنے عزم پر آپ حاکم ہون ' حتی الامکان ضرورت کے وقت غفلت نہین کرتا اور فرصت کو ہاتھ سے جانے نہین دیتا ' لمحظے بھر مین ایک لشکر بارسا جنگ آزمودہ سوارون کا جہان درکار ہو ' بھیج سکتا ہون ' جن کا ہر روز ساتھ مین کوچ معمول ہی خدا کے فضل وکرم سے غلے اور ہر طرح کی ضروری چیزون کے ایسے انبار خانے ' ذخیرے کثرت سے بھرے بھرائے طیار رکھتا ہون کہ برسون کے خرچ اخراجات کو کفایت کرین '

بھلا ایسی دوسرکارون مین جو اِس طرح متخالف اور متضاد ہمین کسطرح ملاپ اور ہمدستانی صورت پکڑے ' سو اب آپ رخصت ہو جیئے اور اپنے موکل جا کہیئے کہ آیندہ نامہ پیام بھیجنا عبث بلکہ میرے درد سر کا باعث ہی حیدر علی خان اُس قاصد کے ساتھ یہ عتاب خطاب کر کینہ کشی مستعد ہوا یہانتک کہ شہر رجب کی بیسوین سنہ ۱۱۹۴ یا جولائی سنہ سال ۱۷۸۰ مین بہت سے گھات یار ہو سیلاب جوشان کی طرح اکبار کرناٹک مین جا داخل ہوا اُسکے پہنچتے ہی اُس سرحد مین ایک شور محشر ہو گیا ' اس یورش مین جتھا اُسکے لشکر کا تیس ہزار سوار جرار اور چالیس ہزار پیادے خونخوار کا تھا ساتھ اِسکے بڑے زور شور کا ایک دھوان دھار توپخانہ بھی ہمراہ جس مین فرنگستان کے گولنداز اور شیرلا اور اور فرانسیس عہدہ دار سرغنے تھے ' اِس جنگ مین قالب لشکر نواب بہادر آپ سپہسالار تھا اور میسرے کی سرلشکری ٹیپو سلطان کے حوالے تھی ' اِس تاکید سے کہ وہ شمال رویہ صوبون پر چڑھ دوڑے اور میمنہ کے غول کو ' اپنے ایک سردار کے ہمراہ موضع مادو اور دکھن والے پرگنات پر مقرر کیا کہ اِن مکانون مین لوٹ مار مچاوے ' قلعہ

کی فوجین پالام نائر نام گذارے گھاٹ کے متصل چتّور گڑھ مین جا اُتری ' چونکہ یہہ قلعہ برسر کوہ واقع اور نہایت محکم و استوار بے لگاو دشوار گذار ہی ' سابق مین اِس کو نواب انور الدّین خان نے سوخ حوادث کے وقت اپنے قبائل کے لیئے مسکن و ماوا مقرّر کیا تھا ' اور اب یہہ حصار اور اُسکے مضافات محمد علی خان کے بھائی ناصر الدّولہ عبد الوہّاب خان کے دخل مین تھے ' افواج حیدری نے پہلے اُسی پر غارت و تاراج کا ہاتھ ڈالا ' خواہ اِس خیال سے کہ اُس مین نقود و جواہر گران بہا کا خزینہ ہی یا اُس دشمنی کے سبب جو حیدر علی خان کو محمد علی خان کے ساتھ تھی ' یہان کا قلعدار اور اُسکے عیال اطفال سبکے سب اسیر و گرفتار اور انواع طرح سے ذلیل و خوار ہوئے ' اشیا اجناس قلعے کی لوٹ گئی ' نقایس و اموال وہان کے سربرنگپتن روانہ کیئے گئے ' اِن لوٹ کی چیزون مین نہایت عمدہ کتابخانہ تھا جسکی کتابین نواب انور الدّین خان نے جمع کی تھین اور پچھلے دونون مین اُسکے جانشین نے بھی ہزار ہا جلدین اُس پر اضافہ کین ' یہ کتابین اُن نسخون سمیت جو کرناٹک کے بعضے قلعون اور نواب کڑپہ وغیرہ کے کتاب خانے سے ہاتھ لگے تھے بعد شہید ہونے ٹیپو سلطان کے سب کتبخانۂ سلطانی انگریزون کے قبضے مین آئین حیدری لشکر اِس تاخت مین چتّور گڑھ اور اُسکے آس پاس کے قلعے مسخّر و مفتوح کرنے پر قانع نہو کر آگے بڑھا ' چنانچہ آگسٹ کی دسوین تاریخ اُسکے سوارون کے ایک غول نے مدراس کے قرب و جوار کے کئی دہات لوٹ مار کر شہر مین ایسا ہلّہ اور ریلا مچا دیا کہ وہان کے انگریز باشندے حصار مین پناہ جو ہوئے ' بعد اِسکے اکیسوین کو افواج حیدری نے کرناٹک کا دارالامارہ شہر آرکاٹ لوٹ لیا ' لیکن چونکہ انگریزون کی فوجین نزدیک آگئین بعضی مدراس

سے سر ہکٹر منرو کی اور بعضی اثر کے صوبون سے کرنیل بیلی کی سپہسالاری مین، اسلئے نواب بہادر آرکاٹ کے محاصرے سے تو باز آیا، پر اس امر مین کوشش کی کہ نے دونون فوجین آپسمین ملنے نپائین،

ترجمہ بعضے مقام بارھوین باب کا رسالۂ ملیطری بیاگریفی یعنے تذکرہ بہادران انگلستان مین سے (جو سنہ ۱۸۴۱ع مین چھاپا گیا) بیان مین حال جنریل سر ڈیوڈ بیرڈ کے جو بہت دن تک ٹیپو سلطان کی قید مین اور قلعہ سریرنگپٹن کی تسخیر کے وقت تاخت کرنیوالون کا سرکردہ تھا مشتمل جنگ کوھستانی کی خصوصیات پر جو کنچی کوتے کے درمیان واقع ہوئی، اور یہہ ایک اُن جنگون مین سے ھی، جن مین طرفین سے ھزارون جنگجو مارے جانے کے بعد نواب حیدر علی خان فتح نصیب ہوا،

ہندستان کی سب ریاستون مین، اُن دنون (جب نیموریہ سلطنت کو کمال زوال آچکا) میسور والی ریاست بڑی مشہور و نامی تھی، جس پر نواب حیدر علی خان قابض تھا، اور اِس بہادر نے مرتبہ سپہداری سے بہادری طالع و اقبال، فرمانروائی و شہریاری کے درجے پر ترقی کی، ذات عالی صفات اُسکی، فنون سپہسالاری کے سوا، جہانداری و ملکداری کے آداب و قانون کی بھی ایسی حاوی تھی کہ اُس ایام مین فرنگستان کے فرمانفرمایون کے درمیان بھی ایسا شخص مجموعۂ نوادر و کمالات، عدیم المثال تھا، چونکہ ایسا حاکم جابر و مدبر کے قرب سے انگریزون کی ریاست کو جس کی بنیاد ابھی بخوبی

قایم نہین ہوئی تھی کھٹکا اور خطرا تھا، بناچار مصلحت نیک تو یہ تھی کہ انگریز اُسے اتفاق و میل رکھتے، یا ایسا قول و قرار ہی کرتے جسے وہ، اُن کی سرحدون پر ہاتھ نہ ڈال سکتا، لیکن حیف کہ برخلاف اِسکے، اِنھون نے نواب کی دشمنی پر کمر باندھی، چنانچہ سنہ ۱۷۶۷ ع مین انگریزون نے نواب بہادر کے ساتھ جنگ وجدل کی بنا ڈالی مگر نواب ہی اِس لڑائی مین فتحیاب و مظفر رہا، اور مقام کرناٹک سے جہان اُسکے ناراج عام کے سبب واویلا مچا تھا، عین مدراس کے دروازے تک جا پہنچا، یہان بھی اُس نے ایسی لوت مچادی کہ وہان کے حکام ہار مان کر مغلوبانہ صلح پر راضی ہوئے چنانچہ آپسمین یہ قول قرار ہوا کہ ضرورت کے وقت طرفین ایک دوسرے کی رعایت وحمایت سے پہلو تہی نکرین، ابھی اِس عہد و شرط کو دیر نہوئی تھی کہ نواب کو مرھٹون کے ساتھ ایک جنگ کا سامنا ہوا، تب اُس نے چاہا کہ اپنے اُن نئے ہواخواہ انگریزون کی دوستی کے نقد کو کسوٹی پر کسے، گورنر مدراس کو ایک نامہ لکھ برائے نام امتحاناً یہان سے انگریزی سپاہی کی اُسے کمک چاہی، گورنر موصوف نے ع برخلاف راہ و رسم دوستی، بسم اللہ ہی غلط کی، اور اُسکی درخواست بذیرا نہ کی، خیر بعد اِسکے سنہ ۱۷۷۰ ع مین بھی جب دوبارہ لشکر مرھٹون نے نواب کو تنگ کیا تو پھر مدراس کے کارپردازون سے مکرّرًا عہد و پیمان یاد دلا کر مدد طلب کی، اِبکی بار بھی اُن کی جانب سے غفلت کا وہی عالم رہا جیسا اوّل ظہور مین آیا تھا، اِس عرصے مین مرھٹون کی بار بار غارت و تاراج کے باعث میسور کی ریاست مین بہت سا اختلال راہ پایا اور اُسکے اکثر خطّے اُن کے قبضے مین آگئے، تیسری بار نواب نے پھر بھی انگریزون سے استمداد مانگی، اور اِس یاری و مدد سے جو فائدہ اُنھین

ہونیوالا تھا، اُسپر بھی اُن کو مطّلع کیا، اِس طرح پر کہ جب ابھی اِن بے دست و پا و کم مایہ مرھٹّون نے ہندستان کی بالکل شمال رویہ مستقل ریاستون مین یہہ آشوب قیامت مچا رکھا ہی خدا جانے اگر یہ لوگ قوت پائین اور کچھ ساز و سامان اِن کے ہاتھ چڑھ جاے تو دکھن کے تمام ملکون مین کیا ہاتھ پانو نکالین اور کیسی ہلہ چل ڈالین، اِس اطّلاع و استمداد سے بھی کچھ حاصل نہوا اور کمپنی کے کارگزار اِس تغافل مین مرتکب برّے ننگ و عار کے ہوے، لیکن چونکہ ابھی نواب بہادر کی ترقّی کے ایّام باقی تھے اُسنے اپنی عقل صلاح کار کی چارہ سازی سے سب دشمنون کو زیر کیا، اور بغیر کسی کی اعانت و مدد کے پہلے تو سنہ ۱۷۷۲ع مین مرھٹّون کے ساتھ بخوبی مصالحہ کر لیا، پھر اُن مرھٹّون کے آپس مین خانگی قضیے اور سرکار بمبئی کے کارکنون کی بد انتظامی کے باعث نواب نے ایسی دست قدرت حاصل کی کہ جو جو محالات اُس کے قبضے سے نکل گئے تھے اُنھین پھرا لیا اور ساتھ ہی اِس کے اپنے ملک کی وسعت و فسحت کو بھی خوب ہی پھیلایا،

نواب بہادر نے جب اپنی ضرورت کے وقت فرقے انگریز کو آزمایا اور اُن سے بارہا عہد شکنیان دیکھین تب آیندہ اُس کے دل سے اُن کے قول فعل کا اعتبار جاتا رہا، اُنھین دنون مین فرانسیس نواب سے آن ملے اور ہر طرح کے جنگی آلات و سامان سے اُسکی مدد و خدمت کی اور اِس امید پر کہ کسی نوع سے کرناٹک کا ملک اُن کے ہاتھ آجاے نواب کے ساتھ اتّفاق و میل رکھنے کو مناسب جانا، چنانچہ اُن کے کارآزمودہ عہدہ دار لوگ، خیرخواہون کے طور پر نواب بہادر کی ملازمت مین حاضر رہکر اُس کے

سپاہیون کو فرنگستانی جنگ و پیکار کے قواعد سکھلانے مین بہ دل متوجّہ ہوئے چونکہ انگریزون کی بد سلوکیون سے نواب کا دل بھر ہی رہا تھا اور اِس امر مین حق بجانب اُس کے تھا، اب اُس نے دشمن سے کینہ کشی مین اپنے کو خوب توانا پایا، اور اُن دنون سرکار کمپنی کے ناظمون کا حال یہ تھا کہ یے لوگ آپ تو اُسکی اعانت و مدد سے تجاہل کرتے ہی تھے اور راجاؤن نوابون سے بھی ایسا سلوک کرتے تھے کہ نواب کے ساتھ اِن صاحب تروتون کا ملجانا اُنھین کی شکست کا باعث تھا نواب بہادر نے اِس فرصت کو غنیمت جان مرھٹون اور نظام علی خان کو خفیہ ملاکر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ باہم متّفق ہو کے انگریزون کو ہندستان سے نکالا چاہیئے، اِدھر تو سب بندوبست اِس منصوبے کا ٹھیک ہو چکا تھا اور اُدھر کمپنی کے کارکن ہنوز بے پرواغفلت کی نیند مین پڑے سوتے تھے، یہان تک کہ بیسوین جولائی سنہ ۱۷۸۰ع مین نواب بہادر نے بڑے زور و شور کے ساتھ فوج دریا موج صمیت مرزمین کرناٹک مین پہنچکر اُسے لوٹ لیا، اِس ناخت مین حیدری فوج آسّی ہزار جوان سے بھی زیادہ تھی، اِس لشکر کی ہیبت اِس راہ سے اور بھی بڑھگئی تھی کہ اُس مین موشیر لالی کی فوج اور بہت سے فرانسیس عہدہ دار ملازم تھے، اور فوج انگریزی جسکا سرلشکر جنریل سر ہکٹر منرو تھا قریب چھ ہزار کے تھی جو مدراس کی سرحد مین کوہستان پر مقام رکھتی تھی جس وقت تہتروان رجمنٹ جو تازہ ولایت سے آیا تھا اُسی دن جہاز سے اُترگورنر کے حسب الحکم لڑائی کے واسطے انگریزی لشکر سے جاملا، جب نواب بہادر کرناٹک کی سرحد سے آگے بڑھا اور راہ کی تمام بستیون کو آتش زنی اور قتل عام سے جلاتا و ویران کرتا ہوا آرکاٹ کی جانب روانہ ہوا اکیسوین آگسٹ کو شہر کے سامنے پہنچ خیمہ کیا،

بیمت

جوانان جنگ آور و پیلتن
ہوئے سامنے قلعے کے خیمہ زن

اُدنون وہان کرنیل بیلی شمال رویہ صوبون کے بند و بست کو ایک بڑی فوج لیئے رہتا تھا اور چونکہ وہ حیدری سپاہ جو آرکاٹ کے محاصرہ کرنے پر تعینات تھی، درمیان اِس فوج اور انگریزون کی چھاونی کے، حائل واقع ہوئی تھی اِس لیئے مدراس کے گورنر نے کرنیل بیلی کو اِس مضمون کا ایک فرمان لکھا کہ وہ جلد اپنے تیئن پہاڑ پر انگریزی لشکر مین داخل کرے، لیکن نواب نے جالاکی کی راہ سے اُسکے لشکر جانے کے رستے کو جو ایک ہی تھا چھینک لیا، جسپر کرنیل موصوف نے بہتیرا زور مارا پر کچھ پیش رفت نہوا، آخر پرناکم نامے مقام مین نوبت جنگ کی پہنچی، اِس مین کرنیل بہادر نے جس کے ہمراہ سوار تو مطلق نتھے مگر پیدل سپاہی، اپنی اسی جمعیّت کے موافق صرف ایک نام کی فتح پائی، پر اِس ظفر نے اُسے کچھ فائدہ نہ بخشا بلکہ کچھ ضرر ہی پہنچایا کیونکہ ہنوز انگریزی لشکر گاہ اِس مقام سے کوسون کی راہ پر تھی اور فوج قوی نواب بہادر کی اِس رستے مین سنگ راہ، سپاہی کرنیل موصوف کے رسد بغیر بھوکھون مرنے لگے، تب اُس نے سرہکطر منرو کی خدمت مین اپنی مصیبت کی حقیقت اسطرح لکھ بھیجی کہ بسبب مضرّت اور رسوائی کے جو اِس لڑائی مین ہم لوگون کے پیش آئی نہ یہان سے نکلنے کی قدرت ہی اور نہ بن قوت و خوراک ٹھہرنے کی قوّت، تب تو اِس مصیبت کی چارہ گری مین اُن سبکی رائے اِس پر ٹھہری کہ کرنیل بیلی کے پاس ایسی کمک بھیجی جاے جس مین اِس منحصے سے اُس کی رہائی ہو، چنانچہ اِسی قصد پر کرنیل فلیچر،

کپطان بیرڈ اور کتنے اور سردار نامور ایک بڑی جمعیّت کے ساتھ اِس مُہم پر تعینات، اور چھاونی سے نو بجے رات کے وقت روانہ ہوئے، کرنیل بیلی کی فوج مین کس درجے تکلیف و اذیّت تھی اِسی سے سمجھ لیا چاہیئے کہ کرنیل فلیچر کا ہر ایک سپاہی فقط دو ہی دن کی معتاد کے موافق تھوڑے سے چاول اور کئی بسکٹ اور قدرے شراب بطور رسد کے اپنے اُن دوستون کی مدد خوراک کے واسطے جو موضع پر بناکم مین تھے ہمراہ لے گیا تھا، جب نواب بہادر کو اِس کمک کی خبر پہنچی تو اُنکے آنے کی راہ روک لینے کو اپنے سوار جرّار بھیجے، لیکن کرنیل فلیچر اور کپطان بیرڈ کے دلون مین اُنکے راہنمایون کی طرف سے ایسی بدگمانی آگئی کہ وے سیدھا رستا چھوڑ ایک ٹیڑھی راہ ہو اُس کالی رات مین جو گویا اُنھین کی پیشوائی کو آئی تھی حیدری رسالے کے دار گیر سے بچ بچا کر کرنیل بیلی کے لشکر مین آ پہنچے، لیکن نواب بامداد اقبال نے کہ دشمن سوزی کے باب مین نہایت چالاک و یکتاے زمانہ تھا اتنا توقّف نہ کیا جو ملے اکٹھی فوجین بے خطر اُسکے پنجے سے نکل جائین، چنانچہ قلب مکانون و دشوار گذار راہون پر جدھر سے انگریزی پلٹنون کو جانا تھا، توپ کے مورچے طیّار رکھنے اور اِس لیئے کہ اُن کے کوچ کرنے کا وقت اور اور مراتب بخوبی معلوم کر لیا تھا، اپنے اچھّے اچھّے پیدل جوانون کی ایک بڑی جمعیّت کو غنیم کے دستون پر گھات مین لگے رہنے کا حکم دیا، بعد اِسکے خود آپ اپنی فوجون کا بڑا جتھا ہمراہ لے اُن بہادرون کے حملے کرنے کا انتظار کرنے لگا، تا بروقت اُن کی مدد کو پہنچے، جب اِدھر کا یہ سب انتظام و اہتمام کر چکا تب پندرے سوارون کا ایک بڑا غول کانجیویرم کی اطراف مین نہب و تاراج کرنے کے واسطے تعینات کیا کہ قابو کا وقت دیکھکر انگریزی لشکر کو اُنکے قصد سے باز رکھین، دسوین سپٹنبر کو جو

انگریزی پلٹنون کے کوچ کا دن ٹھہر چکا تھا حیدری جوانون نے (جو ترکے ہی دبے پانو چپچاپ اُس مقام پر جہان غنیم کے لیئے دام بچھگئے تھے ، اُن پر آبرے کی ناک مین جا بیٹھے) دشمنون کا پہنچنا دیکھ لیا ، تب ایک مورچے کے گھات والے سپاہیون نے بارہ توپین اُن پر ماریں ، اور ہنوز وے آگے بڑھنے نا ئے تھے کہ اُن کے پیچھے سے دوسرے مورچے کی توپین بھی دغنے لگین ، اب اُن لوگون سے بجز اِس کے کہ آگے بڑھ جائین کچھ علاج نہ بن پڑا ، لیکن اور بھی مورچے توپون کے اُن کے واسطے طیّار تھے ، آدھے گھنٹے مین ستاون ضرب توپ انگریزون کے لشکر کو مار بھگانے کے واسطے آپہنچین ، فجر کو سات گھنٹے کے وقت بیشمار فوج فوج سپاہی بھی اِن کم بختون پر آن پڑے یہانتک کہ بہ نوبت پہنچی کہ طرفین کے جوان آپس مین ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے کپتان بیرد اور گران دیل جوانون نے اُس مہم مین بڑی بڑی جوانمردیان اور بہادریان کین آخر حلقے مین پچیس ہزار سو اڑاوینس پلٹن کے (علاوہ حیدری ملازم فرنگی سپاہیون اور بڑے توپخانے کے جو ایک تیر کے فاصلے پر سے سر ہوتا تھا) جنھون نے چارون طرف سے نقطے کی طرح انگریزون کو گھیر لیا تھا ، ایسی ثابت قدمی و استقلال سے حریف کے مقابلے مین آڑے کھڑے ہوے ہر ایک جانب سے نوبت بنوبت اُن کے وارون کو ٹال رہے تھے کہ حیدری لشکر کے فرانسیس وغیرہ انگریزی دلاورون کا ایسا جگرا دیکھ سب کے سب دنگ ہو گئے ، انگریزون کی فوج مین صرف دس میدانی توپ تھی لیکن وے ایسی پھرتی اور صفائی سے اُنھین چھوڑتے تھے جسّے حریف کے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا تھا ، صبح سے نو بجے تک کشت وخون واقع ہونے کے بعد انگریزون کی

نصرت و فتح کا آفتاب طلوع و گرم ہونے لگا، اور چیدہ چیدہ حیدری رسالے کے سوار حملے پر حملے کر تمام تر شکست نصیب ہوئے، میسرہ اور عمدہ حیدری فوجین کشش و کوشش کرتے خستہ اور ماندی ہو گئین قریب تھا کہ گھونگھٹ کھا جائین، حیدری توپخانے کے فرانسیس مصدار بھی اُنھکی اہتمام سے ہاتھ کھینچ چکے تھے، اِس عرصے مین ایک ایسا اتّفاقی حادثہ نازل ہوا جسّے کھیت کا اور ہی رنگ ہو گیا،

تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ اتّفاق سے (جو نواب بہادر کے حق مین مفید اور انگریزون کی نسبت مضر پڑا) اُن کی باروت و گولے کی بھری لدی پیتیان آگ لگ کے بالکل جل گئین، یہ مصیبت جان سوز اُس گولے سے پیش آئی جو حیدری گلنداز نے مارا تھا، اِس واقعے مین بہت سے سپاہی باروت کی طرح جل بل سوخت ہو گئے، اور جو کہ جلنے سے زندہ بچ رہے وے عجیب رنج و بلا مین مبتلا ہوے کہ بالکل جنگی اسباب و لوازمہ ضائع و نقصان ہو جانے کے سبب مردون سے بھی زیادہ مردے بنے، ٹیپو سلطان ایسی فرصت کو غنیمت جان اپنے بدرجہا بل القدر کی بلا اجازت سواران خونخوار کی جمعیّت ہمراہ لے برق کی طرح انگریزون کی فوج پر جا گرا، ساتھ ہی اِسکے فرانسیسی لشکر کے لوگ بھی کمک کو آ پہنچے،

بیت

سپاہ گران لیکے سب ہمرکاب　　کمک کو وے ٹیپو کے پہنچے شتاب

حیدری بہادرون نے ایسی رستمانہ کوششین کین کہ انگریزی سپاہیون کے خون سے ندّی نالے بہا دیئے،

آخر انگریزی عہدہ دارون نے، کچھ فرنگستانی اور آوارہ سپاہیون کو جمع کر عین

ایسے وقت مین کہ حریف کے توپخانے سے گولے چل رہے تھے پناہ کے لیے ایک اونچے ٹیلے پر اُن کے پرے کھڑے کیے، لیکن گولا بارود کہان،

نظم

جہان جو نے لشکر جو دیکھا کھڑا — تو آسامنے اُسکے باندھا پرا
لگی لڑنے پھر دونون جانبکی فوج — لگا مارنے خون ہر طرف موج
چلا تھا سلطان جدھر تیغ کین — لہو سے بھرے تھا اُدھر کی زمین

منصبدار تو اپنی اپنی تلوارین اور سپاہی سنگینین لے لے لڑتے تھے اور داد دلیری کی دیتے تھے چونکہ حیدری فوجین کثرت سے تھین اور پسی در پسی اُنپر گرتی تھین انگریز بیچارے لاچار و بے بس ہو کر اکثر کشتہ و خستہ اور بعضے گرفتہ و بستہ ہوئے اور سیکڑون گھوڑون کے ضمون اور ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے،

انگریزون کے مقتولون کا عدد ساڑھے چار ہزار سے بھی زیادہ تھا، جس مین ہندستانی سپاہی چار ہزار تھے اور فرنگستانی قریب چھ سو کے، کرنیل فلیچر کشتون کی لاشون کے درمیان ملا، کرنیل بیلی اور کپتان بیرڈ چار چار زخم کاری کھاکے دو سو فرنگستانی معیت اسیر ہوے جب اِنھین حضور مین دست بستہ لیگئے تو نواب اپنی فیروزمندی کے دماغ مین حقارت کی نظر سے اِن کی طرف دیکھکر فتح کے سرشار نشے مین طلا لا کرنے لگا، اُس وقت کرنیل بیلی نے جواب دیا کہ نواب صاحب تیپو سلطان اِس لڑائی کے حال سے بخوبی مطّلع ہی، اور اُسنے بچشم خود دیکھا کہ اِس فتح کا باعث بلاے ناگہانی تھی جسنے ہمین تباہ کیا، کچھ آپ کی فوجون سے ہم نے شکست نہین کھائی، اِس سخن تلخ کے سنتے سے نواب نے جھنجھلا کر حکم کیا کہ اِن سب کو قید کرو، کہتے ہین چونکہ اِس جنگ مین شدّت سے قتل و خون ہوا اور اکثر حیدری نامی دلاور بھی مارے

لیئے تھے، اِس جہت سے نواب بہادر کا مزاج کچھ برہم ہوگیا تھا اور انگریزی اسیرون کے ساتھ اِس قدر خشونت و بد مزاجی کی جو اُسکی خو نتھی، کہ سلطان ببرد اپنی اسیری اور گرفتاری سے کہ اُس مین انواع طرح کی اذیّت وخواری کا سامنا تھا (جسکا ایک نمونہ یہ ہی کہ وہ ساڑھے تین برس تک زندان تیرہ و تاریک کے درمیان ایک ہی زنجیر مین اور قیدیون کے ساتھ پابند رہا) آخر نجات پاکے ولایت چلا گیا تھا، وہان سے جنریلی عہدے پر بحال ہو کر پھر ہندستان مین آیا اور جب سنہ ۱۷۹۹ع مین سرینگپٹن پر چڑھائی کے لیئے ویلور کے درمیان فوجین جمتی تھین اُس مین جا ملا، اور اُس نے بمقصد یہ چاہا کہ سپہسالاری مین اُس جیش کے جو اِس مُہم کے لیئے نامزد ہوئی تھی خود مقرّر کیا جاے چنانچہ اِس مقصد پر کامیاب ہو کر اُس نے اُسی سال کے مے مہینے کی چوتھی کو شہر کے باہر انگریزی نشان اُڑایا، اور ہنوز رات نہونے پائی تھی کہ سرینگپٹن کا رنگ بدل گیا، حکومت وہان کی انگریزون کے قبضے مین آگئی، گردش فلکی سے وہی شہر جو سلطان موصوف کے لیئے اُس کی سیاست کے زمانے مین دارالجحیم تھا اب کامیابی مین دارالنّعیم بن گیا لیکن باوصف اِس خوشی و فیروزی کے جو اُسکو حریف کے مغلوب ہونے سے حاصل ہوی، ذرا بھی انتقام و کینہ کشی کا خیال جو ایسے واقعہ کو لازم ہی اُسکے جوانمرد دل مین نگذرا،

از کتاب جارج نامه تصنیف ملا فیروز

روانا ہونا کرنیل بیلی کا جنریل سر ہکطر منرو کی یاری
وکمک کے لئے اور ٹیپو سلطان کے ہاتھ اس کا گرفتار ہو جانا

مثنوی

زمانہ نہم روز نہ رفتہ بود — بہ بیلی زمانہ بر آشفتہ بود
شدہ اختر ش کند بر آسمان — بہ شوریدہ و تند گشتہ جہان
خود و لشکر از شہر پیرم بکام — سوی مندّرو تیز برداشت گام
فزون پنج صد بود بر پنج ہزار — ز ہندو یورپ مردم کارزار
چو بسپردہ چار یک از کروہ — ز حیدر رسیدند لختے گروہ
میان دو بد خواہ پرخاش خاست — ز تیر دو رویہ فشافاش خاست
باندک دہ و گیر حیدر سپاہ — زبون گشتہ در دشت آورد گاہ
بیفشردہ پی پاشنہ کردہ تیز — بہ پیچیدہ از کین لگام گریز
روان گشت بیلی ازان جایگاہ — یکی درّۂ تنگش آمد براہ
ز گیتی نہان گشت زرّین چراغ — سراسر جہان گشت چون پرّ زاغ
دران درّہ بیلی بیامد فرود — کہ تن را ز آرام بد بہد درود
ناگاہ از دشمن کینہ خواہ — بہ پیکار آمد دگرہ سپاہ
دران درّۂ تنگ آشوب خاست — چو تند رخروشیدن توپ خاست
زمانی بہ بیلی ببارید تیر — چو باران کہ از ابر آید بزیر

فراوان رها کرده توپ و تفنگ
کشیدند از جنگ و پیکار چنگ

ازان پیش کاید برون آفتاب
بگیرد جهان گونهٔ زرّناب

روان گشت بیلی ازانجایگاه
بریده ازان درّه یکمیل راه

بناگاه تیپو بدانجا رسید
سر آتش جنگ بالا کشید

ستیزه بپیوست ازدو گروه
چو انگیزبد در میان دو کوه

بگاه گذر ره بر و تنگ بود
نه میدان آویزش و جنگ بود

نیارست آراست آوردگاه
نه صف می توانست بستن سپاه

ندُد دست چپ هیچ پیدا ز راست
ندانست کس قلب و ساقه کجاست

زبار و بنه کس نه آگاه بود
کشاده نه بر مرد کین راه بود

دران راه دشوار و تاریک و تنگ
نه برر سم پیکار و آئین جنگ

توانست کوشش نمودن سپاه
گسسته زده رفت بایست راه

به بیچارگی جنگ بایست کرد
برانگیخت ناچار گرد نبرد

ز تیپو نپرداخته بیلی هنوز
یکی گرد برخاست شد تیره روز

رحیدر بیامد سپاهی دگر
بیکدست تیغ و بدیگر سپر

به تیپو شده یار در کارزار
ز سمّ ستوران زمین شد نزار

به شد آتش کین و پیکار تیز
دل توپ افروخته انگار نیز

سوی دشمنان گوله انداخت چند
شدش کار و اژون ز بخت نژند

که صندوق باروت او برفروخت
ز بایسته سامان فراوان بسوخت

بسی چیز شایسته اندر نبرد
که شاید به مردان گه دار و برد

نگه کرد و دانست تیپو زدور
کز آتش به بدخواه افتاده شور

خمیده شد از راستی پشت او
ز سامان بود باد در مشت او

برانگیخت از جا تگاور سوار بکف خنجر و تیغ ز هر آبدار
فراوان ز دشمن بکشت و بخست بسی تن بیفگند بر خاک پست
برید و درید و شکست و بست یلان را سر و سینه و پا و دست
چو ییلی چنان دید برکاشت روی ز انگیز بدانچه هم راه اوی
بجا مانده بود اندران کارزار اگر تندرست است وگر زخمدار
گرفت و تلی دید بالا بلند بدانجا روان شد زیم گزند
نه در تن توان و نه در روی رنگ تهی دستش از آنچه باید بجنگ
سپه خسته و کوفته از نبرد بران پشته شد هر زتیمار و درد
نه سُرب و نه باروت توپ و تفنگ پس پشت او دشمن تیز چنگ
دمادم همی حمله می برد سخت بران بینوا لشکری گشته بخت
بهر حمله مردان خاک فرنگ زده دشمنان را بمشت و بسنگ
نموده ز نزدیک خویش دور چه تاب آورد زور با بخت شور
چو شد سیزده حمله زینگونه رد فزون بود دشمن زدام و ز دد
سواران آسوده از کارزار ز لشکر برون ناخته بیشمار
جوکوهی که گردد روانه بجنگ بآهن نهان تیغ و ژوبین بچنگ
سر نیزه افراشته با آسمان چو ارغنده شیر و پلنگ دمان
بنزدیک آن خوار مایه سپاه رسیده چو دیوان واژونه راه
فراوان به شمشیر و باران تیر بکشتند و افتاد بیلی اسیر
ششش و سی ز نام آوران سپاه تبه گشته افتاد بر خاک راه
همان نیز پنجاه از مهتران پر از زخم بسته به بند گران
فرومایه لشکر بران تلّ خاک ازان هر که وارسته بُد از هلاک

بیفتاد بر دست دشمن بہ بند گر از تیغ بُد خستہ گر بیگزند
یکی تن نگشتہ رہا از سپاہ کسے خستہ کس بستہ کس شد تباہ
چنین است پایان رزم و نبرد سری زیر تاج و سری زیر گرد

نواب جمجاہ حیدر علی خان اِس لڑائی کے فتح ہونے اور اپنے فرزند ارجمند سلطان کی ویسی رستمی و بہادری اور تہوّر و دلاوری کے (جو اِس لشکر کشی اور سر لشکری مین بوجہ احسن اُسّے ظاہر ہوئی) دیکھنے سے کمال نازان اور شادان ہوا،

اُسے اسقدر شادمانی ہوئی کہ پھر تازہ اُسکی جوانی ہوئی

اور جب نواب کے سپاہ کی کوفتگی و ماندگی اِس جنگ و پیکار سے جس مین اُسکے بہت سے دلاوران نامور اور ناموران دلاور کھیت آئے تھے رفع ہوئی، آرکاٹ محاصرہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا، کیونکہ اُسے اِس قلعے کو لینے کی بڑی خواہش تھی، اِس لیئے کہ یہان بہت سے ذخیرے اور انبار خانون کے گنج تھے، اور خاص کر اِس سبب سے کہ یہہ شہر اُس صوبے کا دارالملک اور وہان کے نواب کا پایۂ تخت تھا، (اگرچہ اندنون اِس صوبے کا ناظم مدراس مین آیا تھا) نواب بہادر یہہ سوچا کہ اگر اِس مین عمل دخل ہو گیا تو صوبے کا صوبہ میرے تحت حکومت مین آیا اور اُسکے کل زمیندار بھی رایت حیدری کے سایۂ حمایت مین آجائینگے، اُس ایّام مین یہان کی قلعداری کی سرانجامی راجا بیربر کی اہتمام مین تھی جو ایک مرد بہادر تھا، لیکن جنگ کے قاعدون سے کم ماہر ہر چند اِس قلعے مین دو ہزار فرنگستان کے اور سات ہزار نواب محمد علی خان کے سپاہی رہتے تھے، لیکن اِن مین سے کس کا ایسا پتّا تھا کہ ویسی حرب پیکار کی مشّاق و پختہ کار سپاہ کے سامنے جن کا حیدر نامدار سا سپہسالار ہو

مقابلہ کر سکے ، کیونکہ قلعہ کشائی کے مقدّمے مین نواب بہادر کی طرف سے ایسی چوکسی و چابکی عمل مین آتی تھی جسکے نتایج و آثار کو دیکھکر لوگ بہت قیاس کرتے کہ کار فرما اُسکا کوئی بڑا ہی دانشمند و مدبّر ہی جو گلندازی قلعہ گیری اور جنگ وجدال کے ہر ایک آلات وغیرہ کے استعمال سے کمال درجے خبردار ہی ، الغرض وہ بہادر ناخت و دوڑ کے زمانے مین تو بہت ہی بے باک و سرگرم و حملون کے وقت نہایت چوکس اور چالاک رہتا ، تو بخانہ اُسکا بڑی طیّاری کا ، جس مین ساز و سامان کی نہایت ، کارکن اُسکے کاردانی مین ہوشیار نہایت ، چنانچہ انگریزون کے عہدہ دار اُن مورچون پر اِنکی چابک دستیان اور پھرتیان جن کے سبب انگریزون کی تو بین پست پڑین اُن کے جنگی آلات بکار آمد نہوئے ، دیکھ دیکھ کھبرا گئے ،

اکتوبر مہینے کے آخری مین حیدری بہادرون نے ہلّا کرکے قلعہ لے لیا اور نومبر کی تیسری کو غنیم نے اپنے حریف غالب پر شہر چھوڑ دیا ، نواب بہادر وہان کے قلعہ دار راجا بیربر کے ساتھ بہ اکرام و نوازش پیش آیا ، انگریز لوگ اور نواب محمد علی خان کے لواحق جو ۱۷۸۰ کات مین باقی رہگئے تھے ، بعضے تو زندان مین اور کتنے سر برنگپٹن کو بھیجے گئے ، اور شہر کی رعیّت و خویش باشون کے حال پر ، نواب رحیم دل شرط رعایت و مروّت کی بجالایا ، اِس فتح و نصرت کے بعد جلدی سے سر برنگپٹن پونان حیدرآباد کی طرف فتحنامے روانے ہو گئے اور سرکار آرکات کے باجگذار زمیندارون کے نام تہدید کے فرمان جاری ہوئے ، تا وے اپنے اپنے لشکر کی افواج موجود کو بروقت آمادہ و طیّار رکھین اور سپاہ نصرت پناہ کے لیے رسد اور دانہ وکاہ بھی روانہ کرین ، وا سے برجان اگر کوئی انگریزون کی اعانت کریگا تو اپنے کیے کا

خمیازہ اُٹھائیگا، سواران غارتگر جابجا تعینات ہو گئے کہ اطراف و جوانب سے گاے بھینس بھیڑ بکری لائین، دہات اور کھیتون کو آگ لگا جلا دین، نالا بون جھیلون کو بے آب و خشک کر ڈالین یا اُن کا پانی بگاڑ دین، انداز کوئے لاشون سے پاٹ دین، اُن دنون نواب بہادر کا قول یہہ تھا کہ مین ساکنان کرناٹک کے حق مین غضب آلہی کا آلہ ہون، بہرکیف جو جو اُسکی شمشیر برّان سے بچے، وے قید ہو ہو میسور پہنچے، ہزارہا ہندو بچے مقیّد باسلام ہو حیدری سپاہ کے زمرے مین داخل کیئے گئے، اور انگریزی اسیرون پر بتاکید یہہ حکم صادر ہوا کہ اِن نو مسلمون کو حرب و ضرب کے قواعد سکھلائین، الغرض لڑکون کو توختہ کر مسلمان سپاہیون مین داخل کیا اور لڑکیان کنیز، نوجوان سپاہیون کے ساتھ عقد کی گئین اور کتنی امیر زادون کی کنیزی مین دی گئین،

نواب بہادر آرکاٹ لے لینے کے بعد ویلور و انڈیواش پر میکائیل چنگلیپٹ کے محاصرہ کرنے کو متوجّہ ہوا، لیکن چونکہ اِن دنون مین جنریل سر ئیری کوٹ بنگالے سے سنہ خزانہ وافر و افواج جدید اور رسد بیشمار وغیرہ کے آپہنچا تھا اور سنہ ۱۷۸۱ جنوری کی ستر ہوین مدراس سے کوچ کر کے وانڈیواش کی طرف کمک کے لیئے روانہ ہوا، نواب بہادر جنریل موصوف کے آنے کی خبر سنتے ہی اُن حصارون کے محاصرے سے دست بردار ہو اپنا لشکر ہمراہ لے دور تر جا رہا، چند ماہ بخیر بیّت امن و امان سے گذرے کہ کچھ جنگ جدال درمیان مین نہ آئی اِس عرصے مین یہہ خبر وحشت اثر نواب کے گوش گزار ہوئی کہ جنریل سر آیر کوٹ ہیوس نے کالیکٹ اور منگلور پر تاخت کیا اور حیدری جہازی آلات و اسباب جو منگلور مین تھا سب کا سب تباہ و خراب کر ڈالا،

جون مہینے مین نواب نے شمالی صوبون کی جانب کوچ کیا اِس خیال سے کہ جنرل سر ئیری کوٹ جب بہہ حال سن کر اطراف مدراس سے ہٹ جاے تو ٹیپو سلطان کو ویلور محصور کرنے یا ترچناپلی کے قلعے کی یورش پر مامور کرے لیکن جب اِس پر بھی انگریزون کی فوجون نے نواب کا تعاقب نہچھوڑا تب اُس نے ایسا سمجھکر کہ اِس دھپ کا معاملہ خواہی نخواہی طول ہوگا لہذا مستقہ بھیڑ کی لڑائی اور جنگ سلطانی کی طیاری کی، اُس وقت نواب بہادر کے لشکر مین دم نقد چالیس ہزار سوار خونخوار اور ایک پلٹن ولایتی فرانسیسونکی گیارہ ہندوستانی مسیحیون کی، اکیس حرار بیدلون کی پلٹنین، اور عمدہ توپ خانہ اور بیحساب غارتگر سوارون کی جمعیت موجود اگتھی نہین سوا اُنکے تیس ہزار سوار جرار وکارگزار ٹیپو سلطان کے ہرکاب تھے، باوجود اِس انبوہ کے نواب بہادر چون جنریل سر ئیری کوٹ اور فوج انگریزی کی جوانمردی وہشیاری جانتا تھا، اپنے ایسی سرسری لشکر پر اعتماد نکر سلطانی جنگ کے لئے ایک موقع کی جگہہ ٹھہرا توپ خانے کی اوٹ مین مورچے طیار کر غنیم کے حملہ کرنیکا انتظار کرنے لگا،

جولائی مہینے کی پہلی پورطونوڈ کے قریب سر ئیری کوٹ بہادر نے برّی پھرتی اور دانوگھات سے فوج حیدری کو شکست دی، چنانچہ نواب اپنے خسر پورے میر علی رضا بہادر کو زخم کاری کی حالت مین اور تین ہزار کشتون کو عرصہ کارزار مین چھوڑ آیا، لیکن اُسکی کوئی توپ اور رسد کی گاڑی وہان نچھوٹی اِس جہت سے کہ اُسکے چارپائے نہایت زور اور وچالاک تھے برخلاف انگریزون کے، اِس شکست کے بعد نواب بہادر اپنا شکر آرکاٹ کے گردنوح مین لے آیا اور سلطان نے بھی بہ سبب واقع ہونے اِس حادثہ کے ویلور کا محاصرہ

چھوتر برسیبل تعجیل اپنے بد رجلیل القدر کی خدمت عالی مین آحاضر ہوا،
جنریل سر بُیری کوط جو شمال کی جانب گیا تھا ابتدا سے آگسط کو مقام
پالی گھاٹ مین بنگالے کی چھ ہند سبتانی پلٹن اور انگریزی گاند ازون کی ایک
جماعت جس مین کرنیل پیارس سپہدار تھا اور جو واسطے کمک کے بنگالے سے
روانہ ہوئی تھی اُسے آملی، تب جنریل بہادر واسطے محاصرہ کرنے
پیارسور کے جو ایک قلعہ ہی اُن قلعون سے جنھین نواب بہادر نے سال
گذشتے مین مسخّر کر کے اناج وغیرہ چیزون کا برا ذخیرہ وہان جمع کر رکھا تھا
روانہ ہوا، اُسی دن بہ قلعہ قبضۂ حیدری سے نکل گیا، بہ حال سن کر
میسوری سپاہیون کی ایک پلٹن جو کمک کے ارادے آئی تھی برنباکم کی
جانب جہان نواب بہادر کرنیل بیلی پر غالب آیا تھا پھر گئی، تب نواب نے اِس
جگہہ کو مبارک جان بہ قصد کیا کہ پھر اُس مکان فتح نشان مین طالع آزمائی کرے،
چنانچہ اسی منصوبے سے اِس مہم مین سعی و محنت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا،
مقام کے لئے جو جگہہ اُس نے تجویز کی بہت ہی محفوظ و مامون تھی، اپنی فوجون کو
چھوٹے چھوٹے پہارون پر اُتارا، جن کے دامن مین کئی گہری نہرین اور ندیان
جاری تھین میدان بھی درمیان مین وسیع تھا،
لشکر گاہ کے دہنے بائین سامھنے کتنے بھیانک و مہیب مورچے بنائے جن کے پیچھے
اور بھی دوسرے دمدمے طیار تھے اِن توپخانون مین فرانسیس لوگ سربراہکار
اور کارگزار اور بہت سے بیلدار بند کرنے مین راہون کے جہان سے
انگریزونکی فوجین گذرتی تھین سرگرم کار تھے،
ستایسوین آگسط نو ساعت کے وقت جنگ و حرب شروع اور شام ہوتے
ہوتے تمام ہوئی، افواج حیدری شکست پا کے پیچھے ہٹ آئی، فقط ایک

توپ اُن کی اُس میدان مین چھوٹ گئی مشیر لالی کہ توپخانے کا اہتمام اُسکے ذمّے تھا، نواب بہادر کے حضور مین درجۂ اعتبار سے اُتر گیا، چونکہ حیدر علی خان جانتا تھا کہ انگریزی فوج کو رسد کے لیئے مدراس کی طرف پھر آنا ضروریات سے ہی، یہہ سوچا کہ ایسے وقت مین جو اُس نواح پر تاخت تاراج عمل مین آے تو اُن پر رسد جمع کرنے کی راہ (سوائے دریا کے) بند ہو جاے، تب اُس نے قلعہ ویلور کے لینے کا عزم کیا، اِدھر تو افواج انگریزی کی چوکی پرچا بجا سواروں کے طلائے بھیجا اور تاکید کردی کہ غنیم کو اُن کے کوچ کے وقت راہمین روک کر تنگ کرین، اور جو رسد سے بھک نکلین اُنھین قتل یا گرفتار کرین، اسباب اور بہتر پر لوٹ لات مچاوین، اور غلّہ وغیرہ جو کچھ اُن کی راہ مین ہنوز بچا بچایا رہگیا ہو ضائع و تاراج کر ڈالین، اُدھر خود آپ پیدلون کا غول اور توپ خانہ ہمراہ کر اُس قلعے کو گھیر لینے کے ارادے روانہ ہوا، چونکہ شہر ویلور ایک نامی معمور دہی اور قلعہ اُسکا نہایت مضبوط اور سنگین چنانچہ خوف و ہراس کے ایّام مین کرناٹک کے فرمانروایون کا وہی ماسن و مقام رہتا تھا، اِنہین سببون سے نواب کے دل مین بڑی آرزو تھی کہ اُسے اپنے دخل مین لاے، لیکن چونکہ اِندنون اُسکے بہرے چوکی سے انگریزی سپاہی بہت ہی چوکس اور ہشیار رہتے تھے، اِس صورت مین برار مطلب اُسکا تب ہو سکتا تھا جب کہ دیر تک محاصرہ رکھنے کے سبب محصورون کو مجبور کرے اور رسد کی راہ بند کرکے اُنھین بے آب و دانہ بے بس رکھے، نظر برین سرکاری منصبدارون پر نواب نے یہہ حکم کیا کہ اِسطرح سے قلعے کو چارون طرف سے گھیر لین کہ کسی کو باہر بھیتر آنے جانیکا قابو نہلے، توپ خانے کے اہتمام دارون کو تاکید کیا کہ کسی نوع سے قلعہ گیری کے قانون کی فروگذاشت نکرین، الغرض

او اخر سپٹمبر مین قلعہ دارون پر بینوائی و گرانی نے زور کیا، اور جب یہ خبر کہ جنریل سر ئیری کوٹ بہت سی رسد لے حصار کی مخلصی کے لئے آتا ہی نواب بہادر کو پہنچی وہین وہ اپنے غارتگر سوارون کا غول محاصرے کی مہم مین چھوڑ آپ باقی افواج لے شولنگر کی طرف سدھارا، وہان پہنچکر اُس نے ایک موقع کی جگہ مین دہنے بائین کی فوجین بطور شایستہ آراستہ اور ہراول کو توپخانے سمیت جیسا کہ معمول ہی بڑی مضبوطی سے سامہنے کی جانب تعینات کیا، سپٹمبر کی ستائیسوین کو یہان انگریز لشکر لے غارتگر سوارون پر چڑھ آئے، حیدری فوج شکست کھا کر اُس مقام سے آگے بڑھگئی جنریل سر ئیری کوٹ فتح ہونے کے بعد وہان سے کوچ کر باشندگان ویلور کو سپاہ حیدری کے دست ستم سے بچا چنور کا قلعہ لے لیا، لیکن اُسکے پاس اِتنی سپاہ نتھی جو کچھ لوگ رسد لانے جائین اور باقی یہان لڑائی بھڑائی پر مستعد رہین، بناچار وہ اپنی ساری فوج سمیت رسد کے لئے مدراس چلا گیا اور فوراً نواب نے پھر ویلور کو گھیر لیا قلعہ والون کے پاس ایک ہی دن کی خوراک رہگئی تھی جو دسوین جنوری سنہ ۱۷۸۲ ع مین سر ئیری کوٹ سے پلٹ حیدری لشکر پر تاخت کر اُن کا محاصرہ اُٹھا دیا، باوجود اِسکے ہمت حیدری وحوصلے کا وہی عالم رہا، اِس کا کیا ذکر کہ اُن مین کچھ سستی و کمی آجاے چنانچہ تین ہی دن گذرے تھے کہ نواب نے پھر انگریزون کے لشکر پر جو نشیب زمینون مین ہو کر جاتا تھا تاخت کیا اگر اُس وقت پرا ور فوجین بھی کمک کو پہنچ جاتین تو گمان غالب تھا کہ انگریزون کی جمعیت مین بڑی پریشانی راہ پاتی، بہرحال ابھی اِس روداد پر بڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک اور نیا واقعہ درپیش ہوا، مجمل بیان اُسکا یہ ہی کہ نواب بہادر اطراف ملیبار مسخر کر لینے کے بعد انگریزون پر اِس جہت سے کہ تلیچری کے شہر اور

قلعے مین اُن کا دخل ہو گیا نت پیچتاب کھاتا تھا، خاص کر اِن باتون سے اُسے
بڑا رنج ہوا کہ دو مرتبہ انگریزون نے اُس شہر پر چڑھائی کی اور یہان سے
فرانسیسون کے ماہی نام قلعے پر بھی جو ممالک محروسہ کے ناف مین واقع ہی
تاخت کر کے لے لیا، اِسی لیئے اِس قلعے کا محاصرہ اور حفاظت کرنا طرفین کی
جنگ و حرب مین بڑا بھاری کام تھا سو بہت سے حیدری جوان اِس اطراف کی
پاسبانی مین تعینات تھے، سردار خان نامے سردار فوج نے اگرچہ سپہگری
کے داؤ گھات مین خوب ماہر تھا مگر اُس قلعے کے محاصرہ کر دینے مین بڑا زور
مارا یہان تک کہ ایکبار اُس نے قلعہ والون کو ایسا تنگ کیا تھا کہ وے اُسکے
خالی کر دینے پر مستعد ہو چکے تھے کہ اِس درمیان ماہ جنوری سنہ ۱۷۸۲ مین اُنکی
کمک کو بنبئی سے سپاہیون کے ایک گروہ نے جن مین میجر اینگڈر سرغنہ تھا
پہنچکر محاصرے کی فوجون کو ہٹا شہر کے آنے جانے کی راہ نکالی بلکہ جنوری کی
آٹھوین، فوج محاصر پر چڑھائی کر اُن کے مورچے ڈھا دیئے، سردار خان بے بس
ہو اپنے خویشون اور کچھ سپاہیون سمیت ایک پہاڑی کے اندر پناہ کے لیئے
جا گھسا، وہان بھی اپنے بچانے مین بہادرانہ کوششین کرتا رہا اُس وقت تلک کہ
خود اُسے بہت سے زخم کاری لگے اور اکثر اُسکے رفیق قتل ہوئے تب لاچار
اعدا کے نرغے مین گھر گیا انگریزون نے توپخانہ ذخیرہ اسباب جنگی اور سو
ہاتھی سب کا سب اپنے قبضے مین اور ڈیڑھ ہزار آدمیون کو گرفتار کیا اور
تلیچری کا محال اُسکی گرد نواح سمیت حیدری عمّال کے تصرّف سے نکال لیا،
فی الواقع اِس روداد سے نواب کے دل پر بڑا رنج گذرا، چونکہ اُس نے
مالیبار کی اطراف کو بجبر و قہر نائر کی قوم سے لے لیا تھا (جیسا کہ قدیم سے
بادشاہان کشور کشا کا دستور ہی) اُس سرزمین کے سردارون کو ہمیشہ

یہی فکر رہتی تھی کہ کسی نوع سے کچھ قابو ملے تا وے بے دغدغے و رعب پھر اپنے اصلی و تیرے پر زندگی کرسکین ' اسی عرصے مین مدراس کے ناظمون نے نئے سپاہیون کی نگاہداشت کا حکم دیا تا وے حیدری غارتگرون کے تاخت تاراج سے جنوب رویہ صوبون کی پاسبانی وحفاظت کرین ' اس نئی پلٹن کا جس مین دو ہزار پیدل آرھائی سو ہندوستانی سوار ' تیس میدانی توپ طیار تھی ' کرنیل بریتھوط جو لشکرکشی کے فنون مین نہایت ماہر تھا سردار ہوا ' اندنون یے لوگ کولبرم ندی کے کنارے رہتے تھے ' چونکہ یہ ندی ملک تنجاور کے اُتر کی سرحد اور حیدری ریاستون سے دور ہی ' اس لیئے اُنھون نے ادھر کے ناگہانی حملے کا کچھ وسواس و کھٹکا نہ رکھا ' لیکن نواب نامدار نے جو قابو کے وقت کا جویان رہتا تھا جھٹ پٹ ٹیپو سلطان کو چھیڑتے ہوئے کارآزمودہ بارہ ہزار سوار خونخوار و پیدل آٹھ ہزار اور فرانسیس کے چار سی جوان اور بیس توپون کے ساتھ یہہ حکم دیکر کہ کوچ در کوچ جاکر دفعتہً کرنیل بریتھوط کے لشکر پر توتے پڑے ' اُس طرف روانہ کیا ' چنانچہ حسب الحکم یہہ کام بخوبی تمام عمل مین آیا ' انگریزون کے لشکر نے قبل اسکے کہ طرف ثانی کے پہنچنے کی اُنھین خبر ہو اپنے تئین مرکز کے مانند چارون طرف سے حریف کے حلقے مین پایا ' یہہ جنگ بھی اُس لڑائی کے لگ بھگ ہی جس مین کرنیل بیلی نے شکست پائی ' القصہ سلطان شجاعت شعار نے سولہون فبروری کو پہلا حملہ کیا تھا اٹھارہون تک بھی اس لڑائی کا خاتمہ نہوا ' انگریزی پلٹنین سوارون کو بیچ مین کرمربعّ شکل قلعہ باندھکر کھڑی اور آگے ہر ایک صفون کے توپین لگی ہوئی تھین ' جب شاہزادے نے دیکھا کہ گولے اور گولیون کی مار کی ' دیرتک نوبت پہنچی اور سخت زدوضرب درمیان آئی تب اپنے سوارون کو غنیم پر اکبارگی ہلّا کرنے کا حکم دیا ' اگرچہ دے

حکم پاتے ہی بڑی دلاوری سے انگریزی لشکر کے پیادون پر توٹ پڑے لیکن غنیم کی طرف سے ایسی گولیون کی بوچھاڑ برستی تھی کہ نے وہان تک پہنچ سکے، گھبرا کر اِدھر اُدھر پاشیدہ ہو گئے،

بعد اِس واقعے کے، جب تین دن تک برابر بہادرون نے حملہ کیا اور کچھ موثر نہ ہوا تب مشیر لالی نے اپنے ساتھ کے فرنگستانی جوانون کی پرابندی کی اور حیدری سپاہون کو اپنی مدد کے لیئے مقرر کر بندوقون پر سنگینین چڑھا انگریزی لشکر پر جا گرا، اِس کارزار مرد آزما مین ہر طرف سے انگریزون کے لشکر پر شدت وکثرت سے گولیون کے اولے برستے تھے اور سوار حیدری تھوڑے فاصلے پر منتظر کھڑے تھے، کہ کھیت سے غنیم کی سپاہ کے پانون اُکھڑین تو اُنپر ہاتھ صاف کرین، آخر کو مشیر لالی نے فتح پائی اور ہندستانی سپاہی جو لڑ بھڑ کر ماندے ہو رہے تھے تازہ دم فرنگستانیون کے مقابلے کی تاب نلا کر بھاگ نکلے، تب اُنکو حیدری سوارون نے ہر طرف سے گھیر کر قتل عام کیا،

بیت

ہوا دشت مین اِس قدر کشت و خون
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون

اگر فرانسیس لوگ اُنکی جان بخشی مین کوشش نکرتے اُنمین سے ایک متنفس بھی جانبر نہوتا اگرچہ مشیر لالی کی اہلیت و انسانیت کے سبب بہت سے انگریزی عہدہ دار اِس قتل عام مین جان سے بچ گئے لیکن اُسے اِتنا مقدور نتھا کہ قید و بند شدید سے اُنھین رہائی دلواتا، چنانچہ وے سبکے سب سلطان موصوف کے حسب الحکم پیرون مین بیڑیان پہن سرینگپٹن کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہنچکر سخت قید و بند مین مقید کیے گئے بعد چند روز کے اور بھی بہت سے انگریز جنھین

مشیر دی سفرین نے پچاس توپ والے جنگی جہاز ہنیبال یا اور جہازونسے جو خلیج بنگالے مین بطریق تجارت آمد شد کرتے ہین گرفتار کیا تھا اُسی زندان مین داخل اور وہان کے اگلے قیدیون کے ساتھ سیاست و عذاب مین شریک کیے گئے ، اِس فتح کے ہونے سے نواب کمال مسرور و محظوظ ہوا اور اُسکا وہ منصوبہ کہ ناٹک لینے اور وہان سے غنیم کو نکال نے اور اُسکی حکومت پر اپنے ایک فرزند کے تئین بحال کرنے کا جو بہت دنون سے اُسکے دل مین تھن رہا تھا ، اِن دنون پانڈیچیری مین ایک بڑی فرانسیسی فوج کے (جن مین جنریل دی بھیمن سر لشکر تھا) پہنچنے کے سبب (اور یہہ فوج ایک ٹکڑی تھی اُس لشکر قہار کی جو ولایت فرنگستان سے اِس قصد پر کہ سرکار حیدری کے ملازم و شریک ہو کر ہندستان سے انگریزون کی بیخ کنی کرے روانہ ہوی اور ہنوز نہ پہنچی تھی) سر نو تازہ ہوا ، تب نواب اِسی دُھن پر اپنی میسوری اور فرانسیسی فوجون کو جلد تر قلعۂ گوڈلور کے مسخّر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اپریل مہینے کی آٹھوین کو وہ قلعۂ حیدری جو انون کو ہاتھ لگا بعد اِس کے اُن لوگون نے پرماکوئل کو بھی لے لیا ، ایک مہینا اِس پر نہین گذرا تھا کہ وے بڑی کد سے وانڈیواش کے محاصرہ کرنے مین سرگرم ہوئے ،

---

* آگسط مہینے سنہ ۱۷۸۳ مین مشیر سفرین نے پان سوانگریزي اسیر نواب بہادر کے حوالے کیا تھا ، جسکے سبب ہمیشہ کي بد نامي اُسکے نام رہي اور عذر جو اُسنے اپنے ایسے جرم صادر ہونے کے باب مین بیان کیا سو وہ یہہ ہی کہ میرا اِس مین کیا قصور ہی جس تقدیر مین کہ نہ تو میرے پاس اس قدر غلّہ تھا جو اُن بیچارونکي جانین بچاتا اور نہ مدراس کے ناظم اُن کے مبادلہ کرنے مین راضي تھے بھلا پھر مین کیا کرتا ،

سر ئیری کوط بہادر نے اعدا کی اِن فتحون کا ماجرا سن اور اُن کے آیندہ قصدون کی خبر پاکر انگریزی سپاہ کی جمعیّت سمیت اُس طرف کوچ کیا، اور اُسکو خوب یقین تھا کہ نواب بہادر بالفعل افواج فرنگ کی ایسی بڑی پشتی و مدد پانے کے سبب کمال قوی پشت ہوا ہی اور اُسکے نیچ کی فوجونکا بھی بڑا جماو ساتھ ہی، بیشک وہ جنگ سلطانی کرنے پر مستعد ہوگا، لیکن یہہ گمان جنریاں سر ئیری کوط کا غلط تھا، کیونکہ نواب بہادر ہشیاری اور تجربہ کاری کی راہ سے باوجود ایسی بھاری کمک کے بھی سنبھلے ہوئے تھے بھیڑ کی لڑائی مین جو کھم اُٹھانے کو مناسب نجان کر انگریزی فوجون کے پہنچنے کے پیشتر ہی لال پہاڑی پر ایک ایسے محکم مکان مین جو ہر طرح کے حملون سے محفوظ تھا چلا گیا، جب اُس انگریزی سپہسالار کا مطلب نہ نکلا تب اُس نے چاہا کہ جلد دشمن کو لڑائی کا اشتعال دے، یا اُسکے ساز و سامان جنگ اور رسد و غلّے کے گنجون کو لوٹ تاراج کر اُس کا جوش و خروش کم کرے، چنانچہ جنریاں بہادر نے اِسی ارادے سے آرنی کی طرف کوچ کر اُس قلعے سے پانچ کوس کے فاصلے پر آ مقام کیا، اب اِس حرکت سے اُسی امر کا اُسکو سامنا ہوا جیسے اُسنے پہلے ٹھہرایا تھا یعنے نواب اِس خبر کے سنتے ہی کہ سر ئیری کوط آرنی کے قریب آ پہنچا، ترنت لال پہاڑی سے اُتر کر اُس حصار کے بچاوے کے لیئے جہان جنگ و پیکار کے ذخیرے تھے چل کھڑا ہوا، چونکہ افواج انگریزی کو اُس جگہہ جہان سے آرنی کا قلعہ دکھلائی دیتا تھا پہنچتے دیر نہ لگی تھی کہ اُن کے پیچھے لگی سپاہ حیدری بھی آ پہنچی، بناچار دونون طرف جنگ کے لیئے صف آراستہ اور لڑائی شروع ہوگئی اسکے دوسرے دن دوپہر کے وقت فوج حیدری کی شکست

ہوئی، لیکن انگریزون کو فتح پانے کے بعد (اس لیئے کہ اُنکے لشکر مین کوئی رسالہ سوارون کا نتھا جو فراریون کے قتل و اسیر کرنے اور دشمنون کے پس ماندہ جنگی اسباب لوٹنے کے اِرادے اُنکا تعاقب کرے) کچھ فائدہ نہوا، اور نواب بہادر کا لشکر باوجودیکہ ہزیمت پاکے اُس مقام سے پیچھے ہٹ آیا، لیکن اُسکی مردانگی و بہادری کو گویا اِس شکست کی خبر بھی نتھی دشمنون پر اب بھی اُسنے اپنے رعب و داوکا وہی عالم رکھا، چنانچہ ایک ہفتہ اِس لڑائی پر نہ گذرا تھا کہ پہلے تو اُسنے اپنے چیدہ و چالاک سوارون کے ایک غول کو انگریزونکی لشکر گاہ کے قریب گھات مین بٹھلایا، بعد اِسکے کتنے اُونٹون اور بیلون کو بوجھ سمیت انگریزی یتاقدارون کی نظرون کے سامھنے سے لیجانے کے لیئے حکم دیا، تا اِنھین دیکھکر اُن مال غنیمت کے بھوکھون کے دل تاراج پر مائل ہو جائین، چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ طلائے کے عہدہ دار ایسا فریب شکار روبرو پاکے اپنے سپاہیون سمیت اُسے گھیر لینے کے ارادے دوڑ پڑے، پر اِدھر سے پھرنے وقت سبکے سب پنجے مین حیدری افواج کے جو گھات مین لگ رہی تھی آپ ہی شکار و گرفتار ہو گئے، ایک بھی اُنکے دام سے نہ بچا،

بہر لڑائی پچھلی صف آرائی تھی اُن جنگون سے جن مین وبسے دو نامی و گرامی دلاور نواب حیدر علی خان بہادر اور جنریل سر ئیری کوٹ نے بذات خود سر گرم حرب و نبرد ہوکر اپنی اپنی سپہسالاری اور جوان مردی کا کمال اور دلیری و مردانگی کا فن دوست و دشمن کو دکھلایا، حیف ہی کہ اِن دو شجاعان نامدار اور شیران بیشۂ کارزار سے ایک بھی اِس جنگ و پیکار کے بعد بہت دن نہ جیا، بلکہ جلد کئی مہینے مین ہر ایک نے جہان ناپایدار سے کوچ کیا، گمان غالب یہی ہی کہ چونکہ اِن دو دلیرون نے میدان حرب و ضرب مین از بسکہ تگ

دو دو اور جانفشانی و عرقریزی کی تھی بالکل اُن کی قوّتین زائل ہوگئی تھین اسی لیئے پیام اجل کا شنابی اُنھین پہنچ گیا، نواب حیدر علی خان نے مرھٹون اور نظام علی خان کے اتّفاق و ملاپ سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نپایا اور فرانسیسون کی طرف سے بھی جو جو اُس نے توقّع و امید کی تھی پوری نہوئی، بہرصورت جبکہ اُسے مرھٹون اور انگریزون کے مصالحے کی جو مے مہینے کی سترھوین سنہ ۱۷۸۲ مین واقع ہو اخبر پہنچی اور سواحل ملیبار کے محالون اور بندرون پر انگریزی افواج کے پچھلے حملون کا حال اُس نے سنا فوراً کرناٹک سے اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کو ایک بڑی فوج ہمراہ دے ممالک محروسہ کی حفاظت و حمایت کے لیئے روانہ کیا،

معمور ہونا سا غر حیات نواب حیدر علی خان بہادر کا اور رحلت کرنا اُس نامدار دلاور کا اس جہان بے ثبات و پر غرور سے عالم راحت و سرور کو اور ذکر اُسکے سیر حمیدہ و مآثر پسندیدہ کا مع بعضے دستور العمل اُس سکندر ثانی کے،

اُسی ایّام مین کہ نواب بہادر نے پھلچری کا بندوبست اپنے خاطرخواہ کر بسعادت و کامرانی مراجعت کی قضا کا رعارضۂ داء السّرطان جسے راج پھوڑا بھی کہتے ہین پشت پر اُس کی پیدا ہوا، طبیبان ماہر نے ہر چند اُسکے علاج مین جانفشانیان کین، لیکن اُنکے تردّد و تدبیر نے کچھ فائدہ نکیا، اور روز بروز بیماری نے ترقّی کی، آخر جب نو نہر مہینے مین نواب نے اپنے حال کو طریقۂ اعتدال سے بہت منحرف پایا تب لشکر گاہ کے شور و فریاد سے احتراز کر شہر

آرکاٹ مین سکونت و اقامت اختیار کی، اور بڑی ایش بینی و ہشیاری سے ملکی اور مالی کامون کے بند و بست کے لیئے جا بجا فرمان روانہ کیئے اسی مابین مین جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ جنریل کوٹ بہادر اس مقام فانی سے کوچ کر گیا، اِس خبر کو سن نواب نامدار نے افسوس کیا اور فرمایا کیا ہی بہادر و عاقل تھا، خدا اُس کی مغفرت کرے، بعد اُسکے حضوری مقربون نے مزاج عالی کا اور رنگ دیکھکر عرض کی کہ چون اندنون طبیعت حضرت کی جادۂ اعتدال سے منحرف ہی شب و روز بنفس نفیس امورات جلیلہ کی اہتمام مین اشتغال رکھنا سبب زیادتی مرض کا ہوگا اسلیئے صلاح دولت یہہ ہی کہ شاہزادہ عالی گوہر کو حضور مین طلب فرمائیئے تا ممالک محروسہ کا انتظام و بند و بست قایم و برقرار رہے، نواب نے اُن کے التماس کو قبول و پسند کر ایک شقّۂ خاص شاہزادے کے نام اِس مضمون سے ترقیم فرمایا نور چشم راحت جان پدر، در صورتیکہ تم کو اُس نواح کے متمرّدون کی تنبیہ و تادیب سے قرار واقعی جمعیّت خاطر اور اطمینان کلّی حاصل ہوئی ہو تو چشم پدر کو اپنے دیدار راحت آثار سے جلد روشن و منوّر کرو اور اگر کچھ کمک اور فوج کی احتیاج ہو تو اُسکا حال گزارش کرو، دوسری صبح کو خود بدولت نے جمیع ملازمون کو سرکاری خزانے سے ایک ایک مہینے کی تنخواہ انعام دی ذی حجّہ کی سلخ کے دن کہ آخری روز گیارہ سو چھیانوّے سن ہجری کا تھا نواب بہادر نے حاضرین مجلس سے پوچھا آج کون سی تاریخ ہی، اُن لوگون نے التماس کیا قبلۂ عالم آج ماہ محرم کی چاند رات ہی، بعد اِس کلمہ کلام کے نواب ہمایون القاب نے غسل کر تبدیل پوشاک کیا اور کچھ پرکھکے دست مبارک کو منہ پر پھیر بستر خاص پہ آرام فرمایا، اور اُسی وقت

دس ہزار سوار جرّار شمالی آرکاٹ کے راجاؤن کی تنبیہ کے واسطے اور پانچ ہزار سوار نواح مدراس کی پاسپانی و محافظت کے لیے روانہ کیا چند ساعت بعد اُسی شب کو کہ سن ۱۷۸۲ کے دسنبر مہینے کی چھٹی تھی ست ستّہ برس اور دوسرے قول سے ستاسی برس کے سن مین اُس بہادر عالی مقام اور حید رذوالاحتشام کی روح بافتوح نے قالب عنصری کے آشیانے سے پرواز کر نشیمن دارالسّلام کو اختیار کیا، کارپردازان سلطنت اور امیران مملکت نے اِس لحاظ سے کہ سر دست فاش ہونا اِس واقعہ ہولناک کا خلاف مصالح ملکی ہی، کئی روز تک اُس خبر کو بڑی ہشیاری سے مخفی و پوشیدہ رکھا اور اُسکے جنازے کو خفیہ سر برنگپٹن پہنچایا، اور وہان بڑی عظمت و شان سے مقبرۂ عالیشان محکم بنامین لال باغ کے، جو ایک عمدہ باغ بادشاہی ہی اُسے مدفون کیا،

آثار برگزیدہ اور اطوار سنجیدہ نواب نیک ذات کریم نہاد کے جو اِن انگریزی اور فارسی معتبر کتابون سے (جیسے نشان حیدری سیّد حسین کرمانی، فتوحات حیدری لالہ بھیم نرائن دہلوی، فتوحاتّ برطنیہ ملا فیروز پارسی، حمید خانی منشی حمیدخان ملازم گورنر جنریل لارڈ کارنوالس بہادر، تواریخ منشی عبدالحق ملازم کپتان کنوی بہادر) نقل کئے گئے ہین،

محاسن ذاتی اُس ستودہ صفات معدن فیوضات کے حیّز تحریر و حوصلۂ تقریر سے زیادہ ہین فی الواقع نواب حیدر علی خان بہادر سے اکثر بڑے بڑے عمدہ کام وقوع میں آئے ہین کہ تابفضاے عالم صفحہ روزگار پر پایدار رہینگے،

نواب مغفور دم بھر بھی بیکار و جنگ اور توپ و تفنگ کی طیّاری بن بیکار نرہتا
اُس یگانۂ زمانے کے اقوال مردانے سے ایک یہ بھی کہ مرد بہادر سر بے تن کا
اُچھلنا اور تن بے سر کا تڑپنا دیکھکر جیسا شاد و مسرور ہوتا ہی ویسا دیکھنے سے
بازی و رقص سے زنو کے نہین ہوتا' اور توپ و تفنگ کی آواز' لاکھ درجے اُسکو
زیادہ خوش آیند معلوم ہوتی ہی آہنگ سرود و ساز سے' دوسرا یہ کہ عمدہ ترین
نشستگاہ مردون کے لئے' خانۂ زین ہی لڑائی کے دن' اور یہ کہ جہان مین' روز
فتح کی جشن سے زیادہ کوئی شادی نہین' اکثر ذکر مذکور مین فرمایا کرتا جو آپ
سا ایک شخص اور پاؤن تو تائید الٰہی سے عرصۂ قلیل مین ہفت اقلیم کو
زیر فرمان اور جہان مین رواج دیئے سے دین محمدی کے عمر فاروق کا سا
دور آشکار و عیان کرون' اور یہ بھی فرماتا کہ ہم کو اِسکا غم نہین جو بعضے
ہمین اُمّی کہتے ہین' کیونکہ حضرت ہادی و شافع اُمم' ہمارے نبی بھی
تو اُمّی ہی تھے' یہ بھی ارشاد کرتا کہ مجھ ایک جاہل سے ایسے ایسے کار نمایان
وقوع مین آئے کہ ہزارون عالم فاضل سے ایک بھی ویسا نہ بن پڑا' حق تو یہ ہی
کہ نواب غفران پناہ حیدر علی خان بہادر نے اشتباہ اُن نامور امیرون اور
جلیل القدر رئیسون مین ایک ہی ہوگذرا جو سرزمین ہندستان مین قدیم زمانے سے لے
آج تک جلوہ گاہ شہود و وجود مین آئے' پلّا فتوحات حیدری کا کچھ فتوحات تیموری
و نادر شاہی سے جھکتا اور کم نہین باوجودیکہ فضائل ظاہری اور علوم رسمی سے
عاری تھا' لیکن چونکہ ہمّت اُس کی بلند اور طبیعت ارجمند تھی اِس جہت
سے سپہگری اور ملک گیری کے داؤ گھات اور جہانبانی و بادشاہی
کی رسم و رسومات کو خوب اخذ کیا تھا' چنانچہ اُس نے اپنے تئین عزم استوار
اور حوصلۂ عالی کی رہنمائی سے اوج سلطنت پر پہنچایا' عادل دادگر برتبہ کہ ہرطرح

کے خلاف و خصومت مین فتوا عدل کا جاری کرتا، والا نہادی اور مرحمت ذاتی کی جہت اہل زراعت اور ارباب تجارت کے تقویت دینے مین دل و جان سے کوشش کرتا، رعایا کے ساتھ نرمی و ملایمت سے پیش آتا، مگر سپاہیون پر شکری آئین و قانون کے باب مین بڑی تاکید و قدغن فرماتا، اور سخت جد و کد عمل مین لاتا، مفسدون اور شورشیون کی تنبیہہ و سیاست مین حد سے زیادہ تند مزاج، دشمنون کے ساتھ انتقام لینے و سزا دینے مین جبّار و قہّار، کج فہم اُس پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ نجومیون کی قول پر چلتا ہی اِس لیئے کہ نوروز اور دسہرے کے دن آئینہ محل میں جشن شاہانہ اور بزم ملوکانہ آراستہ کرآتشبازیون کا تماشا اور پارھون کی آپس مین لڑائیان، بھینسون کی باہم زور آزمائیان پیلان کوہ پیکر کے حملے ایک دوسرے پر، اور پہلوانون کی کشتیان مایکدیگر دیکھا کرتا، اور اپنی فوج کے بہادر سپاہیون کو بکتر پہنا رپچھون سے اور بعضے دلاورون کو اُن کی خواہش و درخواست کرنے پر شیر ببرون سے لڑوانا، احیاناً اگر وہ جوانمرد اِس کشتی مین شیر پر غالب ہو کر اُسے مار ڈالتا تو تو نواب بہادر اُس دلاور کو اضافہ و خلعتین گرانمایہ اور انعام دیکے نہال و مالا مال کردیتا، اور در صورتیکہ بالعکس اِس کے وہ حیوان اِس پر غالب و مسلّط ہوتا تو فوراً تفنگ اِس انداز سے سر کرتا کہ گولی اُس کی شیر کے سر پر پہنچ جاتی وہ تو اُسی دم سرد ہو جاتا اور وہ مرد صحیح و سالم اُٹھ کھڑا ہوتا، واقعی نواب والاجناب آلات جنگ کی ورزش و مشق اور درست شست لگانے اور بیخطا نشانہ اُڑانے مین اپنا ثانی و نظیر نرکھتا تھا، اپنے قلمرو بھر مین بتپا رگرہ برچور اُچکے کا نام و نشان بھی باقی نرکھا تھا، جب کہین کسی مہم پر فوج بھیجتا زنہار اُسے غافل نرہتا، بلکہ ہمہ جہت اُسکی تائید و تقویت روپیہ اور سامان جنگ علوفہ و رسد بھیجنے سے واجب و

لازم جانتا، حق تو یہ ہی کہ نواب مغفور اپنے عصر کا ایک امیر کبیر اور رئیس بے نظیر تھا، دولت و اقبال نے یہ سارا کرّ و فر اُسکی ذات باکمال سے پایا، نہ اُس نے اُن کے سبب یہ ناموری و شہرت پیدا کی، شجاعت و پردلی کہ اُسکے قوّت بازو سے مرتبہ ملا، نہ اُسکو شجاعت و پردلی سے، بیم و ہراس اُس ہلاکو سے دوران کی آمد آمد کا، چینا پتن اور مدراس وغیرہ ملکون کے صغیر و کبیر برنا و پیر کے دلون مین اس درجے بیٹھ گیا تھا کہ وے بھاگنے کے لیے ہر آن آمادہ و پابرکاب رہتے، انگریزون کی بھی روحین اُسکے حملہ کرنے اور توپ پڑنے کی دہشت سے کانپتی ہی رہتی، یہان تک کہ اُن کی جانون کو کھانے پینے کے لالے پڑ گئے تھے، اکثرون کا تو یہ حال تھا کہ سوتے مین ڈر کر حیدر حیدر حیدر حیدر یعنے حیدر کے گھوڑے حیدر کے گھوڑے کہتے ہوئے چونک پڑتے، فی الواقع اُن دنون صاحبان انگریز کے دلون پر رعب اُسکا ایسا چھا گیا تھا کہ ہر گھڑی اُس کی طرف سے ایک کھٹکا اور دغدغہ اُن کو لگا ہی رہتا اور ہر آن اُسکے ذکر سے خالی نہ رہتے نامی انگریزون کی زبانی معلوم ہوا کہ اُن کی ولایت مین جو لڑکا بہت روتا اور مچل پڑتا کھلائی دائیان حیدر کے نام سے اُسکو ڈراتین کہ وہ دیکھ حیدر چلا آتا اور ابھی پکڑ لیجاتا ہی، اور یہ حد مرتبہ خوف کا ہی، شاید کہ نادر شاہ کی بھی اتنی ہیبت نہوگی، فوج کی پرورش و تربیت کرنے مین وہ بہادر امیرون و زیرون سلاطینون سے گوے سبقت لیگیا تھا، اُس کے وقت مین رعیّت اور لشکری ہزاری بزاری زمانے کے حادثون سے بہ امن و امان فارغ البال خوش گذران رہتے، بندوق چلانے کے فن مین ایسی مشق اُس نے بہم پہنچائی تھی کہ گولی اُسکی بندوق کی مثل شہاب ثاقب بے خطا سینہ اخوان شیاطین کا جلا دیتی، نیراندازی مین بھی

ایسا قادر انداز و کامل تھا کہ شب دیجور مین بنوک خدنگ چشم مور کو چھید نا، پھنکیت ایسا کہ اُس کی سنان کی دہشت سے مچھلیان پانی مین زرہ پوش دہتین، نلوریا اس طرح کا کہ اُس کی شمشیر برق آہنگ کے ڈر سے گینڈے سپر بدوش پھرتے،

جودت ذہن اور تیز حسّی اِس درجے رکھتا تھا کہ خواب فراموش کی تعبیر بیان کرتا، رعیّت نوازی اور خلق اللہ کی پاسبانی پدر مہربان کی طرح کرتا، بلند حوصلہ اور عالی ہمّت ایسا کہ ادنا چیزون کے عوض تاجرون کو جو مدّاح اور مشہور کرنیوالے نام نیک کے ہین قیمت اعلا عنایت فرماتا، سوداگر لوگ جو اُسکے حضور مین گذرانے کے ارادے گھوڑے لاتے قضا کا راگر راہ مین کوئی گھوڑا مرجاتا اور وے فقط اُسکی دم اور کان ہی لاکر درپیش کرتے تو اُسکے بدلے اپنے منہ مانگے دام کا نصف سرکار سے پاتے، قدردان اتنا بڑا کہ اگر سپاہیون مین سے کوئی کچھ بھی دلاوری اور بہادری کا کام کرتا تو اُسکو خلعت و جاگیر اور عمدہ جواہر و نقود انعام دے کر سرفراز کردیتا، لشکریون و سپاہیون کا مشاہرہ مہینے مین دوبار تقسیم کرتا، جرأت و جلادت ایسی رکھتا تھا کہ صف اعدا مین ہرچند وے ریگ صحرا اور ستارے کی طرح بیشمار ہوتے، آفتاب یکّہ تاز کی مانند گھس پڑتا، متوکّل ایسا کہ پہاڑ اور جنگل کے درمیان فتّاح حقیقی کے افضال پر قوی دل رہتا، ملک بالا گھاٹ مین جہان کچھ فتنہ و فساد کی بنیاد قایم ہوتی فوراً اُسے اپنے عزم درست کی قوّت سے بیخ بی تمام مستاصل کردیتا،

مہذّب اور ادب دان ایسا کہ اُس کی محفل ہمایون مین دخل کیا کہ بیہودہ سرایون اور بیہودہ گویون کو بار ملے، صاحب رعب ایسا کہ مجال کیا کہ کوئی

اُسکی جناب مین بے رخصت کچھ چون و چرا کرسکے یا لب کھولے، رحیم دل اور غریب نواز ایسا کہ سلطان محمود غزنوی کی طرح اپنے دار السّلطنت کے کوچے گلیون مین شب گردی کرکے روزینہ اور وجہ گذران فقیر محتاجون اور مسکین مفلوکون کو بانٹتا، ملازم پروری کا اُسکے یہہ حال تھا کہ جان نثار خدمتیون کو اُن کے ساز و سامان کے واسطے ماہیانہ شرح مقرّری کے علاوہ اور بھی روپیہ اشرفی عنایت کیا کرتا،

صولت اور سطوت کا اُس کی یہہ عالم تھا کہ جو کوئی سرکش تکبّر کی راہ سے بغاوت کا سر اُٹھاتا تو برق خشم اور طوفان قہر اُس کا بنا کی طرح اُسکے سر پر آپڑتا،

فراست اور قیافہ شناسی مین ایسا درست مدرک تھا کہ معاً دیکھتے ہی آدمیون کی ذاتی کم ظرفی و بدگوہری اور اُن کی خلقی عالی منشی اور نیک نہادی معلوم کرلیتا،

ذہن و ذکا مین بھی ایسا موصوف و مستثنا تھا کہ رائے صحیح اور طبع سلیم کی رسائی سے ارباب جوانح کے مقاصد و مطالب تک بے کہے اُنکے پہنچ جاتا،

میر عبّاس علی، اُس منصف مزاج کے ایکدن کا ماجرا زبانی غلام علی خان کی جو مقرّب مصاحبون سے تھا اِس طرح بیان کرتا ہی کہ سفر کے ایّام مین جب نواب بہادر فوج کشی کی زحمت کے بعد دن کو قدرے آرام و قیلولہ کے لئے مائل استراحت ہوتا، تو مین اکثر اُسکے پلنگ کے قریب خیمے کے اندر حاضر رہتا، ایکبار ایسا اتّفاق ہوا کہ نواب حالت خواب مین گھبرا کر چونک پڑا، مین دیکھکے حیران ہوا کہ آلہی خیر کیجیو، بعد بیدار ہونے کے حضور مین یہہ حال پر اضطراب مین نے کہہ سنایا اور حقیقت اُس خواب کی پوچھی، نواب عالیجناب نے میرے جواب مین اِس

طوطی یہ ارشاد فرمایا ای رفیق محرم میری اس سلطنت سے جسکے بہت حاسد ہین ایک بھکھ منگا جوگی زیادہ خوش حال ہی، جو چین سے دن رین مگن رہتا ہی نہ دن کو اُسے کچھ دشمن کے مکر و فریب کی پروا نہ رات کو لٹیرے قزاقون کا کھٹکا، سوتے جاگتے سدا عیش و آرام کرتا ہی،

کہتے ہین نواب حیدر علی خان بہادر کا سنجن تکیہ تھا کہ خفگی اور غضب کے وقت خادمون کو لونڈی کا یعنے باندی بچا کہہ بیٹھتا، علی زمان خان نے ایک دن خلوت مین عرض کیا گستاخی معاف بڑون کے منہ سے ایسے چھوٹے لفظ کا نکلنا ناز یبا ہی، اُس عالی منش نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سب کنیزک زادے ہین بی بی کی طرف سے صرف حسنین علیہما الصلوٰۃ والسلام تھے کہ حضرت جناب خاتون دو جہان سیدۃ النسا کے بطن سے پیدا ہوئے،

اُس جلیل الشان کی فیافہ شناسی اور دور اندیشی کے آثار سے ایک یہ ہی کہ اپنے فرزند ٹیپو سلطان کے حق مین کہا کرتا، حیف کہ وہ عالی طبع اور بلند حوصلہ نہوا، ایک دن شاہزادے نے ناگاہ کئی انگریزی سپاہ کو پکڑ کے جبراً اپنے سامھنے اُن کے ختنہ کرنے کا حکم کیا، نواب نے جو یہ حال سنا، اُسے کمال ملال و ناگوار گذرا اور فرمایا کہ یہ سفاک مجھسے سلطنت پا کے ہاتھ سے کھو بیٹھیگا،

نواب منغور کی والا نہادی اور عالی منشی کے آثار سے ایک یہ ہی کہ اُس کے ملک و لشکر مین ہر مذہب و قوم کے آدمی فراغت سے بے پروا بود و باش کرتے، اِس مادے مین کبھی کسی سے کچھ پرسش و پرخاش نکرتا، اُس کے حضور ذہن و قوت حافظے کا یہ حال تھا کہ جدے جدے کام کو ایک ہی وقت مین انجام کرتا، اِدھر تو منشی کو نامے لکھنے مین ارشاد فرماتا اُدھر جاسوس کی زبانی اخبار

سنتا، علاوہ اہل کاروں سے بھی اُسی حالت میں پیچ در پیچ معاملے مقدمے کا سوال جواب کرتا سنا تھا اسکے اپنے بعضے ملازموں کو موافق اُن کی خدمتوں کے تعلیم وارشاد فرماتا جاتا،

مجرموں قصوروں کی تادیب و تعذیب کے لئے ہمیشہ درد ولت پر دو سو نیچی کوڑے لیئے حاضر رہتے سیاست کے وقت ہر قسم اور ہر درجے کے مجرم برابر تھے، کیا اُمرا کیا خواص اور کیا عوام لوگ،

اُس کے تمام قلمرو بھر میں یہ بھی ایک طریقہ پسندیدہ جاری تھا کہ ہر یتیم و بیکس کے حال پر جن کے والی و سرپرست نہوتے سرکار عالی سے غور پرداخت کی جاتی، بعد اِس کے بڑے لوگ سپہگری کے فنون تعلیم پاکر اُن سپاہیوں میں جو یتیموں کی فوج مشہور تھے بھرتی کیئے جاتے اُس کی رحلت کے وقت وسعت اُس کے ملک کی، سوائے محالات مفتوحہ ملک کرناٹک کے اسّی ہزار انگریزی میل مربّع پر مشتمل تھی،

ممالک محروسہ میں اُسکے، ہزار قلعے تھے، اور جس شہر و قلعے کو مسخّر کرتا تو اُسکی تاسیس و ترمیم کے لیئے سر نو لاکھون روپی بید ریغ صرف کرتا، چنانچہ ہنوز اکثر زمین دوز و کوہی قلعے بائین گھاٹ وغیرہ کے شاہد و ناطق عدل اِس بات کے ہین،

باج وخراج سے ممالک محروسہ کے سالیانہ تین کرور روپی بعد منہا کرنے ملکی وفوجی وخانگی اخراجات وغیرہ کے خزانۂ عامرہ میں داخل ہوتے تھے، صرف سپاہ کی جمعیّت تین لاکھ چوالیس ہزار تھی علاوہ اُسکے شاگرد پیشہ وغیرہ تھے،

ثقہ لوگون کی زبانی جو دیکھنے والے اُن واردات و حالات کے ابتک بقید حیات موجود ہین یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہی کہ وہ مغفرت پناہ خزانہ دفینہ پیش

قیمتی جواہرات و مروارید اور سونے روپے کی اینٹین اس قدر رکھتا تھا کہ حساب اور تولنے کے وقت من اور خروار سے مثل غلّے کے وزن وشمار کیے جاتے تھے،

فوج اور توپ خانہ تو خدا نے جیسا اُس مغفور کو عطا کیا تھا اُسکے معاصرین بلکہ قدیم کے امیر و سلاطین کے پاس بھی کم ہی کم تھا، انجام کار ایسا صاحب ثروت ذوالقدار سارے ساز و سامان سلطنت و اساس و اسباب دولت کو جنھین برسے جبر و قہر سے لیا و جمع کیا تھا، مجبوری و بے بسی کی حالت مین سب چھوڑ گیا اور اِس جہان ناپایدار سے افسوس و حسرت ہی لے گیا،

بیت

جہان گرد کردم نخوردم برش
برفتم چو بیگانگان از سرش

نصب نامہ نواب مغفرت مآب
حیدر علی خان بہادر کا،

شرافت بنا امارت دستگاہ حسن بن بجبی کہ عرب کے امیرون اور قریش کے رئیسون مین محبوب اور امانت و دیانت کی صفت سے موصوف اور جمال صورت و کمال معنی کے سبب معروف تھا بیانیس برس کے سن مین شہنشاہ اعظم خاقان معظّم سلطان روم کے حضور سے حرمین شریفین کے عہدۂ شریفی پر مامور و مقرّر ہوا، اُس عالی گہر کی نسل سے، دریاے ثروت کے دو گوہر شاہوار محمد بن حسن اور علی بن حسن پیدا ہوئے، علی بن حسن کا تو دس ہی

برس کے سن مین پیمانۂ عمر معمور ہو گیا، اور محمد بن حسن ایک فرزند طالع بلند احمد بن محمد نام یادگار چھوڑ آٹھ سو چھہتر ہجری مین گلزار جنت کا راہی ہوا، اِس حادثے کے ایک برس بعد، باپ بھی ان کا حسن بن یحییٰ شریف مکّہ منوّرہ اپنے ترکون کے رنج والم مین رمضان شریف کی پندرھوین پنجشنبے کی رات کو سنہ آٹھ سو پچھہتر ہجری مین اِس منزل فانی سے ملک جاودانی کی طرف کوچ کر گیا، جب یہہ خبر بارگاہ خلافت پناہ مین قیصر روم کے پہنچی تو داؤد پادشاہ کے نام پر یرلیغ قضا تبلیغ شریف مکّے کے مقرّر کرنے کے باب مین صادر ہوا، اُس نے احمد بن محمد کو باوجودیکہ اُن دنون پندرہ برس اور حفدار اُس عہدے کا تھا کم سن جان کے اُس کی جگہہ مین سیّد عبد الملک بن ابو عبد اللہ کو کہ فصیح زبان اور عالی خاندان تھا خادم مکّہ مقرّر کیا، احمد بن محمد کہ جوان دلاور اور شجاع باعقل وہنر تھا یہہ ماجرا دیکھہ وہان سے برخاستہ خاطر ہو کر جلد ملک یمن کی طرف چل کھڑا ہوا، کچھہ دنون عدن مین ٹھہرا پھر شہر صنعا مین جا وہان کے فرمانروا کی ملاقات سے مشرّف اور اُس کے متوسّلون کے زمرے مین منسلک ہوا، بعد چندے والی صنعا نے جب اُس کے حسب ونسب کی پنجو بی اطّلاع پائی اور اُسے صورت وشجاعت مین بے نظیر دیکھا تو اپنی ترکی کو اُس کی زوجیّت مین دی اور بالکل امورات ملکی و مالی کا انتظام وابند وبست اُس کے اختیار مین کر دیا، بیس برس اِس نکاح پر گذرے تھے جو اُس نے مرض موت کی حالت مین سب ارکان دولت کے سامنے اپنا ایک لڑکا بھی جو پانچ برس کا تھا داماد کو سپرد کر وصیّت کی کہ جبتک یہہ جوان نہوا اِسے اپنے فرزند کی طرح تعلیم وتربیت کرنا اور ملک کے نظم ونسق اور رعیّت کی رفاہیت مین ایسی سعی وکوشش بجالانا کہ کوئی فرمان برداری

کی راہ سے قدم باہر نہ نکالے ' القصہ بعد انتقال فرمانروائے صنعا کے تیرہ سال تک احمد بن محمد ملک کے ضبط ربط مین شرایط عدل و انصاف کو بجالاتا رہا ' ایک دن شیخ سالم بخرانی جو اِس سرکار کے ایک معتبر ملازمون سے اور ظاہراً دنیاسازی کی راہ سے احمد بن محمد کا دوست لیکن حقیقت مین اُس کے خون کا پیاسا تھا ' حاکم صنعا کے بیٹے پاس گیا ' اور احمد کی طرف سے بہانتک شکایت کی کہ اُس نوجوان کے دل پر کچھ میل آگئی ' تب اُس حیلہ گر نے چاپلوسی و خوشامد کی باتین شروع کر اُس سادہ لوح کے سامنے یہ عہد کیا کہ آپ کو سلطنت موروثی پر بٹھانا اور احمد کا قتل کرنا میرے ذمے ہی اِس شرط پر کہ مجھے سپہسالاری کا عہدہ ملے ' اُس لڑکے نے بھی اِن باتون کو غنیمت جان کے مان لیا ' تب تو وہ مکّار اِدھر شکر کے سردارون اور سپاہیون کے ساتھ لگاوٹ ملاوٹ کرنے اور اُدھر احمد بن محمد کے حضور مین ظاہراً خیر اپنی دلسوزی و متابعت دکھلانے لگا ' ہر ایک کام پر نہایت مرتبے مین دوڑ دھوپ کرنا ' مگر ہمیشہ ' وقت قابو کی تاک مین رہا کرنا ' ایک برس اِسی تگاپو و جستجو مین گذر گیا ' آخر سن نو سو گیارہ ہجری مین اُس بدنہاد نے فرزند والی صنعا کی مشورت سے اُس بچارے معصوم صفت کے قتل کا دن ٹھہرا زہر کی بھری ایک تلوار سمیت دربار عالی مین نذر گذرانے کے بہانے حاضر ہو کر اُسی تلوار زہردار سے اپنے سردار کا سر کاٹ خوشی و افتخار کی راہ سے یہ احوال والی صنعا کے لڑکے کو جا کر کہہ سنایا علاوہ یہ بھی عرض کی کہ داناؤن کا قول ہی کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن کار خردمندان نیست ' مناسب ہی کہ اِسی دم اُس ظالم کا بیٹا محمد بن احمد حضور مین بلایا اور مارا اور مال و اسباب اُس کا غرق کیا جاے ' قضارا قنبر نام ایک حبشی اُس شہید بیگناہ کا غلام وہان حاضر تھا ' جو نہین

اُس بیدرد کے منہ سے یہ بات اُس نے سنی نمک حلالی کی جہت سے اُسکو ایسی غیرت آئی کہ مجبوری سے لے قرار ہو کر ریحان نامے ایک دوسرے غلام سے جو اُس کے پاس کھڑا تھا کہنے لگا کہ بھائی، آقا کا حق نمک تبھی ہم سے ادا ہوگا کہ جس طرح ہو توشتاب تر محمد بن احمد کو جو ہمارا مخدوم زادہ ہی اعدا کی نظر بچا کر راہ لے بغداد کی جانب لے نکل اور مین بھی انشاء اللہ المستعان اُس نطفۂ حرام سے اپنے منیب بالطف و احسان کے خون ناحق کا عوض و انتقام لیکر بشرط حیات وہان آ پہنچتا ہون اور اگر نہ پہنچا تو جانیو کہ آقا کے قدم پر اِس خاکسار کا سر تصدق ہوا، خیر جب ریحان وہان سے روانہ ہوا تو شیخ سالم بھی محمد بن احمد کے گرفتار کر لینے کو چلا کہ اتنے مین قنبر نے پیچھے سے آ کر ایک گھونسا اِس زور سے اُسکی گردن پر مارا کہ وہ بداصل گر پڑا تب اُس وفادار حبشی نے تربت پیتھ پر چڑھ اُسی کی شمشیر سے سر اُس شریر کا کاٹ ڈالا اور چاہا کہ اپنے تئین اُس مخمصے سے بچاوے لیکن شیخ کے ساتھ والون نے اُس بیچارے کو تیغ و خنجر سے پارہ پارہ کیا، اُدھر ریحان نے محمد بن احمد کو کہ اُندنون تیرہ ہوین برس مین تھا جا کر اُسکے باپ پر جو مصیبت گذری تھی کہہ سنائی اور فی الفور اُسے ایک گھوڑے پر چڑھا دوسرے پر آپ چڑھ پہاڑون کے رستے بغداد کی راہ لی اور دھاوا مار دجلے کے پار ہو شہر مین طاہر افندی کے گھر لے پہنچایا، افندی مذکور نے اُس رئیس زادے کے اطوار سے آثار سرداری نمایان دیکھ اپنی لڑکی اُسے بیاہ دی، اُس صالحہ کی طرف سے تین لڑکے عبدالوہاب عبدالرزاق عبدالغنی پیدا ہوئے، باقی قضا نے سنہ ۹۶۸ ہجری مین محمد بن احمد کے پیمانۂ عمر کو ستر برس کے سن مین معمور کیا، عبدالوہاب بڑا لڑکا اُس مغفرت مآب کا اور منجھلا عبدالرزاق دونون لاولد مرے، مگر عبدالغنی سب سے چھوٹا جسکی آغا محمد طاہر

نام ایک سوداگر کی لڑکی سے شادی ہوئی تھی، ایک بیٹی و ایکبھی بیٹا چھوڑ، سن ایک ہزار تیس ہجری مین اپنی موت مرا، ابراہیم اُسکا بیٹا بھی جسنے اپنے باپ کی طرح تجارت کا کاروبار پھیلایا تھا، سنہ ایک ہزار ستیچالیس ہجری مین تین لڑکی ایک لڑکا حسن بن ابراہیم نام یادگار چھوڑ ملک عدم کو سدھارا چونکہ حسن ابراہیم کے مرنے وقت ایک برس کا تھا کاروباری گماشتون نے اُس کے باپ کے نقد و جنس پر ایسا خورد برد کا ہاتھ صاف کیا کہ اُس کے بالغ ہونے تک دو تین ہی ہزار روپی بچے تھے، تب وہ صاحب غیرت کہ بارہا اُس شہر کے وضیع و شریف کی زبانی اپنے بزرگوارون کی تونگری کا حال سنا کرتا تھا تہی دستی کے سبب اُس شہر مین رہنے کو نامناسب سمجھ اپنی مان بہنون سمیت ہندستان کی طرف روانہ ہوکر اجمیر مین خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ کے متولی پاس جو وہان کے ذی عزتون مین تھا جارہا، متولی موصوف نے اُس کا کردار رفتار نیک دیکھکر اپنی بیٹی کے ساتھ اُسے کدخدا کیا، چھ مہینے کا حمل اُس لڑکی کو تھا کہ اُس کے شوہر حسن نے ایک ہزار بیہتر ہجری مین انتقال کیا، القصہ اُس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا، نانا نے نام اُس کا ولی محمد رکھا، جب وہ سن شباب کو پہنچا تو اُس کی پھپھیری بہن کے ساتھ شادی ہوئی جسے ایک ہی لڑکا پیدا ہوا، بعد اسکے ولی محمد، بہ سبب ناچاقی کے کہ درمیان اسکے اور اُسکے سسر کے واقع ہوئی رنجیدہ ہو سنہ اپنے لڑکے جسکا محمد علی نام تھا شاہ جہان آباد چلا گیا، چندے وہان ٹھہر دکھن کی طرف روانہ ہو کلبرگ شریف مین جارہا جب محمد علی صاحب بالغ اور تحصیل علوم و تکمیل فضل و کمال سے فارغ ہوا اُس عالی مقدار کے بدر بزرگوار نے سید معصوم صاحب کی لڑکی (سجادہ نشین سید محمد گیسو دراز

جو شیخ نصیر الدّین چراغ دہلی کے مرید وخلیفون سے اور دکھن کے لوگون مین بلقب بندہ نواز گیسو دراز مشہور ہی) کے ساتھ اُسکی کنخدائی کردی اور آپ وہین عالم بقا کا رستا لیا ، محمد علی صاحب بعد انتقال والد مغفور کے ، اپنے قبیلہ صمیت بیجاپور کے مشائخ پرسے مین اپنے سالو نکے گھر جا رہا ، پھر یہان سے کئی دن بعد مع اپنے اہل وعیال کرناٹک بالا گھات کا عازم ہو کر قصبہ کولار مین سکونت کیا ، آخر چار لڑکے شیخ محمد الیاس و شیخ محمد و محمد امام و فتح محمد یادگار چھوڑ سن گیارہ سی نوھجری مین اِس جہان سست بنیاد سے رحلت کیا اُس کا بڑا بیٹا شیخ الیاس اپنے چھوٹے بھائیون اور سب خویشون کی تسلّی و پرورش مین مصروف ہو کر سلامت روی کی چال چلا ، بعد چند سے فتح محمد وہان سے برخاستہ خاطر ہو نے حکم اپنے برادر بزرگ کے کرناٹک پائین گھات کی جانب روانہ ہوا اور محمد الیاس اپنے بھائیون کو مع ایک لڑکے کے جس کا چار برس کا سن اور حیدر صاحب نام تھا گھر مین چھوڑ تنجاور کو گیا اور گیارہ سو پندرہ ھجری مین انتقال کیا ، تب فتح محمد نے کہ شہر ارکات مین تھا تنجاور سے برہان الدّین بیرزادے کو بلا کر اُسکی لڑکی کو جو ابراہیم صاحب کی سگی بہن تھی اپنی زوجیّت مین اختیار کی اور اپنی اہلیہ کے بھانجی کے ساتھ جو سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی امام صاحب کے ساتھ شادی کروادی ، بعد اِسکے وہ اپنی متوراتون کو کولار مین چھوڑ کر میسور کو چلا گیا ، وہان دو سال مین اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک شاہباز صاحب دوسرا ولی محمد نام جنمے دو برس کے سن مین انتقال کیا ، تب فتح محمد کا وہان دل نہ لگا مع اپنے وابستون کے بالا بو رکنان کا عازم ہوا ، اب سنہ گیارہ سی اُنتیس ہجری مین دیون ہلّی کے درمیان اور ایک فرزند فریدون فرجمشید حشمت دارا شکوہ سکندر طالع ایسی ساعت کے بیچ کہ

آفتاب برج حمل مین تھا متولد ہوا جسکے وجود سے وہ خاندان نورانی و منوّر ہو گیا؛
نام اِس ہمایون طالع کا حیدر شاہ رکھا گیا؛

القاب مسنطاب نواب والا جناب
حیدر علي خان فردوس آشیان؛

نواب بہادر

یعنے سپہسالار مظفّر فیروزمند، دلاور صف شکن میدان جنگ، طالب ناموس و ننگ، قانون پیکار و حرب مین نہایت مشّاق فنون طعن و ضرب مین یگانۂ آفاق، اور اِسی لقب سے دکھن کے سب چھوٹے بڑے خاص و عام نواب حیدر علی خان کو بلاتے تھے؛

نہنداس

یعنے مرزا اور القاب سترگ، امیر بزرگ، حاکم باشکوہ و شان، عظمت و حشمت نشان، زیب مسند حکومت و شجاعت، حامی شریعت و سلطنت، صوبہ دار شہر سرا کا، بادشاہ مرز و بوم کوڑک کنڑ اکا؛
سلطان کلمران ممالک جرکولی و کلیکوٹ کا جسمین کوچین ترا ونکور وغیرہ کئی ریاستین ہین؛
نواب بنگلور، بالاپور، باسا پٹن یا سنگر کا؛
مرزبان فرمانده فراز ستان و نشیبستان یعنے پہاڑون اور اُسکی ترائیون کا؛

بہادران بہادر

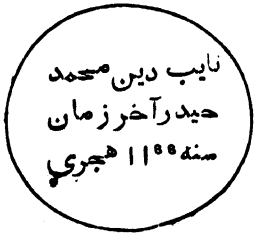
او ر طرفدار فرمان فرما جزائر مالدیو ہ کا جو گنتی مین حساب و شمار سے باہر ہین کہتے ہین کہ عدد ان جزیرون کا بارہ ہزار ہی،

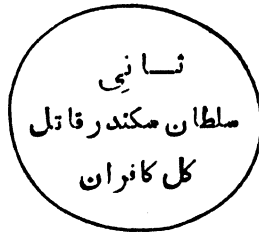
مجمع نواب نامدار حیدر علی خان بہادر کا

بیت

بہر تسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار
لا فتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

سکہ حیدری بہ نما





rom Scurry's Captivity under Navab Hyder Allie Khan and Tippoo Sultan.

چون اِن ورقون مین نواب حیدر علی خان کے سیر و اخلاق کی خوبیان لکھنے مین آئین ، اب اُس شیر صولت کی تھوڑی سی بیرحمی بھی جو دشمنون اور اسیرون کے ساتھ عمل مین آتی تھین ، کتاب اِسکر بس کپطو بطی (یا اسکری صاحب کی اسیری کے حال) سے لکھی جاتی ہی ، تا اُس کتاب کے پڑھنے والے مولّف کو طرف کشی کی تہمت نہ لگائین ،

ع ہنرہا بیش شردی یک بیک آہو شش ہم بشمر

کپطان اِسکری لکھتا ہی کہ ہم لوگون نے ایک مدّت تک فرانسیسون کی اسیری مین نوع بنوع کی اذیّت و مصیبت کھینچی ، آخر اُن سنگدلون نے ہماری قوم کے اسیرون کو جو پان سو نفر تھے کئی جہازون پر چڑھا دیا چھ مہینے بعد ہم سب کے سب قلعہ گدّلور مین پہنچے ، جب یہان کچھ دن کٹے تو ہم کو چیلیبرم مین جو مستحکم قلعون سے نواب بہادر کے ہی ، لیگئے ، وہان ہم اُس قلعے کے درمیان کیا دیکھتے ہین کہ جا بجا سیکڑون آدمی بحال تباہ پڑے ہانکہ مردے بن رہے ہین ، مارے بھوک کے کتون کی تو ایسی بری حالت نہی کہ اگر ایک مری ہڈی گندی جگہہ مین کہین پڑی دیکھتے تو بھوک کے مارے اُسکی طرف بھی ہاتھ نہ پھیلاتے خوراک ہم لوگون کی یہان یہ تھی کہ فقط گاے کا گوشت اور موٹے چاول کھانے کو ملتے ، اِسمی غذا اور لونی زمین کا باعث تھا جو ہمارے ساتھہ کے بہت آدمی رو رو موئے ، اور اکثر تن و توش والون کو ہم نے دیکھا کہ گھڑی بھر کے تشنج کے سبب اعضا اُنکے انکڑ کرشاں ہو گیے ، خدا جانے فرانسیسونکو انگریزون سے کیا ایسی عداوت تھی جسکے باعث اُنھون نے ہمین ایسے ظالم کے حوالے کر دیا اور یہ بھی تعجّب و حیرت کا مقام تھا کہ ہمارے ہم جنس بھائی ہماری رہائی سے کیون دست بردار ہوئے تھے ، لیکن حقیقت حال یون ہی کہ

انگریزون سے جو اِس امر مین غفلت واقع ہوئی وجہ اُسکی یہ تھی کہ وے آپ ہی ہندستان کے درمیان تباہی اور مصیبت مین گرفتار تھے، پیر آپ ہی درماندے تو شفاعت کس کی کرین سر اسکری کہتا ہی کہ جب قریب دو مہینے کے ہم اِس مقام مین رہے ہم مین سے انیس آدمیون نے لفٹنٹ ولسن کے ہمراہ بھاگنے کا منصوبہ ٹھان کئی کمل جو اُن کے پاس تھے اُسے پھاڑ کر بطور رسّے کے بانٹا، اُس کے سہارے سے وے سب شب تاریک مین اُس حصار کی دیوار پر سے نیچے اُترنے کو تو اُتر گئے لیکن یہ نہین جان تے تھے کہ کہان جاتے ہین، آخر کو صبح کے وقت اُنیس آدمی تو پکڑ آئے جن کی مشکین بندھی تھین اور بیسوان شخص اُن مین سے، ایک ندّی پار ہوتے وقت پانی مین ڈوب گیا، لفٹنٹ ولسن کو ننگا کر کے املی کی ایک ڈالی سے سخت سیاست کی گئی اور باقی لوگون کے ہاتھ پانون مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائی بعد دو دن کے ہم کو ایک بڑے محکم زندان مین لے گئے جہان ہماری ساقین چھید آہنی بیڑیان اُسمین پہنا کر مقیّد کیا اور پاسبانون کا عدد دو چند کر دیا،

دو مہینے کے بعد حیدر علی خان نے حکم بھیجا ناہمین بنگلور لیجائین، تب ہمارے پیرون کی بیڑیان کاٹ دو دو آدمیون کے ہاتھ ایک ساتھ زنجیرون مین باندھ اِس خرابی سے ہم کو ننگے پانو اُس قلعے سے لیچلے، ہم اپنے دل مین کہتے تھے الٰہی دیکھیے آگے کو اور کیا کیا تقدیر کا بدا ہی، اس حال مین ہم سب چھوٹے بڑے برابر تھے مگر اتنا ہی فرق تھا کہ عہدہ دار اور سپاہی الگ الگ باہم بندھے تھے، حاصل کلام انواع طرح کی زحمت و رنج اُٹھا کر ایکیس دن بعد بنگلور جا پہنچے قسمت سے وہان یہ معاملہ پیش آیا کہ تین دن بعد اُس قلعے کے سردارون سے کئی مسلمان اور برہمن ہمارے پاس آئے جنھون نے ہم لوگون کو تین فریق کیا، وہ

فریق جس کے درمیان مین تھا موضع بہرام پور کو روانہ کیا گیا جو بنگلور سے تین منزل ہی، مجبور کیا کرین کچھ بس نتھا ہم، چشمون کی جدائی پر صبر کر با چشم پر نم و سینہ پر غم آپس سے جدا ہوئے، جب وہان کے زندان مین جا پہنچے ہاتھ ہمارے کھولے گئے لیکن اُسکے عوض پیرون مین بیڑیان پڑین اور ہمارے کھانے کے لیئے دس دن تک تو یہان بھی وہی موٹے چاول تھے بعد اِس کے راگی یعنے مسرّد امقرّر ہوا، لاچار کتنے تو ایسی غذا سے ناموافق کھا کھا مرے، بعد تین مہینے کے ہم مین سے پندرہ آدمی نوجوان کو جن مین ایک مین بھی تھا چن کر بیڑیان کاٹ اور یہہ بات کہہ بنگلور کو روانہ کیا کہ وہان تمہاری غم خواری خاطرداری کی جائیگی، الغرض بعد تین دن کے ہم وہان پہنچکر کیا دیکھتے ہین کہ ہماری طرح اور بھی کتنے نوجوانون کو اور اور زندانخانون سے لے آئے ہین، ایک دوسرے کے دیکھنے اور آپس مین ملاقات ہونے سے خوش ہوئے، جب ہم لوگ شمار کیئے گئے تو حساب مین باون آدمی تھے، تین دن بعد وہان کے قلعہ دار نے ہم لوگون کو اپنے روبرو بلوایا اور ظاہرا شفقت و دردمندی کی نظرون سے دیکھکر، کچھ پھل پھلاری دے کے یہہ کہا کہ تم خاطرجمع رکھو ہراسان مت ہو، تو اب بہادر تمہین اپنے لڑکون کی طرح جانتا ہی، تم پر بدگمان نہین بلکہ مہربان ہی، اُس شخص سے اتنا سن کر بعضے تو ہماری سنگھت کے کچھ اور ہی سوچنے سمجھنے لگے اور کتنے غافل رہے، خیر بعد اِس کے ہم کو سرینگپٹن روانہ کیا، اِس سفر مین زادراہ ہمارے ساتھ بہت تھا اور چونکہ اب ہم بے قید و بند تھے راہ چلنا دشوار نتھا، نو دن بعد جب سرینگپٹن پہنچے، تو ہم کو اُس قلعے کے دو دروازون مین تین ساعت تک بتھلا رکھا وہان کے لوگ ہمین دیکھین، چنانچہ اسی دیکھا دیکھی مین وہ ساعتین کٹین، پھر ہم کو ایک چبوترے کے پاس لیگئے، یہان بھی ہمارے

حال پر سابق کیسی تواضع و مدارات و مہربانیان تھین، بہرصورت ایک مہینا کمال خوشی خرمی سے گذر چکا تھا جو کتنے حجّامون نے ہمارے پاس آکر یہ قصد کیا کہ ہمارے سر کے بال چھانٹ ڈالین جب اِس کام سے ہم لوگ سر جرانے لگے تو وے ہم پر تقاضا اور جبر کرنے لگے کہ اتنے مین مسلمانون کا سا لباس و عمامہ پہنے ایک شخص فرنگستانی نے جس کی بڑی بڑی مونچھین تھین ہمارے نزدیک آکر دو ستون اور ملنسارون کے طور پر سلام کرکے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بھی قلعہ دار نے اِسی کام کے انجام کرنے کے لیئے بھیجا ہی تا مسلمانون کے طریقے کے موافق تمھارے سر وغیرہ کے بال ترشوانے منڈوانے مین سعی کرون اور اگر تم اِس امر کا انکار کروگے تو بھی جبرًا قہرًا یہ فعل وقوع مین آئیگا، تب تو اُس شفیق کی ایسی دوستانہ باتین سن کر لاچار اِس بار کو بھی ہم لوگون نے سر جھکا کر اُٹھالیا، یہ رنج و وبال تو ہم نے گوارا کیا ہی تھا کہ پھر ایک ہفتے بعد پھر دن چڑھے وہی لوگ دس بارہ خنگ مشٹنڈے آدمی ہمراہ لیئے آپہنچے ساتھ ہی اِس کے اُسی مرد فرنگستانی نے آکر ہمین جتا دیا کہ اب نواب نے تمھارے ختنہ کرنے اور مسلمان بنانے کا حکم کیا ہی، اگرچہ اتنا سنتے ہی اور اُن سفّاکون کو مستعد دیکھکر ہمارے چہرون کے رنگ فق ہوگئے، لیکن سوائے تسلیم و رضا کے چارہ کیا تھا، چنانچہ پہلے تو اُنھون نے ہم سبکے سب کو نشے والی بھنگ پلا دین، بعد اسکے ہر ایک کے واسطے ایک ایک چٹائی اور چادر منگوائین، تب اُن بوریاون پر ہمین دو قطار ہوکر لیٹنے کہا، جب اُنکے کہنے بموجب ہم سب باتین عمل مین آئین تو کتنے نگہبان اور وے حجّام اور اُنکے ساتھ کے وہ بارہ مشٹنڈے ہمارے پاس آئے، سب سے پہلے رنڈال کا دامن کود دھرپکڑ کر ایک دیگ پر چڑھایا اور سبکدست حجّام نافرجام نے اپنا کام سر انجام کیا،

الغرض اُن بیرحمون نے ہم مین سے ہر ایک کے ساتھ بہ سلوک کیا، اِس حال مین بعضے تو مجنون کے نشے سے ہنستے اور کتنے روتے تھے، واقعی کہ ہماری ایسی مصیبت و درد کی حالت قابل دیکھنے اور رحم کرنے کے تھی، رات کے وقت کتنے پاسبان ہم پر تعینات ہوئے تا ظلم سے صحرائی بترے بترے چوہون کے جو اُس ملک مین بہت ہین ہم کو بچائین، قصّہ کوتاہ دو مہینے بعد کتنی اذیّت و تکلیف اُٹھاکر سوا دو صاحبون کے ہم سبکے سب چنگے ہوئے، جب بہ مراتب دین و اسلام کے پورے ہوچکے تب اُن لوگون نے ہمین مبارک سلامت کی بشارت دی کہ خوش رہو اب تم پیغمبر خدا کی اُمّت اور نواب عالی جاہ کے مقرّب حضرت ہوئے،

جو بندون پر حالات نواب مغفور اور سلطان مبرور کے پوشیدہ نرہے، کہ وہ قدیم دشمنی جو ان دونون عالی ہمّتون کے دلون مین قوم انگریز کی طرف سے تھی (کیونکہ بے لوگ مہمات دکھن کے مسخّر کرنے مین اُن بہادرون کے مزاحم تھے) اور وہ تعزیر و سیاستین کہ انگریزی اسیرون پر ہوئی تھین ممکن نہین کہ اُن کی اخبار کا کوئی راوی انکار کرے، کیونکہ مستر اسکری کی ہزار! روایتین انواع و اقسام طرح کی اذیّتین بھری جن مین سے بہ قدر احوال یہان بیان کیا گیا، ایک شمّہ ہی اُن مصائب و محن کا جو حیدری قید و بند مین انگریزی اسیرون پر گذرے، اور ایک جرعہ ہی اُن تلخابون سے جسے انگریزی قیدیون نے اُس دور مین قدح قدح پیا ہی چنانچہ بے حالات دفتر دفتر لکھے گئے ہین، جیمس برشطو نے جو اپنی دس برس کی اسیری کی مصیبت لکھی ہی اور بھی مستر ڈونالڈ کنبل کا سفرنامہ ایک باب ہی اُس کتاب غم افزا کا، بہتیرے بے بچارے مصیبت کے مارے قید کی حالت مین سختیان کھینچ کھینچ

مرے اور کتنے لوگ نوع بنوع کے عذاب سے مارے گئے اکثر لڑائیون مین فتح ہونے کے بعد انگریزون کے باقی ماندگان مجروح کم بچنے پاتے تھے، جنگ کوہستانی مین جو بیلی کی لڑائی مشہور ہی انگریزون کی طرف کے ہزارون سپاہ ہندوستانی و فرنگستانی قتل ہوئے، سیکڑون اسیر اور پابزنجیر کیئے گئے، اور کولیرم ندی کنارے کرنیل بریتھوت کی لڑائی مین بھی جسے سلطان نے فتح کی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر انگریزون کی جانب مارے پڑے، بقیہ السیف گرفتار ہوآئے اور بڑی سختی واذیت کے ساتھ سربرنگپتن بھیجے گئے اگر موشیر لالی اُن کی شفاعت کے لیئے درمیان نہ پڑتا تو باقی ماندون مین سے ایک کی بھی جان نہ بچتی، القصہ جن لڑائیون مین حیدری سپاہ کی فتح ہوتی تو وے حریف کے مجروحون اور باقی ماندون پر ترحم کم کرتے اور اسیرون پر سیاست و تنبیہ بہت، اگرچہ اُن کی طرف سے کیسی کیسی سنگدلیان اور بیرحمیان عمل مین آئین پر ان رحیم دل کریم نہاد انگریزونکی جانب سے بعد تسخیر سربرنگپتن کے نوازش و کرم لطف و احسان ہی نواب حیدر علی خان مغفور اور بادشاہ شہید کی آل اولاد کے حال پر مبذول ہوا اور اب بھی ہوتا جاتا ہی اور وے سب انگریزی حکومت کے سایۂ مرحمت مین بعزت و حرمت آرام و فراغت کے ساتھ خوش و خرم زندگانی بسر کرتے اور اُس سرکار دولتمدار کی ترقی جاہ و اقبال ابد اتصال کی دعاگوئی و شکرگزاری مین اشتغال رکھتے ہین،

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرمانا شاہ ما لیجاہ ٹیپو سلطان کا دکھن کے
تخت سلطنت پر اور لشکر کشی کرنا جنرل لا نک
اور جنرل اسطوارط کا واند بواش کی طرف ،

جب آفتاب جاہ و جلال نواب ہمایون فال کا وسط السّماے عروج و کمال سے ہبوط و زوال کو پہنچا تو جتنے ملازمان سلطنت اور مقرّبان دولت جیسے غلام علی خان شوشتری ، عبد المجید خان کابلی سردار خان اور اسد اللہ خان قندھاری محمد علی کمیدان ، بدر الزّمان خان مہامرزا خان محمد رضا خان حیدر علی بیگ سیّد حمید خان غازی خان ابو محمد پونیا کشن راو ، وغیرہ جو اُس وقت حاضر تھے ، سب کے سب وفاداری و خدمت گزاری کی شرطین بجا لائے اور کارخانہ سلطنت کو ابتر نہ ہونے دیا اور نظم و نسق امورات ملکی کا اُسی طور و ضابطے سے بحال رکھا جیسا نواب مغفور کے حین حیات جاری تھا ، اُسکے جنازے کو راتون رات خفیہ بڑی اہتمام سے سرینگپٹن لے پہنچایا ، وہان درمیان لال باغ ، متّصل ایک بڑی مسجد کے مقبرۂ عظیم الشّان مین جسکی تعمیر کے واسطے نواب مغفور نے پانچ گھات جانے وقت حکم دیا اور اِن دنون طیّار ہو چکا تھا ، مدفون کیا ، اور مصلحت وقت جان کر فی الحال شاہزادۂ خرد صغدر شکوہ عرف کریم شاہ کو باپ کی جگہ تخت حکومت پر بٹھایا ، اِس نو نہال دولت و اقبال نے ایسا بندوبست و انتظام مہام ملکی کا کیا اور مراتب و مناصب کو ارکان دولت کے بحال و برقرار رکھا کہ مطلق نقصان و اختلال اُس مین نہ آیا ، خاص و عام کیا لشکری کیا ملازمان سرکاری سب کے سب ایسے آسودہ و مرفہ

الحال رہے جیسے نواب مغفرت مآب کے وقت میں تھے چنانچہ اُس کریم نہاد کے حکم سے ممالک محروسہ کے عہدہ داروں اور فوجداروں کی تسلی و اطمینان کلّی کے لیئے حیدری دستور کے موافق تنخواہ تقسیم ہوئی اور اُسی دن مقام نیلور اور انگریزی لشکر کی جانب دو دو ہزار سوار بھیجے گئے بعد اسکے مہامرزا خان کو شاہزادۂ بزرگ تیپو سلطان کی خدمت میں کہ اُن دنوں کو ئنبا تور اور پالیگھاٹ کی نواح میں تھا مع ارکان دولت کئی عرضیوں کے جن میں اس روداد کا حال اور بہ التماس مندرج تھا کہ حضرت جلد تر بسعادت واقبال اس طرف کا عزم فرمائیں روانہ کیا، اگرچہ شاہزادۂ گرامی منش نے مرزا موصوف کے آنے اور صورت ماجرا معلوم کرنے کے بعد خلوت میں اُس اخلاص مند وفادار سے لشکر کے سرداروں کا حال بخلف پوچھکر دلجمعی تمام حاصل کی لیکن کریم شاہ کے جلوس سے سلطان کو بڑا خلجان رہا، بہر حال چون تائید الٰہی پہنچ چکی تھی ہردم طالع یاور اور بخت راہبر بہ مژدہ سناتے تھے،

قطعہ

ہمیں بنہ پای عزیمت درکاب ای شہریار،
تا دوداند رکاب دولت فتح و ظفر
شاہباز از صعوہ نہراسد میندیش از حریف
چون ترا اقبال یار است وسعادت راہبر

بنا چار وہ ہمایون اختر اُن دعاگویان دولت کا التماس قبول کر جلد لشکر میں آداخل ہوا، باکمال سردار اور عہدہ دار شاہزادہ کریم شاہ حشمت استقبال کو آکے دست بوسی میں مشرّف وسرفراز ہوئے ماتم پرسی کی رسمیں ادا ہونے کے بعد، ساعت سعید اور شروع سال گیارہ سی ستانوے ہجری میں بروز

یکشنبہ اُس فخرِ سلطنت نے تختِ حکومت پر جلوس فرمایا، اُمرائے دولت اور رؤسائے ریاست نے تہنیت و مبارک بادکی شرطین ادا کرکے نذرین گذران عرض کیا،

بیت

شاہا ہم سبھی ہمین تیرے خیر خواہ سلامت رہے تیرا تخت و کلاہ

اُس عالی گہر جوہر شناس مردم نے بھی ہر ایک کو اُن کی جان نثاری اور حسن خدمت کے درجون کے لایق الطاف خسروانہ سے سرفراز کرکے قدر و منزلت بخشی، پھر جشن نشاط اور بزم انبساط کی طیّاری کے واسطے حکم کیا،

مثنوي

سران سپہ محفل آراستند ہمہ دست بر سینہ برخاستند
بگفتند کای شاہ گردون سریر ہمہ چاکرانیم فرمان پذیر
سر ماست بر خط فرمان بری ز تو حکم کردن ز ما چاکری
نترسیم از آتش و آب و خاک فدای ہوا خواہیت جان پاک
چو سلطان لقب یافتی از تخت کنون تخت و تاج شہی زان تست
پسر در جہان آن بود نیکنام کہ برتر نہد از پدر چند گام
ز رخسار چون ماہ برکش نقاب نہان چند داری با بر آفتاب
چو ایزد ترا داد فرّ شہی بتقدیم فرمان مکن کوتہی
سکندر صفت ملک تسخیر کن سر دشمنان زیر شمشیر کن
بزن سکّہ خویش بر سیم و زر کہ از سکّہ نام شہان شد عمر
بسر جای دہ تاج شاہنشہی بنہ پای بر تخت فرمان دہی

بفتح و ظفر پای نہ در رکاب — جہان گیر شو چون بلند آفتاب
سپے نامداران و گردن کشان — پی خدمت تنگ بستہ میان
اگر حکم سازی بوقت وغا — چو جوہر در آہن بسازیم جا
بفرمانت ای شاہ مالک رقاب — بدریا بتازیم ہمچون حباب
بفرمانت ای شہ در آذر رویم — ندا ریم غم چون سمندر رویم
باقبالت ای سرور دین پناہ — رہائیم از فرق کیوان کلاہ
خدایا ورو بخت یار تو باد — جہان از کرم زیر بار تو باد
سر بر تو باد اسپہر برین — سم مرکبت باد تاج زمین
سر حاسدان زیر پای تو باد — ہمہ عیش عالم برای تو باد

شاعران شیرین زبان اور مدیمان رنگین بیان نے لآلی نظم و نثر نثار کیا اور اُس جوان بخت ستودہ سیر نے صلہ و انعام سے اُن کے دامن مراد کو بھر دیا، بعد گذرنے ایام عیش و طرب کے سلطان عالی تبار عدالت شعار نے مہمّات ملک کے انتظام و بندوبست پر توجّہ فرمایا، قلعہ داروں اور عمل داروں کو شفّے بھیجکر امیدوار و قوی دل کر ہر ایک کو بطور قدیم اُن کے منصب و عہدے پر قائم رکھا، اِس اثنا مین فرانسیس کے سپہسالار نے مشیر نبلیش کے ہمراہ دو ہزار فرنگی جوان حضور فیض گنجور مین روانہ کیا، اب سلطان گیتی ستان امور سلطنت کے ضبط و ربط سے فراغت کرمہ لشکر ظفر پیکر کاویری پاک کو رونق افزا ہوا، جب اُسے یہہ خبر پہنچی کہ جنریل اسطوارط اور جنریل لانگ انگریزی لشکر کے سرغنہ جنگل پیمائی کی راہ سے مقابلے کے ارادے فوج لے واندیواش مین آ پہنچے تو وہ بہادر فوراً اپنی ساری فوج دریا موج صمیت دوشی ماسیرو کے رستے غنیم کی مدافعے کے واسطے روانہ ہوا اور واندیواش سے تین کوس ورے آپرا، دوسرے

دن بآئین شایستہ میمنہ میسرہ قلب آراستہ کر توپخانہ سامھنے جماآمادہ کارزار و پیکار ہوا، اگرچہ عہدہ داران انگریزی اپنی سپاہ لیکر لڑنے کو طیار ہوئے، پر اُس کے لشکر جرار کی حماقت و آراستگی اور فرانسیس کی پرابندی دیکھ دیکھ اُس دن لڑنا مناسب نہ سمجھکر اپنی جگہ پر جمے رہے، اُس کی صبح کو گورنر مدراس کے حکم بموجب واتذیوا ئش کا قلعہ توڑ بالکل سامان و اسباب لے مدراس پھر گئے، سلطان نے بھی وہان سے کوچ کر ترپاتور کی نواح مین آمقام کیا، اتنے مین جاسوس خبر لائے کہ ایاز خان نواب مغفور کا لے پالک جسے اُس مغفرت مآب نے نگر اور کوڑپال بندر وغیرہ ممالک کی فرمانروہی دی تھی، اِن دنون نمک حرامی کی راہ سے وہان کے سب قلعے انگریزون کے حوالے کرآپ لواحق و اسباب اور بہت سا سامان وزر وجواہر صمیت جہاز پر بیٹھ بمبئی کو چلا گیا اور انگریز اُن ملکون مین متصرف ہوے، اور اور بدخواہان قابو جو کہ اِسی تاک مین تھے ہر ایک ناحیہ سے بغاوت کے ہاتھ پانوُن پھیلا در پی فتنہ و فساد ہین چنانچہ آنجہی شامیا سرکاری ڈاک گھر کے سردار نے وہان کے قلعہ داردن سے ملکر اپنے آقا کے تباہ کرنے کے منصوبے برپا ہنگامہ مچایا ہی، اور سیّد محمد خان نے بھی جو نواب عبدالحلیم خان کڑپے کے پٹھان کا داماد ہی قابو پاکے پیادہ و سوار جمع کر مچھلیپٹن کے انگریزون سے کڑپے کی تسخیر کے مقدّمے مین قول قرار استوار کر اُس اطراف مین فتنہ فساد برپا کر رکھا ہی،

متوجّہ ہونا رایات نصرت آیات سلطانی کانگرا و رکوٹ یال بندر و غیرہ کے استرداد کو لوت لینا لشکر بنبئی کی ایک ٹولی ' صلح مقرّر ہونا سلطان اور انگریزون کے درمیان ' انتقال کرنا محمد علی شجیع کا '

جب سلطان عالی جاہ نے ایاز نامحمود کے فتنہ اُٹھانے اور نگر و غیرہ ملکون مین انگریزون کے دخل کرنے اور دار السّلطنت کے قلعدار کے باغی ہونے کی خبر سنی تو بہ نہادون کے شر و فساد مٹانے کا قصد کر بدر الزمان خان کو سات ہزار نفنگچیون کے ساتھہ ' اور صلابت خان و میرزا غضنفر بیگ بخشی کو چھہ ہزار سلحدار ' اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر معین الدّین بہادر سپہسالار کے ہمراہ پائین گھاٹ کے سرکشون کی زیادتی اور خبرہ سری گھٹانے کے واسطے تعینات کیا ' اور خود اپنی فوج دریا موج کو ساتھہ لے چنگم گھاٹ پار ہو محمد علی شجیع کو اُس کی جمعیّت سمیت دار السّلطنت کے بند و بست اور بد سگالون کے نکالنے اور جان نثار نمک حالا لونکو اُنکی جگہہ پر بٹھالنے کے لیئے پیشتر روانہ کر دیا ' بعد اِس کے میر قمر الدّین خان بہادر کو معہ لشکر انبوہ ' سید محمد خان کے ہٹانے کے واسطے کل اختیار دے کر کڑپہ کی طرف بھیجا ' اور آپ دیون ہلّی مدگیری صوبہ سرا کے رستے فوج و حشم سمیت کوچ کر چیتل درگ مین جا ڈیرا کیا ' یہہ خبر سن کر دولتخان وہان کا فوجدار اپنے اعوان و انصار کو ہمراہ لے دولت خواہی کی راہ سے بارگاہ عالم پناہ مین آ حاضر ہوا ' سلطان بلند اقبال نے اُس کے حال پر کمال نوازش فرما کر نو اُسے خلعت دے کر بحال کیا اور آپ وہان سے آگے کا عازم ہو نگر گھاٹ

کے میدان مین جانزول فرمایا، اُدھر محمد علی جو حضور سے دارالسلطنت کے نظم نسق کو بھیجا گیا تھا کوچ بکوچ بنگلور کے رستے جاکر کری گٹے کی پہاڑی تلے ایک ندی کے کنارے اُترا اور اُس نے چالاکی یہہ کی کہ اُس بغاوت شعار قلعدار کو گرگ آشتی کی راہ سے برفق و مدارا یہہ پیغام کہلا بھیجا چونکہ مجھے کل صبحدم حسب الحکم سلطان کے کرک کے بندوبست کو جانا ہی اِس لیئے مین چاہتا ہون کہ اگر ممانعت نہو تو ذرا آج کی رات تنہا اپنے گھر جاکر اہل و عیال کو دیکھ لون، قلعدار نے اُس کی اِن باتون پر اعتماد کر اُسے نوکنے کی قلعے کے پاسبانون کو پروانگی دی، جب اِس حکمت عملی سے، محمد علی نے اپنا منصوبہ پورا کیا تب اُس نے شب کے وقت اپنے سب جوانون صمیت دریا پار ہو حصار کی دیوار پاس بہادرون کو گھات مین بتھلا انھین تاکید کر دیا کہ خبردار جب مین قلعے مین جاکر کرنا پھونکون ساتھ ہی اُسکے تم جھٹ پٹ اندر چلے آنا اور قلعے کی برجون دیوارون کے اوپر حفاظت و پاسبانی پر مستعد ہو جانا، اُن کو اِس طرح تعلیم کر آپ پچاس دلاور سپاہیون صمیت قلعے کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور کرنا بجانا شروع کیا نگہبانون کو قید کر اُن کی جگہہ پر اپنی سپاہیون کی چوکی بٹھادی، اور اِتنے مین وے گھات والے بہادر نفیر کی آواز سن کر فوراً ایک بارگی قلعے پر ٹوٹ پڑے اور جا بجا چوکی پہرے مین بٹ گئے، تب اُس شجاع نے چالاکی و جرأت کر اُس قلعدار اور ڈاک کے سردار اپنجی شامیا وغیرہ ہنگامہ آرا سرکشون کو اُن کے گھرون مین گھس کے گرفتار کر لیا اور بعضون کو سلطان والا شکوہ کی والدہ ماجدہ کے حکم سے توپ کے منہہ پر اُڑا دیا اپنجی شامیا کے شریکون کو دار پر کھینچا اور اُس مفسد کو طوق و زنجیر کر لوہے کے پنجرے مین مقید کیا تا وہ دم واپسین تک اِس دار مکافات مین نمک حرامی کا خمیازہ کھینچے، بعد اِس

کے وہ بہادر دارالسلطنت کی قلعداری سیّد محمد خان مہدوی کے حوالے اور قلعے کی پاسبانی اسد خان رسالہ دار کے ذمّے جو مرد دلیر اور صاحب تدبیر تھا سونپ کر اپنی جمعیّت معیت حضور مین آ پہنچا، جب اُس نے سرحوارا اس روداد کو گزارش کیا سلطان نے اُس کی خدمتگزاری سے نہایت خوش ہو پدک الماس مالۂ مروارید اور خلعت فاخرہ اُسے عنایت فرما اُس کے دوسرے دن گھاٹ کے پار جانے کا حکم کیا، چنانچہ جوانان طالب نام و ننگ تیلے کی اُن راہون کو جنھین انگریزی سپاہ نے توپ و تفنگ سے بند کر رکھی تھی چھوڑ کے کاوادے کر دوسری طرف سے چڑھ گیئے اور اُن کے پیچھے جا کتنی شلکّین ماربن لیکن انگریزی لشکر اپنے بچاو کے لیئے ایک جگہہ مجتمع ہو کر بڑی چالاکی سے صحیح سلامت قلعے کے اندر پہنچ گیا، تب سلطان گیتی ستان کے بہادران جان نثار قلعے کو محاصرہ کر مورچے لگا حصار توڑنے پر مستعد ہو گیئے، قضاکار ایک پتھر اُن پتھرون سے جنھین مورچے سے بارود کے زور سے قلعے پر مارتے تھے مورچے پر قلعے کے جسکی دیوار کے نیچے ایک کوا تھا جا گرا جسّے اُس النگ کی دیوار ٹوٹ کر سب کی سب کوئے مین جا پڑی کنوان بھر گیا، تب تو قلعے والے بے آبی کے سبب پانی پانی کرنے لگے، آخر جب وے نہایت بے تاب ہوئے تو ایک دن رات کے وقت قریب ایک ہزار تفنگچیون کے ہمراہ، دو تین ہزار مزدور اور کتنے اور لوگ وہان کے رہنے والے، نانبے پیتل کے بڑے بڑے گھڑے لیئے قلعے سے باہر نکلے اور اُس تالاب سے جو قلعے کے نزدیک تھا شب تار مین پانی جو اُن کے لیئے حکم آب حیات کا رکھتا تھا لیگئے، یہہ خبر سن کر فوج سلطانی نے دوسری رات کو اُس تالاب کی راہ روکی، قلعے والے پھر بہ سوز سابق آیے اور پانی

لیجانے کے اضطراب مین ہرچند بادل کی طرح اِدھر اُدھر بہت گھومے، لیکن برق اندازون کے ہاتھ سے بعضون نے شربت مرگ پیا اور بعضے دستبرد دلیرون کی دیکھ آبرو سے ہاتھ دھو بیٹھے گریز قلعے مین جا گھسے اور آخر کو بعد کئی دن کی لڑائی کے اُن لوگون نے قلعہ سلطانی ملازمون کے حوالے کر دیا، تب سلطان وہان سے فوراً کوڑیال بندر کی طرف روانہ ہوا اور راہ مین انگریزون کی فوج کو جو کا سر لشکر جنریل کیمل قلعہ نگر کی مدد کے لیئے بہت سی رسد لیئے آتا تھا اُسنے گھیر لیا اور پالیکار کے سوارون کو لوٹ کا اسباب معاف اور غارت گرون و سلحداردن سے گھوڑے پیچھے جو مارے پڑے بن دو دو سو روپیہ کا وعدہ کر کے اُنھین فوج کے تاراج کرنے پر قوی دل کیا، اور تفنگچیون بیدلون باندارون نے اُن دونون تالاب کی راہ پر جو میدان جنگ سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھے بموجب حکم کے توپ خانہ لگا گولے مارنے لگے بھیڑ و بھگدڑ مین ہلّہ ڈالنے کے واسطے چابک دست غارت گر سوار تعینات ہو گیئے، اور سلطان خود آپ کتنے خواص اور خاص سوارون کو ہمراہ لے جنگ قراولی مین مشغول ہوا لیکن جنریل کیمل نے دو پہر دن تک بڑی جوانمردی و جرأت سے ہنگامہ کارزار کو قایم رکھا، آخر کو بارود گولے کی کمی اور پانی کی نایابی کے باعث اُسکی جمعیّت جو چار ہزار سپاہی ایک ہزار دو سو گورے کی تھی ٹوٹ گئی، اور اُسنے بڑی شکست اُٹھائی، تب تو سلطان اقبال نشان اُس فوج کا سب کا سب جنگی اسباب و ساز و سامان اپنے قبضے مین کر لیا، بہادر جان بازون کے ہاتھون مین سونے کے کڑے دلوا دیئے اور بدک الماس اور مالا مروارید عطا کئے، بعد اسکے جلد آگے کوچ کر ایک ہی حملے مین شہر پناہ لے سپاہ ترقّی خواہ کو قلعہ محاصرہ کرنیکا حکم دیا، اُن کار آزمودہ خانہ زادون نے

تھوڑے ہی عرصے مین باوصف ایام بارش کے کہ اندنون شدت سے تھی مورچے متعدد مضبوط بنا تفنگ و توپ اور بان کی آتش زنی شروع کردی اور دریا کے رستے رسد آنے کی راہ بند کرلی، اہل حصار نے برجون کنگرون پر اژدہام کر مردانہ کوششین کین، اور دو تین مہینے تک دلیری و دلاوری کی داد دین، آخرکار ایام محاصرے کی درازی اور رسد کی کمی سے لاچار ہو حضور مین ایک قاصد کو بھیجکر امان مانگی اور سلطانی دولت کے سائے مین آکر پناہ لی، ہر ایک نے موافق اپنے مرتبے کے درجہ و عہدہ پایا اور اطاعت و بندگی اختیار کی، جب منگلور اور بنادر وغیرہ سلطان کے تحت فرمان آگئے، تب افواج سلطانی بفتح و ظفر کورگ اور بل کی جانب پھری، ان دنون کے بھاری واقعات سے ایک یہ ہی کہ محمد علی شجیع جو خاص جان نثارون اور ترقی خواہون سے تھا اس منزل فانی سے عالم جاودانی کو رخت ہستی لے گیا اور خیر خواہون کے دلون پر قلق و غم کا صدمہ دے گیا، حاصل کلام بعد اس قضیے کے سلطان گیتی ستان نے اس اطراف کے قلع اپنے خیر اندیشون کے حوالے کر اور بدرالزمان خان کو کہ سید صاحب کے لشکر سے گوتی پور کی لڑائی کے بعد جسکا ذکر اسکے مقام پر کیا جا لگا بلوا بھیجا تھا الک نگر کی فوجداری دے کورگ کا عزم کیا، انہین دنون مین مسٹر شبلرز و اور کرنیل واکس نے گورنر مدراس کے حسب الحکم حضور مین آن کر دوستی و اتفاق کی بنا قایم کرنے مین کوششین کین اور بہت سے نادر و بیش قیمت جواہر کی نذرین دین، اور تقریر معقول و سخنان شستہ بیان کرکر دلمال و غبار نااتفاقی کو خاطر انور سے دھو دیا، اس طرح وے صلح کی بنیاد محکم کر نواب محمد علی خان کے بھائی عبدالوہاب خان کو جو دارالسلطنت مین قید تھا اور اہل فرنگ کے اسیرون کو ہمراہ لے فایز المرام

پھر گئے ، جب سلطان کو اِس معاملے کی جہت سے اطمینان حاصل ہوا
تو اُسنے ممالک محروسہ کے سرکش قلعہ داروں اور عاملوں کو برطرف کرا پینے
دارالسلطنت کی جانب کوچ کیا ، قلعۂ بال کی نواح میں پہنچ اُسے بنام مظفّر آباد
مخصوص کرایک پردل قلعہ دار کو وہان مقرّر فرمایا ، کوتگ کی چھاونی کی سرداری
پر زین العابدین خان مہدوی کو جو خاص ترقی خواہ دولت تھا سرفراز کرا وّل تو
اُس پران اطراف کے باغی و سرکشون کی تادیب و تعذیب کے لیئے قدغن کیا
بعد اِس کے قلعۂ پرکرا کا جو صوبہ نشین تھا ظفر آباد نام رکھکے اُس مین خان
موصوف کے تئین اقامت گزین ہونے کو رخصت فرمایا ، اور خود بدولت و
اقبال دارالسلطنت کو روانہ ہوا ، ارکان مملکت اکابر و اشراف ،
سادات سب اہالی موالی استقبال کے لیئے آحاضر ہوئے اور جلو فیروزی
پرتو کے ساتھ ساتھ بارگاہ عالی مین پہنچ کر الطاف سلطانی سے مفتخر و مباہی
ہوئے ، اِس کے بعد اُس والامقام نے فوج و رعیّت اور کارخانجات شاہی کے
بندوبست و انتظام کی فکر کر مرتو شہریاری و فرمانروائی کے ضوابط و قوانین
ایجاد کیئے ، لشکری و جنگی اصطلاحون کو جو نواب مغفور کے ایام سلطنت مین
فرانسیسی زبان مین تعبین اُتھا دیا اور زین العابدین شوشتری کی تجویز سے
جو سگا بھائی ابوالقاسم خان مخاطب بہ سپہر عالم نائب نواب نظام الملک کا
تھا ، لشکری قواعد کے الفاظ موافق اُن اِصطلاحون کے جیسا سنے فتح المجاہدین
مین لکھا ہی ، فارسی و ترکی مین بدل دیئے ،

بیان اُس جوانمردی و بہادری کا کہ میر معین الدّین بہادر
عرف سیّد صاحب سپہسالار سلطانی سے جو پائین گھاٹ مین تھا
ظاہر ہوئی اور احوال اُس جنگ و جدال کا جو اُس مین اور
انگریز و فرانسیس مین واقع ہوی اور حضور اعلا مین طلب ہونا
اُس کا بعد مقرّر ہونے مصالحہ سنہ گیارہ سی ستانوّے ہجری کے

اِتنا یاد رہے کہ سیّد صاحب اپنی فوج سمیت اُن دنون والپندل مدّی کے
کنارے تھا جب سلطان گیتی ستان دارالسلطنت کو روانہ ہوا، حضور مین
جاسوسون نے خبر کی کہ جنریل لانگ بہادر کڈلور اور ڈنڈیگل کی تسخیر کے ارادے
لشکر لے ترچناپلی سے روانہ ہوا، یہہ خبر پہنچتے ہی، پہلے تو بدرالزّمان خان بموجب
حکم عالی کے تفنگچیون کے بارہ رسالے اور توپین لے اعدا کی سرکوبی کو
گیا، پیچھے سے موکب شاہی بھی روانہ ہوا، جب خان مذکور الغار دن ترور
پالے مین پہنچا، مقام کرور کا قلعہ دار عثمان خان کشمیری باوصف سپاہ و ذخیرے
اور جنگی اسباب کی بہتایت کے بزدلی کی راہ سے قلعہ جنریل موصوف کے
حوالے کر آپ روشن خان اور سرپت راو کے پاس جو نائرون کی تنبیہہ کے
واسطے مقرّر ہوئے تھے جا کر ملتحق ہوا، ادھر جنریل نے اُس قلعے مین اپنا تھانا
بتھاوان سے کوچ کر قلعہ ارواکرچی کو محاصرہ کر اُس کے لینے کا قصد کیا، تب
خان مسطور نے اُس پر تاخت کر اُمراوتی مدّی کے اِس پار اپنی فوج سمیت
ڈیرا کیا، جنریل بہادر یہہ خبر سن مورچہ چھوڑ دریا پار جا مقام کیا، پھر دوسرے
دن جب اُس نے سلطانی جمعیت کو کم دیکھا بے کھٹکے قلعے کو گھیر توپین مارنی
شروع کی تب خان موصوف نے اپنے رسالدارون مین سے قمرالدّین خان

کابلی کو معہ اُس کی فوج چن کر مراتب قلعہ داری اور دفع اعادی کے باب مین تقیّد کر ہمّت خان بختری اور ببر علی بیگ کے رسالے ہمراہ دے رات کے وقت روانہ کیا، جب یہ دونون رسالہ دار بڑی ہمّت و شیر دلی سے انگریزی ہراول پر حملے کر قمر الدّین خان کو اُس کی جمعیت سمیت قلعے مین پہنچا کر پھرے، تو جنرل نے اِس کمک پہنچنے کا حال معلوم کر بڑے قدغن سے اپنے لشکریون کو ایسا حکم دیا کہ اُس کے تو پچیون نے چھ ہی ساعت کے عرصے مین اُس قلعے کی دیوار کو ایک طرف سے ڈھا کر قلعے والون پر ہلّا کیا محصورون نے ہر چند اُن کے دفع کرنے مین کوششین کین کچھ مفید نہوئین، سب کے سب مارے پڑے، انگریز فتح ہونے کے بعد قلعے کا بندوبست کر خان مذکور کی فوج کے مقابلے کو آئے، وہ غریب بھاگ کر لشکر میں جا داخل ہوا، بدر الزّمان خان بھی فوج انگریزی کا سامنا نکر سکا، لاچار دھرا پور چلا گیا، لیکن روشن خان اور سرپت راو اُس لشکر کے گرد بگرد لوٹ لات مین لگے رہے اور سیّد صاحب نے چار پانچ دن بعد وہان پہنچکر کڑوڑ کے قلعہ دار عثمان خان کشمیری کی نمک حرامی کا قصور ثابت کر اُسے سولی دی، بعد اِس کے لشکر انگریز کے دفع کرنے کو فوجین آراستہ کین اِسی درمیان مین فرانسیسی سپہدار موشیر بھوسی کا ایک خط اُسے آپہنچا اِس مضمون کا کہ انگریزونکا لشکر لڑنے کے قصد پر گوڈپور مین چلا آتا ہی، سو تم بھی جلد اپنی جمعیّت سمیت یہان آپہنچو تو ہم دونون مل کے پہلے غنیم کو مار نکالین بعد اِس کے اُس اطراف کے بندوبست کو چلین، سیّد صاحب بہادر نے اِس خط کے پاتے ہی روشن خان اور بدر الزّمان خان دونون سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ بہادرو خبردار تم قرار واقعی ہشیار و چوکس رہنا ایسا نہو کہ پھر بھی دشمن کی سپاہ یہان کی رعیّت پر کچھ اذیّت پہنچاے بعد اِس کے

اُس نے نانکار پنتی کے رستے ہو کر تو نیم سالی مین پہنچ ایک دن مقام کیا'
اُسی دن جاسوس خبر لاے کہ کرنل گرھی مین انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ
جمع اور طیّار ہی اور پاسبان اُس مین تھوڑے سے ہین' وہ بہادر یہ خبر سن
اپنی فوج ہمراہ لے محاصرے کے ارادے اُس گرھی کے گرد بگرد جا پڑا' اُس
گرھی کی یہ صورت تھی کہ اُس کے اِدھر اُدھر کاویری ندّی کی کھاڑیان بہتی
تھین' اہل حصار اگرچہ ایک سو تیس سے زیادہ نتھے لیکن حریف کے تالنے
مین نہایت کوشش بجالاے' آخر سیّد موصوف نے سواران غارتگر کو حکم دیا نامہ
توپون اور سیرھیون کے جا کر گرھی متسخر کرلین اور انگریزون کے تھانہ دارون کو
آزوا کرچی کے مقتول تھانہ دارون کے بدلے تہ تیغ کرین' اُدھر قلعہ والے چونکہ
مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اُسی رات کو اپنا کچھ اسباب و ضروری چیزین
لے باقی مین آگ لگا ترچناپلی کی راہ لی سیّد موصوف وہان سے کوچ کر گوڈپور
کو گیا' اور خان سطور رسالے اور توپین موشیر بھوسی کی کمک کو قلعے
مین بھیج آپ معہ سوار و پیادے کے سلمبر کی راہ سے روانہ ہوا' سخن مختصر
انگریزون کا لشکر جنرل اسطوارط کی سرکردگی مین پھلچری اور ناگور کے
رستے الغارون آکر قلعے کے پچھم کو رتی ندّی کنارے اُترا' فرانسیس ملازم
سلطانی اپنے ڈیڑھ ہزار سوار بارہ توپ معیت انگریزی فوج کے پائین مین
قلعے کے سامھنے آمادہ کر رکھا تھا' سلطانی رسالے خان سطور کے حکم سے
فرانسیس کے ہراول کے دہنے بانھ ایک دمدمہ بنا اُترے' بعد دو روز جنرل بہادر
اُس پہاڑی پر جو سامھنے تھی رات کے وقت توپین چڑھا جب اُن کے سر کرنے مین
آمادہ ہوا تھا کہ اِتنے مین صبح کی پہلی ساعت مین مدراس کی جانب سے ایک جہاز
آپہنچا جسے نین گولے قلعے کی طرف آئے' دمدمے پر کے لوگ تو جہاز کے دیکھنے

مین مشغول تھے کہ اچانک اُس تیکرے سے علی الترتیب توپین چلین اور انگریزون کی فوجین فرانسیس کے غول اور سلطانی رسالون پر تاخت کر کے نزدیک آگئین بہرحال دیکھہ فرانسیس کے سوار طیّار ہو کر توپون کو وہین چھوڑ قلعے کی طرف پھرے، اور رسالون کے لوگ بھی توپین چھوڑ چھاڑ دریا کی سمت بھاگ نکلے، لیکن بہادر خان رسالہ دار اور بیرعلی بیگ بڑی بہادری و دلیری سے اپنے رسالے کی توپین لے قلعے کی کھائی پر آپڑے انگریز اُن دمدمون پر قابض ہو گئے فرانسیس کے سپہ سالار نے جب کھیت کا یہہ رنگ دیکھا تو اپنے ڈیڑھہ ہزار فرنگستانی جوانون کو آراستہ و مسلّح کر بغیر توپ و موشیر پلٹن اور موشیر کرمیو کرنیل کے ہمراہ انگریزون کے دفع کرنے کو مقرر کیا، تب تو فرانسیسون نے بازوے جوانمردی سے عرصہ کارزار مین بڑی داد دلیری کی دی اگرچہ انگریزون کی سپاہ نے کہ بہم چار ہزار تھی مارے گولون کے بہتون کو کشتہ و خستہ کیا فرانسیس کے سردار بھی خوب ہی لڑے،

مثنوي

تھی جنگ جوشان تھا دریاے چین　　تھلکتی تھی جیسے سراسر زمین
اُڑے تھی زبس گرد کھا پیچ و تاب　　نہ خورشید ظاہر تھا نہ ماہتاب

پھر بھرنگ ہنگامہ کشت و خون کا قائم رہا، آخر تفنگ اندازی سے دست بردار ہو سنان لے لے جوان پل پڑے طرفین سے ایسی کشش و کوشش وقوع مین آئی کہ چرخ نیز رفتار اپنی چال بھول گیا، روئین تنون کے تگ و تاز کی دھمک سے زمین کے روئین کھڑے ہو گئے، مقتولون ہر اُس صف جنگ کے ایام پر نیرنگ باوصف سنگدلی کے بھوت بھوت رویا، جلاّد فلک خونریزی کی کثرت دیکھہ حصار پنجم مین جا چھپا، القصّہ دو ساعت تک ایسی سخت

لڑائی ہوئی کہ انگریز مقابلے کی تاب نہ لاکر پس پا ہوئے، تب تو ادھر سے میسہ سے کرناٹک کی فوجین پہنچکر فتحیاب ہوئین فرانسیسون مین سے پانچ چھ سی آدمی جو بچ رہے تھے قلعے مین پھر آئے، اور یہان سے اعدا کے مدافعہ کو ایک بڑی فوج قلعے سے روانہ ہوئی، پر انگریزی سپاہ جنگ برفرداکہ منزل گاہ کی طرف پھر گئی،

بیت

رکھین جنگ کو آج موقوف ہم کرین حشر برپا یہان صبحدم

فرانسیسون کے جماوے قلعے کے متصل دیرا کیا، دو دن بعد جب یہان انگریزون نے حریف اور فرانسیس کے دفع کرنے کا قصد کیا تھا خبر صلح کی جو انگریز اور فرانسیس کے درمیان ولایت مین ہوئی تھی آ پہنچی جسّے جنگ وجدال موقوف ہوگئی طرفین کے سردار ایک ہی میز پر کھانے پینے لگے اور اُسی زمانے مین فرانسیسون کے وسیلے اور محمد علی خان کے مشورے سے سلطان اور انگریزون کے درمیان بھی مصالحے کا عہد وپیمان ہوا، تب بدرالزّمان خان اور سیّد صاحب دونون ترواڈی کی جانب گئے اور بعد مقرّر ہوجانے صلح کے فرانسیسی سردار کی اجازت سے وے آگے کو روانہ ہوکر پلیور کی سرحد مین جا اُترے، اتنے مین سیّد موصوف کے نام پر فرمان سلطانی ملک پائین گھاٹ وغیرہ انگریزون کو حوالہ کرکہان سے پھر آنے کے باب مین صادر ہوا، چنانچہ بموجب حکم عالی کے اُس اطراف کے سب قاعدارون اور عاملون کو اکٹھا کر اور بعضے کو ہی اور زمین دوز قلعے سہ صوبۂ آرکاٹ کی شہرپناہ کے جسکی نئے سر سے ترمیم ہوئی تھی تو بالکل فوج وحشم کے ساتھ حضور پرنور مین آ حاضر ہوا، اُنھین دنون مین میر محمد صادق جسنے مدّت تک آرکاٹ کی کوتوالی

کفایت شعاری سے انجام کیا تھا منظور نظر ہو کر منصب دیوانی پر بحال ہوا' اور اسی اثنا مین حاکم پونان اور ناظم حیدرآباد کی طرف سے مبارک باد جلوس کے تہنیت نامے معہ نوادرات و جواہرات بیش قیمتی کے آئے'

مسخر ہونا کوہ نرکونڈے کا' راجۂ بنکور کا شرارت کرنا' اور بعد تعینات ہونے افواج شاہی کے اُس بد اصل کا مستاصل ہو جانا' رحمان گڑھ کا مرمّت ہونا گیارہ سی اتھا نوے ہجری مین'

اِس ایّام مین ساحل تلنگ بھدراچلندی کے خفیہ نویسون نے اپنی اخبار کے ذریعے سے یون گزارش کیا کہ ان دنون سرکار والا کے اکثر باج گزارون نے سرکشی اختیار کر جمہور رخلایق کے حال پر جور و ستم کا ہاتھ دراز کیا ہی اور حاکم نرکونڈہ نے بھی رعایا کے ساتھ عہد شکنی و بد مہری آغاز کی ہی' علاوہ اِس کے دو سال سے نذرانے کے روپیہ بھی حضور مین نہین گذرانے اور سدم گڑھی پر جو صوبہ گرم کنڈے کے تحت مین ہی تاخت کر وہان کے دہات کو لوٹ لیا اکثر لوگون کو شہید کیا' اور مدن پنّی کا راجا بھی اُس کے ساتھ مل گیا ہی' اِن خبرون کے سنتے ہی قہر سلطانی کی آگ دہک اُٹھی' تب اُس عالی صفات نے رعیت پرجا کی رفاہ و آرام کے لحاظ سے اُن حالات کے تحقیق کرنے کے واسطے اُسی دم سیّد غفّار کو اُس کی فوج سمیت اُس طرف روانہ کیا' جب اِس سپہسالار نے وہان جا کر معلوم کیا کہ پرسرام ناظم مرچ کے ارغلان نے سے اُس مفسد یعنے نرکونڈے کے حاکم کے دماغ مین یہہ خیال سما گیا ہی کہ کشتنا اور تلنگ بھدراچلندی کے درمیان کی ریاست کو اپنے قبضے مین لاے اور بالفعل

سپاہ نصرت پناہ کا آنا سن کر وہ مستعد بجنگ ہوا ہی، تب سید مبارک نے یہان کا احوال شہر وار حضور مین لکھ بھیجا، جس پر برہان الدین خان سپہدار تین پلٹن اور پانچ ہزار سوار جرار ہمراہ اُس سرکش کو اسیر اور اُس کے ملک کو تسخیر کرنے کے واسطے رخصت ہوا اور شیخ عمر سر لشکر دو ہزار سوار اور دو پلٹن چھ توپ صمیت مدن پلی اولے دیوتون ہلی کی راہ سے اُن کی پیشکنی کو روانہ ہو بنکور جا پہنچا، ہر چند اِس سپہدار نے وہان کے راجا بہت کو نصیحت کرکے اطاعت پر رہنمائی کی اور بہت سمجھایا پر وہ گمراہ سرکشی کر بارہ ہزار پیادون سے زیادہ روک لڑنے کو طیار ہو گیا، دو دن تک رام سمندرم کی نواح مین جو اُس کی سرحد تھی بڑی معرکہ آرائی ہوئی، مردان غازی کافرون کے سر و سینے کو تیغ و سنان سے پارہ و چاک کرتے رہے آخرکار سلطانی سپہدار نہوں شجاعت نے سر اُس شقاوت کردار کافر سے جدا کیا، یہہ حال دیکھ کفار کی جماعت نے فرار اختیار کر پھوئی کنڈے کے پہاڑ مین جسکے چارون طرف بڑا بیابان و جنگل ہی جا کے پناہ لی، تب لشکر نصرت پیکر اِس شہر کو قتل و غارت کرنے اور رام سمندرم کی گڑھی لے لینے کے بعد پھوئی کنڈے مین جا پہنچا یہہ بھی پانچ دن کے درمیان فتح ہو گیا، راجا یہان کا جگا کا چکرابال نام تھا جو نہین اُسنے اپنی فوج کی خبر شکست سنی خوف کے مارے بنکور کی پہاڑی سلطانی بہادرون کے حوالے کر اول پلی پہاڑ کے اوپر جو ایک گھنے جنگل کے درمیان واقع ہی جا پناہ لی اور وہان چار ہزار جرار پیادون کی جمعیت بہم پہنچائی اِدھر سپہدار مذکور نے پہلے تو بنکور کے پہاڑ کو محاصرہ کر اُس کی دیوار و پشتے کو مارے توپون کے گرا قلعے مین کارآزمودہ سپاہ تعینات کیے بعد اِس کے آپ تسخیر کے ارادے پر اُس پہاڑ تک دھاوا مار جا پہنچا

لیکن چونکہ وہان گنجان درختون کے سبب غازیون کی چڑھائی مشکل تھی غنیم کی فوج نے اُن کا رستا چھینک مقابلہ کیا ہرچند اِس سپہسالار نے ایک مہینے تک از بس کوشش کی مگر صورت کشایش کی کچھ بھی نظر نہ آئی تب مجبور ہو حضور مین عرضی واسطے کمک کے لکھی جس پر امام خان کابلی اپنی سپاہ صمیمت اُسکی کمک کو جا پہنچا تب وے دونون سپہدار بوسیلہ رہنمائی باشندون کی اُس نواح کے دو طرف سے لڑتے بھڑتے جنگل مین گھس پڑے اور اڑھائی مہینے کے عرصے مین اُس پہاڑ کو اپنے قبضے مین لائے، راجا وہان سے کئی آدمیون کے ساتھ جنور کی طرف بھاگ نکلا اور افواج سلطانی کے حملے سے بچ گیا وے دونون بہادر اِس نصرت و ظفر کے بعد سالم و غانم یہان سے معاودت کر ملازمت عالی مین پہنچ غنیمت کا سارا مال و متاع ہاتھی اونٹ حضور سلطانی مین درپیش کر کے الطاف خسروانی سے سرفراز و کامیاب ہوئے،

فتح ہونا کوہ نرکنڈے کا میر قمرالدین خان بہادر کی پردلی سے اور حضور مین بلایا جانا اُس نامدار کا معہ اور واقعات کے جو سن گیارہ سو اٹھانوے ہجری مین واقع ہوئے،

جب برہان الدین خان سپہدار حضور عالی سے رخصت ہو کر دھاروا کی نواح مین سید غفار سے مل کو نرکنڈے کی حدود مین جا پڑا اور وہان کے حاکم کو یہہ پیغام بھیجا کہ اگر تمھین ملک داری کی خواہش ہو تو خیریت اسی مین ہی کہ نرکنڈا سلطانی قلعدار کے حوالے کردو تا اِس کے بدلے سر نو تم کو سند ملک و دولت ملے، اور اُس کو ہسنانی سنگدل کی طرف سے سخت جواب پہنچا تو خان

موصوف کے حکم سے دو خیرخواہ سپہدار سیّد حمید اور سیّد غفّار بڑی دلیری سے سبقت و چالاکی کر اُس پہاڑ کو گھیر لیا اور حصار توڑنے اور سر کرنے کے ارادے پر توپ و بندوق سر کرنا شروع کر دیا ' اتفاقاً وہان کے حاکم نے ایک رات قابو پا شبخون مارا جس مین صلابت خان بخشی دو سو سوار معمیت شہید ہوا جب اُن دونون سردارون جلادت نشان کی دیسی تگ و دو پیش رفت نہوئی تب اُن لوگون نے بڑی زحمت و کوشش کر مورچون کو حصار کے قریب پہنچایا ' اب اُس حاکم نے ذکر ناظم مرچ اور حاکم پونان سے اعانت طلب لی جس پر ناظم مذکور نے پانچ ہزار سوار اُس کی مدد کو بھیجے تلے سوار ایک ندّی کنارے جو شدّت سے اُمنڈ رہی تھی اُتر کے انتظار اُن دس ہزار سوارون کی جو پونان سے کمک کے لیئے آتے تھے کرنے لگے ' جبتک اِدھر سپہداران مذکور نے ایسی فرصت کو غنیمت جان حضور مین اِس کیفیت کی اطلاع دی ' تب میر قمرالدّین خان بہادر کے نام برفرمان سلطانی اِس مضمون کا صادر ہوا کہ اپنی جمعیت لے اُن سپہدارون کی کمک کو پہنچ دو تین اور غنیم لئیم کی تنبیہ اور کوہ ترکنڈے کی تسخیر مین سعی کرے '

پوشیدہ نرہے کہ انہین دنون مین سیّد محمد کو جو نواب علیم خان ناظم کرپے کا داماد تھا یہ فرصت مل گئی کہ وہ پان سو سوار اور دو ہزار پیدل کی جمعیّت معمیت مچھلی بندر کے انگریزون سے آملا اور اُن سے ایک پلٹن دو توپ لیکر کرپے کے استرداد اور اُس اطراف کے قلعون کے مسخّر کرنے کے ارادے روانہ ہو قتل و غارت کرتا ہوا جلد بدّویال گڑھ مین آپہنچا اور جب یہان کے بادشاہی پاسبانون کو کچھ انعام دے لگاملا اُن کی مرضی سے اپنے سپاہیونکا ایک غول اُس قلعے مین بھیج کر جو نہین کرپے کو چلا تھا کہ اِدھر سے میر قمرالدّین خان بہادر بھی

حسب الحکم سلطانی اُس نواح مین جا پڑا، تب تو دونون طرف کے جوان کھیت مین اُتریڑے صبح سے دو پہر تک خوب ہی لڑے، آخر خان موصوف حریف کے دھوکھا دینے کو اُن کے سامنے سے اپنی سپاہ سمیت مل کر اُس جنگل کے درمیان جس کے مقابل ایک تالاب پر آب اور چھوٹا سا پہاڑ بھی تھا آچھپا اور وقت فرصت کا منتظر رہا، سیّد محمد نے اِس حرکت کو اپنی فتح پر حمل کر دھین اپنے لشکر کے ڈیرے کروا دے اُن کے پیچھے انگریزی سردار بھی اعدا کی طرف سے بے کھٹکے ہو اُتر پڑا، خیر بعد اُس کے جب سیّد مذکور کے سوار اُس تالاب پر گھوڑون کو پانی پلانے گئے خان بہادر کے سوار جو ایسے ہی قابو کی گھات مین لگے ہوئے تھے اُن اجل گرفتون پر آپڑے، اُس جماعت مین سے اکثر آدمی اپنے لشکر کی جانب اِس بلاے بے ہنگام کی آمد کا شور مچاتے بھاگ چلے خان دلاور کے سوارون نے اُنکے پیچھے گھوڑے اُٹھا کر سبکے سب کو گھوڑون کے صمون تلے کُچل ڈالا، کوئی اُن مین سے نہ بچا، لیکن سیّد مذکور اور انگریزون کا سردار بہزار خرابی اُس مصیبت و بلاے ناگہان سے بچ نکلے، اب خان فیروزی نشان بدستور اور پہاڑ اور کھمّم کو قبضۂ تصرّف مین لایا اور فرمان سلطانی کے پہنچتے ہی غنیم کی تنبیہ و تادیب کے لیئے آمادہ ہوا چنانچہ اُسنے چار ہزار سوار خونخوار حمیت کشتناندی کے اُس پار جا شبخون مارخون کا دریا بہا اور مرھٹون کو اُس مین ڈبا دیا بہتون کو اُنسے اسیر و گرفتار کر لیا بعد اِس کے آپ اُس پہاڑ کا قصد کرا اپنے سپہدار شیخ امام کو سیّد غفّار کی مدد کو بھیج دیا، جب اُس پہاڑ کا حاکم اِس سردار کے آنے اور مرھٹون کے شکست پانے سے آگاہ ہوا تو اُس کی ہمّت کی کمر ٹوٹ گئی، تب اُسنے صلح کرنے اور قلعہ چھوڑ دینے کا پیغام خان مذکور کو بھیجا اِس نے اُس کی صبح

کو سید حمید اور حیدر علی بیگ بہادر رسالہ دار کی معرفت عہد نامہ بھیج اُس کو پہاڑ سے اُتار کر عیال و اطفال گرفتار کر لیا اور احمد بیگ و غضنفر بیگ کی فوج اُن پر تعینات کر کے حضور میں روانہ کیا اور وہان کی حکمرانی پر ایک امانت شعار دولتخواہ کو مقرّر کیا'

سرانجام پانا باغیان کوہ رگ کا' متوجّہ ہونا موکب سلطانی کا اُس نواح کے مفسدون کی تنبیہ و تادیب کے لیئے' اسیری میں پکڑ آنا ہشتاد و ہشت ہزار مرد و زن کا معہ دیگر واردات جو سن گیارہ سی اٹھانوے ہجری میں واقع ہوے'

اُن دنون میں چونکہ زین العابدین خان مہدوی کوہ رگ کا فوجدار قدامت و دوام کے باعث مختارِ کل بن تمام ممالک محروسہ کو بے انتظام و زیر و زبر کر اکثر امورات سلطنت اپنی خواہش و رغبت کے موافق انجام کرتا تھا اور غربا رعایا کی عزّت و آبرو پر ہوا و ہوس کی دست درازیان کر زبردستی خوبصورت عورتون کو اپنی ہمخوابہ بناتا' لاجرم اِن بیجا حرکتون سے کوہ رگ کے سب نجبا و شرفا جنگ و جدل کرنے پر مستعد ہو گیئے اور وہان کے راجا کے عمّال موتی نائر اور رنگا نایر نے سب کی سب رعیّت پرجا کو اکٹھی کر ظفرآباد کے تئیں چارون طرف سے گھیر اُس کی گرد نواح میں لوٹ تاراج مچا دیا محصورون کو ایسا مجبور و عاجز کیا کہ اُنھین قلعے سے نکلنا مشکل ہوا لاچار خان موصوف نے اپنے کیئے سے ندامت اُٹھا ایک جاسوس کو اِس کیفیت کی عرضی صمیت حضور انور مین روانہ کیا جس پر شاہ گیتی پناہ نے اِس معروضے کے مضمون پڑھنے کے ساتھ ہی باشندگان

کو ترگ کی سیاست و گوشمال کا حکم دے رایات بہری اور خیمۂ زنگاری
سلطان پنیتا کی نواح مین کھڑے کروائے اور سپہدار زین العابدین شوشتری
کو اُس کی فوج اور دو ہزار سپاہی کے ساتھ بہت سی رسد ہمراہ دے
اُس طرف تعینات فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلد تر ظفر آباد کے قلعے مین پہنچ
مفسدون کی تنبیہ عمل مین لائے، القصّہ جب یہ سپہدار اُس گھاٹ کے
دروازے تک جا پہنچا وہان کے باغیون نے اِدھر اُدھر سے رولا کر یہان تک
تیر تفنگ کی بوچھاڑ مین مارین کہ اُس کے اوسان خطا ہو گئے کیونکہ اِس سردار
نے ہمیشہ عیش و عشرت ہی مین اوقات کاٹی تھی کبھی عمر بھر رزم کی صورت
بھی نہین دیکھی بناچار ہمّت ہار سراسیمہ ہو رہا مین آپناہ لی ہرچند اُسکے ساتھ والے
رسالہ دار اور سپاہی آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کو اُسے ترغیب و انگیزدہی رہے
پر اُس خوف زدہ سپہدار نے تپ و لرزہ اور پیچش کی بیماری کا بہانہ کر ایک
قدم بھی حریف کی جانب نہ اُٹھایا، جب یہ خبر حضور مین پہنچی سلطان نے اُسکی
بزدلی اور نامردی پر لعنت بھیجی اور دو ہفتے بعد آپ ہی بیس ہزار سپاہی اور
بارہ ہزار سوار جرار کی جمعیت سے بیالیس ضرب توپ ہمراہ لے سنہ مذکور
کے شہر ذی حجہ کی پندرھوین کو بڑے طمطراق اور کروفر سے اُس طرف روانہ
ہوا، جب شاہی موکب کوترگ کے خار بند کے قریب جا پہنچا تب خود بدولت
واقبال نے معہ فوج لے وہ اُس دشت ہولناک مین قدم رکھا، وہ عجیب
سرزمین تھی جس مین بستانون کی کثرت اور نشیب و فراز کی نہایت،
ساگوان، صندل، دال سفید، عود خام وغیرہ کے بڑے بڑے عظیم الشان
درخت، سیاہ مرچ کی بیلین ہر ایک گاچھ کی ڈالیون پر پھیلی ہوئین، الائچیون
کے ہرے ہرے کشتزار، دار چینیون کے سایہ دار اشجار، بوستانون مین

جہان تہان بھانت بھانت کے پھل پھلے ہوئے، گلستانِ نو نمین ہر طرف چمن چمن پھول پھولے ہوئے اِن مین رنگ برنگ کی بو باس اُن مین شہد و شکر کی سی متھاس، نہرین سداجاری، رستون مین حوض تالاب آبجوئین جا بجا مرغ و ماہی جنگلی بھینسے اور ہاتھی بھی بڑے بڑے اُس دشت مین پھرتے تھے ہاتھیون کے بچے آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ سونڈ ملا ملا بازی کرتے اور کیلیاتے، ریچھ بندر لنگور بھیڑیے و شیر بھی بیشمار تھے مکانات اُس ملک کے چھوٹے چھوٹے پہاڑون کی ترائی مین درختون اور محکم حصارون کے درمیان جن کے اندر بہت سے کوٹھے اور کوٹھریان گھرون کے گرد بگرد اِس خوف سے کہ ہاتھی اکثر اُنھین خراب و تباہ کر ڈالتے ہین گہری گہری کھائیان کھدی ہوئین، مرد وہان کے قد اور اور خوب صورت ہوتے ہین جنکا لباس، عرف گلون مین ایک دہرا کرتا ہوتے کپڑے اور لمبے لمبے دامن کا ایسا کہ پھلیون تک پہنچے، اور ایک ایک کالا پٹکا کمرون مین، چمڑے کی توپیان سرون پر، پر سب کے سب سپاہی پیشہ چنانچہ توڑے دار بندوقون کے علاوہ وے ایک ایک چوڑا چکلا پٹھرا بھی کمر مین باندھا کرتے ہین، عورتین اُن کی نکھ سکھ چھب سجی سے درست، حسن کی سرسائی کے ساتھ زیبائی و شیرین ادائی مین چالاک و چست حوردن کی طرح ہر طرف اُس روضۂ غیرت رضوان مین خرام ناز کرتی ہین، لیکن زینت و سنگار اُن کا فقط اِسی پر موقوف ہی کہ چھ ہاتھ کا تہبند ناف سے زانون تک اور دو دو ہاتھ کے رومال سینون پر باندھتیان ہین، برخلاف مردون کے جو سرد اور خنک ہوتے ہین تلے گرم مزاج اور تیز طبع ہوتیان ہین، مذہب مین یہان کے لوگون کے اِس کا مضائقہ نہین کہ اگر ایک گھر کے چار بھائی ہون تو ایک ہی اِن مین سے بیاہ کر لے اور اُس کے

دوسرے بھائیون کا بھی اُن کی بھاوج ہی سے کام نکلے، یہہ تو وہ مثل ہوئی کہ مانگے نانگے کام چلے تو بیاہ کرے بلاے، الغرض نواب مرحوم نے جب اُس سرزمین کو فتح کیا تھا تب یہہ رسم وہان سے اُٹھادی تھی بلکہ اُس قوم کی اکثر عورتین جو پکڑ آئین سپاہیون کی خدمت مین دی گئین، سرما اُس ملک کا بشدّت یہانتک کہ گرمیون کے موسم مین بھی روز و شب سردی کا یہہ عالم ہوتا ہی کہ آفتاب باوجود اُس گرمی و حرارت کے سراپا لاپوش سحاب بردوش اور ماہتاب نت نیلی بارانی مین روپوش رہتا ہی اور عین زمستان کے ایام مین تو ایسا جاڑا پالا پڑتا ہی کہ جوانان الف قامت و گرم خون راتون کو تنگ کوٹھریون مین بشکل نون خمیدہ و پا بسینہ ہو سوتے ہین، قصّہ کوتاہ چھہ مہینے تک اِس اطراف کے لوگ از صبح تا سہ پہر سے بیشتر تلک بشمین کپڑے پہنے یا کنبل اوڑھے اپنے اپنے کاروبار کیا کرتے ہین، دیوچہ یا جونک کی اِس نواح مین بڑی افراط و کثرت ہی اکثر تندی کی طرح اُڑ کر آدمیون اور چارپایونکے بدن مین چمٹ جاتی ہی جسّے وے نہایت اذیّت پاتے ہین، اجگر اور بڑے بڑے موذی سانپ و بچھو بھی اُس اطراف مین بہت ہین جسکے ڈنگ مین ایسا زہر بھرا ہوا ہی کہ کوئی جاندار اُن کا ڈسا ہوا جانبر نہین ہوتا، حاصل کلام جب سلطان عالی مقام بنگال کے رستے ہو کر وہان کی سرحد مین جا پہنچا اور اُس خارستان رن منڈل نام کے دروازے کے اِس طرف بادشاہی ڈیرے کھڑے ہو گئے اُسکے دوسرے دن دونون سپہسالارون نے بموجب حکم عالی افواج معیت اُسی دروازے پر جس کے آگے اُن گمراہون نے گہری کھائی کھود کر دیوار اُٹھائی تھی تاخت کر لڑائی شروع کر دی لیکن اکثر غازیون کو کافرون نے زخمی اور قتل کیا، تب تو اِدھر شاہ دین پناہ نے معہ لشکر

ظفر پیکر راہ دشوار گذار سے جا بہت سے ضالات شعاروں کو جہنم واصل کیا، اور اُدھر مشیر لالی کی سرکردگی مین فرنگستانی فوجون اور نواب مغفور کے خاص پروردہ چیلون کے رسالون نے (جنھین اُس مرحوم نے اسد اللّٰہی کا لقب دیا تھا) کفّار فجّار کو نیزہ و تلوار کا لقمہ بنا ڈالا، جلودار پیدلون نے بڑی جرأت سے کتنے اہل عناد کو مارے بھالے برچھی کے فی النّار والسّقر اور ہزارون اشقیا کو اسیر کرلیا، جب بتائید الٰہی اعدائے دولت قرار واقعی مغلوب و مقہور ہو چکے سلطان نے وہان سے کوچ کرسوادِ ہلکلی بارین جا مقام کیا، افواج شاہی نے خوشحال پور پر تاخت و تاراج کر بہت سے شقاوت نہادون کو زن و بچے سمیت پکڑ لیا، اور حضور سے چار رسالے اسباب جنگ اور رسد لیکر ظفرآباد کے قلعے کو بھیجے گئے، بعد اس کے خود بدولت و اقبال نے شہر محرّم الحرام کی پندرھوین گیارہ سی ننانوے مین اُس رستے جسّے امرا اور خوانین نے حسب الحکم آگے جاکر ہر روز قریب دو کوس کے اُس کا جھاڑ جنگل کٹوا جلا تھوڑے ہی عرصے مین وہان کے صحرانشینون کا قافیۂ وقت تنگ کر دیا تھا، کوچ کیا، اور اِس مابین مین پیدلون نے دشمنون کا مقابلہ کر دو تین ہزار کو کشتہ و خستہ کر گرایا اور کئی منزل آگے بڑھ کر قلعے کے پورب طرف آ خیمے و خرگاہ برپا کروائے، جب کفّار ناہنجار لشکر اسلام کے ہاتھ سے عاجز آئے مقابلے و محاربے سے منہ موڑ پناہ کے لیئے پہاڑ اور گھنے جنگل مین چلے گئے، سلطان نے بھاڑے فوج کفّار کی گوشمالی اور اُس دیار کی تسخیر کے واسطے تعینات کیا، چنانچہ مشیر لالی تو کوہ الاپچی کے متمرّدون کی آتش فتنہ کے بجھانے کو گرم عنان ہوا اور فوج شوشتری دوسری افواج صمیمت حسن علی خان بخشی کے ہمراہ عقرب نار وغیرہ کی جانب روانہ ہوئی، میر محمد محمود بہادر اور امام علی خان بخاری وغیرہ نھل کادیری

اور خوشحال پور کی طرف گئے، سلطان خود آپ دو تین مہینے وہین رہا اور بخشی مذکور نے اہل بغاوت پر تاخت کر آٹھ ہزار مرد و زن گرفتار کر لئے شیر لالی بھی اس پہاڑ کے قرب و جوار سے بکری بھیڑ کی طرح پہاڑ سے لوگون کا ایک گلہ بنور کے حضور مین روانہ ہوا، اس کے بعد سلطان آگے بڑھکر دکھن طرف تھل کاویری پہاڑ کے جس پر کاویری ندی کا چشمہ یا سوتا ہی عالم ظفر پرچم قایم کر متمردون کی تنبیہ کے لئے اپنی افواج قاہرہ کو آگے روانہ کیا، سرداران تہور دستگاہ ہر ایک طرف سے تاخت کر بڑی تگ و دو سے ایک انبوہ عظیم اُس قوم سے جس کی بیخکنی مدنظر تھی پکڑ لائے، سات مہینے اور کئ دن کے عرصے مین اسی ہزار آدمی زن و بچہ سمیت اسیر کئے گئے اور اُنکے سردار بھی الا یحیی پہاڑ پر مو شیر لالی کے ہاتھ دستگیر ہوئے باقی سرکش مطیع و حلقہ بگوش بنے، سلطان عالی شان وہان کے نظم و نسق اور لشکر کوتہ نامے جیون کے کئی چھوٹے چھوٹے قلعون کی طیاری کے بعد محظوظ و مسرور سداپور کے رستے مظفر و منصور دارالسلطنت کو پھرا، مہوتی نائر کارکن تھوڑے ہی دنون مین اس جہان سے گذر گیا اور رنگا نائر سلطان دین پناہ کے ہاتھ سے دولت اسلام حاصل کر شیخ احمد نام رکھا گیا اور سپہسالاری کا مرتبہ پاکے معزز ہوا، کنبا نور کی بلیار انی جو مالپہ کے قوم سے تھی کاویری سرحد تک آئی اور حضور مین باریاب ہو پیشکش دو سالہ نذرانے کے روپی اور کئی ہاتھی گھوڑے اور اور تحایف درپیش کر خلعت شاہی پاکے خوشی خوشی رخصت ہوئی جب سلطان اپنے دارالسلطنت مین پہنچا تو اُسنے اہل کورگ کے سب اسیرون سے جن کو مسلمان بنا کے احمدی لقب دیا تھا رسالے کھڑے کر قدیمی رسالہ دارون کو اُنکے تعلیم کرنے کے لئے مقرر کیا چنانچہ اُن سردارون نے

تھوڑے ہی دنون مین اُنھین تربیّت کر لڑائی کے قواعد سکھا طیار کیا، اِنھین دنون مین حضور والا سے سلطانی فوج اور اسد اللّٰہی و احمدی لشکر کے سرداروں کو طلائی اور جڑاؤ پدک مرحمت ہوئے، پ شاکین اُن لوگون کی بھری کپڑے کی قسم کی تھین جو ایک نئی طرز سے بنوائے گئے تھے، اِسی ایّام مین شہر کو زگ کے بسانے کے واسطے ملازمون مین سے چھہ سات ہزار آدمی اشراف شیخ و سیّد کی قوم کے جن کر اُس طرف روانہ کیے گئے،

چڑھائی کرنا نواب حیدرآباد اور مرھٹون کا واسطے مسخّر کرنے ممالک خداداد کے لے لینا اُن لوگونکا اُس اطراف کے کئی قلعون کو روانہ ہونا سلطان عالیشان کا ادھونی ہو کر دشمنون کے دفع کرنے کو اور رفتہ ہوجانا اِس کا سن گیارہ سو ننانوے ہجری مین،

جب نانا پھڑنویس نواب نظام علی خان بہادر کے ساتھ ملکر افواج متفرّق کو اکٹھا کرنے لگا اور تھوڑے ہی دنون مین پونا ان کے سب امیر سپاہ لے لے آملے تب نظام علی خان معہ شمشیر المالک اور سیف جنگ و تیغ جنگ وغیرہ کے چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل ہمراہ لے حیدرآباد سے بادامی قلعے کی جانب جو سلطانی سرحد تھی روانہ ہوا اور پیچھے سے نانا پھڑنویس بھی اسّی ہزار سوار چالیس ہزار پیادہ پچاس ضرب توپونکے ساتھ وہین جا پہنچا، اور اِن دونون امیرون نے آپسمین اتّفاق کر اُس اطراف کے قلعون کے تسخیر کرنے کی تدبیر کی اور بادامی گڑھ کو جس کا قلعدار ایک مرد بہادر تھا گھیر لیا سپاہی اُن کے قلعہ توڑنے کے لیئے مورچے باندھنے لگے آخر بعد کام آنے ہزارون جوان پختہ کار کے نو مہینے مین

اُن لوگون نے قلعہ مفتوح کیا، بعد اِس کے رسد اور اور جنگی اسباب جمع کرنے کی نیّت سے وہین مقام کر کے اپنے امیرون کو اور اور قلعون کے مستخر کرنے اور قصبون کے لینے کے واسطے ہر ایک اطراف مین بھیجا چنانچہ اِنھون نے دھارواڑ اور جالی ہال کے قلعدار حیدر بخشی نام کو تیس ہزار روپیہ کی طمع دیکر اُنھین لے لیا اور بہ نے وفاغدّار قلعدار اپنے مال اسباب صمیت پونان کو چلا گیا عدا وہ اِس کے اور نمک حرام قلعداروں نے بڑے منصب کی اُمید اور تھوڑے نقد روپیہ کی طمع پر قلعہ کنچن گڑھ نولکنڈا نرکوندا اور تنب بھدراوندی کے اُس پار کی ساری سرزمینین بھی اُنھین حوالے کر دین اور اُس نواح کے راجے رجواڑے بھی جیسے راجا مرہٹی، دمل، کنک گیری، آنی کنڈی سب کے سب اُن سے مل گئے، جب جاسوسون نے یہ حقیقت حضور مین عرض کی اور ارکین سلطنت و اُمرائے دولت بھی دشمنون کے دفع کرنے پر باعث ہوئے تب سلطان عالی جاہ نے سپاہ و آلات جنگ کی طیّاری کا حکم دیکر سن مذکور کے شعبان کی چھٹی کو لشکر جرّار اور توپ خانۂ بیشمار صمیت دارالسّلطنت سے بنگلور کی جانب کوچ کیا، جب اُس مقام مین جا پہنچا تو اُس اطراف کے راجاؤن کے حاضر ہونے کا (اِس شرط پر کہ جبتک اِن دشمنون کے ساتھ لڑائی رہے وے اسباب جنگ اور رسد کی سرراہی کیا کرین اور سرکار سے اِس ایام کا زرپیشکش و نذرانہ اُن پر معاف کیا جائیگا) حکم دیا چنانچہ راے درگ، چیتل درگ، ہربن ہلّی وغیرہ کے راجا اچھی اچھی جمعیتون سے آحاضر ہوئے، القصّہ سلطان والا شان شب قدر کے بعد بالکل لشکریون کی تقسیم تنخواہ سے فراغت کر اور ساز و سامان لشکر وغیرہ پور نیا دیوان کی حفاظت مین سپرد فرما جریدہ وہان سے ایلغارون آگے کو روانہ اور کنگلی کے سواد مین پہنچکر ایک رات

وہان پہنچا، صبح ہوتے ہی ادھونی کے پہاڑون کے متصل لشکر کے ہراول تک جا پہنچا وہان کے حاکم نے کہ نواب مہابت جنگ بہتا نواب بسالت جنگ داماد نواب نظام علی خان کا تھا جب لشکر ظفر پیکر کے متصل آنے کی خبر سنی خوف زدہ ہوا اپنے دیوان اسد علی خان کو پیام صلح پہنچانے کے بہانے حضور انور مین روانہ کیا اور خود اِسی فرصت مین اپنی چیزبست سمیت زنانہ پہاڑ پر بھیج دیا، یہان سفیر نے جب ملازمت حاصل کر کے پیغام گزارش کیا سلطان نے اُسکے جواب مین یہ فرمایا کہ تم لوگون سے ہمین کچھ دشمنی نہین مگر چونکہ نواب نظام علی خان نے بے وجہ ہم سے چھیڑ شروع اور مرہٹون سے میل کر کے اِس سرکار کی بربادی کی فکر کی ہی، دین اسلام کا کچھ بھی پاس نکیا جو اِس سلطنت کے اعدائے قدیم سے سازش کر یہان تک نوبت پہنچائی ہی کہ بت پرستون نے مسجدون اور اہل اسلام کے گھرون مین آگ لگا لوٹ پاٹ مچا ملک خدا داد مین فتنہ و فساد اُتھار کھا ہی مقتضاے دینداری یہی ہی کہ ہم سب باہم متفق ہو کر پونان پر چڑھائی کرنے کی طیاری کرین اور مذہب و ملت کی پشتی، خدا کی رضامندی، خلق اللہ کی رفاہیت کے لیے جہاد پر کمر باندھین، خیر حاکم مذکور جب اِس صلاح کو عمل مین لانا مستعد بجنگ ہوا لاچار سلطان نے ھیبت سلطنت کی رعایت اور اعادی کی عبرت کے واسطے اُس کے دوسرے دن ایسا حکم صادر فرمایا کہ لشکر کے سرداروں نے اُس شہر پر تاخت کر اُسے ویران و بے چراغ کر ڈالا، جب وہان کے حاکم نے میل و ملاپ کی راہ اختیار نہ کی طرفین سے لڑائی ٹھن گئی اور غازیان لشکر فیروزی اثر دار و غہ آتش خانہ صمیت اُس حصار فلک اساس کے مسخر کرنے کے ارادے کوچ کر چارون طرف سے اُس کو گھیر توپین مارنے مین مشغول ہوئے، سلطان

دین پناہ کو ہرگز اِس طرح سے اُس قلعے کے لینے کا خیال نہ تھا بلکہ اُس نے اپنی نیک نہادی سے یہہ سمجھا تھا کہ چون صبیہ نواب نظام الدّولہ کی اُس قلعے مین ہی وہ محاصرے کی خبر سنتے ہی ننگ وحمیّت کی جہت سے البتّہ صلح کر لیگا، جب کہ یہہ بات وقوع مین نہ آئی تب سلطان نے حصار کے محاصرہ کر لینے کا حکم دیا جسوقت فوج سلطانی صبح کے وقت ہلّا کرشلّاکین مارتی ہوئی قلعے کے دروازے تک جا پہنچی بہادرون نے دیکھا کہ قلعے کا دروازہ کھلا ہی اور قلعہ والون پر رعب و دہشت مستولی، یہہ حال دیکھکر بعضے امیرون نے حضور مین عرض کیا کہ قلعہ لے لینیکا یہی وقت ہی اگر حکم ہو تو قلعے مین داخل کر مہابت جنگ کو حضور مین حاضر کرین اِسیطرح رستم جنگ اور موشیر لالی فرانسیس بھی کئی بار عرض بردار ہوئے، سلطان رحیم دل نے فرمایا زنہار ایسا نکرنا، اللہ چاہے تو آپ ہی کل پرسون تک کلید فتح دستیاب ہو جائیگی، راقم حروف بھی اس واقعے مین حاضر تھا، اور مشاہدہ کیا کہ اُسی دن بعد دوپہر کے حاکم محصور نے قلعے مین جنگ و مدافعہ غنیم کا حکم کیا، اُسوقت اُسکے حشم خدم کہ سات ہزار جوان تھے قلعداری کی اہتمام اپنے ذمّے لے سلطانی سپاہیون کے حملون کے دفع کرنے مین متوجہ ہوئے، ناظم حیدرآباد نے جونہین اِس سرگذشت کی خبر پائی نہایت گھبرا کر حاکم پونا کو بھی اِس کی اطلاع دی اور اپنے امیرون سے بھی اِس امر کی تدبیر پوچھی، اُن مین سے بعض دانشمندون نے التماس کیا کہ جب بادامی گڑھ کا قلعہ جو ایسا سخت و مستحکم تھا نو مہینے کے تردد و جانفشانی کے بعد ہاتھ لگا، سو بھی بطور مصالحہ کے اور برس دن تک نظم و نسق اُس کا جیسا کہ چاہیئے کسی طرح عمل مین نہ آیا، اِس لڑائی کا انجام کار تو ظاہر ہی ہی کیونکہ جب سلطانی سپاہ اپنے آقا کی غیبت مین لڑائی بھڑائی مین کوتاہی نہین کرتی تھی تو روبرو اُسکے

کیا کیا جانفشانیان عمل مین لائنگی، اس صورت مین آپ دونون صاحبون کے حق مین بہتر یہی ہی کہ اپنے چند سردارونکو ہماری جمعیّت کے ساتھ حدود سلطانی کے ویران و خراب کرنے کے واسطے تعینات کر خود اپنے دارالحکومت کو سدھارین، چنانچہ بہت بیر اُن دونون کو پسند آئی، تب ناظم حیدرآباد نے مشیر الملک اور تیغ جنگ و سیف جنگ کو فوج سنگین سے ادھونی کی جانب کمک کے لیئے مقرّر کیا، پونان کے حاکم نے جسونت راو ہلکر اور پرسرام ناظم مرج اور ہری پنڈت وغیرہ کو تمامی سوار و پیدل اور توپ خانہ سمیت سپہداران حیدرآباد کی مدد اور ممالک سلطانی کے تاراج کے واسطے حکم دے کر خود دے دونون امیر جلیل القدر بیماری کے عذر سے اپنے اپنے دارالامارت کو پھر گیئے، سلطان نے یہ خبر سنتے ہی قلعہ ادھونی کے مستخر کرنے کی تاکید کی اگرچہ سر لشکران سلطانی نے بیس دن تک قلعہ سر کرنے اور اُس کی فصیل کے توڑنے مین بہتیرا سر پٹکا لیکن کچھ نہو سکا، کیونکہ یہ قلعہ بادشاہ عادل شاہ کا بنایا ہوا ایسا حصین و متین تھا کہ بڑی بڑی توپون کی مار سے بھی اُسمین کچھ خلل نہ آیا، آخرکار بموجب حکم عالی کے ادھر تو بہادران رستم توان بسالت جنگ کے مقبرے کی طرف سے، اور سیّد صاحب و قطب الدّین خان بہادر اور دولت رای تنہیاں دروازے کی جانب سے، اور اُس طرف مشیر لالی و امام خان سپہدار پہاڑ پر سے ہٹا کر چڑھ گیئے، ادھر حسین خان اور محمد حلیم نے سبز ھیان بنا قلعے کی تسخیر کا قصد کیا اہل حصار نے اُن لوگون کے حملون کو تاب بہتون کو نہ تیغ کیا، وجہ اِس کی یہ ہوئی کہ اِن کی سبز ھیان قلعے کی بلندی تک نہ پہنچ سکین اگرچہ بہادرون نے اُنھین نردبانون پر چڑھ رسّیون کے سہارے سے کنگرہ حصار تک پہنچے تب بھی فتحیاب نہوئے اِس روداد سے

خاطر ہمایون پر ملال گذرا بہرصورت کئی دن صبح سے شام تک سلطانی سپاہیون کا سوا سے پیکار و کارزار کے اور کچھ کام نتھا ہر گھڑی جنگ و حرب کا سامنا تھا آخر جب یہ لوگ بڑی بڑی مضبوط سیر حصاریان طیار کرکے طناب و کمند تاخت کرنے پر آمادہ ہوئے تو شمشیر جنگ اور سیف جنگ مرھٹون کے لشکر سمیت اُس قلعہ دار کی اعانت کو آپہنچے ' سلطان یہ خبر سنتے ہی فوراً وہانسے نگر کے پہاڑون مین آ اُس کے ہر چہار طرف ہراول بھیج لڑنے کے تدبیر مین مصروف ہوا ' اتفاقاً دو دن بعد سلطان اور مرھٹون کے طلایہ دارون مین برا محاربہ واقع ہوا اور بخشی حیدر حسین سلحدار جو خودرائی اور ناآزمودہ کاری کی راہ سے غازیخان کے سات ہزار سوار ہراہ لے مرھٹون کے دس ہزار سوارون پر چڑھ دوڑا تھا اِس بھاری جماو کے مقابلے کی تاب نہ لاکر اُسنے ہزیمت اُٹھائی لیکن غازیخان اپنے اُنہین غازیون کو جو موجود تھے ساتھ لیکے بڑی جرأت اور دلیری سے دو ساعت تک تو لھیت سنبھالے رہا ' آخر جب کئی زخم کاری اُسے لگے تب رن سے پھرا ' دشمن کی طرف کے لوگ پیچھا کر اُسکے ساتھ کے کتنے آدمیون کو مار لھپایا دو سو گھوڑے سوار سمیت پکڑ لیگئے ' قادر خان کابلی رسالہ دار کافرون کا یہ دستبرد دیکھ اپنے جوانون کو لیکر اُنپر چڑھ دوڑا چنانچہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے اپنے رسالے کے تو ستر سوار چھڑا اور ساتھ ہی اِسکے پچاس سوار اعدا کے پکڑ حضور مین لایا ' اور ولی محمد اور مناجو دھری بھی اِسی دار و گیر مین دو ہاتھی آتھ اُونٹ بھرے ہوئے خزانے سے اور پچاس گھوڑے نواب موصوف کے لشکر سے لوٹ لائے ' سلطان اِس حال سے واقف ہو اپنی ساری فوج ہراہ لے جنگ کا نقارہ بجوا الغار ون وہان جا پہنچا اور ایسی آتشباری عمل مین آئی کہ

غنیم کے طلایہ دار دہشت کے مارے نامردی کی راہ سے اپنی لشکر گاہ مین جا چھپے ' الغرض حریف کی دونون فوج شکست کھا در میان حصار کے قلعہ بند ہوئی اور پھر کسی نے میدان کی طرف رخ نکیا ' تب سلطان اعدا کے مقابلے کو دو پلٹن یہان رکھ اپنی لشکر گاہ کی جانب پھر آیا اُسکے دوسرے دن جاسوس وہان سے خبر لائے کہ مشیر وغیرہ حاکم کو معہ زنانہ اور لوازمۂ ضروری کے راے پور کے قلعے مین لے گئے ' اِس کیفیت کے سنتے ہی شاہ گیتی پناہ نے میر صادق کو بڑی جمعیت کے ساتھ اُس قلعے کے مسخر کرنے کو روانہ کیا ' چنانچہ اُسنے وہان پہنچکر قلعے کو تسخیر اور ناظم کی خاص حویلی کو ضبط کرکے نواب بسالت جنگ مرحوم کے سلاح خانہ و کتاب خانہ وغیرہ کارخانون کا بالکل اسباب ریاست ' توشکخانۂ سلطانی مین روانہ کیا ' بعد اِسکے اُس قلعے اور پہاڑون کے پائین کا حصار توڑ کر قطب الدّین خان اور دولت راے کو اُس صوبے کی سرداری پر قائم کیا '

متوجّہ ہونا موکب سلطانی کا مرہٹون کی تنبیہ کے لئے جو تنب بھدرا ندّی کے اُس طرف ہنکامہ مچا رہے تھے ' اور مفتوح ہونا کنچن گڑھ کا اور دریا پار ہونا سپاہ نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا اعدای بدخواہ کا '

جب ادھونی کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی تو سلطان دین پناہ نے مرہٹون کی تادیب کے قصد پر کنچن گڑھ کے رستے کوچ کیا اور کتنے سوار اُس زن حاکمہ کے گرفتار کرلانے کو جو اپنے شوہر کے بعد مسند حکومت پر بیٹھی تھی تعین کیے ' لیکن وہ ہشیار عورت اِس کیفیت سے خبردار ہو بہت سے جواہرات

بیش قیمت اور چند ملازم وخدمت گار صمیمت راتون رات تنب بھدرا پار ہو
اپنی جان بچا نکل گئی پر بیتا اس کا پکڑا گیا اور اسلام سے مشرف ومحتون ہو کر علی
مردان خان نام رکھا گیا، باقی شرحوار حال اُس کے گھرانے کا، کنچن گھڑھ کے بیان
سے جسکو جامع اوراق نے جداگانہ لکھا ہی، معلوم ہوگا، خیر بعد اِس کے
موکب شاہی نے وہان سے کوچ کر سونتے میں جامقام کیا، حاکم یہان کا گوبند راو
برادرزادہ مرار راو کا جس نے اُس کے قید ہو جانے کے بعد پونان میں جا کر
وہان کے سرداروں سے وزیر سلطان کے نام پر ایک سفارش نامہ
حاصل کیا تھا، بارگاہ سلطنت میں حاضر ہوا، سلطان رحیم دل نے سرداران
پونان کا پاس خاطر کر کے اُسے ایک اقرار نامہ اِس مضمون کا کہ کبھی اِس سرکار
سے سرکشی اختیار نکرے لیکر سونتے کا تعلقہ اُسی کے نام برحال رکھا
اور بعد انتظام اِس مقام کے جب کیلی کی جانب کوچ کیا تو قلعدار یہان کا لڑنے پر
آمادہ ہوا جسپر سلطانی امیرون نے فرمان برداری وانقیاد کے مقدمے میں بہتیرا
اُسے سمجھایا پر کچھ مفید نہوا تب تو بموجب حکم عالی کے سرداران جلادت
نوامان اور شیرلالی نے اس کو گرفتار کیا بلکہ اُن کافرون کے ملک وناموس
پر بھی گمراہون کے رعب ودہشت کے واسطے غارت وتاراج کا ہاتھ پھیلایا
ساہوکار بیپاریون کے گھرون میں ہزارون روپی نقد مع جنس واسباب
اُنھین مل گئے اکثر عورتین پاک دامن اُن شقاوت کردارون کی مارے
غیرت کے دریا میں ڈوب موئین اور قلعدار بھی وہان کا مارا پڑا، سلطان نے
اِن عورتون کے مرنے کی خبر سن اپنے سپاہیون پر بڑی سیاست کی اور
چونکہ اُن دنون پارہو ماتنب بھدراندی سے جو بڑے جوش خروش مین تھی
دشوار تھا بناچار کئی دن تک اُسی کے کنارے ڈیرا رہا، اعدا اِس عرصے مین

وربست اُس پار کے ملکون مین اپنا عمل دخل کر لشکر اسلام کے شکست ہونے کے ارادے مندی کے اِس پار آپڑے اور سلطانی فوج کے پار ہونے کی راہ پر توپ و تفنگ لے سنگ راہ ہوئے، بعد اِس کے اُن لوگون نے اپنے ایک سردار کو بڑی جمعیت کے ساتھ کپل اور بہادر بندا وغیرہ کے مستحکم کرنے کے واسطے تعینات کیا چنانچہ سردار مذکور نے اِس نواح پر تاخت کر اِن دونون قلعون کو محاصرہ کر دو مہینے کے تردد و تکاپو سے بہادر بندا لے لیا لیکن کپل کا قلعدار اپنے حریف کے ساتھ (اِن کی فوج کے دام فریب مین نہ آکر) بڑی دلیری سے لڑا کیا بلکہ اکثر اُن مشرکون کے مورچے پر حملہ کر کے اُنکی جمعیت کو پریشان و متفرق کرتا رہا، چونکہ طغیانی آب کی شدت کے سبب لشکر اسلام کا مندی پار ہونا ممکن نتھا سلطان نے اکتیس ضرب بڑی بڑی توپین مندی کنارے لگا شلک مارنے کا حکم دیا گولندازون نے جو جب امر عالی کے جب توپون کی باڑھ ماری تو فوراً پانی گھٹ گیا اُدھر اعدا کے دلون پر اِن شلکون سے دو طرح کا کھٹکا ہوا کہ یا تو فرانسیس کی طرف سے کمک پہنچ گئی یا سلطانی لشکر کے سوارون نے حیدرآباد پر چڑھائی کر کے وہان کے حاکم کو مغلوب کر لیا، بہرحال وے اِسی شش و پنج مین اُس مقام کے رہنے کو نامناسب سمجھ بارہ ہزار سوار مندی کا کنارا چھوڑ شانور کی جانب چلے گئے، جب اُس مندی کا پانی کما تو سلطان کے حکم سے پہلے تو دو پلٹن اور دو ہزار سوار نے توپ خانے سمیت رات کے وقت پار جا حریف کے سوارون پر جو غفلت مین پڑے ہوئے تھے توپ و تفنگ و تیر کے زخمون سے اُن کو اتوکر ڈالا، سات سو گھوڑے، عام و نقارے کے ہاتھی اونٹ خزانہ سمیت لوٹ لائے، باقی لوگ اپنے اپنے گھوڑے اسباب چھوڑ لشکر گاہ کی جانب بھاگ نکلے اور وہان جاکر اُن لوگون نے اپنے سردار کو سلطانی سپاہ کے اِس پار آنے سے آگاہ

کیا، اِدھر دوسرے دن سلطان فوج سمیت مندی پار ہو خیمہ کیا بسبب توقف ایک مہینے کے جو مورچہ بندی مین بسر ہوا اعدا لشکر و توپخانہ لے بقصد مقابلہ چار فرسنگ پر آپڑے تب سلطان عالیشان کل سوار و پیدل اور توپخانہ ہمراہ لے اُنکے مقابلے کو دو فرسنگ آگے بڑھا اور جب حریف نے وہان آکر صف آرائی کی تب لشکر سلطانی کے سرداروں نے اِدھر تو شیب زمینوں مین تفنگچیون کو گھات مین بٹھلا تو بین چن طیار کر رکھین اور سواری سلطان دین پناہ کی باتجمل و شان مع سواران شجاعت نشان کے ایک زمین بلند پر کھڑی تھی اور غازیخان ولی محمد خان کابلی ابراہیم خان اور کتے اور سپہسالار حسب الارشاد لشکر اعدا پر چڑھ دوڑے اور جب وے ان سے مقابل ہوئے تو غازیخان وغیرہ کے سوار فریب کی راہ سے بھاگ غنیم کو اپنے پیچھے تو بخانے تک لگا لائے، تب تو سامھنے سے گھات والے جوانون نے روبرو آکر توپ و تفنگ کی مار سے اُن کے منہ پھیر دیئے اور پیچھے سے سوار بھی آپڑے جنھون نے قرار واقعی مردمی و مردانگی کی داد دین اور اِسی ھنگامۂ قتال و جدال مین آتش دست باندارون نے بانون کے مارے دشمن کی جمعیت مین ہل چل ڈال دی چنانچہ اُن کے سرداروں نے معہ لشکر فرار کار سنہ پکڑا، سلطانی بہادرون نے دو فرسنگ تک تعاقب کر کے اکثرون کو قتل اور گرفتار کیا، جب اعدائے دولت اِس طرح مغلوب و مقہور ہو چکے تو فوج سلطانی نے بفتح و نصرت وہان سے آگے کو کوچ کر ایک بڑے میدان مین پہنچ مقام کیا، اُس دن لشکر کی منزل کا نقشہ یہہ تھا کہ خاص خیمۂ سلطانی کے چاردن طرف توپلتنون نے معہ توپون کے قلعہ بندی کی تھی، داہنے سوارون کے دستے، بائین سلحدار، سرا پردے کے آس پاس اسد اللّٰہی اور احمدی رسالہ، اور بیتیون کی پلٹنین چند اول مین احشام وکند اجاری

فوج اور بہیر و بنگاہ کے لوگ ' علاوہ اِسکے راجاؤن کے پیادے و سوار ' اور آگے ایک فرسنگ کے فاصلے پر غارتگر سوار بطور ہراول کے ' غنیم بھی اپنی سپاہ صبح سجا کر نے کے ارادے کتک کی ندّی کنارے آ اُترا ' تب سلطان نے شکیے وقت اپنی فوجین آراستہ کر شیخ امام شیخ عمر و امام خان سپہداروںکو سامان جنگ و توپ اور بہت سے بان داروں کے ساتھ ' اور حسین علی خان و مہامرزا خان کی سرداری مین غازی خان کو دو ہزار سوار خون خوار معیت حریف کے لشکر مین شبخون مارنے کے لیئے روانہ کیا ' جب یہ سب سپہدار اور بخشی تین پہر رات کے وقت غنیم کے طلائے تک پہنچے تو شیخ عمر نے جو اُن سبھون سے آگے تھا کتنی جگہون مین جلتی آگ دیکھ کے گمان کیا کہ یہین اعدا کا لشکر پڑا ہی چنانچہ اُس نے اِسی خیال پر یہ کہے اُن سرداروں کے توپ اور کتنے بان بھی داغے جس سے حریف کی سپاہ آگاہ ہو گئی اکثرون نے تو اپنی راہ لی ' اور بعضون نے حملہ کیا تب باقی سپہدارون نے ترنت آکر حضور مین یہہ حقیقت عرض کی ' سلطان نے یہہ خبر سن نہایت برہم ہو شیخ عمر کو بر طرف اور اُس کی فوج فاضل خان رسالہ دار کے حوالے کر آپ اُس کی صبح کو بالا نام ندّی کے کنارے نزول کیا ' وہان حریف نے بھی فوج ظفر موج کے آگے سامنے آتین فرسنگ پر ڈیرا ڈالا ' دوسرے دن رات کے وقت حضور سے امام خان ' فاضل خان ' میر محمود سپہدار ساز و اسباب جنگ لے کر دس ہزار سوار اور ایک ہزار بندار معیت قادر خان اور غازی خان کی سرداری مین لشکر غنیم کے تاخت تاراج کے لیئے رخصت ہوئے چنانچہ یہ ذی ہوش سپہدار اپنے اپنے سپاہیون کو کنبل آرھا سب کے سب لشکر غنیم کے عقب جا پڑے اور جب اُنکے طلایہ دارون نے اِنھین روکا تب اِن لوگون نے مرہٹی بولی مین اپنے تئین

لشکر مغل کے مددگارون سے ظاہر کیا اور اِس فریب سے اُس فوج مین گھس جنگ وکارزار کا بازار گرم کردیا، تب تو حریف کے سردار مغلوب ہو خالی ہاتھ بے زین و ہتھیار گھوڑون پر سوار ہو اپنے توپخانے کی طرف فراری ہوئے اور سپہسالاران منصور بہت سی غنیمت، نقد وجنس اور تمام آلات جنگ ڈیڑھ ہزار سواری کے گھوڑے اور اکثر جو رولڑ کے کو اُن کافرون کے اسیری مین لیکر باریاب حضور ہوئے اور پدک ہائے الماس، مالِ مروارید، جڑاؤ کرے اُنھین انعام ملے، بعد اس کے سلطان نامدار نے اُن اسیر عورتون کو بیش قیمتی خلعتین دے، پالکیون پر سوار کرو ابعزت تمام سوارون اور بان دارون کے ہمراہ غنیم کے لشکر مین روانہ کردیا اور خفیہ اِنھین کے ساتھ بڑے بڑے چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصع اور بہت سے جواہر و نقد روپی ہری پنڈت و راستیا اور مادھو مانتی کے واسطے بھیج کر اُن کو اپنا بندہ و مطیع بنایا چنانچہ اُنھون نے وہان سے آکے کوچ کر سرہتی مین جا مقام کیا،

پہنچنا سلطان کا واسطے مصلحت کے اور تعاقب کرنے غنیم کے، پہنچنا سلطانی سپہسالار کا معہ سپاہ نصرت پناہ کے، رسد لیکر آنا بدرالزمان خان فوجدار نگر کا، مسخر ہونا شانورو بھاگ جانا نواب حکیم خان کا اور لشکر کفر و اسلام مبین جنگ واقع ہونا،

جب سلطان نے اُس شبخون کے بعد دوسری شب کوچ کرکے اُس مقام مین جہان بالا نام ندی، تب بھدرا سے آملی ہی پہنچ کر مقام کیا انوڑ کی طرف سے ایک سپہدار سلطانی اپنی فوج سمیت حضور مین آپہنچا اور بدرالزمان خان بھی بہت سی رسد کے ساتھ نگر سے آکر شرف اندوز ہو

اور بعد اِسکے الغارون دشمن کا تعاقب کرکے فوج نصرت موج کی پیچھے
دو فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا تب دونون لشکر کے نیاقدار ایک
دوسرے کے حملون کو تالتے رہے، اب سلطان نے یہ تدبیر کی کہ اپنے
سپاہیون کو دونون وقت صبح و شام قواعد سپاہگری کی مشق کے لیے
برای نام میدان مین جانے ورزش کرنے اور بندوق چھوڑنے کا حکم دیا چنانچہ
کئی دن بھور سے پہر دن چڑھے اور سہ پہر سے گھڑی پھر رات تک اُن کا یہی
کام تھا اور اِسی عرصے مین اُس نے میر معین الدّین کو دو پلٹن، پانچ توپ
اور فرانسیس کا رسالہ ساتھ دے حریف کے میمنہ کی جانب روانہ کیا اور
برہان الدّین کو تین پلٹن چھ توپ معیت میسرہ کی طرف بھیجا، اور
آپ دس پلٹن اور خاص سوارون پیدلون سے دشمن کے قلب کی فوج
توڑنے کے قصد پر آگے بڑھا، چون اُس رات کو تاریکی شدّت سے تھی،
بڑی زحمت سے راہ کٹی، لیکن برہان الدّین نے پوچھتے ہی سب پر پیشدستی
کرکے ہری پندت اور راستیا کی فوجون پر ہنگامۂ قیامت مچادیا، اُدھر سے
میر معین الدّین بھی بڑی توپین پیچھے چھوڑ فرانسیس کی دس توپ ہمراہ لے لشکر
سے پہلے الغارون بلا کی طرح اُن اجل گرفتون پر توٹ پڑا اُسیوقت سلطان بھی
حریف کے قلب پر بروقت چڑھ آیا، تب تو اعدا کو اُس میدان میں ٹھہرنا دشوار
ہوا، سردار اُن کے جو دربردہ اِس سرکار کے خیرخواہ تھے اُس جمعیت سے
چھوٹ نکلے، نواب نظام علی خان کی فوج مین بھگدڑ مچ گئی، مال اسباب اُن کا
غازیون کے گھوڑون کے سمون تلے پامال ہوا باقی مرہٹے سردار گھوڑون پر
سوار ہو نکل بھاگے، لشکر کا سامان مال اموال خیمہ نشان، ہاتھی گھوڑے اونٹ
سب کا سب مال زمان سلطانی کے ہاتھ لگا، پھر دو ساعت کے عرصے مین اعدا نے

باہم مجتمع ہو ایک فرسنگ کے فاصلے سے اِس طرح توپین سامھنے جما باندھین
اُڑائین کہ اُسّے اکثر مظفّر بہادرون کو نہایت ضرر پہنچا، فرمان سلطانی،
غنیم کی ایسی دلیری و جرأت کے دفع کرنے کو صادر ہوا چنانچہ حسب الحکم
والا سیّد حمید، شیخ انصر، احمد بیگ اور دوسرے سپہسالار موشبر والی
کی فوج سمیت غنیم کے توپ خانے پر چڑھ دوڑے، اتّفاقاً اثنائے راہ مین
اِنھون سے اور دشمن کے سپاہیون سے جو ایک سوکھے تالاب کے درمیان
چھپے ہوئے غازیان نصرت مند پر دھاوا مارنے کی تاک مین لگ رہے
تھے مقابلہ ہو گیا تب تو اُن شجاعت نشان سپہسالارون اور فرانسیس
نے بندوقین طیّار کر ایسی شلکّین ماریں کہ اعدا کے سپاہی جو اژدہام کے
سبب سے بھاگ نسکے مارے گولیون اور تیر و سنان کے اُنکے سینے چھلنی
بن گئے، دو نامور سردار مارے پڑے اور باقی اپنے مال سے دست بردار ہو
اُس معرکے سے نکل بھاگے، حاصل کلام بات کی بات مین حریف کی جانب کے
سات ہزار جوان کھیت آئے اور جو بچے وے وہان سے پچھلے قدم ہٹے، سلطان
نصرت رکاب غنیمت کا اسباب بیراہ لے شادیانے بجواتا سرابردۂ
خاص مین آداخل اور دوسرے دن یہان سے شانور کی جانب روانہ ہوا،
پوشیدہ نرہے کہ نواب عبدالحکیم خان شانور کا ناظم جو بعد رحلت نواب مغفور کے
خواہی نخواہی سلطان سے بیر بڑھا مرھٹون کے ساتھ جاملا تھا اب جو اُسنے بادشاہ
کو اپنی طرف آتے دیکھا ڈرتے کانپتے آپ تو راتون رات وہان سے بھاگ
غنیم کے لشکر مین جا داخل ہوا اور اپنے بیٹے نواب عبدالنجیر خان کو شہر مین
چھوڑ گیا، جب سلطان عالیشان نے یہ ماجرا سن تعجّب کیا اور رات کے
وقت سیّد حمید، سیّد غفّار وغیرہ سپہداروں کو تو شہر کے ضبط کر لینے کے

واسطے روانہ فرمایا اور آپ شہر کے حوالی مین اُتر کے میر صادق کو مہدی خان بخشی کے ہمراہ بھیجکر اِس بات کی تاکید کی کہ تم بالکل اساس و اسباب امارت جو اگلے خوانین جمع کر چھوڑ گئے ہین حضور مین روانہ کرنا چنانچہ اُن لوگون نے جو کچھ نقد و جنس وہان پایا بموجب حکم حضور مین حاضر کیا، چنانچہ سب اسباب بعد ملاحظے کے توشکخانے مین داخل ہوا، تو پین وغیرہ توپ خانے مین رکھوائی گئین، نواب عبد النصیر خان باریاب ہو کر سرفراز ہوا، سلطان نے اُسّے پوچھا کہ تمھارے باپ نے یہہ کیا کیا، اپنا شہر کیون چھوڑ دیا، ہم سے سوائے پاس داری و رعایت کے اُن کے حق مین کچھ ایسا برا سلوک بھی تو واقع نہین ہوا، یہہ کیسی خویشی و قرابت تھی کہ تم ہمارے اعدا کے ساتھہ مل کر ہم سے یون پھر گئے، وہ اِس کے جواب مین عرض پرداز ہوا واقعی یہہ تو اُن سے نادانی کی حرکت وقوع مین آئی پر بندے کو مطلق اِس کا علم نتھا نہین تو بیشک اُنھین منع کرتا، سلطان نے بعد اِس گفتگو کے اُسکو اپنے خاص خیمے کے پاس جگہہ دے نظربند رکھا،

زچ ہوجانا اعدا کا سپاہ منصور کے ہاتھہ سے صلح قرار پانا فریقین متخاصم مین راجاؤن کے تعلّقون کا بند و بست معہ بعض کیفیتون کے جو سن بارہ سی مین واقع ہوئین،

سلطان نے بعد بند و بست شانور کے جو بن گڑھہ کی نواح مین آکر نزول فرمایا اور عشرۂ محرّم تک وہین توقف کیا بعد اِس کے اپنے تمام لشکر کو چار حصّے کیا ہر حصّے مین پیدل، پچیس ہزار سوار چودہ ہزار توپ پندرہ ضرب تھی، ایک کا

سپہسالار میر معین الدّین دوسرے کابرہان الدّین، تیسرے کامہامرزا اخا
چوتھے کاحسین علی خان میر بخشی کو مقرّر کر یہہ حکم دیا کہ تم یہان سے دو کو س
دور جاکر ڈیرے کرو چنانچہ وے تو اُدھر موافق ارشاد عالی کے ایک میدا
پکڑ ضروریات جنگ کی طیاری مین مصروف ہوئے اور اِدھر سلطان خود بدولت
واقبال پیدلون کی دس پلٹن، اور اسد اللّٰہی واحمدی کی تیس پلٹن، سوارو
کا آٹھ دستہ اور تین رسالہ و چار ہزار پندارے دس ہزار پیادہ ہا
احشام سمیت اُسی مقام مین قایم رہا اور افواہ یہہ ہوئی کہ ایک
سپہسالار توحید آباد کے تسخیر کرنے، دوسرا پونا نان لے لینے، تیسرا
راے چورا اور کو تورو وغیرہ کے تصرّف مین لانے، چوتھا راجاؤن وغیرہ کے
قلعے تعلّقے ضبط کرلینے کو بھیجا گیا ہی، اور یہان سلطان آپ دشمن کے
مقابلے کے لیئے قایم ہی، اعدا یہہ خبر سن تھرّا گیئے، میر معین الدّین
سیّد حمید و سیّد غفّار تہوّر شعار کے اشتعال سے رات کو کوچ کر مندرگ
درگ پر جو غنیم کا تھانہ تھا حملہ کیا، دم بھر مین اُس گھانتی کو لیکر حریف کی فو
مار لی، شہر کو لوٹ کر ساز و سامان اور زر و زیور حمیت باز گشت کی، برہان الدّین
نے بنکاپور اور مصری کوٹے کو جو غنیم کے عمل تھے قتل و تاراج کیا، یہان سلطا
ممالک ستان بھی اُن ضلالت نشانون کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا لیکن
اعدا ہتا کر چند اول پر لشکر سلطان کے آپڑے اور اناج بھرے دس ہزا
تھیلی بنجارون سے لوٹ لیگئے، تب سلطان عالیشان نے اُس لشکر کے سردار
کہلا بھیجا کہ بے قصور جمہور خلائق اور رعایا کو بار بار ستانا انصاف و مروّت
آئین سے دور ہی، مقتضا جوانمردی کا تو یہہ ہی کہ ایک ہی دن مین اِس لڑائی بھڑا
کے قضیے کو یک سو کر دین، اِس پیغام سے حریف نے چونکہ اپنی جنگی سپاہ

نازان تھا، جنگ سلطانی مان لیا، سلطان نے کٹک مدّی کے کنارے ہماری فوجین
الٹھی کر بآئین جنگ صف آرائی کی اور دائین بائین پانچین مقرّر کر جلو داروں
صمیت خود بدولت ہاتھی پر سوار ہو پہلے تو شجاعان فوج کو حرب و غرب کا حکم
کیا جس پر غول کے غول بہادران طالب جنگ کھیت مین اُتر پڑے اعدا بھی
مقابلے کے ارادے بڑے جوش و خروش سے سامھنے آئے طرفین سے
زور شور کی لڑائی شروع ہو گئی، لیکن یہہ بات ٹھہری تھی کہ ہر ٹکری کے جوان
نوبت بنوبت آدھی ساعت تک لڑین جسّے سب سپاہیون اور سرداروں کی
جرأت و جانبازی ظاہر ہو، اِس صورت مین ایک ایک سو رما ایسا لڑا کہ رستم
و اسفندیار کی پردلیان دلون سے محو ہو گئین، دوپہر تک جنگ کا بازار گرم
رہا، تیر و تفنگ سے نوبت گذر گئی، خنجر و جمدھر لے لے بہادر سنکھ ہو گئے
دونون طرف لاشون کا انبار لگ گیا، سلطانی بہادرون اور سلحداروں نے
اپنی اپنی پردلی دکھلا میدان مین خون اعدا سے دریا بہا دیا، تب غنیم کے سرداروں
نے اِس خیال سے کہ اُنکی سپاہ بہت تھی یہہ ارادہ کیا کہ اب اکبارگی ہلّا کر کے
سلطانیون کو مغلوب کرین چنانچہ اِسی قصد پر اُنھون نے اپنی سپاہ صمیت
کہ اسّی ہزار سوار سے زیادہ تھی اپنی جگہہ سے جنبش کی، اِدھر سے بھی
توپچیون نے بموجب ارشاد کے مارے توپ و تفنگ کے اُنھین بدحواس
بنا ہٹا دیا، جب اعدا بھاگنے لگے تو لشکر ظفراثر کے سوار دو فرسنگ تک اُن کے
پیچھے لگے چلے گئے اور تین ہزار گھوڑے، دس ضرب توپ اور اسباب و آلات
لوٹ لائے، غنیم دو تین منزل تک دن رات بسی ہم بھاگتے گئے، کٹک گری کا راجا
ہری نایک جو حریف سے سازش رکھتا تھا اُس کا یہہ رنگ دیکھہ حضور سلطانی
مین حاضر ہو کر مورد عنایت ہوا، سلطان یہان سے اپنے لشکر صمیت بنکاپور

لودیانہ جو شانور کے متصل جا اُترا، پر کتنے سلطانی غار تگر سوار جو تاراج کے
ارادے محالون پر دور آ گئے تھے قضا کار غنیم کے بتاقداردن نے اُن سے دوچار
ہو کر ایک ہی حملے مین سب کو مار لیا، سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر کے
سواردن پر تو یہہ حکم دیا، کہ کوئی بے اجازت چھاونی کی حد سے باہر نہ نکلے اور آپ
ایک مہینے وہین رہکر مرہٹے کے کتنے سردارون کو بہت سے روپی اسباب
بھیج کے اپنا مطیع بنالیا چنانچہ اِنھین کی صواب دید سے ایک دن چار دن
فوج کو شبخون کے لیئے مسلح کر روانہ کیا، وہان غنیم کے طلایہ دارون
نے کہ ہری پنت پھرکیا کے ملازم تھے جان بوجھ کے اُنھین آنے دیا
یہان تک کہ وے دلاور فوج کی فوج حریف کے لشکر کے قریب جا پہنچے، تب
کسی شخص نے اِنکے آنے کی اطّلاع پاکر ہلکر کو جا خبر کردی کہ پاسبانون کی
خطا سے سلطانی سپاہ لشکر مین داخل ہو گئی، اُسنے اِتنا سنتے ہی پیادہ
خیمے سے نکل بان و شاتک اور بندوق کی آواز سن فرار کی راہ لی اور اپنی حرم خاص
کو بھی جو اُسکی بڑی پیاری تھی دیرے ہی مین سوتے چھوڑا، اور سردار بھی
بھاگ نکلے، تمامتر غنیم کی سپاہ پراگندہ اور فوج مغل کی بھی سراسر منتشر ہو گئی
اٹھارہ عورتین اُس قوم کے سردارون کی موتی جواہر بھری اسیری مین پکڑ آئین
جب فجر ہوئی، وے بہادر سر لشکر منصور و مظفّر، اسباب غنیمت جھنڈ
خیمہ ہاتھی اُونٹ خزانہ اور چودہ ضرب توپون کی لیکر پھر آئے، ہرچند غنیم نے
بقیۃ السّیف کے اکٹھا کرنے کو اُنکی راہین روک کر بہتیرا زور مارا پر کچھ
بکار آمد نہوا، بناچار ناکام پھرگیا، اِدھر سلطانی سپہسالارون نے لوٹ کی چیزین
مع اُن اسیر عورتون کے نظمرا نورین گذرانین، سلطان عطا پاس نے اُن
سب سردارون اور سپاہیون کو بسبب اُنکی جان بازیون کے دو دو مہینے کی

طلب اور چوتھائی غنیمت بطور انعام کے اور اچھے عہدے دیکر سرفراز و ممتاز کیا اور اُن عورتوں سے یہ قول لے کر کہ کسی نوع اپنے شوہروں کو جنگ و حرب سے باز رکھیں اُنکے زیور و اسباب سمیت بڑی عزّت و آبرو کے ساتھ سلطان کے لشکر میں بھیج دیا، پر اُنکے شوہروں نے جب اِس شے سے کہ وے مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئی تھیں گمان بد کر کے اپنے خیموں میں اُنھیں آنے نہ دیا تب اُن نیکبختوں نے اپنے شوہروں کی نادانی و کم ہمتی پر لعنت و ملامت کر کے، اُن سے سلطان فتوّت و مروّت نشان کی پاسداریوں اور حسن اخلاق کا اظہار کر سلطان سے آشتی و صلح کرنے کے لئے اصرار کیا تب اُنھوں نے اپنے دلوں سے بدگمانی اور کینے کو میل ملاپ کے قصد پر بالکل دور کیا چنانچہ اب فوج ظفر موج جدھر متوجّہ ہو کر صف آرا ہوتی وے لوگ اُس جنگاہ سے پھر جاتے، جب سلطان گیتی ستان نے دیکھا کہ اب سپاہ اعدا میں دم مقابلہ کرنے کا باقی نہیں رہا تب بعد ایک مہینے کے خلائق کے حال پر ترس کر کے لشکر غنیم کے سرداروں اور مغلوں کی صلاح سے بدر الزّمان خان کو اور کئی خوانین کے ساتھ مع خطوط متضمّن صلح اور بہت سے نقود و نفیس تحفوں خلعتوں اور گرانبہا جواہر کے جن میں ایک جڑاؤ گلوبند ہی پانچ لاکھ روپیہ کا تھا حاکم یونان کے پاس بھیجکر اظہار دوستی کا کیا اور اُدھر سے ہمایکر وغیرہ سرداران لشکر نے بھی کہ کئی بار افواج قاہرہ سے نوع بنوع کی زکین اُٹھائی تھیں، ساری حقیقت سلطان کی شجاعت و ہمّت کی شرح وار لکھکر آشتی و صلح کو ترجیح دی، تب اِس مقدّمے میں حاکم یونان نے اپنے ارکان سلطنت سے صلاح کی اُن لوگوں نے بھی عرض کیا کہ واقعی مناسب یہی ہے کہ ہم سلطان سے اتفاق کریں اور ایلچیوں کو یہاں کے تحفے ہدیوں کے ساتھ بھیج کر اُس کی خاطر آزردہ کو شاد

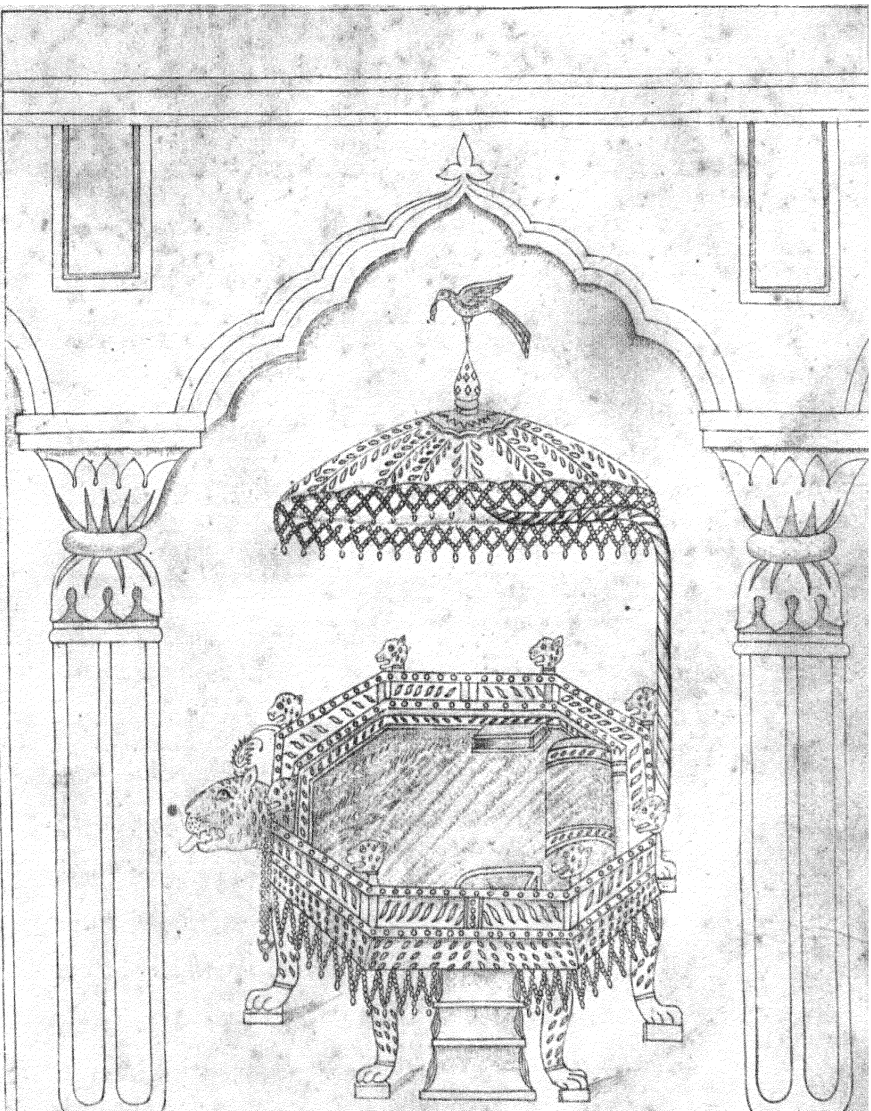
اور یہ امر ہماری سلطنت کی ایمنی کا باعث ہوگا کیونکہ جوانمردی و دلاوری اُس عالی ہمّت
کی خود ظاہر و باہر ہی جب اِدھر کا قصد کریگا تو بلا تکلّف یہ ہمارا ملک مسخّر کریگا،
جب حاکم یونان نے اُن خیر خواہون کی بھی رائین اِسی طرف مائل دیکھین اور
سلطان کی کمک کے لیئے فرانسیس کے جہاز پہنچنے کی خبر بھی اُسے پہنچ چکی تھی
اِسی واسطے اُس نے سلطان عالیشان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت
جان کے ایمنی اپنی ریاست کی اِسی مین سمجھی کہ ایک سفیر کے ہمراہ بہت
سے تحفے، زر و جواہر اور نجیب بادپا گھوڑے، بڑے بڑے ہاتھی حضور مین بھیج کر
ترکونتا، نولکنڈا، جالی مال کے تعلّقے بطور انعام کے درخواست کیئے سلطان
نے بمقتضاے مصلحت، اِس التماس کو قبول کر کے سند نیون تعلّقون کی
اُسنے بھیج دی، تب قلعے اور صوبے اُس گرد و نواح کے جو سپاہ اعدا کے
تسلّط مین تھے سر نو سرکار عالی کے تحت مین آگیئے، اِسی تقریب سے
حضور سلطانی مین ہری پنڈت نے نواب حکیم خان کے قصورون کی طلب عفو کے
لیئے عرض معروض کر شانور کا صوبہ پھر اُسے دلوادیا، جب حاکم یونان کے
مصالحے کے سبب اُس جانب سے خاطرہمایون کو اطمینان حاصل ہوئی تو لشکر سلطانی
بفتح وفیروزی مراجعت کر کے شانور مین آپہنچا اور سلطان عالیشان نے ہری
پنڈت پھر کیہ کو جو ہواخواہون کے حلقے مین داخل ہو کر باعث صلح کا ہوا تھا کنچن
گڑھ کا تعلّقہ اُس کے مضافات صمیت اور کئی اور قریے بطور جاگیر کے
دے آگے کو کوچ کر محل دروجی نے تالاب پر نزول اجلال فرمایا، اب راجا راے
درگ اور راجا ہربن ہلّی از خود معسکر نصرت اثر مین داخل ہو کر مجرا کرنے کی
امید رکھتے تھے، لیکن چون سلطان کے خاطر مین اِس جہت سے کہ جب نے بلائے
گیئے تھے اُس وقت حاضر نہوئے بلکہ سرگرم بداندیشی کے تھے، غبار تھا

سلطان نے رات کے وقت پلٹنین بھیج کر اُنھین مع جمعیت اسیر کر بنگلور بھیجوا دیا، ملک و مال اُن کا بالکل ضبط ہو گیا بعد اِس کے سلطان یہان سے کوچ کر اپنے دار السّلطنت کو رونق افزا ہوا،

ذکر بند و بست دار السّلطنت اور تمام ممالک محروسہ کا،
معزول ہونا میر صادق دیوان کا، مسجد اعلی کی بنا کا سبب،
پھر آنا وکیلون کا حضور سے سلطان روم کے جو گیارہ سو اٹھانوے
ہجری مین گئے تھے، جانا وکیلون کا حیدر آباد کو سن بارہ سی مین

جب سلطان عالیشان نے ملک و لشکر کے نظم و نسق کا ارادہ کیا پہلے احوال دیوان سرکار عالی کا جسنے ادھونی اور شانور کے صوبے مین کچھ خورد برد کیا تھا حضور مین ظاہر ہوا اور وہ اپنے عہدے سے برطرف ہو کر مقید ہوا اسباب اُسکے گھر کا سب کا سب حسب الحکم سرکار مین ضبط ہو گیا، کہتے ہین دس لاکھ روپی اور ایک لاکھ محمد شاہی اشرفی نقد اُسکے گھر سے نکلی، علاوہ جواہر و ظروف طلا و نقرے کے اور دیوانی خدمت مین مہدی خان نائط اُسکی جگہہ پر بحال ہوا، مسجد اعلا جسکی گیارہ سی اٹھانوے مین درمیان قلعۂ دار السّلطنت کے بنا ہوئی وجہ اُسکے احداث کی یہہ ہی کہ جب کھنڈی راؤ کافر نعمت نے اقبال خداداد کی تباہی کے ارادے اپنے مخدوم سے باغی ہو (جن دنون نواب مغفور تنہا بنگلور کو گیا تھا) نواب کے زنانہ محل کو مع سلطان کہ اُس وقت سات برس کا تھا ایک مکان مین قید کیا جسکے سامنے ایک بتخانہ وسیع صحن کا تھا سلطان اُن دنون بتقاضاے سن اپنے مکان سے اکثر اُس بتخانے مین جہان لڑکے کھیلا کرتے

اُن کا تماشا دیکھنے کو جایا کرتا قضاے الٰہی ایک دن کسی فقیر روشن ضمیر نے وہان وارد ہوکر یہہ خوشخبری اُسے سنائی کہ او بابا خوش نصیب تو کے کچھ دنون صبر کر آیندہ تو ہی اِس ملک کا بادشاہ ہوگا، اُس وقت میری نصیحت یاد کرکے اِس دیول کو تو ایک مسجد بنانا کہ تیری نشانی تا قیامت باقی رہے، سلطان نے سنکر فرمایا اگر خدا مجھے تخت نشین کرے تو بیشک آپ کے ارشاد کو بجا لاؤنگا چنانچہ اپنے والد کے بعد فرمانروائی پاکر بتخانے کو توڑوا وہان ایک مسجد عالیشان کی بنا قائم کی، دو سال کے عرصے مین چھ لاکھ روپیی کی لاگت سے بن کر طیار ہوئی تب اُس نے بارہ سی چار ہجری مین نماز عید الفطر کی وہین ادا کرکے مسجد اعلا اُس کا نام رکھا، اور انہین دنون مین ہر ہر شہر و قصبے اور قلعے کے گرد بگرد ایک ایک فرسنگ کے فاصلے پر گھنی گھنی بنسواڑی لگوا کر چار دروازے مقرر کیے، جہان طلایہ داروں کو بیٹھا کر یہہ تاکید فرمائی کہ قلعہ ارکے پروانے بغیر کسی کو اُس کے اندر آنے نہ دین، اور ممالک محروسہ و علاقہ کرناٹک یا بین گھاٹ کی سرحدون کے درمیان، اور ڈنڈیگل و کڑور سے بدنور یل گھاٹ اور لھسم کی حدون تک خار بند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار جرار جابجا پاسبانی کے لیے تعینات کیے تا نہ بائین گھاٹ سے سلطان کے ملک مین کوئی آنے پاوے نہ بالاگھاٹ سے اُس طرف جانے، اور اِسی سال مین سلطان روم کے پیشکش کے واسطے بہت سے نفیس و لطیف اسباب و تحفے، نو ساخت بندوقین نئی ضرب کے دس لاکھ روپئے، قماشہاے فاخرہ، زر و جواہر گرانبہا میر غلام علی خان وغیرہ کے ہراہ بھیجوائے چنانچہ وے اُس دربار عالی سے پھرنے وقت ایک نوازش نامہ جو مبارکباد سلطنت کے جلوس پر محتوی تھا اور جڑاؤ تیغ و سپر اور بیش قیمتی جواہر اور بہت سے نوادر رومی لیتے آئے،



تصویر سریر شاہِ دین پناہ ٹیپو سلطان خلد مکان

[redacted] سنہ کی سب نیلہ مبارک مین پہنچین سب تو سلطان نے بموجب فرمانے
[redacted] م کے ہر طرح کا سامان سلطنت آمادہ اور تخت شاہی کو نئی طرز پر طلا اور
جواہر بیش قیمت سے مرصع اور مبالغ خطیر خرچ کر بشکل شیر طیار کروایا،
چنانچہ یہ تخت ابتک انگریزون کی ولایت مین موجود ہی، اور ہر سال اُن کے
بادشاہ کی سالگرہ کے جشن کے دن حاضرین بزم شاہی اور ناظرین دربار عام کی
نظرون مین مع اور نادر و نادر نمایشون و اعجوبون کے جو بعد مستعد ہو جانے
سر رنگپٹن کے اس سرکار سے اُن کے ہاتھ لگے جلوہ افروز ہوا کرتا ہی، اور
قوم انگریز و فرانسیس کے اچھے اچھے ہنرورون اور استادکارگرون کو جمع کر
کے توپ بندوق قینچی چاقو گھڑی و بانات و کمخاب اور ظروف چینی وغیرہ
کے بنانے مین تورے قدغن سے سرگرم کار کیا، اسطرح کے کارخانے چار
مقام دارالسلطنت، بنگلور، چیتل درگ اور نگر مین تھے، لیکن اوقات ہمایون
سپاہیون کے اکٹھا کرنے مین صرف ہوتی تھی، قدیمی خدمتگزار سپاہیون اور جنگ
آزمودہ منصبدارون کو جنھین نواب مرحوم نے لاکھون روپی خرچ کر کے
ہر یک ملک سے جمع کیا تھا سلطان نے بالکل اپنی نظرون سے گرا دیا، اور ناآزمودہ
کار جوانون کو اُن کے قایم مقام کیا، اسی جہت سے تھوڑے ہی دنون
کے درمیان اُس ملک و سلطنت مین بہت سے خلل واقع ہوئے،

فوجکشی کرنا سلطان کا کلیکوٹ کی طرف، پھر چڑھ جانا کوچی پندر اور حاکم ملیبار کے تعلّقون پر، مجروح و مقتول ہونا کتنے جوانان مظفّر کا، لے لینا اُس بندرگاہ کا بارہ سی پانچ ہجری مین،

جب سلطان عالی شان دارالسّلطنت وغیرہ کے نظم و نسق سے فارغ ہو جاسوس خبر لائے کہ کلیکوٹ کے نائر سرکشی و بغاوت پر مستعد ہین ہرچ وہاں کا حاکم ارشد بیگ خان اُن کی شورش کے فرو کرنے مین سعی کرتا ہے کچھ مفید نہین برتی، اتنا سنتے ہی سلطان عالیشان چار پلٹن نین رسالے اور توپخانہ ساتھ خود اُس طرف روانہ ہوا اُن کو چکدارن نے سلطان کی روانگی سے اپنا جان و مال کا خوف کر بہاگ اور جنگل کا رستا لیا، جب یہان کے حاکم نے موکہ والا کا استقبال کر کے مجرا حاصل کیا سلطان نے عتاب کی راہ سے اُس خطاب کیا کہ رعایا کا دل ہاتھ مین لینا اور ملک کا ضبط و ربط کرنا جیسا کہ چاہیئے تم نہو سکیگا، بعد اِسکے مہتاب خان بخشی کو اُس صوبے کا ناظم کر دارالسّلطنت کی طرف مراجعت کی، بخشی مذکور نے اگرچہ اُس ضلع کی رعیّتون کو دلاسا بہت دے دے بلایا لیکن اُن شوریدہ بختون نے کوچی والون کی پرچاک و اغوا سے جنگ و جدال کا قصد کیا، جب یہہ حال ملازمان سلطانی کے گوش گذار ہوا تو اُ بلند اقبال نے اِدھر تو آپ صف شکر آمادۂ قتال ستی کال اور کورکال کے رو فوراً کلیکوٹ کی جانب کوچ کیا اور اُدھر اپنے سپاہیون کو اہل ضلال کے ملک کے خراب کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اِن لوگون نے قصبون قریون مین قرار واقعی لو بات مچادی، اکثر مفسد تمرّد پیشہ مارے پڑے، باقی مغلوب ہو کر مطیع و فر بردار ہوئے، اِسی عرصہ مین کتنے پنڈارون نے ترچناپلی کی اطراف پر تاخ

لڑائی ویران و بے چراغ کیا، اور اُس قلعے کے سردار نے حضور والا مین
ایک عرضی اِس مضمون کی بھیجی کہ تنبیہ اِن احمق قزاکون کی جو سرکار
خداداد اور سرکار کمپنی انگریز کے باہم اِن دنون میان ملاپ کو دیکھ اِس
صوبے کے علاقے کے محالون کو لوٹنا کرچاہتے ہین کہ کسی طرح اِس اتفاق کو
برہم کرین، ضرور ہی، سلطان نے اُس کے جواب مین فرمایا، ممکن نہین کہ
سرکاری سپاہی بغیر اطلاع سرکار کے ایسی حرکت کرین، شاید اُس
نواح کے کسی راجا نے قابو پاکے ایسی دلیری کی ہی اب جاسوسون
سے کوچی بندر کی حقیقت تحقیق کر آپ ہی سب فوج خاص سمیت اُس
طرف تاخت کی، کوچی والے اِس حال سے خبردار ہو مورچہ اور گہری کھائی
بنا لڑنے کو آمادہ ہو گئے، اِدھر سے بھی حسب الامر عالی بہادرون نے رات
کے وقت ایسی جوانمردی کی کہ اُس بندر کو سر کیا ساتھ ہی اِس کے
سلطان آگے بڑھنے پر مستعد ہوا، خیر خواہون نے حضور والا مین عرض
کیا کہ اِس وقت آگے کا عزم کرنا اچھا نہین کیونکہ ساہنے راہین ناہموار اور
بڑی بڑی مذیان واقع ہین خدانخواستہ اعدا غالب اور غازی مغلوب
ہو جائین ہر سلطان اپنے جان نثارون کے اِس کہنے کو خاطر مین نہ لاکر فوراً
اندھیاری رات مین پالکی پر سوار ہو دو پلٹن اور دو ہزار سوار سمیت روانہ ہوا،
اور حضوری فدائیون نے ایک ہی ہلّے مین دشمنون کو مار ہٹا حصار مسخر کرلیا
اعدا قلعے کی جانب بھاگ گئے سلطان نے آپ وہین اقامت کر فوج اور
توپ خانون کی طلب کے لیئے ہرکارون کو حکم دیا، جب اِنھون نے دو پلٹنون
کو جوشکر کی ہراولی اور لڑائی پر تعینات تھین خبر کر روانہ کر دین اور دوسری
پلٹنین جانے کو طیار ہوتی تھین کہ اچانک حریف کے سپاہیون نے دغا کرکے نور کے

نہ کے پانی کے پینوں کا منہ کھول دیا جسے کھائی، جسمے سب بھر گئے اور فو
سلطانی پر کمک پہنچنے کی راہ بند ہو گئی، تب تو اعدا نے چاروں طرف سے
بہادروں کو گھیر لیا، ہر چند یہ اُن گمراہوں کے ہٹانے میں کوشش عمل میں لا
پر ناکام نوع بنوع کے دام بلا میں گرفتار ہو گئے اور چار ہزار نجیب و حابک سوار دلیر
و شجاعت کو کام فرما اپنے آقا کے سامنے زخمی و شہید ہوئے، تب میر قمر الدین خان بہا
دُر کہ سواری خاص کے متصل تھا بروقت پہنچ جھت سلطان کو پالکی پر سے
اُتار لیا اور بخیر و عافیت لشکر گاہ میں پہنچایا، مگر سلطانی جلودارون میں سے
کوئی بچ نہ نکلا اور وہ اورنگ نام مرصع کار پالکی جسکے بنانے میں نو لاکھ روپیہ
خرچ ہوئے تھے مع بیحضو نے اور ایک قبضہ کٹار کے جسکا دستہ ایک زمر
کے دانے کا تھا اعدا کے ہاتھ لگی، القصہ حضرت سلطان اور میر قمر الدین خا
نے اُس ورطے ہلاکت سے نکل کر پھر رودخانے کے پار جا شفیون پر خوب تیغ زنی کی اور سپہسالارون نے بھی بموجب امر عالی کے، نلوار و تو
کی وارون سے جتنے چھوٹے بڑے کو پایا مار کھپایا، باقی بچے بچائے ملک و مال
چھوڑ چھاڑ ملیبار کی طرف نکل بھاگے اور سلطان عالی شان نے اُس بندر کے
قلعے میں داخل ہو کر سب مال متاع توپ وغیرہ سمیت ضبط کر لیا،

چڑھ آنا جنریل مبنڈوس بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو،
لڑنا فریقین کا سنی منگل کی نواح میں، روانہ ہونا رایات
ظفر آیات کا پائین گھاٹ کی طرف اور وہان کی فتحونکا بیان،

جب سلطان عالیشان نے اس نواح کے بندوبست سے فراغت حاصل کی

ملیبار کے راجا سے خراج طلب کیا، اُسنے سپاہ سلطانی کے رعب سے، خوف کھا کر
گورنر مدراس کے پاس اِس امر کی نالش کی جس پر جنریل میڈوس بہادر
سلطان کے مقابلے کو متعیّن ہو کر شہر نگر مین آپڑا اور یہان سے راجا کی مدد کے
واسطے آگے بڑھا، کوئنبا تور اور ستی منگل کی نواح مین سلطانی فوج ہراول
کے ساتھ بڑی لڑائی واقع ہوئی دونون طرف سے توپ بندوق بان کی آوازون
سے غوغای محشر برپا تھا فریقون نے جنگل مین خیمہ و خرگاہ اعدا کے لوٹ زن و مرد
کو اُنکے گرفتار کرلیا اگرچہ دونون لشکر آپسمین لڑبھڑ کر برابر رہے، لیکن شام کے
وقت جب جنریل مذکور ایک پہاڑ کی ترائی مین اُترا تو سلطانی سپاہ نے بڑی
تک ودو سے اُسکو نرغے مین کر رسد کی راہ روک لیا، دوسرے دن جنریل نے آگے
کوچ کیا اور ستی منگل کے قلعے مین عمل کر چندے وہان ٹھہرا، بعد اِسکے کوئنبا تور
کی جانب جو خاص خیمہ گاہ سلطانی تھا روانہ ہوا یہہ خبر سنتے ہی خسرو گیتی ستان
اپنی ساری فوج و سپاہ ہمراہ لے اُس پر جا پڑا اور لڑائی کے دستور پر صف
آرا ہوا، مگر جنریل بہادر بھوانی ندّی کے کنارے اُتر کر اُس دن لڑنے کو طرح
دیگیا اور کرنیل مکسویل کو بنگالے سے پانچ پلٹن لیئے ہر ایک مین جسکے ایک ہزار
فرنگستانی جوان تھے آیا تھا کالستری اور نیگیت گری وغیرہ کے راجاؤن کی فوجون
معیت کوچ کر کے وانمباڑی اور ترپاتور مین پاسبانون کو مقرّر کر نپوّ زگھاٹ کی
طرف روانہ ہوا سلطان اِس حال سے آگاہ ہو سیّد صاحب سپہسالار کو اُسکے
مدافعے کے لیئے بھیجا اور اپنا ڈیرا نگر مین رہنے دیا، جبکہ یہہ سپہسالار اپنی فوج معیت
الغارون چلا تب کرنیل بہادر جو دھرم پوری کی جانب گیا تھا نرنت کنڈلی کی نواح
مین پھر آیا وہان سیّد غفّار نے پندرہ ارونکے سوار معیت اُس سپہسالار کے
لشکر سے آگے بڑھکے انگریزون کی فوج کے ہراول پر حملہ کر ترپ کے ڈیرہ سو

سوار اور دو سو سپاہی اسیر کر لیے، کرنیل بہادر نے اُس دن جنگل پہاڑ مین بسر کر کاویری پٹن کو کوچ کیا، جب راہ مین فوج قاہرہ کو اپنے گرد دیکھا تو پہاڑ کی ترائی اور میدان مین ہو کر پتو رکھات کا رستا لیا اُدھر سے جنرل میڈوس بھی اُسکے پیچھے الغار ون اُسے آملا لیکن اِسے کچھ آگے ہی سلطانی جانبازون نے وہان پہنچ جوانمردی و تہور کا جوہر ظاہر کر سخت زد و ضرب مچا دیا تھا، پر جب حریف کی جانب کے سردار بھی حملہ آور ہوئے اور افواج سلطانی مین نہلکہ پڑ گیا تب سلطان خود بنفس نفیس جلد تر اسد اللہی رسالون اور توپخانے سے اُن کے پیچھے تاخت کر ایسا اُن کا قافیہ تنگ کیا کہ کسی طرح بچا دکھی صورت نتھی جنرل اپنے سپاہیون سمیت قلعہ باندھ بہیرو بنگاہ کو درمیان کر پھر ستی منگل کی جانب روانہ ہوا، قصہ کوتاہ جبکہ دو تین مہینے تک باہم جنگ و پیکار یکسو نہوئی، انگریزی لشکر مین رسد و آذوقہ نہیر گیا اِسے اُن پر بڑی تکلیف و سختی گذرنے لگی اور جون رسد وغیرہ ضروری چیزون کے پہنچنے کی بھ اُمید نتھی، بضرورت جنرل بہادر معہ تمام لشکر ترچناپلی کی سمت پھر چلا بہادران ظفر توامان ستی منگل کے میدان مین اُس کی راہ چھینک جارو نظر سے اُس پر ٹوٹ پڑے اور ایسی جوانمردی و مردانگی مردوی کا لائے کہ منصف مزاج سردارون نے تعریفین کین اُنکے پسی درپسی حملون سے قریب تھا کہ اعدا پراگندہ و پریشان ہو جاے، لیکن رات کے آجانے سے جب جانبازا لشکر سلطان جنگ سے باز رہے، جنرل بہادر لڑائی سے ہاتھ اُٹھا بہت سا سامان و اسباب وہین چھوڑ چھاڑ آگے چل نکلا، غارنگر سوارون او دوسرے رسالون نے پھر اُسے گھیر کر جنگ آغاز کر دیا، قضا کار سلطا ہراول کا سردار مارا پڑا، سلطان مرحمت نہاد نے اِس واقعے پر تاسّف کیا

اُس دن جنگ کو موقوف رکھا اگرچہ سپہداراور رسالے کے سردار لوگ حرب و پیکار کا خرخشہ مٹا دینے کو ناخت کرنے اور گھوڑے اُٹھانے پر مستعد ہو کر طالب حکم تھے لیکن چون اجازت نہ تھی حسرت کا ہاتھ مل مل کر رہگئے اور اسی سبب سے جنریل کو اُدھر بڑی فرصت مل گئی کہ وہ اپنے کھٹکے کوچ و رکوچ ترچناپلی کے قلعے مین جا پہنچا، اب سلطان نے میر قمرالدین خان بہادر کو تو ستی منگل کا قلعہ عمل دخل کرنے کے واسطے روانہ اور سواردن کے تئین ترچناپلی کے محالون پر تاخت وتاراج کرنے اور بھی تنجاور کے قصبون فریون کے اُجاڑنے پھونک دینے کے لیئے تعینات کیا، جب تک جنریل بہادر اپنے لشکر صمیت دریا کنارے کے رستے اُفتان و خیزان مدراس پہنچا، سلطان بھی چنجی اور ہرمو کل گڑھ سے سوا دتک اُسکا پیچھا کیئے گیا، اور اُدھر قمرالدین خان بہادر نے ستی منگل کے قلعے کو محاصرہ اور ہر طرف سے رولا کر حصار لے توڑنے ڈھانے مین سعی کی، لیکن قبل اِس کے کہ اولیاے دولت مظفر و منصور ہون اُس گروہ کے سردار نے رسد و آذوقے کی کمی، سامان جنگ اور پانی کی نایابی کے خوف سے وکیل بھیجکر صلح کا پیغام کیا اور قول قرار درمیان آنے کے بعد قلعہ سلطانی ماناز مون کو چھوڑ دیا، خان مذکور اسیرون کو لیکر حضور مین آ پہنچا، تب حکم ہوا کہ سردارون کو میجر سانبر صمیت قید کرکے دارالسلطنت مین پہنچائین اور اُس کے سپاہی، سلطانی فوجون میں بھرتی کیئے جائین جب جنریل مذکور مدراس مین پہنچا، سلطان نے سواردن کے رسالے اطراف و نواح کی تسخیر و ویران کرنے کو بھیجے چنانچہ قمرالدین خان نے جو ہرمو کل بھاڑ کے عمل کرنے کو تعینات ہوا تھا اپنی فوج صمیت وہان پہنچ اطراف کے ہزارون غریبون رعیتون کو جنھون نے انگریزون کے تھانون کے آسرے پر اُس پہاڑ کو اپنی پناہ کی جگہ سمجھا تھا تباہ و پریشان

کر دّاو کیونکہ اُس قلعے کے سردار نے جو اوایل مین کچھ دنون نواب مرحوم کی قید کا مزا چکھ چکا تھا سپاہ نصرت پناہ کے پہنچتے ہی اُسکی بہتایت اور اپنی اگلی مصیبت کا دھیان کر در دسر کے بہانے سے ایک کوٹھری مین گھس کر قلعے کا انتظام اپنے کارگزارون کے ذمّے کیا تھا اُن لوگون نے جب ایسی ابتری اور خانہ خرابی دیکھی لرنا مناسب نجان کے قلعہ اپنے سردار کی مرضی کے موافق حوالے کردیا'

بنگالے سے آنا کورنر جنریل لارڈ کارنوالس کا' اور ملا اپنا اپنے ساتھ نظام علی خان اور مرہٹون کا' لشکرکشی کرنا ان تینون سرداران ہم عہد کا سلطنت خداداد پر' مستعّد کرنا بالاکھات کا' لڑائیان واقع ہوئی سلطانیون اور ان تین سردارون کے سپاہیون مین معہ اور رودادون کے جو سن بارہ سی چھہ ہجری مین واقع ہوئین'

دریا کے اخبار نگارون نے جب پائین گھات کی جانب سلطان کے متوجہ ہونے کی خبر گورنر جنریل بہادر کو لکھی کہ فوج سلطانی' در وبست کرنا تک پائین گھات کی سرزمین کو تاخت تاراج کر اُس کی اطراف پر متسلّط ہوگئی' کچھ دنون تک تو جنریل میندوس اُن کا سامنا کرتا رہا' آخر وہ بھی رسد اور ساز و سامان حربی کے چک جانے کے سبب بے بس ہوکر مدراس کو پھر گیا' اور گورنر جنریل کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر جلد حریف کی سپاہ کا مدافعہ عمل مین نہ آوے تو خوف ہی کہ مرنا سرہہ ملک بھی تباہ و برباد ہو اور عنقریب ہاتھ سے نکل جاوے تب اس ضمن مین نظام علی خان کے وکیل ابوالقاسم خان عرف میر عالم

نے جو قبال اِ سکے بتجو یز مشیر الملک دیوان نا ظم حیدر آباد بنگاے مین آکر
گو رنر جنریال مو صوف کو اقبال خدا داد کے استیصال کے لیئے اشتعال
دینے مین مصروف تھا ' فرصت وقت پا اُس بات مین بڑی کوشش کی
یہان تک کہ گورنر جنریل کو اِن گھاتون اُنارا کہ اُدھر تو اُس نے نا ظم حیدر آباد
اور حاکم پونان کو آپس مین متفق ہونے اور تمام ملک بالا گھات کے تسخیر
و تقسیم کر لینے کے واسطے شقّے لکھ بھیجا ' اور مدراس کے سردارون کو بھی
سامان حرب و ذخیرے اور سپاہیون کے جمع کرنے کا قدغن کیا ' اور اِدھر آپ
اپنے کام کا بند و بست و تدبیر کرنا شروع کیا ' چونکہ حیدر آباد کے نا ظم اور مرہٹون کو
ملک خدا داد کے لینے کی بڑی فکر و تلاش ہی رہا کرتی تھی ' اِس لیئے اب وے
گو رنر جنریال کے لکھنے بموجب فوج اور آلات جنگ کی طیاّری مین سرگرم ہوئے
اور انگریز کے سردار بھی رزم و پیکار کے اسباب و آلات جمع کرنے لگے '
کرنیل ریٹ اخبار نویسون کے داروغہ نے جو انبور گڑھ کی چوکی پر تعینات
ہو اتھا تدبیرات شایستہ اور زر پاشی و شیرین زبانی سے بالا گھات کے
راجاؤن کو جنھون نے نواب مرحوم کی جبّاری اور سلطان کی بیرحمی کے باعث
اپنا اپنا ملک چھوڑ دیا تھا ' ایک اقرار نامہ رسد جمع کرنے اور اور اسباب بہم
پہنچانے کی شرط پر بھیجکر اُنھین اپنے علاقون کی سرحدون مین دخل و تصرّف کی
پروانگی دی اور نقشہ سر تاسر ملک بالا گھات کا باوصف ایسے ضبط و انتظام
کے کہ مجال کیا کہ کوئی ایک موضع سے دوسرے موضع مین بے حکم وہان کے
حاکم کے جا سکے مبالغ کثیر خرچ کر کے اور ہوشمند جاسوسون منشیون کو سوداگرون
کے بھیس مین بھیج کر منگوایا اور سرکار خدا داد کے کتنے سردارون عہدہ دارون کو
بھی اپنے ساتھ ملا لیا ' خیر یہہ تو یہان اِس تدبیر سے گورنر جنریال کے پہنچنے کی

انتظار مین تھا اور وہان اُس کا خفیہ نویس سیّد امام جسنے دارالسّلطنت پٹن کی سکونت اور سلطان کی نوکری اختیار کرلی تھی بعد ظاہر ہونے اِس بھید کے کہ وہ ہمیشہ بی دربی یہان کی ٹھیک ٹھیک خبرین لکھ بھیجا کرتا ہی حضور مین بلایا اور یہہ کہا گیا کہ جو کچھ تو نے کیا ہی اگر سچ سچ کہدیگا تو تیری جان بچیگی، اُس ناآزمودہ کار نے کئی اور سردارون کے بھی نام جنھون نے دغا کی راہ مین قدم رکھا تھا لکھکر حضور مین گذرانے، چنانچہ بعد تحقیقات شایستہ تدارک بایستہ پندرہ آدمی جلّادون کے حوالے کیے گئے، پھر اُس کا فرنعمت سے جب پوچھا گیا کہ تو نے جو اِس سرکار کا نمک کھاکے ایسی حرکت کی اب تیری سزا کیا ہی، وہ چپ رہا تب حکم ہوا کہ اِسے بھی اورون کے ساتھہ قتل کرین، یہہ خبر سن کر دوسرا اخبار نویس امام الدّین نام بھی جو اِسی کام پر مقرّر ہو کولار اور تندی کرّہ مین رہا کرتا تھا، راتون رات سات کرّہ کے علاقے مین کرنپاٹ کو اُڑ لاگا، ہرچند اِس طرح سے کرنپاٹ ریت کے جاسوسونکا حال کھل گیا اور وے قتل ہوئے تسبر بھی اُسنے اِس کام کو نچھوڑا، الغرض جونہین گورنر جنرل بہادر کو لشکر وغیرہ کی طیاری کی خبر پہنچی تو وہ پانچ ہزار بنگالی اور دو ہزار فرنگی سپاہیون کو ساتھہ لے جہاز پر سوار ہوکر اس مین آ اُترا، پھر یہان سے ایک مہینے بعد چار پلٹن چھ ہزار اہل فرنگ تین ہزار سوار سمیت بڑی طیاری سے بالا گھاٹ کی تسخیر کے ارادے روانہ ہوا، اے ویلور مین داخل ہوا، جس وقت سلطان چلچری کے سردار فرانسیس کے ساتھہ کمک کا سوال جواب کر رہا تھا جاسوسون نے اِس سپہسالار کے کوچ کرنے کی خبر عرض اقدس مین پہنچائی جسہ محمد خان بخشی اُس روداد کی تحقیق کے واسطے بڑے جماؤ کے ساتھہ حضور سے رخصت ہو چنگم گھاٹ کے رستے ترپاتور جا پہنچا، تب تو ڈیرھ سی انگریز

جو قلعے مین تھے اور کالستری راجا کا سردار علاقدار جو تین سو پیادون سے اُس قلعے کی نگہبانی کیا کرتا تھا بے سب کے سب سورج نکلنے کے پہلے ہی گڑھ سے نکل انیور گڑھ کے رستے چل کھڑے ہوئے، پرتھوّر شعار سوارون نے دھاوا مارا ایک ہی حملے مین اُنھین لوٹ لیا، اور دماغ دار سردارون کو بھی اسیر کرکے مراجعت کیا، نظام علی خان خود تو چالیس ہزار سوار، بیس ہزار پیدل سے معہ امرا اور اپنے دونون فرزند عالیجاہ و سکندر جاہ کے حیدر آباد چھوڑ پانکل مین آرہا اور اپنے امیرون کو اُسنے بہت سی فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کے سر کرنے کو روانہ کیا، جب گورنر جنریل بہادر موکلی گھاٹ اور نیگپٹ گری پار ہو، موپر واکل، کولار، ہسکوٹے مین تھانے مقرّر کر سیدھا کشنراج پور مین جو بنگلور سے تین کوس پر ہی داخل ہوا، سلطان یہہ خبر سنتے ہی الغارون چڑھ دوڑا، پوشیدہ نرہے کہ جب سردار فرانسیس نے انگریزی لشکر کے قصد کرنے اور اطراف بالا گھاٹ کے درہم برہم ہونے کا حال سنا تو کمال وفاداری و جان نثاری کی راہ سے چاہا کہ سلطان کی ملازمت مین اپنے ہزار جوان تعینات کردے، مگر سلطان کے بعض بعض بد باطن ملازم جنکی گفتار و کردار کا اُسکے حضور مین بڑا اعتبار تھا ظاہرا دلسوزی کی راہ سے عرض پرداز ہوئے کہ لشکر اسلام کو کمک فرانسیس کی جوکسی کے ساتھ وفا نہین کرتے کچھ حاجت نہین ہی القصّہ سلطان عالیشان تنہا اپنی ہی سپاہ سے حریف غالب کے دفع کرنے کا قصد کر اُسی شب قزّاقون بان دارون کو انگریزی لشکر کے گرد بگرد آتشباری کرنے کا حکم دے آپ بنگلور کی جانب روانہ ہوا، اور اِن چالاک سپاہیون نے حسب الامر تاخت کر اُس رات کو مارے بانون کے بھور کر دیا، گورنر جنریل بہادر بے کھٹکے آگے بڑھ کر بنگلور سے ایک فرسنگ پر آ

اُترا، تب سلطان نے سیّد حمید سپہسالار کو اُس کی فوج سمیت دوسرے چوکی پہرے کے لیئے تعینات کر محمد خان بخشی اور بہادر خان قندھاری کو قلعہ کے کام پر مقرّر کیا اور شیخ انصر سپہدار کو قلعے مین بھیج آپ آگے کا تنگی کی نواح مین خیمے کھڑے کرنے کا حکم کیا لیکن ہنوز خیمے برپا نہو چکے پیادے سوار دہات کی طرف لکڑی گھاس لانے چلے گئے تھے اور یہ پلٹن پیدل، اسد اللہی رسالہ، خاص اصطبل کے تین ہزار سوار جرّار طرف سے خاص سواری کو گھیرے کھڑے تھے جو کرنیل فلایدتر پ سے سوارون سمیت پیش قدمی کر سلطانیون کی منزل گاہ پر چڑھ دوڑا اور توپ خانے کی طرف جھکا، تب توپچیون اور فوج کے سردار نے کر مارے توپ و تفنگ کے اُسے ہٹا دیا، اتّفاق سے اُسکے کلّے پہ ایک گولی لگی جسّے اُس کی زبان بند ہوگئی، بنا چار کھیت سے اُس کے سر کے پانون اُکھڑ گیئے، اور سواران نصرت نشان نے خوب ہی بہادری کا حق انگریزونکے چار سی سپاہی کو گھوڑے سمیت اسیر کر لیا، باقی ماندہ گرے اپنے لشکر کو نکل بھاگے، دوسرے دن کرنیل مورس اور جنریل میندو انبوہ سپاہ سے شہر پر ہلّا کیا، جب دونون طرف کے ہزارون سپاہی کا شہر مسخر ہوا، مال اموال زر و جواہر اس قدر ہاتھ آیا کہ اُنکی تنگدستی جاتی رہی غنیم کی فوج سے کرنیل مورس مارا ترا، تب وے مورچہ باندھ دو ہفتے تک کے توڑنے مین مصروف رہے، بموجب حکم سلطان کے، قمر الدین خا اپنی فوج لیئے اِس مہم مین قلعہ والون کی پشتی کو سرگرم تھا، جب قلعے کی توت گئی، سلطان نے قلعہ خالی کر دینے کا حکم دیا، کشن راو نے سارا سر انجام خزانہ اور ادرکار خانون کا سامان و لوازمہ دارالسلطنت کو روانہ کیا

کلہم تین ہی پلٹن رکھی، بعد اسکے بعضے ترقی خواہون کی مرضی سے یہہ بات ٹھہری کہ قلعے کی محافظت موشیر لالی فرانسیس کے سپرد اور میر قمر الدّین خان بہادر اور سیّد صاحب کو فوج سنگین کے ساتھہ لشکر اعدا کے مدافعے کو مقرّر کر سلطان خود نظام علی خان اور مرہٹون کے مقابلے کو روانہ ہوا القصّہ یہہ سردار فرانسیس رخصت ہو کر نہر تک بھی نہ پہنچا تھا جو کشن راو نمک حرام نے یہہ حال معلوم کر اِدھر تو انگریزون کے ہرکارون کی معرفت جنھین وہ اپنے نوکرون کے لباس مین اپنے پاس رکھتا تھا مورچے والون کو ہشیار کرواد یا کہ ہلّا کرنے اور قلعہ لے لینے کا یہی وقت ہی اور اُدھر آپ قلعے سے نکل اُس نہر کے باندھ پر آ اُس سردار فرانسیس سے ملاقات کی اور دوستی کی راہ سے اُسکا ہاتھہ پکڑ کر دیر تک اُسے وہین بتھلا اِدھر اُدھر کی واہی تباہی باتون مین لگائے رہا، جبتک اُس کم بخت کے اشارے کے موافق مورچے کے سردار جھٹ پٹ اپنے جوانون کو مسلّح کر دوپہر رات کے بعد اکبارگی وہان جا توڑے اور طرفہ تر یہہ کہ یہان کے قلعدار اور سیّد حمید سپہدار نے بھی اُسی خانہ خراب کے کہنے پر اپنے اپنے سپاہیون کو جو اعدا کے مقابلے کے لیئے آمادہ و طیار تھے کھانے پکانے مین لگا دیا تھا، آخرکار یہی دونون سردار کتنے یاقدارونکو ہمراہ لے ہمّت کر اعدا کی سپاہ پر جا پڑے بلکہ اُنھین دروازے کی زنجیر سے اُدھر ہٹنا بھی چکے تھے کہ اِسی مابین مین فرنگی لوگ شراب پی پی دوڑ پڑے اور لشکر قاہرہ کے جمع ہوتے ہوتے حملہ کر برج و فصیل پر چڑھ گئے، سیّد مذکور بغیر فوج کے وہان ٹھہرنا مناسب نجان کر لشکر کی طرف پھرا، آخرکار یہ دونون سردار قلعے کے دروازے کے سامھنے قدم مردانگی جما کر مع اپنے چالیس پچاس رفقا کے لڑ بھڑ کر مر مٹے، شیخ انصر سپہسالار اپنے جوانون سمیت اسیر ہوگیا

اور قلعہ بھی سر ہوا، محصور اور اُن کے اہل وعیال گرفتار ہو گئے، قمر الدّین خان بہادر اور سیّد صاحب انگریزوں کی فوج پر حملہ کرنے کے واسطے طالب حکم ہوئے، سلطان نے فرمایا اب تو قابو کا وقت ہاتھ سے جا چکا ہی سپاہیوں کی جمعیت منتشر مت کرو، اُنھیں یوں سمجھا صبح کو آگے کوچ کرما کرتی کی نواح مین مقام وخیام کرنے کا حکم دیا، اِس روداد پر چار دن گذرے تھے کہ گورنر جنریل بہادر تین ہزار سپاہی اور چھ سو فرنگی قلعے مین حفاظت کے لیئے رکھ اُس طرف جہان چک بالاپور، بنگور، مدن پلی کے راجاؤن نے سلطانی قلعداروں سے اپنے آبائی قلعے قصبے قریے بعضے کو لڑ کر اور بعضے کو صلح سے لیکر اپنے اپنے قول کے موافق رسد اور مواشی موجود کر رکھا تھا روانہ ہوا، ہرچند اِدھر سے خان بہادر مذکور دشمنون کا ناکا روک کر اُن کے مقہور کرنے مین سعی بجالایا، پندار سے بھی پیچھے سے آکر توپ پڑے اور لشکر والون کو برا گندہ و پریشان کر بہت سا مال اموال لوٹ لے گئے اور فوج اعدا کے ہٹانے کو نہایت ساعی ہوئے، مگر چونکہ نصرت و اقبال نے یاوری نہ کی بناچار وے پیچھے ہٹے اور گورنر جنریل بہادر نے اُس کی صبح کو آگے بڑھ دیون ہلی مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا اور یہان سے قلعہ دار کو صلح پر راغی کر سارا ذخیرہ اور ہر جنس کا اناج جو اِس مین تھا اپنے سپاہیون پر تقسیم کر دیا پھر دو دن بعد یہان سے کوچ کر چھوٹے بالاپور کے قلعے سے قریب آ مقام کیا پر قلعہ اور یہان کا قبل اِس کے کہ انگریزون کی فوج اُس حوالی مین آکر اُترے بموجب امر عالی کے قلعہ خالی کر بالکل سپاہ و آلات جنگ حسمیت تندی درگ کے پہاڑ کو چلا گیا اور انگریزون کی فوج ہراول نے تردّد قلعے مین داخل ہو اسباب و ذخیرے پر قابض و دخیل ہو گئی تب گورنر جنریل بہادر نے وہان کے راجا کے حال پر ترس کھا کر اُس کے ساتھ لاکھ روپیہ نذرانے کا

بند و بست کر قلعے کو مع متعلقات، اُس کے حوالے کر دیا اور آپ انباجی درگ کی طرف کوچ کیا، جبکہ اِس راجا کے نصیبون نے مدّت کے بعد اُسے بہ دن دکھلایا تو وہ بھی بیک ساعت دیکھ قلعے میں داخل ہوا، یہان کے بند و بست سے دلجمعی حاصل کر نگا کو نڈا کی جانب چلا گیا، اب سلطان کشور ستان نے دیگت نایر کو انگریز کے سردارون سمیت جو ترپاتور کے قلعے مین اسیر ہو آئے تھے اور صوبہ آرکاٹ کے نائب جوگی پنڈت کو جو حضور سے برار اور بیدر اور راجا رام چند خطاب پاکر بنگلور کے تمام تعلقون کی سرشتہ داری پر متعین اور اِن دنون دشمن سے متفق ہو گیا تھا، ہرپن ہلّی اور رائے درگ کے راجاؤن کے شامل شمشیر سیاست و تعزیر سے قتل کروایا اور کشن راؤ کو دارالسّلطنت کے بند و بست اور خرچ لشکر کے واسطے خزانہ بھیجنے کے لیے رخصت اور آپ افواج انگریز کے عقب کوچ کر چھوٹے بالاپور کا عزم کیا، جب رایات ظفر آیات وہان جا پہنچا تو قلعے والون نے اپنی نادانی و شامت کی راہ سے برج و حصار مین قرنا و نقارہ جنگ کا بجایا، جس پر اِدھر سے بھی نہنگان بحر ہیجا نے بموجب حکم والا کے نکل کر قلعہ مسخر کر لیا، ہرچند اہل حصار نے پہلے ایسی جوانمردی کی کہ دو ہزار غازی کھیت آئے، لیکن آخر کار وے بدکردار لاچار ہو کر مارے گئے اور تین سو پیدل جو اسیر ہو آئے تھے عبرت کے لیے اُن کے ہاتھ پاؤن توڑ کر چھوڑ دیا، القصہ ایک ساعت کے درمیان اُس مکان مین شور محشر برپا ہو گیا، بعد اِسکے سلطان نے وہان سے کوچ کر سالکنے کے گرد و نواح مین جا مقام کیا اور گورنر جنرل بہادر نے انباجی درگ محمد خان کابلی سے لے قلعے کو توڑ دو دن وہان توقف کیا تھا کہ اِسی مین اُن راجاؤن نے جنکا ذکر اُوپر گذرا اسد کا لوازمہ اور مواشی وغیرہ انگریز کے لشکر مین پہنچایا، اِسکے بعد وہان سے

کوچ کر مبارک ماؤ کی اطراف مین جا ڈیرا کیا، اتنے مین اسد علی خان اور بہرا مل مشیر الممالک کا دیوان پانچ ہزار سوار سمیت لشکر مین داخل ہوئے اِسکے دوسرے دن یہ لوگ یہان سے کوچ کر چنتامنی اور موپر داکل کے رستے بالا بنگت گری کو جا پہنچے، اُنہین دنون جبکہ سلطان والا شان سپاہ فیروزی نشان ساتھ لئے سرگرم حرب و پیکار تھا جو اُس جناب کی والدہ محترمہ کے حضور سے ایک قاصد نے دار السّلطنت سے پہنچ کر خلوت مین عرض کیا کہ کشن راؤ نے بعضے نمک حرامون کو ملا لیا اور بنبئی سے لشکر بھی منگوایا ہی غالب کہ ابتک دار السّلطنت مین برافتنہ و فساد برپا ہوا ہوگا یا آج ہی کل مین ہوا چاہتا ہی، جسکا علاج سہل نہین، جو نہین اُس عالی شان نے بہ ماجرا سنا سیّد صاحب کو انبوہ فوج دریا موج کے ساتھ واسطے تسکین دینے اِس ہنگامے کے دار السّلطنت کی طرف روانہ کیا،

ذکر دار السّلطنت کے بندوبست و انتظام اور سزاے عمل کشن راؤ نا فرجام کا، پہنچنا سلطان عالیشان کا دار السّلطنت مین، ہنگامہ و فتنہ مچانا نواب نظام علی خان اور مرہٹے کا سلطانی مملکت مین،

جب سیّد صاحب حضور سے رخصت ہو دوپہر رات کے وقت دار السّلطنت کے نزدیک آ پہنچا تو اُسنے اپنی فوج کو ندی کے اِسی پار رکھ آپ نور کے ترکے مان سی سوار دن سے قلعے کے پاس جا کر آواز دی کہ یارو دروازہ کھولنا، اُس پر اسد خان رسالدار جو اُس دروازے کی نگہبانی کرتا تھا سیّد موصوف

پہنچنے کو فتح الباب جان کشادہ روئی سے قلعے کا دروازہ کھول دیا، تب سیّد نے
کے اندر جا کے اپنے سواروں کو بعضے کارخانوں پر تعینات کر دیا اور آپ
ن کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو تسلیمات بجا لا کر سرکاری کچہری میں
ا جہان کشن راؤ کے بھیجنے سے دار السّلطنت کے قلعدار نے آ کر اپنی
اری اور اُس ناہنجار کی مددگاری بیان کر کے اُس کے قید کر لینے میں مبالغہ
تب سیّد مذکور نے ایک عصابردار کو اُس کے حاضر کرنے کے واسطے
یا جس پر اُس سرکش نے کہلا بھیجا کہ میں تم سے کچھ سروکار نہیں رکھتا،
اِس جواب سے صاف اُس کافر نعمت کی خیانت ثابت ہو گئی تو حضّار
رنے سیّد موصوف کے حکم مُنکم سے اُس ناپاک کے گھر میں گھس
یغ اُسے تہ تیغ کر کے اُس کی لاش کو ایک مزبلے پر ڈال دیا، لیکن مرتے
بھی جلن کے مارے وہ جہنمی یہہ چنگاری چھوڑ گیا کہ دیکھنا میں وہ زور
دہکتی آگ چھوڑے جاتا ہوں جو سلطان کے حین حیات تو ٹھنڈھی
نے کی نہیں، الحق زبان اُس کی خالی نہ گئی، جیسا اُس نے کہا تھا زبانہ اُس
س فتنہ کا ویسا ہی پھیلا، قصّہ کوتاہ بعد روانہ ہونے سیّد صاحب کے اِدھر
طان نے میر قمر الدّین خان کو دس ہزار سوار آمادہ حرب و پیکار کی سرداری میں
ن کر یہہ ارشاد کیا کہ تم قابو کے وقت حریف کے لشکر و بنگاہ پر دو تار مارنے
اور اُدھر آپ دار السّلطنت کے بندوبست کے واسطے سیّد کے پیچھے
کیا، گورنر جنریل بہادر اپنی فوج وغیرہ معیت بنگلور کو گیا، سلطانی سپہسالار
فوج غنیم کا قصد کر ایسی تدبیر و قد غن کیا کہ پندارے مغلیہ سپاہیوں کا
سچ حریف کے چند اول پر جا پڑے اور اُسکے تاراج و غارت کرنے میں کچھ
رنکیا چنانچہ پانچ ہزار بیل اناج کی گونوں سمیت اور دو سو سوار پکڑ لائے

غرض کہ ہر روز سلحدارون پٹھانون دکھنیون کا گویا بہ معمول ہو گیا تھا کہ وے مقدّی کے دل کی طرح انگریز اور مغل دونون کے طالعے اور ہراول پر توت بعضون کو لوتتے و بعضون کو تیر و تفنگ سے مار گراتے اور دشمنون کے آنے جانے کی راہ کو ایسی چوکسی سے روک لیتے کہ وے بچارے مجبوری کے مارے اپنے لشکر کی حد سے پانون باہر نہین رکھتے تھے اور جنگ کے مقدمے مین تو خود مدد الٰہی اور سورما بہادرون کے جد و جہد سے بے حد و نہایت ہی رعب و دہشت دشمنون کے دلون پر چھا رہا تھا اور وہ گمان غلط جو سلطان کے ذات خود مقابلے کو نہ آنے کے سبب اُن کو تھا اب ترس و بیم سے بدل گیا، جسے وے نہایت بدحواس و مضطر تھے، نظام علی خان اور مرہٹے کی تو بہ حالت تھی کہ اِدھر تو نواب موصوف نے پانکل مین مقام کر اپنے امیرون کو ممالک محروسہ کے تسخیر کرنے کے واسطے روانہ کیا چنانچہ عیسیٰ خان بار جنگ نے اپنی فوجون سے قلعہ کنچیکوتہ، تارپتری، تارمری وغیرہ کو کئی مہینے بعد عمل کر لیا، اور حافظ فرید اللہ بن مخاطب بہ بوید اللہ و لشکر عظیم لیکر گنّی کی جانب چڑھ دوڑا، جہان قطب الدین خان دولت زئی اپنا جماو لیکر اُس کے مقابلے کو نکل آیا، لیکن پہلے دن فیروز نہوا، دوسرے دن پھر اُس نے دشمنون کا مقابلہ کر بڑی دلیری کی، تب وہ حضور مین طلب ہو کر اپنی فوج معیت دار السلطنت کا ملازم ہوا، حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ گنّی کا قلعہ اُس کے زور سے سر ہونا نظر نہین آتا تو اُسے خاک سیاہ کر کرنے کا عزم کیا اور تھوڑی سی محنت و کوشش سے شہر کر پا اور سدھوت سے قلعے مین اپنا دخل کر چار ہزار سوار، پانچ ہزار پیدل، ضرب توپ سے گرم کنڈے کو جا کر گھیر لیا، اگرچہ بہتیرے حملے کیے، اور پہاڑ ترائی کے حصار کے قلعدارو کو خط خدیعت آمیز بھیجے، پر وے اقسام طرح کی

اریان کرنے اور بے دھڑک توپ و تفنگ کی شلک مارنے سے اعدا کو
روسیاہ کرتے رہے اور اُدھر مرہٹے کے سردار بھی حاکم پونان کے حکم
اپنی سرحدون کے قریب کے قلعون کی تسخیر کو مستعد ہو چڑھ آئے،
پرسرام ناظم مرچ سے وہانکے بعضے قلعے اور مکان تو لڑکر اور کتنے صلح پر مستحکر کے
ملک کے داخل کرلیا، اور بدرالزمان خان قلعہ دھارواڑ کا صاحب صوبہ نو مہینے
و (جبتک ذخیرہ و آذوقہ باقی تھا) اعدا کے نرغے مین رہکر داد شجاعت
ی کی دیتا رہا آخرکو جب گولا بارود اور ذخیرہ چک گیا تب بمجبوری قول
کے بعد قلعہ دشمنون کو حوالہ کر آپ دو ہزار جوانون سے متحصن ہوا، اب
نے محصل تعینات کیئے کہ خان مذکور کو طوق و زنجیر کرکے پونان روانہ
ییئے، خان موصوف یہہ خبر سن اُن ابلیس کردارون کے قول قرار پر
ہرکر اپنے ساتھیون صمیت بڑی دلیری سے لڑتا بھڑتا نگر کی طرف
، اعدا بھی تیغ و تیر لے لے مور و ملخ کی طرح کثرت سے اُن پر آتوٹے،
انی سپاہیون نے ہرچند اُن کے مار ہٹانے مین مقدور بھر قصور نکیا
خرکار خان تہور شعار کئی زخم کھاکر گرفتار ہوا اور نرکونڈے مین مقید رہا،
س کے چار پایون کے سمون تلے لیجے گیئے، تب تو اُس ضلعے
ب قصبے قریئے غنیم نے لے لیئے، ہری پنڈت پھر کیا نے ہرپن ہلی کے
آکر اُس کی گردنواح کو ضبط اور شوم شنگر وہان کے راجا کو اُس کے
راج برمسند نشین کر صوبہ سرامین اپنا دخل کرلیا، پرسرام ناظم مرچ
ھارواڑ، انگولا، مرجان، شانور وغیرہ کے بندوبست سے اطمینان
چیتل درگ مین پہنچ کے وہان کے قلعدار دولتخان کے پاس ایک
مہ اِس مضمون کا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو چار لاکھ روپی کی جاگیر باؤ اور

اپنے مال اسباب سے بے کھٹکے رہو گے بھیجا، دولت خان نے بظاہر اس امر کو اقبال کر کہلا بھیجا کہ بہت مبارک شب کو انشاء اللہ تعالیٰ یہہ خیر خواہ سامنے آکر اِس مقدّمے مین جو کچھ کہنا سننا ہی خاطر خواہ پخت پز کریگا، حریف اِس پیغام پر خوش ہو کر انتظار کرنے لگا، اِدھر دولت خان رات کے وقت دو اسد اللّٰہی رسالے اور ایک ہزار جری پیدل سمیت قلعے سے نکل اِس قصد پر کہ حریف کے خیمے مین داخل ہو کر شجاعت کا اپنی جوہر دکھلاوے، اُسکے لشکر کو چلا جب فوج کے پیچھون پیچھ جا پڑا تو ایک تفنگچی نے جو شراب کے نشے مین سرشار تھا بندوق سر کی اُس کی آواز پر اعدا کی تمام فوج خوف سے چونک کر طیار ہو گئی دولتخان نے بھی دلاوری کا قدم جما پنجۂ بہادری کھول بہتون کو بستر نیستی پر سلایا، فوج اعدا منتشر ہو کر اپنے سردار کے ساتھ سرا کی جانب چل نکلی دولت خان اعدائے دولت کو زیر کر اُس لشکر کا سارا اسباب لوازمہ، خیمہ اور پان سو گھوڑے، جنگ کے ہتھیار لیکر بفتح و ظفر نگر کو روانہ ہوا، اب ناظم مرج سرا سے نکل مدگری پہاڑ مین جا داخل ہوا، وہان اُس نے اپنے بھانجے مادھو کو مدگری مسخّر کرنے کے لیے مقرّر کر آپ رسد کا سامان اور مواشی سمیت انگریزی فوج مین شامل ہونے کے ارادے کوچ کیا، القصّہ اُن دنون مین کہ انگریز بہادر کا سر لشکر اپنی فوج کا انتظام بندوبست کر دارالسّلطنت کا عازم ہوا، سلطانی سپہسالار کے پیدل سپاہی جو مدگری کے جنگل کے درمیان گھات مین لگ رہے تھے غنیم کی فوج پر بہادرانہ حملہ کر ہر رات اُن کے کان ناک کاٹ بنجارون سے پانچ چھہ سی بیل غلّے سمیت چھین لاتے تھے، جو شخص ناک یا کان کاٹ لاتا وہ ایک ہون پاتا، اور اناج بھرے سمیت بیل پیچھے پانچ روپے اور گھوڑے کا دس ہون انعام

ما، پنڈاروں نے اطراف و نواح مین فتنہ فساد مچا کر سپاہ اعدا کو نہایت حیران
سان رکھا کرتے اکثر اہل بنگاہ کو پراگندہ و آوارہ کر دیتے رسد اور ذخیرون
ے بھرے سب بیل گاڑے پکڑ لیجاتے، خیر جب انگریزون کی پلٹن کری گھاٹ
سواد مین پہنچی تو بالکل رسد اور ذخیرہ اُن کا چک گیا تھا اور کاویری ندّی بھی
زور شور سے چڑھی ہوئی تھی، لیکن سلطان والا شان نے انگریزون کی فوج
پہنچنے سے پہلے ہی ندّی کے سامھنے چار پانچ مورچے بنوا لیئے، جن مین کتنے
سالار معہ جوانان پر دل مستعد جنگ ہوے، گورنر جنریل بہادر نے
کے آگے حملہ کر دو مورچے لے لیئے، اور جنریل مینڈوس بڑی بھیڑ بھاڑ
لے کری گھاٹ کے پہاڑ پر چڑھ دوڑا، تب سیّد حمید وہان کے سردار نے
مار پر سے اوسے شلکین توپ و بندوق کی مارین جسسے اُسکی جمعیّت مین تفرقہ
اور ہزارون جنگی جوان کام آنے کے بعد وہ ناکام پھر چلا، اُسی ایّام مین
فرنگ کے دو رسالون نے حسن خان خلیل سپہ سالار کی منزلگاہ کی جانب
اُس گڑھی اور قلعے کے تھی دوڑ ماری ہنوز ہیلّے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ اُس
ار نے اُن پر توپین چلانا شروع کر دیا اور جب اعدا قریب آگئے، تو وہ،
کو چھوڑ بقدم استقلال اُن کے سنمکھ ہر آمر اتب حرب و قتال مین
تردّد و کوشش بجا لایا آخر زخمی و اسیر ہو گیا، انگریز کے سپہ سالار نے
سر کرنے کے لیئے بہتیری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ نہ بن پڑی اور رسد کی
کے سبب جدھر تدھر الجوع الجوع کی صدا تھی، غلّے کی گرانی کا یہہ حال تھا
ں چھ روپی سیر دال چار روپی مندوے کا آٹا تین روپی ہو گیا اور گھی تو
روپی سیر بھی میسر نتھا، لشکر والونکی مارے بھوکھ اور فاقے کے یہہ نوبت
سردارون کے تاکید کرنے سے توپ کشی کے بیلون کو ذبح کر کر کھانے لگے

گورنر جنرل بہادر نے جب اپنی فوج کے لوٹون کی ایسی بری حالت دیکھی اور یہہ بھی سنا کہ مالیبار کے رستے جو بہت سے آدمی بتری رسد لیئے آتے تھے اُن پر غازی خان کی طرف کے غارتگر اور سید صاحب کے سلحدار توٹ کر سب کو لوٹ مار شکار سلطانی مین لے گئے، تب صلاح و مشورے کے بعد اُس نے توپ سب زمین مین گاڑ توپ کے سارے جو بینہ آلات و اسباب کو آگ لگا جلا دیا، دیلے دبلے گھوڑون کو مار کری کنھ کے رستے ہو کر کوچ کیا، سلطان نے یہہ ماجرا سن کر بطور خوش طبعی کے چند بنہگی میوہ سرکار کی منشی کے نام سے جنریلی منشی کے پاس بھجوا دیا، حریف کے بعضے سردار اِس ظرافت کو تاڑ گئے چنانچہ اُن لوگون نے میوہ لانے والون کو انعام اور دو بنہگیان پھیر دین اور یہہ کہا کہ منشی جنریل بہادر کا یہان حاضر نہین، بارکشی کے چارپایون کی ناداری یہانتک تھی کہ انگریز کی بلٹن کے سپاہی جلوی تویون کو کھینچتے تھے اور ہر روز فجر سے دوپہر تک بہزار خرابی گرتے پڑتے ایک فرسنگ پر جا مقام کرتے یہہ سوانگ دیکھہ بعضے امرا و خوانین دولت خواہ نے حضور اقدس مین عرض کیا کہ قبلۂ عالم، فرصت کا یہی وقت ہی اگر ارشاد ہو تو ندویان ترقی خواہ سپاہ نصرت اشتباہ ہمراہ لے اعدا کا تعاقب کر ایک ایک کو آسمانۂ عالی مین دست بستہ پکڑ لائین لیکن سلطان عالیشان نے اِس امر کو پسند نکیا، خیر گورنر جنریل ہمت کر کے اُتری درگ کی طرف جا پڑا، اُس پہاڑ کے قلعدار بتری بھیڑ بھاڑ دیکھہ قلعے کی کنجی سمیت استقبال کو نکل آئے، گورنر بہادر نے اُن پر مہربانیان مبذول کین، اب ذخیرے اور مواشی کثرت سے یہان ہاتھ لگے، اگرچہ وہ شدت فاقے کی کچھ کم ہو گئی، پر اکثر دے اناج کے تو لے بھوکھ کے مارے فقط گوشت کھا کھا ہیضے کی بیماریان اُٹھا اُٹھا مر گئے، آخرکار وہ سپہسالار کئی بیل منگوا تو بین جتوا وان

سے آگے بڑھا، بعد ایک مہینے کے سوندکیامین جا داخل ہوا، جہان پر سرام مرہٹہ رسد کا سامان اور ذخیرہ لیکر آن پہنچا، جس نے انگریز کی فوج کو فاقہ کشی سے بچا لیا، اور کرنیل ریٹ بہادر بھی رسد و آذوقے کے بہت سے غلّے اور مواشی کے گلّے کے گلّے لشکر مین لاکر گورنر بہادر کے نزدیک سرخرو اور اُس حسن خدمت کے بدلے مین بنگور وغیرہ کی تحصیلداری پر بحال ہوا بعد اِسکے اُس سپہسالار نے کئی سرداروں کو بڑی جمعیت کے ساتھ ماکڑی درگ اور نندی گڑھ مسخر کرنے کے لیئے تعینات کیا، چنانچہ کرنیل کوری نے تین پلٹن اور ایک فرنگی رسالے سے جاکر نندی گڑھ کو گھیر لیا اور کرنیل ریٹ نے بھی مع چھہ سو سپاہیون کے بالاپور سے پہنچکر اُس گڑھ کے لینے مین بڑی کوشش و جانفشانی کی، ہرچند تیر و تفنگ کا زخم اُٹھایا، تو بھی اٹھارہ دن مین آخر اُسے لے لیا، لیکن دھاوا مارنے کی رات کو جنریل مینرو س نے مورچے مین آکر اہل فرنگ کو لوٹ کی چیزین اور محصور عورتین معاف کرکے تاخت کا حکم دیا، محصورون نے مارے غیرت کے پہاڑ پر سے نیچے آکر اپنی جانین دین، لطف علی بیگ بخشی اور سلطان خان قلعدار اسیر اور ماکڑی درگ بھی تین دن کی لڑائی مین صلح پر سر ہو گیا،

*

پانکل کے گرد و نواح سے آصلنا سکندر جاہ نظام علی خان کے بیٹے کا
مشیر الملک اور بہت سے سپاہیوں سمیت گورنر جنریل بہادر کے
لشکر میں تاراج کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدگیری کی فوج
محاصرہ پر، مارا جانا حافظ فرید الدین خان کا گرم کنڈے میں،
دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنریل بہادر کا سر رنگپٹن پر،
مرہٹوں کا وہاں آپڑنا اپنے لشکر لیکر، مصالحہ ہونا ان دونوں
ہم عہدوں کی صلاح سے سلطان اور انگریزوں میں معہ اور واردات
جو سنہ بارہ سی سات ہجری میں واقع ہوئیں

اُنہیں دنوں میں کہ گورنر جنریل بہادر ناکام پھر گیا سلطان عالیشان نے کاویری
ندی کا پانی گھٹ جانے کے بعد شاہزادہ فتح حیدر کو معہ فوج سنگین گرم کنڈے
کی طرف رخصت فرمایا اور زر تنخواہ ایک سالہ اُس قلعے کے محصورین کی بھی
ہراہ کر دیا، جب شاہزادۂ عالی مناقب صوبۂ سرا کی جانب روانہ ہو کلواری اور
بوکاپٹن کے جنگل کی پناہ میں سب فوج چھوڑ آپ چیدہ پیادہ و سوار سمیت
الغار دن گرم کنڈے میں جا پہنچا، حافظ فرید الدین جو اُس قلعے کو گھیرے ہوئے
پڑا تھا اِس حال سے آگاہ ہو کر مقابلے کو نکلا، شاہزادۂ بلند اقبال اور میر علی رضا خان
اور دوسرے جانباز سلطانی نے داد مردلی کی دے حافظ کی فوج کو منہزم کیا
اور اُسکا سر کاٹ لیا، بقیۃ السیف کرپلے کی طرف نکل بھاگے، شاہزادہ مظفر
نے اُن مقہورون کا اسباب و لوازمہ قلعے میں بھیج اور زر مشاہرہ قلعدار کے
حوالے کر آپ مدگیری کی طرف کوچ کیا، سکندر جاہ اور مشیر الملک جو
آٹھ ہزار سوار، تین ہزار پیدل لے کر گرم کنڈے سے سترہ کوس پر

و رس پلی اور پلم باری کی نواح مین آ اُترے تھے، وے یہہ خبر سن کر وہان
ٹھہرنا مناسب نہ جان پناہ کے لیئے سنگل پالا کے پہاڑون مین جا گھسے، شاہزادہ
ستم دل راتون رات وہان سے چل نکلا اور مرھٹے کی فوج محاصر پر جا پڑا اور
سردارون کے سرکاٹ نصرت و فیروزی کے ساتھ حضور مین آ پہنچا، اِنہین
نون مین میر قمرالدّین خان رسد اور مواشی وغیرہ جمع کرنے کے واسطے نگر
و گیا، اِس سے ایک ہفتے بعد، نواب نظام علی خان کے سردار اپنے
شکر سمیت خان خان ہلّی کی اطراف مین گورنر بہادر سے آن ملے، اور جنریل
بیڈوس، نندی گڑھ کا قلعہ لے کر کشن گیری سر کرنے کے ارادے برا جماو
ساتھ لے چڑھ دوڑا، چنانچہ رات کے وقت اُس معمورے پر توت اُسے
ت حصار کے دروازے تک پہاڑ کے اُوپر بھی جا پہنچا تھا کہ قلعے کے پاسبانون
نے مارے توپ و تفنگ اور بانون کے اِسے مار ھٹایا، اور بھگوڑون کا پیچھا
لر کے بہتون کو خاک ہلاک پر سلایا،

بیت

کیا انکو اتنا دلیرون نے تنگ
کہ دل سے گیا اُنکے سودائے جنگ

جنریل وہان سے پھر کر اپنے لشکر مین آ پہنچا، اور کرنیل کوپری نے نندی گڑھ سر
ہو جانے کے بعد اپنی فوج سمیت آ کر پہلے تو قلعدار کو کچھ روپیہ دے ملا لیا اور قلعے
کو قبضے مین لا اُس مین تھانہ بٹھا وہان سے کوچ کیا، جب برسات کے دن گذر گئے،
تو گورنر جنریل بہادر ناظم حیدرآباد کی فوج سمیت سرینگپٹن کے مسخر کرنے کے
صدسے بڑی بڑی منزلین طی کرتا کوچ بکوچ گری کورے مین آ داخل اور ناظم کی فوج
کو پیچھے رکھ اُن مورچون پر جو سپہداارون کی چوک سے خالی پڑے تھے دھاوا کر

دخیل و قابض ہو گیا، بلکہ شلکبن مارنا آردوے خاص کی طرف آگے بڑھا، تب سلطان نے جو اپنے لشکر معیت مندی کے اِسی پار تھا اور جاسوسون نے اُسے فوج اعدا کے پہنچنے کی خبر بھی نہین پہنچائی تھی، مجبور ہو حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل تفنگچی اور کماندار مجتمع ہو کر دارالسلطنت کی پاسبانی و حفاظت مین سرگرم رہین اور خود سوار ہو جان نثارون کو ہمراہ لے اعدا کے مقابلے کا قصد کیا، لیکن رات کی تاریکی کے سبب لشکر والے اپنے بیگانے کو نہ پہچان آپس ہی مین لڑ پڑے، اُس وقت امام خان قندھاری اور سپہدار میر محمود شیرازی اپنی فوجون سے دشمن کا رستا چھینک بھر مقدور اُنھین مارہٹاتے رہے یہان تک کہ آخر کو وے دونون شہید ہوے، اِس عرصے مین جنریل مینڈوس نے بڑی دلیری سے چڑھائی کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق اور کھائی کے سبب نہایت حصین و استوار تھا پر اُس شب اُسکی برجیان دیوان مہدی علی خان کے فریب سے جس نے حصار کے دروازے پر اُس کے پاسبانون کو تقسیم مشاہرہ کے بہانے بدون حکم حضور کے اکٹھے کیا تھا خالی پڑی تھین ایک ہی حملے مین لے لیا، سلطان نے جب یہہ خبر سنی آپ تو ساری فوج معیت دارالسلطنت کی طرف کوچ کیا اور دو اسد اللہی رسالون کو اُس مورچے کے چھڑا لینے کے واسطے جسے انگریزون نے رات کے وقت لے لیا تھا تعینات فرمایا، جب روز روشن ہوا وے شیران بیشہ ہیجا مورچے پر حملہ کر قلعے کے پاس جا پہنچے، لیکن چون گورنر جنریل بہادر وہان موجود تھا اُس کے سپاہیون نے اُن بہادرون کو وہان تک پہنچنے نہ دیا، ہر چند کئی بار اُن لوگون نے حملے کیے پر کچھ مفید نہوا، اکثرون نے جام شہادت کا پیا، باقی جو ان قلعے مین پھر آئے، سلطان نے قلعۂ دارالسلطنت کی اطراف و جوانب مین توپ و منجنیق اور نوع نوع کے آلات آتشبار نصیب کر ہر ایک

نب پاس بانون کو بٹھا سوار سب میسور کو روانہ کر دیئے، دو پہر دن ڈھلے پرسرام
ور بھری پنڈت تو دونون اپنا لشکر لے چڑھ لی کی نواح مین آ اُترے اور فولاد
نگ و مشیر الملک نے اپنی فوجون سمیت موتی تالاب پر پہنچ کے ڈیرا کیا،
نکہ سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ زمانہ محاصرے اور مقابلے کا طول کھینچیگا، خاتمہ جنگ
ا سہج مین نہین ہو گا اور ایک خلقت ماری پڑیگی، نظر برین تینون امیر ہم عہد
پنے اپنے واسطے مصالحے کی فکر مین تھے، اور گورنر جنریل بہادر ایک مورچہ
گنجام سے ورے قلعے کے دکھن اور دوسرا قلعے سے پورب ندی کے
س پار بنا جنگ کو آمادہ ہوا، سلطان نے ایسے تین قوی عدو کے ساتھ
تیز و آویز صلاح وقت نجان بعضے خیر اندیشون کی مصلحت و رائے پر گورنر
ریل بہادر کے پاس وکیلون کو معہ بہت سے تحفے ہدیون کے بھیجا،
اوے میل ملاپ کی بنا ڈالین، چنانچہ اُن کے پہنچنے پر گورنر بہادر نے
سلطان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت سمجھا پر جنریل مینڈوس
س امر میں راضی نہو کر بڑی ردبدل کے بعد سپہسالار سے رخصت لے
ھ سنار پینا کی نہر پر چڑھ دوڑا، وہان سید غفار سپہسالار قدم استقلال
فوج اعدا کے سنمکھ ہو بہادرانہ کوششین کر آخر اُن پر غالب ہوا، حریف
ر ہو کر پچھلے قدم ہٹ گئے، لیکن پھر دو ساعت بعد جب سپاہ منصور کھانے
نے مین مشغول اور دشمن کے حملے سے غافل تھے انگریز کے سپاہیون
نے قابو پا کے اکبارگی ہلّا کیا اور سہج مین سپاہ منصور کو پاشیدہ کر اُن کی جگہہ
لے لی، اِسپر سید حمید اور فاضل خان سپہدار اپنی جمعیت سمیت اُس
سپہسالار زبردست خوردہ کی مدد کو پہنچے اعدا پر ایک بہادرانہ حملہ کر اُس سپہدار
اُس کی جگہہ پر پھر قایم کیا، انگریزون کے دو ہزار سپاہی مارے پڑے، باقی

اپنے لشکر کی طرف چلے گئے، اُسی رات کو جنریل مینڈوس نے اپنے ڈیرے مین آکر پطول بھر کر اپنے اوپر سر کیا پر گولی اُسکو نہ لگی، تب وہ دوسرا طپنچا طیار کر کے چھوڑنے پر تھا کہ اتنے مین کرنیل مالکم جنریل اجنٹ نے پہلی ہی آواز سن اُسکے خیمے کے اندر جا کر پطول اُسکے ہاتھ سے لیا اور اِس سرگذشت سے سپہسالار کو آگاہ کر دیا، تب سپہسالار نے اُس کے ڈیرے مین جا کے اُس کا ہاتھ پکڑ کر یہہ کہا کہ ہرچند قلعہ کا تسخیر اور سلطان کا اسیر کرلینا کچھ دشوار نہین، مگر جون سردارانِ ہم عہد جو سلطان کے ملک و مال مین کمپنی کے ساتھہ شرکت رکھتے ہین کمپنی کا بہت ہی کم فایدہ نظر آتا ہی اِس لیئے میری دانست مین تو بہتر تدبیر یہہ ہی کہ سر دست اُسے صلح کر لین، اِتنا سن کر جنریل تسلی پذیر ہوا، قصہ کوتاہ تینون سپہسالارون کی صلاح و مشورے سے مصالحے کی صورت اِس طور پر ٹھہری کہ سلطان تین کرور کا ملک اُنھین حوالہ دے اور نقد تین کرور روپیہ دے، اور اِن روپیون کے وصول ہونے تک دو شاہزادون کو بطور اوّل کے گورنر جنریل بہادر کے پاس بھیج دے، خیر سلطان دور اندیش نے جو کہ اپنی سلطنت کے تمام کارخانون مین نمک حرام ارکان دولت کی سستی و غفلت کے سبب سے خلل دیکھا بہ مجبوری موافق اِن شرطون کے مارچ مہینہ، سنہ ۱۷۹۲ع، انور الملکی، سنکلی درگ، دنڈیکل، کالیکوٹ وغیرہ ملک انگریزون کو، اور کڑپا، تارپتری، پارمری، بتاری وغیرہ، نواب نظام علی خان کو، اور تنگ بھدرا ندی کے اُسپار کا سارا ملک مرہٹے کو حوالے کر نقد کرور روپیہ تخمینہ یرغمالون صمیت بھیج دیا، اور حسب الطلب گورنر جنریل سلطان عبد الخالق اور سلطان معزّ الدین کو برے تجمل و حشم سے غلام علی خان کی اتالیقی مین، اور میر علی رضا خان کو ایلچیگری مین اُس کے پاس روانہ کیا، انگریزون کے شرکا اپنے

سے کے روپئے لیکر اپنے ملک پھر گئے، گورنر بہادر نے صفہ شاہزادگان بلند اقبال
راس کی طرف کوچ کر کرنیل ڈنفن کو شاہزادون کا خانساماں مقرر کیا جو اُن کی
مایشات باعزاز واکرام بجالایا کرے، انگریزی جانب کے پاسبان کل سلطنت
ادادسے برخاست ہو کر بارا محال وغیرہ کے انتظام و بندوبست کے لئے
وانہ ہوئے، سارے ملک مین امن چین ہو گیا، جب جنرل بہادر مدراس جا پہنچا تو
س نے قلعے کے اندر ایک امیرانہ حویلی شاہزادون کی اقامت کے واسطے
لی کروا اُنھین اُس مین رکھا اور سارا ضروری اسباب ولوازمہ طیار کروادیا،
اب محمد علی خان بھی شاہزادون کی دل جوئی و خاطرداری کرتا اور نت نئے
وے ہدیے بھیج بھیج دوستی کو بڑھاتا تھا،

کوچ کرنا سلطانی فوجون کا اطراف کے راجاؤن کی تنبیہ کو،
بندوبست ممالک محروسہ کا، قلعۂ دارالسلطنت کی تعمیر معہ
اور حالات سن بارہ سی سات ہجری کے،

سی تاریخ سے کہ تینون امرائے ہم عہد (یعنے انگریز، نظام علی خان، مرہٹے)
پنے اپنے ملک کو گئے، سلطان عالیشان ممالک محروسہ کی مہمات اور تفتیش
ال مین اپنے عمال اور کارگزارونکے متوجہ ہوا، جب اُن مین سے ہر ایک کے
ون کا اُسنے حساب لیا اور تقریباً دریافت کیا کہ مہدی خان مدارالمہام، کرناٹک
کے کئی ساہوکارون اور دوسرے نمک حرامون کے ساتھ متفق ہو اطاعت کی
سے پانو باہر نکال کر چاہتا ہی کہ اپنے آقا کی سلطنت کو تباہ کرے، انھین
بختون کی صلاح سے، توپین جن مین ریت کیچر بھری گئی تھی عین جنگ کے

وقت بیکار بڑی نہین، پس ایک ایک کے عمامون کی سزا دے کر گھر اُن ناعاقبت اندیشون کے لوٹا دیئے، لیکن میر محمد صادق علی کہ ایک ہی نمک حرام اور ظالم نافرجام تھا پھر منصب دیوانی پر قائم ہوا، گویا گرگ مردم خوار کو شبانی ملی، تب وہ قابو جی گرگ کہن جو اپنی معزولی کے وقت سے عداوت قلبی سلطان کے ساتھ رکھتا تھا اکثر برا سے وفادار خان خوانین امیرون سردارون کو ہیچ پوچ دلیلون سے سستی و غفلت کی تہمت لگا حسب الحکم والا قتل کرنے لگا، اُنہین دنون بعضے امیرون اور جاسوسون نے حضور عالی مین خبر پہنچائی کہ دارالسلطنت کے اُتر جانب ہر ایک اطراف و نواح سے مفسدون اور جبارون نے بغاوت پر سر اُٹھا فتنہ و فساد کا قدم بڑھا ممالک محروسہ کے رعایا کی اذیت و ضرر پر کمر باندھی ہی چنانچہ ترمبنسی راجاؤن کی طرح ایک شخص نے اپنے تئین مرگسی راجاؤن کی اولاد مین ظاہر کر مدگیری عمل کر لیا اور دوسرا اُن گیری لیکر سرگرم جنگ و جدال ہی اِسی اثنا مین سید محمد خان چتیال درگ کے آصف یا تحصیلدار اور دولت خان وہان کے فوجدار نے حضور مین عرضی گذرانی کہ ایک اجنبی آدمی جو بعضے کے نزدیک راجا ہربن ہتلی کے علاقہ دارون مین ہی اپنے کو بساپا نائک مقتول قرار دیکر سرداری کا دعوا کرتا ہی بلکہ اُس نے چار ہزار بیدل جوان جمع کر کے ہوچنگی درگ اور کوتور گڑھ کو جو صوبہ ہربن ہتلی کے متعلقات سے ہی اپنا مسکن و مامن ٹھہرایا ہی سلطان نے سنتے ہی اِن خبرون کے سید صاحب کو توپخری جمعیت سے مدگیری وغیرہ کی جانب شقاوت نشانون کی تنبیہ کے لیئے اور میر قمرالدین خان کو بڑی فوج کے ساتھ ہربن ہتلی کے راجا بدبخت کی گوشمالی کے واسطے تعینات کیا، خان موصوف وہان جا اُس گڑھ

سر کر ہو چنگی درگ پر چڑھ دوڑا، تب سپاہ عاطانی کے دفع کرنے مین وہ
سرکش قلعے کو غلّے اور جنگی آلات سے سج سجاو دو ہزار پیدل لیکر
سات مہینے تک مقابلہ کرتا رہا، آخر ایک دن خان مذکور جوش مین آ اپنے
نون حمیت اُس حصار کے مسخر کرنے کو سوار ہوا، بہادران نصرت مند
نے دشمنون کے جماؤ کا کچھ بھی کھٹکا نکر اُس مردود کافر کے کینہ کشی کا قصد
، بلکہ نہایت پر دلی کی راہ سے فصیلون کنگرون پر چڑھ کر کوس و نقّارہ بجایا،
کافرون نے بھی خوب ہی جرأت کر دادجنگ کی دی اور خان مذکور کو زخمی
، مگر آخر کار بہت سی پریشانی و سرگردانی اُٹھا کر اُس شقی کو چار سی کفّار
ت اسیر کیا شوم شنکر بھتیجا نائک مقتول کا جو مرہٹون کی پشتی کے
سبب ہر ہن ہلّی کے اکثر تعلّقون کو عمل کرتا رائن گیرا مین رہتا تھا یہ خبر سن کر
ر آیا، خان موصوف نے تھوڑے اسیرون کو عبرت کے لیئے ہاتھ پانو کاٹے
ر بہتون کو خوجا کروایا اور ہرپن ہلّی وغیرہ بہار کے قلعون کو ڈھا کر وہان سے
جعت کی، بیر جنگ صوبہ دار چیتل درگ مین پناہ کے لیئے آرہا تھا اُسنے
، اطراف کا قصد کر آنی گنڈی اور کنکگری مین اپنا دخل کرلیا، بلکہ کنکگری کے
جاہری نائک کو بھی قولنامہ بھیج کر بلوایا اور اُس کے تعلّقے کی واگذاشت
سند معہ خلعت اور ایک ہاتھی چاندی کی عماری صمیت دے کر اُسے مطیع
چنانچہ نایک مذکور بندگان سلطانی مین داخل ہوا اور سیّد صاحب
موصوف اکثر گمراہون کے کان ناک کاٹ پھر آیا اور سیّد حمید سپہدار اپنے
ن خدمت کے عوض نوبت نقّارہ فیل معہ سنہری عماری اور نواب کا
اب پاکر حیدر نگر کا ناظم مقرّر ہوا، قصّہ کوتاہ اُس اطراف کے حکّام کو جب
ین ہوا کہ سلطان عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے پیرون پر آپ کلہاڑی

مارنی ہی ' اِس لیئے اپنی حرکتون سے نادم ہو فرمان بردار و مطیع ہو لیئے ' اور بنگور کا راجا بہ سبب گورنر جنریل بہادر کی سفارش کے لاکھ روپی سالیانہ خراج واگذشت کی شرط پر اپنے تعلقے کی سند حضور سے پاکے اپنے راج مین بحال رہا ' اُنہین دنون سلطان عالیشان نے سلطنت کے عمدہ کار پردازون اور عاملون کی تغیر و تبدیل موقوف کر ایک معقول تدبیر ٹھہرائی کہ ہر برس تعلقون اور پرگنون سے آصف لوگ اپنے اپنے دفتر کے عملے فعلے صمیت ذیحجہ کے مہینے کے اندر ' بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو عید قربان کی نماز ادا کرنے کے بعد ' منبر کے سامھنے ' قران شریف سر پر لیکر اِس بات کا مچلکا دین کہ آیندہ ہم سب کے سب زنہار حاصلات کے روپی مین خورد برد اور اُسکے بھیجنے مین تاخیر نہین کرنے کے اور البتہ غریب غربا رعیت پرجا کو بھی نہین ستائینگے بلکہ منہیات کے تارک ہو کر امانت و دیانت سے صلاح و سلامت روی کی چال اختیار کرینگے ' اگرچہ بے خدا فراموش بہان تو اِن شرطون پر راضی ہو خدا کا کلام درمیان لا عہد و پیمان کرتے لیکن جب اپنے پرگنون پر جاتے تو وہان سب دین و ایمان کا پاس بکمور کھ وہی ظلم و ستم قدیم کو عمل مین لاتے ' اِس لیئے سلطان نے کہ بالطبع اُس کو ہندوؤن کی قوم سے نفرت تھی اہل اسلام کو جو لکھنے پڑھنے مین فی الجملہ سواد رکھتے تھے جمع کر اُن کو میر زامان دفتر اپنے دیوان کا بنایا اور بالکل دفتر خانون کا حساب کتاب فارسی خطون مین مقرر کروائے ' اور علی ہذا القیاس اپنی سلطنت بھر مین ہر پرگنے پر اُنھین مین سے ایک آصف یا تحصیلدار اور ہر ایک محالون مین جہان سے ہزارہون کی آمد تھی جداگانہ ایک ایک عامل ' سررشتہ دار ' مجموعہ دار ' امین ' خزانچی مامور کیا اور ہنود قانون گویون کو ایک قلم موقوف ' لیکن تو بھی بے سبانی قوم اپنی معاملہ دانی کے سبب (بے اِس کے کہ اُن کا حال

سور مین معلوم ہو عاملون اور آصفون کے ساتھ لگاوٹ ملاوٹ کر کاربار
لداری مین دخل کرنے سے باز نہین آتے تھے یہان تک کہ آصف اور عامل
گ ملکی بندوبست کا بار اُنھین پر ڈال کر آپ تو رات دن ناچ راگ مین
شغول رہتے اور اِدھر بے ناہنجار سارے تعلقون کو خاطرخواہ ناراج کر آدھون
ھ محاصل تو آپ اُڑانے پڑاتے اور آدھا آصفون کے پاس
پہانے، ہرچند اُن کے اِس خوردبرد کرنے کے اخبار خارج سے حضور مین
ں گذار ہونے پر سلطان اِس راہ سے کہ اُن دنون اُنھین ظالمون کا دور دورہ تھا،
ہ دانستہ طرح دے جاتا، علاوہ اِس کے وہ دین پناہ دنیای دون سے ایسا دل
اشتہ تھا کہ اُمور ملکی مین اُن دنون چندان توجہ بھی نہین رکھتا، اکثر اوقات
و تلاوت قرآن اور تسبیح و وظیفے مین اشتغال رکھتا اور بے نمازون اور بدکارون
دل و جان سے دشمن جانتا، عاملون اور قلعداروں پر اِس مراتب کی تاکید
، باب مین فرمان صادر فرماتا، چنانچہ ایک فرمان فارسی عبارت مین لکھا ہوا
ن ۱۷۹۲ء کا جس پر مہر بھی اُس بادشاہ دین پناہ کی تھی کلکتے مین برٹش گورنمنٹ
گویرنے کرنیل جان مارس صاحب کے حکم سے انگریزی مین ترجمہ کیا تھا جس کا
بہ یہ ہی کہ ہر ایک عاملون اور قلعداروں کو چاہیئے کہ کیفیت مشاہرہ مقرری
زمین معافی یعنے لاخراجی قاضیان شہر وغیرہ اور مسجدون کے خطیبون اور
نون کی حضور مین بھیجے اور مطابق سند اُن سبھونکے عمل کرے اور باقی
سلمانون کے لڑکونکے اکٹھا کرنے اور علم سکھانے مین سعی و اہتمام کرے
دین لین کے باب مین ایمانداری اور راستکاری اختیار کرے اور احوال
ون کے تربیت اور تعلیم کا حضور مین بھیجے اور قاضی مسئلہ سکھانے مین
اور اسلام کے مشغول رہے اور نئے سلمانون کا نام اسامیون مین اہل

اسلام کے لکھے اور سوائے قاضی کے دوسرا کوئی مسلمان نکرے اور جہان مسجد نہو وہان پانچ گنبد والی مسجد بنوادے اور خطیب کی تنخواہ دس ہون مقرر کربعوض تنخواہ کے اسقدر زمین دیوے کہ محاصل اسکا برابر تنخواہ کے ہو اور علاوہ اُسکے اسقدر زمین وقف کردے کہ حاصلات سے اُسکے روشنی اور فرش وغیرہ مسجد کی بخوبی انجام پادے اور مسلمانون کے لڑکے بالونکی تربیت اور تعلیم کے لیئے اور پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے واسطے رہنے والون پر وہان کے تاکید کرے اور اگر کوئی رعیتون مین سے مسلمان ہووے تو اُسے خزانہ باغ اور شالی زمین کالے اور خراج اُسکے رہنے کی زمین کا معاف کرے اگر وہ نومسلم تجارت پیشہ ہو تو اُسے سوداگری کے مال کا بھی محصول لے القصہ جب سلطان عالی ہمت بسبب تعصب دین و نہایت مصروف ہونے سے امور دینی کے مہمات مین شہریاری اور عاملون وغیرہ کے مذارک و تفتیش سے دست بردار ہوا تب سب اپنی اپنی جگہہ پر بے باک ہو گیئے اور چونکہ اُس سلطان دین پناہ کی تمامتر یہی نیت تھی کہ سارے اہل اسلام اُس کی فیض بخشی سے بہرہ ور ہون اور چھوٹے لوگ بھی اس طبقے کے، بڑے درجون پر ترقی کرین اس جہت سے اُس کی سلطنت مین بہت سے رخنے پیدا ہوئے، بالکل عمائد و خوانین بدظن ہو آپس مین مل مصدر فساد و شر کے ہوئے، میر صادق مذکور تو جہات خسروانہ کے باعث سب چھوٹے بڑے پر اپنے مکر و فریب کا سکہ چلانے لگا یہانتک کہ رفتہ رفتہ سارا ملک اور تمام سلطنت کے مہمات اُسی کے اختیار مین ہو گیئے، جب وہ اس درجے کو پہنچا تو ایسا عجب و رعونت اُس کے دماغ مین سمایا، کہ اکثر ملکی و مالی مہمون کو غیر مرضی سلطان کے فیصل کرنے لگا،

ر ممالک محروسہ مین فتنہ و ہنگامہ بپا ' بڑے بڑے امورات اپنی
ا انجام کرنا سحر و نیرنگ کے زور سے سلطان کو مسحور کر دربست
کے بند و بست مین کسی کو دخل نہ دینا ' صوبون مین بیہودہ و بیجا حکومتون کا
بھیجنا ' کارخانجات شاہی کی خبر بن ' رعایا کا احوال ملک کے واقعات و
ات حضور مین گذرنے نہ دینا ' سلطانی ہو اخواہ سب چھکے سب بہ رنگ
دیکھ دنگ آئے ' صلاح نیک کے بتانے اور کلہ خبر کے کہنے سے خاموش
' انہین دنون مین سلطان نے قلعۂ دارالسلطنت کے بنانے کا ارادہ کر
ر اُس کی بنیاد ڈالی اور پرانے قلعے کو توڑ کر دریا کی جانب ایک حصار
ن معہ گہری کھائی اور برج و فصیل کے اور دکھن کی طرف پانچ حصار
ار بنا کیا '



خیر و عافیت مراجعت کرنا شاہزادون کا سن بارہ سی آتھ
جری مین مدراس سے ' مقرر ہونا کپھریون کا اسمای حسنا
کے حساب سے ' سرفراز ہونا اراکین کا میر میزان کا لقب پاکر ' آنا
یران کے شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت مین '
سرانجام پانا شاہزادون کی شادی کدخدائی کا بادیگرو قائع جو
س شادی کی ابتدا سے لیکر بارہ سو بارہ تک ظہور مین آئے '

سے دونون شاہزادے ایک برس کئی مہینے چیناپٹن مین مخالفون کے
رہکر اُنھین اپنے ساتھ موافق بنا اور میعاد کے روپی مقام ادا
ر طالبی مقدار کی قدمبوسی مین حاضر ہوئے ' شاہ دین پناہ نے اُن کے

ساتھ آنے والوں کو نوازشات خسروانہ سے سرفراز کر رخصت کیا اور بزم شادی و سرور آراستہ کر سب امیروں اور منصبداروں کو الطاف شاہی اور مناصب عالی سے معزز و ممتاز کیا،

مثنوی

بیفزود شان پایۂ عز و جاہ بانعام شہ گشت خرم سپاہ
ہمہ خوشدل و شاد و خرم شدند ز بار عطا جملگی خم شدند

عمدہ اور نامی ملازمون نے میر میران کا خطاب پایا، سلطانی کارخانون کی کچہری اعمای حسنی کے شمار سے جو ننانوے ہین بنی، اور ہر کچہری پر ہزار سپاہ تعینات ہوئی، اکثر شائع پیرزادے جو سپہگری کے فنون مین محض ناواقف تھے بارگاہ عاطفت مین پیش و سرخرو ہو کر میر میران اور صاحب نوبت و نقارہ ہو گئے، موتی اور جواہر کے طرے بھی جڑاؤ پدک صمیت اُنھین ملے، اسی اثنا مین شاہزادہ ایران بسبب آقابابا خواجہ سرا کی بیوفائی اور استیلا کے اپنا ملک چھوڑ غربت کی منزلین طی کر حضور مین شاہ دین پناہ کے آیا، اُس دریانوال نے سلوک و مدارات شاہانہ کی پاسداریان کر پوشاک خوراک فرش فروش اور امیرانہ اسباب کے علاوہ، دس ہزار روپیہ ماہواری اُس کے واسطے مقرر کیے، اور چونکہ تمامتر اُس عالی ہمت کی یہہ خواہش تھی کہ سلاطین اہل اسلام باہم متفق و موافق رہین اِس لیے اُسنے بیغرض بارادۂ خالص اپنے کتنے ایلچیون کے ہمراہ بہت سے تحایف اور افیال کوہ شکوہ اور ایک نامہ محبت بنیاد کمک و امداد قبول کرنے کے باب مین والی کابل زمان شاہ درانی کے پاس روانہ کیا، جس پر اُس بادشاہ عالیجاہ نے بھی اُن قاصدون کو گرانمایہ خلعتین اور بہت سا انعام اکرام عطا فرما کر وہان کے تحفون ہدیون اور اُس مکتوب کے جواب

جو امور محبت کی درستی اور صداقت کی اُستواری پر مشتمل تھا
ت کیا، اُنہین دنون سلطان نے باقتضاے اخوّت دینی ایک ہی دسترخوان
اپنے سب خوانین و امیرون کے ساتھ شیر برنج خاصہ نوش جان فرما کر
مرحمت بیان سے یہ ارشاد کیا کہ چونکہ ہم تم سب کے سب دینی بھائی ہین
ہی کہ شریعت کا پاس کرکے کینے کو سینے سے نکال کر زبان و دل سے
فق رہین اور فی سبیل اللہ جہاد کے لیے شہادت کی نیّت پر کمر ہمّت
ند ھین بعد اِسکے سب کو لال لال خلعتین عطا کرفرمایا کہ یار و بہادر و اِسیکو
شہادت سمجھ لو، پر افسوس کہ وے سیہ دلان آخرت فراموش باوصف
قدر الطاف شہریاری کے خیر خواہی و وفاداری کی چال ہی بھول
اب سلطان دین پناہ کی خوشی یہ ہوئی کہ بتقریب کد خدائی
ہزادگان اقبال نشان، جشن و نشاط کی مجلس آراستہ کرے چنانچہ
امرخیر کے سامان و سرانجام کے باب مین حکم عالی صادر ہوا، سلطنت
کارپردازون نے سارا اسباب و لوازمہ طرب کا طیّار و آمادہ اور
شاہزادون کے لیے خاندان عالی کی صاحب عصمت بیبیان تھہرا
ستور شاہانہ اُنھین تحت عروسی و دامادی پر جلوہ گر کیا، اِسی ہنگام
انجام مین ایران کا شاہزادہ حضور سے رخصت ہوا، جسکو سلطان
انواع طرح کی تواضع و خاطرداری اور بہت سے نقد و جنس کے
تھہ وداع کر فرمایا، لازمہ محبّت یہ ہی کہ انتظام ایران کے بعد ہم تم
شاہ سے اتفاق کرہند اور دکھن کے بندوبست مین کوشش کرین
اُسنے بھی اِس امر کا اقبال کر وعدہ کیا، چونکہ قبل اِسکے اکثر
صادق نطفۂ حرام کی زبانی کبجروی اور بداندیشی مہدویون کی جو

فی الحقیقت نمک حلال اور جان نثار تھے اور اِسی لیئے وے لوگ اُس مرد و حاسد کی آنکھون مین کانٹے کی طرح چبھتے تھے، حضور مین مذکور ہوئی تھی، سو اِن دنون سلطان بسبب پاس خاطر اُس لعین کے اپنے ویسے فدائیون کو جو دلّی کے حمیت شہر بدر کیا، بعد اِسکے اپنی رائے عاقبت بین کے فتوے پر سر برنگپتن، کولار، ھسکوٹا، دیون ہلّی، صوبۂ سرا، تنجاور اور برّے بالا پور کے باشندون مین سے قوم اشراف دس ہزار آدمی شیخ سیّد چن کرزمرہ خاص (جیسا انگلستان مین ملکی امورات کے انجام و انصرام کے واسطے پارلیمنٹ مقرّر ہی) اُن کا نام رکھا، اشخاص اِس گروہ کے بتدریج سرتاسر سلطانی کارخانون پر اقتدار پاکر دخل و تصرّف بیجا کرنے لگے، چنانچہ ایک اُن مین سے میر ندیم تھا جو باوجود نا تجربہ کاری کے دارالسّلطنت کی قلعہ داری کا اختیار رکھتا تھا، سلطان کو تو اُس زمرے کے لوگون پر برّا اعتماد تھا، حالانکہ وے نا تراشیدے اگرچہ بحسب ظاہر اطاعت و فرمان برداری مین سرگرم رہتے پر در پردہ میر صادق ہی کا کلمہ پڑھتے تھے اور اِس نامعقول نے اپنے آقا کی سلطنت تباہ و خراب کرنے کے لیئے پہلے تو اکثر لشکر کے سرداروں اور امیرون کی تنخواہین گھٹانے اور اُنھین اُن کے درجے سے گرانے کے سبب فوج کے توڑنے مین کمر باندھی، بعد اِسکے کلام اللہ درمیان دے سلطان کے دل کو اپنی طرف سے بھلے کھٹکے کر سارا دربار کا دربار اپنا کر لیا یہانتک کہ میر عرض، بعضے مصاحب اور امیر و صغیر اور کال نقیب ویساول، ملازم و جاسوس وغیرہ کوئی بے اُسکی صلاح و مرضی کے حضور مین کچھ عرض معروض نکرتا، عرضیان خواہ ملکی خواہ مالی مقدّمات کی جو ممالک محروسہ سے پہنچتین بغیر حکم عالی کے وہ آپ ہی پڑھکر

ا التا اور اپنی طرف سے کچھ لکھکر حضور مین بھیج دیتا ' دوسرا امیر آصف
ن حسین جو ایک ہی ماخولیا ناکار و شراب خوار تھا کہ تعلقون اور محالون
ر میان ننگی طوائفون کے کندھے ' پالکی پر کچہری مین پھرا کرتا بلکہ کبھی
ن اور لولیون کو بلوا اُنکو ننگا کروا آپ بھی وہ مسخرا اُن کے ساتھہ
ی ہیئت سے اِس سوانگ مین شریک و شامل ہوتا ' انہین
سون کے اقتدار و اختیار دینے کے سبب ملک و سلطنت کے انتظام
ا اختلال آیا کہ باج و خراج کا آتھوان حصّہ بھی خزانے مین داخل نہوتا ' فرامین و
ات دار السلطنت کے سوا اور صوبون تک پہنچنے پاتے ' اِسی
ین دَندوجی واگر مرد بہادر چار سی دو اسپہ سوارون سے مرہٹے اور
علی خان کے ملک اور ممالک محروسہ مین اپنی بہادری اور نہب و تاراج کا
ار ہاتھا ' سلطان نے اُسے بلوا بھیجا ' چنانچہ وہ اپنے سوارون صمیت
ین آ زمرے مین امیرون کے داخل ہوا پر شیطان مجسّم میر صادق نے
ے گرانے مین سلطان کی نظرون سے ایسے حیلے اُٹھائے کہ آخر کو اُس
ر کی طرف سے بدگمان ہو کر حضور اعلا نے اُسے مقیّد اور سلمان
ے جہان خان بہادر شیر جنگ خطاب دیا اور اُسکے سوارونکو
ظفر اثر مین بھرتی کر دس روپی روزان کا مقرّر کیا ' اور جب کچھ دنون
ں بیگناہ کو سوارون کی کچہری کا کام تجویز کر اُسکی مخلصی کرنے کو فرمایا
ز بر کردم نہاد ' نیش زنی کی راہ سے حضور مین یون عرض پرداز ہوا '
سے دلاور کو اِس کام کا مختار کاں بنانا مالکداری و شہریاری کے
سے دور ہی ' خدانکرے اگر اُسّے کسی طرح کا شر پیدا ہو تو
ار کے مشکل ہوگا ' یہ التماس اُس مردود کا درگاہ سلطانی مین مقبول

ہوا اور وہ خیر خواہ ترقی طلب بدستور سابق زندانی کیا گیا، حاصل کلام وہ پلید اپنے فسون کا ایسا اثر دیکھ ہر ایک کام مین اپنے مطلب ہی کے موافق عمل کرنے لگا، حنانچہ غازی خان رسالہ دار کو بھی جو بلا شبہہ وفادار جان نثار تھا بیوجہ اُس حرامی نے مشیر الہلاک کے ساتھ سازش کی تہمت لگا سلطان کے حکم سے مقیّد و اسیر کیا،

فوجکشي کرنا جنریل هارس کا سریرنگپٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگٹن بہادر اور مشورے ابو القاسم خان شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدرآباد کے، لڑائیان واقع ہونی سلطان اور اِس سپہسالار کے درمیان، مسخّر ہوجانا دار السّلطنت کے قلعے کا، شہید ہونا سلطان کا جوسن بارہ سی تیرہ مین واقع ہوا،

اُن دنون سلطان عالی مقام نے (جو مالکی کامون کو بے صلاح و مشورہ انجام کیا کرتا اور اِس باب مین خیر خواہونکا کہنا سنتا اُسکی جناب مین مقبول نہین ہوتا تھا) دو سفیر تحفے ہدیون سمیت ایک کو زمان شاہ کے پاس مع خط محبّت نمط بھیج کر آئین دوستی تازہ کیا اور دوسرے کو سلطان روم کے حضور مین روانہ کیا، اِسی عرصے مین مورس بندر سے کئی فرانسیس جن کا موشیر بوسی سرغنہ تھا حضور مین آن پہنچے، چونکہ انگریز اور فرانسیس کے درمیان سات برس سے اُن کی ولایتون مین جنگ وحرب کا ہنگامہ برپا ہو رہا تھا اِس لیئے یہان اُن فرانسیسون کے وارد ہونے سے انگریزون کے دل مین دھڑکا پیدا ہوا چنانچہ اُن لوگون نے ڈر کر سلطنت خداداد کی بیخکنی کے لیئے تدبیہ بن

انسیس کے آنے کو اپنے چڑھائی کرنے کا بہانہ ٹھہرا مشیر الملک اور
م کی صلاح سے شرواریہ روداد لارڈ مارنگٹن بہادر کے پاس جو کلکتے مین
بھیجا، لارڈ ممدوح تو ایسی فرصت کے وقت کا طالب ہی تھا چھٹ پٹ
ے کئی چار پلٹن ہمراہ لے شعبان کے مہینے مین مدراس مین داخل ہوا اور
ے اُسنے فوجین اکٹھی کر جرنیل ہارس کے ساتھ سرینگپٹن کو مسخر کر لینے
ند پر آگے روانہ کر دین، اُدھر حیدرآباد سے کرنیل راپٹ اور کرنیل
ں بھی چار پلٹن معیت آکر جنریل مذکور سے ملحق ہو گئے، اور میر عالم
رسوار عناصر لے اور روشن رای معہ چھ پلٹن، انگریز کی فوج مین
اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کے لیئے حضور مین سلطان کے
ہی کئی مکتوب اِس مضمون کے بھیجے کہ اتفاق و دوستی کے آئین
شکنی پر کمر باندھنی جایز نہین، مقتضا محبت و خلوص کا تو یہ ہی کہ پہلے تو
فرانسیس تازہ وارد دن کو اِس مخلص کے حوالے فرمایئے، اور دوسرا
ں یہ ہی کہ انگریز بہادر کی طرف کا وکیل بارگاہ سلطانی مین حاضر رہا کرے،
را یہ کہ کوتریال بندر، منگلور تھاور وغیرہ قلعے جو جہازون کے آنے
جگہین ہمین سرکار انگریز بہادر کو چھوڑ دیجیئے، اِن التماسون کا پذیرا ہونا
ں ملاپ کا باعث ہوگا، خیر اِس درخواست کا منظور کرنا تو مشکل تھا،
میر صادق کم بخت کے ورغلانے کے سبب مزاج عالی طریق مصلحت
سے بہک رہا تھا ایک بھی اُن خطون کا جواب بھیجا نگیا، تب جنریل
ڈ صاحب کے حکم بموجب، جنریل فلایڈ اور جنریل برجس وغیرہ
مضان شریف کی دوسری، سن ۱۲۱۳ مین کوچ درکوچ رائے کوٹے
بعضے خود غرض اور میر صادق کذاب نے جناب والا مین عرض کیا کہ

انگریز اور نواب نظام علی خان جسکے ہمراہ کلّہم چار پانچ ہزار جوان ہونگے چڑھے آتے ہین پر اقبال شاہی سے خبریت بہ ہی کہ حاکم پونان اُن سے نہین ملا ہی سلطان نے یہ خبر سن کر پورنیا میر میران کو فوج سنگین کے ساتھ اور دوسرے میر میراؤنکو، دشمنون کے مقابلہ کرنے کو روانہ کر یہان آپ بھی امیران اور سپاہیان جنگجو کے جمع ہونے کے باب مین حکم دیا جب میر میران مذکور انگریز کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا، سوار اُسکے منتشر ہو کر جنگل کے آسرے مین آ کھڑے ہوئے اور اِدھر انگریز کے رسالے جنگ کو مستعد ہوئے، تب سلطانی جوان بھی حلقہ باندھ حرب و ضرب پر آمادہ ہو گیئے، جنریل بہادر نے آنیکل کی نواح مین ڈیرا ڈالا تھا کہ سلطان کے سواروں نے اُسکے یتاقداروں پر دو تین مار اکثرون کو تہ تیغ کیا جسکے بدلے بچاروں نے شاباشی اور تحسین کی جگہہ میر میران سے گالیان انعام پائین کہ احمقو کیون تمنے ایسی سبقت و جرأت کی، اِس لعن طعن سے وے سب کے سب نادم گیئے، کہ سردار نہین چاہتے ہین کہ ہم لوگ جانفشانی کی راہ سے دشمنون کے ساتھہ لڑین، بناچار اُن بہادرون نے، اُس دن سے لڑنے کا قصد چھوڑ پندارون کی طرح فوج اعدا کے آگے پیچھے چلتے الغصہ جب سارا لاؤ لشکر عالم شاہی کے سائے تلے اکٹھا ہوا سلطان نے نخلگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سواد کو خیمہ گاہ بنایا، کیونکہ اِسی راہ سے دغاباز قابو چیون نے انگریزی پلٹن کے آنے کا پتا دیا تھا پر وہان اور ہی پھول کھلا یعنے جنریل مذکور اُدھر سے پاسٹ کر خاتمان ہلّی جا پہنچا، سلطان نے یہ خبر سنتے ہی الغارون گلشن آباد کی مرحد مین پہنچ اعدا کا ناکا کاٹ جنگ و حرب کا تہیّا کیا اور حریف بھی مستعد جنگ ہوئے،

نظم

صف جنگ آراستہ وان ہوئی — جہان مین قیامت نمایان ہوئی
ہوا گیر ہو کر غبار زمین — گیا تا سر سقف چرخ برین
ہوا بوق اور کوس کا ہوش و خروش — کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو — تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون — ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی — الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی

اس دن وفادار اور خیر خواہ سردار لوگ جو سچے فدائی و جان نثار تھے میدان جنگ مین مارے جانے کہ میر صادق سپہکار کی حکومت کے فضائل جانتے تھے، صف جنگ مین پانون جما جما دل کھول قرار واقعی لڑے اور مردانہ خونریزی کرتے رہے چنانچہ قریب تھا کہ معاملہ جنگ کا اُسی دن فیصلے مگر خلل بہم ہو گیا کہ میر قمر الدین خان کو سلطان والا شان نے اپنا معتمد علیہ جان کر غنیم پر حملہ کرنے کے لیئے مقرر کیا اور وہان اور ہی مطلب تھا کہ اُس بد نہاد کو کار آزمودہ بہادرون کا ضائع و برباد کرنا منظور تھا اِس لیے وہ سلطانی فوج کے چیدہ چیدہ جوانون کو ہمراہ لے جنریل بہادر کے اوپر حملہ کیا مقابل ہوتے ہی آپ الگ ہو گیا، ساتھ والے اُسکے بندوق و توپ کے بھی باز مین اُتر گئے، باقی ماندہ سپاہ وہان سے بچ نکلے، انگریز فتح پا کر رہے، اتنے مین خبر آئی کہ بمبئی سے انگریز کی کئی پلٹن بکثرت لوازمہ رسد کا ساتھ لیکر اسطوارط کے ساتھ دار السلطنت کو چلی آتی ہی، تب سلطان نے تدبیر کی کہ کئی سردار کو معہ سپاہ جرار دشمن کے سامہنے رکھ آپ اُسکے پیچھے ہماری فوج معیت پہنچکر جنگ کا حکم دیا جس پر ایک جانب سے تو

سیّد غفّار جو بہادری اور دولت خواہی مین مے بدل تھا حریف کے لشکر پر قوت پڑا اور دوسری طرف سے نواب حسین علی خان نے جا کر بڑے ہی زور شور سے جنگ و جدل کا دماما بجایا اور بہت سے میر میران نے بھی دشمنون کے دفع کرنے مین بڑی بڑی کوششین کین یہانتک کہ مارے تلوار و توپ و تفنگ کے اُنھین بھگا دیا،

بیت

ہوا اُس گھڑی اِسقدر کشت و خون — کہ حیرت مین تھا چرخ فیروزہ گون
زدو کشت اُسدم ہوئی اِسقدر — کہ میدان ہوا بحر خون سر بسر

انگریز صلح کرنے سے عاجز ہو اپنے بعضے مال و متاع سے ہاتھ دھو جنگل مین گھس گئے، فتح مند بہادرون نے تعاقب کرنے مین خوب ہی سعی کی، نواب محمد رضا خان حضور سے رخصت ہو کر شیر نر کی طرح اپنی جمعیت سمیت اُن پر جا گرا قریب تھا کہ فوج مخالف بالکل تباہ ہو جاے لیکن چونکہ خواہش ایزدی یہ تھی کہ اہل اسلام کی شکست ہو، اتّفاقاً ایک گولی نواب مذکور کو لگی، جسّے فی الفور اُسکا کام تمام ہوا، سلطان نے اُس کی لاش دارالسّلطنت کو روانہ کر آپ دشمن کے مدافعے پر کمر باندھی، اتنے مین جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ اعدا کا لشکر مقابلے سے باز آکر کلیکوٹ کی جانب کوچ کر گیا، اِس حال کے سنّے سے سلطان اپنے دارالسلطنت کو تشریف فرما ہوا اور جنرل ہارس قلعے کے پچھم جانب اُتر پڑا، دوسرے دن انگریز کے رضالون نے ہلّا کر کئی مورچے نئے جو سلطان کے حکم سے قلعے کے سامھنے بنائے گئے تھے لڑ بھڑ کے اکثر جوانون کے نقصان ہونے کے بعد لے لیا، اُسی دن نواب حسین علی خان نے صف

بربری جوانمردی سے حملہ کرجام شہادت نوش کیا انگریز کے سپاہی
کے پچھم طرف ایک مورچہ بناکرحصار کے توڑنے مین نہایت کوشش
ئے، سلطان نے جب اُس فساد کے سبب جو دارالسلطنت کے گردبگرد
اتھا امورات سلطانی کا ہرج مرج معلوم کیا اور دارالسلطنت سے نکل جانے
لہ اختیار کرنے کو ہمت و حوصلے سے شہریاری کے خلاف جان تقدیر
ر راضی و شاکرہو کرننگ و ناموس کی غیرت سے محل سرا کے چاروں
ایک گہری کھائی کھدوا اور بارود بھروا طیار کروا رکھی کہ مبادا اگر پاسا الٹا
ے اور قلعہ دشمنون کے ہاتھ آجاے تو اُسے آگ لگا کر اُڑا دے، تا
زن و فرزند مخالف کے ہاتھ ناگہین بعد اِسکے حفاظت برج اور فصیل
سلطنت کے قلعے کی زمرہ خاص پر چھوڑ خود بدولت و اقبال نے حرب و قتال کا
ہ کیا اور میر قمرالدین خان کو جو ایک ہی شترکینہ تھا بہت فوج کے ساتھ
کی پلٹن کے رسد لانے والون اور جو فوج کہ اُنکے کمک کو چلی آتی تھی لوٹ
کے واسطے بھیج دیا، اور یہ بھی حکم کیا کہ شاہزادہ کلان سلطان فتح حیدر،
لشکر اور پورنیا میر میران وغیرہ سمیت کری کوٹ کے میدان مین حرب
کے لیئے مستعد رہے، چنانچہ سلطانی سوار اِس حکم کے موافق کبھی کبھی
کی پلٹن کے اِدھراُدھر گشت کرتے مگر لڑنے کے واسطے چونکہ اُنکے
دارون کا حکم نتھا افسوس کے مارے ہاتھ مل مل دانت پیس پیس
تے، قصہ کوتاہ بنبئی کی فوج نے بہادر پور کے گرد نواح مین پہنچ کر نزول کیا،
غازیون کا سوائے جہاد و حرب کے کچھ اور کام نتھا، ہر روز دے
لح ہو فوج دشمن پر بنے پروانے جیسے شمع پر پروانہ نوٹ پڑتے اور اشرار کے
ہ فساد و شر کے بجھانے مین مردانہ کوشش کرتے، چونکہ ہوا زمانے کی

اُلٹی بہی تھی، خلاف مطلب ہی اُن کے پیش آنا چنانچہ سیّد غفّار جو مہتاب باغ مین انگریزی فوج کا رسالدار تھا میر صادق اور دوسرے مفسد و فتنہ انگیزون کی صلاح سے وہ جان نثار سردار وہان سے قلعے مین طلب ہو آیا اور دوسرا اُس کی جگہہ پر گیا، تب تو انگریزون نے اُسی دن ایک ہی حملے مین اُسے لیکر قلعے پر گولون کی بارش برسائی، سلطان نے اُس وقت موشیر بوسی کو حضور مین یاد فرماکر اُسسے پوچھا کہ اب کیا علاج کیا چاہیئے، اُسنے عرض کی کہ خاکسار کی دانست مین تو مناسب یہہ ہی کہ یہان حریف کے دفع کرنے کو لشکر تعینات کرآپ خاص سوارون کا دستہ اور خزانہ و زنانہ ساتھہ لے قلعے سے سرا اور چینل درگ کی جانب تشریف لیجائین، خواہ نمکحوار کو ساتھیون سمیت انگریزون کے حوالے کردین جس مین کسی طرح یہہ بکھیڑا مٹ جاے نہین تو قلعے کی سرداری و پاسبانی اِس فدائی اور موشیر لالی کے ذمّے مقرّر ہو، سلطان نے جواب دیا کہ اگر تم سے شخص کی سلامتی کے واسطے ہماری ساری سلطنت بھی تباہ و برباد ہو جاے تو کچھہ غم و الم نہین، بعد اِسکے خسرو والا مقام نے میر صادق نمکحرام کو بلوا کر قلعہ داری کا اختیار موشیر بوسی اور موشیر لالی کے سپرد کرنے کے مقدّمے مین صلاح پوچھی اُس پاجی نے اپنی خواہش کے موافق یون اظہار کیا، جناب اقدس مین خوب روشن ہوگا کہ اِس قوم نے کسی کے ساتھہ وفاداری کا طریقہ نہین نباہا، آپ بیشک جان لیجیئے کہ قلعہ کا اختیار انھین ملتے ہی اُس مین انگریزون کا دخل ہو گیا، کیونکہ بلحاظ جنسیت کے بے گورے گورے دونو ایک ہی ہین، مثل مشہور ہی، سگ زرد برادر شغال، جب اِس طریق سے اُس کج رفتار موذی نے عمل خیر مین بھانجی مار سلطانکو اُس راست رستے کے چلنے سے روک رکھا، اُس عالی شان نے فلک کی

آنکھ اُٹھا ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بول اُٹھا توکلا علی اللہ جو مرضی مولی
لی، قصہ کوتاہ قلعے کی دیوار توڑنے تک کی بھی کسی نے حضور مین خبر ندی،
ذیقعدہ کی ستائیسوین کو خارج سے بعضے حرام خوارون کے قصور کی خبر
مبارک مین پہنچی، اُسکے دوسرے دن صبح کے وقت سلطان نے کئی
ون کا نام خط خاص سے ایک کاغذ پر لکھ اور اُسے لپیٹ کر امیر سعد ابن الدین
مین دیا اور تاکید ارشاد کیا کہ آج ہی کی رات اِس حکم کو بجالایا چاہئے،
کارخانہ سلطنت کا قائم رہے، وہ بیچارہ فلک ستمگر کی کجرویون سے
عین دربار ہی مین اُس نوشتے کو کھول کر دیکھنے لگا، قضا کار سلطانی
ن سے ایک فراش جو لکھنے پڑھنے کا سوا رکھتا تھا اور وہان حاضر تھا،
س نے کن انکھیون سے دیکھ لیا کہ سب سے پہلے اُس جھوٹے نمکحرام
ق کا نام لکھا تھا ترنت یہہ خبر ہو بہو اُسے پہنچا دی کہ حضرت سلامت
کیا ہین، آج رات کو آپ کے اندھا بنانے مین حکم سلطانی صادر ہوا ہی
نتے ہی اُسکی آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا، تب اُس خرنامشخص نے اپنے
تدبیر کر دوپہر دن کے وقت قلعے کی توپی المنگ کے پاسبانون کو تقسیم
پہانے سے بلا مسجد اعلا کے پاس اُنکو جمع کیا، اتفاقاً جب وہ مردوہ قابو کے وقت
مین تھا جو سلطان اُسی مہینے کے انتہائیسوین سوار ہو قلعے کی توپی دیوار
یا اور بیلدارون کو اُسکے درست کرنے کے لیئے حکم دیا اور فصیل
شامیانہ اپنے واسطے کھڑا کروا وہان سے پھر دولتخانے مین آ
لوٹ گیا، جب نجومیون اور میر غلام حسین منجم نے بھی تقویم اور
کے رو سے اُس دن کی نحوست دریافت کر کے عرض کیا کہ آج
ئی پہر تک جناب عالی کے حق مین ساعت نہایت نحس ہی نظر برین

مناسب تو یون ہی کہ شام تک حضرت لشکر مین تشریف رکھین اور کچھ صدقہ ذات مبارک کا خدا کی راہ مین دیا جاے، سلطان نے پہلی بات کو تو قبول نہ کیا مگر صدقہ جسے زمینی و آسمانی بلا مندفع ہوتی ہی اُسکے اسباب کی تیاری کا حکم دیا جب غسل سے فراغت کی باہر آکر ایک ہاتھی کالے مخمل کے جھول مرصع جسکے چارون کونون مین کئی سیر موتی جواہر روپا سونا و نیلم و یاقوت باندھ دیا گیا تھا مستحقون حقدارون کو مرحمت کیا اور محتاج درویشون کو بلوا روپیہ اشرفی کپڑے خیرات کرخاصہ منگوایا جو نہین ایک لقمہ تناول فرمادو سرا اٹھانہ تک لایا تھا کہ اُسکا کھانا نصیب نہوا کیونکہ لوگون نے اسی ہیچ مین واویلا کرتے ہوئے یہ خبر سلطان کو پہنچائی کہ سیّد غمخوار وفادار نے ذات عالی پر اپنی جان کو نثار کیا،

نظم

سنی شاہ ٹیپو نے جب یہ خبر — کہ سید ہوا قتل وقت سحر
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال — کہ دولت کا میرے اب آیا زوال
دل زار سے کھینچکر آہ سرد — لگا کہنے یون شاہ بارنج و درد
ہوا غم سے سیّد کے مین سوگوار — خوشی آتی نہین زندگی زینہار
نہین چاہتا تاج اور تخت اب — شہادت کا پیاسا ہون اب تشنہ لب

سلطان اوسمین کھانے سے دست بردار ہو بیخودی کے عالم مین بول اٹھا آہ آہ ہم بھی آفتاب لب بام یا برگ کوئی دم کے مہمان ہین،

بیت

عدم مین قافلہ سب ہمرہ ہو نکا جا پہنچا
مثال نقش قدم ہم ہین واپسینون مین

ؤس نامے گھوڑے پر سوار ہو در یچے کے رستے سے علم بنھرئی کے
تشریف لے گیا، اِدھر قابو جو دشمنون نے اُس سیّد کے شہید
نے ہی قلعے پر سے سفید سفید رومال گھما گھما انگریز کے فوج والون کو جو باولی
ے اکٹھے ہو ہلّا کرنے پر آمادہ تھے آگاہ کر دیا چنانچہ دو پہر دو گھڑی دن
فت انگریز کی پلٹن اُسی توتی دیوار کے رستے قبل اسکے کہ سلطانی
دوسری النگ کی برجون فصیلون پر جمع ہو کر خبردار ہو جائین چڑھائی کر
یسی تگ و تاز مین قلعہ سر کر لیا ہر چند قلعے کے بہادرون نے بھی تگ و دو
ع کی اور تلوار و تبر لے راہ گھیر لی تھی، لیکن ہر طرف سے ایسا
و ہنگامہ مچ گیا کہ ہرگز مدارک اُسکا نہو سکا، یہانتک کہ اِس جانب
سبھون کے پانو اُکھڑ گئے، اسی بیچ مین اُس پاجی قابوچی نے
واری کو مورچے کی طرف جاتے دیکھ پیچھے سے پہنچ اُس دریچے کو
بن پناہ کے پھر آنے کی وہی راہ تھی بند کر دیا اور آپ کمک لانے کے
سے گھوڑے پر چڑھ قلعے کے باہر نکل اپنا رستا لیا، گنجام کے تیسرے
زے پر آ کر دربانون کو کہا کہ خبردار میرے جانے کے بعد تم چپ چاپ
وازہ بند کر لینا، وہ تو یہہ کہہ آگے بڑھا تھا کہ سامھنے سے ایک سپاہی ملازم
آ کر اُسے لعن طعن کرنے لگا، کہ ای روسیاہ راندۂ درگاہ یہہ کیسی بے حمیتی
تو ایسے سلطان دین پرور اور محسن عالی گوہر کو دشمنون کے جال مین
اپنی جان بچائے لئے جاتا ہی، کھڑا رہ روسیاہی کے کاجل سے اپنا منہ
رے یہہ کہتا ہوا کمال طیش سے ایک ہی وار مین اُسکو آب تیغ
ربت اجل پلازین سے زمین پر مار گرایا، لاش اُسکی چار دن بعد قلعے کے
رے پر بے کفن و دفن پڑی رہی شہر کے لوگ اتنک بھی آتے جاتے

قصداً اُسکی قبر پر تھوکتے پیشاب کرتے اور ڈھیر کی ڈھیر پرانی جوتیان ڈالتے ہین

بیت

یقین جانیو تم کہ زیر فلک
رہی اُس پہ لعنت قیامت تلک

میر معین الدّین گھائل ہو خندق مین گر کر مرگیا، اور شیر خان میر آصف کا تو پتا ہی نہ لگا کہ کیا ہوا، جب شہریار شریعت شعار نے معلوم کیا کہ اب شجاعت و دلیری کا وقت گذر چکا، ملازمون نے صریحاً بیوفائی و دغا کی، تب اُس دریچے پر آکر ہرچند اُسکے کھولنے مین دربانون کو حکم دیا پروے سب نمکحرامون نے جان سن کر تغافل کیا اور حیرت تو اِس مین ہی کہ خود میر ندیم قلعدار بھی سپاہیون سمیت اُسی دریچے کے پیچھے کھڑا تھا، لیکن اُس ملعون نے بھی حق نمک کا مطلق لحاظ نکیا، القصہ جب حریف حملہ آور شلک مارتے ہوئے قریب آپہنچے، سلطان شیر دل نے بڑے تہوّر سے اُن پر حملہ کیا اور باوصف چغلناش و تنگی کے کئی شخص کو تلوار سے مار آپ بھی کئی زخم کاری منہ پر کھا انجام کار ساقی اجل کے ہاتھ سے جام شہادت کا پیا، اب اہل اسلام کے حال کا تباہ و خراب ہونا اور اُن کے مال و ناموس کا لوٹا جانا کیا لکھین،

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلسرا کے دروازے پر اکٹھے ہو حملہ آورون کے اُوپر شلک مارنے لگے، آخر وے بھی جنگ سے باز آئے، جب تو سارا خزانہ اور مال و اسباب شاہانہ جو شمار و حساب سے زیادہ تھا انگریزون کے ہاتھ لگا جسے اُن کے سپاہی جو نہیدست و بے سر و سامان ہو رہے تھے غنی و مالدار ہو گئے، شاہزادے معہ زنانہ محل اور کریم شاہ اسیر و دستگیر ہوے، مگر سلطان فتح حیدر سر لشکر کل فوج و اصطبل اور فیل خانہ و سلطنت و تجمّل کے

لوا ز مہ حمیت گری گت کی نواح مین اقامت گزین تھا اس ماتم جگر سوز کی خبر سن کر وہان سے روانہ ہو چند را سے پتن کی جانب چلا گیا، انگریز کے سردارون نے بڑی تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش پایا، رات بھر درمیان پالکی کے، توشکخانے مین رکھا، صبح کے وقت سب شاہزادون ندیمون خدمت گزارون کو اُسکے آخری دیدار سے مشرّف کر تجہیز تکفین کا حکم دیا، سلطان شہید لال باغ مین نواب مغفور کے مقبرے کے اندر مرقد آسایش مین سویا دنیا کے سرد درد و رنج سے خلاص ہوا اور نمک حرامونکے مکر و فریب سے رہائی پایا اللہ اللہ خدا کی شان کو دیکھنا چاہیئے کہ فلک دوّار کے ایک ہی دورے مین اُس قدر شان وشوکت اور تجمّل وحشمت کسی نے بخانا کہ کیا ہوا اور کدھر گیا،

بیت

بیک گردش چرخ نیلوفری　　نہ نادر بجا ماند نے نادری

مثنوي

بہ ہی رسم و آیئن چرخ بلند　　کہ گاہے رنجھے شاد و گہ دردمند
جہان مین کسیکو نہین ہی قرار　　کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدارون کو دم مین تباہ　　کرے سر بلند ونکو یون پست آہ
گدا ہو ے یا شاہ تاج و سریر　　قضا سے کسیکو نہین ہی گزیر
جہان مین بجز پاک پروردگار　　نہین ہی کسیکو بقا ز ینہا

قطعہ

کدام دودۂ اقبال سر بچرخ کشید　　کہ صرصر اجلش طاقت ز بیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج تمروری بر سر　　کہ بند طاسۂ بر دست و پای او نفگند

لے کئی بیتین جنکا اخیر مصرع اِس واقعے کی تاریخ پر ناطق ہی بطور مرثیے کے لکھی گئین،

مثنوي

تیپو سلطان شہید شد ناگاہ جان خود داد فی سبیل اللہ
بد ز یفعدہ بیست و ہشتم آن کہ شدہ روز شنبہ حشر عیان
ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ خون ز دیوار و در روان گشتہ
زیست پنجاہ سال با اقبال بادشاہی نمودہ ہفدہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد گشتہ آخر شہید حسب مراد
آہ نار اجے مکین و مکان خون بگرید ای زمین و زمان
شدہ خورشید و مہ بگریہ شریک آسمان شد نگون زمین تاریک
چون غم او بحز و کل دیدم سال ماتم ز درد پرسیدم
گفت ہاتف ز نیم آہ بہ نفت نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اِس مصرع سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہی ع حامی دین شہ زمانہ برفت
میر غلام حسین منجم نے جو تاریخ کہی تھی اوہ یہہی

نظم

شاہ ما چون بملک بر تر شد حاضر مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ نسل حیدر شہید اکبر شد

مادہ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہی،

ایک ہفتے بعد میر قمر الدین خان جو خدا سے ایسا دن مناتا تھا خوشی خوشی جنریل کی خدمت مین حاضر ہو اپنی جاگیر گرم کنڈے کی بابت کا سوال جواب پکا کر سند بحالی پاکے شاباش بشاش وہان چلا گیا، سلطان فتح حیدر نے بھی انگریز کے سپہسالار اور دوسرے سردارون کی زبانی چکنی چپڑی باتین اس باب مین کر دے

اُسی کو تخت پر بٹھائینگے سن کر لڑنے کا ارادہ دل سے مٹا دیا اگرچہ شجاعخان کارپرداز جیسے ملک جہان خان جو سلطان جنّت آشیان کے شہید ہونے کے بعد قید سے مخلصی پاکر اُس کے حضور مین حاضر ہوا تھا اور سیّد ناصر علی میر میران وغیرہ نے اُسے انگریزون کے ساتھ ملنے کو منع اور لڑنے کے لیئے رغبت دلاکر عرض کیا تھا کہ سلطان والاشان نے صرف اپنی جان رضامندی خالق مین نثار کی ہی اب بھی تمام ملک اور محکم محکم قلعے اور قلعہ جگہین سرکاری گماشتون کے اختیار مین ہین اور فوج بھی فضل الٰہی سے معہ ساز و سامان جنگ آراستہ و آمادہ ہی اگر مملکت ستانی اور داد شجاعت دینی منظور ہی تو بسم اللہ یہی وقت کارہی اور ہم مین سے ایک ایک لڑنے اور جان نثاری کو مستعد و طیّار، پروہ حیدر خصال باوجود کمال بہادری اور جوانمردی ذاتی کے دل غلامی سے پورنیا دیوان کے جو اُس سلطنت کا زوال چاہتا تھا اور دوسرے خود غرضون کے اُنھین کی مرضی اور دم کے موافق چلا اور ذرا بھی اپنے سچّے خدائیون کا کہنا نہ مان سلطنت و ریاست سے ہاتھ دھو جنریل ہارس کی ملاقات کو قلعے مین چلا گیا، اور وہان انگریز کے کارپردازون نے بہ پیش بندی کی کہ ظاہراً میسور کے تخت سلطنت پر وہین کے راجاؤن کی اولاد سے پانچ برس کے ایک لڑکے کو بٹھلا، تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا ملک، پورنیا نذر دار کی دیوانی مین اُسکے نام لگا دیا، اور سب شاہزادون اور خانوادہ شاہی کو معہ اُس مغفور کے بھائی نواب کریم شاہ اور اُسکے علاقہ دارون کے راسے ویلور کی طرف روانہ اور ہر ایک شہزادے کے واسطے بیش قرار مدد خرچ مقرّر کیا،

خیر بعد اِسکے جنریل ممدوح بہمہ وجوہ بے کھٹکے ہو چیتل درگ تک پہنچ تمام کو ہی قلعون اور مکانات کو اپنے اختیار مین لاکر نیل ریڈ اور جنریل فلائڈ وغیرہ صمیت

ولایت کو روانہ ہوا' اور گنتی' رتن گیری' مرگسی' ہرپن ہلی' انی گنڈی' پا
مرگ سر اوغیرہ جگہین جو سلطان شہید کے ملکون سے نواب نظام
کے حصے مین دی گئین تھین بارہ سی پندرہ سنہ ہجری کے درمیا
انگریزی سرکار مین ضبط ہو گئین'

بیت

زمانیکا ہر دم ہی رنگے دگر
کبھی شام ہی اور کبھی ہی سحر

ملک جہان خان بہادر جو سلطان فتح حیدر کی ذات سے قطع اُمید کر فقط ایک
جو ترا سے نکلا تھا تھوڑی ہی عرصے مین اُسنے اپنے حسن تردد اور قوت باز
بدولت ترقی کر تیس ہزار سوار و پیدل جمع کر کے درمیان کشتا اور تنب
ندی کے خروج کیا' بیر جنگ وغیرہ بھی اُسے مل گئے تھے' تب اُس ش
نے کولاپور مین' ایک ہی بہادرانہ حملے سے کھوکھلا مرھٹہ اور پرسرام ناظ
کا سر کاٹ لیا' بعد اِسکے کتنے دنون تک تو انگریزی لشکر کا سامھنا
لڑائی بھڑائی مین رہا' ہرچند اُس ایام مین اور بھی بہت سی فتحین اور غ
حاصل کین لیکن چونکہ وہ کوئی ایسا قلعہ نہین رکھتا تھا جس مین ضرورت کے
پناہ لے اور انگریزون کے مقابلے کا جواب دے' دو برس بعد کرپا اور کر
والے پٹھانون کی چوک کے باعث کوتال بہنوکی نواح مین انگریزی سپا
ہاتھ شہید ہوا' اور زمانے مین سوائے نام کے کچھ اور نچھوڑا' میر قمر
خان جو باپ کی جاگیر پاکر بڑا متکبر ہو گیا تھا شامت اعمال کے سبب کو ترھ پہ
ناشاد و نامراد ہو موا' اور کتنے سلطانی سردار جیسے بدرالزمان خان' غلام علی خان علی
خان اور کئی میر میران اور سپہدار اور غلام علی خان بخشی وغیرہ عوہ

اپنے حق السعی کے جو اُنھوں نے شہریار دین پناہ کے ملک و تبار کے خراب کرنے مین کی تھی، بھاری تنخواہین کہنی انگریز بہادر کی سرکار سے پانے ہین، واہ رے ہمّت و دیانت و پاس اسلام حمیّت، اِسی سن مین نواب فتح علی نام نواب کریم شاہ بہادر کا بیٹا خروج کر مرہٹے کے ملک کو چلا گیا،

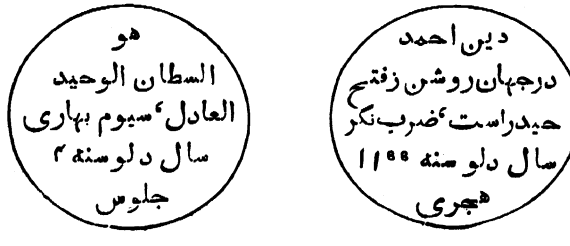
بیان اخلاق و اطوار اور آئین حکمرانی اُس سلطان دین پناہ فردوس آرامگاہ کا،

ہرچند اخلاق و اوصاف حمیدہ اُس چشم چراغ دودمان سلطنت کے مشہور ہمین محتاج بیان کے نہین مگر بطریق یادگار یہان مختصر لکھے جاتے ہمین، کہ وہ مغفور ہر ایک علم سے بقدر ضرورت بہرہ ور تھا، انشاپردازی مین صاحب سلیقہ، دانائی اور فرزانگی مین اپنے زمانے کا ایسا یگانہ، کہ مہمّات ملکی کے انجام کرنے مین کسی کی رہنمائی کا محتاج نتھا، مدبر تھا اُسکی پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ تھے، ہنرمندون اور صاحب علمون کا قدردان، مسلمانون کی غور پرداخت مین بدل متوجّہ فجر سے دوپہر رات تک دربار مین بیٹھنا نماز صبح کے بعد کلام مجید کی ہمیشہ تلاوت کرنا ہروقت باوضو رہنا اور تسبیح ہاتھ مین رکھا کرنا، غرّے ماہ محرّم سے تیرھوین تک مسند کا بیٹھنا چھوڑ دینا، ملکی اور خانگی امور رات کا عشرہ محرّم مین مطلق دھیان نکرنا، راتون کو تلاوت قرآن کیا کرنا، مسکینون فقیرون کو کھانا کپڑا اچھا اچھا بانٹنا، بعد افطار صوم کے ایک ہی وقت اکل و شرب معمول رکھنا، دسترخوان خاص پر اُسکے دونون وقت سب شہزادے و مقرّبان حضرت حاضر ہوتے، تب شاہان عجم و عرب کی تواریخ و حکایتین متداول کتابون سے،

اور دین و مذہب کا ذکر اذکار، حدیث و اشعار خود زبانی بیان فرماتا، اور بعض ہمنشین مصاحبون سے بھی نقلین برجستہ و رنگین سنتا، پر ایسی مزاح و ہزل کا جسے کسر شان اسلام کی پائی جاے کیا امکان کہ اُس پیر و شریعت کی مجلس مین مذکور نکلے، گفتگو فارسی زبان مین کیا کرتا، محتاط ایسا کہ کسی امر مین بمصداق خَیرُ الاُمُورِ اَوسَاطُھا کے اعتدال سے قدم باہر نہ رکھتا، رنگین کپڑون سے پرہیز کرتا، مگر گھوڑے کی سواری کے وقت تلوّن و تفنّن کی راہ سے زربفتی ببری کی قبا پہنا کرتا، ولیکن اپنے اخیر عہد مین عربون کے طور پر سبز پکڑی باندھتا، اور جراوطرہ یا کلغی سر پر لگاتا صوم و صلوٰۃ اور بہت سے دینی مراتب مین خود نہایت کوشش کرتا، اور تمام اہل اسلام کو ایسے کام مین اہتمام فرماتا، داڑھی کو جو فقط زینت انسانی تھی خلاف وضع جان کر ترشواتا، صاحب حیا ایسا کہ ہنگام بلوغ سے وفات تک بجز اُس کی پنڈلی اور قبضے کے کسی نے نہ دیکھا، چنانچہ حمّام مین بھی یہی حال تھا کہ اعضا و اندام چھپا کے غسل کرتا، بالا گھاٹ کی سر حدون کے درمیان جو اکثر ہندنیان سر و سینہ عریان راہون مین پھرا کرتیان تھین، یہ بیحیائی کی چال بھی دیکھ نہ سکا، اور یہ حکم کیا کہ کوئی عورت بے کرتہ و چادر ننگے سر باہر نہ نکلے اگر کوئی نکلتی تو داغی جاتی اسی سبب سے وہ رسم بد موقوف ہوگئی، جوہر شناسی و قدر دانی مین یکتا، پر دلی اور بہادری مین لاثانی، اسپ تازی اور نیزہ بازی مین اُس سرے فائق، گھوڑے اور تلوار کا نپت شائق، ہر ایک صنعتون مین نئی نئی اختراع کرتا، چنانچہ انوکھی انوکھی شبنر دہان توپ و نالی سہ نالی یا دہری نہری چوٹ کی بندوق، قبضی، چاقو، گھڑی یا ساعت نما، قبلہ نما، قطب نما، خنجر و کٹار بنی ہوئین ڈھالین ایسی کہ تیر اور گولی اُن پر اثر نکرے بنواتا، اور لاکھون روپی مال و

مخمل و بانات و کمخاب وغیرہ کے کارخانون مین خرچ کرنا اور زطیّار کرواتا پر سب سے پہلے دین کی حمایت اور شریعت پیغمبر خدا کی تقویت فرض جانتا، شرع سے باہر ہرگز کوئی کام نکرتا اور نامشروع رسومات ظاہر سے آپ بھی پرہیز کرتا اور اپنے تمام نوکر چاکر کو بھی اُنکے عمل سے مانع ہوتا، اتفاقاً اگر کوئی خلاف شرع کرتا تو سلطان اُسپر حد شرع جاری کرتا، اہل سنّت و جماعت کے رویّے پر چلتا، حکمنامے ہر امراور کارخانے کے لیئے بموجب حکم کے الگ الگ کئی طرح کے حرفون سے لکھے جاتے، ولیکن ان صفتون اور ہنرونکو اِسی ایک عیب نے چھپادیا کہ جس شخص کو اُسنکے عہدے سے برطرف کردیتا پھر اُسکو اُسی منصب پر بحال کرتا اور اِسی عمل نے اُسکی سلطنت مین خلل ڈالا، فرمانون اور پروانون کی پیشانی پر تمام بسم اللہ دست خاص سے بطور طغرا کے لکھکر اُسکے نیچے دستخط اپنا اِس صورت سے یعنے نبی مالک ثبت فرماتا،

سکّہ ٹیپو سلطان مبرور



اگرچہ یہ سکّہ ٹیپو سلطان مغفور کا ہی پر سلطان نے تبرّکا و تیمّنا اپنے والد ماجد کے نام کو بقید سال اُسکے سکّے کے اپنے سکّے کی دوسری جانب مین ثبت کروایا تھا

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

فوجکشی کرنا لارڈ کارنوالس بہادر کا سرنگپٹن پر خانخان دہلی کے رستے ہوکر، اور سختی اُس راہ کی،

لشکر نصرت پیکر خانخان دہلی کی راہ ہو کر روانہ ہوا، تمام دن اہل لشکر راہ طی کرتے اور شام کو جہان تھوڑا پانی دیکھتے وہان مقام کرتے، نو بن دن ہرو آ کی سرحد مین سرنگپٹن کے قلعے سے تین کوس ورے اُتر کر دو روز تک حریف کے مورچے برتاخت کرنے کے لیئے جگہہ ٹھہرانے کی فکر مین تھے کہ اسی مابین مین گوبندون نے آکر یہہ اظہار کیا کہ موکب عالی کے سامھنے، سلطانی سپاہ تو پین لگائے فرصت کی تاک گھات مین لگی ہوئی ہی اور راہ دشوار گذار، جسمین توپخانے کیچڑ اور کنکریون کی ایسی بہتایت ہی کہ پیادہ تو کیا اگر سوار بھی اِس راہ مین جاے تو گھوڑے سمیت گر کر اپنے کپڑے ہتھیار دونون کھو بیٹھے، اور راہ کی دشوار گذاری کے علاوہ اگر سرکاری پلٹن کوچ کر رستا چھوڑ بیراہ چل نکلے تو یہہ بھی خوف ہی کہ طرف ثانی کی کوئی جماعت اِس حرکت سے خبردار ہو چارون جہت سے گھیرلے تو اُس وقت کیسی مصیبت کا سامھنا ہوگا کہ نہ تو سپاہیون کو لڑنے کی سکت نہ بھاگنے کی طاقت رہیگی، اور دوسرا رستا بھی ہرچند ایسا دشوار گذار نہین مگر کریوگت پہاڑ کے دامن سے لیکر لشکر اعدا کی پیچھلی الگ تک شدت سے اُس مین نشیب و فراز واقع ہی، اگر لشکر بقصد شبخون کسیطرح اُس رستے ہو کر جاے تو البتہ منزل مقصود مین پہنچ سکتا ہی، گو رنر موصوف

جب اِس احوال سے مطلع ہوا تو اُسنے اُسی دوسری راہ کا جانا اختیار کر
اِتوار کے دن سے مہینے کی پندرھوین تاریخ پہلے تو انگریزی فوج کے
سردارون کے نام شبخون کرنے کی چٹھیان لکھ بھیجین پھر سوا پہرات کے
وقت خود بدولت واقبال اور دوسرے صاحبان لوگ گھوڑون پر سوار
ہو شبخون کے ارادے روانہ ہوئے، اگرچہ اُس شب کو بشدت باد و
باران تھا لیکن گورنر معہ فوج و توپخانہ وغیرہ اندھیری رات و ناہمواری راہ
کے ساتھ بھی سبکے سب قریب صبح حریف کے لشکر تک جا پہنچے، اِدھر کے
بعضے لوگ جو قضاے حاجت کو نکلے تھے اُنھون نے انگریزی فوج کی بھیر بھار
دیکھ، مورچے مین جاکے خبر کردی، جسپر وہانکے بہادرون نے سرکاری لشکرگاہ
کی جانب توپون کے منہ پھراگولے مارنے لگے، گورنر ممدوح توپون کی آواز
سن چوکنّا ہو گیا، اور کمال آہستگی سے مورچال پر ہلّا کیا، چار گھڑی دن چڑھ
چکا تھا جو اِدھر سے بھی حسب الحکم گولے چلنے لگے دو پہر دو گھڑی تک توپ و
تفنگ کی یہہ لڑائی مچی رہی کہ طرفین سے ہزارون جوان نقصان اور گھائل
ہوئے، پر دونون جانب کی سپاہ بہادر نے بڑی پردلی سے پرے جمائے
استعمال جنگی آلات اور سپہگری کے دانو گھات مین داد مردانگی کی
دیتی تھی اِن کی جنگ کا یہہ ڈھنگ دیکھ اسد علی خان بہادر لارڈ
موصوف کا سپہسالار چھ گھڑی دن باقی رہتے اپنے سوارون صمیت
حریف کے مورچے پر آپڑا، چونکہ پیدل اور سوار مین بڑا فرق ہی اکبارگی
حریف کا جماؤ توڑ گیا، تب تو انگریز کے سپاہیون نے سلطانی فوج کا تعاقب
کیا، انیس بڑی بڑی توپین اور کئی نشان اُنکے ہاتھ لگے، ہرچند گورے اور
سپاہی کی پلٹنین فراریون کے پیچھے کریکٹ کے دیول تک جو کاویری ندی کے

کنارے واقع ہی دور گئین لیکن اِس لیئے کہ راہ مین دریاہائں اور چڑھا ہو
لا چار پھر آئین، تین دن تک پانی نہ اُترا اور نہ سرنگ دور آنے کی کوئی معقول
ملی، اناج کا قحط بھی لشکر انگریزی مین نہایت کو پہنچا، ہر قسم کی جنسین
ہو گئین، لوگ کاہ اور دانہ و آب کی طلب مین حیران و سرگردان پھرتے تھے،
کثرت سے مرگئے، اور چونکہ برسات کے ایام مین لڑائی بھی غیر ممکن تھی بناچار جنا
لارڈ صاحب نے سر کرنے سے سربرنگپٹن کے اِس موسم بھر ہاتھ اُٹھا سنہ ۱۹
کے مے مہینے کی اُنیسوین کو مقام کنہر باڑی مین جا کر نزول فرمایا، اور وہان
واسطے کہ توپکشی کے بیل ماندے ہو گئے تھے گیارہ بڑی بڑی توپین تر واد
گولے دریامین پھنکوا بارود کی پیپیون کو جلوا آگے کوچ کرنے کا تہیا کیا اسی
مین سیّد علی رضا کی بھیجی ہوئین میوے کی ڈالیان معہ ایک چٹھی نام مین خد
نعمت مسٹر چبری صاحب کے، سلطانی چوبداروں کی معرفت آ پہنچین مگر صا
موصوف نے بغیر پڑھے اس خط کے گورنر صاحب کی خدمت مین حاضر ہو
کیا کہ سلطان نے جناب عالی کے واسطے میوجات بھیجے ہین جیسا حضور
ارشاد ہو فدوی بجالاوے، تب گورنر ممدوح نے اُس خط کے پڑھنے اور منض
دریافت کرنے کا حکم دیا کہ دیکھو اُس مین کیا لکھا ہی، خداوند نعمت نے
سر نامہ جو دیکھا تو اُنہین کے نام نکلا، کھول کر پڑھا تو یہی مختصر دو سطرین
تھین، کہ ہمارے سلطان عالیشان نے کچھ میوے، حضور مین بھیجنے
واسطے خادم کے حوالے کیا ہی، چونکہ اُس شفیق کی ذات دو
سرکارون کے بیچ محبّت و ارتباط کا وسیلہ ہوا ہی اِس نظر سے اُن پہ
کو بھیجوا کر شجر دوستی کو تازہ کرامید وار قبول کا ہی لارڈ ممدوح نے مط
معلوم کر فرمایا کہ تم اِس خط کا جواب عذر خواہی کے سنا تھا۔ ایسی تمہید

جسمین ہماری رنجش خاطر مفہوم نہو لکھکر اُنھین واپس کر دو، تب آقاے نامدار نے جواب یون لکھوایا، الطاف نامہ اُس مشفق کا سہ میوے، بھیجے ہوئے سلطان کے جولارڈ صاحب کے واسطے تھے وصول ہوا، نیاز مند نے بموجب آپ کے اشارے کے بجنسہ اُنھین بارگاہ والا مین پیش کر مطالب نیاز نامے کا حرف بحرف گزارش کیا، جس پر جناب عالی نے ارشاد فرمایا کہ سلطان نے کیون اِس باب مین ہم کو نہ لکھا، دوستون کے تحفے کو دوسرون کی معرفت لینے کی کیا احتیاج ہی، زیادہ والسّلام، اور اُنھین میوہ لانے والون کے ہاتھ اُن پھلون کو روانہ کر دیا، تب دوسرے دن وہان سے کوچ کیا، راہ مین مرہٹے کی فوج دکھلائی دی، اُن مین سے دو سوار نے لشکر مین آکر لارڈ صاحب کے حضور مین اپنے سردارون کی طرف سے عرض کی کہ آج تو راہ کی ماندگی کے سبب ملاقات حسب دلخواہ مشکل ہی، کل انشاء اللہ تعالی بخوبی حاصل ہوگی، گورنر ممدوح نے اِس بات کو قبول کر ڈیرا کھڑا کرنے کا حکم دیا، تب اکثر لوگ غلّہ لانے کے واسطے مرہٹے کے لشکر مین گئے اور وہان سے چاول روپئے مین دو سیر گیہون کا آٹا رھائی سیر گھی ڈیڑھ سیر کے حساب مول لے آئے اور لشکریون کے چہرون پر سرخ رونق آئی، اُسکی صبح کو موتی تالاب کے قریب مرہٹے کے سردارون سے ملاقات ہوئی، نوین تاریخ کو جب دونون لشکر نے ایک ساتھ کوچ کرنا کہ منگل اور وہان سے اوتری درگ مین جا ڈیرا کیا تو اُس جگہہ آپس مین یہہ صلاح ٹھہری کہ بارش کے موسم بھر بھر کرنا اُن بڑے بڑے پہاڑ کے قلعون کا جنمین اعادی فوج ظفر موج کے رسد و غلّہ لانے والون کے سنگ راہ ہین موقوف رکھا، اور آغاز بسنت کی رت مین سر پر نگپلتن پر چڑھائی کیا چاہیے چنانچہ یہی بات سب

بڑے سردارون کے دلون کو پسند آئی ' جولائی مہینے کی دوسری کو وہان
کوچ کر موضع کڑی ماتھلی مین مقام ہوا ' دوپہر کو خبر آئی کہ نواب آصفجاہ
بہادر ون کی کوشش سے کنجی کوٹے کا قلعہ مسخر ہو گیا ' ابھی لشکر ظفر پیکر
چھترہی مین اُترا ہوا تھا جو قلعہ دار نے لڑائی اُس حصار کو چھوڑ بھ
گورنر نے یہ خبر سن کر کپتان اسکاٹ کو وہان کا قلعہ دار بنا موضع بنور
جا ڈیرا کیا دوپہر کے وقت ہری پنڈت تانیا کی فوج سے قلعہ دھارواڑ
فتح ہونے کی خبر پہنچی ' تب وہان سے کوچ کر ہلہل درگ کے قلعے کو محص
کیا ' اُسکے قلعہ دار نے دوسرے دن اقرار لیکر کوٹ حوالے کر دیا اُسی
تانیا بہادر کے خیمے مین لارڈ صاحب کی دعوت بھی ہوئی ' آگسٹ مہینے
تیسوین تاریخ جب موضع اکرار مین پہنچے تو دہہ محرم کے باعث سپٹ
کی نوین تک وہان مقام رہا ' چونکہ ہندوستان کے سب سپاہی لوگ
بے لحاظ و بیہودہ آول فول بکنے کے عادی ہین خاص کر عوام الناس عشرے
دنون مین اپنے روپ اور بھیس کو بدل تعزیہ خانون کے دنگل اور محفل
کے بیچ آزاد قلندرون کی طرح فقیرانہ صداؤن کے نعرے بھرا کرتے ہین
بلکہ بعضے تو اپنے سر کے بال اور کاکل کو منتشر و پریشان کر بدن مین راکھ
بھبھوت مل فحش و اہیات گلی کوچون مین بڑے بکتے پھرتے ہین ' علاوہ اسکے
چونکہ سب مغلئے اور مرہٹونکے سپاہی عشرہ محرم کے پہلے یہ خوب سمجھے تھے
کہ قوم نصارا قدیم سے دین اسلام کے مخالف ہین ' اس خیال سے کوئی
لشکری کسی چھوٹے بڑے انگریز کا نام ' تعظیم و احترام کے طور سے
زبان پر نہ لاتا یہانتک کہ بنگالے کے سامان بھائی بند جو نوکری کے پاس سے
ہر گھڑی صاحبان عالیشان کو خداوند نعمت اور صاحب کہا کرتے ہین اُس ملک

کے لوگ اُنکی ملت و مذہب کو سست جانتے اور اُنپر عیب پکڑتے اور جز لفظ کافر یا فرنگی کے، صاحب کا کلمہ اُن کے حق مین کہنے کو کفر و بدعت جانتے، اِس لیے اُنھون نے آپس مین جتھا باندھا کہ عشرے بھر انگریزون کے لشکر مین نجایا چاہیئے اور اگر اُن کے ملازمون سے کوئی بشر جو بصورت مسلمان اور بمعنی کافر ہی یہان کے تعزیہ خانون مین زیارت کو آوے تو اُسے گردنی دے کر محفل سے باہر کر دیا چاہیئے، یہ خبر واللہ اعلم بالصواب انگریزون نے سنی یا نہین، مگر اتنا تو معلوم ہی کہ عاشورے کی رات کو ترک سواردن کے رسالے مین کئی جگہ مجلسین ہوئین اور جب اُن کے غول کے جوان شدّون اور علمون کے پھرانے کے واسطے ماتم کرتے شیون پڑھتے باجا بجاتے نکلے تو لارڈ صاحب نے اِس حالت سے اُن سب کو اپنے سامھنے بلوا ادب سے کھڑے ہو تعزیون کی تعظیم اور اُنکو سلام کیا اور کچھ نذر بھی دیا، جب یہ بات رفتہ رفتہ مغلون اور مرہٹون کی فوج مین پھیل گئی ایک ایک دو دو تعزیہ دار غول باندھ باندھ شدّے لے لے باجا و روشن چوکی بجاتے گورنر کے ڈیرے پاس آئے اور لعنت ملامت کی واہی تباہی بیہجا بولی ٹھولی سنانے لگے تب گورنر موصوف نے چبری صاحب کی معرفت اُنھین بھی نہایت تو قیر سے حضور مین بلوا ظاہرا بڑے اعتقاد کے ساتھ بہ مجرّد دیکھنے علمون اور شدّون کے سر و قد اُٹھکر لنبی تعظیم و تکریم کی اور چاندی کی تھالی مین روپی رکھ رکھ ہر ایک کو لائق اُن کے مرتبہ و درجے کے نذر دی، بعد قبول ہونے نذر کے، دو تین قدم پیچھلے پاؤن ہٹ کر آداب بجالایا یہ خبر بھی جب مرہٹے اور مغل کے لشکر والون مین مشہور ہوئی تو ہر دن چالیس چالیس پچاس پچاس غول تعزیہ دارون کا گورنر کے خیمے مین آنے لگا، اُنھین استقبال کر کے حضور مین لانا جناب چبری صاحب کا کام تھا، گورنر بھی

بدستور سابق اپنے ڈیرے سے نکل نکل سرانجام مہم بجا لاتا اور نذرین دیتا
ساتوین سے دسوین تک جولارڈ صاحب کی طرف سے ان تعزیہ داروں کے
ساتھ ایسا سلوک تھا البتہ اُس تین دن مین قریب چار ہزار روپی کے
بہمہ وجوہ خرچ ہوئے ہونگے، لیکن نیکنامی کی دولت بھی ویسی ہی ملی کہ اُنھین
لوگون کے منہ سے جو پہلے ان صاحبون کو کافرون مین شمار کرتے تھے اب ایسا
یہ کلمہ تحسین کا نکلنے لگا کہ واہ واہ نصارا کی قوم تو اہل اسلام سے بھی فوقیت
لے گئی، بعد اسکے ان سبھون نے صاحبون کی شان مین کافر کا لفظ کہنا چھوڑ دیا
القصہ جب دہہ آخر ہو گیا تو وہان سے کوچ کر قریب قلعہ نندی درگ عرف
گردون شکوہ کے مقام ہوا اتفاق سے اُسی رات کو بہادران نصرت
نے جو پیش ازین اُس گڑھ کے محاصرہ کرنے مین مشغول تھے، پہ
کے اوپر کہ کم و بیش تین کوس کی چڑھائی تھی پہنچ کر اُسے فتح کر
نندی کے دبول سے بہت سا مال دولت اور بے شمار جواہر، جڑاؤ زیو
سنکھاسن ہیرے کا، موتی کا چھاتا بیش قیمتی تخمیناً کرور روپی کی متاع اُن
ہاتھ لگی، علاوہ تاخت کے وقت سے لیکر بھور تک بے حساب مال اسبا
کی لوٹ ہوئی، مگر دن چڑھے حکم عام دیا گیا کہ کوئی کسی طرح رعایا کو نہ چھیڑے
بعد اسکے ان لوگون نے عثمان قلعدار اور محمد برہان خیلخانے کے سر
اور کئی پیدل و سوار کو جو گرفتار ہو گئے تھے فوج فتح نشان مین پہنچا دیا
گورنر مدوج نے اسامی پیچھے ایک ایک روپی اور اُنکے اہل خدمت
مصرف کے واسطے تین تین روپی روزینہ مقرر کر اُنھین بنگلور بھیج دیا
تب خود بدولت و اقبال وہان سے کوچ کر مقام پودی گڑھ پھر گنجو
ناک منگل مین تشریف لائے، سپٹمبر کی چوبیس کو بنگلور کے قریب

سارکی مین پہنچ چکے تھے جو اُن کے چھوٹے بھائی کارنوالس بہادر میر بحر کی سمی سے قلعہ سورا ج درگ کے مسخر ہونے کی خبر آئی، اُسے سن کر جناب گورنر جنرل خوش ہوئے،

اب لکھنا قلعہ مذکور کے اُن عجائب احوال کا جو نگارندہ اور اق کے گوش زد ہوا ہی ضرور ہوا، جو بندگان اخبار کو معلوم ہو کہ وہ قلعہ مقام کلیکوٹ کے متعلقات سے سمندر کے کنارے واقع ایسا رفیع و متین ہی کہ کسی سیاح کی چشم جہان بین نے ہرگز ایسا قلعہ نہ دیکھا ہوگا، قلعے کی نیو تو ایک اونچے پہاڑ پر ہی جسکے تین طرف دریاے شور محیط، شان الٰہی کو دیکھا چاہیے گویا سمندر کے پیٹ سے پربت کا بچا نکلا ہی جسکی چوٹی آسمان پر فرقدان کے سر جا چڑھی ہی، طول مین پورب پچھم ایک سی چوالیس فرسخ، اور عرض مین دکھن اُتر قیاساً پینتیس فرسخ ہوگا، اگرچہ تمامتر سنگ ہی سنگ ہی اس پر بھی وہان ہر جنس کی کشتکاری اور نوع بنوع پھل پھلاری موجود، اچنبھا یہہ ہی کہ قلعے کے باہر بھی خوش مزہ پانی کے چشمے اکثر، اور بہتیرے میٹھا پانی بسان آب حیوان پتھر کی دو چٹان دو قدّ آدم کی بلندی سے جاری ہو کر نیچے کی طرف روان ہی، قدیم زمانے کے راجاؤن نے جو ایام اعلام سے پہلے وہان راج پاٹ رکھتے تھے اُس سونے کے منہہ پر ایک گوسالے کی مورت بنوادی ہی اُسی کے منہہ سے پانی نکلتا ہی اور نیچے اُسکے سنگ مرمر کا ایک حوض بنوایا ہی۔ اور احترام کے رو سے نام اُسکا گوکھ رکھا، قصہ کوتاہ گورنر موصوف نے دسمبر کی پندرھوین کو ساونتی گڑھ کے قلعے کے خاصمنے پر آکر لڑائی کا آغاز کیا اور بائیسوین کو انگریزی پلٹن نے ویساس نگین و محکم قلعہ سر کرلیا، سپاہی قلعہ اور وہان کے کچھ تو مارے گئے اور باقی گرفتار ہو آئے، اسی عرصے مین

خبر پہنچی کہ رام گڑھ کے قلعدار نے عساکر منصورہ کے پہنچتے ہی ہاتھ
امان مانگ قلعے کو معہ مال و متاع حوالے کیا، پھر خبر آئی کہ سپٹمبر کی چوبیس
کو کرنیل اسٹطون نے اوبری درگ لے لیا،

محاصرہ کرنا ماکڑی درگ نامے قلعے کا،

چونکہ روداد اس نواح کی سرتاسر راقم حروف کے مشاہدے مین
اسواسطے تفصیلاً اُسے بیان کرناہی جب بہادران نصرت نشان نے ایک
رستا دیرھ گز چوڑا آدھ کوس کے پتلے سے اُس کوٹ کے پاس کہ
جنگل کاٹ نکالا، دانایان فرنگ نے باوصف اسکے کہ وہان کی راہین نہایت
ناہموار اور نیچی اونچی ہین، جرثقیل کے قاعدون سے جو بڑے لوگ بھاری
چیزونکے اوپر اُٹھانے اور لیجانے کے واسطے عمل مین لاتے ہین (اور فی الواقع
اُس جگہہ اِس قسم کے آلات کا کام مین لانا قابل دیکھنے کے تھا) توپون کو نہایت
آسانی مین اُسی دشوار گذار راہ سے منزل مقصود تک پہنچایا اور قلعہ گھیر

بعضے خصوصیات قلعہ ماکڑی کے،

یہ قلعہ نہایت استوار ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہوا ہی اور گرد اُسکے
خندق بہت عمیق، اُسکے اطراف مین جنگلستان اور کنٹیلے درخت اور
گنجان کہونون کے پانو اُس رستے سے گذرنے چلتی بن جائین، رستم و اسفندیار
کا بخت خوان، اُسکی راہ پر فراز و نشیب کے سامنے افسانہ کہن

اور مانند رن کا روئینہ وژ باو جود اُس اوج و شان کے اُس کوٹ کی حصانت و مضبوطی کے روبرو لڑکون کے گھروندے کی طرح ناچیز ماہ آسمان کی نگاہ جب اُس مکان عالیشان اور کوہ باشکوہ پر پڑتی تب کلاہ اُسکی سر سے زمین پر گر پڑتی ' قصہ مختصر ویسا مقام حیرت انگیز نہ چرخ دوّار نے دیکھا ہوگا نہ زمانہ کہن سال نے سنا ' بیان اُسکا یہہ ہی کہ دو بڑے بڑے اونچے پربت ایک دوسرے کے سامھنے پچاس گز تفاوت سطح زمین سے نکل کر اُچان مین بان سی گز بلند ہو آخر کو چوٹی کے قریب دونون آپس مین آ ملے ہین گویا دراصل ایک ہی ہین مابین ان دونون کے ایک گہری خندق ہی جو ایام بارش مین پہاڑ کے پانی سے لبریز ہو جاتی ہی چنانچہ قلعہ والے برسات کے بعد اُس خندق کے لبالب رہنے مین بڑی کوشش اور اہتمام کرتے ہین اور پتھر کی بڑی بڑی چٹانون سے پشتے باندھ رکھتے ہین کہ لڑائی بھر آئی کی ضرورت کے وقت اکثر پانی اُسکا کام آتا ہی مگر غفلت یا سہو سے اِس چڑھائی کے زمانے مین اِس قسم کی کچھ بھی تدبیر نہین ہوئی تھی ' بارہی دن کے عرصے مین وہ قلعہ فتح ہو گیا ' گورنر ممدوح نے خدا کا شکر کر کے اِس فتح کی خوشخبری میر ابو القاسم خان اور ہری پنڈت کے پاس بھیج دی ' اِسی مابین مین کرنیل اسٹوارٹ بہادر کی کوشش سے اوتری درگ کے مفتوح ہو جانے کی خبر آئی جسّے خوشی خاطر عالی کی زیادہ ہوئی '

سنہ ۱۷۹۲ کے فبروری مہینے کی پانچوین کو جب سپاہ کمپنی کی مدد کے لیئے نواب سکندر جاہ ابن نواب آصفجاہ بہادر معہ مشیر الملک وغیرہ کے تشریف لانے کی خبر حضور والا مین پہنچی تو جناب لارڈ صاحب اِستقبال کے واسطے معہ اپنے مصاحبون اور جنرل مینرو سن بہادر اور کرنیل فلیت بہادر کے

ترک ہوا دن کے ساتھ سو میسر کے دیول تک جو فوج نصرت
کے ڈیرے سے ڈیڑھ کوس پر ہی رونق افزا ہو کر چشم براہ
سواری نواب سکندر جاہ کی آ پہنچی، ہری پنڈت تانیا اور نوا
مشیر الملک بہادر نے جو ہاتھی پر سوار تھے شامیانے کے قریب آ کر گو
جنریل بہادر سے مصافحہ کر ایک دوسرے نے آپسمین مزاج کی خیر و عافیہ
پوچھی اتنے مین ہاتھی پر نواب سکندر جاہ بھی شامیانے کے نزدیک آ پہنچے
گورنر ممدوح آگے بڑھ تعظیم کر سواری سے اُنھین اُتارا، بعد اسکے خود بدولت
اور جنریل میڈوس بہادر نے نواب صاحب سے معانقہ کر شامیانے کے ا
لے بٹھلایا، ایک آدھ گھڑی باہم دوستانہ گفتگو کر کے اُنھین رخصت کر
ہری پنڈت تانیا اور نواب مشیر الملک بہادر بھی جناب عالی سے بات چیت
کر روانہ ہوئے، جناب لارڈ صاحب خرم و محظوظ اپنے ڈیرے مین پھر آئے
جنوری کی چھبیسوین کو مقام اکال کو تھے اور پتر ہلی سے کوچ کر موضع ہلہل درگ
جا پہنچے چنانچہ اخیر تک جنوری مہینے کے وہین مقام رہا اکیسوین تاریخ منگل کے
دن نواب سکندر جاہ و نواب مشیر الملک و ہری پنڈت تانیا وغیرہ گو
کے خیمے مین رونق بخش اور محفل شورا کے شریک ہو کر شام کے وقت
رخصت ہوئے، اور فبروری مہینے کی دوسری کو مقام کیر کوڈا اور ہوللی
سرکار کی طرف سے تھانہ بیٹھا سر برنگپٹن کو روانہ ہوئے، اور پانچوین کو اتو
کے دن ہرو ڈپہاڑ کے پورب جہان سے سر برنگپٹن کے قلعے تک دو کوس
فاصلہ تھا اور بالکل برج اور دیوار اِس حصار کی دکھلائی دیتی تھی ایک دن رہ
دشمن کی فوج پر شبخون مارنے کو مستعد ہوئے، یہان چھٹی تاریخ دوپہر یا
گھڑی کے وقت جناب گورنر جنریل خیمے سے نکل کر سی پر جلوہ افروز ہو

پہلے تو جنرل میڈوس اور کرنیل ہارسن جناب لارڈ صاحب کے دربار مین آکے کچھ سرگوشی کرا پنے لشکر کی طرف چلے گئے، بعد اس کے کرنیل کاکریل اور کپتان ڈیل صاحب بھی اسیطرح خفیہ کچھ کہہ سدھارے، الغرض شام تک یہی حال رہا کہ ایک ایک دو دو سردار آتے اور سرگوشی کر چلے جاتے، اُسی زمانے مین گورنر ممدوح نے جیبری صاحب کو ارشاد کیا کہ دو شقّے ہری پنڈت تانیا اور نواب اعظم الامرا کے پاس لکھ بھیجا چاہیئے جن مین شبخون کی اطلاع اور اس کا بھی ذکر رہے کہ مغلی اور مرہٹی فوجین اپنی جگہ سے جنبش نکرین اور جب تک کیفیت شبخون کی خوب معلوم اور رات تمام نہو جاے ضرور ہی کہ وے اُسی مقام پر جہان قائم ہین جمے ہوئے اپنی اپنی بہتر بنگاہ کی چوکی اور پہرے سے قرار واقعی چوکس رہین، بعد شبخون کے جیسا ہم اُن کی خدمت مین اطلاع کرینگے اُسی طور پر عمل کرین، خیر صاحب مخدومی نے تب راقم اوراق کو بلوا کر اُن شقّون کے لکھنے کے واسطے حکم دیا چنانچہ خیر خواہ درگاہ نے دونون رقعے لکھ گورنر جنریل کے ڈیرے کے درمیان جا کر جناب آقا کے ماحضر مین گذرانا، اُنھون نے دستخط کر گورنر کی نظر انور مین پیش کیا، گورنر بہادر نے دونون رقعے فدوی کے حوالے کر جناب خدایگانی کو کچھ ارشاد فرمایا، تب جیبری صاحب نے حسب الامر عالی کے اِس کمترین سے کہا کہ ابھی تم اِن رقعون کو بحفاظت اپنے پاس رکھ چھوڑو، جب اِدھر سے توپون کی آواز سنا تو ہرکارون کی معرفت یے رقعے مرہٹے و مغلیہ کی فوج مین بھیج دینا، فدوی نے بموجب حکم کے اُن رقعونکو جان کی طرح عزیز جان کر رکھا، جب جناب لارڈ صاحب اپنے سب رفیقون مصاحبون معیت جن مین ہر ایک بہادر میدان جنگ کا شہرا اور فنون حرب و ضرب مین ماہر و دلیر تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور

لشکر گاہ سے آگے بڑھے تو پلٹنین موافق ارشاد والا کے تین تولی ہو کھڑے ہوئین، جناب صاحب کلان نے جنریل میندوس بہادر کو پہلی تولی کے ساتھ اعد کے مورچے پر عیدگاہ کی طرف مقابلے کے لیئے تعین کیا اور دوسری کو واسطے مقابلہ ٹیپو سلطان کے خاص مورچے لعل باغ کی جانب اپنے جلو مین رکھا تیسری مین کرنیل بکسول بہادر کو سرغنہ بنا کے کریکٹ کے مورچے کی طرف متعین کیا، چنانچہ ہر ایک لے تینون سردار اپنے اپنے رستے چڑھ دوڑے اور سلطانی فوج کے چوربہرے والے شب گرد سواروں تک جو لشکر کے چارون طرف برنگ شعلۂ جوالا ہاتھون مین بان لیئے پھر رہے تھے پہنچکر آگے بڑھے تھے کہ اتنے مین عیدگاہ کی طرف سے پہلے تو اُن سواروں نے کتنے بان داغے، اسی عرصے مین لال باغ کی جانب سے بھی دسیون دسیے بان کے بجلی کی طرح درخشان عالم ہوا مین سر کیئے گئے، پل بھر مین کریکٹ کی طرف سے بھی بان کی بہار بن آئی گئین کہ دھوان اُسکا بام گردون تک چھاگیا، بلا تکلف عیدگاہ کے مورچے سے لیکر کریکٹ کے دامنے تک کہ دیڑھ کوس سے سوا ہوگا بانون کی کثرت سے شب برات کا عالم نمودار تھا، لیکن سلطانی سپاہیون سے سوائے رادروی کے اور کوئی امر وقوع مین نہین آیا، آخرکار باندار جب بان مار مار تھکے، تب اُنھون نے فرار اختیار کرا اپنے لشکر اور مورچے کے لوگون کو انگریزی پلٹن کی تاخت کی خبر جا سنائی، جسکے سنتے ہی سلطانی سردارون نے جو اُنوقت سپاہیون کی تنخواہ تقسیم کر رہے تھے چوکنے ہو کر لے تماشے تو بین مارنی شروع کین، چنانچہ لعل باغ کی عیدگاہ کے مورچے سے کریکٹ پہاڑ کے دامنے تک توپون اور بندوقون کا گولہ گولی اور بان کی ایسی تابڑ توڑ بوچھار اور بارش ہو رہی تھی کہ اِدھر کے بہادرون کو کھیت اُترنے کی فرصت بھی نہین ملتی تھی، ولیکن گورنر مدراس نے

کمال بردلی سے بے خوف حریف کا مورچا لے لینے کا قصد کر حکم دیا کہ جب غنیم کے لشکر سے نرغے کی نوبت پہنچے اُن مین سے جو کوئی سوار جرأت کر کے اِسطرف آگے بڑھے تو ترنت اُسے قتل کیا چاہیئے، فصّہ کوتاہ گورنر نے اِسی تدبیر و منصوبے سے کاویری ندی کے پار متّصل سیکا کائی کی باڑ کے جو ایک طرح کا کنیا جھاڑ ہی جسکے گھنے جنگل مین کسی نوع کا چارپایہ گذر نہین سکتا، (اور سلطان موصوف نے مورچہ بنوانے کے وقت احتیاط کی راہ سے نا اُس مورچے پر تاخت کرنے کی راہ بند ہو جاے اُس مٹّی کے پاس ایک بڑی گہری کھائی کھدوا اُس مین دریا سے نہر کتوا پانی بھر رکھا تھا اور اُسکے سامھنے مورچا بنا اُسپر توپین چڑھا بذات خود امورات جنگ کا انتظام کرنا م اُسکا سلطان بتیری اور اُسکا کام اُسکا اپنے ذمّے رکھا تھا) پہنچکر کئی جگہ سے اُس باڑ کو کتوا فوج سمیت اُسی کٹھن جنگل خاردار کے رستے ویسی کھائی پار ہو توپون اور بندوقون کے سر کرنے کا حکم فرمایا،

بیت

ہوئی جبکے طیّار مردون کی صف
مبارز نکلنے لگے ہر طرف

فوج کے سرداردن نے بھی حکم پاکر کتنی توپین داغین، تب تو دونون طرف سے آگ کشت و خون کی ایسی مشتعل ہوئی کہ پلٹن کے بہت سے سپاہی اُس گرمی کارزار مین مقتول و گھائل ہوئے، فوج کا کپتان بر سر میدان مورچے کے گولے سے مارا پڑا، جبری صاحب بہادر کپتان کا یہ حال دیکھ جوش شجاعت سے آپ اُسکی جگہ پر جا کھڑے ہوئے اور جبتک دوسرا سردار اُس عہدے پر مقرّر نہوا بڑی دلیری سے اُسکام کے انجام کرنے مین سرگرم رہے، اُدھر کرناٹک کی طرف سے کرنیل مگسول بہادر بھی غنیم کا مورچہ اپنے دخل مین لا کر

شہر لنجام کے قریب آپہنچا، اور ادھر عیدگاہ کے مورچے والون نے بھی شکست کھائی لیکن جنریل میڈوس بہادر مورچے کے مستحکم ہونے کے بعد، رستا بھول کر گورنر کی تائید کو پہنچ نسکا، جناب گورنر نے جو سپاہ منصور کے جمع ہوجانے کی صورت مین کچھ اور منصوبہ ٹھان رکھا تھا، بہ سبب اُسکے حاصل نہونے کے اندیشہ خاطر ہو اپنے ساتھ ہی کے سپاہیون سے حملہ کر لال باغ کا مورچہ لینے بعد قلعے کا عزم کیا تھا کہ کرنیل مکسول بھی لنجام مفتوح کر گورنر ممدوح کے جلو کی پلٹن مین آملا، اُس شہر کے لوٹ سے بحساب اسباب اور لال باغ کے مورچہ سے بچھتر ضرب بڑی بڑی توپین سپاہ انگریز کے ہاتھ آئین،

بیت

بہت ملا سپہ کے لگا ہاتھ زر
تو نگر ہوئی وہ سپہ سر بسر

اب ملے دونون فوج گورنر و کرنیل کی اکٹھی ہو قلعہ ڈھا گرانے کے ارادے چلین چونکہ ہزیمت خوردون نے قلعے مین آپناہ لیا تھا بھور ہونے ہی اُنمین سے ایک جم غفیر کے جمگھٹ نے اُقتلوا الکفار پکارتے تلوار بن کھینچ کھینچ فوج انگریزی پر آکر ایسا قتل و خون کا ہنگامہ برپا کیا جسکا بیان نہین ہوسکتا، اور قلعے پر سے خود سلطان بھی توپ و تفنگ اندازی کی اہتمام مین سرگرم ہو توپین سر کرواتا تھا،

بیت

برسنے تھے وان گولے یون بے شمار
برسن جیسے اُولے بفصل بہار

یہان تک کہ سلطانیون کے غلبے اور دستبرد کے سبب انگریزی بہادرون کے آگے بڑھنے کی راہ ماری گئی، بناچار دے پچھلے پیرون رجعت کر مورچے مین پھر آئے،

تب لارڈ صاحب نے اِس نظر سے کہ ساری فوج رات بھر کی راہ روی اور میدان کی سختی و اذیت کی جہت سے تھک کر چور ہو رہی ہی، اِسواسطے سپاہیونکے ضائع ہونے کو مقتضای وقت نجان کر، لال باغ کے مورچے مین گورون کی ایک پلٹن رکھ وہان سے مراجعت کر دریا پار ایک کوس تفاوت جا مقام کیا، اِسی طرح کرنیل مکسول بہادر جب گنجام تک لڑتا بھڑتا آ پہنچا تو اُسنے بھی شہرپناہ کے دروازے پر کتنے سپاہی تعینات کر اپنے سانھیون سمیت پھر کریگنٹ کی دیول کے متصل ڈیرا ڈالا، سپاہ سلطانی نے اُس پلٹن کے نکالنے اور لال باغ کا مورچا لینے کو حملے پر حملہ کیا پر کچھ پیش رفت نہوا اور اُن لوگون نے گنجام کے پھیر لینے کو بھی اُسکی شہرپناہ کی طرف ہجوم کر حرب کے اقسام طرح کے حیلے کیے پر کچھ نہ بن پڑا، دو پہر تک جنگ کر قلعے کو پھر گئے، اُسکے دوسرے دن سلطان عالیجاہ نے ایک نامہ محبت انجام اور آشتی کا پیام انگریزون کے پاس بھیج کر اپنی فوج کے سردارونکے ساتھ یہہ صلاح ٹھہرائی کہ کاھلہ البتہ جنریل ابرکرنبی بہادر اور پرسرام بہادر کے لشکر کے ساتھ لڑ بھڑ کر اُس محاصرے کو دفع کیا چاہیئے چنانچہ اِسی منصوبے پر کل سپاہیون نے تڑکے ہی چیری صاحب بہادر اور بھاؤ صاحب کی سپاہ پر قوت کر ایسی سعی و کوشش نمایان کی کہ پہلے ہی حملے مین جنریل مذکور کی پلٹن پر غلبہ کر لشکر کو اُسکے پڑاو کی جگہہ سے ہٹا دیا تب لشکر انگریز کا وہانسے ڈیڑھ کوس پیچھے ہٹ کر ایک نالے کے کنارے آ اُترا مگر سلطانی سپاہ سے خطا یہہ واقع ہوئی کہ کچھ بھی استحکام اُس مقام کا نکر کے فقط تھوڑے سے سوار اور پیدل کا جماؤ وہان رکھہ شام ہوتے ہی قلعے مین داخل ہو گئی،

بیت

غرض مہربانان ہوا جب نہان
گئے قلعے کو سارے جنگ آوران

اِدھر سے بہادران انگریز اُن کے جاتے ہی اُس موضع کے قریب پہنچ کر غفلت کا وقت تاک اُن اجل گرفتون پر جو وہان کی پاسبانی مین مقرر ہوئے تھے بہانتک شلکین مار بن کر اکثر تو زخمی ہو خاک پر لوٹتے رہے اور بعضے قلعے کی جانب بھاگ نکلے، سپاہ انگریز نے اُس مقام پر قیام کر اسکا ایسا استحکام کیا کہ صبح کو سلطان ممدوح کے جوان بہتیرا سر پٹک رہے کچھ نہوسکا جناب گورنر بہادر نے دو دن کے بعد جواب سلطان کے مکتوب کا دوستی کے اسلوب پر لکھکر روانہ کیا، اِس اثنا مین سلطانی سپاہ تین دن تک چیری صاحب کی فوج سے لڑکر آخر قلعہ گیر ہوئی ادھر لال باغ کی طرف فوج انگریز بہادر نے مورچہ بنانے کے لیئے سرو شمشاد کے درخت کاٹ اُن کی جڑ اور ڈال پال سے دمدمے بنا برچی برچی تین توپ اُن پر لگا صبح ہوتے ہی قلعے کی طرف سر کیا چنانچہ ایک گولا تو سلطان موصوف کے محل سرا اور دوسرا مسجد کے صحن مین اور تیسرا نشان کے برج پر جہان خود بدولت سلطان بھی کھڑے انھا جا گرا، اُسی شب کو سلطان نے کیا صلاح و مشورت کی کسی کو معلوم نہین پر جب رات آخر ہوئی سلطان نے ایک نامہ ہری پنڈت نانیا اور گورنر جنرل کے نام سے، جواب مین خط محبّت نمط کے مدامی میل ملاپ کے واسطے اور معتمد لوگونکے بھیجنے کے باب مین لکھ سردار ہرکارے کی معرفت ہری پنڈت نانیا کے لشکر مین بھیج دیا، ہرکارہ وہان پہنچ اپنا کام انجام کر پھر آیا اور تمام مراتب خلوت مین سلطان ممدوح سے عرض کیا، سلطان نے پھر اُسی وقت دو خط نواب شیر الملک

اور پنڈت مذکور کے نام پر متضمن اس مضمون کے کہ اپنے اور تینون سرکارون کے درمیان آشتی دایمی رہے ارقام فرمادوانہ کیا، ہری پنڈت خط پانے ہی رات کو مشیر الملک کے ڈیرے مین گیا اور دونون نے باہم صلاح مشورت کر صورت مصالحے کی اِس قول پر کہ گورنر جنرل بہادر کے نزدیک مقبول ہو ٹھہرا صبح کے وقت میر عالم بہادر اور بجاجی پنڈت کو گورنر کی خدمت مین استزاج کے لیئے بھیجا، تب جناب چیری صاحب بہادر قایم جنگ نے سلطان کے پیغام کی بایستگی و شایستگی کو اِس فصاحت و خوبی سے محل عرض مین جلوہ دیا کہ گورنر کو خواہی نخواہی اُسکا ماننا پڑا، مگر چونکہ اِس جنگ مین مبالغ خطیر سرکار کمپنی کے خرچ ہوئے تھے اِسکے تدارک کے لیئے زبان مبارک سے کچھ کنایتہً ارشاد فرمایا، اُن دونون پرکار وکیلون نے جب یہ حال دریافت کیا تو تمہید سررشتۂ سخن کی بوجہ احسن کر کے اِس انداز سے سلطان کے ذمے، تینون سرکارون کے خسارے و نقصان کے بدلے کچھ روپی لازم الادا ٹھہرایا کہ سلطان کی رضامندی اور اُن سرکارون کی کفایت و بہبودی کا باعث ہو، چنانچہ گورنر صاحب نے شروار اُن مراتب اور سلطان موصوف کے خط کے مطالب دریافت کر اقبال صلح کو صلاح و فلاح جان سلطانی معتمدون کے آنے کی پروانگی دی، جب وے عیدگاہ مین آکر وارد ہوئے، تب گورنر بہادر نے سلطان کے دلی ارادے کے معلوم کرنے کے واسطے یہہ تجویز کی کہ اب چاہیئے کہ تینون سرکار سے معتمد لوگ جاکر اُنکا پیغام سن کے عرض کرین، چنانچہ سرکار کمپنی کی جانب سے اِس مطلب کا سوال جواب پیر خان کنبو دلاور جنگ بہادر کی وکالت پر متعلق ہوا اور فبروری مہینے کی چودھوین کو اور سرکا کی سرکارون سے بھی وکلا

حاضر ہو کر سلطان ممدوح کے فرستادون کے بلانے کو ہرکارے بھیجے چنانچہ
وکلاے سلطان ڈیرے مین پیرخان دلاور جنگ کے تشریف لائے، تب خود
دلاور جنگ و میر عالم بہادر اور بجاجی بندت نے جلوخانے کے صحن تک
استقبال کو جاکر انھین بڑی تپاک و توقیر سے ہاتھ پکڑ خیمے کے اندر لیجا مسند پر
بٹھلایا سلطانی معتمدون کے درمیان سید غلام علی خان ایک شخص بڑا ذی رتبہ
و عالی خاندان تھا جو زمان سابق مین سلطان کی طرف سے سلطان روم کی
سفارت کو بڑی دانشمندی سے بجالایا جب وہ راہ مین جہاز پر بہ سبب
تشنج کی بیماری کے چلنے پھرنے سے مجبور ہو گیا تب اُسنے اپنی چالاکی و ذوفنونی
سے سونے کی ایک چوکی بنوایا جسپر بیٹھکر سلطان روم کی بارگاہ مین
پاے تخت تک پہنچ بحر احاصل کیا اور کمال زبان آوری اور فصیح البیانی سے
اپنے موکل کی نیکنامی و قدردانی کو حضور اقدس مین کرسی نشین کرا ایک
فرمان مرحمت نشان سلطان ممدوح کے نام کا دستیاب کرلا پہنچایا، اِس تقریب
سے خان معزالیہ سلطان کے نزدیک درجے اور تقرب مین بہ نسبت اور
امیرون کے زیادہ محترم و معتمد ہوا تھا لہذا اِن دونون سلطان نے اُسی کو
صلح کے بندوبست اور اِس بڑے کام کے انجام کرنے کے قابل جان کر علی رضا
خطیب کو کہ وہ بھی ہر ایک قسم کے معاملے خصوصاً ایلچی گری مین نہایت سلیقہ
رکھتا تھا خان مذکور کے ہمراہ اپنا سفیر کر بھیجا، چنانچہ خان موصوف اُسی
عذر لنگ کے بہانے مسند پر پانو پھیلا بیٹھا اور ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا، حضار
محفل نے اُسکی طلاقت اور بلاغت سے سکتے کی حالت مین آ عش عش کیا
اور بعد اِسکے کہ ہر طرف سے بہت سی گفت و شنود درمیان آئی اور باہم
طرفین سرکارون کے وکیلون مین انواع طرح کی ردوبدل ہوئی، معاملہ صلح تین

کرور کی تحصیل کا ملک سلطان کے ممالک محروسہ سے چھوڑ دینے اور نقد تین کرور روپی بعوض اُن اخراجات کے جو منشارک سرکارون کی افواج کشی مین خرچ ہوا تھا ادا کرنے پر ان شرطون سے فیصل ہوا کہ طرفین کے جتنے آدمی اس لڑائی کی ابتدا سے اسیر ہوئے ہین اور بھی وے لوگ جو نواب مغفور حیدر علی خان بہادر کے زمانے سے قید ہین خلاص کیئے جائین اور زر مصالحہ نصف سر دست، اور نصف موافق میعاد کے ادا کیا جاے اور ممالک مقسومہ کے دخل پانے اور صلح کے باقی روپی قسطبندی کے موافق ادا ہونے تک دو شاہزادے والا گہر سرکار کمپنی کے لشکر مین تشریف رکھین، القصہ اسی قول قرار پر وے دونون معتمد بنیاد آشتی کو محکم کر عہد و پیمان کی مجمل شرطون سے ایک صلحنامہ لکھ سلطان کے حضور مین گئے تا جمیع مراتب عرض کرین اور پھر کلمہ اُن محالون کے کاغذات ضمیمت حاضر ہون تا حصہ بخرا ملک کا برابر کیا جاے اور تا وقتیکہ یہ تقسیم وقوع مین آے مصالحے کے نصف روپی بھی تین چار دن کے عرصے مین داخل کر دیئے جائین اور بتفصیل عہد نامہ لکھ دینے کی طیاری کی جاے، اور جب عہد نامہ طرفین کی مہر و دستخط سے مزین ہو کر ایک دوسرے کو دیا جائگا چاہیئے کہ دونون شہزادے بھی سرکار کے لشکر مین رونق افزا ہون، خیر بعد جانے اُن دو معتمدون کے دلاور جنگ حضور مین گورنر جنرل کے حاضر ہو کر جواب و سوال کا شرح وار احوال گزارش کر کے اپنے ڈیرے کو سدھارا، دوسرے دن گورنر نے تڑکے ہی سر جیری صاحب بہادر کو حکم دیا کہ تم بھی منشی ضمیمت تقرر مصالحے کی محفل مین حاضر رہکر ہشیاری سے طرف ثانی کے وکیلون کے روبرو دوستی کے قول قرار کو لکھوانا، چنانچہ آقاے ممدوح نے

خدوی کو بلوا کر فرمایا کہ ہم دلاور جنگ کے ڈیرے مین جاتے ہین تم بھی چلو، تب
خدوی حسب الحکم وہان حاضر ہو کر کاغذات ملکی کی تفصیل اور تینون حصّو
کے متعلق موضعون کی تحصیل کے لکھنے مین سرگرم ہوا، اور سلطان سے
وکیلون نے تینون برابر حصّون کا خاکا بموجب ضابطے دفتر کے طیار
جناب خدا یگانی کے ذریعے سے حضور مین گورنر جنریل کے پیش کیا، گو
ممدوح نے اُسے ملاحظہ اور مہر و دستخط کر فبروری مہینے کی چوبیسو
تاریخ کو لڑائی موقوف کرنے کے باب مین حکم صادر کیا اور چھبیسو
جب وے دونون معتمد بموجب قول قرار اُس عہدنامے کے شاہزا
سلطان عبدالخالق اور سلطان معزّالدین کو سوار و پیدل وغیرہ کا غو
ہمراہ لیے بڑے بڑے فلک شکوہ ہاتھیون پر جن کے اوپر سنہری عماریا
مرصع کاربندھی اور مغرق کار چولی جھولین پڑی تھین چڑھاے نہایت حشم
و دبدبے کے ساتھ قلعے سے لیے آتے تھے جب خبر سنکر دریا کے کنارے تک اُ
استقبال کے واسطے مسٹر جبری صاحب بہادر اور دلاور جنگ اور چند مصاحب
کو بھیج اُسکے پیچھے ایک عمدہ گاڑی حضور سے روانہ کیا اور یہان حسب الحک
رستے کے دونون طرف گورون کی پلٹن اور ترک سوار ونکے رسالے پرا باندھ
کھڑے ہوے خیمے کے اندر فرش فروش اور سنہری چاندنیان جن پر سنہر
کرسیان لگائی گئین تھین بچھائی گئین، اور گورنر خود بدولت واقبال بھی انتظار
رہا تھا کہ اس مابین مین جنریل مینڈوس بہادر نے وہان آکر گورنر سے کیا کیا باتین
کہین کوئی معلوم نکر سکا لیکن جنریل مذکور کچھ غصے مین ہو اٹھکر کاتنا ہوا نکلا اور اپنے
ڈیرے مین جا پستول بھر کر اپنے پیٹ پر مارا، پر خبر جت گذری کہ گولی اُسکے
بائین پسلی سے تھوڑا سا پوست خراش کرنکل گئی اور وہ بیہوش ہو کر پڑا

گورنر اُس کی پاس مادافی کی حرکت سے رنجیدہ خاطر ہوا چاہا ظاہرداری کی راہ سے جبراً قہراً ڈاکٹر لیت اور کپتان مارطن کو جنریل مذکور کی تیمارداری کے لیئے بھیجے آپ شاہزادون کے تشریف لانے کا منتظر رہا، جب اُنکی سواری دریا کے پاس پار آئی تو دلاور جنگ اور چیری صاحب وغیرہ استقبال کو اُنکی جلو مین پہنچے اور ہمراہ خیمے تک لے آئے شاہزادون کے پہنچتے ہی اُن سب سپاہیون نے سلامی کے قواعد سے بندوقین زمین پر رکھ پھر جلد ہی سے اُٹھا باندھین واغین اور سلامی کی توپین بھی سر ہوین شاہزادے کہ ابھی باغ سلطنت کے نونہال تھے بہرحال دیکھ سہم گئے، میر علی رضا خان وکیل جو خواصی مین بیٹھا تھا اُنھین تسلی دے کر ہاتھین کو خیمے کے پاس لا بیٹھایا پھر دوبارہ توپین دغین تب گورنر نے آگے بڑھ دونون شہزادون کو ہاتھی پر سے ہاتھ پکڑ اُتارا اور معانقہ کر خیمے مین لیجا اپنے دہنے بائین کرسیون پر بٹھلا بڑی محبت و مرحمت سے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی، تب سید غلام علی خان اور میر علی رضا خان نے عرض کیا کہ خاطان نے حضور کا لطف و احسان سن ان دو فرزند ارجمند کو سایۂ مرحمت مین تربیت کے لیئے حوالے کیا ہی، آپ ان کے حال پر باپ سے زیادہ اشفاق بزرگانہ مبذول فرمائینگا، اتنا کہہ کے علی رضا خان نے اُٹھکر دونون شہزادون کو دست بدست گورنر بہادر کے سپرد کیا، لارڈ صاحب نے اُن کے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھ فرمایا، چشم ما روشن ہماری عین خوشی ہی کہ اللہ تعالی ہمیشہ انھین خرم و کامیاب رکھے،

بیت

رہے انکے اقبال و دولت قرین
نگہبان رہے انکا جان آفرین

لیے ہمارے نینون کے تارے اور ہمارے فرزند سے زیادہ محبوب و پیارے ہین اور عزت و حرمت مین بزرگون سے زاید، ہم سے حتی المقدور انکی خدمت گزاری اور خاطرداری مین قصور نہین ہونے کا، تم لوگ ہماری طرف سے اچھی طرح ان مراتب کو سلطان موصوف کے خاطرنشین کرو، الغرض ایک ساعت تک ایسے ایسے تسلی آمیز کلمے ارشاد کر کے عطر پان کی تواضع کر رخصت فرمایا، جب شاہزادے وہان سے برخاست ہو کر چلے تو سلامی کی توپین پھر چلین بعد اسکے وے بسعادت و اقبال اپنے خیمے مین جو اُنکے واسطے کھڑا کیا گیا تھا داخل ہوئے، لارڈ صاحب اُسکی صبح کو شاہزادون کے خیمے مین ملاقات کو تشریف لیگئے، اُنکے پیچھے میر عالم بہادر اور سماجی پندت بھی وہان حاضر ہوئے دو پہر تک نشست رہی جب لارڈ صاحب اپنے ڈیرے کو آنے لگے تو سر برنگپٹن کے قلعے پر سے خوشی کی باڑین داغین، دوسرے دن نواب مشیر الملک شاہزادون کے حضور مین حاضر ہو کر اُنھین نواب سکندر جاہ بہادر کے ڈیرے مین ملاقات کے لیے لیگیا، چنانچہ نواب موصوف بعد استقبال کے کمال تکریم و توقیر سے معانقہ کر اپنی مسند پر بیٹھا انواع طرح سے اُنکے ساتھ پیار اخلاص کی باتین کین اور رخصت کے وقت شاہزادون کو جواہر کے خوان اور سترہ پارچے کا خلعت مع سپر و شمشیر و اسپ و فیل اور سہری عماری ہر ایک کو پیشکش دیا اور اُن دونون متبنہ کو چھ پارچے کا خلعت مع جیغہ و سرپیچ اور سلک مروارید وغیرہ تواضع کیا تب نواب مشیر الملک بہادر نے اُنکو اپنے ڈیرے مین لیجا کر خلعت و جواہر کے خوان اور اسپ و فیل اپنی طرف سے نذر دے رخصت کیا، شاہزادے اُدھر سے پھرے وقت نانا صاحب کے ڈیرے مین تشریف لیگئے وہان بھی ایک لحظہ بیٹھ بیش قیمتی خلعت اور جواہر کے پہنے لے اپنے خیمے مین داخل ہوئے، ہنوز عہد نامہ سلطان کی طرف سے

ہر و د ستخط ہو کر امیران ہمعہد کی سرکارون مین داخل نہین ہوا تھا کہ تینون سرکارون کے حصّون کی سرحد ٹھہرانے مین سلطانی اہلکارون کے ساتھ کچھ ماجہ در میان مین آیا (میر صادق ملعون کی غمّازی اور بد صلاحی کی سبب سے) سلطان نے اِس مظاہرے سے برہم ہو کر اگرچہ شہزادون کو بخوشی و رضامندی عہد نامہ اوّل کی شرطون سے سرکار کمپنی کی مرحمت کے اعتماد پر لرڈ صاحب بہادر کی حفاظت مین سونپا تھا، خشم و تندی کی راہ سے عہد محبّت و توڑ سرکاری فوج پر شبخون کے ارادے سوار ان خونخوار کا دستہ تعینات کا، اِن سواروں نے چونکہ ہرو ڑ پہاڑ کے پیچھے سے بڑی مسافت طی کر فواج سرکار کی پشت پر شبخون مارنے کا قصد کیا اور بسبب فاصلے کے بروقت رل مقصود کو نہ پہنچ صبح ہوتے ہوتے اہلکا ایکی جو وقت کہ اِدھر کے لشکر لے صلح کے خیال اور بھی اِس نظر سے کہ شاہزادے قابو مین انگریز در کے آچکے ہمین چوکی پہرے سے غافل تھے سرکاری توپخانے پر توت زدو ضرب دی، تو بھی توپخانے کے سردار نے گھوڑون کے سم کی آہٹ پاکر بڑی لاکی سے اُن سوارون پر کئی توپ جو پہلے سے بھر کر طیار رکھا تھا سر کیا جن سے ب بیس سواروں کے گھوڑون سمیت کھیت آئے، یہہ ماجرا دیکھ باقی سوار ین موڑ بھاگ نکلے، لارڈ صاحب نے اِس خبر سے تعجّب کر شاہزادون کا قلب لشکر مین لانے کے واسطے گورے سپاہیون کی پلٹنین تعینات ن اور اُنکے سردارون کو حکم دیا کہ شاہزادون کو پالکیون مین بٹھلا بڑی داری سے لاکر رکھو، تب اُن سردارون نے حکم بموجب سہ پلٹن شاہزادون کے رے کے نزدیک جا اُسے گھیرلیا اور شاہزادون کو پالکی پر بڑی نگہبانی اور گیری سے فوج نصرت موج کے درمیان خیمے مین لاکر اُنکے گرد بگرد

چوکی پہرا کھڑا کردیا اور مورچے کی طیاری کو بھی حکم دیا گیا، الغرض کئی دن تک بہت مجہلہ مچا رہا، آخر ہری پنڈت نانیا بہادر کے حسن تدبیر کے سبب طرفین سے بہت قضیہ فیصل ہوا، اور مارچ مہینے کی اُنیسویں تاریخ عہد نامہ سلطان کی مہر و دستخط ہو کر شاہزادون کے پاس پہنچا، تب اُنھون نے گورنر کی خدمت مین جا کر بہت سا عذر معذرت کر کے اُس عہد نامے کو گذرانا، لارڈ صاحب نے سر وقد اُٹھکر بڑے شاہزادے سلطان عبد الخالق کے ہاتھ سے عہد نامہ لے دست بسر ہو سلامی کی تو بین سر کرنے کو حکم دیا، بعد اِسکے شاہزادے سب رخصت ہو کر اپنے خیمے کو گئے، اُسی دن دوپہر دو گھڑی کے وقت گورنر کی ضیافت کے طور پر الوان و اقسام طعام کے خوان سلطان عالیشان کے بھیجے ہوئے محمد علی چوبدار کی معرفت پہنچے لارڈ صاحب نے خوشی دل سے ضیافت قبول کر چوبدار کو ایک دوشالہ اور نقد دوسی روپی انعام دیا اور اُن الوان نعمت مین سے کچھ فوج کے سردارون پر تقسیم کروا باقی کھانا خاص باورچیخانے مین لیجانے اور کھانے کے وقت میز پر لانے کو فرمایا، چوبدار مذکور دوپہر رات تک راقم اوراق کے ڈیرے مین تھا بعد اِسکے لارڈ صاحب، سرکار کمپنی کے عہد نامے پر اپنی مہر و دستخط کر پہلے دلاور جنگ کے ڈیرے کو تشریف فرما ہوئے، ایک گھنٹے وہان بیٹھ میر عالم بہادر اور بجاجی پنڈت کو پیشتر شہزادون کو خبر کرنے کے لیئے بھیج آپ بعد ایک لمحظے کے پاپیادہ اُنکے ڈیرے مین تشریف لے گئے، شہزادے استقبال کر گورنر بہادر کو خیمے کے اندر لائے اور گفت و شنود دلپسند سے لوازم اتحاد و دوستی بجا لائے، بندوبست دگاہ بھی عہد نامہ ہاتھ مین لیئے وہان حاضر تھا لارڈ صاحب نے فدوی سے وہ عہد نامہ لے شہزادہ کلان سلطان عبد الخالق کے ہاتھ مین دے مبارکباد یان دین،

ے آپس مین بہان نہایت خوشی وخرمی کے ساتھ بیٹھے ہی تھے کہ گورنر کے تشریف
نے اور شاہزادونکو عہد نامہ دینے کی تقریب پر سرپرنگپتن کے قلعے پر سے تہنیت کی
پین چلنے لگین ' لارڈ صاحب ان شلکون کو سنکر کچھ متردد ہوئے تب سید
ام علی خان بہادر نے عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے کی جہت سے خوشی کی
پین قلعے پر سر ہوتی ہین ' لارڈ صاحب اس حال سے مطلع ہو مراتب شکر وسلام ادا کر
شی خوشی شاہزادونکے ساتھ معانقہ کرنے کے بعد وہانسے اپنے ڈیرے کو تشریف
ئے ' اُسی دن سے سب کے دل کو یقین ہو گیا کہ الحمد اللہ واہب بے منت نے خلق اللہ
کے حال پر رحم کیا کہ وے اِس رات دن کے دغدغے اور کھٹکے سے چھوٹے '
ج کی چھبیسو بن تاریخ سنہ ۱۷۹۲ مین زر مصالحہ اقرار کے موافق سلطان کی
ف سے تینون سرکار مین داخل کر دیئے گیے جو انواع طرح کے ہون ' کاس ' فلم '
ی وغیرہ (سونے چاندی کے بنے ہوئے) اکثر ناقص عیار تھے اور سوائے سر پرنگپتن
ر اُسکی اطراف کے اور کہین اُن کا رواج نتھا ' اِس لیئے صرافون نے اُنکے
لھنے سے حیران ہو کر عرض کیا کہ ایسے سکّون کے لینے مین سرکار کا بڑا
صان ہی مگر حیدری اشرفیون اور اُس مغفور کے نام کے کاس '
اور روپی سب کے سب کا طلا نقرہ دونون کھرا ہی اور اُن کا وزن بھی
ناپتن ' حیدرآباد ' پونا وغیرہ کے ہون وروپی ' فلم وکاس سے کئی ماشہ
ی جو زیادہ ہی ' اُنکا لینا بازار کے بھاو سے کہ ہون پیچھے سکّہ ساڑھے چار روپی
ں مضائقہ نہین اور کم وزن سکّون کو گلا کر جس قدر اُن مین سے خالص
ناچاندی نکلے اُسکا حساب کیا چاہیئے ' لارڈ صاحب نے اِس بات پر راضی
کر سلطان کے معتمدون کو شروع حالات کہلا بھیجا ' تب اُن لوگون نے
س امر کا اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالی ہم لوگ سلطان کے حضور مین نمونہ ہر ایک

رقم سکّے کے سونے چاندی کا جو گلانے کے بعد معلوم ہو گا کہ اُنکے وزن مین
کس قدر کمی ہی معہ اُسکی فرد کیفیت کے بھیج جواب منگا کر بہ بکھیرا بھی
سنا دینگے، القصہ ایک ہفتے مین سرکاری صرّافون کی جنچائی کے موافق طرفین سے
نزاع رفع ہو گئی اور خسارے کے بدلے زر خالص کئی اونٹ پر بار ہو کر سرکار
کمپنی کے خزانے مین آ داخل ہوا، رسید اُس کی گورنر کی مُہر و دستخط سے
سلطان کے حضور مین بھیج دی گئی اور دوسری سرکارون سے بھی رسید بن مُہر
و دستخط ہو کر داخل سررشتہ ہوئین، اُس کی صبح کو اُس مقام سے فوج انگریزی
کے کوچ کا دن ٹھہرا، سلطان نے فوراً دوستی و یکجہتی کی راہ سے، لارڈ صاحب کی
ضیافت کے طور پر پان سی اکاون بڑی دیگین الوان و اقسام طعام کی اور
آٹھ سو نوّے پتیلے قلیے و قورمے وغیرہ کے، علاوہ اِسکے سات سو
خوان مٹھائی حلوا لوزیات وغیرہ اور پھول کی طلائی جواہرنگار کتنی چنگیریان محمد علی
چوبدار اور غلام قادر خانسامان کی معرفت معہ ایک نیازنامہ مشتمل اِس مضمون
پر کہ باعتماد محبّت و اتحاد بہ ہدیۂ محقّر بھیجا گیا ہی گورنر موصوف نے ضیافت
شاہی کا سامان و لوازمہ دیکھکر بڑی خوشی و نشاط سے کچھ کچھ تناول فرما
چار سی روپی نقد و دو جفت شال اور خط کا جواب اُن دونون لانے والون کو
دے کر رخصت کر خود بدولت و اقبال شاہزادون سمیت خوشی خوشی ہرتوّر
پہاڑ سے دو کوس اِس طرف آ کر اقامت کیا، اِس مقام مین قوم انگریز کے وے
اسیر جو پیشتر نواب حیدر علی خان بہادر کی لڑائی بھڑائی کے وقت اور جو لوگ
بالفعل ستی منگل وغیرہ کی لڑائیون مین گرفتار ہوئے تھے سب کے سب خراب
خستہ گورنر بہادر کی بارگاہ مین آ پہنچے، احوال اِن مصیبت زدون کا کیا کہیئے کہ صرف
ہڈّی و چمڑا اور رشتہ حیات ہی کا اُن مین باقی تھا، عندالتحقیق معلوم ہوا کہ سلطان

لکو پا بزنجیر کر متی کا تبنے کے کام مین رکھا تھا، خبر اب لارڈ صاحب نے سلطانی
سبرون کی رہائی کے واسطے جو قلعۂ بنگلور مین موافق اپنے رتبے کے سرکار
لی سے راتب روزینہ پاتے اور آرام سے رہتے تھے ایک چٹھی نام پرکرنیل کے
اُس قلعے پر متعیّن تھا لکھی، تب وے لوگ بھی بموجب امر والا کے مخلصی پاکر
برنگپتن کو روانہ ہوئے، بعد اِسکے سر برنگپتن کے متعلّق قلعجات بنگلور، تندی درگ،
ری وغیرہ چھوڑ دینے کے باب مین اُن حصارون کے متعیّن سردارون کے نام پر
ں منصبون کے پروانے صادر ہوئے، کہ تم نے جسقدر جنگی سامان کہ سلطانی
سرداردن کے دخل سے اُن قلعونکے لینے کے وقت اُن مین پایا ہی اور
ظ سے اِس طول ایّام حرب کے جتنا اسباب و آذوقہ وغیرہ اپنی
مد وکوشش سے قلعون مین جمع کیا ہو چاہئے کہ اُن سب کا تعلیقہ کرکے افواج
ہرہ کے وہان پہنچنے کے منتظر رہو تا کہ جب لشکر انگریزی اُن قلعون کی
اح مین پہنچے تو قلعہ سلطان کے کارپردازون کے حوالہ کرنے مین کسی
ح کا خرخشہ باقی نرہے، چنانچہ جو نہین افواج دریا موج وہان پہنچی تو سرکار
کے سردار حاضر ہو کر تعلیقے کی فرد قلعے کی کنجی صمیت سلطانی اہل کارونکے سپرد
کے معہ اپنی جمعیّت، لشکر نصرت اثر مین آن ملے، اور اِسی منصبون
کے انگریزی پروانے بھی جو سلطانی دہات چھوڑ دینے کے باب مین لکھے گئے
تھے اور گورنری مہر و دستخط سے مزیّن تھے سلطان کے معتمدون
سیّد غلام علی خان وغیرہ کے حوالے کئے گئے، تب وہان سے کوچ درکوچ
ری کے قلعے کی اطراف مین مقام ہوا یہان کے قلعدارنے بھی اُسی وقت کہ
اج منصور اُس نواح مین پہنچی، اپنی جمعیت صمیت ملازمت حاصل کر قلعے کی
ں الوصول اور جنسون کی فہرست جو سلطانی کارگزارون سے لی تھین حضور مین

داخل کین اِسی طرح اسو کا قلعدار بھی غلّے اور دوسری جنسون کا ذخیرہ قلعے کی کنجی صمیت سلطان کے کارپردازون کو دے اُنسے رسید لیکر لشکر ظفر پیکر مین آملا، تب یہان سے کوچ کر بعد چند روز کے مقام کونکال مین ڈیرا ہوا اپریل کی پانچوین کو لارڈ صاحب اپنے رفقا صمیت بموجب نایتا صاحب کی استدعا کے برّی خوشی سے اُنکی محفل ضیافت مین کھانے کے شریک ہو کر گرم صحبت ہوئے اور رخصت کے وقت خلعت وجواہر، اسپ وفیل، عطر وپان کی تواضع قبول کرا اپنے ڈیرے مین تشریف لائے، ہری پنڈت نایتا اپنے ساتھ کے سرداردن صمیت اُسی مقام سے رخصت کے لیئے گورنر کے خیمے مین آکر طالب رخصت ہوا، تب گورنر بہادر نے بطور رسم ہندوستان کے بیش قیمتی خلعت وجیغہ وسرپیچ اور موتی کا ہار، ڈھال تلوار، ہاتھی گھوڑا جڑاؤ مینا کار ساز صمیت، جھلابور منڑق پالکی وغیرہ تعظیم وتکریم کا لوازمہ نایتا صاحب اور اُنکی ہراہی کے سردارون کو تواضع کر رخصت کیا، اِسکے دوسرے دن مہینے کی فوج لشکر ظفر پیکر سے پونان کی جانب روانہ ہوئی، ساتوین کو جب لارڈ صاحب نواب سکندر جاہ کے ڈیرے مین رونق افزا ہو کر خلعت اور جواہر اسپ وفیل پیشکش لیکے وہان سے رخصت ہو آئے، تو نواب سکندر جاہ واعظم الامراو سیف الملک وراے رایان وراے شام لعل بہادر گورنر کے خیمے مین رخصت ہونیکو تشریف لائے اِس طرف سے بھی سب آداب ومراسم بترتیب مراتب ادا کیئے گیئے، بعد اِسکے فریقین ایک دوسرے سے رخصت ہوئے تب لارڈ صاحب وہان سے شاہزادون صمیت کوچ ومقام کرتے ہوئے سے مہینے کی سولہوین کو انبور گڑھ کے نزدیک پہنچ اقامت گزین ہوئے، راقم اوراق اُسکی صبح کو اپنے کئی رفیقون صمیت

سے اکثر وہین کے رہنے والے تھے قلعہ دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ بانی اِس
کا پانڈؤن کی اولاد سے ایک راجا بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا کہ
رناٹک کا تمام ملک باغ اِرم کی سرحد سے لیکر سیت بندرا میشر تک
پنے قبضۂ تصرّف مین رکھتا تھا اور چونکہ ملک بالاگھات کا ایک اور بڑا زبردست
اجانایُر کی قوم سے پائین گھات کے مسخّر کرنے کا قصد رکھتا تھا اِس لیئے نت
ن دونون مین لڑائی بھڑائی مچی رہتی، بناچار کرناٹک کے راجا نے اپنے ملک
کے بچاو کے واسطے وہ قلعہ بنایا تھا حصانت اور متانت اِس حصن کی اِسی
سے سمجھ لیا چاہیئے کہ اُسکی تعمیر پر قریب ہزار برس کے گذرا پر اُسکے مکانات کا
عالم ہی گویا ابھی بنے ہین کہین مرمّت کی حاجت نہین، اگر مانڈران کے
رودئین کے ساتھ اُسکو تشبیہ دیجئے تو سزاوار ہی، الحاصل احقر العباد
ن مکانون کی سیر کرتا ہوا قلعے کے اندر جا پہنچا، چونکہ اُستواری و نادرہ کاری
سکے در و دیوار اور عمارتون کے چھتون کی حیّز بیان سے باہر ہی مہمندخامہ کو
سکی تحریر سے روک مطلب کے میدان مین جولان دینا ہی یعنے جب لارڈ
حب مے مہینے کی بیسوین تاریخ وہان سے روانہ ہو کر کوچ در کوچ انتیسوین کو
رچیناپٹن مین پہنچ کر امیر باغ کی جانب جو بنایا ہوا نواب والاجاہ بہادر کا ہی چلے
ھر سے نواب والاجاہ اور عمدۃ الامرا بہادر نے بھی جو اپنا حشم خدم لیئے قدوم
ت لزوم کے منتظر تھے، سواری خاص کے وہان پہنچتے ہی استقبال کے واسطے
گورنر بہادر سے مصافحہ و معانقہ کرکے اُس مکان کو زینت بخشا شاہزادون کے
طے قلعے کے اندر ایک مکان عالیشان مقرّر کیا گیا، لشکر شہر مین داخل ہونے لگا،
ں وقت شہر کے باہر دو قطار چھوٹے بڑے خاص و عام تماشائیون کی بھیڑ
ڑ اور اُنکا رنگ برنگ کا لباس، طرح بطرح کا ساز و اسباب عجب عالم

دکھلاتا تھا، اہل سواری ستھرے ستھرے گھوڑون پر سنہری زین باندھے ہتھیار لگائے اِدھر اُدھر جلوہ گر اور پالکی نشین بڑی بڑی طیاری سے بطور استقبال کے جا بجا روان، ستورات بھی مارے اشتیاق کے چھتون پر اور دیوارون کے سوراخ سے اِس مشیّت الٰہی کی نظارہ بازی مین مصروف کہ سبحان اللہ کیا اسکی شان ہی جسنے اپنے بندگان مخلص کو اِسطرح فیروزی و ظفر کے ساتھ قحط و حرب کی بلا سے بچا پھر بخیر و عافیت اِس ملک مین لایا، گویا جان تن مین اور روح جسم مین آئی، بازار مین ہر ایک پیشے کے دوکاندار دورستہ دوکانین ہر رقم کی اجناس و اشیا کی لگائے، خریدار مول تول کر رہے تھے، ناظرین اور تماشائیون کا بہ تحیّت لگا تھا کہ لوگون کو دیدار فرحت آثار اُن یوسفان دیار ہجرت و غربت و عزیزان مصر عزّت و رتبت یعنے شہزادگان عالی تبار کی کہ ہمراہ لشکر نصرت اثر کے تھے کم نصیب ہوئی، القصّہ شاہزادے بصحت و کامرانی چیناپٹن کے قلعے مین داخل ہوئے سلامی کی شلکین دغین، لارڈ صاحب جبتک وہان رونق افزا تھے ایک دن بعد ہمیشہ اُنکے دیکھنے کو تشریف لیجاتے، بعد چند روز کے شاہزادونکے ملال خاطر کے باعث اس لحاظ سے کہ طبیعت بشری کا خاصہ ہی کہ سدا ایکہی جگہہ رہنے سے ہرچند گلشن جنّت کیون نہو اُچاٹ ہو جاتی ہی اُس قلعے کے نزدیک ایک خوش قطع زمین پر از گل و ریاحین. حسین مکانات اچھے خوش فضا دلچسپ تھے شہزادونکی سیر و تفریح کے واسطے ٹھہرائی گئی، اور اِس نظر سے کہ نوجوانونکی طبیعتین از بس کہ باغ و بستان کے گلگشت اور لہو و لعب کی مائل ہوتی ہین مقرّر ہوا کہ شاہزادے دن کے وقت جب چاہین قلعے سے معہ اپنے اتالیق و معلّم کے ساتھ جنہین سلطان والا شان نے اُنکے ہمراہ متعیّن کیا تھا اُس گلستان کی سیر

سے لو جایا اور رات کو قلعے کے اندر آکر آسایشن و آرام کیا کرین
جسو قت شاہزادے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے دو پالکی بارہ بارہ ہزار
ہی کے طیاری کی کلکتہ مین اسٹیرت کنپنی کاری ساز کے کارخانے سے
کروا کر معہ ناوارین اور بندوقین و گھڑیان اور اقسام طرح کے تحفے تحایف
نی سرکار کنپنی بہادر کے طرف سے پیشکش کیا گیا

روایات منشي حميد خان کي جوهمراه گورنر جنريل
لارڈ کارنوالس بہادر کے اس مہم مین حاضر تھا تمام موئین

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ ٹیپو
سلطان کا اور اُسکی تعلیم و تربیت کا

عالع خسرو ممالک ستان ٹیپو سلطان کا شہر ذیحجہ کی بیسو ین سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین
ی سترہ سو انچاس عیسوی کے اُفق اقبال سے طلوع ہوا جسنے خاندان حیدری
و روفروغ پایا والدہ ماجدہ اُسکی نواب میر معین الدین کی بیٹی تھی، کہتے ہین کہ بہ
عفیفہ حالت بارداری مین ہندستان کی عادت و اعتقاد کے موافق خدمت
جت مین ٹیپو ستان نام درویش کے جسکی کرامت اور اجابت دعوت کا
مین شہرہ تھا حاضر ہو کر امید کے باب مین اُس صاحبدل سے دعای خیر کی اسنے دعا کی
اُس پاک طینت نے اُسے بہ خوشخبری دی کہ بفضلہ تعالی فرزند تیرا بادشاہ
القدر ہوگا اُسکا نام ٹیپو رکھنا چنانچہ اُس درویش کا مان کے فرمانے

سے نام اُسکا تیپو رکھا گیا اسکے پدر جلیل القدر نے اکثر ملکون سے ہر ایک علم و ہنر کے بڑے بڑے عالم و فاضل و اہل کمال و ہنر بلوا کر بڑی تقید سے اُسے تحصیل علم و ہنر مین مشغول کیا چنانچہ تیپو سلطان نے ہر ایک علم مین مہارت کامل حاصل کی اور ورزش سپہگری و کشتی گیری اور تیراندازی و گوی بازی اور اسپ تازی وغیرہ مین بھی کم سنی ہی مین کمال شوق بہم پہنچائی اور ایام شباب مین حرب و ضرب کے قانون اور رزم و جنگ فرنگ کے قاعدے خوب اخذ کیئے سنہ ۱۷۷۷ اور ۱۷۷۸ ع مین جب نواب حیدر علی خان کرناٹک کی تاخت تاراج پر متوجہ تھا، سلطان اُنیس ہی برس کی عمر مین چابک و جری سوارون کی ایک بڑی فوج کی سپہسالاری رکھتا تھا پہلی بار اُسنے اپنی سپہگری اور معرکہ آرائی کا بہ جوہر دکھلایا کہ نواح مدراس کی سرحدون کو دروبست سے مار و تباہ کیا سارے اہل سیف و اہل قلم اُسکے آثار و اطوار خوردسالی کو دیکھ اُسکے ایام سلطنت کے دبدبے اور طنطنے کی پیش بینی کرتے تھے چنانچہ سنہ ۱۷۸۰ کے جولائی مہینے مین حیدر علی خان کی افواج بحر موّاج کی طرح کرناٹک کی سرتاسر سرزمینون پر آپڑی تھی سلطان ہی دہنے کی فوج کا جن مین بارہ ہزار سوار خونخوار اور چھ ہزار پیادہ جرّار کی جمعیّت اور بارہ ضرب میدانی یا جلوی توپ تھی سرلشکر ہو کر شمالی سرکار و نکے ممالون کی تسخیر کو متعین ہوا تھا چنانچہ اُسنے جمعیّت مذکور سے سپٹمبر کی چھبیسوین کو معہ اور آٹھ ہزار جوانونکے جو اُسکے مامون میر علی رضا خان کے ہمراہ کمک کے لیئے اُسے جا ملے تھے پریا پالم کے گرد نواح مین کرنیل بیلی کی فوج پر حملہ کرا اور بڑے محاربے کے بعد اُنکا تمام ذخیرہ و بنگاہ لوٹ پاٹ کر اُنھین شکست کا مزہ خوب ہی چکھایا، اور اُس مہینے کی دسوین تاریخ جو لڑائی ہوئی اُس مین انگریزون کے بالکل لشکر کو مار لیا اور جب کرنیل بیلی کی

ت والی پیشوا کو بلا کر خاک سیاہ اور اپنے سواروں سمیت آگے بڑھ
زی پلٹن پر ناخت کر اُنھیں منتشر و تباہ کر دیا تب تو وہ اپنے والد بزرگوار کے
ر مین نہایت مرتبے مین شایستۂ تحسین و آفرین ہوا چنانچہ اُسی دن سے
ب فلک جناب اپنے فرزند ارجمند کو عمدہ سر لشکر اور سپہدار باتہور سمجھا،
س ایّام مین کہ نواب بہادر نے آرکاٹ کو محصور اور قلعہ والونکو اُسکے چھوڑ
کے لئے تنگ و مجبور کیا تھا ٹیپو سلطان بھی وہان موجود اور قلعے کی تسخیر کے
ے اور حیلے دیکھنے مین جو اُس وقت کمال چابکی و چوکسی سے عمل مین آنے
مصروف تھا بعد اُسکے خود بذات خاص ویلور و چنگلیپٹ اور وندیواش کے
کرنے مین متوجّہ ہوا، اور سنہ ۱۷۸۱ع مین جب نواب بہادر اپنی فوج سمیت
لی پر چڑھائی کرنے کے ارادے جنوب کی جانب روانہ ہوا تھا تو ٹیپو سلطان
سکی جمعیّت کے ساتھ واسطے محاصرے ویلور اور وندیواش کے
چھوڑ گیا تھا مگر پور طونو مین جرنیل سر ئیری کوٹ کے فتح ہونے کی جب اُسے
پہنچی تو بنا چار اُس مہم سے دست بردار ہو باپ بیٹے دونون ملکر نئی فوج نگاہ داشت
نے اور اس لڑائی کی جو کھم مٹانے مین سرگرم ہوئے، بعد اسکے ٹیپو سلطان سے
ر رستم دستان کا وقوع مین آیا کہ فبروری مہینے کی اٹھارہوین سنہ ۱۷۸۲
لیرن نامے ندّی کے کنارے اُسنے کرنیل برتھو یط سے سردار کو اُسکی
فوج سمیت مار گرا ہندوستان مین جو انردی کے موئے نام کو زندہ کیا، پر
ہو رہی کہ جیسا دست دشمن اُسکی ہمّت و شجاعت کے قائل ہمین ویسی ہی جبّاری
نگدلی کے بھی ناقل ہمین، اگر اس فتح کے بعد فرانسیسون مین سے جرنیل
یرلالی اور دوسرے عہدہ دار لوگ دشمن کے اسیرون کی جان بخشی کے لئے
ن مین نہ پڑتے تو سبکے سب انگریز ہزیمت خوردے مارے جاتے اکثر انگریزی

عہدہ دار جو قید ہوئے تھے سر برنگپٹن بھیج دیئے گئے وہان اُن مصیبت زدے گرفتارو نکا حال یہ تھا کہ دن بھر تو دھوپ مین جلتے رہتے اور رات کو ایک چھوٹی بال مین بھیڑ بکری کی طرح بند کیئے جاتے، بعد اِس روداد کے انگریزون نے مرھٹو کے ساتھ مصالحہ کرایا اقتدار یہ پہنچایا کہ اپنی افواج کرناٹک پر بھیجنے کا قصد کیا چنانچہ آگسٹ مہینے مین کرنیل ہنبر طن کے ہمراہ ایک بڑی جمعیت بمبئی سے دریا کی راہ ہو کر ملیبار کی سرزمین پر چڑھائی کرنے کے ارادے بھیجی گئی، کرنیل مذکور نے کلیکوٹ مین اُتر کر تھوڑے ہی عرصے مین اُسے فتح کیا اِس فتح کے سبب اُسے یہ جرأت ہوئی کہ ملیبار کے درمیان مین بھی ہاتھ پانوں پھیلا، پالیکاچری کا رستا لیا اور پانیاری رام گڑھی منگاری کوٹہ کے قلعے سہ اور سخت و قلیل جگہون کے (جو متصل اُس شاہراہ کے ہین جسکے سوا اور کوئی راہ لشکر کے جانے کی انہین) لیکر تنجاور اور مالوہ کے سبر حاصل محالون کو اُس نقصان و ضرر سے جو تاخت و فوجکشی کے ہنگام مین واقع ہوتا ہی بچا لیا، سلطان بھی کرنیل کے دھاوا مارنے اور چڑھائی کرنے سے خبردار ہو ترنت اپنی فوج دریا موج میمت اِس ارادے سے کہ اُن لٹیرون کو مار بھگاے آپہنچا، انگریزی پلٹن اکطوبر مہینے کی نوین کو شہر پالیکاچری کے گردو نواح مین پہنچی لیکن کرنیل ہنبر طن چونکہ اُس مکان کو برخلاف اپنے گمان کے نہایت محکم پایا اور اِسلیئے کہ عوام مین یہ بھی افواہ مشہور ہوئی تھی کہ ایک بڑی بھاری فوج حیدری اُسکے پیچھے لگی چلی آتی ہی وہان کا رہنا مناسب نجان کر کوچ کیا، پھر پہلے ہی منزل مین اِس قلعے کے نگہبان سپاہیون اور ایک بڑے غول نے سلطانی سوارون کے جو انگریزی پلٹن سے قبل آپہنچے تھے اُنکا پیچھا کر بہت سا اسباب و آذوقہ لوٹ لیا، چونکہ سلطان کا ارادہ یہ تھا کہ جس طرح ہو سکے اُسکی فوجین دریا کے ساحل اور

کر انگریزی کے مابین حائل رہین تاانکے بچاو اور بھاگنے کی راہ بند ہو جائے اسلئے
سپہدار عالی وقار نے ہرچند اس بات مین بڑی ہوشیاری وچالاکی کوکام
یا تھالیکن کرنیل ہنبرطن کی نیت چوکسی اور دور اندیشی کی جہت سے
ہ اُسکا ٹھیک نہ بیٹھا اور انگریز کا لشکر کہ سلطانی سوارون کے حملون اور
ب کے سبب سے خاص کر اُسکے کوچ کے پچھلے دو دن انواع طرح کی اذیت
یبت مین پھنسا تھا وہان سے بچ کر نو نبر کی بیسوین کو بخیریت پانیاری
اخل ہوا، قلعہ یہان کا نزدیک ایک بڑی ندی کے مہانے پر دریاے
کے کنارے کالیکوٹ سے انگریزی چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہی،
س مقام مین کرنیل مکلوڈ جو قدامت کی راہ سے کرنیل ہنبرطن پر فوقیت رکھتا تھا
فوج لیکر مدد کو اُسے آملا، لہذا فوج کی سرداری اُسی کے ذمے ہوئی
اُسنے جہت پت دریا کنارے موقع کی جگہون پر دمدمہ اور پشتہ بنا اپنی فوجون
یسرہ میمنہ، مقدمہ آراستہ کیا اور چونو پندچیجری نام دو بادشاہی جہازون
سپہسالارون کو حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے تم کنارے ہی کی طرف لنگر
کے اپنی توپون سے لشکرگاہ کی پشتی مین سرگرم رہو، ادھر تو یہہ بندوبست
تھا کہ سلطان کی فوج، جسمین آٹھ ہزار پیدل، چار سی فرنگی جوان، دس
سوار اور بہت سے سواران غارتگر مجتمع تھے انگریزی لشکر کے سامنے
کئی دن تک توپین مارتی رہی، آخر کو سلطان نے اپنے پیادون کی نین توپخانیان
ایک توپی مین جرنیل موشبر لالی اپنے ملک کے جوانون سمیت بڑی
وہمت کی راہ سے انگریزی فوجون پر کئی بار چڑھگیا، لیکن بے نیل مرام، سلطانی
کے دو سی آدمی کھیت آئے تب لشکر انگریز نے پانیاری ندی کے پار جاکر
ہا اور اُسی مابین مین دسنبر مہینے کی گیارہوین شب کو قاصدون نے سلطان کے

حضور مین آکر اُسکے والد ماجد کے رحلت فرمانے کی خبر گزارش کی تب وہ بضرورت جلدی سے سریرنگپتن کی جانب روانہ ہوا اور بیسویں تاریخ اُسی مہینے کی سنہ ۱۷۸۲ع مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور جب مانداری کے رسومات اور ملکداری کے ضروری امورات سے فارغ ہو چکا تو آرکاٹ کے ملکون کی طرف پھر کر فوجون کی سپہسالاری کے مہمات مین مشغول ہوا لیکن جنریل میتھوس نے جو اونور کی تسخیر کی اور بدنور و ساحل ملیبار کے آس پاس جو انگریزون کی فتح ہوئی تھی یہہ خبر متواتر پہنچ چکی تھی پس سلطان کا ارادہ یہہ ہوا کہ حال کی بالکل مہمّون اور آرکاٹ کی آیندہ فتحون سے جن کی امید تھی باز آے اور اپنے ممالک محروسہ کی پشتی و حمایت کے لیئے جو اُسکے نزدیک سب پر ترجیح رکھتی تھی روانہ ہوئے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مارچ کے پہلے ہی دنون مین سلطانی فوجین چنگامہ کی راہ ہو کر کوچ کرنے لگین یہانتک کہ مہینا تمام ہوتے ہوتے ایک شخص بھی آرکاٹ مین نرہا، الغرض سلطان ممدوح بڑی بھیڑ بھاڑ فوجون کی ساتھ لیئے شتاب بدنور کی جانب روانہ ہوا اپریل کے اوائل مین وہان جا پہنچا، جنریل میتھوس سے اُس مہم مین بالکل سہو اور غفلت ہی وقوع مین آئی اُسکو لایق تھا کہ ایسی حصین و محکم جگہہ کو پہاڑ کی کسی چھوٹی گھاٹی مین پناہ کے لیئے اختیار کرتا جہان سے ضرورت و مجبوری کے وقت اونور یا اور کسی مضبوط دا ستوار قلعے کو بھی جا سکتا اور جہان ہر طرح کی مدد اور رسد بھی دریا کی راہ سے اُسکو ملتی ولیکن وہ برخلاف اُسکے شہر بدنور مین جہان کوئی ایسی پناہگاہ نتھی میسور کی ساری افواج بحر امواج کے سامھنے جسکی سپہسالاری خاص سلطان عالی منش کی ذات سے متعلق تھی آکر مقابل ہوا آخر لاچار اور بے بس ہو کے محصور ہو گیا حوصلہ تو اُسکا دیکھا چاہیئے کہ فقط چھہ سو فرنگی جوان اور دو ہزار ہندستانی سپاہی سے وہ لے دھڑک

سلطان کے ایسے ابوہ لشکر کے حسین لاکھ آدمی کا جما و تھا مقابلہ و مدافعہ کرنے کو آمادہ ہوا، مگر اُس بے باکی و تہور کا خمیازہ بھی اُسے ویسا ہی ملا کہ ن سی اپنے چیدہ سپاہیون کو کنوا شہر حریف غالب پر چھوڑ شتاب بقدم اضطرار وہان سے بھاگ نکلا اور بناچار ایک حصار مین آکر قلعہ بند ہوا، تب سلطان نے اپنے کتنے دلاور سپاہی کو قلعہ محاصرہ کرنے پر تعینات کیا اور ایک بھاری جمعیّت اُنکی شاہراہ کی طرف بھی روانہ کردی تاہے وہان آمادہ جنگ اور دشمنون کی گھات کی جگہ سے چوکس رہین، جب اِس دھپ سے ناکے بندی اور قلعہ والون کے پھر جانے کی راہ مسدود ہوگئی تو سترہ دن بعد بدنور کی سب محصور مجبور ہوکر اپنی اسیری پر راضی ہوئے، قول قرار اُنسے یہ ہوا کہ عزّت و آبرو اہل حصار کی بحال رکھی جاویگی پر ہتھیار ونکا اُنکے البتّہ قلعے کے پشتے پر دھیر کروایا جاویگا، اور اُنکو چاہیئے کہ اپنی نج کی چیز بست پاس رکھ لین اور جو کچھ سرکار کمپنی کا مال ہی سو حوالہ کردین اور نہایت نزدیک کے رستے ہو کر ساحل تک پھر وہان سے جہاز پر چڑھ بنبئی کو روانہ ہو جائین راہ مین رسد اور منزل گاہ کی ضرورتون کی اہتمام سرکار سے کی جاویگی اور سو سپاہی سپاہیون سے جنربل کے اپنے سلاح ساتھ اُسکی پاسداری مین مشغول رہین سنہ ۱۷۸۳ع کے اپریل کی انتھائیسوین کو اِس سپاہ محصور نے قلعے سے نکل کر اپنے ہتھیارون کا ڈھیر لگادیا اور جب بدنور سے ایک میل کے فاصلے پر جاکے مقام کیا تو اُنکے گرد بگرد سلطان کی فوج آکر محیط ہوگئی، دوسرے دن جنربل کو اپنے نشان برداروں سمت حضور مین حاضر ہونے کا فرمان گیا اور جب وے ملازمت مین پہنچے تو بعد بازجست اور تلاشی کے قید شدید مین مقیّد ہوئے، پھر دو دن پیچھے لشکر کے دوسرے عہدہ دار و دارو غہ لوگ اور فوج کا بخشی سبکے سب

غالب ہوئے و مقید رکھے گئے مگر بخشی منزل گاہ کو پہنچکر گیا باقی سرداروں کی بہت خرابی ہوئی کہ ننگے کئے اور تلاشی لیئے گئے اُنکے پاس سے بہت سا زر نکلا بعد اُسکے اُن لوگونکو سو کروں کی راہ دھوپ مین ننگے بدن پا بزنجیر قلعون مین لے گئے ۔ اسمین تو کچھ شک نہین کہ جنریل بتری تکلیف سے موا پر یہ نہین معلوم کہ کون سا خاص صدمہ اُسکے مرنے کا باعث ہوا ' گمان غالب ہی کہ بتری سیاست سے اُسکے سر کو تن سے جدا کیا ہوگا دوسرے سرداروں نے بھی بہی نا خایے جانکداز چکھے سلطان نے اُن قلعے والون کو بھی جنھون نے سر تسلیم جھکا یا تھا برخلاف شرط معہود کے ویسا ہی سخت عذاب کیا اس جہت سے کہ جنریل مینھوس کے پاس بدنور مین چوری کا کچھ مال و اسباب پایا گیا اور اُسکی سپاہ نے بھی ممالک محروسہ کے بعضے محال پر بتری لالچ سے چڑھائی کر اُنھین لے لیا تھا چنانچہ سلطان خود اِن باتون کو بیان کرتا تھا ' بہر نقد برچون اُسکے قلمرو مین انگریز کی اُس فوج نے لوٹ پاٹ مچائی تھی جسکے سبب وہ ملک آرکاٹ کی تسخیر پر قادر نہوا یہ بھی ایک وجہ قریب الفہم ہی کہ اُسنے بطور انتقام کے اِس طرح اُنکی سیاست و تعزیر کرنے مین اقدام کیا ' القصہ بدنور مفتوح ہوجانے بعد سلطان ممدوح لشکر قہار اور بتری بھیر بھار ساتھ لیئے منگلور کی طرف روانہ ہوا ' چون یہ ممالک محروسہ کے نامی بندرون سے تھا اُسکا لینا بھی خاص کر اُسے اہم ہوا ' چونکہ وہان کی حفاظت و پاسبانی کے لیئے میجر کنبل کی سرکردگی مین بیالیسوان رسالہ اور ہندوستانی سپاہیون کی کئی پلٹن بتری چوکسی سے رہتی تھی ' اگرچہ سلطان کے ساتھ بھی بتری جمعیت تھی تاہم محاصرہ اور قلعہ سر کرنے کے بالکل کام کا علاقہ فرانسیس کی فوج سے جو سلطان کی ملازم تھی متعلق تھا ' چنانچہ یہی لوگ مورچہ اور دمدمہ بنانے مین سرگرم ہوئے اور اُنھین کے تردد

شش کی جہت سے جولای مہینے کی ابتدا مین قلعے کے درمیان ایسی ہل
رہی تھی کہ محصورون کے دلون مین حریف کی تاخت وجرّھائی کا نت ایک
کا کا ہی رہتا تھا اُنھین دونون فرنگستان سے فیما بین انگریزون اور فرانسیسون
میل ملاپ ہونے کی خبر سلطان کی لشکرگاہ مین پہنچی تب سلطانی سرکار
ملازم فرانسیسون نے یہ خبر سنتے ہی انگریزون کے ساتھ لڑنے سے
پہلو تہی کیا سلطان فرانسیس کی جمعیّت پر اُنکی اُس حرکت سے نہایت
ناک ہوا لیکن چونکہ جانتا تھا کہ اُسکے ہندوستانی سپاہیون مین استادم نہین
مہم کو سر کرین بناچار اُنھین فرانسیسون کو کبھی تو مصلحتہً استمالت
لدہی کی راہ سے اور کبھی تہدید وتنبیہ کرکے پھر اپنے کام مین سرگرم کرنیکا قصد
ا لیکن کچھ ثمر نہ بخشا اور آخرکار فرانسیس لوگ اُسکی لشکرگاہ سے چلے گئے
منگلور کے محصورون کے آنے جانے کی راہ بند کی گئی اسّے لشکر
ی مین نہایت تنگی و تکلیف گذرنے لگی اور غلّے وغیرہ کی نایابی کے سبب سے
می وے مجبور وعاجز ہوئے یہانتک کہ سلطان کو گمان غالب یہ تھا کہ اب کئی
مین وہ مکان ہاتھ آجائیگا لیکن جنرل مکلوڈ کے پہنچنے کی جہت سے جو بنبئی سے
کے رستے بڑی جمعیّت اور افراط سے رسد لیکر روانہ کیا گیا تھا وہ امید
ی اور صلح کا پیغام درمیان آیا جسکو سلطان نے قبول کیا تب سنہ ۱۷۸۴
بندا مین سر جارج اسطانطن اور دوسرے ارمدراس سے سلطان کے
مین بعنوان سفارت آئے مارچ کی گیارہوین کو قول قرار مصالحے کا منعقد
س شرط پر کہ جانبین سے سبکے سب اسیر اور دیے محالات جو جنگ وجدال
زمانے مین طرفین کے عمال دخل مین آگئے ہمین چھوڑ دیے جائین چنانچہ انگریزون
منگلور، اُونور اور دوسرے قلعے جو اُنکے قبضے مین آگئے تھے خالی کر دیا،

ہر چند قلعے اور محالات کے حوالے کرنے مین طرفین سے عہد و پیمان کی رعایت عمل مین آئی مگر دوسری شرط یعنے اسیرون کی رہائی ہرگز سلطان کی جانب سے ظہور مین نہ آئی، چونکہ انگریزون کے ساتھ عہد و پیمان ہونے سے کچھ دن آگے مرہٹون کی بدسلوکی کے سبب سلطان برہم ہو رہا تھا اور اُن دنون لشکر فہار اُسکے تابع اور زمانہ بھی موافق تھا پس فرصت کو غنیمت جان کے اُسنے یہہ قصد کیا کہ اپنی تلوار آبدار کے زور سے اُس قوم یغماگر کی آتش فتنہ انگیزی کو فرو کرے، چنانچہ وہ اُسی عزم پر ملیبار سے بدنور کے رستے ہو کر شانور کی سرزمین سبز حاصل مین آ پہنچا، یہہ خطّہ قدیم سے نواب عبدالحکیم خان کے بزرگوارون کے قبضے مین تھا جسکا چوتھ خراج مرہٹون کی سرکار مین داخل ہوتا تھا، سنہ ۱۷۷۷ع مین حیدر علی خان بہادر نے اِس ملک پر تاخت کر یہان کے نواب سے تعلیبندی مقرر کی اور اُسکی لڑکی کو اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کے ازدواج مین لی تھی ہر چند شانور کے نواب کو خاندان حیدری مین اِسطرح کا ناتا رشتہ تھا باوجود اِسکے وہ سلطان کے وہان آنے اور اِسکے ملاقات کرنے کو پسند کر مرہٹون کے پاس چلا گیا، سلطان کی طبیعت پر اُسکی یہہ حرکت شاق گذری تب اُسنے سر اسر وہ سرزمین کو لوٹ لیا، و نواب کے محاسر اکو مسمار کیا، بنکاپور کے قلعے کو آگ لگا جلا دیا، اور شانور سے حملہ کر دھارواڑ اور بادامی دونون قلعے لے لیئے اُن دونون کے مستخر ہونے سے حوزہ اُس ملک کا سر تا سر دکھن کے اُن محالون تک جو مرہٹون کے عمل دخل اور کنٹہ ریا و کشتنا مذیون کے بیچ مین ہین فراخ ہو گیا ایسی فتوح کی تقویت سے اِدھر تو وہ کشتنا مذی پار ہونے اور مرہٹون کے ملکون پر فوجکشی کرنے کا عازم ہوا اُدھر پونا کے کاربردازون نے اِس حال سے واقف و خائف ہو زبان آورا ایلچیون کو بھیج کر

کر سلطان کے شعلۂ قہر کو فرو کر قول قرار آشتی کا درمیان لائین چنانچہ
نہ ۱۷۸۴ کے آخر مین باہم میل ملاپ کا عہد و پیمان محکم ہوا اس قرار سے
سلطان ممدوح حال کے اپنے تمام ممالک مفتوحہ پر قابض و دخیل رہے مگر شانور
کے نواب کے حوالے کردے اِس شرط پر کہ وہ اُسکے محاصل سے چوتھ
ون کے پیشوا کو دیا کرے خیر جب سلطان نے اُس طرح سے اپنے تمام
ن کے ساتھ صلح خالبانہ کی بفتح و نصرت میسور کے دارالملک سرینگپتن
طرف کوچ کیا، چونکہ اُن دنون حکومت و سلطنت مین اُسکے خوب استقلال
ہوا اور ممالک محروسہ کے بالکل رعایا اور اطراف کے نواب صوبے
سب اُسکے منقاد و فرمان بردار ہوئے اُسنے بسعادت و کامرانی تخت
ی پر جلوس فرمایا، اور سنہ ۱۷۸۵ مین خطّہ اد ھونی کو جو جاگیر نواب نظام علی
کے بھانجے مہابت جنگ کی تھی بزور سر کیا، علاوہ کرنول اور کڑپے کے نواب
ی باقی ماندہ ریاست پر جسکے اکثر محالات کو اُسکے پدر بزرگوار نے
۱۷۷۸ اور ۱۷۷۹ کے درمیان اپنے ممالک محروسہ کے مضاف کیا
شرف ہوا امتیاز گڑھ کا حصار کہ ہندوستان کے محکم و مشہور قلعون مین
یا جاتا ہی اور مدّت تک اُسپر نواب حیدر علی خان مغفور اور مرہٹون کا
تھا سلطان کے اختیار مین آیا بعد اسکے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ سال بھر تک
عہد سلطنت کے سنہ ۱۷۸۶ مین خانگی امورات کے بندوبست اور
محروسہ کے قلعجات کی تحقیق و تدارک اور خزینون و ذخیرون کے تفحص ہی
شغول رہا، جب اُن مہمّات ضروری کے انتظام و ضبط و ربط سے فراغت
ب حکم کیا کہ ہر طرح کی پادشاہی اشیا و جایداد کی تعداد کو قلم بند کرکے الگ
اُنکی فرد بنائین جواہر و زیورات اور نفایس گران بہا کا سیاہیہ بقید

قیمت طیار کرین چنانچہ سارا خزینہ چاندی سونے اور بیش قیمتی نفایس کا بعد قیمت کرنے کے آسی کرور کا مال ٹھہرا اسکے سوا نو ہاتھی چھ ہزار قطار شتر تیس ہزار عربی گھوڑے چار لاکھ بیل ایک لاکھ بھینس چھ لاکھ بھیڑ اور تین لاکھ توڑے دار اور تین لاکھ چقماقی بندوق، دو لاکھ تلوار بائیس ہزار طرح بطرح کی توپ شمار مین آئین اور بارود کے انبار، اور جنگی اسباب و ہتھیار شمار سے باہر تھے یہ سب تو سرکار سلطانی کی اشیاے منقولہ تھین اور املاک غیر منقولہ جیسے عمارات و باغات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ جن مین فقط باغات ہی سوا سی تھے اسی سے باقی ملکون کو بھی بہ مضمون اس مصرع پارسی کے ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا سمجھ لیا چاہیے، اور افواج جرار خونخوار سوار و پیدل کی مسلح و مکمل ایک لاکھ چوالیس ہزار سوا اُنکے ایک لاکھ آسی ہزار سپاہی محالون مخزنون کی چوکی پہرے کے واسطے جدے جدے تعینات تھے سلطان نے اپنے عمل مین افواج کے دستوردن کو بدل ڈالا یعنے نئے نئے نام لشکر کی جدی جدی تولیون کے واسطے ایجاد کیا، اور وہ احکام جو لڑائی کے ہنگام مین سپاہیون کو دیتے تھے قبل اسکے انگریزی یا فرانسیسی زبان مین تھے اب اُنکی جگہہ پر فارسی و ترکی الفاظ مقرر کیے اور سرینگپٹن کے انبار خانون مین اس قدر غلون کا ذخیرہ جو سال بھر ایک لاکھ فوج کو کفایت کرے جمع کرنے کا حکم دیا اسیطرح اور قلعون مین بھی بقدر ضرورت ذخیرہ و آذوقہ طیار رکھنے کو فرمایا بعد اسکے وہ دو برس تک سنہ ۱۷۸۷ اور ۱۷۸۸ مین کورگ اور خود ملیبار کے مسخر کرنے مین مشغول رہا کورگ کا راجا چار برس سلطان کی قید مین رہکر زندان سے نکل بھاگا اور فتنہ و فساد کا باعث ہوا مگر ملیبار کے نائر لوگ کتنے تو جڑ بنیاد سے مستاصل اور اکثر مسلمان

ے باقی اُن مین سے انگریزون یا اپنی ذات قبیلون کے ملکون کو نکل گئے،
سلطان دین پناہ نے ستّر ہزار نصرانیون کو جنھین ملیبار کی سرزمین مین
تھا ایک لاکھ ہندوون کے ساتھ خلعت اسلام پہنایا، اور اِس وسیلے سے
سلطان کی جو غلبہ اسلام اور کثرت ملازم وخدّام کے باب مین تھی پوری ہوئی
ن مصیبت زدے مظلوموںکے مسلمان ہونے سے سلطان کے ممالک
ے مین مسلمانونکی جمعیّت بہت سی بڑھگئی سلطان کی حرص مسلمان
لی صرف ملیبار کے باشندون پر منحصر نہ تھی بلکہ کوئنبا تور کے رہنے والون اور
ے ہندوون کے ساتھ بھی جو اُسکے محلّ عتاب مین پڑجاتے تھے یہی
ہونا یہانتک کہ آخر کو اُسکے دیوان پورنیاتک یہہ نوبت پہنچی تھی، اگر
ن کی والدۂ محترمہ کہ نہایت رحم دل تھین اُسکی شفاعت نکرتین تو وہ بھی
نحواہی مسلمان کیاجاتا، اُنھین دنون سلطان نے حکم قطعی دیا کہ ممالک
ے کے بالکل بتخانے اور دیول توڑ کر ڈھادین، اور باجودیکہ نشے والی
مین کروڑ روپی سے زاید سالیانہ نفع سرکار کا تھا سلطان دین پناہ نے
ین اسلام کے اپنے فایدےکا مطلق لحاظ نکر خرید فروخت اُن چیزونکی
اُٹھوادی اور تمام کھجور اور تاڑ کے درختون کو جڑ پیڑ سے اُکھڑوا
رآیندہ بھی ان درختون کے لگانے کی مناہی رہی، اور کئی جہاز سرکار
نی سے عند اللہ مقرّر کیے تھے کہ ہر سال حاجیون وزوارون کو
لعہ و کربلاے معلّا کو لایا و لیجایا کرین بعد اِسکے کہ انگریزون کے ساتھ
یمان ہو چکا تھا سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ ع مین سید غلام علی خان اور دو
ے سفیر برند بیر کو ملک فرانسیس کی طرف روانہ کیا تا وہان
ب مین مطارحہ کرین کہ اُنکی قوم نے انگریزون کے ساتھ جو خلطان کے

وشمن ہمین کیون مصالحہ کیا اور اُسکے کارپردازون کو صرف انگریزون سے
خلاف کرنے پر ترغیب و تحریص کرین بیش قیمتی نفایس و تحایف اور
سلطان روم اور بادشاہ فرانس کے نام کے مکتوب اُنکے ساتھ بھیجے گئے، چنانچہ
وے تینون سفیر سنہ مذکور مین ہندوستان سے فرنگستان کی طرف روانہ ہو کر
قسطنطنیہ مین جا پہنچے، طالبان اخبار کو معلوم ہو جیو کہ یہہ سیّد غلام علی خان دو مرتبہ
سرکار سلطانی سے دولت عثمانیہ کو بطریق سفارت گیا، ایک بار تو سلطان کے
تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے زمانے مین یہان سے عہدہ عہدہ بیے سلطان
روم کے حضور مین لیجا کر مورد الطاف سلطانی ہوا اور اُس ملک کے
نفیس نفیس تحفے شاہ روم سے بادشاہ دکھن کے واسطے لیکر پھر آیا پھر دوسری
دفعہ مکتوب محبّت اسلوب لیکر گیا اور اُدھر سے سلطان روم کا نامہ جو اُس
کتاب مین داخل کیا گیا ہی لیتا آیا سلطان کو اپنے جلوس کے ایام سے لیکر ہنگام
شہادت تک سدا ہندوستان سے انگریزون کی ریاست اُٹھانے کی دھن تھی
لیکن چونکہ اِس مطلب کے پورے ہونے کی کوئی معقول تدبیر اُسکے خیال
مین نہین گذرتی تھی مگر یہہ کہ قوم فرانسیس کو جو ہندوستان مین انگریزون کے ہمسر اور
کاردانی و فطنت مین اُنکے برابر ہین اپنے ساتھ موافق کرے جو جب اِس مصرع کے
ع نشاید کوفت آہن جز بآہن، اِس مہم کے انجام کرنے مین اہتمام کرے،
اِسلیئے جب سلطان کے ایلچی ملک فرانس سے بے نیل مرام پھر آئے تب
اُسنے چاہا کہ پھر دانشمند اور زبان آور ایلچیون کو فرانسیسون کے پاس بھیجے
چنانچہ اپنے مقربان بارگاہ مین سے محمد درویش خان اور اکبر علی خان و محمد عثمان
خان کو اِس کام کے واسطے تجویز کر کے دار الملک فرانسیس کی طرف روانہ
کیا، چنانچہ وے جون مہینے کی نو مین سنہ ۱۷۸۸ مین شہر طولان مین پہنچکر جہاز سے

اُترے فرانسیسون کے بادشاہ نے جو سولہوان لوئس کہلاتا تھا بڑی عزّت و توقیر سے اِن کی ملاقات کی، پھر تیسری آگسٹ کو اِن سفیرون نے پروانگی باریابی کی پاکر انگریزون کی قوم کو خطّۂ ہندوستان سے نکالنے کے باب مین سلطان کی طرف سے کمک و مدد کی استدعا کی اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ اِن دونون سرکارون کی سعی و کوشش سے جتنے ملک مسخر ہونگے اور جسقدر غنیمت کا مال ہاتھ لگیگا باہم دوستانہ حصّہ برابر تقسیم کرلیا جائیگا، ہرچند یہہ پیغام متضمّن ترقی جاہ حشمت فرانسیس کے بادشاہ کو نہایت خوشی کا باعث تھا پروہ بالفعل اُن درخواستون کے منظور کرنے مین بسبب قرضداری کے بار کے مجبور تھا باینہمہ اُسنے اُن دوستانہ پیغامون کے جواب مین سفیرون سے کہا کہ تم ہماری طرف سے بعد اظہار لوازم دوستی و محبّت کے سلطان کے خدمت مین یون ظاہر کرو کہ یہہ مخلص خیر خواہ بمجرّد فارغ ہونے اپنے خانگی امورات اور ملکی مُہمّات سے بسر و چشم امداد و کمک کے لئے آمادہ و مستعد ہوگا، خبر جب سلطانی سفیر کئی مہینے تک شہر فرانس مین رہے اور شرطین مہمان نوازی کی بڑے بڑے تکلّف سے اُنکے لئے عمل مین آئین اسکے بعد وے توقیر و تکریم کے ساتھہ فرانسیسی جہاز پرسوار ہو ہندوستان کے عازم ہوئے اور سنہ ۱۷۸۹ کے مے مہینے مین سریرنگپتن آپہنچے، لیکن چون وے اِس سفارت مین ناکام پھر آئے اور سلطان کا جو مرکوز خاطر تھا حاصل نہوا تھا اِس لئے بڑی بے التفاتی سے اُنھون نے حضور مین بار پایا، جب سلطان کو فرانسیسون کی طرف سے اعانت کے باب مین مایوسی ہوئی تب ملک ستانی کے حوصلۂ بلند سے کرناٹور اور جیاگوتا اِن دونون قلعونکے لینے کے قصد پر جنگ کی تیاری کی، اِن قلعون مین پہلے ڈیڑھ سو برس تک قوم ڈچ کی عملداری تھی سنہ ۱۷۷۹ مین نواب حیدر علی خان نے اُنھین سے لیا تھا مگر

چونکہ وے لوگ اندنون مین کہ نواب بہادر اور انگریزون کے درمیان لڑائی ہوئی اُسکے شریک و مددگار ہوئے تھے، اِس لیئے نواب نے پھر وہ حصار اُنھین کو دے دالا تھا یہ قلعے ترآون کو رسے اُتر کی طرف ہین راجا بہان کا جو انگریزونکے ہواخواہون سے تھا اُن حصارون کے دخل کرنے کی بڑی تمنا رکھتا تھا چنانچہ کئی بار دج کے کارپردازون کے پاس اُنکی خریداری کا پیغام بھی بھیج چکا تھا، اور یہی بات سلطان کی ناخوشی کا باعث ہوا کیونکہ وہ قلعے کوچین والے راجا کے متعلقات سے ہین جنکا خراج بطریق نعلبندی سرکار حیدری مین داخل ہوتا تھا پس یہ دو قلعے بھی سلطانی قلمرو کے تحت مین تھے اور اِس لیئے سلطان نے سنہ ۱۷۸۹ع مین دج کے کارپردازون سے بجبر اُن حصارون کو پھیر مانگا جسپر اُن لوگون نے سلطان کے رعب و دہشت کے سبب اُس راجا سے قلعون کی فروخت کا معاملہ پخت و پز کرکے جلد اُنھین اُسکے کارپردازون کے حوالے کردیا، سلطان اُنکی اِس حرکت سے نہایت برہم ہو کر سنہ مذکور کے جون مہینے مین بڑی جمعیت ہمراہ لے کر نگاتور کی جانب تسخیر کے ارادے روانہ ہوا، تب ترآون کور کے راجا نے انگریزون سے کمک مانگی، سلطان اِس حال سے اور بھی آشفتہ خاطر ہو کر اُسکے ملک پر لشکر جرار لے چڑھ گیا، اور اُنتیسوین دسمبر کو ترآون کور پر حملہ کرکے ناکام پھر آیا اور آدمی بھی اُسکی فوج کے اُس لڑائی مین بہت مارے گئے، چونکہ سلطان کا بہ تاخت کرنا برخلاف اُس مصالحے کے جسکا عہد و پیمان بنگلور مین منعقد ہوا تھا اور راجا مذکور کے ملک کی حفاظت بھی اِس صلح کی شرطون مین ایک بڑی شرط ٹھہری تھی وقوع مین آیا اِس جہت سے انگریزون نے ناخوش ہو کر راجا کی مدد کو کئی پلٹن بھیج دی تسپر بھی سلطان نے اپنی دھن نہ چھوڑی اور دوبارہ مارچ کی چھٹی سنہ ۱۷۹۰ مین اِسپر چڑھائی کی اور

پھر شکست اُٹھائی ، بعد اِ سکے سر برنگپٹن سے بھاری توپخانہ منگوا کر پندرھوین اپریل کو حملہ کرکے دروبست اُس سر حد پر دخل کرلیا راجا کی فوجین وہان سے مجبور ہو اپنے ملک کی طرف پھر گئین ، سلطان نے اُنکے تعاقب مین لشکر بھیجنا صلاح نجان کر ترنت کرنگا تور پر تاخت کی اور بڑی اہتمام سے محاصرہ کر کے جلد اُسکو بھی مفتوح کیا اور جیکوتہ پارور کو زیا پالی اور کئی قلعے سہج مین لے لیئے جب تراونکور کے اُترکی فواج سر ہو گئین سلطان نے اُس سرحد کے تاخت تاراج کرنے کو حکم دیا ، جبکہ سلطان کی اِس جرأت و سبقت کو انگریزون نے خلاف عہد اور مقدمہ جنگ کا سمجھا تب اُنھون نے راجا کی مدد کے لیئے کرنیل ہرطلی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور بنبئی و مدراس کی افواج مین بھی اُنکے سپہسالارون کے نام پر جنگ و حرب کے آمادہ ہونے کو فرمان گئے اور اُسی عرصے مین مرہٹے اور نظام علی خان کے پاس بھی انگریزون کی طرف سے آشتی کا پیغام بھیجا گیا تاوے لوگ اُن سے ملکر سلطان کے مقابلے کو اپنی اپنی فوج طیار کرین وے دونون تو سلطان سے بدل عناد رکھتے ہی تھے اِس پیغام کو جلد قبول کرلیا سلطان نے اِس خبر سے تراونکور کی فوجکشی موقوف کر سر برنگپٹن کی جانب مراجعت کی اور مدراس کے کارپردازون سے درخواست ایک ایلچی کے روانہ کرنیکی کی تا اُسکے ذریعے سے تراونکور پر سلطان کے چڑھائی کرنے کی وجہ بخوبی اُنھین معلوم ہو جاوے ، پر اس درخواست کو جنریل میڈوس نے قبول نکیا اور کہا کہ یہہ بات ظاہر ہی کہ سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ کی شرطون کے برعکس انگریزی اسیرون کے بھیجنے مین خلاف عہد کیا اور باوجود اِس عہد و پیمان کے ، سرکار انگریز کے خیر خواہ کی سرحدون پر تعدی کا ہاتھ پھیلایا ، القصہ سنہ ۱۷۹۰ کی پندرھوین جون کو جنریل میڈوس نے ایک فوج ھنگین

کے ساتھ سلطان کے ممالک محروسہ مین داخل ہو کر پہلے تو کرور کے قلعے عمل کر لیا پھر یہان سے دارا پورام اور کوئنباتور جا کر اُن دونون کو بھی سر اُدھر کر لیا اسطوار طاندیگال اور ہلیکاچری پر قابض و متصرف ہو گیا، ا جنریال میندوس نے یہہ قصد کیا کہ ہتھیا گھاٹ ہو کر میسور مین داخل ہو، جبتک یہان انگریزی فوج کو کوئنباتور مین آذوقہ و غلہ جمع کرنے مین مصروف اِدھر کرنیل فلائڈ اپنی پلٹن سمیت ستیمنگل مستخر کرنے کو آگے بھیجا گیا، تب جنریال مذکور نے اِس مہم کو بڑی آسانی سے سر کر لیا، جس عرصے مین کہ انگریز پلٹنون نے ایسا انقلاب و تصرف کیا لشکر سلطانی کی طرف سے کسی طر اُنکا مدافعہ و مقابلہ نہوا مگر فقط سید صاحب کے رسالے کے سوار اور کتنے پندار لوگ ہی تو کبھی کبھی اُنکی بنگاہ و سپاہ کا اسباب لوٹ تاراج کر پس ماند یا فوج کے بھولے بھٹکون کو مار لیتے، چونکہ اُندنون سلطان کے کوچ مقام کا کچھ حال ظاہر نہ تھا یہہ گمان گذرتا تھا کہ ابتک وہ سریرنگپٹن ہی کی اطراف مین ناگاہ ۲۷ ستمبر مہینے کی تیرھوین کو لشکر سلطانی کے ہراول نمودہوئے جنھین کر فلائڈ کے طلایہ داروں نے دیکھا، پھر کئی ساعت بعد سلطان کی فوج بھی چار ہزار جوان سمہ ایک بڑے توپخانے کے تھے کاوری کے میدان مین آن بہادرون نے پہنچنے کے ساتھہی انگریزی پلٹنون پر گولے اور گولیون کا مینہہ برسایا پھر تو طرفین سے بازار کشت و خون کا گرم رہا اور اکثر دلیران طالب نام کام آئے، شا وقت دونون لشکر میدان جنگ سے تفاوت آکر اُترا، کرنیل فلائڈ مستعد تھا کہ انگر لشکر سے جا ملے، پر باربرداری کے چارپایونکے نہونے کی جہت سے آخر کو سمجھو بہت سا بھاری سامان و سرانجام اور توپخانہ پیچھے چھوڑ کر سپٹنبر کی چودھوین ا فوج سمیت روانہ ہوا، ساتھہی اُسکے سلطانی فوجین بھی وہان جا پہنچین سارا اور

طرفین کو دو دو ہی دو رسے گولے مارنے گذرا لیکن سہ پہر کو چار کے عمل مین جب حریف کا لشکر اپنی منزلگاہ کو پہنچ چکا تھا بڑی لڑائی ہوئی اور تین گھڑی تک قایم رہی،

بیت

غرض مہربان ہوا جب نہان
گئے تب سوئے خیمہ جنگ آوران

مذان جب سلطان نے مراجعت کی تو انگریزی پلٹن نے کھیتکے ویلا ڈی کی جانب چل نکلی اور دوسرے دن وہان جا پہنچی، اُدھر سے جنرل میتھوس سلطانی فوج کے پہنچنے کی خبر پاتے ہی کرنیل فلائڈ کی مدد کو چلا، لیکن چونکہ اُسکے رہنما غلطی سے سیتمنگل کے رستے نجا کر اُسکو دامیکوٹے کو لیگئے، اسلئے جنرل اور کرنیل سے ملاقات نہونے پائی اور دونون کی فوجین ایکدیکھنے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہو گئین، پر سلطان نے چون اپنے دل مین جنرل مذکور کی اس حرکت کو دھوکھا سمجھا کہ وہ در پردہ یہ چاہتا ہی کہ اپنی فوج لیکر سرینگپٹن اور اسکے لشکر کے بیچ حائل ہو لہذا وہانسے معاودت کر پھر بوانی مدی کے پار جا اُسکے اُتر کے کنارے پر ڈیرا کیا جبتک اُدھر انگریزی پلٹنین آپسمین ملکر کومُنبا تور پھر گئین، چونکہ سلطان کی سرکار مین بار برداری کے چارپائے بہتایت سے اور لشکری اسباب و ذخیرون کے کہین لیجانے مین شدت سے پھرتیلے تھے اور اُسکے غارتگر سوار بھی ہمیشہ اطراف فوج کی چوکی پہرے مین نہایت چوکس اور ہشیار اور انگریزون کے جاسوس سے خبردار رہا کرتے تھے بلکہ جب اُنمین سے کسی کو پاتے بے دھڑک مار ہی ڈالتے تھے اور دمبدم انگریزی پلٹنون کی خبرین سلطان کو پہنچایا کرتے اس جہت سے انگریزون کو تو سلطان کی روانگی کی اطلاع نہوتی اور سلطان کو اُن لوگون کے کوچ مقام کا حال خوب معلوم رہتا، القصہ جب مدراس کے کارپردازون نے جانا

کہ جنریل میندوس کی سپاہ اتنی نہین ہین کہ اُنسے عہدہ برائی جیسی
سلطان کے ویسے ابنوہ لشکر کے سامہنے ہو سکے، تب کرنیل مکسوئل
ہوا کہ وہ اپنی جمعیت سمیت کو ئنباتور مین جنریل مذکور سے جا ملے، جاسوسون
یہہ خبر سلطان کو پہنچائی تب وہ جھٹ پٹ کرنیل کے مقابلے کو روانہ
جا پہنچا اور تین دن تک پیہم اُسکی فوج پر گولے مارتا رہا لیکن کرنیل اُسکے سامہنے
نہ ہوا کہ جنریل میندوس اور اُسکے لشکر کے پہنچنے کا منتظر تھا، جب نوین نوف
سلطان کو جنریل کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو اُسنے ترنت پولامیتی کی طرف کوچ کا
فوجون کو حکم دیا تا وے اعدا کے سنگہ نہو کر اُسے آملین، چونکہ اندنون سے
یہہ سمجھکر کہ اعدا کی افواج کا مدافعہ اُسے نہو سکیگا، اپنے والد مغفور کے
رویے کو اختیار کر ممالک محروسہ کی محافظت و پاسبانی چھوڑ اعدا کے
رعیت کو تباہ کرنے پر مستعد ہوا پس میسور کی طرف نجا کر شمالی اطر
کے دکھن روانہ ہوا اس ارادے سے کہ تنجور کی سرزمین ہو کر ایکا ایکی ترچنا
جا پہنچے، مگر جب کلیرون نامے ندی کے کنارے پہنچا تو اُسکی طغیانی اور جوش
وخروش دیکھکر مجبور ہوا، کیونکہ اگرچہ عبور کرنا روا تھا ممکن نتھا پر اعدا کی
چون اُسکے لوٹنے کی راہ بند کرنے کے لئے تعاقب مین نہی وہ بائین ہاتھ کو مڑکر
مین جتنے دہات اُسکے سامہنے آئے سر تا سر لوٹ پات سے خاک سیاہ کیا پھر
مہینے مین اُسنے جا کر تنجیا گڑھ کو گھیر لیا، پر کچھ فائدہ نہوا، جب سترہ دن محاصرہ
کو گذرے تو نرمالی چنا پٹن، وانتی یو اشس کے رستے آگے کو کوچ کر راہ
درمیان شہرون کے اُجاڑنے برہمنون، بتکانون کے اسیر و پلید کر
مین جو اُسکے معمولات سے تھا دریغ نکیا، بعد اسکے وہ پانتی پچیری کو روانہ
اس امید پر کہ فرانسیسیون سے کچھ مدد مانگے یا سر نو اُنکے ساتھ دوستی و اتحاد کا عہد کر

مگر اس جہت سے کہ اُنکے حاکم نے انگریزون کے ساتھ یہ اقرار کیا تھا کہ وہ زنہار طرفین جنگجو سے کسی کی کمک نہین کرینگا سلطان نے بنا چار وہان سے ناکام پھر کر برما کا یل کے قلعے کو سر کیا اور اُس لڑائی کے زمانے مین خوب ہی اپنی سپر لشکری کا جوہر ظاہر کیا جنگ کے آلات اور سپہگری و دشمن سوزی کے داؤ گھات کو ایسی ہشیاری اور پردلی سے استعمال کیا کہ اُسکی چالاکی و جوانمردی سے انگریزون کا سارا منصوبہ غلط کردیا چنانچہ اب اُنھین میسور کی بڑی سرحدون کا لینا تو درکنار ایک اور نیا اندیشہ پیدا ہوا کہ سلطان کہین مدراس کے آس پاس کی سرحدون پر لشکر کشی نکرے اور وہان کے رہنے والون کو طرح بطرح کے رنج و مصیبت مین نہ ڈالے، لیکن چونکہ لارڈ کارنوالس ۱۷۹۱ سال مین بنگالے کی طرف سے ایک بڑا سنگین لشکر اور مبالغ خطیر لیکر مدراس مین آپہنچا اور مرہٹے اور نظام علی خان کی فوجین بھی پونا ن و حیدرآباد سے انگریزون کی مدد کو روانہ ہوئین زمانے کا رنگ ہی اور ہوگیا سلطان نے کرناٹک کی اطراف سے اپنے ممالک محروسہ کی حفاظت و پشتی کے لیئے جلد کوچ کیا ۱۵ نومبر جنوری سنہ ۱۷۹۱ مین لارڈ کارنوالس مقام دلہوٹ سے سپہسالاری کا عہدہ لیکر گیارھوین فبروری کو ویلور مین آپہنچا سلطان نے یہہ سمجھکر کہ انگریزی پلٹنین انبور کے گنوارے گھاٹ ہو کر میسور کی حد مین داخل ہونگین اپنی فوجون کو اُس اطراف مین جمع کیا لیکن لارڈ ممدوح ویلور چھوڑکر اُتر کی جانب روانہ ہوا اور پہلے اُسکے کہ سلطان اِسکی اِس روانگی سے خبردار ہو مگلی گھاٹ مین داخل کر سلطان کے قلمرو مین داخل ہوا کولار اور ہسکوٹے کے باشندون نے بے دونون قلعے بے مزاحمت و مقابلہ اُسکے حوالے کردیا، پانچوین مارچ کو لارڈ موصوف اپنی پلٹنون سمیت بنگلور کی نواح مین جا اترا اور سلطان نے بھی اپنی فوجین لیکر انگریزی لشکرگاہ کے مقابلے مین آدھمکا بنگلور کا قلعہ دونون

لشکر کے درمیان رہا، اُسیدن انگریزی سواروں نے جو حریف کے لشکر کی کیفیت دریافت کرنیکو متعین ہوئے تھے افواج سلطانی کے ایک غول پر حملہ کیا، بڑی جدّوجہد کے بعد مجبوری کی حالت مین ناکام پھر گئے اور اُنکے شاتھ والے بہت مارے پڑے شہر پنتنہ تاخت کر غنیم نے لے لیا میسور کے بہت جوان کھیت آئے اور بھی اُسکا اکیسو بن مارچ مین بلوے سے مستخر ہوا، قلعدار ہزار سپاہیون حمیت مار باقی ماندہ سپاہ اسیر ہوئے ایسے واقعہ کے حادث ہونے سے سلطان پہلے تو لارڈ کارنوالس کو موقت صلح کے واسطے ایک نامہ لکھا مگر جب جوا اُسکا خاطرخواہ اُسکو نملا تب اپنی فوجون کی سرداری وخبرداری سپہسالارون کو مقرر اور اُنھین بہ تاکید کر کہ تم یہان اعدا کی تاخت سے ہشیار رہنا، آپ سرینگپتن کی طرف روانہ ہوا تا وہان جا کرپناہ کے سامان سرانجام کرے اتھائیسو بن کو اِسی مہینے کی لارڈ موصوف اِس ارادے سے چلا کہ سپاہ نظام علی خان اور اُسکے ہمراہ کی فوجون مین جو انبور گڑھ سے چلی تھین جاملے، اپریل کی تیرھو بن کو انگریزی لشکر نظام علی خان کے فوج تک جسمین پندرہ ہزار سوار تھے جا پہنچا، بعد اِسکے لارڈ موصوف اپریل مہینے سنہ ۱۷۹۱ کے بنگلور کو پھر آیا، پھر مے مہینے کی تیسری کو اُسنے سرینگپتن طرف کوچ کرنا شروع کیا اور مقام اراگیری مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا سلط نے اپنی فوجون کو کاویری ندی کے اُتر کنارے پر جسکے سامھنے چوربالو یا دلدل لڑائی کے واسطے طیار کین، پندرھو بن کو لارڈ کارنوالس نے اُسپر حملہ اور بڑی کشش و کوشش کے بعد، بسبب لاچاری کے وہان سے قلعے کی توپون کی آڑ مین آ کر مقام کیا، اُدھر سے بنبئی کی پلٹن بھی جسکا جنر ابرکرنبی سپہسالار تھا، یہان مدراسی فوج کے پہنچنے سے کئی دن آگے ہی پہنچ چکی تھ

لارڈ موصوف چاہتا تھا کہ ان دونون پلٹنون کو ایک ساتھ شامل کرے مگر چونکہ ایام بارش کے سبب ندیان چڑھی ہوئین تھین اِس مطلب مین تاخیر واقع ہوئی، جب تو اُسنے بھی اِس راہ سے اور بھی دوسرے موانع کی جہت سے سر برنگپٹن کی چڑھائی، دوسری لڑائی پر موقوف رکھ جنریل ابرکرنبی کو ترنت مایہبار کی جانب جانے کا حکم دیا، جنریل مذکور چون باربرداری کی ناداری کے سبب توپخانہ اور جنگ کا لوازمہ کچھ بھی ساتھ نہین لے گیا تھا، باوجود اِسکے سلطانی غارتگر سوار دین کے ہاتھون شدت سے تنگ کیا گیا، کیونکہ اِن لوگون نے کچھ لشکری ساز و سامان تو لوٹ لیا، سپاہیون مین سے بعض بعض کو اسیر اور کشتون کو قتل کر ڈالا اور بالکل انبارون مین بارود کے جو پریاپٹن نامے بتخانے کے درمیان ڈھیر کر رکھی گئی تھی سلطان کے حکم سے آگ لگا دی، الغرض کہ اِن سوارون نے انگریزی لشکرگاہ کے آس پاس کی سرحدون مین تنکے بھر کی جنس بھی باقی نہین چھوڑی تھی حریف کے آدھے سوارون کو پیادے چلنے کی نوبت آئی لارڈ کارنوالس کے لشکر مین ہر روز مواشی جانور ہزارون مرنے لگے، رسد کی راہ اِس طور سے بند کی گئی تھی کہ غنیم کی فوج مین ایک بیل چاول بھر بکا بھی پہنچنا ممکن نہ تھا، اسطرح اخبار و نامہ پیام کی تمام راہین یکلخت مسدود کر دی گئی تھین یہانتک کہ خبر مرہٹون کی افواج کی جن کے پرسرام بھاؤ اور ہری پندت سرغنہ تھے اور سر برنگپٹن مین پہلے ہی اُنھین پہنچنا ضرور تھا نہین پہنچ سکتی تھی، بناچار لارڈ موصوف ایسی بے بسی و لاچاری کی حالت مین اِس درجے مجبور ہوا کہ خواہی نخواہی اُسے تمام ساز و سامان اپنے توپخانے کا برباد کرنا گولون کو دریا مین ڈالنا، آلات لشکرکشی کے بالکل چھکڑون عرابون کو جلانا اور بے مہینے کی چھبیسوین بنگلور کی جانب ناکام پھر جانا ضرور ہوا اور اُدھر اِسی جہت سے

سر برنگپٹن کے قلعے سے مبارکباد کی باڑین دغنے لگین رات کے وقت تمام
شہرمین اس خوشی سے روشنی کی گئی ' درباریون اور حضور کے مقربو
نے تہنیت کی رسمین ادا کین کہ الحمدللہ اسنے قوی دست اعدا سے دولہ
اس دوسری لڑائی مین شکست پاکر ناشاد نامراد پھرائے گئے باوجود اسکے
حاطان کے دل پر چون روز مرہ اُسے فتح مندی کے ساتھ مرہٹون کے آگے بڑ
آنے کی خبرین پہنچتی تھین خوب اس بات کا نقش تھا کہ ہرچند افسون و عزیمہ
سے آسیب ان سفید دیوون کا دارالسلطنت سے کچھ دور ہوا لیکن
سخیر اُنکی ہنوز قرار واقعی عمل مین نہین آئی اسیواسطے لارڈ کارنوالس
پاس صلح کرنے کے باب مین ایک نامہ لکھا ' جب اُسکے مضمون سے لا
موصوف نے معلوم کیا کہ ان دنون جو انگریزون اور اُنکے خیرخواہون مرہٹے اور نظام علی خ
مین باہم میل ملاپ کا عہد پیمان ہوا ہی سلطان اس جتھے کے توڑنے اور
آپ ہی انگریزون کے ساتھ اتفاق اور وفاق رکھنے کا ارادہ رکھتا ہی '
جواب مین یون لکھ بھیجا کہ مین آپ کا کس طرح کا پیام جسمین خیرخواہان انگ
مرہٹے اور نظام علی خان شریک و متفق نہون منظور نہین کرسکتا ' علاوہ طر
سے کچھ عہد و پیمان قرار پانے کے پہلے یہ بات نہایت ضرور ہی کہ آپ انگ
کے سارے اسیرون کو حوالے کردیجئے ' جسپر سلطان نے ٹھیک ٹھیک حقیقت
حال بیان کیا کہ اُنکے اسیرون مین سے ایک بھی اُسکے یہان نہین ہی ' اور
وہ یقین جان چکا تھا کہ لارڈ کارنوالس اپنے حواہون کی عہد شکنی جائز
رکھیگا اس لیئے دوسرے عہدون کو اپنے ساتھ ملانے یا اُنھین آپس
معاہدے سے پھرانے اور اپنے تئین انگریزون کی دوسری لڑائی کے خطرون
ڈالنے کے درپی نہوا اب جو انگریزی لشکرگاہ مین مرہٹون کے رسد لیکر پہنچا

سے تنگی کی جگہہ فراخی کا سامان پیدا ہوا جسّے لارڈ کارنوالس کو کچھ دن سرینگپٹن کے حوالی مین ٹھہرنا تو ممکن ہوا پر سر دست دستیاب و درست ہونا اُن حربی اسباب و ہتھیارون کا جنھین اُسنے ابھی تباہ و برباد کیا دشوار تھا اور اسلیے محاصرے کا قصد کرنا بھی معلوم، تب اپنے لشکریون کو حکم دیا کہ کرناٹک اور میسور کے بیچ سے آنے جانے کی کوئی راہ ڈھونڈھ نکالین جسّے اسباب اور ذخیرون کے لیجانے کی سہولت اور بنگلور مین رسد و جنگی سامان کے جمع کرنے کی صورت ہو، جون مہینے کی چھبّیسی تاریخ افواج متّفقہ نامگنگل مولید رگ اور اوتری درگ کے رستے سے جولائی کی ساتوین کو بنگلور کی نواح مین پہنچین، تب مرہٹون کی فوجین چیتل درگ کی جانب روانہ ہوئین اور نظام علی خان کے سوار لوگ کنجیکوتے کی طرف گئے انگریزون کی پلٹن نے بنگلور کو کوچ کیا جولائی مہینے مین انگریزون کی فوج سے ایک غول نے اوسور کا حصار سر کرلیا اتفاق سے وہان ایک روز نامچہ اُنھین ملا جسّے معلوم ہوا کہ تین شخص فرنگی جو اُس قلعے مین اسیر تھے سلطان کے حکم سے قتل کیے گئے، انگریزون کی پلٹن اوسور کے گرد و نواح مین رہتی تھی کہ کرناٹک سے بھی ایک بڑی جمعیّت وہمین اُنکے ساتھہ آملی، جب تو انگریزون اور اُنکے ہواخواہون کی سپاہ نے آگسٹ سپٹمبر اکتوبر اسی تین مہینے کے درمیان کتنے ہی قلعے اور حصار جن مین سے کئی ایچیتی درگم اوتہ درگ راے کوتا نندی درگ برّے نامی اور مشہور تھے اپنے تحت و تصرّف مین کرلیا، اسی ایّام مین جاسوسون نے سلطان کے گوش گذار کیا کہ کوئنبا تور کی سرزمین جو انگریزون کے دخل مین ہی اُسکے نگہبان سپاہی تھوڑے سے ہین. جسپر سلطان نے ایسے قابو کے وقت کو غنیمت جان کر اُسکے مسخّر کرنے کے لیئے ایک فوج تعینات کی، پھر میر قمرالدّین خان سپہسالار

کے ہمراہ بڑی کمک بھیجی جسکے سبب سے وہ تعلقہ بھی سر ہو گیا اور لفٹ
کالمرس اپنے ایک ہزار سپاہی صمیت اسیر ہو آیا، سلطان اسکے کچھ
بعد ایک جماعت سپاہ کی جو بدنور سے آتی تھی اُسکے مقابلے کے ارادے
طرف روانہ ہوا، وہاں سلطان کے پہنچتے ہی مرہٹے کی فوج مین جو پرسرا
کی اہتمام سے چیتل درگ کا قلعہ گھیرے پڑی تھی ہل چل پڑ گئی، لیکن م
اپنے کام کو انجام کر سر برنگپٹن کا عازم ہوا اب لارڈ کارنوالس جسے کرن
اور حیدرآباد کے درمیان آنے جانے کی راہ ملگئی تھی اِس بات پر مس
ہوا کہ بنگلور اور سر برنگپٹن کے بیچ مین جو قلعے ہین اُنھین لے لے جنمین
ساوندرگ اور اُتری درگ یے دونون بڑے بھاری اور مشہور حصار
بلکہ ساوندرگ تو جمہور خلایق کے گمان کے موافق اُن حصین و متین قلعو
محسوب ہی جنکے سر کرنے مین بڑے بڑے اُلوالعزمون کے بھی ہاتھ پانو
ہمین، ہوا اِسکے گرد و نواح کی اِس درجے ردی کہ اکثر طبیعتون کو نا م
پڑتی ہی اور اِس لیے اُسے مرت گری یا موت کا پہاڑ کہتے ہین سلطان اُس گڑ
استواری اور اُسکی ہوا کی رداءت پر اتنا اعتماد رکھتا تھا کہ جب گوپندے اُ
پاس خبر لائے کہ انگریزون نے اُسکے مستخر کرنے کا قصد کیا ہی تب وہ نہا
خوش ہو کر فرمانے لگا کہ انشاء اللہ تعالی اُنکی آدھی فوج تو غازیون کی
آبدار سے زہرابہ مرگ چکھیگی اور بقیتہ السیف ایکہی بادصموم کے جھ
مین برباد ہو جائینگے، القصہ سنہ ۱۷۹۱ کی دسوین دسنبر مین لارڈ کارنوا
نے اُس قلعہ حصار پر چڑھائی اور اُسکا محاصرہ کر کے گیارہ دن کے عرصہ
اُسے مستخر کر چوبیسوین کو اُتری درگ بھی سر کر لیا، افواج سلطانی کے لوگ
ایسے رعب مین آگئے تھے کہ فرنگستانیون کو دیکھتے ہی قلعہ چھوڑ بھاگ

دام گڑھ وغیرہ بھی بے رنج و مقابلہ انگریزون کے ہاتھ آیا بلکہ درو بست وہ سرزمین سنگلاخ جو مابین بنگلور اور کاویری ندی کے ہی اُنکے قبضے مین آگئی نظام علی خان کی سپاہ نے آگسٹ مہینے سے نومبر تک گرم کنڈے کو محاصرہ کرکے نیچے کی گڑھی لے لی، تب اس گڑھی کی محافظت و نگہبانی کو موید الدولہ عرف حافظ جی سپاہیون کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ وہان رہا اور باقی سپاہ جسکا نواب سکندر جاہ سر لشکر تھا وسط دسمبر مین کولار کی طرف کوچ کرگئی اسی مابین مین اُسی مہینے کی اکیسوین کو شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار سوار کی جمعیت معیت مانند باد صرصر روانہ ہوکر ناگہان سر پیٹنا پر توتت کرمغلیو نکی بالکل جماعت کو جو وہان کی پاسبانی مین مشغول تھی اسیر کرلیا قلعے کے پاسبانون کو تازی کمک سے قوی دل کیا اور بہت سے سردارون کو اُنکے اہل و عیال ساتھ قلعے سے نکال بخیر و عافیت سر برنگپٹن کی طرف مراجعت کی، جون مہینے مین جب مرہٹون کی فوج پرسرام بھاو کی اہتمام سے چیتل درگ مین آپہنچی تو اُس سردار نے اِس حصار کے آثار و اوضاع کو دیکھکر یہہ معلوم کیا کہ لڑبھڑکر اِسکا سرکرنا دائرۂ امکان سے خارج ہی اسیواسطے چاہا کہ رشوت دیکر کوتوال کو ملا لے تا اِس وسیلے سے قلعہ ملجاے لیکن جب یہہ بھی نہوسکا، تب وہ چندے اُس نواح مین رہکر اُس سرزمین کو خراب و تباہ کرتا رہا، آخرالامر اُس سرحد کے پیچھم طرف اُسنے آکر انگریزی لشکر کی پشتی سے ہولی ہانور اور کئی اور قلعون کو مسخر کرفتح پائی، چونکہ سلطانی ممالک محروسہ مین فقط کنڑے اور بدنور کی سرزمین افواج متفقہ کی تاخت تاراج سے بچ رہی تھی سلطان اُنھین محالون سے حسب احتیاج غلہ منگوایا کرتا لیکن چونکہ مرہٹے کے لٹیرون کا بھی خوف لگا ہی رہتا تھا کہ مبادا وے تذنب بھدر اندی پار ہوکر اُن مکانون پر ظلم و ستم کا ہاتھ

دراز کرین اِس لیئے سلطان ہشیاری و پیش بندی کی راہ سے وہان کی خبر د
وحفاظت کے واسطے نواب علی رضاخان کے ہمراہ ایک بھاری جما
سپاہ بھیجی، بہ سردار تنب مدّی کے پچھم کنارے کے پاس جاکر
نام حصار اپنے چند اول مین رکھا اُترپترا، مرہٹونکا لشکر سنہ ۱۷۹۱ کی پچیس
اور چھبیسوین دسنبر کو آگے پیچھے بھدراا اور تنب مدّی جو دونون اُن د
پایاب تھین پار ہوا، تب انگریزی پلٹن اُسکی مدد کو پہنچکر میسور کی فوج پر
پڑی اور بڑی تگدو کے بعد فتح مند ہوئی نواب مذکور اپنی جمعیّت سے
کلیدرگ کے قلعے مین جو بدنور سے تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہی اور وہا
ہاتھیون اور خزانے کو اِسکے پہلے ہی وہان بھیج چکا تھا، آکر پناہ لی، ایک
دسنبر کو جب حریف نے سموکا مین تسخیر کے لیئے مورچہ طیّار کیا
چار دن کے محاصرے کے بعد، اُسپر چھوڑ دیا، پرسرام بھاو دوسرے
کے جنوری مہینے تک معہ اپنی فوج سموکا کی نواح مین رہا، بعد اِسکے بدنور
حصار مین اُسنے آکر پہلے تو قلعے کے باہر کے بعضے مکانون پر حملہ کرنیکو حکم دیا لیکن
یہ سنا کہ سلطان کے نامور سپہسالارون مین سے قمرالدّین خان بہادر لشکر جرّار ہمراہ لئے
کی پشتی وحمایت کے واسطے آتا ہی تب اُس قصد سے باز آکر چاہا کہ کارذکار نوالسم
وعدیکے موافق جاملے اور محاصرہ کرنے مین دارالملک سلطان کے اُسکا مددگار ہو،
پرسرام اِسی نیّت پر وہان سے چلا، جب نواب علی رضاخان کے شکست
کھانے کی خبر سلطان کو پہنچی تو اُسنے ترنت قمرالدّین خان کو بدنور کی پشتی
واسطے جانے کا حکم دیا اور اِس بات مین قدغن کیا کہ ہرگز مرہٹون کے تعاقب کا
نکرنا بلکہ اُن شریر شور پشتون کو غازیون کے حملون سے ہٹا کر اپنے فوج کے
غلّون کے جمع کرنے مین مصروف رکھنا اور جب اُنکے بھیجنے کی فرصت ہاتھ

تو سر برنگپٹن کی طرف روانہ کرنا، اُنھین دنون مین سلطان نے ایک فوج اپنے غارتگر سوارونکی کرناٹک کی جانب اُسکے تاخت تاراج کرنے کے لیئے روانہ کی، اِسّے غرض سلطان کی یہ تھی کہ انگریزی افواج جو اُسکے قلمرو پر چڑھ آئی ہین بعضی اُن مین سے ضرور اپنی سرحد کی خبرداری کو پھرجائینگی، اور اِس تقدیر مین اعدا کا زور ابتہ گھٹ جائیگا، القصّہ سلطانی غارتگرون نے موافق حکم والا کے اُس مقام پر جہان سے مدراس کچھ کم تین میل تھا پہنچکر رعایا کو قتل کیا اور کئی گانو مین آگ لگا دیا آخر کو سلطان نے یہ سمجھکر کہ اِس طرح کا تاخت تاراج کچھ فائدہ نہ بخشیگا، سر نولاڈ کارنوالس سے صلح کی خواہش اور ایلچی بھیجنے کی پرسش کی، جسپر اُسنے اگلی عہدشکنی کی ناخوشیون کے سبب سے اُسی وقت سلطان کے ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا کہ بدون اِسکے کہ سلطان کو ٹنباتور کے تمام اسیرون کو چھوڑ دے مصالحے کے باب مین ایک بھی نامہ و پیام منظور نہوگا، بعد اِسکے جب وہ محاصرہ کرنے کا بالکل لوازمہ اور ہر رقم کا اناج موجود کر چکا تو پرسرام بھاو کی انتظار کرنے کو بے فائدہ سمجھ فبروری کے سنہ ۱۷۹۲ مین نظام علی خان اور ہری رام پنڈت کے لشکر کے ہمراہ اوتری درگ سے آگے بڑھا اور اِدھر قریب ایک ہزار سلطان کے سوار لوٹ پاٹ مچانے کی تدبیر و تردد مین تھے، لیکن جب اُنھون نے راہ کے گانؤن مین آگ لگا اُنکے جانورون اور رہنے والونکو نکال باہر کیا، پانچوین کو افواج متفقہ سر برنگپٹن کے سوادین آپہنچین اور کاویری ندی کے پاس اُترین، اِدھر سلطان بھی اپنے لشکر کو ایک محکم جگہہ مین جمع کر صف آرائی کر چکا تھا، اِس رزمگاہ مین سلطان کے ساتھہ پینتالیس ہزار پیدل اور بیس ہزار سوار کی جمعیت اور سو ضرب توپ کی تھی، لارڈ کارنوالس چھٹی تاریخ کی رات کو نو بجے چھہ ہزار سات سی انگریزی پیدلون سمیت

لے توپ ، سلطانی پرے کے سامھنے آپڑا طرفین سے بڑی لڑائی واقع ہو
ساتویں کو سلطان نے دلیری کی راہ سے کئی بار حملا کیا کہ کسی طرح مڈی
اُتر کی الگ ہاتھ آجاے جسسے وہ انگریزون کو تاپو سے نکال باہر کر
لیکن کچھ مفید نہوا ، اور اِس جہت سے کہ سلطان کے سپاہی رعب مین آگئے
غول کے غول اُسکی فوج سے نکل گئے اور فرانسیسون کی جماعت بھ
سلطان کی خدمت مین تھی جنگ کی بد انجامی سوچ کے لارڈ کارنوالس سے جا
جزیرۂ سرینگپٹن کے پورب رخ کو لال باغ نامے ایک شاہانہ بوستان
نہایت پر فضا اور دلکشا اِس باغ مین کئی بڑے بڑے بالاخانے و باراوریان
فرح افزا نشیمن بنے ہوئے ہین جو انگریزون کے قبضے مین آگئے تھے لارڈ ممدوح
ضرورت جان کر اِس باغ کے درختون کے کاٹ ڈالنے اور وہان مورچے بنانے
واسطے حکم دیا اور وہ قصر وعمارات شاہی مریضون اور مجروحون کے بیمارستان بنائے

بیت

آری چہ عجب داری کاندر چمن گیتی
چغد است بئی بلبل نوحہ است بئی الحان

سلطان کا غنچہ خاطر بہ انقلاب زمانے کا دیکھکر کہ جس باغ و بستان دلچسپ
طیاری مین لک ہا روپی خرچ ہوئے تھے ، اب وہی موافق اِس شعر فارسی

بیت

جائیکہ بود آن دستان باد وستان در بوستان
شد زاغ و کرکس را مکان شد گرگ و روبہ را وطن

ایسا ویرانہ اور وحشت خانہ بنا کہ جہان بہار اور گل کی جگہہ خزان اور خاربی رہ
نہایت پژمردہ ہوا ، تب حسب الحکم والا اُس باغ اور مکانات پر جو بالفعل

کے تحت و تصرّف مین تھے قلعے سے متواتر توپون کے گولے مارے گئے، اگرچہ اِنمین سے بعضے گولے انگریزی لشکرگاہ مین جو سامھنے ندّی کے کنارے پر تھی پہنچے لیکن اِسسے کچھ اُسکے دردکا درمان نہوا، اب جو سلطان نے خوب نامّل کرکے دیکھا کہ مصوّر خرد کوئی نقشہ مراد کا اُسکی لوح خاطر پر نہین کھینچتا تو پھر بہ قصد کیا کہ بار دیگر نامہ و پیام سے صلح کا طالب ہو چنانچہ اِس کام کے انجام دینے کے واسطے لفٹننٹ کلرس اور ناش کو جو کہ مُنیا تورکی لڑائی مین سلطان کے ہاتھون اسیر ہوئے تھے حضور مین طلب کرکے یون ارشاد کیا کہ اب مین اِس فکر مین ہون کہ جلد تمھین قید سے مخلصی بخشدون صورت اُسکی یہ ہی کہ مجھے چونکہ بہت دنون سے خواہش مصالحے کی ہی مین نے صلح کے باب مین جو نامہ لارڈ کارنوالس کے نام کا لکھا ہی اُسکا تمھین کو حامل بناتا ہون اُسکو لیجاؤ اور جواب اُسکا مجھے پہنچاؤ، اتنا کہنے کے بعد، وہ نامہ لفٹننٹ کلرس کے حوالے کردوشال اور پان سی ہون اُسکو دیا اور پیچھے سے اُسکے لواحق و اسباب کے بھیج دینے کا اُسے وعدہ کیا، بعد اِسکے حکم ہوا کہ اُسے اُسکے رفیق سمیت حضور کے سوار اور ملازم انگریزون کی لشکرگاہ مین پہنچادین چنانچہ وے دوسرے دن انگریزی لشکر مین جا پہنچے، سولہوین فبروری کو بنسئی کی پلٹن جسکا جنریل ابرکرنبی سرغنہ تھا لارڈ کارنوالس سے آملی، اِس فوج مین دو ہزار فرنگی جوان اور چار ہزار ہندوستانی تھے، اٹھارھوین رات کو قلعے کے اُتر رخ مورچہ طیار ہوا، تب اُنیسوین تاریخ جنریل ابرکرنبی معہ اپنی فوج کاویری ندّی پار ہوکر دکھن پورب کی طرف اُترپڑا، اِس لڑائی مین سلطان بذات خاص مدافعے کے لئے پیادہ و سوار کی ایک فوج سنگین لیکر سرگرم رہا، آخر بڑی ٹگاپو کے بعد سریرنگپٹن کو چلا گیا، بائیسوین کو اُن مکانون پر جنھین جنریل مذکور نے لیا تھا میسور کی سپاہ نے بڑے زور شور سے حملے پر حملے کیا پر کچھ فایدہ نہوا،

اِسی حرب کے زمانے مین نامہ پیام مصالحے کا بھی باہم ہوتا تھا' آخر الا
اِسی مہینے کی چودھوین تاریخ وکلاے سلطان اور سرداران ہمدانستا
کے وکیلون نے اُس ڈیرے مین جو خاص کر طرفین کے ایلچیون کے مجتم
ہونے کے لیئے کھڑا کیا گیا تھا آکر آپس مین ملاقات کی' ہر طرح کا سوا
جواب باہم درمیان آیا' لیکن کوئی بات فیصل نہوئی اور رفع شر کی کو
صورت نہ ٹھہری تب مورچہ بنانے کے اسباب کی طیاری کی گئی' انگریزون کی
کمپرام بھاو کے آنے کی خبر بھی گرم تھی' سلطان بمقتضاے ضرورت لارڈ موصود
کی درخواست کے موافق اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالے کر
اور بارہ مہینے کے عرصے مین نقد تین کروڑ تیس لاکھ روپی اُنھین دے
اور اپنے والد بزرگوار کے وقت کے تمام انگریزی اسیرون کے چھوڑ
اور اپنے دو فرزند دلبند کو اِس لیئے کہ اِن شرطون کے ایفا و اِتمام
اعتماد رہے' اُسکے پاس بھیجنے پر راضی ہوا چنانچہ چھبیسوین کو بے دو
شاہزادے بڑے تزک و تجمل کے ساتھ انگریزی لشکر گاہ مین پہنچے
لارڈ کارنوالس نے کتنے منصبدارون معیت اپنے ڈیرے کے دروازے
شہزادون کو استقبال اور معانقہ کرکے نہایت خاطرداری اور گرمجوشی
سے خیمے کے اندر لا بٹھلایا اور اثناے کلام مین سلطان کے وکیل اور شاہزادون
تسلی کے واسطے فرمایا کہ ہم سے تم صاحبون کی خدمت و دلداری جیسی
چاہیئے موافق مرتبے و منزلت کے بے شبہہ عمل مین آئیگی تب دونون شہزاد
کو ایک ایک بیش قیمتی سنہری گھڑی اپنی محبت کی نشانی دی' بعد اِسکے
عطر پان کی تواضع کرکے گورنر موصوف نے اُنکی سواری کے ہاتھی تک ہمراہ آ
بغل گیر ہونے کے بعد' اُنھین رخصت کیا' شاہزادے اُسی عمارات وقنا

کے ساتھ جیسی لارڈ صاحب کے خیمے مین اُنکے داخل ہونے کے وقت وقوع مین آئی تھی اپنے خیمے مین آ پہنچے، دوسرے دن جب گورنر صاحب شاہزادون کے خیمے مین اُنکی ملاقات کو گیا تو ادھر سے بھی اُسکی تعظیم وتکریم کی شرطین بجالائی گئین، اور رخصت کے وقت جواہر نگار قبضے کی دو فارسی تلوار بطریق پیشکش گورنر صاحب کو دی گئین لارڈ صاحب نے جو شاہزادون کے ساتھ ایسے حسن سلوک کی رعایتین کین بہ بات سلطان اور اُسکے محل سرا کی بیگمون کی خوشی کا باعث ہوئی، اب عہد نامے پر سلطان نے اپنی مہر و دستخط کی، مارچ مہینے کی نو بن کو دونون شاہزادے بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ لارڈ صاحب کے خیمے مین وہ عہد نامۂ کامل مہر کیا ہوا سلطان کا دینے آئے، لارڈ موصوف کمال توقیر وتکریم سے استقبال کرلے آیا، جب طرفین سے ملاقات کی رسومات عرفی ادا ہو چکین تو شاہزادہ عبدالخالق نے تین قطعہ عہد نامۂ کامل لارڈ صاحب کے ہاتھ مین دیا گورنر بہادر نہایت خوشی سے وہ کاغذات لے بڑے تعظیم و تکریم سے دست بسر ہوا، بعد اسکے شاہزادے وہان سے رخصت ہو اپنے خیمے کو پھر آئے، صحیح روایت سے یہ بات ثابت ہوئی ہی کہ جب سرینگپٹن سے سردار ان ہمعہد اپنے اپنے دارالحکومت کی طرف روانہ ہوئے تو سلطان کو اس صلح مغلوبانہ کے تقرر سے اسقدر رنج وملال لاحق حال ہوا تھا کہ وہ کتنے دنون تک ایک محل مین سب سے الگ ہو کر خلوت نشین رہا، آخر اُسکے اِس گوشہ تنہائی سے باہر نکلنے کے لئے محلسرا کی بیگمون نے یہانتک گریہ و نالہ کیا کہ اُسنے بناچار اُنکی بیقراری و اصرار پر رحم کرکے ملازمان بارگاہ سلطانی خصوصًا میر صادق اور پورنیا کو حضور مین طلب فرما اُن سے اپنی ریاست کی صلاح و بہبود اور خزانہ عامرہ کی معموری کے باب مین مشورہ کیا، اِن صلاحکارون نے اپنے آقا کی

اعانت کو لازم جان کر یہہ بات ٹھہرائی کر رعایا سے اسقدر روپی سلطانی
خزانے مین داخل کیے جائین جتنے شاہی خزانے سے غنیم کو دیئے گئے تا اُس
خسارے کا جبر نقصان ہو جاے، سلطان نے مصالحے کے اُن تین کرو
تیس لاکھ روپی مین سے اپنی ہمّت و جوانمردی کے سبب تیس لاکھ کو
وضع کرکے یہہ حکم دیا کہ باقی تین کرور کو بطور اِضافہ رعایا کے مقدور کے
موافق خراج معمولی پر اِس نسبت سے تقسیم کیا چاہیئے کہ کسی پر جبر و ستم نہو
اگر یہہ زر اِضافہ رعیتون سے بسہولت و راستی لیا جاتا تو اُن بیچارون کے حق مین
چندان بار نہوتا پر افسوس یہہ ہی کہ عاملون اور تحصیلدارون نے اِس حکم کو
اپنے ظلم و تحکم کا وسیلہ پاکر اطراف کے صوبون کو بھی رشوت دے دے اِس
جور و ستم مین اپنے ساتھہ مالیا، تب تو رعایا سے اُن سیہکار ظالمون نے
تین کرور کی جگہہ دس کرور وصول کیا، اور طرفہ تر یہہ کہ سلطان تک اُن
مظلومون کی داد و فریاد نہین پہنچتی تھی آخر کو سلطان نے تخت حکمرانی پر بہ
جلوس فرمانے کے بعد، باج و خراج کا نیا دفتر طیار کروایا اور بعد تقرر اِضافہ
کے نئی فوج نگاہداشت کرنے لگا، ہرچند لوگ عرض کرتے تھے کہ اِن دنو
اِس قدر فوج کا بڑھانا مناسب نہین ہی پر وہ بلند حوصلہ اُنکے جواب مین
یہہ فرماتا کہ مین نہین چاہتا کہ کوئی رسالہ یا فوج اگلی افواج مقررہ سے کم ہو
باوصف اِسکے حکم والا صادر ہوا کہ اُن قلعون اور گڑھیون کی دیوار
وحصار کو جن کی نگہبانی و پشتی مین اُنکے قلعہ دارون اور محافظون نے اعدا کی
تاخت و حملے کے زمانے مین قرار واقعی کوشش نہین کی تھی ڈھا گرائین اور
قلعہ بنگلور چون انگریزی پلٹنون کا ذخیرہ اور انبار خانہ بنا تھا اِس لیئے اُسکے بارہ
مین تو سلطان ایسا برہم ہو رہا تھا کہ حکم دیا کہ اُسکے مکانات کو (جنکے بنانے مین

خود سلطان اور اُسکے والد ماجد نے لاکھون روپی صرف کیا تھا) جڑ بنیاد سے کھود خاک سیاہ کر ڈالین، اگلے دنون جب حرب و پیکار گذشتہ واقع نہین ہوئی تھی سلطان نے تیمور شاہ پسر احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جو حاکم ملک افغانستان کا تھا طریقہ نامہ و پیام کا جاری کیا تھا اور بالفعل اُسکے بیٹے زمان شاہ کے پاس جو اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا تھا لکھ بھیجا کہ مقتضا دین و اسلام کا یہ ہی کہ آپ ہندوستان کے مسلمانون کی اعانت اور مملکت دہلی کے مسخر کرنے کو فوجکشی کرین، اور سفیران کاردان پیشوا اور دولت رام سیندھیا اور نظام علی خان کی سرکارون مین بھی ہنگامہ و خلاف برپا کرنے اور فتور و خلل ڈالنے کے لیے اِس اتفاق و ہمراستانی مین جسے اُنھون نے انگریزون کے ساتھ کی تھی بھیجے گئے اور نواب محمد علی خان کے ساتھ بھی جو انگریزون کا قدیمی دوست اور براہی خیر خواہ تھا، سلطان دانش پناہ نے نگاوتہ کرنے مین قصور نہین کیا تھا سلطان جب گذشتہ عہد و پیمان کی شرطون کو تمام پورا کرچکا تو اُسکے دونون نونہالان سلطنت مدراس سے پروانگی مراجعت کی پاکر میجر ڈفنان کی اہتمام مین ایک جمعیت معقول کے ہمراہ سنہ ۱۷۹۴ کی انتھائیسوین مارچ کو اپنے پدر عالی مقدار کے لشکر مین دبو نہلی کے درمیان آئے اور اُسکے دوسرے دن میجر مذکور نے سلطان کے حضور مین آکر شاہزادون کو پہنچادیا سلطان بڑے الطاف و اشفاق کے ساتھ میجر سے پیش آیا، اُسنے اپریل کی چھتیس تک سلطان کے لشکر مین رہکر کئی بار مجرا حاصل کیا، اور ہر مرتبے اُسے انگریزون کا ذکر خیر سنا، انگریزونکی طرف سے پونان مین جو زبردست نطق تھا اُسنے گورنر جنرل کو اس امر کی کہ اِنھون سلطان اور مرہٹون مین خفیہ خط کتابت ہی اطلاع کی صلح و آشتی

کے عہد و پیمان درمیان آنے کے بعد بھی سنہ ۱۷۹۶ تک کوئی ایسا سرد
وصوبہ یا رئیس و امیر کیا ایران کیا ہندوستان کیا دکھن کیا کوہستان نیپال
نہ تھا جسکے پاس سلطان کا نامہ یا ایلچی اس پیغام کے ساتھ بھیجا نہ گیا کہ و
سلطان کے ساتھ متفق ہو کر قوم انگریز ثروت طلب کو ہندوستان سے نکا
مین کوشش کریں، بہرکیف ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اندنون سلطان کا اختر طا
اوج سعادت پر تھا جو انگریزون کے ہواخواہون کی سرکارون مین باہم نزاع ا
خرخشے واقع ہوئے، جسّے اُس قوم کی بدخواہی کو نئے نئے دشمن نکلے، نفض
اُسکی یہ ہی کہ در سنہ ۱۷۹۴ جب رام پور مین روہیلے پٹھانون کا سردار فیض
خان مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا مسند حکومت پر بیٹھا، جب یہ سردار زادہ اُ
چھوٹے بھائی غلام محمد خان کے جاسوسون کے ہاتھون مقتول اور غلام محمد
مسند ریاست پر مستقل ہوا، تب انگریزون نے اُس مقتول کے لڑکے
کمک کو آکر غلام محمد خان کو لڑائی مین شکست دینے کے بعد، گرفتار کر
روانہ کیا پر بہانہ وہ حج کرنے کے بہانے مکّے جانے کے لیئے انگریزون سے رخص
لیکر جہاز پر سوار ہوا، اور قضاکار یا باختیار کسی بندر مین جو طیبو سلطان کے
مین تھا مکہ سمجھ جہاز سے اُتر پڑا، پھر وہان سے جلد سلطان کے ایلچیون
ہمراہ کابل کو روانہ ہوا، اب وہان اُسنے پہنچکر انگریزون کی بیخ کنی
درپی ہو کر زمان شاہ والی کابل کو اِس بات پر تحریض کیا کہ آپ ہندو
کے تاخت تاراج کرنے کے لیئے لشکر کشی کیجئے انشاء اللہ تعا
دلّی مین آپ کے پہنچتے جتنے روہیلے پٹھان ہمین سبکے سب آپ کے
و ہمقدم ہو جائینگے اور یونان مین پیشوا کے ارکان دولت، جو دو
رام سندھیا کی بڑی بڑی فتحون اور کثرت سپاہ کو دیکھ دیکھ رس

کی آگ سے جاں بھن رہے تھے اُسے طالب خراج ہوئے جسپر بہ سردار
اپنا ہی مبلغ خطیر از روے حساب زمانہ گذشتہ اُس سرکار کے ذمے پانا دعا کر
ایک لشکر جرّار ہمراہ لے پیشوا کے دار الملک کی طرف اِس قصد پر کہ تلوار
کے زور سے اپنے دعوے کو ثابت کرے روانہ ہوا' اِس طرح پیشوا کے
امیرون مین سے بھی ایساقوی حریف پیدا ہوا جسنے اِس ریاست کی جمعیّت مین
پھوٹ ڈالی اور اِسی وقت سے پیشوا کے ارکان دولت مین خلاف
و نزاع پیدا ہوا اور اُسکی ریاست مین اختلال آیا خیر پونان کا تو اِندنون بہ حال
تھا' اب ریاست حیدرآباد کی روداد سنئے کہ اِس ایّام مین چون صبح جوانی نواب
نظام علی خان کی شام پیری سے مبدّل ہو چکی تھی اور اقسام طرح کے رنج و
بیماریان اُسپر مستولی ہوئی تھین اُسکے فرزند کثروت و حشمت کے
آرزومند اور مسند ریاست کے مشتاق اور ہر سمت سے استعانت و
کمک کے جویان تھے' سلطان نے اِس فرصت کو غنیمت سمجھ خفیہ امیرزادہ
فریدون جاہ کی طرفداری اختیار کر سیّد غفار سپہسالار کو انبوہ لشکر کے ساتھ
اپنے باجگزار صوبون سے تحصیل خراج کے بہانے سے اُس طرف روانہ کیا اور
خلوت مین اِس سردار کو حسن و قبیح اِس امر کا بخوبی سمجھا بجھا دیا تا وہ اِس بات مین
کمال ہوشیاری سے جو کچھ مصلحت جانے بلا تاخیر بجالاے اِدھر انگریز لوگ یے
سب احوال دیکھ سن شدّت سے بہ گمان اور حربی ساز و یراق کی طیّاری
مین سرگرم ہوئے سنہ ۱۷۹۷ کے اوائل مین لشکر پنتھانون کا جن کا زمان شاہ
سپہسالار تھا تا تک ندّی پار ہو دلّی کی جانب روانہ ہوا لیکن پنجابی و نانک
شاہیون کے مقابلے اور مقاتلے کے سبب نامراد پھر گیا گمان غالب ہی کہ زمان شاہ
کا یہ قصد کرنا سلطان کے اسعد عا سے عمل مین آیا تھا بہر تقدیر ظہور نے اِس

واقعے کے ایسا انگریزون کے دلون پر خوف و بیم مستولی کیا کہ ا ن
آشکارا ایک بڑی جمعیّت سپاہیون کی مہدی گھاٹ مین گنگا کے پچھم
پر اُسکے مدافعے کو جمع کیا سلطان کی فکر و تدبیر اور اِندفون اُسکی
حرکت سے اگرچہ زمان شاہ کے ساتھ اُسکے نامہ پیام کا حال اُسوقت
تھا پہ قیاس کیا جاتا ہی کہ سلطان یہ ارادہ رکھتا تھا کہ ایسے قابو کو جو اُ
ہاتھ سے مذدے اور کرناٹک پر چڑھائی کرے اِس لیئے مدراس کی پلٹ
بھیجا گیا کہ جلد جنگ و پیکار کے لیئے مستعد ہو جائین ہندستان سے
کی فوجون کا پھر جانا اور فریدون جاہ کے ساتھ سلطان کی خفیہ سازش و
فاش ہونا قبل اِسکے کہ کچھ اُسکا نتیجہ ظہور مین آے، اور خائف ہ
انگریزی پلٹنون کا طور دیکھکر جو حرب و پیکار پر طیّار ہو رہی تھین بلے سب
سلطان کو انگریزون سے آغاز جنگ کرنے مین مانع آئے تھے، کئی مہی
سلطان نے خفیہ اپنے سفیرون کو جزیرۂ ماریطس مین قوم فرا
پاس سر نو بنیاد اتحاد کے محکم کرنے کے لیئے بھیج کر دس ہزار ج
اور تیس ہزار حبشی سپاہیون کی کمک اُن سے طلب کی تھی،
کے کھل جانے اور سلطان کو فرانسیسون کے مدد بھیجنے کے با
اُسنے انگریزون سے انتقام کشی لازم جانا سنہ ۱۷۹۸ کے جون
ہندستان کے گورنر جنرل کو جزیرۂ ماریطس مین پتہ سلطان کے
کے جانے اور دوسرے مراتب کی خبر ہو گئی، جب تو انگریزی ر
کو نسل سے جنگی فوج کے اکٹھا کرنے کے لیئے حکم ہوا، ہندستان
نے جو احتیاطاً اِس مہم مین مضوبہ باندھا تھا، یہ تدبیر فقط اُسکے قلمرو سے
نتھی بلکہ ایسی کوشش عمل مین آئی تھی کہ سلطان کے بالکل یارو ا

فرانسیس لوگ جو سرکار حیدرآباد مین تھے ایک قلم سنا صاف کیے جاین اور نواب نظام علی خان کو اِس بات پر راضی کیا جاے کہ وہ انگریزون کے سب دشمنون کے توڑنے اور شکست دینے مین اُنکے ساتھ شریک و معاون رہے اور پونان کی ریاست مین جو باہم پھوٹ واقع ہوئی ہی اِس خرخشے کے مٹانے کا بھی بند و بست ہو چکا تھا، پر اِس جہت سے کہ مرہٹے کے سردار آپس مین بدگمانی و نفاق رکھتے تھے اور بعض اُنمین سے سلطان کے خیرخواہ بھی تھے، پیشوا کو اِس مقدمے مین قدم رکھنے کی طاقت نتھی کہ باوجود ایسے خلاف نزاع خانگی کے اپنے قول قرار کو انگریزون سے نباہے یا اِس لڑائی مین اُنکے متفق ہو ہر چند گورنر جنریل اِس طور پر دشمن شکنی کا سامان آمادہ کر چکا تھا اور صف اِسکے اِس مُہم پر چون بڑے خرچ کا سامھنا تھا پیش دستی کرنے سے اپنے کو روکے ہوئے تھا، آخر بہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان سے آشتی کی راہ کھولے تا وہ فیمابین کی اِس جنگ و پرخاش کو معقول طور پر فیصل اور شر و فساد سے دست بردار ہو کر سر تو جدید و معقول شرطون کے موافق بنیاد آشتی کی قایم کرے، چنانچہ اُسنے اِسی نیت سے کئی نامے سلطان کے پاس بھیجے اور جنگ و جدل کا مطلق اُنمین ذکر نکیا بلکہ بے اُسکے کہ بو اِس امر کی پائی جاے صاف صاف عبارت اور ہی انداز سے لکھکر سلطان کی اطلاع کے لئے اتنے ہی پر اکتفا کیا کہ قوم فرانسیس کے ساتھ آپ کے نامہ و پیام کا من و عن حال واضح ہو اب التماس یہ ہی کہ میجر ڈوفطن ہمعہد سردارون کی جانب سے بارگاہ سلطانی مین بھیجا جاے تا مقدمات متنازع فیہا کا بخوبی تصفیہ عمل مین آوے لیکن سلطان کے نامے جو اِن مکتوبون کے جواب مین بھیجے گیے یک قلم بہانے اور بناوت پر مشتمل تھے اور میجر مذکور کے آنے کا مطلق ابا کیا تھا اِس اثنا مین گورنر جنریل کو خبر ہوئی کہ فرانسیس کی

فوج نے مصر کے ملکون کی سمت کوچ کیا اور موشیر دوبک فرانسہ
ریاست کی طرف سلطان کی جانب سے بطور ایلچی گری کے طرنکبار
برسوار ہوا، اِن خبرون کے سنّے سے فبروری مہینے سنہ ۱۷۹۹ مین
انگریزی پلٹنین اور دوسرے ہمعہد سردارون کی فوجین سلطانی
چڑھائی کرنے کے لیئے مستعد ہو جائین اور اِس امر مین تاخیر کو ناجا
اِسی بیچ مین گورنر جنریل کو سلطان کا ایک مکتوب اِس مضمون کا پہنچ
ہمیشہ سے میری طبیعت سیر و شکار کی راغب ہی اندنون
اِسی ارادے پر شہر سے باہر ڈیرا کیا ہی، لازم کہ میجر ڈفطر
ساز و سامان کے ساتھ میرے پاس بھیجا جاے، فبروری کی گ
کو جنریل ہارس کی سرکردگی مین ویلور سے ایک فوج کوچ کر اتھا
کو مقام کاریمنگالم مین نظام علی خان کے لشکر سے جو چھہ ہزار سپاہی۔
مارچ کی چوتھی تاریخ سے فوجین متصل ریاکاتا کے میسور کی سرحد مین آ اُترین۔
ایک مکتوب گورنر جنریل کی طرف سے سلطان کے پاس بھیجا گیا اِس
کہ نامہ آپ کا پہنچا، اور باقی شرح و احوال جنریل ہارس کی معرفت آپکے خد
روشن ہو جائیگا، پانچوین کو قلعۂ نیلدرگم اور انچیتی مسخر کرنے کے۔
جنگ و پیکار کا قائم ہوا، نوین تاریخ افواج متفقہ حسین سینتیس ہز
جنگجو تھے کلامنکالم کی نواح مین اکٹھی ہوئین بنبئی کی فوج قریب سا
ساہیون کے قبل اِسکے ساحل ملیبار سے کوچ کر کے کوزگ کے
سرزمین مین پہنچ سیدا پور اور سیدا سیر کی راہ مین آ اُتری تھی، جسے
کے اعدا اِس کثرت سے پہنچے، اُنکے مقابل سلطانی سپاہ کی جمعیت
کم تھی، سلطان نے اپنے قلمرو کے گرد و نواح مین دشمنون کی گھیر

خبر سن کر اپنے لشکر کے بڑے جمعیت سے کوچ کر مقام مادور مین بنگلور جانے کی شاہراہ کے نزدیک خیمہ کیا اور یہان سے اپنے سوارون کے کئی غول کو جا بجا بھیجا کہ اُن سرحدون کے اُجاڑنے اور دشمنون کے رستے مین جسقدر علوفہ و اذوقہ پائین اُسکے جلا دینے مین سعی کرین، اِسی مقام مین جاسوس خبر لائے کہ بنبئی کی فوج، مملکت محروسہ کے پورب سرحد کے متصل پہنچی اور کئی ٹولی ہو کر سیدا سیر سیدا پورا ہموتینت مین اُتری ہی، تب سلطان والا شان نے مارچ کی تیسری کو مادور سے کوچ کر کے بارادۂ جنگ اپنی فوجون کی کہ بارہ ہزار جوان جرار تھے پرابندھ کر ایک جنگل کی طرف پناہ کے لیئے آگے کا قصد کیا، اور انگریزی تین پلٹن کے ہراول کو جسکا لفٹننٹ کرنیل مانرو سردار تھا دور مار گھیر لیا، ہرچند اُن لوگون نے بڑے استقلال و جوانمردی سے اپنے بچاو کی تدبیرین کی تھین باوجود اِسکے سب ضرور مارے جاتے اگر جنریل اسطوارٹ فوج عظیم لیکر اُنکی پشتی مدد کو نہ پہنچتا، آخر افواج سلطانی بڑی کشش و کوشش کر کے کھیت چھوڑ نکلی، سلطان نے بعد اِس شکست کے پریاپاٹم کی طرف مراجعت کی، اور وہان پہنچکر مارچ مہینے کی گیارھوین تک دیر اکر مریرنگپٹن کا عزم کیا پھر یہان سے بھی اپنے لشکریون کو چار دن آسایش و آرام کی فرصت دیکر اُس فوج کے مقابلے کے ارادے جسکا جنریل ہارس سر لشکر تھا کوچ کیا، دسوین مارچ کو افواج متفقہ نے مقام مالامنگالم سے کوچ اور چودھوین کو منگلور کی اطراف مین آکر مقام کیا، اِس چار دن کے عرصے مین سلطانی سوارون نے نہایت چالاکی و چستی سے ہر جنس کے غلے علوفے کے برباد کرنے اور اُن دہات کے جلانے مین جو اعدا کی فوجون کے گذرنے کے رستے مین تھے قصور نہ کیا، پندرھوین تاریخ تک افواج متفقہ

اِس مقام مین اُنری ہوئی تھین اِسے سلطانی سواردن کے رسالے دار نے
بہ قیاس کیا کہ اِس اقامت سے اِن فوجون کے سرداردن کا یہ منشا
ہی کہ وے بنگلور کو اپنے لشکر کا ذخیرہ خانہ بنائین ' تب اُسنے اُسکے
نواح کے کل دہات مین آگ لگادی سو لہوین کو جنریل ہارس کانکیلی اور
پیٹاکے رستے سے سرینگپٹن روانہ ہوا تیسوین مارچ کو سلطان کی طرف
افواج حریف کے مدافعے کے باب مین بڑی سستی اور فروگذاشت
ہوئی کہ اُسنے ماڈوری ندی کنارے کی نہایت مضبوط و محکم منزلگاہ جہان
دشمنون کو اُس گھاٹ پار ہوتے بخوبی روک سکتا چھوڑ کر مقام ملوالی
دیرا کیا ' دوسرے دن افواج متفقہ اُسی مقام مین جہان پہلے سلطانی
پڑا تھا آاُتری ' ستائیسوین کو جنریل ہارس نے ملوالی کی جانب کوچ
یہان پہنچکر دیکھا کہ افواج سلطانی توپ و تفنگ لیئے مستعد بجنگ ہ
ساتھ ہی اِسکے اُن لوگون نے گولے اور گولیونکی بشدت مار شروع
اعدا بھی سرگرمی سے مقابلہ کرنے مین نچوکے ' آخر جنریل ہارس
اپنے سپاہیون کو ڈیرے کی طرف پھر جانیکا حکم دیا ' اِس لڑا
سلطانی تین سپہسالار اور ایک ہزار جوان کام آئے ' اُنتیسم
افواج متفقہ کاویری ندی سے پار ہونے لگی ' سلطان اپنے پیاد
توپخانے سمیت سرینگپٹن جانے کا حکم دے آپ سواردن کی ج
ہمراہ لے ندی پار ہوا اور اپریل کی دوسری اِس قدر قریب جا
اُسنے انگریزی پلٹنون کے تئین دیکھکر اپنے پیدلون کو قلعے کے پورب او
النگ کے متصل اُترنے اور اعدا کے مدافعے کے لیئے مامور کیا ' پانچ
جنریل ہارس کے ساتھ کے سپاہیون نے سرینگپٹن کے پچھم طرف

ہما مصینے ایک محکم جگہہ مین آکر مقام کیا' دوسرے دن جنریل مذکور نے بڑی جلدی سے سامصنا کر افواج سلطانی کے ایک گروہ کو جو انگریزی لشکرگاہ کے مقابل نالے اور اُجاڑ بستیون مین اُترے ہوئے تھے اُنکی جگہہ سے ہٹا دیا' سلطان نے اعدا کے مقام کو جو خوب غور کر کے دیکھا تو معلوم کیا کہ اُنکے مدافعے کے واسطے دو مورچے جو دکھن اور پورب طرف بنوائے گئے ہین کچھ مفید مطلب نہونگے' اِس لیئے قلعے کے پچھم اور ندّی کے دونون کنارے پر دو نئی کھائیان کھدوائین' ندّی کے پچھم کنارے کی خندق تو پریاپاتم کے پل سے کاویری کے دکھن کنارے تک ممتد تھی اور درو بست وہ سرزمین جسپر گذشتہ محاصرے کے زمانے مین سواران سلطانی متصرّف تھے اِس احاطے کے اندر تھی' چھٹی کو جنریل فلائڈ سوارون کے چار رسالے معیت پریاپاتم کے رستے اِس ارادے سے بھیجا گیا کہ بنبئی کی فوج سے جاملے' سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی جنریل کی افواج کے تعاقب کے واسطے اپنے سوارون کو میر قمرالدّین خان کی سپہسالاری مین روانہ کیا اور یہہ فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو اعدا کی اِن دونون جمعیّت کو باہم اکٹھی ہونے نہ دینا' اِسا معلوم ہوتا ہی کہ اِس مادّے مین سپہسالار مذکور کی کوشش و تدبیر ہرگز اُسکے مخدوم کی خواہش و اہتمام کے موافق ظہور مین نہ آئی کیونکہ خان موصوف اُسوقت جنریل کی فوج تک پہنچا جب بنبئی کی پلٹن اُسسے مل چکی تھی' اور یہہ پہنچنا بھی اُسکا' مقابلے و مدافعے کے قصد سے نتھا بلکہ صرف اُس فوج کی پچھلی طرف سے پس ماندون کے قتل کرنے اور بہیرہ بنگاہ کے کچھ اسباب لے لینے کی گھات مین رہا جون کی نوین کو سلطان نے اعدا کے ارادہ سے متحیّر ہو کر چاہا کہ انگریزی سپہسالار کے ساتھہ خط کتابت کی راہ نکالے اِس لیئے اُسکو ایک نامہ لکھا اِس مضمون کا

کہ گورنر جنریل لارڈ مارنگٹن بہادر نے ہمارے پاس ایک مکتوب بھیجا تھا
نقل آپ کے دریافت کرنے کے لیئے ملفوف بھیجی جاتی ہین، مجھے اِس طا
اطلاع دیجئیگا کہ ہمارے ممالک محروسہ پر انگریزونکے لشکر کشی کرنے کا سبب
حالانکہ مین اپنے قول قرار کی شرطون پر جیسا کہ چاہیئے قائم ہون، زیاد
جاے، جنریل ہارسس نے اتناہی مختصر جواب لکھا کہ آپ گورنر جنریل
مکتوبون کو خوب ملاحظہ فرمائیے، اُس مین ہر امر کو بتصریح و تفصیل مندرج
گیارھوین کو مورچے اور نئی کھائی جزیرے کے گرد بگرد طیار ہو چکی اور
پلٹون کی افواج مین سے کچھ لوگ بھی اُس مین جارہے، دوسرے دن حسب
سلطان کے انگریزی لشکر پر گولے برسانے لگے لیکن اُسسے کچھ فائدہ
چودھوین کو بمبئی کی پلٹن جنریل ہارس کی فوجون سے آملی، سولھوین تار
سب کادبری ندی پار ہوکر اُسکے اُترکنارے پر ایک محکم جگہہ مین آرہے، سلطا
کو حصار پر سے اُنکا آنا دیکھاتھا تو اپنی سپاہ کے ایک غول کو ندی پار
اور اکرام نامے گانون مین مورچہ بنانے کا حکم کیا، لیکن اُدھر سے جنریل اس
نے دھاوا مارا انھین ناکام پھرا دیا، بائیسوین کو جنریل ہارس نے ندی
دکھن پچھم کنارے کے مورچے کو باوجودیکہ وہان ایک ہزار آٹھسو
سلطانی سپاہی سے ہتھا کرلیا سلطان نے جو اعدا کی طرف سے بہت دراز د
دیکھی تو اِس کا بدلا لینے کے واسطے چھہ ہزار جری پلٹون کو جو
پیشرو سردار قوم فرانسیس سے تھے ندی پار ہونے اور رات کے
اندھیارے مین جنریل اسطوارٹ کی فوج پر حملہ کرنے کے لیئے حکم دیا
اِس مہم کا میر غلام حسین اور محمد حلیم کے ذمے ہوا جو دونون نامور سر
تھے، اِن لوگون نے بڑی دلیری و بہادری سے بمبئی کی فوج پر دو

لیکن انتی کی کئی ساعت مین چھہ یا سات ہزار آدمی قتل کرو اجنریل اسطوارط کی آمد سن اپنی کل فوج سمیت باز گشت کی، بیسو بن تاریخ سلطان نے پھر ایک مکتوب جنریل ہارس کو لکھکر صلح کی استدعا کی، بائیسو بن کو سوّدہ اس صلحنامے کا گیارہ شرطون پر مشتمل جن پر سرداران ہمعہد متفق ہوئے تھے کہ اگر سلطان ان باتون کو منظور کرے تو پھر آپس مین مصالحہ ہوگا سلطان کے پاس پہنچا، ان شرائط مین بڑی شرطین یہ تھین کہ سلطان یک قلم فرنگستانیون کو جو اُسکے نوکر ہین اپنے خدمت سے برطرف کردے، فرانسیسون کے ساتھہ کچھ خط کتابت نرکھے، اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالہ کرنے اور دو کرور روپیہ دینے کا وعدہ کرے، اس طور پر کہ نصف سر دست نقد دے اور نصف چھہ مہینے کے عرصے مین ادا کرے، اور بالکل اسیرون کو چھوڑ دے، اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی منصبدار کو احتیاطاً عہود مقررہ کے بخوبی انجام پانے کے لیئے یہان بھیج دے، سلطان کو ان شرطون کے منظور کرنے کے باب مین ایک دن رات کی فرصت دی گئی تھی، نوین تاریخ جسوقت سلطانی افواج کی ایک جماعت مورچے والی کھائی اور ایک طرف ندی کے پیچھم کنارے کے مورچے کو منصرف اور قلعے کے سر کوب دمدمون کے بنانے سے مانع و مزاحم تھی اور اُس کھائی کی نگہبانی پر سیّد غفّار دیڑھ ہزار جوانون سے مامور تھا جنریل ہارس نے اپنے سپاہیون کو اُس گروہ پر حملہ کرنے کے لیئے فرمایا چنانچہ چھبیسو بن کو ان لوگون نے ہلاّ کیا، اگرچہ سلطان کے سپاہی بھی اس لڑائی مین بڑی جانفشانی سے خوب ہی لڑے پر حریف کے حملون کے مدافعے پر قادر نہوئے، آخر جب دیڑھ سو جوان کھیت آئے، تب وے وہان سے پھر کر ندی پار ہوئے، اٹھائیسو بن کو سلطان نے جنریل ہارس کے

قیاس مین نہین آتا کہ دن کو وے تاخت کرین اور رات کے وقت تو خود ا
خبر داری کی جاگہی کہ دشمنون کا کوئی حملہ پیش رفت نہوگا، یہان یہ
ہو رہی تھی جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھا کر مارا پڑا سلطان اِس حادثۂ جا
کے سنتے ہی نہایت اندوھگین ہوا اور فرمانے لگا کہ سید غفار ایک
جری تھا موت سے ڈرتا نتھا آخر درجہ شہادت کا پایا محمد قاسم کو کہو کہ
قایم مقام اُن سپاہیون کی سرداری مین جو حصار کے رکھنے پر تعینات
سرگرم ہو، اِس اثنا مین سلطان کے کان مین قبل اُسکے کہ خاصہ نوش جان
سے فارغ ہو آواز برے غل اور شور کی پہنچی، تب اُسنے فی الفور کھانا کھ
کھانے ہاتھ دھویا تلوار پرتلے مین ڈالی اور اپنی بندوقون کے بھرنے کو حا
بعد اِسکے فصیل کے دشمن کی راہ ہو کر پچھم جانب کے تو تے حصار کا قص
اُسکے پیچھے پیچھے بہت سے ملازم و خدمتگار بھی جنگ کے جامے اور ہتھیار
گئے، اور کئی سپہدار بھی چیدہ چیدہ جوانون کا ایک غول لیئے اُسکے
ہوئے، جب سلطان اِس حصار کے قریب پہنچا تو اُسنے بھگیرتون کی
جماعت کو دیکھا اور معلوم کیا کہ انگریزی ملّے والے پہلی صف کے سپاہ
توپی دیوار کے رستے اندر آکر فصیل پر چڑھے ہین، چاہا کہ اُنھین بھاگنے سے ر
چنانچہ اِسی ارادے پر دیوار کے قریب کھڑے ہو کر اُن سہم زدہ فرا
اپنے قول اور فعل مردانے سے دل دینا اور بھاگنے سے منع کرتا تھا او
عرصے مین کئی بار حریف کی جماعت پر بندوق داغی اور سپاہ غنیم کے کئی سپ
مار گرایا باوجود اِس نگاہو کے جب حریف کی سپاہ سلطان کے قریب آ
اکثر لوگ اُسکے بہادرون اور منصبدارون مین سے سلطان کو چھوڑ جی پ
بھاگے اور سپاہیون مین سے بھی کوئی ساتھ نہ تاہم اُسنے اپنی جگہ سے پ

ہونے کو آئین حمیّت و شجاعت مین ننگ اپنے مرتبے کا جانا، اسی مابین مین دشمن کی سپاہ نے دروازے کے آدمیون پر گولیان مارین جسّے ایک گولی سلطان کے سینے کی بائین جانب آلگی، باوصف اسکے چاہا کہ بزور وہانسے باہر آئے ولیکن اسی جدوجہد مین فرنگستانی سپاہیون کے ایک غول نے دروازے کے اندر سے بندوقین سر کین ایک گولی سلطان کے زانو مین دوسری گولی داہنے پہلو مین لگی، اور گھوڑا بھی زخمی ہوکر بیٹھ گیا، سلطان زین پرسے زمین پر گرپڑا اس دردناک حالت مین ایک ملازم نے سلطان کی خدمت مین عرض کیا کہ کاش اسوقت بھی خود بدولت انگریزونکے نزدیک تشریف لیجاتین وے البتہ جناب عالی کے وقار و تمکین کے لایق ہرطرح کی رعایت و پاس کرینگے، لیکن اُسنے اپنی غیرت سلطانی کے سبب بڑی حقارت کے ساتھ اس امر سے ابا کیا، اس روداد پر بھی دیر نہین ہوئی تھی کہ فرنگی سپاہیون کا ایک جتھا اس رستے آنکلا، انمین سے ایک نے شمشیر سلطانی کی بیش قیمتی دوال کو دیکھکر اُسکے لینے کا قصد کیا پر سلطان نے اُس زخم کی حالت مین بھی کہ ابھی قبضہ تلوار کا اُسکے ہاتھ سے نہین چھوٹا تھا، لپک کر اُس حریص سپاہی پر وار کر گھٹنے کے قریب ایک زخم کاری مارا تب اُسنے ترنت اپنی بندوق سلطان پر چھوڑی گولی اُسکی سلطان کے ماتھے پر آلگی جسّے وہ بہادر جان بحق تسلیم کی، جب انگریزون نے سرینگپٹن کا قلعہ بخوبی عمل کرلیا، اور سلطان کے مارے جانے کا احوال معلوم کیا تو اُسکے دوسرے دن جنریل بیرڈ نے شام کے وقت سلطان کے قلعہ دار اور نوکرون اور دو شاہزادے صحبت اُس دروازے پر جہان اُس شہید کی لاش پڑی تھی آکر بڑی تلاش سے اُسکے جسد پاک کو اور مقتولون کے درمیان سے نکالا، بشرہ سلطان کا مطلق متغیر نہوا تھا، مگر شجاعت و پردلی کی علامتین ابتک

پائی جاتی تھین ' دستار تلوار مع دوال جواہر نگار اُنمین سے ایک بھ
ننھی جسم مبارک کو اُسکے ملازمون نے بخوبی پہچانا اور بحفاظت
پالکی کے اندر رات بھر سلطانی قصر مین رکھا ' محل شاہی کے ہر مکان پر چوکی
کو سپاہی تعینات ہو گئے تا دودمان شاہی کے باقی ماندون مین سے کوئ
نکل نجاے اور تمام خزینہ اور بیش قیمتی مال متاع خانون کے دست
سے محفوظ رہے بعد اُسکے انگریزون کی تجویز سے فوراً سلطان کے سپہسا
اور سرداروں کے گھرون پر بھی نگہبانی کے واسطے انگریزی سپاہ
ہوئے ' یہ معقول تدبیر جو انگریزون کی طرف سے سلطان کے سر شت
اور عہدہ ملازمون کی جان و مال کے بچاو کے باب مین عمل مین آئی
سلطنت میسور کے سر تا سر مستخر کرلینے مین اُنکے لیئے نہایت مفید ث
کیونکہ جب اُن سرداروں نے دیکھا کہ اُنکی عزت و مال کی انگریز کر
حفاظت کرتے ہین تب وے از خود بالکل فوجون سمیت جنریل ہارس
مطیع و منقاد ہو گئے سلطانی قلعے مین نو سو اُنتیس ضرب توپ ننانوے
بندوق و قرابین ' ترا سی بار و تحانے انگنت گولیان اور گولے زنجیری
وغیرہ نکلے ' چونکہ جنریل ہارس نے بتاکید یہ حکم دیا تھا کہ ہر طرح سے سلطان مر
نعش کے احترام و تعظیم کرنے مین بھر مقدور قصور نکیا جاے ' لہذا
سر برنگپٹن کے قاضی القضات نے سلطان فردوس مکان کے کفنانے د
کی شرطون کو بوجہ احسن ادا کیا صرف زر کا کسی نوع سے اِس مادّے
ملحوظ ننھا رسمین جنازے کی جو پچھلی سواری اُس سلطان زیبندہ تخت و ع
کی تھی ایسے تزک اور شان سے کہ اِس حالت و وقت کے شایان تھی
مین آئین سے مہینے کی پانچوین ظہر کے وقت سلطان کی لاش جو اُسکے نو

کے کندھے پر تھی اور فرنگی سپاہیون کی چار کمپنی سردارون معیت اُسکے ہمراہ، قلعے سے روانہ ہوئی، جنازے کے پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق فرزند دوم سلطان مرحوم کابرّے سوز و گداز سے گریہ وزاری کرتا تھا اور قلعہ دار و قاضی مفتی اور سریرنگپتن کے اور مسلمان لوگ پیچھے جاتے تھے جب لال باغ کے دروازے پر جا پہنچے، نظام علی خان کی فوج کے بالکل سردار اور مسلمان آکر جنازے کے شریک ہوئے، رستے مین جس گلی کوچے سے سلطانی جنازہ گذرا باشندے وہان کے دونون طرف راہون کے کھڑے برّے اندوہ و سوگواری سے تکتکی باندھ دیکھتے تھے، بہتیرے خاک مین لوٹ لوٹ پھوٹ پھوٹ روتے اور ہاے ہاے کر سر دھنتے اور خاک اُڑاتے، جب نواب حیدر علی خان خلد مکان کے مقبرے کے دروازے پر جنازہ پہنچا سپاہیون نے دور و یہ پراجما اپنے ہتھیارون کو جھکا تکریم و تعظیم کا دستور ادا کیا، تب قاضی نے جنازے کی نماز پڑھا، آخر اُسکے والد ماجد کی قبر کے نزدیک اُسکو مدفون کیا، پانچ ہزار روپیی گداؤن بینواؤن کو جو جنازے کے ساتھ ساتھ گئے تھے خیرات کیئے گئے، جب سلطان کا جنازہ لیکر لال باغ کو چلے تھے اُسوقت سے لے اِسدم تک کہ جسد پاک اُسکا قبر مین رکھا گیا قلعے سے ماتمی شلک کی توپین برابر سر ہوتی رہین اتفاق سے اُسدن شام کو برّا طوفان اُٹھا، ساتھ اُسکے بجلی اور باد و باران بھی تھا، اکثر جگہون مین صاعقہ گرا خصوصًا مسجدون اور دیوانخانہ و محلسراے سلطانی پر، گویا کہ یہہ اُس واقعے کا تتمّہ تھا،

قطعہ

تاریخ شہادت متضمّن تعزیت بادشاہ سلیمان جاہ ٹیپو سلطان جنّت آشیان جو شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین واقع ہوئی

مویہ کنید اے مہان سینہ زنید اے گوان
در غم تاج شہان واندوہ فخر انام
مرگ چنان باذلی واقعۂ نیست خرد
قتل چنان باسلی خطبی باشد عظام
کز گہر و از ہنر داشت کلاہ و کمر
وز پئی مجد و خطر کوچش بود و مقام
صاحب سیف و قلم واہب کوس و علم
کاسر بیت الصّنم عامر بیت السّلام
سرور والانسب مہتر زیباحسب
خسرو بیضا لقب ٹیپو سلطان بنام
حامی دین متین ماحی کفر لعین
وارث تاج و نگین از پدر بوالکرام
والی ملک دکھن حیدر لشکر شکن
چون سمیش بوالحسن صفدر عالی مقام
رزم ندیدہ چو او پہلوے اعدا گداز
بزم ندیدہ چو او خسروے شیرین کلام

هند نیاورد ۰ بر چون او رائی دگر
در فرو برزد هنر کبحکاهی کشخرام
ذکر اخبار او شیرین سازد زبان
نشر آثار او شکین سازد شام
چون ز جهان بست رخت داد بجا تاج و تخت
با این فرخنده بخت بود مهینش همام
پیر و گام پدر در ره ننگ و خطر
لیک از و پیشتر در دین بنهاد ۰ گام
قاتل اعدای دین از پئی کسب ثواب
رنجبر و گرم کین از پئی تحصیل نام
از نیرنگ خان جوقی رذل از صغار
و زمکر ناکسان مشتی نذل از لیام
بر دست و شمنان کامد ۰ از هر کران
کشته شد آن پهلوان ناکام و تلخکام
کشته شد ای فغان مظلوم آن نامدار
کو را دولت کنیز بود و جلالتش غلام
در مصف نادرد و حرب اوّل مردان کار
در هنر طعن و ضرب ثانی دستان سام
با فرس و با حسام بود بجان مهرورز
در سفر و در حضر مونس شان بردوام
اسپش تازی نسب تیغش هندی نژاد

اینت جواہر فشان آنت مرصع ستام
ہندی او چون نہنگ تشنۂ خون عدو
تازی او چون پلنگ گرسنۂ انتقام
تیغ و را ہمسفرین ہمچو دلارام جفت
اسپ ورا زیر زین رانش راگشتہ وام
سلطان بد شاہ مرد وین دو نباج ہمش
داشتہ از مردیش ہردو را شادکام
ہردو بفرّ ش بہم ہمدم و ہم ہمقدم
ابن آن را ہر کاب آن ابن را ہمنیام
بیوہ شد ہر دو تن از مرگش و زحزن
چاک زنان پیرہن خاک بسر مستہام
سال شہادت ازان خامۂ معجز بیان
گشت عزادار ہم ادہم گفت وحام
۱۰۹۸ ۱۱۰

ہجری

۱۲۱۳

سلطان اس جہان گذران سے رحلت کرنے کے زمانے مین پچاس برس سن کو پہنچ چکا تھا لیکن سلطان شہید کے خاندانکے معتبر لوگون سے یہہ معلوم کہ وقت شہادت عمر اُسکی پچپن برس کی تھی بشرہ اُسکا گندمی رنگ، اعضا قوی بالا بلند، سر گول، آنکھین بڑی بڑی اور کالی، ناک نکیلی اندر کے مایل، جسنے چہرے کی شکوہ کو دوبالا کیا تھا مونچھین لمبی رکھتا اور داڑھی کو ترشواتا تھا



TIPPOO SULTAUN,

FROM AN ORIGINAL PAINTING, PRESENTED BY LIEUT. COLONEL DOVETON TO THE MOST NOBLE MARQUIS WELLESLEY.

فطرت ہی سے چابک و چست تھا گھوڑے کی سواری کا مشتاق اکثر دور تک پاپیادہ چلنے مین مشاق دن کے اکثر اوقات کو قرآن شریف کی تلاوت اور کتابونکے مطالعے مین صرف کرتا اپنے پدر بزرگوار کے حین حیات مین ہر دل عزیز تھا، لیکن بعد اُسکے کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اکثر منصبدار اور عالی خاندان والے لوگ چونکہ سلطان کے اطوار و کردار مین ثبات و قرار نہین دیکھتے تھے اِسلیئے اُسسے دل برداشتہ و بیزار رہتے با اینہمہ اُسکے ملک کے سب چھوٹے بڑے مسلمان اِس راہ سے کہ وہ دین و شریعت کی طرفکشی اور راہاں اسلام کی پشتی مین بدل مصروف تھا اُسکے جان نثار و خیر خواہ تھے، اور سلطان موصوف اِسی دین محمدی کی حمایت کی برکت سے تمکین و وقار کے ساتھہ شہادت کے رتبے عظیم کو حاصل کیا، اُلحق تمام شہنشاہان روحانی مین اُس بادشاہ کے جسکو سیز نو یسانِ انگریز جبّاردن سے سلاطین مشرق کے گنتے ہین تعصّب و سخت گیری دین اسلام مین سرحد بدادی و ستمگری کو پہنچی تھی چنانچہ کہہ سکتے ہین کہ جسطرح عالمگیر کا غایت تعصّب دینی اُسکی سلطنت کا قوی رخنہ گر واقع ہوا تھا اُسیطرح اِس بادشاہ کی مذہبی سختگیریون نے اُسکی ریاست کو برباد کیا، دشمنی و عداوت اُسکی انگریزون کے ساتھہ جسکا سبب وہی تعصّب و تشدّد دینی تھا اِس مرتبے کو پہنچی تھی، کہ ایک انگریزی کتاب مین ایک شیر کی تصویر کے نیچے جو ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے ہی یہہ عبارت لکھی ہوئی تھی جسکا ترجمہ ٹھیک ٹھیک ہندی مین یہہ ہی

The following sentences have been taken from the Review of the Origin, Progress, and Result of the decisive War with the late Tippoo Sooltan in Mysore, with Notes by James Salmand Esq. of the Bengal Military Establishment.
Printed by Luke Hansard, Lincoln's in Fields Strand London, 1800.

ایک ارغنون کہ جسے شیر کی ہیئت پر اُستاد نے بنایا ہی اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوے ہی ،

پیٹ مین اِس شیر کے ساز موسیقی اور سر و نکی کنجیان و چونگیان بترتیب چنی ہوئی ہین ،

آواز جو اِس ارغنون سے نکلتی ہی ، ملی ہوئی ہی غرّش سے پلنگ کے اور نالے سے آدمی کے جو ایک بڑی بلا کے پنجے مین گرفتار ہی ،

اِس ساز موسیقی کو اُسنے اِسطرح بنایا ہی کہ جب وہ بجتا ہی بیچارہ فرنگی بار بار ہاتھ اُٹھاتا ہی اور گویا اپنی بیچارگی اور بیکسی کو دکھاتا ہی ،

شیر و آدمی اِس ارغنون کا تمام قد یا کامل اندام بنایا گیا ہی ٹیپو سلطان کے حکم سے جو دیکھنے سے اِس ساز کے اور سننے سے اُسکی آواز کے (جسمین فرنگی تو کنایہ ہی قوم انگریز سے اور شیر سے سرکار خداداد سلطانی سے) اکثر خوش ہوتا تھا ،

یہ ارغنون بعد فتح سرینگپٹن کے راس محل مین پایا گیا جہان اور بہت سے آلات موسیقی کے رکھے ہوئے تھے ،

یہ ارغنون جو بین اِسی موسم کے کوئی جانے والے جہاز پر حضرات ڈیرکٹارس کو انگلستان مین بھیجا جائگا تا وے حضور مین بادشاہ کے گذرانین ،

شاہزادے سلطان کی اولاد اور ایک بھائی بعد شہادت سلطان کے رہوئے اور اپنے اہل و عیال حمیت و بلور کو پھر کئی برس کے بعد وہان سنہ ۱۸۰۶ مین بنگالے کی طرف روانہ کیئے گیئے اور اُسکے سردارون سپہسالارون نے امیران ہمعہد سے جاگیر بن پائین ،

مجمل احوال سلطان فردوس مکان کی اولاد وغیرہ کا ،

سرینگپٹن کا قلعہ مفتوح ہوا اور میسور کی ریاست جسکا بانی نواب حیدر علی ہوا تھا ، بعد ساتھ برس کے تقریباً انگریزون کے قبضۂ اقتدار مین آئی تاک ہند کے ناظم ارل مارنگٹن کی رائے صواب انتما نے اُن مہمات درمیان جو ممالک مفتوحہ کے انتظام و بندوبست سے متعلق تھین ان دو ی امرکو مقدم اور اہم سمجھا اور اُنمین متوجہ ہونے کو فرمانروائی کے سود و بہبود ر سے پر ضرور جانا ، ایک اُن دونون امر سے یہہ تھا کہ نامی سپہداروںکی الت و خاطرداری اور صاحب اقتدار قلعہ دارون کی استرضا و دلجوئی ، اور دوسرا یہہ کہ نواب حیدر علی خان خلد مکان کے لواحق اور سلطان س آشیان کے فرزندون و منتسبون کو دارالملک سرینگپٹن سے اے بلور مین جو ریاست مدراس کے متعلق ہی روانہ کرے چنانچہ کی مدد معاش کے لیئے کمپنی بہادر کی سرکار سے پچاس ہزار روپی مقرر فرمایا اور بعد اسکے ایک سوپر نطنڈنٹ بھی مہربان و زبان دان کہ شاہزادون کی دلجوئی اور خاطرداری کرسکے بھیجا گیا تاکہ لوگ عزت

وحرمت سے بیگانے ملک مین گذران کرین، کئی برس تو اسی طور پر خرمی وکامرانی کے ساتھ وہان بسر ہوے یہانتک کہ لارڈ ولیم بنٹنک کی حکومت مین ایک شورش وہنگامہ واقع ہوا کہ ویلور مین سرکار کمپنی بہادر کے سپاہیون نے باغی ہو کر بلوا کیا، تفصیل اسکی آیندہ ورقون مین معلوم ہو گی، ہرچند جناب گورنر بہادر اور مدراس کے ارباب کونسل پر پاکہ امنی و بیگناہی شاہزادون کی اس باب مین بخوبی روشن وہویدا ہو گئی تھی لیکن احتیاط وحزم کی راہ سے صاحبان کونسل کی رایون مین یہہ امر مستحسن ٹھہرا کہ دودمان سلطانی کی کئی بیگمات کے سوا سبکے سب شاہزادے کیا صغیر کیا کبیر اُس قلعے سے بنگالے کی طرف روانہ کیے جائین چنانچہ اسی قصد پر قریب آٹھ برس کی سکونت کے بعد شاہزادے تری کے رستے اور بیگمات اُنکی خشکی کی راہ سے کلکتے کو روانہ کی گئین، ان صاحبون کے درمیان نواب کریم شاہ بہادر چھوٹا بھائی سلطان جنت آشیان کا سب سے بڑا تھا جسکا مختصر احوال شجاعت اشتمال گذشتہ ورقون مین لکھا گیا، یہہ بزرگ مع اپنے فرزند ارجمند نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش، اور بارہ شہزادے سلطان کی اولاد صلبی اس تفصیل سے، فتح حیدر سلطان، عبدالخالق سلطان، محیی الدین سلطان، معزالدین سلطان، محمد یاسین سلطان، محمد سبحان سلطان، شکر اللہ سلطان، سرور الدین سلطان، جامع الدین سلطان، منیر الدین سلطان، محمد سلطان، احمد سلطان، اور جو دھوان شخص اُنمین نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان کا، یے حضرات اپنے لواحق وابستون سمیت سنہ ۱۸۰۶ مین کلکتے پہنچکر مقام رسامین سکن وماوا دیئے گئے، بعد کتنی مدت کے نواب سید شہباز مرحوم کے

، یعنے سلطان مغفرت نشان کے نواسے بھی اِن لوگون مین آملے ،
سب شاہزادے آسایش و آرام کے ساتھ نوع بنوع کے ناز و
مین پلے ، رفتہ رفتہ ہر ایک باب مین اُنکے حال پر ہر طرح کی غور و پرداخت
اور ایک اسکول بھی مخصوص و اسطے تربیت شاہزادون کی اولاد
سرکار دولتمدار کمپنی بہادر کی طرف سے عہد حکومت مین گورنر جنرل
کلنڈ بہادر دام اقبالہ کے درسنہ ۱۸۳۸ع مقرر ہوا اور استادان کامل
کے نوکر رکھے گئے ، اب وے خرم و شاد قید و بند سے آزاد بود و باش
لگے ، یے چار شاہزادہ بزرگ فتح حیدر سلطان ، عبد الخالق سلطان ، محی الدین
معز الدین سلطان ، ہر ایک کی گذران کے واسطے ماہوار اڑھائی ہزار
روپیہ واحد باقی شاہزادون کے لیئے دو ہزار روپیہ جناب لارڈ منطو اور
کونسل کی تجویز سے مقرر ہوئے ، نواب کریم شاہ و حید رحسین خان اور
ن کے نواسون کے واسطے بھی معقول تنخواہین معین ہوئین ، چنانچہ یے
سب اپنے زمانۂ زندگانی کو سایۂ حمایت و رعایت مین اِس دولت ابد
کے بہ عیش و کامرانی بسر کرتے رہے ، اور اب بھی کرتے ہین ، اکثر
سے غریق رحمت ہوئے ، جنکے ایک ایک کے انتقال کی تاریخ و تفصیل
عبد الخالق سلطان سنہ ۱۲۲۲ مین شہر شوال کے غرے کے دن
میر کی بیماری کے سبب اِس دار فانی سے دار باقی کا راہی ہوا ، جسے
سے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار رہے ، نواب
مین خان داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپر زماہ رجب سنہ ۱۲۲۹ مین
لی جسے ایک بیٹا نواب خیر اللہ خان اور ایک بیٹی یادگار ہین ، محی الدین
نے چوتھی ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۶ مین اپنے تئین بندوق کی گولی سے

ہلاک کیا، جسسے پانچ بیٹے شاہزادہ سعید الدین شاہزادہ برہان الدین شاہزادہ قطب الدین شاہزادہ محمد بیٹو شاہزادہ غلام دستگیر و کئی بیٹیان یادگار رہین، فتح حیدر سلطان سنہ ۱۲۳۰ مین شہر شعبان کی اکیسوین کو سرسام کے مرض مین اِس سرائے پر آلام سے منزل دار السّلام کو سدھارا، جسسے سات بیٹے شاہزادہ جعفر الدین شاہزادہ محمد باقر شاہزادہ غلام محی الدین شاہزادہ شہاب الدین شاہزادہ محمد سلطان شاہزادہ سلطان حسین شاہزادہ محمد علی و کئی بیٹیان باقی رہین، معزّ الدین سلطان نے بائیسوین جمادالاول سنہ ۱۲۳۳ مین ہیضے کے عارضے سے اپنی جان شیرین خالق آسمان و زمین کو سونپی، جسسے بھی ایک بیٹا شاہزادہ نظام الدین اور تین بیٹیان یادگار رہین، اگرچہ اِس شاہزادے پر اس شبہے کے سبب کہ اُسے اُس بلوائے عام مین جو و بلور کے درمیان واقع ہوا تھا شرکت تھی مقام رسا مین بہ نسبت اور شاہزادون کے تھوڑے دنون تک قید و بند مین زیادہ سختگیری عمل مین آئی تھی و لیکن جب اُسکی بیگناہی اور پاکدامنی کی خبر اُس مادّے مین دار السلطنت لندن سے جہان بہ امر بعد بڑی تحقیقات کے مقام ثبوت مین پہنچا تھا کہ کیے مین آئی تب قید و بند سے اُسنے بھی رہائی پائی اور دوسرے شاہزادون کی طرح خوش و خرّم و آزاد رہنے لگا، احمد سلطان دسوین شعبان سنہ ۱۲۳۹ مین بعارضہ سرسام اِس دیرفنا سے دار بقا کو روانہ ہوا، جسسے تین بیٹیان یادگار رہین، نواب کریم شاہ بہادر نے بیاسی برس کے سن مین جمادی الثانی کے مہینے سنہ ۱۲۴۶ مین اِس عالم ظلمانی سے عالم نورانی کا رستا لیا، جسسے دو بیٹے نواب غلام علی و نواب امام بخش اور دو بیٹیان باقی رہین، نواب امام بخش نے بھی سنہ ۱۸۳۲ ع مین انتقال کیا جسسے ایک بیٹا نواب نور الحق یادگار رہا، سرور الدین سلطان سنہ ۱۲۴۹ کے

جماد الثانی کی چھٹی کو تپ اور مرگی کی بیماری مین اِس جہان غرور سے طرف گلشن راحت و سرور کے روانہ ہوا، جسّے فقط دو بیٹی باقی رہین، شکر اللہ سلطان جماد الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲۰۳ مین ہیضے کے عارضے سے اِس نشیبستان فرودین سے طرف فراز ستان برین کے رحلت گزین ہوا، جسّے نے چھہ بیٹے شاہزادہ شہر الدین شاہزادہ جلال الدین شاہزادہ اعظم الدین شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین شاہزادہ محمود شاہ اور دو بیٹی یادگار رہین، منیر الدین سلطان دوسری رمضان سنہ ۱۲۰۳ مین سپرز کی بیماری مین اِس خاکدان ظلمانی سے عالم نورانی کو گیا، جسّے ایک بیٹا شاہزادہ انور شاہ اور دو بیٹی یادگار رہین، جامع الدین سلطان سنہ ۱۲۰۸ سترھوین شوال کو پارس مین جو فرانسیسون کا دار الملک ہی روضۂ رضوان کا رہنورد ہوا جسّے ایکہی بیٹا شاہزادہ بدر الدین یادگار رہا، سلطان محمد سجان نے شہر رمضان کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲۶۱ مین ہیضے کے عارضے سے تانجابۂ مرگ کا چکھا، جسّے چار بیٹے شاہزادہ شوکۃ الدین شاہزادہ پاک اختر شاہزادہ اللہ نواز شاہزادہ غلام محمود و کئی بیٹیان یادگار رہین، اور نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکون مین سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوتے ہین اب صرف بے تین شاہزادے محمد رفیع الدین محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین باقی ہین، اب سلطان جنت آشیان کی اولاد سے یہی دو شاہزادے یاسین سلطان اور محمد سلطان کہ اللہ تعالی اُنکے ایّام حیات کو عمر خضر و الیاس کی سی درازی بخشے، باقی ہین، شاہزادہ یاسین سلطان کے بے پانچ بیٹے شاہزادہ کیقباد شاہزادہ عالی گوہر شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ مظفّر شاہ شاہزادہ بہرام شاہ اور کئی بیٹیان زندہ حاضر ہین، اور شاہزادہ محمد سلطان کے بے دو بیٹے

شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ حلیم الزمان اور تین بیٹیان زندہ و حاضر ا
شاہزادہ محمد سلطان عرف شاہزادہ غلام محمد عالی منشی و والا نہادی اور
شناسی وجوادی، نیک نیتی و پاک طینتی، اور محامد اوصاف، و مکارم ا
مین ممتاز و شہرۂ آفاق ہی، ہمیشہ حوصلہ بلند اُسکا خیرات اور حسنا
مائل اور اوقات گرامی نیکنامی کی دولت باقی اور فرخندہ فرجامی کے گوہر لے
جستجو مین مصروف، فرزند کلان اُسکا شہزادہ فیروز شاہ جوان رس
پرتمیز ہی. حسین برگزیدہ سیر شرافت و نجابت کے مجتمع ہوئے ہین
فضائل کسبی نے اُسکے شمائل ذاتی کو دوبالا کیا ہی اور فضل و ہنر نے
گوہر کو فروغ و ضیا بخشا،

شاہزادۂ فرخندہ نہاد غلام محمد کی ابنیہ صوری سے دو مسجد رفیع البنا ہی، ایک
مقام رسا مین نہایت آب و تاب اور بڑی نزہت و لطافت کے ساتھ جو
بلندی و رفعت اور تعمیر کی متانت و حصانت و صحن کی وسعت و فضا
قطعے سے جو اس خانۂ پاک کے طیار ہونے کی تاریخ پر ناطق تھی، قدرے ظاہر

قطعہ

تاریخ بنای مسجد جو در سنہ ۱۲۰۱
ہجری مقام رسا مین بنائی گئی،

نام خدا مسجدی پر ز بہا و صفا — قبلۂ اہل سجود کعبۂ اہل صفا
نامش گردون صنابو مش مینو نشان — رضوان ہر بامداد دادہ ز خلدش صا
گرچہ بنای جدید ہمسر بیت العتیق — نیست دوئی درگذر بیت اللہ خوانش
چیست سریر درش طالب حق را در آ — اینک مروہ صفا زمزم و رکن و مقا



MOHUMED SOOLTAN

SURNAMED

PRINCE GHOOLAM MOHUMED,

SON OF TIPPOO SOOLTAN,

BORN IN MARCH 1795, LIKENESS TAKEN IN APRIL, 1848.



SHAHAZADA MOHUMED FEROZE SHAH,

ELDEST SON OF

PRINCE GHOOLAM MOHUMED,

LIKENESS TAKEN IN APRIL, 1848.

حال بنایش ازان گفت سروش انیجین گرنہ دوئی خاستے ثانی بیت الحرام

۱۲۹۳
۲
۱۲۹۱

اور دوسری مسجد نام شہر دارالامارۂ کلکتے مین ایسے مقام نضارت و لطافت آگین اور موضع فرحت و نشاط قرین پر جسکے دکھن طرف ایک سبزہ زار وسیع الفضا و نزہتگاہ دلکشا ہی جو طراوت و نضاست سے ہوا کے تندرستی و آسایش کا آرامگاہ اور اِس شہر خجستہ بنیاد کے متمولون اور امیرون کے لیئے صبح و شام کا رمناہی، چنانچہ یہ قطعہ اُس مکان میمنت بنیان کے بہت سے محاسن مین سے کچھ بیان کرتا ہی،

قطعہ

تاریخ بنای مسجد جسکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام
دھرم تلے مین در سنہ ۱۲۰۸ ہجری اتمام پایا،

ابن سلطان ٹیپوی منفور ہم محمد بنام و ہم بہ ثنا
نہ محمد کہ بندہ اش از دل پیرو دین او بصدق و صفا
کردہ تعمیر این نشیمن پاک بہر ذکر و نماز و ورد و دعا
ہمچو سبع شداد محکم بام ہمچو ذات العماد خرّم جا
در تمتّع چو کعبۂ اسلام در ترفّع چو مسجد اقصا
خویشی چون بمسجد اقصا داشت دوئی اندر میانہ ناپیدا
گفت روح الامین ازان تاریخ بہر اتمام او بہ طرز دعا

عمر ک اللہ مسجد الاقصی بر سول حق و باہاں عبا

منہ ہجری

۱۲۵۸

فی الواقع ابتک دارالامارہ کلکتے مین اِس خوبی و خوش اسلوبی کی مسجد نہین ہی اور اُس شاہزادۂ عالی ہمت نے بہت سی جایداد واسطے اخراجات مسجد دیکر اور ایک باغ وسیع مع تالاب و گھاٹ سنگین گور غربیان کے لیئے وقف کیا ہی اور اُس شرف رتبۂ سروری کی ابتدیہ معنوی سے کتاب فارسی کارنامہ حیدری ہی، جسکا لقب تاریخی تواریخ گزیدہ ۱۲۶۳، اور جسنے اُسکی کمال جہد و اہتمام و جرح و تعدیل سے زیور اختتام و در سنہ ۱۲۶۳ ہجری پیرایہ انطباع پہنا اور یہہ کتاب ہندی مملات حیدری جسے اُسکے سلیقہ درست و فطرت بلند نے آراستہ و پیراستہ کیا ہی،

ترجمہ جلد ثانی کے بارھوین رسالے کا

مارکوئس ویلزلی کے رسالون مین سے،

ارل اف مارنگٹن کی طرف سے، لفٹننٹ جنریل ھارس، کرنیل ارثر ویلزلی، انرٹیل ھنری ویلزلی، لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپاطرک لفٹننٹ کرنیل باری کلوز کو جو امور میسور کے انتظام و بندوبست پر امین تھے،

صاحبان رحیم دل کریم نہاد

یہ سند جو اِس نامے کے ساتھ جاتی ہی تمھین اُن حالات سے جنکا اختیار ہمیے

نم کفایت شعارون کو دینا مصلحت سمجھا ہی مطلع کریگی ' چونکہ میسور کے
امور وابستہ نظم و نسق ایسے آسان و سہل نظر آتے ہین کہ بغیر حاضر رہنے
لخلص کے سریرنگپتن مین سرانجام پانا اُنکا ممکن ہی ' اِس لیئے مین نے مدراس
مین اقامت کا قصد کیا ہی ' جو تین شخص امینان مذکور سے کہ بروقت پہنچنے اِس
اے کے سریرنگپتن مین حاضر رہے ' چاہیئے کہ نرنت انجام کرنے مین اِن
امور کے جو سند مین مذکور ہوئے ہین آمادہ ہو جاے اور احکام مرقومہ کو بجالاے '
ب سرداران ہمعہد مین ملک کا بنوارا ہونے لگے اِسمین حصّہ مرہٹون کا باقی
کھنا البتہ ضرور ہی ' اور خاندان سے راجہ میسور کے ایک وارث کا
اج پاٹ پر بٹھانا میرے نزدیک امر اہم جسکے لیئے مین نئے بندوبست کی
ناڈالتا ہون ' دو دن کے عرصے مین اِس امر مہم کی شرطین ٹھہرا اور درست
کرکے تمھارے پاس بھیج دونگا ' اِس پیش آیندہ دوکامون مین تاخیر و تساہل
طلقاً جائز نہ سمجھا چاہیئے تا وہ نظم و نسق جو منظور نظر ہی بخوبی انجام ہو ' اُن
ونون سے پہلا کام جلیل القدر عہدہ دارون کی دلجوئی و خاطرداری اور کتنے
صار کے قلعہ دارون کی استمالت و رضاجوئی ہی جو مسلمان ہین ' اور
وسرا کام سلطان مرحوم کے اہل و عیال کو ملک میسور سے نہایت دلاسائی
و خاطرداری کے ساتھ روانہ کرنا ' امراوّل کے باب مین ہمنے مسطرہنری
لرلی کی خدمت مین میر عالم کے نام کا خط اور نقل نظام الدولہ کے مکتوب کی
راقم سطور کے نام پر ہی بھیج دیا ہی ' اور مجھے اعتماد ہی کہ تم صاحب لوگ
سکے وسیلے سے نواب میر قمرالدین خان کی رضاجوئی مین اچھی طرح سرگرم
سکتے ہو ' اور رہنا اُسکا سریرنگپتن کے درمیان اِس جہت سے کہ اُسکی
ت و آبرو لوگون کے دلون مین ثابت ہی ' وہان کے مسلمانون کے ملا لینے

مین بغایت مفید ہوگا، مین چاہتا ہون کہ تم لوگ بہت ہی جلد اُسے اِس پہ
وہ گرم کنڈیکو چلا جاے، اور دوسرے سرداران اہل اسلام کے ساتھ
قول و قرار پیش کرو کہ اُنکے دلون مین نئے بندوبست کا ذرا بھی خوف
نرہے، اور بھر مقدورکامون کے انتظام مین سراسر اِس امر کا لحاظ رکھیو کہ
اخراجات سرکار کمپنی کے خزانے سے متعلق نہو جائین، اور سلطان کے
سرداردن کا وظیفہ بھی فقط کمپنی بہادر کے ذمّے مقرّر نہو بلکہ سب ا
متفق اور راجہ میسور پر تقسیم کیا جاے اور سلطان مرحوم کے اُن سردا
کے واپس ماندگون کو جو اِس لڑائی مین مارے گئے بھی مناسب وظیہ
کیا چاہیئے، قلعداردن مین سے جن لوگون نے اپنا اپنا حصار حوالے کرد
وے جو ابتک اپنے خاص قلعون پر قابض ہین اِن سبکی اپریل وے م
باقی تنخواہین البتہ کمپنی کی سرکار سے دی جائینگی بلکہ جتنے دنون و
حصاردن کی نگہبانی و خبرداری پر تعینات رہینگے مہینا پائینگے، اور مناسب
کہ تم پہلے کام کے انجام دینے کے بعد، دوسرے کام مین کہ سلطان مرحو
اہل خاندان کا روانہ اور اُنکا اسباب و لوازم سفر کا طیار کرنا ہی بد ل
ہو کر اُن مراتب کو جو اِس مادّے مین لازم و ناگزیر ہین بجا لائیو، مین اِس
دردانگیز کے سپرد کرنے کے لیئے جسکے بن انجام کئے دلجمعی متصوّر نہین
کے کارپردازون کے درمیان کسی کو ایسا سر اور جو اِس بھاری کا
شرطین بجا لا سکے نہین دیکھتا، سوا سے کرنیل ویلز لی کے، اِسواسطے بانکار
ضروری کامون کا اختیار اُسکے ذمّے کرتا ہون، کرنیل ڈوطن حصار و یلو
قلعداری پر جو عنقریب سلطان مرحوم کے لواحق و توابع کے رہنے کی جگہہ
مامور ہوا، اور اِن لوگون کے ماہواری و ظیفون کا پہنچانا اور ویلور مین

لیئے ہر طرح کی ضروری چیزون کا طیّار کرنا بھی اِسی کرنیل کے ذمے ہی، اور یہہ بھی مین چاہتا ہون کہ اُنکے واسطے معقول وظیفہ عالی ہمتون کے حوصلے کے لایق مقرّر کرون، تم صاحبون کو بھی ضرور ہی کہ ہر ایک شاہزادے کی وجہ گذران اور زنانہ اخراجات کے لیئے تجویز کرو کہ کسقدر روپی کفایت کرینگے، مگر اِس امر مین یہہ شرط ہی کہ کل اہل خاندان کے وظیفے کے لیئے مبلغ زر عالیشان تین لاکھ یا نہایت درجے کو چار لاکھ ہون سے زیادہ نہون، سلطان کے فرزندون کو اجازت ہی کہ اپنے اپنے خاص ملازم ساتھ لانے کے واسطے اختیار کرین اِس شرط سے کہ اُنکی ایسی کثرت نہو جسّے سلطان مرحوم کے ہواخواہون کا جتھا طیّار ہونے کا گمان ہو، اور بہتر تو یہہ ہی کہ علی رضا خان جو کمپنی کے ایک خیرخواہ ہون اور شاہزادون کے غمخوارون مین سے ہی ساتھ کر دیا جاے، دودمان سلطان کے ہر ایک گھر کی بیگمات اور اُنکے فرزند جسقدر ملد تر کہ امکان ہی شاہزادون کے ساتھ کر دیئے جائین، کرنیل ویلزلی میری طرف سے بخوبی اُنکے ذہن نشین کریگا کہ کسدرجے مجھے پاسداری اور اعانت اُنکی منظور ہی، اور شاہزادون کے نام کا فارسی خط* جو مانوف ہی اُنھین پہنچا دیگا، اور لفٹننٹ جنریل ہارس امور میسور کے بالفعل کے ہرج مرج مین جو جو مشکل پیش آئیگی اُسکی آسانی کے لیئے ہر طرح کی سعی و کوشش مین کوتاہی نہ کریگا،

---

* ترجمہ اُس خط کا جو گورنر جنرل لارڈ مارنگٹن بہادر نے شاہزادون کے خدمت مین لکھا تھا،

صاحب نہایت شفیق واستظہار اخلاص کیشون کے سلامت

ہون اندنون نواح ویلور مین جو اُس مہربان کی جاے سکونت تجویز ہوئی ہی

حیریت وآسایش کے ساتھہ اُس مہربان کے پہنچنے کی خوشخبری سے دل اہ
منزل کو نشاط وخرّمی حاصل ہوئی ' اب یہہ بات خاطر مین گذری کہ اِسی عرصے
پھر محبّت نامے کے وسیلے دوستی وارتباط کے کتنے مراتب کے لکھنے سے اُس مہ
کی تسلّی کرے ' آپ بیشک بخوبی خاطر جمع رکھیئے کہ مخلص ہمیشہ رضا جوئی
نیک اندیشی کے آثار ظاہر کرنے مین مائل ومشغول رہیگا اور منظور سب طر
یہہ تھا کہ حتی الامکان اقامت کا مکان تنگ وکلفت نہو چنانچہ اِس بند وبست وانتظا
لئے حکم بھی ایسا ہی دیا تھا کہ جستجو وتکاپو مین کسی عنوان سے غفلت نہونے پاے '
کارگزاران سرکار کمپنی انگریز بہادر کی نیّتین ہمیشہ اُس مہربان کے آرام وآسایش سے زند
کرنے پر متوجّہ رہینگی ' اور لفٹننٹ کرنیل ڈنطن بہادر بھی مدام ہر نوع سے حق مہ
مہربان کے حسن سلوک کے لوازم خدمتگزاری بجالاتیگا ' اِس تقدیر مین اُمید ہوی ہ
وہان کسی قسم کا تصدیعہ وملال اُس مہربان کو نہوگا ' اور آپ کی خوشی وراحت بلا تکلف
دوستی مظاہر کی خوشی کا باعث ہوگی اور مخلص کو یقین ہی کہ اُس مہربان کے او
اوصاف جمیلہ کی ایسی کشش ہوگی کہ مجھے بیش از بیش طریقۂ اُلفت وارتباط کے آداب
کرنے پر آمادہ کرینگے اور خاص کر یہہ امر دل محبت گزین کی رضامندی کا باعث ہوگا کہ آپ بے تک
صاف دلی کی راہ سے کرنیل موصوف کے پاس دلی اور مخفی باتون کے بیان کرنے مین
اعتماد واعتبار کو دل مین جگہہ دیجئے اور صاحب موصوف اِس آرزومند کے اشارے
موافق جرکبھی کبھی اُس مہربان کی خدمت مین کچھہ ظاہر کرے اُسے بگوش رضا سن لے
اور چشم داشت یہہ ہی کہ جب اِس اخلاص شعار سے کسی امر کا اظہار ضرور ہو تو اُسے آپ ہ
موصوف کی معرفت ظاہر کیجئے آپ کا خیرخواہ یہہ چاہتا ہی کہ تہوڑے دنون مین کسی ص
کے ہاتھہ جسپر اپنا اعتماد ہو کچھہ تحفہ بطور اپنی دوستی کی نشانی کے بھیج کر اپنے د
مسرور ومحفوظ کرے ' اُمید کہ ہمیشہ مخلص کو وہان کی خیریتون کا مشتاق سمجھکے م
بخش مکتوبونکے لکھنے سے خرم وخوشدل فرماتے رہیئے اور زیادہ کیا لکھے والسلام '

(Signed,) MORNINGTON.

مجھے اِس امر کے سننے سے بڑا تاسّف گذرا کہ سر برنگپتن مسخر ہو جانے کے بعد، سلطان کا زنانہ محل دفینے و خزینے کی طمع سے تلاش کیا گیا اور تم لوگون نے کنہنی کے نام و مرتبے کا پاس نکیا، کیا کہون کہ کسقدر اِس بات سے مجھے افسوس ہوا، کاشکے سلطان کے محلسرا کی بیگمات اِس سبب سے حیران و پریشان نہ کی جاتین، ہان ہلّے کے ازدحام اور چڑھائی کی دھوم دھام کے زمانے مین بے اختیار اِس وضع کی زیادتیان اکثر وقوع مین آتی ہین، مین سدا اِس حسرت و افسوس سے آہ بھرا کرونگا اگر بہ زبردستی جنگ وحرب موقوف ہونے کی دیر کے بعد جب نام و کمال وہ مقام جسپر جھگڑا تھا ہم پر چھوڑ دیا گیا، اور سبکے سب وضیع و شریف وہان کے ہمارے مطیع و فرمانبردار ہو چکے سرزد ہوئی ہوگی، اگر زنانہ محل کے نفائس سے کوئی پیش قیمتی چیز اور کسی رقم کا زیور اُس منحوس گھڑی مین اِدھر والون مین سے کسی نے اُٹھالیا ہو تو مجھے کمال اعتماد ہی کہ وہان کا فرمانروا سپہسالار اِس مادے کی جستجو کو اپنی ضروری خدمتون سے جان کر اُن چیزون کے پھروا دینے مین قرار واقعی کوشش کریگا، بڑی آرزو سے مجھے اُمید یہ ہی کہ اُسوقت تک کہ وہان سے اُن لوگون کے روانہ ہونے کا دن آئے ہر ایک شاہزادون اور اُنکی ستوراتون کے مال و متاع کی پاسبانی و چوکی مین بڑی ہشیاری و خبرداری کی جاے، سلطان مرحوم کے اہل خاندان کو اُنکے مسکن مقدّر مین لیجانے کے لئے تمھین جتنے انگریزی سپاہی درکار ہون ضرور سپہسالار فرمانده سے لے لیجیئو کہ رستے مین کسی طور کے خوف و خطرے کا کھٹکا نہ ہے، لفظ نظّم و قطن کے پہنچنے تک بہتر یہ ہی کہ سپاہیون کے عہدہ دارن مین سے ایک شخص جو اِس ملک کی زبانون اور چالون سے خبردار ہو شہزادون

کے ساتھ لردیا جاے اور صوبہ کنڑ یکے نظم و نسق کے باب مین جبتک
میرا کوئی حکم بناؤ لازم ہی کہ اُس مین تمھاری طرف سے کچھ دخل و تصرّف نہ
جنریل اسطوارط کو لکھا گیاہی کہ کچھ دنون موافق فرمانے اُس صوبے کے
انتظام کے کام کو انجام کرے، اور مین تا وقتیکہ اُسے حالات اُس نو
کے دریافت نکر لون وہان کے دستور و قانون کے باب مین حکم ناطق دے
نہین سکتا، اگلے امینون کو جو برطرف کیے گیے ہین میری طرف سے بخو
اُنکی کارگزاری کی شاباشی دینا اور اِن خدمات کے عوض مین اُنکو
سلام و شکر پہنچانا، بنیاد اِن ضابطون کی اِس راے پر رکھی گئی ہی کہ و
فرمانروا سپہسالار کو ملکی حکمون اور دیوانی کا مونمین ہمیشہ اختیار نرہے اور
سوا اے ایک عصایا اعتمادکی وردی کے اپنے پاس نرکھے دل مین ایسا گذ
ہی کہ کاش تمھاری کچہری سرینگپٹن سے اُٹھکے بنگلور کو جاتی تو اُسے
سردست ایک فائدہ نفیع رسان ہاتھ لگتا یعنے اُسکے ضمن مین سرینگپٹن
غول کے غول مسلمان ساتھ چلے جاتے اِس کام مین نہایت جلد سعی کیاچا
کیونکہ بہار مہیسور مین ہمارے اطمینان کے واسطے بہت ہی ضرور ہی،

عہدنامہ یا وثیقہ

عہدنامہ جومند و ستانی انرئبل کنپنی بہادر، اورنواب
نظام الدولہ آصفجاہ بہادر، اور پیشوا راو پنڈت
پردھان بہادر کے درمیان آپس مین ہمقول و متفق
ہونے کے استحکام اور سلطان شہید کے ملکون کے
بند و بست و انتظام کے اتمام کے لئے لکھا گیا تھا،

اِس نظر سے کہ سلطان مرحوم نے بغیر اِسکے کہ اُنکے ساتھ، امیران ہمعہد
کی طرف سے جنگجوئی کے سببون سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ عمل مین آئی
ہو قوم فرانسیس سے ملکر اُنکے سپاہیون کا ایک گروہ انرئبل کنپنی انگریز بہادر
اور اُسکے خیرخواہون نظام الدولہ بہادر اور پیشوا راو اور پنڈت پردھان بہادر
کے ساتھ حرب و کارزار کی بنیاد قائم کرنے کے عزم پر اپنے لشکر مین منگوایا،
اور انرئبل کنپنی انگریز بہادر اور اُسکے ہواخواہون نے جو اپنی حفاظت و بچاو
کے لیئے اُن عزیمتون سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ
متفق کیا تھا ضامن اور اول دینے کے باب مین بجا درخواستین کین اور سلطان
نے اُنکے اقبال سے پہلوتہی کیا، پس انرئبل کنپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ
آصفجاہ نے بیگانی فوجون کے خطرون اور ایسے بیرحم ستمگر دشمنون کے
لوٹ و تاراج سے اپنی اپنی خاص حفیّت و ملکیت یا سرحدون اور ملکون کی پشتی
اور حمایت کے واسطے لشکر متفقہ بہ نیت حرب و نبرد روانہ کیا، اور چونکہ
خواہش ایزدی مین انرئبل کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے
امیران ہمعہد کی فتحیابی و کامیابی اور اُنکے ہاتھون سلطان منصور کا قتل اور اُسکی

رعیتون اور متعلقون کا مفاد ہونا مقدر تھا، اور چونکہ امیران ہمدا ستان یہہ چاہتے
کہ اِس بلندت و اقتدار جدید کو کہ خدائے تعالی نے اُنھین عطا کیا تھا گذری لڑ
کے اخراجات کی تلافی مین اور اپنے اپنے ملکون کی رعیتون اور آس پاس
کے صوبون کے امن چین کے واسطے کام مین لائین، لہذا سلطان مرحوم
ملکون کے بندوبست کے واسطے انربل کنپنی انگریز بہادر اور نواب
نظام الدولہ آصفجاہ بہادر کے درمیان بالفعل عہد و پیمان باندھا گیا بمعرفت
لفٹننٹ جنریل ہارس بادشاہ انگلستان کی فوجون اور انربل کنپنی انگریز بہادر
اُس فوج کا سپہسالار فرمانروا جو کرناٹک اور مالیبار مین ہین اور انر
کرنیل ارثر ویلزلی اور انربل ہنری ویلزلی، اور لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپاطرک
اور لفٹننٹ کرنیل باری کلوز، ربط انربل ریچارڈ ارل اف مارنگٹن گورنر جنرل
کی طرف سے اور بمعرفتِ نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر
جانب سے موافق آیندہ شرطون کے کہ تائید ایزدی سے جبتک مہر و ماہ آسمان
پر جلوہ گر ہین پایدار و برقرار رہینگی دے اور اُنکی آل اولاد بدل متوجہ رہکر فیما
اِن باتون کی رعایت کرین،

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اِس بات کا ہی کہ سرداران ہمعہد اِس
عہدنامے کے ذریعے سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے
جبر نقصان مین اُن اخراجات کے جو خود اُنھین کی حفاظت و بہتری مین ہوئے ہین
اور بھی اپنے خاص ملکون کی قرار واقعی نگہبانی مین کہ آگے کو اعدا سے
بے کھٹکے رہین ضرور کوشش کرین اسواسطے اِس بات پر اتفاق کیا گیا ہی
فردا کی مندرج کی ہوئی سرزمین جسکی تفصیل ذیل مین اِس عہدنامے کے

سلطان مرحوم کے ملکون کی اُن شاہراہون ضمیمت کہ کنپنی انگریز بہادر یا اُنکے
حواہون یا خراج گزارون کے اُن محالون اور سرکارون سے ملی ہوئی ہین جو
درمیان پائین گھاتون کے پورب پچھم کے دونون ساحلون پر ہین یا اُن قلعونسے
جو اُن راہونکے آس پاس ہین سرکار انگریز بہادر کے دخل مین رہینگی اور کنپنی
انگریز بہادر اِسی سرزمین کے خراج سے نواب حیدر علی خان مغفور کے
خاندان اور سلطان مرحوم کے بالکل متعلقون اور لواحقون کی بخوبی گذران و
پرورش کے لیئے معقول خرچ جو دو لاکھ استارہون سے کم نہوگا (اور
بہ حساب کے روسے دو لاکھ چالیس ہزار کانتریہ ہون ہوتا ہی ' جو سات
لاکھ بیس ہزار روپی کے برابر ہی اور قیمت ایک کانتریہ ہون کی تین
روپی) مقرر کرنے اور اُسکا بار اپنے ذمّے لینے کا اقرار کرتی ہی ' چنانچہ
فرد آئین جو سرزمین مذکور ہوئی ہی اُسکا خراج سنہ ۱۷۹۲ مین سلطان کے
تعین کے موافق ' سات لاکھ پچھتر ہزار ایک سو ستر کانتریہ ہون ہی ' اِسمین سے
بعد منہا کرنے دو دمان حیدر علی خان اور سلطان مغفور کی مد خرچ کے کنپنی بہادر
کے حصّے مین پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سی کانتریہ ہون باقی رہتا ہی '

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد ب کی لکھی ہوئی سرزمین نواب نظام الدولہ بہادر
کے عمل دخل مین اور ہمیشہ اُسکے ملکون کے مضاف رہیگی ' اور نواب
ممدوح اِس سرزمین کے خراج سے میر قمر الدین خان بہادر اور اُسکے اہل
و عیال اور متعلقون کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا کفیل ہوا ہی ' اور اِس
مطلب کی تکمیل کے لیئے اُسکے واسطے گرم کنڈے مین ایک جاگیر خاص جسکی
سالیانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپی یا ستر ہزار کنتریہ ہون ہو الگ کردیگا '

اور یہہ بھی اُسکا عہد ہی کہ وہ سوائے اِس جاگیر کے خان مذکور کے نام
ایک محال بھی اُن سپاہیون کی تنخواہ کے لیئے جو سرکار نواب موصوف کی
ملازمت کے واسطے جمعیت معقول میر قمر الدین خان بہادر کی سردار
مین نگاہ رکھی جائیگی مقرر کریگا اور چونکہ زر خراج اِس سرزمین کا جو فرد
مین مرقوم ہی سنہ ۱۷۹۲ مین سلطان مرحوم کی تعین کے موافق چھہ لا
سات ہزار تین سو بتیس ہی، اِس صورت مین میر قمر الدین خان کی خاص
جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصے مین پانچ لا
تینتیس ہزار تین سی بتیس کنتریہ ہون باقی رہیگا،

تیسری شرط

کافۂ انام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمعہد کے بندوبست کے دوام کی نظر
بہ نیک صلاح ٹھہری ہی کہ سر برنگپٹن کا قلعہ کنہنی بہادر پر چھوڑ دیا جاے اور
اِسبات پر اتفاق ہوا ہی کہ وہ قلعہ معہ جزیرہ اور اُس قطعہ زمین کے
اُسکے پچھم ہی اور مغرب کی طرف محدود ہی اُس ندی سے کہ میسور نالے کے
نام سے مشہور ہی اور جنگل گھاٹ کے قریب کاویری ندی سے جا ملی ہی
کنہنی موصوف کے حصے والی سرزمین کے منضاف کیا جائیگا اور ہمیشہ کے
واسطے نامزد اُسی کے عمل دخل مین رہیگا،

چوتھی شرط

یہہ ہی کہ میسور مین بالتخصیص ایک علاحدہ حاکم مقرر کیا جائیگا یعنے کشنہ را
اودیادو بہادر میسور کا مہاراجا کہ یہان کے قدیم راجاؤن کی اولاد سے ہی اُس
سرزمین کا متصرف و مالک رہیگا جو تحدید کی گئی ہی اُن شرطون پر کہ عنقریب
اُن کا ذکر کیا جائیگا،

پانچوین شرط

امیران ہمد استان بایکدیگر متفق ہوئے ہین کہ بیشک فرد ج کی لکھی ہوی سر زمین جو اِس عہد نامے کے ذیل مین مرقوم ہی مہاراجہ ممدوح کو اُن شرطون پر کہ مذکور ہونگی چھوڑ دی جائیگی ،

چھٹی شرط

کنپنی انگریز بہادر کو اِس بات کا اختیار حاصل رہیگا کہ وہ اُس مبلغ کو جو موافق شرط اول اِس عہد نامے کے نواب حیدر علی خان اور سلطان مرحوم کے اہل خاندان کا وظیفہ مقرر ہوا ہی جب کبھی چاہے در صورت سرزد ہونے انواع و اقسام واردات کے مثلاً اِس خاندان مین سے کسی رکن کے فوت ہونے یا کسی طرح بغاوت اختیار کرنے یا سرداران ہمعہد کی ریاست و حقیت پر ہاتھ یا اُنکے اور راجۂ میسور کے ملکون کے درمیان امن چین کے مقدمے مین کچھ خلل اور فساد ڈالنے کے زمانے مین جیسا بہتر جانے عمل مین لاے خواہ اُسے کسی خاص وقت پر منحصر کرے یعنے کچھ مقرر کیئے ہوئے ایام تک روک رکھے خواہ یک قلم بند کر دے یا کچھ اُسمین تخفیف کرے ،

ساتوین شرط

پیشوا راو پندت پردھان بہادر ضرور اِس عہد و پیمان مین شریک کیا جائیگا ، ہر چند وہ اِس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اُسکے ضروری خرچون اور کوششون مین سرداران ہمد استان کے شامل تھا اور نہ اب کسی وجہ سے فتح کی غنیمتون اور منفعتون مین خواہی نخواہی فریقین مشارک یعنے کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ کے ساتھ حصہ دار ہونے کا مستحق ہی ، باایںہمہ چونکہ فیمابین پیشوا بہادر اور کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور مہاراجہ

میسور کشنہ راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہی اس رعایت سے را
اس بات پر قرار پائی ہمین کہ وہ خاص سرحد جسکی تفصیل فرد آ اور ذیل
اس عہد نامے کے مرقوم ہی اُسکے تصرف مین دینے کے لیئے باقی رکھی جاۓ
نادر و بست پیشوا بہادر کی ملکیت اور اُسکے مملکت کے داخل رہے ا
طور پر کہ گو پیشوا بھی اس عہد نامے کے ہمد استانون مین ایک رکن
مگر اس شرط پر کہ پیشوا مذکور سراسر اس عہد نامے کو اُس دن سے ایک
مہینے کے اندر حسین امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہد نا
کی اطلاع کرینگے منظور کرے، اور بھی اُن امور مین کہ ابھی نواب اور پیش
کے درمیان شک و شبہے مین ملتوی ہمین، اور بھی اُن باتون مین جنکی خبر کپت
انگریز بہادر کی طرف سے گورنر جنرل انگریزی رزیدنٹ کی معرفت پونا
اُسکے پاس بھیجے دیگا، کپتنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کرے

آٹھوین شرط

اگر پیشوا موصوف امیران ہمعہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہد نا
کے منظور کرنے یا اُن باتون کے خاطرنشان کر دینے سے جنکا ساتوین شر
مین اشارہ ہوا ہی پہلو تہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین کہ اُسے پہلے اسکے
لیئے مقرر کی گئی ہی کپتنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے شرکت
اور ملکیت مین رہیگی اور اب سے اُس سرزمین کو چاہین راجہ میسور کے
ساتھ اُسکے اُس محال و صوبے سے جو اُنکے خاص ملکون کے نزدیک ہی مبادلہ
یا معاوضہ کرین خواہ کسی اور طور سے اُسکا بندوبست جیسا بہتر سمجھین ٹھہرائین

نوین شرط

مہاراجہ میسور کشنہ بہادر کو بہان کے تخت سلطنت پر بٹھلانے کے واسطے

پسند پسند ہوئی ہی کہ کمکی فوجون کی ایک معقول جمعیّت سے اُسکی پشتی وحمایت کی جاے، اور اسپر اتفاق کیا گیاہی کہ یہ فوجین کمپنی انگریز بہادر کے ذریعے سے موافق اُس جداگانہ قول قرار کے جو عنقریب کمپنی انگریز بہادر اور مہاراجہ مذکور مین ہوگا مقرّر کی جائینگی،

دسوین شرط

یہ عہد و پیمان دس شرطون پر مشتمل آج کے دن کہ جون مہینے کی بائیسوین سنہ ۱۷۹۹ اور محرم کی سترھوین سنہ ۱۲۱۴ ہی ربط انربل ارل اف مارنگٹن گورنر جنربل بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے نام پر روبرو ایک طرف کے وکلا لفٹننٹ جنربل جارج ہارسس، انربل کرنیل ارشر ویلزلی، انربل ہنری ویلزلی، لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپاطرک، لفٹننٹ کرنیل باری کلوز، اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے، منعقد ہوا، طرفین کے وکیلون نے اِس عہد نامے کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہر و دستخط کر ایک دوسرے کے حوالے کر کے اِسکا اقرار کیا کہ یہ عہد نامہ آج سے ایک اٹھوارے کے درمیان گورنر جنربل کے دستخط و مہر سے اور پچیس دن مین نواب نظام الدولہ کے دستخط و مہر سے بیشک مزیّن و مستحکم ہو جائیگا،

مہر نواب نظام الدولہ کی

نواب نظام الدولہ نے حیدرآباد مین مہر و دستخط کیا، سنہ ۱۷۹۹ کی تیرھوین جولائی کو، ربط انربل گورنر جنربل بہادر نے سنٹ جارج نام قلعے مین مہر و دستخط کیا، سنہ مذکور کی چھبیسوین جون کو،

AN ACCOUNT OF THE MUTINY AT VELORE

IN THE YEAR 1806,

BY J. DEAN, ESQ. M. D.

TRANSLATED FROM THE UNITED SERVICE JOURNAL AND NAVAL AND MILITARY MAGAZINE.

PART II.

1841.

بیان اُس شورش اور قتل عام کا جو ویلور کے قلعے مین صنہ ۱۸۰۶
کي دسوین جولائي کو واقع هوا، مسطر جونس سرجیئن اور
مسطر ج ڈین معین سرجیئن کی روایت سے جو دونون
اِس واقعۂ شوم کی ابتدا سے انتها تک وهان موجود تهے،

اُسدن قلعے کا باسبان سپاهیونکا سرغنه کرنیل سنط جان فنکورط تها، اور نگهبان سپا
وهان پار کمپنی بادشاهی اُنهترهوین رجمنط کی، چهه کمپنی هندستانی پیادونکی
رجمنط سے، دوسرا رسالہ هندستانی پیادون کی ننانیسوین رجمنط کا، ایک غ
فرنگستانی گولنداز ونکا، بالکل هندستانی سپاهی ڈیڑهه هزار تهے، سنه مذکور کی دس
جولائی کے پهلے اِس واقعے کا کچهه بهی خیال اور بدگمانی نتهی، مین کرنیل ماکراس
ساتهه گذشته رات کهانا کهاکر قواعد کے میدان هو کے جاتا تها کہ قلعے کے اندر وا
دو سرا مین غلغلہ عیش و نشاط کا معلوم هوا شهزادون کے محل مین روشنی
کثرت تهی، ساز و سرود کی آواز سے جشن و انبساط کا سامان بندها تها، مگر کچهه
فساد واقع هونے کا هرگز گمان نه تها، شبکو مین بندوقون کی شلک سے چونکا
پڑا، کهڑکی سے نگاه کیا تو دیکهاکہ کتنے آدمی دوڑے چلے جاتے هین،
تهوڑی دیر کے میرے رهالے کے دونو جوان عهده دار نے مجهے آکر کہ

اُنھر ھوین رجمنٹ کے فرنگستانی سپاھیون نے باھر نکل کر باغی سپاھیون پر بندوقین
مارنی شروع کی ھین ' مین نے کہا کہ مین ! سی دم کپڑا پھنکر تمھارے ساتھ
سپاھیون کے بارک مین چلتا ھون پر وے نہ ٹھھرے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے '
بعد اسکے مین موزہ پھن رہا تھا کہ پہلی رجمنٹ کے لفٹنٹ کٹکلیف نے آکر کہا
کہ میرے بازو پر ایک گولی لگی ھی ' مین اُسکو اپنے ھمراہ لیکر سطرجونس
جراح کے گھر گیا اور اُسکا زخم دکھلایا ' الغرض اُس مجروح کا زخم بند ھوا ھم
ھندوستانی پیدلون کی پہلی رجمنٹ کے دستۂ اول کے اجیطن کے گھر گئے '
اور وھان ھندوستانی پاسبانون کے ھتھیار لیکر کل نو آدمی لڑنے کے لیئے
طیار ھوئے ' اِس اثنا مین قلعے کی ھر ایک الگ سے بندوق کی بارکی آواز ین
آنے اور گولیان چارون طرف سے برسنے لگین اس گھر کے صدر رستے پر
ھمنے کئی آدمیون کے تگ و دو کرنے کی آواز سنا تب باھر نکلنے وقت آدھا
دروازہ کھلا رھنے دیا ! سلئے کہ اگر کوئی اندر آنے کا ارادہ کرے تو دکھلائی
دے ' اب اُن متمرّدون کا ایک جتھا جن مین تخمیناً بیس آدمی ھونگے گلی سے
نکل کر صدر برآمدے مین گھس آئے اور اُنھین جو گولی کے گھائل اور کشتہ
تھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے ' پھر اُنکا کچھ نشان ظاھر نہوا ' ھم لوگون نے یہ
خیال کیا کہ سطرجونس کا گھر چون بارک کے متصل ھی اِن بلاؤن سے
بہت محفوظ ھی ' ایک لحظہ بھی شش و پنج رہا کہ اب کسی طرح ھم بارک
مین داخل ھو جائین پر اِس جہت سے کہ وے بغاوت شعار سپاھی گھر کے
گرد بگرد محیط تھے وہ تدبیریں رفت نہوئی یہانتک کہ رات آخر ھوئی اور
صبح کو یہ آہٹ آتی تھی کہ بہت سے سپاھی ھمارے گھر کے پیچھے اِدھر اُدھر
گھومتے اور اندر آنے کی راہ ڈھونڈھتے ھین لیکن اُنسے کچھ نہ بن پڑا ' آخرالامر

جوق جوق باغیون نے ہمارے گھر کی پچھواڑے کے باہر والے گھرون کی دیوار پر چڑھ گیے اور بندوق سر کرنے لگے، ہم دروازے کے بچاو مین مصروف ہوئے، جب وے قریب آئے تو ہم برامدے کی جانب گیئے اور گولی کی جگہ بندوق کا کندالے نے اُنکے مدافعے مین سرگرم ہوئے اُنکی طرف سے ہم گولیون کی بوچھاڑ تھی، مین ایک ضرب کھاکر گرپڑا، اس بیچ مین انہتر ھوبن رجمنٹ کے آدمیون نے بندوق کی آواز سن بارک کی کھڑکی جو ہماری جانب تھی کھول کر ہم کو بارک مین داخل ہونے کے لیئے آواز دی، باغی لوگ یہ حال معلوم کرتے ہی ہمارے پیچھے دوڑ پڑے پر خیریت یہ گذری کہ ہم اُنکی بندوقون کی مار سے بسبب اُن گولیون کے کہ اُنہتر ھوبن رجمنٹ کے جوان ہمارے بچانے کو اُن پر مارتے تھے بچکر اُس کھائی سمیت کھڑکی کی راہ سے بارک مین داخل ہوگئے، اب اِن ستر دون نے تین ضرب توپ سلاح خانے سے قدیم بارک کے اُوپر لگا اُنہتر ھوبن رجمنٹ کے بارک پر کہ اِن دونون کے درمیان ایک چھوٹا سا رستا تھا علی الاتصال گولیون کی بوچھاڑ مچادی، گولیان بارک کے دریچون سے اندر آتی تھین، چونکہ ابھی ٹیپو سلطان کا استاد تھا، اور گروہ گروہ بے سرکش سپاہی عہدہ دارون کے مکانون پر آنے جانے دکھلائی دیتے تھے اسلیئے کہ اُنھین اِس درمیان سے نکال باہر کرین، اب دو مضبط نظر آئے کہ وے باغی لوگ قیدیون کی طرح اُنھین قلعے کی جانب لیئے جاتے تھے اور قلعہ بھی سر تا سر اُن باغیون کے دخل مین آگیا، الغرض بارک کے درمیان عجب طرح کی ہل چل مچ رہی تھی، بارک کے سپاہی بھوروہوتے ہی اِس بات پر مستعد ہوئے کہ جبرًا بارک کے دروازے کی راہ اپنے قبضے مین کرلین، لیکن چونکہ توپین اُسکے قریب ہی لگی تھین کتنے اُنمین سے گولون

سے اُتر گئے، آخر کو سپاہیون نے بارک کے دروازے کا رستا بند کر دیا،
پھر بھی بارک کی کھڑکیون کی جانب سے پیہم گولیان برس رہی
تھین اور ہم لوگون کو ایک دم لینے کے واسطے کوئی اور پناہ کی جگہ
سوائے بارک کے پیلپایون کی اوٹ کے نہ تھی، ایسے مین کپتان مکلاکلن نے
فرصت کا وقت دیکھہ بالکل حربی اسباب و ہتھیار جمع کرنے کو فرمایا اور یہہ
کہا کہ جسکو چلنے کی طاقت ہو وہ یہان سے قلعے کی دیوار کے پاس کی
کھڑکیون کے رستے باہر چلا کھڑا ہو، چنانچہ اُن دریچون کے رستے دو دو آدمی نکلے،
اور پھر دیکھا کہ ہم عریف کی مار سے عیالدار سپاہیون کے گھرونکی آڑ مین
بچکر نکل جانیکے اور یہہ بھی اِس نکلنے کا بڑا سبب تھا کہ ہم چھوٹے ذخیرہ خانے کے
پاس جا کر مقام کرینگے چنانچہ کپتان مکلاکلن بھی سپاہیون کے ساتھہ اُنہین
دریچون سے نکلا، مین اور سطرجونس دونون، سپاہیون کی توپی پہن
بندوق ہاتھہ مین لے سپاہیون کے ہمراہ معہ اُس رفیق مجروح کے باہر آئے،
قصہ کوتاہ جو لوگ اُن کھرون کی پناہ مین جاتے تھے اُنمین سے کئی آدمی زخمی
ہوئے، اور جتنا ہم قلعے کی دیوار کے نزدیک ہوتے اتنا ہی گولیون کے
زیادہ نشانے بنتے، بہرصورت اُس ذخیرہ خانے تک پہنچ کے کیا دیکھتے ہین کہ
اُسکا دروازہ کھلا ہی معلوم ہوا کہ اعداو ان کی گولیان لیگئے ہین فقط گولیون
کے خالی لفافے ہمکو ملے، تب ہم حصار پر چڑھے، کپتان مکلاکلن نے حکم دیا کہ تم
اُس گھسی مین (جو قریب ہی تھی) جاکر ٹھہرو، جبتک اور سپاہی بھی پہنچ جائین،
لگ بھگ اُسی گھسی کے جسمین ہم تھے ہندوؤن کا ایک دیول تھا جسپر
باغی لوگ مجتمع تھے، قرب کے سبب بیطرح اُنھون نے ہم پر گولیان
برسائین، سامھنے ہم لوگون کے ایک برج تھا جہان صبح شام کی توپ سر ہوا کرتی تھی

اُس برج پر بھی باغیون کی ایک بڑی فوج منسلط تھی، کپطان مکلاکلن
اُسید م بہت سے سپاہیونکو جو آکر جمے تھے آگے بڑھنیکو حکم کیا اور آپ بھ
اُن سپاہیون کے آگے آگے چلا جاتا تھا کہ ران مین ایک زخم کاری لگنے سے
سب گر پڑا، ساتھ ہی اِسکے کپطان بارد جو قلعے کی دیوار پاس اپنے گھروالو
سمیت سکونت رکھتا تھا ہمارے سپاہیون کی جماعت مین آملا، اب
جھٹ پٹ ہم لوگون نے وہ برج لے لیا، اِس تگ و تاز مین دونون طرف سے
کئی آدمی مارے پڑے، آخر کار متمردون نے وہ مکان چھوڑ دیا، تب کپطان بار
اور اُسکے ساتھ والے دروازے کی جانب چلے، پھر اُس دیول سے لگاتا
ہمپر گولیون کی بارش رہی، جب ہم بخشی خانے کی طرف گذرے، تو معلوم ہو
کہ اُسے باغیون نے لوٹ لیا ہی اور روپی کے توڑے حصار کے نزدیک
رکھا، بعضے سپاہی اُنہیں ہوین رجمنٹ کے جو حصار سے اُسطرف جاتے تھے
مارے گئے، اُدھر صدر برامدے مین جو سپاہی تھے وے پکار پکار گولیان
مانگ رہے تھے مین نے کہا ارکاٹ کے روپی گولی کی جگہہ استعمال مین لاؤ
جب اِن مکانون کی محافظت سے فراغت ہوئی تو ہم دروازے کے رستے کی
جانب چلے، اُدھر اُن بہادرون نے کہ وے ہم سے پہلے ہی یہان پہنچ گئے تھے
باغیون کو اُنکے مقام سے ہٹا دیا جہان ایک توڑا روپیونکا جسے وے باغی
بخشی خانے سے بھالتے وقت چھوڑ گئے تھے ہاتھ لگا، جن پر بعضے سپاہیون اور
عہدہ دارون کا جی للچایا بلکہ بعضون نے حصار پر سے بھی اُترنے کا قصد کیا
کپطان بارد نے بہ طور دیکھکر پاسبانون کو اُن پر تعینات کر حکم دیا کہ
جو شخص پہلے اپنی جگہہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرے اُسکو گولی مارین
جس وقت ہم دروازے کی راہ پر تھے عجیب مصیبت جان سوز دیکھنے مین

آئی کہ اعدا کی ایک بڑی فوج آ کے بیمار خانے سے تخمیناً پندرہ آدمی
فرنگستانیو نکو پکڑ کر صدر دولتخانے تک لیگئی اور ان بچارون کو اُن
بیرحمون نے شلک مار مار قتل کیا ' سلاح خانے سے اُن گمراہون نے
دو توپ دروازے کی بھیتروالی راہ پر لگائی تھی شاید اِس ارادے سے
کہ ہم کو قواعد کے میدان مین جاتے روکین ' اب گولیون کی نوبت آخر ہوئی '
کپطان بارو یہہ سوچا کہ سلاح خانے مین ہم بروف ماں سکتا ہی کیونکہ گولی کے
دے روپیون کے استعمال کرنے مین بہت وقت ضایع ہوتا تھا ' یہان حصار
سے لگے ہوئے کئی گھر تھے ' کپطان دیوڈ ویلسن جو ٹیسوین رجمنٹ کا عہدہ
دار تھا اُسکے گھر کے متصل لاش اُسکی ملی ' حصار کی دوسری الگ
یک گھر تھا جسمین لفٹننٹ ایلی اُنہترھوین رجمنٹ کے عہدہ دار کے
لڑکے بالے رہتے تھے ' جب اُسکے اندر ہمارے گروہ کے بعض بعض آدمی
گئے تو اُنھون نے اِس بچارے کے لڑکون مین سے ایک کو مقتول پایا
ب باغیون کا غول قلعے کی جدی جدی جگہون مین دکھلائی دیتا تھا اور
شدت سے گولیان اُن آدمیون پر جو دروازے کی راہ مین تھے برستی تھین
نانچہ ایک گولی لفٹننٹ میکائیل اُنہترھوین رجمنٹ کے مصبدار کی کلائی مین لگی
ور اُسسے خون اتنا بہا کہ وہ کمزور و سست ہوگیا ' اب فقط کپطان بارو ' مسطر
نس اور تین سپاھیون کے ساتھ باقی رہ گئے ' باغیون کی گولیون سے محفوظ
ہ گاہون کے مختلف مقامون پر سنگین چوکیان بنھلا ہماری طرف کی سپاہ
پطان بارو کے ہمراہ حربی سامان کی کمیوج مین سلاح خانے کی جانب گئی ' سامنے
م لوگون کے فرنگی بیمارستان اور کپطان فنکورط قاعدار کے گھر کے قریب
یک برج تھا ' جسے باغیون نے بڑی مضبوطی سے اپنے دخل مین کرلیا تھا '

جب ہم اُسکے نزدیک پہنچے بری طرح سے حریف کی مار کے نشانے ہوئے، کپطان بارو اور راقم سطور کو ایک ایک گولی لگی، مجھے تو پشت پر جسے اذیت نہ پہنچی، لیکن کپطان بارو کو پھلی مین جسے اُسے بڑا ہی صدمہ پہنچا، تب اُسنے سپاہیون کے ساتھ جانے کے لیئے مجھسے التماس کیا چنانچہ مین اُنکے شامل برج مین داخل ہوا، ہرچند اِس مکان مین مختلف جگہون سے بشدت گولیان برستی تھین پر جب اُنہر ھوبن رجمنٹ کے دلاورون نے اُسکو دخل کرلیا، سبکے سب باغی بھاگ نکلے، سپاہیون نے کپطان بارو کے گھایل ہونے اور چند اول مین اُسکے لیجانے کا حال معلوم کر کے کہا کہ اب تو بے سردار ہو گیے، مین نے کہا کہ ہم اور سطر جونس دونون تمہارے ساتھ ہر ایک مشکل مین شریک ہین، اسی بیچ مین بیمارستان کا ایک شخص ہم پر آملا اور اُسنے ظاہر کیا کہ غنت کے غنت باغیون نے بیمار خانے مین آکر بالکل بیمار سپاہیون کو مار ڈالا مین اُنسے بھاگ بچا، الغرض ہم لوگ اُسوقت کہ چند اول کے اکثر جوان آکر اکٹھے ہوئے اُس سلاح خانے کے جانے پر مستعد ہوئے، راستے مین ہم پر گولیان چلین، دو آدمی مقتول اور دو سے مجروح ہوئے، ایسے مین کئی سپاہی آکر ہمارے ساتھ ہوئے، اب ہم حصار سے اُتر کر بہیئت مجموعی غلّے کے انبار خانے کی دیوار کی آڑ مین پہنچے، مین نے ایک باغی کے پکڑنے کا ارادہ کیا، اُسنے بندوق چھوڑی، تو بی میرے سر سے گزری، مین نے اِس شخص کو دیکھتے ہی پہچانا کہ وہ ہمارے ہی رسالے کے سپاہیون سے ہی، بے ساختہ میری زبان سے یہہ کلمہ نکل پڑا کہ خبر تو ہی آدم خان یہہ کیا تھا، تب وہ بھی مجھے پہچان گیا، اور اب ہم سلاح خانے کی جانب چلے، راستے مین پھر بندوقین چلین، ہمارے کئی آدمیون سمیت ہم سلاح خانے مین جا پہنچے، یہان ایک

نئے وحشت انگیز تماشے کا سامنا ہوا کہ تمام پاسبان کیا فرنگستانی کیا سپاہی سبکے سب کشتہ پڑے تھے ' اور عہدہ دار بھی انکا مارا گیا تھا ' ہمنے چاہا کہ بندوق کی سنگین وغیرہ سے سلاح خانے کے قفل کو توڑ ڈالیں ' نہوسکا ' جب سطنر جونس سے مین نے یہ حال بیان کیا تو وہ مجھے حصار پر چڑھنے کو کہکر آپ نیچے اُترا اور بول اُٹھا شکر کہ گنج مقصود ملا ' الحاصل بارود بھرا ایک خم حصار پر لایا گیا لیکن گولی ندارد جب گولی کے پانے سے ہمین یاس ہوئی تو سلاح خانے کی جانب جانے اور راہ مین سلطان کے نشان کو گرا دینے کی صلاح ٹھہری چنانچہ ہم اسی قصد پر سپاہیو نکے بارک سے کئی جوان ساتھ لیکر قلعے کی برج تک ایسے وقت مین جا پہنچیے کہ سپاہیان باغی اسباب غنیمت کے باندھنے چھاندنے مین لگے رہے تھے ' باوجود اسکے وے ہمین دیکھتے ہی بندوقین چھوڑنے لگے ' ہم وہانسے پھرے ' اور اُن لوگون نے ہمارا پیچھا کیا ' ہم جلد اپنے رفیقون مین آکر بندوق سر کرنے مین سرگرم ہوئے ' اسی طرح لڑتے بھڑتے علم تک پہنچ گئے ' لیکن رستے بھر گولیون کے نشانے تھے ' ہم مین سے تین شخص نشان کی زبان پر چڑھ جانے کے مستعد ہوئے ' پہلا تو گولی سے مارا پڑا ' بعد اسکے سارجنٹ ماکلس اس کام پر مستعد ہوا ' اگرچہ اُسپر قریب کے گھرون سے گولیان برستی رہین ' تیسرا شخص پربوبط فلیپ باطم سیڑھی کے نیچے اس ارادے پر کھڑا تھا کہ اگر سارجنٹ مذکور کو کچھ صدمہ پہنچے تو وہ اُوپر چڑھ جائے ' اس عرصے مین کتنے لوگ مقتول اور زخمی ہوگئے ' چونکہ میرے دوست جونس نے سارجنٹ سے علم لیا تھا ہم دروازے کے رستے کی جانب پھرآئے اور اب ہمین اُن زخمیون کو بھی وہان سے اُٹھالانا ضرور ہوا (ہرچند اس لانے مین

کثرت سے گولیان ہم پر برسین) کیونکہ اگر ہمارے لوگ وہین پر رہتے تو بے شبہ مارے جاتے ' مین نے ان مجروحون کو بیمارستان کے ایک گرستی مین جو قریب تھی رکھا ' تب کئی بیکار منصبدار میرے پاس آئے اور بڑی محبت و دلسوزی سے کہنے لگے کہ اب تمہارے نزدیک نہ سامان جنگ باقی رہا نہ ذوق اور نشانیان پاس کی بہر نوع ظاہر ہین اور مدد کی بھی کچھ اُمید نہین ' اِس لیئے مقتضاے وقت تو یہ ہی کہ جو کتنے بقیہ السیف رہگئے ہین اُنکی جانون پر ترس کرکے بوجہ معقول کہ امکان سے خارج نہو میل ملاپ کی تدبیر کی جاے ' مین نے اُسکا جواب دیا کہ قلعے سے باہر جو کچھ عہدہ دار لوگ رہتے ہین اُنمین سے مقرر بعضون نے آرکاٹ کے ناظمون کو اِس سانحے کی اطلاع کی ہوگی ' کیونکہ ایسے واقعۂ خطرناک کی خبر جو یکقلم فروگذاشت ہو یہ بات کسی طرح خیال مین نہین گذرتی ' بعد اِسکے مین نے کہا کہ بالفعل تو صدر دروازے کا رستہ بھی ہمارے اختیار مین آگیا ہی ' علاوہ باغیون مین کون ایسا شخص ہی کہ اُسکے نزدیک التجالاؤن اور اِحمین بھی شک نہین کہ کمک عنقریب آن پہنچی اور چاہیئے کہ ہم دم آخر تک جو کچھ ہمارے تحت مین ہی اُسکے محافظت کی کوشش کرین اِس عرصے مین جونس میراموںس بھی کپتان ماکراس کے گھر سے حصار پر آن پہنچا مین نے اُن خانہ نشین عہدہ دارون کی جے سب باتین اُسے کہہ اُسنے اِس امر مین میری بات کی تقویت کی کہ ابھی کوئی دم مین کمک آپہنچتی ہی ' اِس گفتگو کو چند ان دیر نہوئی تھی کہ کرنیل گلاسپی اور کپتان ولسن انیسو بن ڈراگون کے فرمانفرما دروازے کی راہ کے لگ بھگ کمک کو آپہنچے ' لوگون نے کرنیل مذکور سے ظاہر کیا کہ ابھی بہت سے باغی پوشیدہ کھڑکی کے رستے بھاگے ہین چنانچہ کتنے ایک سوار اُس طرف تعینات ہوئے

بعد اسکے کرنیل نے میرا حال پوچھا اور ہم دونون حصار سے باہر آئے ' جونس نے میسور کا جھنڈا جو ہاتھ آیا تھا کرنیل کے ہاتھ مین دیا اُسنے کرنیل فنکورٹ کا حال پوچھا چونکہ ہم کچھ اُسکا حال جانتے تھے بیان نکر سکے ' بعد اسکے کپتان بارو کی خبر پوچھی ' مین نے اُس گنبتی کی جانب جسمین وہ تھا اشارہ کیا اور اُسکے زخمی ہونے کی کیفیت بھی ظاہر کی ' تب مجھسے پوچھا کہ تم کو بھی کوئی زخم لگا ہی ' مین نے اپنا پانو اور زخم دکھلایا ' بعد اسکے مجھکو کہا کہ کپتان بارو جس برج مین ہی وہان تک تم میرے ہمراہ چلو ' بتیسویں رجمنٹ کے جھنڈے کے کپتان ماکراس کے گھر سے قلعے کے صدر دروازے پر لائے اور حصار کے نیچے رکھے گئے تھے ' ایک سپاہی بادشاہی عام لیکے ہمارے ہمراہ دمدمے کی گنبتی مین آیا ' راستے مین ہر چند باغیون نے ہم پر بندوقین داغین پر خیریت گذری ' ہم نے اُس برج مین پہنچکے دیکھا کہ اور بھی کتنے سوار جنکے ساتھ میدانی توپین بھی تھین آرکاٹ سے قلعے کی جانب دوڑے چلے آتے ہین ' کرنیل گلاسپی نے دمدمے کی گنبتی چھوڑنے کے وقت کپتان بارو سے کہا دیکھنا مین توفیق بزدانی کی یاوری سے کہا تم لوگون کا بدلا لونگا ' جسوقت ہم دروازے کی طرف پھرے پھر ہندوونکی دیول سے گولیون کے نشانے ہمنے یہانتک کہ دور نکل آئے ' جب دروازے پر پہنچ گئے تو دو کمک کی توپین بھیترواے دروازے پر منگوا لیگئین اور کرنیل گلاسپی نے توپون کے سر کرنے کا حکم دیا چنانچہ لفٹننٹ بلاکسٹین عہدہ دار جو سوارون کے ہمراہ آرکاٹ سے آیا تھا اِس طریقے سے اِس کام مین ورآیا کہ دروازہ پہلی ہی شلک مین کھل گیا ' اب کرنیل گلاسپی نے جنگ کے لیے طیار ہونے کو حکم کیا ' اگرچہ وہان لڑنے کے قابل پچاس آدمی سے زیادہ نتھے ' بہرکیف ہم کرنیل گلاسپی کے ہمراہ حصار سے چلے ' ہمارے پیچھے ایک

رسالہ دراگونون کا اور ایک رسالہ ہندوستانیون کا تھا، جونہین کرنیل نے آگے بڑھنے کا حکم دیا ہم میدان کی جانب روانہ ہوئے، وہان پہنچتے ہی اُس دیول اور قدیم بارک سے ہم پر خوب ہی گولیون کی بوچھار برسی، غول ہمارے سپاہیون کا صدر مجلسرا کی طرف آگے بڑھا اور جب ہم متصل اُس مقام کے جہان بیمار سپاہی مارے پڑے تھے جا پہنچے، یہان بھی اعدا نے بڑے زور شور سے گولیونکا مینہ برسایا، اکثر لوگ ہماری جماعت کے مقتول اور مجروح ہوئے، الغرض ہماری جمعیت کے انتظام مین خلل واقع ہوا یعنے جب کرنیل گلسپی ہم کو اِس ارادے سے کہ دراگون کے رسالے کے سوارون کو حملہ کرنے کا حکم دے داہنی طرف جانے کو رستا کھلا رہا تھا کہ اتنے مین ایک سوار جسکو شاید کوئی زخم پہنچا تھا صف چھوڑ اپنی جگہ سے اُچھل پڑا جسکے دھکے سے کرنیل زمین پر گرا، مین اور سارجنٹ براڈی نے اُسے پکڑ کر اُٹھایا، ہرچند صدمہ بڑا پہنچا تھا پر جانکی خیریت ہوئی، اب سوارون نے صدر دولتسرا کی طرف جاکے بالکل باغیون کو جو وہان سے بھاگتے تھے قتل کر ڈالا، بعد اِسکے مین نے دیکھا کہ کرنیل ماربط اپنے گھر سے نکلا چلا آتا ہی اُسے کرنیل گلسپی کو دکھلایا اور ترنت مین نے بھی اُسکے پاس پہنچکے مصافحہ کیا، بیے دونون کرنیل آپسمین گفتگو کر رہے تھے جو ہم دولت سرا کے اندر پہنچ گئے، تعجب تھا کہ دولت سرا کی چھت پر سے کتنے باغیون نے بندوقین سر کر فرار کا رستا پکڑا، کرنیل گلسپی نے مجھکو فرمایا کہ اُنھین پکڑ کر قید کرو، کتنے باغیون نے تو آپہی ہتھیار رکھدیا تھا اور جو بندوقین ہاتھ مین لیے ہوئے تھے اُنمین سے بعضون کو مین نے کہا کہ بندوق زمین پر رکھدو اور اپنی راہ لو، اور اِدھر پہلے ہی سے مین نے دروازے پر جو کپان بتعلا رکھی تھین تا بے لوگ باہر نکلنے پائین، تب مین نے اُنکا کمر بند کھولا

اُنکی جیب سے ہم لوگون نے کتنی گولیان نکالین جن سے اپنی بندوقین بھرین ' کرنیل گلسپی اور کرنیل ماریط آپسمین گفتگو کر رہے تھے کہ کرنیل ماریط نے کہا شاہزادون مین سے ایک بھی اپنے دولتخانے سے باہر نہین نکلا بلکہ میرا دل گواہی دیتا ہی اور یقین کلی ہی کہ اُنمین سے کوئی اِس بلوے مین باغیون کے ساتھ شریک نہین ہی ' جبکہ کرنیل گلسپی محاصرا کے بہتر جانے کے باب مین گفتگو کرتا تھا مجھکو اُسکے صحن مین اُسنے قیدیون کی نگہبانی پر مامور کرکے اِس کام مین خوب چوکس رہنے کے لیئے قدغن کیا ' یہ قیدی تیئیسو بن رجمنط کے لوگ تھے ' جب سوار دروازے پر جا پہنچے تو سپاہیون کا ایک غول بھیجا گیا جنھون نے بہت سے سرکشون کو جو کھڑکی کے رستے چھپکر بھاگتے تھے مار لیا ' ابتک جنگی سپاہیون کے ہمراہ کوئی عہدہ دار سوائے کرنیل ماریط کے نہوا تھا ' کرنیل گلسپی نے مجھسے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک مضبط اردون مین داخل ہو ' ذرا وہان کا حال تو جاکے دریافت کرو کہ کیا ہی اور اگر انہترھوین رجمنط کا کوئی مضبط ملجاے تو اُسے تاکید کر دینا کہ جلد اپنے سپاہیون مین آن ملے ' خیر مین رخصت ہو کر قواعدگاہ سے سلاح خانے کی جانب گذرا ' جہان ڈراگون کے ایک سارجنط کو مین نے دیکھا اور کہا کہ مین کرنیل گلسپی کے پاس سے یہان کا احوال معلوم کرنے کو آیا ہون اُسنے کہا کہ ابھی کوئی دم مین سلاح خانہ آگ لگاکے اُڑا دیا جائیگا ' خدا کے واسطے اُسکے بھیتر نجائیو ' آخر الامر مین اندر گھسا ' دیکھتا کیا ہون کہ ڈراگونون اور سپاہیون مین جو وہان آچھپے تھے ' بیطرح گولیان چل رہی ہین ' لفٹنط بلاک طی کو وہان دیکھکے اُسے جو مین نے حقیقت حال پوچھی ' بولا باغیون نے سلاح خانے مین آگ لگادی تھی ' پر جلد بجھائی گئی ' جب مین اُدھر سے پھرا اُنہترھوین رجمنط کے دو عہدہ دار ملے '

مین نے کرنیل گلسپی کا پیغام اُنھین پہنچایا کہ تم جلد تر اپنے سپاہیون مین جا ملو، بعد اِسکے کرنیل گلسپی کو دولتخانے کے صحن مین آکر پایا، اُسکو اُس لفٹننٹ نے جو کچھ کہنے کہا تھا کہا بالکل مضبدار جو اپنے طالع کی یاوری سے باغیون کے ساتھ ظلم و ستم مین شریک نہوئے تھے ترت آن پہنچے، مین نے دولتخانے سے باہر آکر اپنے گھر کا رستا لیا دیکھا کہ گھر تو لوٹ ہوگیا ہی مگر گھوڑا اور کئی ایک چیز نا راج سے بچ رہی ہی، مین نے فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر پھر قواعد کے میدان مین جا کے دیکھا کہ بندیون کو دولتخانے سے لیجا کر ایک دیوار تلے بٹھلایا ہی اور اُنکے قتل کرنے کا اسباب مہیّا کیا جاتا ہی چنانچہ قلعے مین میدانی توپین متصل انہترھوین رجمنٹ کے سپاہیون کے جو باغی فساد و شر کے نکلے تھے لائی گئین، اُنمین سے ساتھ آدمی توپ کے منہ پر اُڑائے گئے، دوپہر ڈھلے ایک گروہ باغی سپاہیون کا جنھون نے صبح کو قلعہ چھوڑ کر پہاڑ پر کی گھاتی اپنے قبضے مین کر لیا تھا گرفتار ہو آیا، اِنھین بھی اُن کشتون کی لاشون کے پشتون پر بٹھلا دہی سیاست کا لقمہ چکھایا گیا، بعد ایک لمحظے کے ظاہر ہوا کہ تیئیسوین رجمنٹ والے ہنگامہ و شورش کا قصد نہین رکھتے تھے بلکہ یہ فتنہ و فساد پہلی ہی رجمنٹ سے اُٹھا وے ہندوستانی عہدہ دار جنکی فجر کے وقت رہائی ہوئی تھی جنگی عدالت کی تجویز سے قتل کئے گئے، بعضے تو توپ کے منہ پر اُڑائے اور کتنے بندوق کی گولی سے مروائے اور باقی سولی پر چڑھائے گئے، یہ تعزیر کئی ہفتون بعد عمل مین آئی، دونون رجمنٹ کے سپاہی معزول کیے اور جلد سے اُنکے قواعد کے میدان مین جلا دیئے گئے، مجھے یاد ہی کہ قلعے کے درمیان اُن ضلالت کردارون کی جماعت سے قریب سات آٹھ چارسی آدمیون کے جان سے مارے گئے،

اب وانکے مقتول و مجروح عہدہ دارونکے نام لکھنے پر خانہ اِس روایت کا کیا جاتا ہی،

تفصیل کشتون کی یہ ہی ، بادشاہی چونتیسوین رجمنٹ کا فرمانروا لفٹننٹ سنٹ جان فنکورط قلعہ دار ، انہترھوین رجمنٹ کا لفٹننٹ ایلی انسبن پوفم ، پہلی رجمنٹ کے دستۂ اول کا کپتان میار ، لفٹننٹ طکیورن ، ریلی ، اعمارط ، تئیسوین رجمنٹ کا لفٹننٹ کرنیل جیمس ماکراس ، کپتان دیوڈ ولیسن ، لفٹننٹ وطیشیت ، لفٹننٹ رجالی اسمتھ اسکو ئیر بخشی من ، توپخانے کا ڈیپوطی مکساری ، سطرگیل کا نڈاکٹر اُسی توپخانے کا ، ہندوستانی پیادون کا فرمانروا میجر چارلس ارم اسطرانگ ، تفصیل مجروحون کی ، انہترھوین رجمنٹ کا کپتان باروا ورمکلا کان ، لفٹننٹ میکائیل ، پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا لفٹننٹ کطکلیف ، تے سبکے سب چور زخمی ہو گیئے تھے ،

روایتین مسطرجونس سرجئین اورمسطر
ج دین معین سرجئین کي تمام هوئین ،

نامۂ نواب حیدرعلیخان بہادر فرمان فرماے ملک دکھن کاجوشاہ ایران کریم خان کو نوین رمضان سنہ ۱۱۷۹ مین بھیجا تھا مسودہ لالہ مہتاب راے سرکار حیدری کے منشي کا ،

جبتک آفتاب انور کے ظہور اور ماہتاب منور کے نور سے ساحت آسمان و زمین نوریاب اور گلزار کائنات ابرآذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت

بیت

خداوندا ورنگ شاہنشہی سیہدار اقلیم دا ماندہی

خسرو زمان شاہ عالی تبار شہ داد گر خسرو نامدار
فرزند دلرایت سروری فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندہ خلق اللہ کا شمع نائد ایزدی اور ابر کرم سرمدی سے منور و سیراب رہیو'

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبّت کا رایحہ فایح تھا ایسے وقت مین کہ دل آرزومند کو وہان کی خبر خیریت کی انتظار تھی بساعت مسعود اور زمانۂ محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نور اللہ اور والا جاہان رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا' اُسکے مشاہدے اور مطالعے سے دل و دماغ مین کمال بسطت و سرور حاصل ہوا' مخلص نیازمند سنّے سے اُن مراتب موالات و مصافات کے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے الطاف سامی کا شکر گزار و مشکور ہوا' چونکہ اتفاق و وفاق عامہ بنی آدم زاینده خیرات و حسنات کا ہوتا ہی جب صاحب شوکت حاکمون اور ذی اقتدار شہریارون کے درمیان موالفت و موانست کی بنیاد قایم ہو تو ظاہر ہی کہ بیحد و شمار فواید اسپر مترتب ہونگے' اسلئے بہ وفا کیش اُس زیبندۂ تاج و دیہیم کے اوصاف ذاتی و کمالات فطری سن کر برحسب مضمون اِس شعر کے'

بیت

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را
ہنوز باد یمن محو نکہت عربیست

اُس جناب سے الفت و ارتباط کا خواہان ہوا تھا' الحمد للہ کہ دل نیاز منزل کو آئین فتوت و مروت سے اُس والا تبار کے جسقدر چشمداشت تھی بخوبی

ظہور مین آئی، اتحاد و وفاق کا خورشید دلون پر پرتو افگن اور کاشانۂ وداد و اتفاق روشن ہوا، یہ بات جو از راہ لطف و کرم قید تحریر مین آئی ہی کہ یہ اخلاص شعار، اپنی سرکاری کشتیون اور جہازون کی لنگرگاہ کے لیئے جو بندر کہ ممالک ایران کے متعلق بنادر سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھ بھیجے، الحق جب بنائے یکجہتی و اتحاد کی قایم ہوئی تو جانبین کے امصار و دیار حکم واحد مین داخل ہوئے، نیاز مند ملک ایران کے علاقے کے کل جزیرون اور ساحلون کو از آن خود سمجھتا ہی، اب اُس فروغ اکلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب یہدی الی القلب چشم اشت یہ ہی کہ اِس صفا کیش کے قلمرو کے سراسر جزائر و بنادر کو اپنا ہی جان کر جس بندر کی خواہش ہو اُسے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور سرکاری معتمدون کو وہان روانہ فرمایئے کہ بسر و چشم اُنکے حوالے کر دیا جاے تا یہان سے برے برے شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازون کی طیاری کا سامان جو اِس اطراف مین کثرت سے ہی اور بھی اِس دیار کے تحایف اور عجایب ہمیشہ وہان پہنچا کرین، باقی مراتب سیادت و دستگاہ سید نور اللہ کے ذریعے سے راے جہان کشا پر روشن ہونگے، شفقت دلی سے رجاے واثق ہی کہ مدام بھیجنے سے مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن و فیوضات کی صحت و آسایش اور تحایف کی فرمایش پر متضمن ہون دل آرزومند کو خرم و خرسند کیجیئگا، الٰہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہیو،

مسودہ اُس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان شاہ نے شہریار دکھن ٹیپو سلطان کو لکھا تھا ،

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب الیہ کے مشاطۂ خامہ شاہد مدعا کے رخ سے اسطرح نقاب کھولتی ہی ،

خط مسرت نمط ، جو اظہر محبت و وفا کا مخزن ، کنوز مودت و ولا کا معدن جو آپکی اہتمام و توجہ پر شہر بعثت محمدی کے رواج دینے اور بدد بنیان بدعتی کے تباہ و تاراج کرنے مین متضمن تھا ، اور اِس بات سے مخبر کہ سلطانی قلمرو کی جامع مسجدون مین ہر آدینے کے دن بعد فارغ ہونے نماز کے اِس نیاز مند کی دولت و سعادت مملکت اور نصرت و ایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب مین مناجات کی جاتی ہی ، اور اِس امر پر مشعر کہ اُس عالی جاہ کے ایلچی سید حبیب اللہ اور سید محمد رضا کی زبانی باقی حالات دان کے اِس نیاز مند درگاہ الٰہی کو معلوم ہوگا ، اور کئی مرتبہ اُن سفیرون کے ہمراہ بھیجی گئی تھی مع اِس درخواست کے کہ اُس سرکار کے وہ شخص ہمیشہ اِس مخلص کے دربار مین حاضر رہا کرین ، علاوہ اور بھی کتنے مراتب محبت و ولا کے جو اُسمین مندرج تھے ساعت بساعت مین پہنچا ، قصے دوستی و یکجہتی کا گلزار تر و تازہ ہوا ،

چونکہ اُس سلطان والا شان کو نیست و نابود کرنا نے دبنیان مخذول اور بیداد کی کرنا شرع اطہر و عدل مقبول کا منظور ہی ، ہم بعون الٰہی مع لشکر قاہرہ جلد اُسطرف کوچ کرتے ہین تا کفار بدکردار و ثنیث کے قائلان ضلالت شعار کے ساتھ غزا و جنگ کر بضرب تیغ آبدار اُس ملک کو لوث کفر و بدعت سے پاک و صاف کرین ، آپ اِس امر مین خاطر جمع رہیے کہ شتاب باشندے وانکے اپنی داد کو پہنچکے مہاد امن و آسایش مین چین سے رہینگے ،

اور اُس سلطنت پناہ نے جو فیابین استواری محبّت و ارتباط کے واسطے اپنی سرکار والا کے دو شخص ہمارے یہان بھیجنے کے باب مین درخواست کی تھی، ہمنے بخوشی اُسے قبول کیا،

اُس عالی منزلت کے سفیرون کی معرفت کہ وے اپنی سفارت و رسالت کے مراتب و مطالب جسکی گزارش اُنکے مفوّض ہوئی تھی بخوبی محل بیان مین لائے یکجہ بدیے و تحفے جو ہمارے و فور محبّت و التفات کی نشانی ہی موافق تفصیل ذیل کے بھیجے گئے،

مدام اپنے مرکوزات خاطر مہ خصوصیات دیگر کے اعلام سے ہمارے دل مشتاق کے مذاق کو شیرین رکھا کیجیگا،

ٹھیک ٹھیک ترجمہ اُس انگریزی مکتوب کا، جو پہلے
عربی سے انگریزی عبارت مین لکھا گیا تھا،

ہندی ترجمہ انگریزی عبارت سے خوندکار روم سلطان سلیم کے عربی مکتوب کا کہ فرمانروائے دکھن ٹیپو سلطان کے نام پر آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور سلطان ممدوح کی سرکار سے مسٹر اسپنسر اسمتھ کو جو اس دربار مین بادشاہ انگلستان کی طرف سے اُندنون رزیڈنٹ مقرر تھا ملا تھا،

اُس سلطان برادر قدردان کو معلوم ہو جیو کہ اِس ایّام مین کہ فرانسیس لوگ ہمارے فرنگ کی اکثر بلادستون کے ساتھ سرگرم حرب و پیکار تھے ہماری سرکار نے اُن لوگون کے تعارف و دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آتی ہی کسی

طرح اُنکی دشمنی کے ارادے دوسرون کے شریک و طرفدار نہو کر صلح کل کا طریقہ اختیار کیا بلکہ اِس جانب سے اُنکے حال پر بہانتک لطف و توجہ مبذول ہوا تھا کہ اور سرکارون کے شاکی ہونے کی نوبت پہنچی تھی ' سرکار عالی کو جون بہ نسبت اُن لوگون کے نہایت درجے میلان و التفات تھا اور اُنکے پاک دلگاوت کی باتون کا کمال اعتماد ' یہی باعث تھا کہ رزم آرا سرکارون کی طرف سے جو بہتیرے سوال اور پیغام طرف کشی کے مشتمل ہماری دولت کے سود و بہبود پر حضور مین درپیش کیے گئے مسموع نہوئے بلکہ ہمنے باقتضاے حلم و حق بینی جو ہماری سرکار والا کا دستور العمل ہی اُنکی مخاصمت کو تا وقتیکہ قطعی حجت اور کوئی سبب ظاہر سرزد نہو طرح دینا لازم جانا اور کمال استقلال سے طرف گیری کی چال نہ اختیار کی چنانچہ عاری خلقت اِن حالات سے مطلع ہی ' اِسی عرصے مین اس قوم کے رؤسا کہ ہمارے ایسے سلوک و مراعات کے برے برے آثار دیکھ چکے تھے اور سرکار عالی کو خیال یہہ تھا کہ وے بھی اُن مدارات کے بدلے لوازم مروت و دوستی بجا لائینگے ' برخلاف اِسکے اُن لوگون نے اندنون حالانکہ کوئی ایسا سبب قوی جسے آپس کے میل ملاپ مین خلل پڑے واقع نہوا تھا یکایکی دغابازی اور مکاری کا طریقہ اختیار کیا ہی چنانچہ پہلے تو اُنھون نے تولون مین جو ملک فرانسیس کے متعلق بندرون سے ہی جہازون کی طیاری کی اس طور پر کہ اُسکی غرض و غایت دوسرون کے مخیلے مین نہین آسکتی تھی اور اِن جہازون کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب مہیا کرنے کے بعد لشکر انبوہ اُنپر چڑھایا ' اور بعضے آدمیون کو جو عربی زبان سے ماہر اور قبل اِسکے مصر کے ملک مین گئے تھے شناسہ کیا اور سرداری اُسکی بوناپارطی کو دی جو اُس قوم کا سپہ سالار تھا چنانچہ سپہسالار نامبردہ

اُن جہازون وغیرہ سمیت جزیرۂ مالطہ کی سمت کوچ کر اُس مقام کو اپنے قبضے
مین لایا، پھر یہان سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو کے سترھوین محرّم
سنہ ۱۲۱۳ مین اُسکے آمنے سامنے جا کر اکبارگی اپنے ساتھ کے کل لشکر کو وہان
اتار جبراً شہر مین داخل ہو گیا، کچھ دنون بعد اُسنے وہان کے تمام فرقون کے
نزدیک عربی عبارت مین اشتہارنامے اِس مضمون کے بھیجوا کر مشہور
کر دیا کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ کچھ حرب و پیکار کا سروکار نہین فقط نادیب
و تعذیب مصر کے بیگون کی جنھون نے گذشتہ دنون مین قوم فرانسیس کے
سوداگرون کے حال پر ذلت و ستم جائز رکھا البتہ منظور ہی اور سرکار
موصوف سے بدستور سابق میل ملاپ کی راہ و رسم جاری و استوار، علاوہ
عرب کے جتنے آدمی فرانسیسون کی موافقت اختیار کرینگے اُنکے ساتھ حسن
سلوک عمل مین آئیگا اور جو لوگ مخالف رہینگے موت کا مزہ چکھینگے، تعجب تو
یہ ہی کہ اُن مفتریون نے اور بھی بعضے دوسری جگہون خصوصاً ہمارے کسی
کسی ہوا خواہون کی سرکارون مین کنایۃً یہانتک مشہور کر دیا تھا کہ مصر کی
مہم ہماری مرضی و صلاح سے واقع ہوئی اور حالانکہ یہ بات محض جھوٹھ ہی،
بعد اِسکے اُس مکّار نے شہر روضہ مین دخل کر لیا، تب تو دولت عثمانیہ کی فوجون
کے ساتھ جو شہر قاہرہ سے اِن مصیبت زدون کی مدد کو تعینات ہوئی تھین
مقابلے کی نوبت آئی، ہر ایک قوم اور ریاست کا قدیم سے معمول ہی کہ صلح کی
مدت باقی رہتے کوئی آپس کی مملکت و علاقے پر دست اندراز نہین ہوتا بلکہ جب
خلاف عہد و دستور کوئی نئی بات سرزد ہوتی ہی تو پہلے اُسکی وجہون سے
ایک دوسرے کو آگاہی دی جاتی ہی اور ناوقتیکہ جنگ کا پیغام آشکارا
درمیان نہ آئے جانبین کے نعاتنون پر چڑھائی کی قصد سے سبقت عمل مین نہین

آتی ' برخلاف اِن ضابطون کے فرانسیسون نے ہماری سرکار کے ساتھ
نے اِسکے کہ ہمارے اور اُنکے درمیان صلح و آشتی کے مقدمے مین کچھ خلل
درخنہ یا اور کسی طرح کی نااتفاقی یا بیگانگی واقع ہو فریب کی راہ سے ایسی
نے موقع دنے جہت حرکتین کین جسّے صریحاً ہماری سرکار کی سبکی اور اُن
لوگون کی دغابازی ظاہر ہوئی اور مصر کی سرزمین چون اِس اعتبار سے کہ متصل قبلۂ اہل
اسلام مکۂ معظّمہ اور بھی مدینۂ منوّرہ کے کہ مزار بابرکت حضرت رسالت پناہ
علیہ السلام کا ہی واقع ہی سب مسلمانون کے نزدیک متبرّک و مکرّم اور
حرمین شریفین کے باشندون کے اذوقہ اور رسد کا ذخیرہ گاہ بھی ہی ' اِسکے
سوا قوم مذکور کے بعضے نامے جو پکڑے گئے اُنکی عبارتون سے اِسا معلوم
ہوا کہ اُن لوگون کا اِس طور پر قصد ہی کہ عرب کے ملک کو لیکے اُسمین
چھوٹے چھوٹے صوبے بنائین اور مسلمانون کے ساتھ اُنکے دین و مذہب
کے نیست نابود اور خراب کرنے کے ارادے تری کی لڑائی لڑین اور
رفتہ رفتہ یکدم اُنھین دنیا سے ناپید کر دین اِس تقدیر مین اتنی وجہون کی جہت
سے جو اُوپر لکھنے مین آئین ہمارے دل مین یہہ بات سمائی ہی کہ توفیق الٰہی
اور تائید رسالت پناہی کی استعداد سے اِن دشمنون اور دین کے بدخواہون
کے دفع کرنے مین ہرطرح کی بیگانا پو عمل مین لائین ' پس اُس برادر قدردان کے
ساتھ کہ دین و اسلام کی پشتی و حمایت مین بواقعی شہرۂ آفاق ہین چون حقیقت
مین علاوہ دینی اخوت کے مدّت سے مراسم یکجہتی ثابت و مستحکم ہین اور
بارہا ارتباط و یگانگی کی جو رسمین ہین طرفین سے ظہور مین آئین جنسے جانبین
کے ملکون مین بخوبی ملاپ کا طریقہ جاری ہوا ' تو اب اُس برادر کی بلند
ہمتی سے اُمید قوی یہہ ہی کہ غالبا وہ برادر مہربان اِس خرخشے کی صفائی کے

لیئے اپنی خواہش دلی اور ثابت قدمی کے اقتضا سے حمیت دین داری کا پاس کر کے حتی الوسع اِس سرکار عالی کے ساتھ درمیان عزم و رزم کے متفق و معاون ہونے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے اور جسنے سنا ہی کہ اِن دنون قوم فرانسیس نے اپنے قدیم دستور کے موافق سرکار انگریز کے علاقے کی سرحدون مین ہندوستان کے درمیان درپردہ اقسام طرح کی سازش کی ہی اور اِس تقریب سے درمیان قوم مذکور اور اُس برادر کے نہایت موافقت و میل پیدا ہوا ہی چنانچہ اُنکے سردارون نے اُس برادر جلیل القدر کی نوکری کے واسطے مصر کے رستے فوجون کی جمعیّت تعینات کرنے کا اقرار کیا ہی سو ہم کو یقین حاصل ہی کہ فرانسیس لوگ جو اِن دنون سعی و کوشش کر رہے ہین انجام و نتیجہ اُسکا فراست کی نظر سے اُس برادر خردہ دان کے نزدیک پوشیدہ و پنہان نرہیگا اور اُنکے مکر و فریب کے اظہار و نکا بھی کچھ اعتبار و فروغ نہوگا، چونکہ اِس قوم کے مقابلے کو اُدھر سے تو نا طمان سرکار انگریز مستعد ہین اور اِدھر ہم بھی اُنکے فتنہ و شورش کے دفع کرنے پر آمادہ اِس لیئے کہ اُنھین دونون سرکار سے عناد ہی اِس صورت مین دونون سرکار کے سردارون کو آپس کی یکجہتی کے سبب مناسب ہی کہ ہر طرح سے ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہین، اور یہ بات ایک جہان کے گوش زد ہوگئی ہی کہ فرانسیسون کے سردارون نے سب دین و مذہب کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندھکے آزادی نام کا ایک نیا پنتھ نکالا اور درحقیقت دہرکاط بقہ اختیار کیا ہی یہانتک کہ ملکون پر پاپاے روم کے جو یہان کے قدیم رئیسون سے ہی اور دیار فرنگ کی ساری قوم کے پاس صاحب عزت و توقیر ہی ظلم و تعدی کا ہاتھ پھیلایا ہی

اور ریاست بیشگران بھی جو بطور ریاست اجماعی کے نہی باوصف
اِسکے کہ مالک اُس ریاست کے قوم مذکور کی مہم مین اُنکی دشمنی کے
ڈر سے الگ رہے تھے بلکہ اُس زمانے مین اُنکی خدمتین بجالائے تھے اُنکے
قبضے سے اُس ریاست کے بالکل ملکون کو دوسرون کی مدد سے لیکر آپس مین
بانٹ لیا اور اُس ریاست کا نام ونشان دفتر ایام سے مٹا دیا اور بہ سرکار
عثمانی کے ملکون پر قوم مذکور نے تاخت کی اور بھی بعد اِسکے جو اُنھین
ہندستان کے خزانے اور مال کی دھن ہی اِس سے بیشک غرض اُنکی
صرف یہی ہی کہ انگریزون پر اذیت پہنچانے کے بہانے خدانکرے تمام ہند
لے لین اور ہر ایک مسلمان کو وہان سے باہر نکال دین ' کچھ ہو اِس قوم کو
ایک بار ہندستان مین دخل کر لینے کی بڑی خواہش ہی تاوے خاطرخواہ اپنے جلے
دل کے پھپھولے توڑین اور اپنے دل کا بخار نکالین جہان کہین اُن لوگون نے
دخل پایا ہی اِسیطرح کی حرکتین کی ہین ' الحاصل فرانسیسون کی قوم ایسی
بے مروت ہی کہ اُنکے چھل اور دغل آمیز کی لگاوٹ کا کچھ پایان نہین اور جس جگہ
وے قابو پاتے ہین وہان سوائے خلق اللہ کی جان ومال پر دست ستم دراز
کرنے اور مذہب وملت کے استیصال کرنے کے کچھ اور خیال نہین رکھتے '
پس جب یہہ سب احوال اُس برادر قدردان کو معلوم ہو جائیگا تو رجائے واثق
ہی کہ وہ برادر طریقہ دین واسلام کے اقتضا سے اپنے تمام ہم مذہبون کی کمک
ومدد مین بلکہ قوم فرانسیس کے شر وتزویر سے خطہ ہند کے بھی بچانے کے لیئے
شرایط جد وجہد مین دریغ نفرمائینگے ' اور بر تقدیر یکہ درمیان اُس برادر قدردان
اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط وميل ملاپ ہوا ہی جیسا کہ ہم سنتے ہین تو اُمید
یہہ ہی کہ وہ برادر والاقدر حال واستقبال کے آغاز وانجام کے نتیجون اور

اُس نشیب و فراز کو جو اِس مذہب کی ملاوٹ مین متصوّر و ممکن ہی ترازوی دانش مین تول کر اُسے احتراز لازم جانین اور اگر کسی طرح فرانسیس کے ساتھ شریک ہونے کا ارادہ یا انگریزون سے لڑنے کا قصد رکھتے ہون اُمید یہ ہی کہ اِس نیت کو دل سے محو کر ڈالین ' الحاصل خلاصہ مطلب ہمارا یہ ہی کہ وہ قدرشناس انگریزون پر چڑھائی اور معرکہ آرائی کرنے سے باز آئین اور فرانسیس کے لطف و لیق نہ سنین ' اور جس صورت مین کہ اُس برادر کو انگریزون کی سرکار سے کچھ شکایت ہو تو ہمین مفصّلاً اُسکا حال لکھ بھیجین کہ اُسکی صفائی کے لئے ادھر سے ہر طرح کی دوستانہ کوشش عمل مین آے ' تمامتر خواہش ہماری یہ ہی کہ وہ برادر فرانسیسون کا میل ملاپ چھوڑ کر انگریزون کے ساتھ موافقت اختیار کرین ' اور ہم کو اِس بات مین بڑی توقّع ہی کہ وہ برادر قدردان اِس مکتوب کی عبارت اور بھی اِس ضرورت پر کہ اِس جہاد مین تمام مسلمانون و ہم مذہبون کو اُن مکانات متبرک کے کہ اُن اعداے بدخواہ کے دخل سے نکال لینے کے لئے آپس مین شریک و معاون ہو کر اُسکی شرطون کا انجام کرنا واجب ہی خوض و فکر کرکے بہ پاسداری دین داری اِس مہم مین جو تمام سرکارون کا مقدمہ ہی ہر قسم کی سعی و کوشش اِس معاونت مین بجالا کر اِس وسیلے سے قدیم دوستی و ارتباط کی بنیاد کو کہ جانبین سے بطور شایستہ اُن دونون سرکارون مین ثابت و قایم ہی مضبوط و استوار کرین ' زیادہ کیا لکھے '

جواب خوند کار روم کے مکتوب کا شہر یار دکھن
تیپو سلطان کی طرف سے جو عربی عبارت میں مرقوم تھا،

سب ستایش وحمد مر اوار ہی اُس دادار کو جسنے ملوک صاحب احتشام
اور سلاطین عالی مقام کے نظم ونسق سے دین واسلام کو ایسا نور وظہور بخشا،
اور درود وسلام اُسکے رسول مجتبا محمد مصطفا اور اُنکی آل واصحاب امجاد
پر جنھون نے شریعت خیر الانام کے طریقے کو اوج کمال پر پہنچایا،
بعد اسکے شہنشاہ جمجاہ، حکومت وابہت پناہ، ظل ملک صمد، الطاف ربانی
کا مورد، منبع دانش وعرفان، مجمع برّ وامتنان، مقدّما لجیش فیروزی واقبال،
برگزیدہ حضرت ذوالجلال، بادشاہ بر وبحر، نائب ایزد داور اعنی سلطان روم
کی بارگاہ والا مین (پایندہ ودایم رکھے خدا اُسکے ملک وبادشاہی کو،) پوشیدہ
نرہے، کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین وتذلیل اور جمیع مسلمین
کے ساتھ اُنکے عناد رکھنے اور یکقلم مذہب وطریقے کو صفحۂ جہان سے محو کر ڈالنے پر
مشتمل، اور انگریزون کی توصیف وتحسین اور درمیان اُنکے اور ہمارے
صفائی کر دینے کے لیئے اُس عظمت دستگاہ کے کفیل وعازم ہونے اور
ہم مین اُنمین جو خصومت ودشمنی واقع ہی اُسکا سبب بیان کرنے پر محتوی تھا،
نیکسر بن ساعتون مین پہنچا اور سراسر مضمون اُسکا معلوم ہوا، خاطر عاطر پر
روشن ومبرہن ہو جیو کہ ہمنے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قایم رکھنے
کے واسطے کمر باندھی ہی، اور فی الواقع فرانسیسون کی ذات جیسا کہ
آپ نے لکھا ہی بری بیوفا اور سنگدل ہی ہم اُنکی برائیون سے خوب آگاہ
ہین، اور چونکہ انگریزون کی قوم نے اندنون ہمارے ملک پر تاخت کرنے مین
پیشدستی اور حرب وضرب کی طیاری کی ہی ہم پر بلکہ سب مسلمانون پر جہاد

واجب ہوئی ہی ' توقع کہ جناب عالی اوقات خاص مین مناجات کرکے ہمت و دعا سے ہماری معاونت فرمائین ' بعد اسکے ہم سبکو فضل الٰہی اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہی ' قبل اسکے ہمنے ایک نامہ سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت بھیجا ہی . حسین بنحو بی مفصّل حالات مندرج ہین ' علاوہ اسکے مدینے کے رستے یوسف وزیر بھی ایک دوسرا مکتوب لیکر گیا ہی ' عنقریب بارگاہ والا مین حاضر ہو کر بالکل مقاصد و مطالب شرحوار گزارش کریگا ' صلوٰۃ و سلام خدا کا نبی برحق اور اُسکی آل امجاد و اصحاب پر ہو جیو '

مکتوب مارکوئس ویلزلی گورنر جنرل بنگالہ کی طرف سے ریط انرٹیبل ولیم بنٹک گورنر مدراس کو ' اور یہہ ایک سی اٹھتا اسوان مکتوب ہی اُس جناب نروت مآب کی کتاب رقعات ومکتوبات کی تیسری جلد مین سے '

حضرت من ' آپ کا خط مورخہ نمبر بیچیسو بین نو نمبر کا لکھا متضمن کرنیل کنبل ناظم ویلور کی چٹھی کی نقل پر . حسین شاہزادہ عبد الخالق کے حکم سے ایک کنیز ک کے قتل ہونے کی روایت شکوک مرقوم تھی آج پہنچا '

ازانجاکہ ٹیپو سلطان مرحوم کے فرزندون کی عزت و آبرو اِس بات کا اقتضا کرتی ہی کہ یے لوگ ہمارے دار العدالت کی تقیّدات و تکلیفات سے معاف و آزاد رہین ' پر ایسی رعایت خاص اُنھین کے واسطے ہوگی اور اُنکے حشم خدم و ملازم اِس حکم سے خارج ہین ' پس وہ شخص کہ عبد الخالق کی جانب سے اِس شہیے کے قتل پر مامور ہوا تھا اُسسے بیشک اس امر کی تفتیش و پرسش کی جائیگی ' تا بہ نسبت اُسکے عدالت کے آئین کے رو سے فیصلے کا حکم صادر ہو اور بے قصور یا مجرم ہونا عبد الخالق کا ظاہر '

اُس کاغذ سے کہ شتمل ہی اُس مقدمے کے تفحص و تجسس پر جو درمیان ویلور کے عمل مین آیا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُس لونڈی کے پاس زہر لیجانیوالے کو بہ خبر کی گئی تھی کہ صرف سچ کہدینے سے اُسکی جان بخشی اور رہائی ہو جائیگی،

حق تو یہ ہی کہ اِسطرح کے خبر کرنے سے اُسکی مخلصی عدالت کی تجویز اور تعزیر سے نہین ہوسکتی ہی، بالاینہہ اگر اُسکے قصور ثابت ہونے پر بھی اِسطور کا وعدہ ہوا ہی جسکا اوپر ذکر گذرا تو بالضرور اُسکی جان بخشی کے حکم دینے کا اُس جناب کو اختیار ہی، اگر گماشتہ مذکور کی تحقیقات سے عبدالخالق پر تہمت ثابت ہو تو وہ ایسی سزا کے لایق ہی کہ اُسکی تنخواہ کم کردی جاے اور قید و بند کی سختی زیادہ،

اگر سچی گواہی سے صاف ظاہر ہو کہ عبدالخالق نے ایسا سنگین جرم کیا ہی تو آپ ویلور کے ناظم کے نام حکم صادر فرمائین کہ شاہزادہ مذکور کو جواب دہی کی مہلت دے تا وہ اپنی صفائی آپ کی جناب مین ظاہر کرے، اور جب وہ اپنی صفائی آپ کی جناب مین ظاہر کرے اور اپنی بیگناہی کا حال لکھے تو اُسکے اظہار کے دریافت کرنے کے بعد اگر عبدالخالق آپ کے نزدیک مجرم ٹھہرے تو التماس یہ ہی کہ کم سے کم اُسکی تنخواہ آدھون آدھ کمانے اور ویلور کے قلعے مین مقید رکھنے کو جو چھہ مہینے سے کم نہو حکم کیجئیگا،

یہ مناسب ہی کہ عدالت کے آئین قدیم کے موافق عبدالخالق کی باز خواست کی جاے لیکن عبرت کے لیے چون معاملہ ایسے بڑے گناہ کی راہ بھی بند کرنی ضرور ہی چاہیے کہ لااقل مدت مذکور تک اُسپر حد و دو تعزیر عمل مین آے،

لکھا ہوا ۲۷ ستمبر کی نوبن سنہ ۱۸۰۳ ع کا،

تمام شد

غلط نامہ حملات حیدری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	١٤	بانگار	بانگالے
٧	١٣	کرتے	کرنے
٨	١	رکھے	رکھتے
٩	٩	اسکارس	اسکریس
ایضا	ایضا	اسکر	اسکری
ایضا	١١	دار	وار
١٥	٤	چشمۂ	چشمہ
ایضا	٢٠	رہتے	رہتے
١٦	١	حصّہ	حصّے
١٧	٦	دار	وار
١٨	١٣	جوتیان	چوتیان
ایضا	١٧	ہزار	تین ہزار
٢٤	٥	اودہ	اودھ
ایضا	١٨	لونان	پونان
٢٥	٥	چھورا	چھورا
٢٦	٢	کے	کی
٢٧	١٤	٢٩٠٠٠٠٠٠	٣٩٠٠٠٠٠٠
٢٨	٦	لر	کر
ایضا	٢٠	٠٠٠٦	٦٠٠٠
ایضا	٢١	٠٠٠٢	٢٠٠٠
٢٩	٣	بپورا	بپور
٣١	١٣	مبذل	مذل
ایضا	٢٠	حما	جما
٣٢	٧	ذارا	دارا
٣٣	٩	چو	چون
ایضا	١٣	نشتہ	نبشتہ
ایضا	١٥	ساز	باز
٣٤	١٦	دار	وار
٣٥	١	بی	بینی
٣٦	٨	چھورا	چھورا
٣٧	٨	رسہ	رسم
ایضا	ایضا	عقیدۃ	عقیدے
ایضا	٩	لد	کد
٣٨	١٤	کئی	کی
ایضا	١٨	ساتھہ	ساتھ
ایضا	٢١	یک	ایک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۹	زیاہ	زیادہ
۴۰	۱	اُسکے	اُسکی
ایضا	۳	سرے	سری
ایضا	۹	اپنے	اپنی
ایضا	۱۳	زمان	زبان
ایضا	۱۶	موافق اُنکے	موافق اُنکی
۴۱	۱۱	افزایش	افزایش
ایضا	۱۷	باشندہ	باشندے
ایضا	۲۰	اپنے	اپنی
۴۲	۲	کے	کی
ایضا	۱۳	روزی	روزکے
۴۳	۶	مرتہ	مرتبے
ایضا	۲۱	کی	کا
۴۶	۱۰	سے	کی
۴۹	۹	رکھتا	رکھنا
۵۱	۴	کے ساتھہ	کے ساتھہ
ایضا	۶	طبنہ	طبنے
۵۳	۳	کے	کی
ایضا	۱۹	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	۲۰	کے	کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	بنکی	بنکتی
۵۴	۷	عالیمقدارکے	عالیمقدارکی
۵۵	۲	سایفنکی	سایفنگی
ایضا	۳	سعادہ	سعادۃ
ایضا	۹	تہوتھی	تہوتری
ایضا	ایضا	مرتے	مرتبے
ایضا	۶	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	ایضا	کے	کی
ایضا	ایضا	معرکہ	معرکے
ایضا	۱۰	سکر	سکرا
ایضا	۱۳	سینہ	سینے
ایضا	۱۶	ہلے	ہلے
ایضا	ایضا	صاہ	صلے
ایضا	۲۰	پیدا ہو	پیدا ہوا
ایضا	ایضا	نے	
۵۶	۹	استیفا	استعفا
ایضا	۸	تی	تے
۵۷	۴	یک	ایک
ایضا	۱۱	کے	کی
۵۸	۱	ماری	ماری نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۳	کے	کی
ایضا	۱۸	کے	کی
ایضا	۲۰	لیارہ	گیارہ
۶۰	۱۱	اعتماد	اعتماد
۶۱	۱۳	کوح	کوچ
۶۲	۵	کرے	کرنے
۶۳	۳	سر گردگی	سرکردگی
ایضا	۸	کے	کی
ایضا	۱۲	او	اور
۶۷	۱۸	درا	ورا
۶۸	۶	روز	روزہ
ایضا	۸	بد	بُد
۶۹	۱۸	بھرآ	بھراٹی
۷۰	۱۷	ہوئی	ہوئین
۷۱	۳	کی بھاری تھی	کا بھاری تھا
ایضا	۶	کی	کے
ایضا	۹	کے	کی
ایضا	۱۱	برے	برآ
۷۲	۱	لے	کا
۷۳	۳	جنس	جنس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۳	دیکھائی	دکھائی
ایضا	۱۴	میرے	میری
۷۴	۱۳	چیز۔	چیز بن
ایضا	۲۰	برھانا	برھانے
ایضا	۲۱	بہانہ	بہانے
۷۶	۳	کال	کاں
ایضا	۱۳	کا	کی
ایضا	۱۷	مکار کے	مکاری
۷۷	۱۲	کے	کا
۷۸	۳	جہاں خانہ	جیاں خانہ
ایضا	۱۱	پرور	پرورد
۷۹	۷	پانڈے	پانڈی
ایضا	۱۲	بسر گردگی	بسرکردگی
۸۰	۱۶	پانڈے	پانڈی
۸۳	۹	بسر گردگی	بسرکردگی
ایضا	۱۴	چھورا	چھرا
ایضا	۱۴	پھوہارین	پھہارین
۸۶	۱۳	کی	کے
۸۷	۱۲	اُسکے	اُسکی
۸۸	۱۸	قبضے	قبضہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	پرور	پرورد
۹۰	۱۰	اُسکے	اُسکی
ایضا	۱۶	اوترا	اُترا
۹۲	۱۳	کے	کی
ایضا	۱۸	اپنے	اپنی
۹۳	۲	گتری	گتھری
ایضا	۵	اپنے	اپنی
۹۵	۳	قلعہ	قلعے
۹۶	۱۲	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۳	قلعہ	قلعے
۹۷	۴	سہمی تاب	شہمی تاب
ایضا	۹	حوالہ	حوالے
ایضا	۱۸	خانہ	خانے
ایضا	۱۹	کے	کی
۹۸	۱	اوترا	اُترا
ایضا	ایضا	پانجے	پنجے
ایضا	۸	حیلہ	حیلے
۹۹	۳۱	زبان	زبان
۱۰۳	۱۲	وڑ	دڑ
۱۰۴	۳۱	کے کان	کی کان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۱	قلعہ	قلعے
ایضا	۲	قلعہ	قلعے
ایضا	۳	رو نے	رویے
ایضا	۱۲	بر	پر
ایضا	۱۵	کے	کی
۱۰۸	۱۶	جارو	چارو
ایضا	ایضا	کھاں نے	کھاتے
ایضا	ایضا	چا و	چارو
ایضا	۱۹	ز مہ	ذمے
۱۰۹	۸	رکھنا	رکھنے
ایضا	۱۸	دنے	دیئے
۱۱۲	۲	زمانے	زمانہ
ایضا	۵	زمانہ	زمانے
ایضا	۱۱	لر	کر
۱۱۷	۱۶	کرنا	کرتی
ایضا	۱۹	اُسکے	اُسکی
۱۱۸	۲	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۱	پانڈہ پکاری	پانڈہ بگاری
ایضا	۱۳	نا	نے
ایضا	ایضا	قصبہ	قصبے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۶	ماپلے	ماپلہ
۱۱۹	۶	بھی	ہی
ایضا	ایضا	اُنھون نے	وے
ایضا	۱۶	جمرّے	چمرّے
۱۲۰	۱۶	لے	کے
ایضا	۱۸	رکھے تھے	رکھی تھی
۱۲۱	۳	تھین	نھین
ایضا	ایضا	طیاو	طیار
ایضا	۱۲	دئی	دی
ایضا	۲۰	جلے	چلے
۱۲۳	۹	تھا	تھی
ایضا	۱۵	دیکھا	دکھا
۱۲۴	۲۱	اُوسے	اُسے
۱۲۵	٥	ضور	منصور
ایضا	۱۲	اپنے	اپنی
ایضا	۱۸	کئی	کی
۱۲۷	۱	نقماز	نقماز
ایضا	۶	پچھلے	پچھلے
۱۲۹	۱۷	راجونکی	راجاؤنکی
۱۳۱	۷	چرّونی	چرّولی
ایضا	ایضا	ہرّونی	ہرّولی
ایضا	۸	ہرّوفی	ہرّنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۳	۱۴	فاصلہ	فاصلے
۱۳۴	۱۰	مقتضنی	مقتضی
۱۳۵	۲	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۲	مادہو	مادھو
ایضا	۱۶	پے	پی
ایضا	۲۱	کی	کے
۱۳۶	۱۵	سینہ	سینے
ایضا	۲۱	بشت	پشت
۱۳۹	۲	سولا	سلا
۱۴۱	۲	کی	کے
۱۴۲	۹	زمرہ	زمرے
ایضا	۱۲	بہادر کے	بہادر کی
ایضا	۱۸	خان کے	خان کی
۱۴۴	۴	تیراسی	تراسی
ایضا	۱۲	ماماحظہ	ماماحظے
ایضا	۱۹	جسکے	جسکی
۱۴۸	۲	جسکے	جسکی
ایضا	۱۶	کرہ	گرھ
ایضا	۲۱	دھارّوارکے	دھارّوارکی
۱۴۹	۸	فتنہ	فتنہ
۱۵۰	۱۰	بت	ثبت
ایضا	۱۷	اپنے	اپنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۸	ہمین	نہین
۱۹۲	۱۰	ساتھہ	ساتھ
۱۹۵	٦	اُھا	اُٹھا
ایضا	ایضا	جہہم	جہنم
ایضا	۱۰	کر	کے
ایضا	۲۱	ہمین	نہین
۱۹٦	۱۳	کی	کے
۱۹۹	۷	سائے	سایۂ
ایضا	۱۳	گو	کو
۲۰۱	۷	بزگوا	بزرگوار
ایضا	۱۰	یجی	یحیے
ایضا	۱٦	اُسکی	اُسکے
۲۰۳	۵	درخشان کے	درخشانکی
۲۰۵	٦	بالاگھاٹ کے	بالاگھاٹکی
ایضا	۱۳	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۷	اُسکی	اُسکا
ایضا	ایضا	گذری	گذرا
ایضا	۲۰	کے	کی
۲۰۸	۱۹	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱٦	تھی	تھین
۲۰۹	۱٦	حیلہ	حیلے
۲۱۰	۱۸	خزانہ	خزانے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۴	۳	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	ایضا	اپنی	اپنے
۲۱۳	۲	سر	بر
ایضا	۱۴	خانہ	خانے
۲۱٦	۸	خیمہ	خیمے
۲۱۷	۱	جیسے	جینے
ایضا	۴	ہفتہ	ہفتے
ایضا	ایضا	عشرہ	عشرے
ایضا	۱۴	پیادہ	پیادے
۲۱۹	۲	پروانہ	پروانے
ایضا	۱۲	مظفر	مظفر
ایضا	۲۰	قلعہ	قلعے
۲۲۰	۱۹	ہاتھیون نے	ہاتھی
۲۲۱	۱۸	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱۹	مقابلہ	مقابلے
۲۲۳	۱٦	کی	کے
۲۲۴	۱۴	کے	کی
ایضا	۱۸	توشک خانہ	توشکخانے
۲۲٦	۱۰	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۴	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۹	قلعہ	قلعے
۲۲۸	۳	نحوت	نخوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	استکبار	استکبار
۱۹۱	۴	ابروی	آبروی
۱۹۲	۱۱	اُتھایا تھا	اُتھائی تھی
ایضا	۱۳	تمھارا سے	تمھارے
۱۹۴	۱۲	قلعہ	قلعے
۱۹۵	۱	قلعہ	قلعے
ایضا	۵	قلعہ	قلعے
ایضا	۸	قلعہ	قلعے
ایضا	۹	گولہ	گولے
ایضا	۱۰	قلعہ	قلعے
۱۹۷	۱	قلعہ	قلعے
۱۹۹	۱۶	قلعہ	قلعے
۲۰۰	۸	اذوقہ	اذوقے
۲۰۱	۱۲	قاعدہ	قاعدے
۲۰۲	۱	سوار	سوار
ایضا	۱۹	اذوقہ	اذوقے
۲۰۵	۷	مصالحہ	مصالحے
۲۰۷	۱۲	معروضہ	معروضے
ایضا	۲۱	روسی	روپی
۲۱۱	۳	داحل	داخل
ایضا	۱۰	صلح	مصلح
۲۱۲	۲	تشفی	تشفی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۱	۱۸	ترکہ راو	ترکہ راونے
۲۲۳	۱۷	لے	کے
۲۲۴	۴	نیگت	ینگت
ایضا	۱۹	معروضہ	معروضے
۲۲۵	۷	اندیث	اندیشے
ایضا	۸	اپنے	اپنی
ایضا	۱۴	معروضہ	معروضے
۲۲۶	۱	معروضہ	معروضے
ایضا	۱۴	اذوقہ	اذوقے
ایضا	۱۶	مثوبات	مثوبات
۲۲۷	۱۶	او	اور
ایضا	۲۰	کی	کے
۲۳۱	۷	حیمہ	خیمہ
ایضا	۸	حلم	حلیم
۲۳۲	۵	کے	کی
۲۳۳	۱۴	بھالت	جھالت
ایضا	۱۶	نرلھا	نرکھا
۲۳۵	۹	باہر	باہر
۲۳۶	۱	لو	کو
۲۳۸	۲۰	لما	بلا
۲۳۹	۲۰	مثل	مثل
۲۴۳	۹	کے	کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۰	اذوقہ	اذوقے
۲۴۴	۱۸	ایسے	ایسی
ایضا	۲۰	بھرتے	بھرتے
۲۴۹	۸	لیئے	گئے
۲۵۳	۳	جہاں	جلا
ایضا	۱۹	کی	کے
۲۵۶	۳	پار	پالے
ایضا	۱۶	اذوقہ	اذوقے
۲۵۷	۱۳	کوتہ	کوتے
۲۵۹	۲۱	بر	پر
ایضا	ایضا	برشاوین	برساوین
۲۶۲	۱۹	کی	کے
۲۶۳	۱	کھول	کھول
۲۶۴	۲	اذقہ	اذوقے
ایضا	۱۷	ترا	پرا
۲۶۵	۱۹	اسکوتہ	اسکوتے
۲۶۶	۱۰	اُس سے	اُسے
ایضا	۱۴	یک	ایک
۲۶۸	۲۱	دروازہ	دروازے
۲۷۰	۸	ارادہ	ارادے
۲۷۱	۱	شاکوتہ	شاکوتے
۲۷۳	۴	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۲۰	ماسن	پاسن
۲۷۸	۴	سلتا	سکتا
۲۷۹	۱۲	عمل	عمل مین
۲۸۱	۶	کھر	گھر
۲۸۲	۷	رکھین	رکھین
ایضا	۲۰	حوالہ	حوالے
۲۹۰	۱۴	بنوبی	جنوبی
۲۹۱	۱۷	مسلح	مسلح
۲۹۴	۲	انارپزون	انگریزون
ایضا	۷	سنگری	سنگری
ایضا	۸	گئی	گئی
۲۹۵	۱۱	جست	چست
۲۹۶	۱۴	ایک	ایک
۲۹۸	۷	ور	اور
ایضا	۸	بہ	بہ
۳۰۰	۱۲	بیٹھتے	بیٹھتے
۳۰۱	۱۰	اُنکے	اُنکی
۳۰۴	۱۹	نیزہ	نیزے
۳۰۵	۱	تورگ	توزگ
ایضا	۱۴	بیتی	بختی
۳۰۶	۴	کی	کے
ایضا	۱۳	ہوانا	ہونا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	سینہ	سینے
۳	۱۰	شادیانہ	شادیانے
۳	۱۰	حملہ	حملے
۲	۱	سرگردگی	سرکردگی
۲	۲	شونفر	سونفر
۲	۱	با	باہم
	۱	یک	ایک
۲	۶	خیمہ	خیمے
۱۸	۱۹	سیساہین	سیناپتن
۳	۱۰	اپنے	اپنے
۱	ایضا	بھتیجے	بھانجے
۱	۱۰	انلریز	انگریز
۱	۳	منصوبہ	منصوبے
۲	۱۹	لردیا	کردیا
	۳	طبقہ	طبقے
۱	۲	ں	اس
۱	۱۸	ترّ	برّا
	۱	قلعہ	قلعے
	۱	گی	کی
	۷	جنگ	جنگ
	۱۰	صالح	صالح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۲۰		ہو
۳۴۹	۱۰	سوارن	سوارون
ایضا	۱۸	سرانجام	سرانجام
۳۵۲	۳	اذوق	اذوقے
۳۵۹	۷	طرج	طرح
۳۶۳	۱۲	انلریز	انگریز
ایضا	۲۱	ما	نا
۳۶۶	۲	کوح	کوچ
۳۷۰	۱	خوابگاہ	خوابگاہ
ایضا	۱۵	ھر	پھر
۳۷۴	۲	ہی کب س	ہی کہ اب اس
۳۷۵	۶	مابت	ثابت
۳۷۶	۲۱	حریف	حریف
۳۷۸	۲	لرے	لڑنے
۳۷۹	۱۴	سوقت	اُسوقت
۳۸۶	۳	نارنا	اُتارنا
ایضا	۲۱	آتھ	آتھ
۳۹۶	۵	طتار	طیّار
۳۹۸	۱	انلریز	انگریز
ایضا	۱۴	پرا	پرّا
۴۰۰	۲۱	عیساً	عیسائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۱	۲۱	کہی	کہی
۴۰۳	۲	ث	ت
۴۰۵	۱	خاندان	خاندان
۴۰۷	۲۱	ر	کر
۴۰۸	۱	بادریون	پادریون
۴۱۷	۱۵	ینے	اپنے
۴۲۳	۱۰	نکہبان	نگہبان
۴۲۸	۱۰	سپاہون	سپاہیون
۴۳۲	۴	گزارس	گزارش
ایضا	۱۵	دیکھے دیکھے	دیکھتے دیکھتے
۴۳۳	۱۱	اُسکا	اُسکی
ایضا	۲۱	لپنی	کپنی
۴۳۹	۱	روے	رویئے
۴۴۳	۲۱	جونھ	چونھ
۴۴۷	۳	بن	بن
۴۵۱	۲۰	مصالحہ	مصالحے
۴۵۲	۲۱	بھر	بھی
۴۵۴	۱۷	ستارہ	ستاریکو
۴۶۰	۱	بر	پر
ایضا	ایضا	ضر	ضرور
ایضا	۲۰	مور	نامور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۴	۱	ـــر	پر
۴۷۱	۱	لیئے	گئے
۴۷۳	۱۶	افروختہ	افروختہ
۴۷۶	۱۰	گھبرا کیئے	گھبرا گئے
۴۷۷	۱۲	جنگلیپٹ	جنگلیپت
۴۸۰	۱۷	رلھنے	رکھنے
۴۸۲	۱۰	کے	کی
۴۸۳	۲۱	دنا	دیا
۴۸۵	۱۰	ہوی	ہوئی
۴۸۸	۱۶	پشت	پشت مبارک
۴۸۹	۱	ایش	پیش
ایضا	۱۵	لچھ	کچھ
ایضا	۲۰	لچھ	کچھ
۴۹۲	۹	نرکھتا	نرکھتا
۴۹۸	۸	گیا	گیا
۵۰۰	۵	خون	خون
۵۰۲	۵	لے	نے
۵۰۹	۱۳	فرناستانی	فرنگستانی
۵۱۰	۳	مجون	معجون
ایضا	۴	بر	پر
۵۲۵	۲۱	پینچا	پہنچا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	موصف و	موصوف
۵	۲۱	کے	کے
۵	۱۰	پہنچ	پہنچ
۵	۱۵	کر	کر
۵	۱۹	لشتی	پشتی
۵	۱۸	لی	کی
۵	۹	بور	پور
	۸	کرُ	کئی
	۳	پشاکین	پوشاکین
۱	۹	ہور	ہو کر
	۱۰	فتہ	فتح
	۱۵	گھبرا	گھبرا
	۱	کاہ	گاہ
	۱	لو	کو
	۴	ساطان کے	غنیم کے
	۱۰	اُسنے	اُسے
	۲۱	ماضر	حاضر
	۱۴	جلی	جگی
	۱۴	لھمم	کھمم
	۸	ساتھ	ساتھ لے
		کرکے	کرکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶۴	۱	لھول	کھول
ایضا	۴	ہو لیئے	ہو گیئے
ایضا	ایضا	حابک	چابک
۵۶۵	۲۰	لے	کے
ایضا	۲۱	ہراوا پر	ہراول پر
۵۶۶	۱۵	پر	پرے
۵۶۷	۵	منگال	ستی منگل
۵۷۰	۸	لو	پو
۵۷۱	۱۶	لچھ	کچھ
۵۷۳	۱۳	طرف	طرف
۵۸۳	۱	لولوان لی	لوگون کی
۵۸۵	۲۱	لو	کو
۵۹۲	۱	لیئے	گیئے
۵۹۴	۹	لرے	کرے
۵۹۵	۱۶	شادی	سال
۵۹۶	۸	لیچھری	کچھری
ایضا	ایضا	ہزار	چار ہزار
ایضا	۱۶	ساطین	سلاطین
۵۹۷	۹	پھول	بھول
۶۰۰	۲۱	تدر	تدبیر بن
۶۱۵	۳	اسلام حمت	اسلام وحمیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱۷	۸	لردیتا	کردیتا
۶۱۹	۱۰	توبون	توپون
۶۲۰	۱۶	لھو	کھول
۶۲۲	۱۰	بحرم	محرم
۶۲۴	۱	سلنم	سلام
۶۲۵	۱۷	بیجے	نیچے
۶۲۶	۶	نشن	نشان
۶۲۷	۱	مازندرن	مازندران
ایضا	۵	دوسے	دوسرے
ایضا	۱۶	لے	کے
۶۲۸	۱۲	اکبسوبن	اکتیسوبن
۶۳۲	۱	لنجام	گنجام
۶۳۶	۶	جارون	چارون
۶۳۹	۱	نادانی	نادانی
۶۴۹	۳	کاری ساز	کاڑی ساز
۶۵۵	۳	پن سی	پان سی
۶۵۸	۱۷	سونے	ہونے
۶۶۰	۴	لاکھ	لاکھ
۶۶۱	۳	ہندوون	ہندوون
۶۶۲	۲	خاف	خلاف
ایضا	۲۱	بہیجکر	پہنچکر
۶۶۳	۳	کے	کی
ایضا	۱۰	کے	کی
۶۶۹	۳	پر	کا
ایضا	۵	ور	اور
ایضا	۶	کے	کی
۶۸۰	۲۱	تظعیم	تعظیم
۶۸۲	۱۰	سپگار	ستگار
۶۹۱	۴	عدا	اعدا
۶۹۳	۱	لتنی	گنتی
۷۱۲	۱۹	ہ	ہو
۷۱۳	۱	،	نم
۷۲۸	۴	تے	لے
۷۳۰	۱۷	بجاتے	بھاگتے
۷۳۴	۱	پرسے	برسے
۷۴۷	۱۹	طریقہ	طریقہ
۷۴۹	۱۳	مترک	متبرک
۷۵۲	۳	کہد یتے	کہہ دیتے